اگر تم علم نہیں رکھتے، تو اہل علم سے دریافت کرو (القرآن)

فتاویٰ بحر العلوم

تصنیف لطیف

بقیۃ السلف حجۃ الخلف بحر العلوم

حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی دامت برکاتہم القدسیہ



فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اگر تم علم نہیں رکھتے، تو اہل علم سے دریافت کرو

فتاویٰ بحر العلوم

4

تصنیف لطیف

بقیۃ السلف حجۃ الخلف بحر العلوم

حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی



شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

042-37246006

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

فتاوی بحر العلوم

ترتیب وتقدیم: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف
تصحیح وتخریج وتحقیق: مولانا عبد السلام رضوی، استاذ جامعہ نوریہ رضویہ باقر گنج بریلی شریف
مولانا محمد حنیف خاں رضوی، مولانا محمد شعیب رضا خاں

باہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	اپریل 2010ء / ربیع الثانی 1431ھ
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	مولانا شمس الدین برکاتی مولانا زاہد شاہدی اور ساتھی
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزنگ 0345-4653373
قیمت	روپے

برادرز
اردو بازار لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو مطلع ضرور فرمائیں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

کتاب البیوع

[illegible]

کتاب البیوع

خرید وفروخت کا بیان

بیع غرر کا بیان

بیع سلم کا بیان

بیع صرف کا بیان

اجارہ کا بیان

رہن کا بیان.......... ۵۵

منافع بینک وڈاک خانہ کا بیان

سود کا بیان

بیمہ کا بیان

عقد فاسد کا بیان

شرکت کا بیان

مضاربت کا بیان

کتاب السیر

کتاب الحدود

ایمان وکفر کا بیان

ارتداد کا بیان

احکام مرتدین کا بیان

تکفیر وہابیہ کا بیان

بدمذہبوں سے میل جول کا بیان

توبہ وتجدید ایمان کا بیان

رد بد مذہباں کا بیان

کتاب الأیمان والنذور

منت کا بیان

کفارہ کا بیان

کتاب الحدود والتعزیر

حدود کا بیان

تعزیر بالمال کا بیان

قطع تعلق کا بیان

مظالم کا بیان

کتاب الصید والذبائح

صید کا بیان

گواہی کا بیان

فہرست مسائل ضمنیہ

خرید وفروخت کا بیان

(۱۔۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) یہاں ایک دیوبندیوں کا مدرسہ ہے انہوں نے سالانہ کیلنڈر چھپا کر شہر میں غیر قوم کو یعنی جو بھی بازار میں ملے کافروں کو کیلنڈر ۲۵؍روپے سے لے کر ۵۰ روپے تک فروخت کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں یہ روپے عربی مدرسہ کے لیے اس کے اندر غریب بچوں کا نام لے کر فروخت کر کے روپے کما رہے ہیں کیا شریعت میں کافروں کے روپے جائز ہیں یا نہیں مع دست خط ومہر کے جواب تحریر فرمائیں۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ایک مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں مسلک اعلیٰ حضرت کا مدرسہ فیض الرسول چل رہا ہے اس مدرسہ کو وہابی اور کافروں کا روپیہ شریعت میں جائز ہے یا نہیں مع دست خط ومہر کے جواب تحریر فرمائیں۔ المستفتی: احمد جان نظامی

الجواب

(۱) سوال میں جو صورت مذکورہ ہوئی وہ چندے کی نہیں ہے خرید وفروخت کی ہے تو جو کچھ ان غیر مسلموں نے دیا بطور قیمت دیا اس میں حرام ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ﴾ [البقرة:۲۷۵]

اللہ تعالیٰ نے بیع حلال قرار دی ہے۔ اور اگر چندہ بھی وصول کیا ہو تو اس میں آپ کو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے ایک غیر مسلم نے دوسرے غیر مسلم کو چندہ دیا کیونکہ دیوبندیوں پر بھی تو کفر کا فتویٰ ہے۔

(۲) مسجد میں کسی غیر مسلم کا چندہ نہیں لگ سکتا ہے۔ چاہے ہندو ہو یا وہابی وغیرہ۔

"ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب"

مدرسہ میں چونکہ طلبہ پڑھتے ہیں، اس لیے سبھی کی امداد قبول کی جا سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں البتہ اس کا خیال رہنا چاہیے کہ کہیں چندہ دیتے دیتے اپنا حق نہ جتانے لگیں۔ بہت سے ایسے تجربے ہوئے ہیں احتیاط کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۳۰ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے ایک تجارت شروع کی جو ذیل ہے جس میں زید نے پچاس آدمیوں کی ایک ٹولی بنائی ہر ایک آدمی سے زید نے ماہانہ بیاسی روپیہ نو مہینے تک جمع کرنے کو کہا۔ پہلے مہینہ سب لوگوں کے بیاسی روپیہ

جمع کرنے کے بعد زید نے پچاس آدمیوں کے بیچ قرعہ اندازی کر کے کسی ایک کو چھ سو روپیہ کی ایک سائیکل بطور انعام دیا پھر دوسرے مہینے میں انچاس آدمیوں کے بیچ قرعہ اندازی کر کے کسی ایک کو انعام میں ایک سائیکل دی اسی طرح اٹھ مہینے تک قرعہ اندازی کر کے ہر ایک کو ایک سائیکل انعام دیتا رہا آخر نو ویں مہینے میں بیالیس آدمی بچ رہے زید نے سب کو ایک ایک سائیکل دے دی مگر یہ بیالیس آدمیوں نے اپنا کل روپیہ نو مہینے تک کل سات سو اڑتیس روپیہ جمع کیا زید کو ایک آدمی سے ایک سو اڑتیس (۱۳۸) روپیہ کا نفع ہوا سب کو انعام دینے کے بعد زید کو نو مہینے میں لگ بھگ پانچ ہزار روپیہ کا نفع ہوا۔

الف۔ یہ نفع کیسا ہے۔

ب۔ اس نفع کو اپنے امور میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں۔

نوٹ:۔ زید سب ہی لوگوں کو واضح طور سے سبھی باتوں سے آگاہ کر دیتا ہے۔

المستفتی: ضیاء الحسن، پرانی بستی لال چوک مبارکپور

الجواب

شریعت کے نزدیک یہ تجارت جوئے میں داخل ہے۔ اور اس طرح جو منافع زید یا پچاس آدمیوں کی ٹولی کمائے گی سب ناجائز و حرام ہوگا۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ [المائدة: ۹۰]

بے شک شراب اور جوا اور بت پرستی اور فال کا تیر ناپاکی ہے اور شیطان کا کام ہے تو اس سے بچتے رہنا کہ تم فلاح پاؤ۔

اور شریعت میں جوا اسی کو کہتے ہیں کہ شرط لگانے والے کو یہی نہیں معلوم ہوتا کہ ہم کو آئندہ کتنا ملے گا۔ یا کیا ہوگا۔ رقم سب فائدہ کے لیے لگاتے ہیں، مگر زید نے سب کو سائیکل کے نام پر خوش کر کے انہیں کی جمع کردہ رقم سے مفت پانچ ہزار کے قریب مار لیا، یہ تجارت نہیں دھوکہ بازی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو

(۴۔۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

بعد احترام غلام عرض پرداز ہے کہ پہلی فرصت میں مذکورہ سوالوں کے جوابات مرحمت فرمائیں۔

(۱) زید بسلسلہ تجارت اپنا شریک کا اپنی اولادوں میں سے کسی ایک کو اپنا ۔۔۔ کا بنا سکتا ہے کہ نہیں؟۔

(۲) اگر بنا دیا ہے تو ایک اولاد مذکورہ بنائے حصہ کا مالک ہو سکتا ہے؟۔

(۳) مذکور متعینہ حصہ کو اگر کل یا بعض والد یا اولاد لے لے تو حقوق العباد میں گرفتار ہونگے کہ نہیں؟۔
(۴) گھریلو اخراجات کو جانبین میں سے کوئی ایک برداشت کرے گا یا مشترکہ دولت سے؟۔
(۵) مشترکہ نفع میں سے اگر کوئی چیز خریدی گئی تو جانبین میں سے ہر ایک حقدار ہوگا یا کوئی ایک ہی؟۔

خصوصی عنایتوں کا حق دار ادنی غلام محمد امین الدین ۱۷ رشعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

الجواب

(۱۔۲) لڑکا اگر باپ کی پرورش میں ہے اور کاروبار دونوں کا ایک ہے جیسا کہ سوال کی عبارت سے ظاہر ہے تو لڑکا باپ کا مددگار قرار دیا جائے گا۔ اور پورا مال باپ کا ہوگا۔

تنقیح فتاوی الحامدیہ میں ہے: "اما قول علمائنا اب وابن یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شئ ثم اجتمع لهما مال یکون کله لاب اذا کان الابن فی عیاله فهو مشروط کما یعلم من عباراتهم بشروط اتحاد الصنعة وعدم مال سابق لهما و کون ابن فی عیاله واذا عدم واحد منها لایکون کسب الابن للاب والنظر الی ماعللوا به المسئلة من قولهم لان الابن اذا کان فی عیاله یکون معینا له فیما یصنع فمدار الحکم علی ثبوت کونه معینا له"

اس سے ثابت ہوا کہ لڑکا باپ کے عیال میں ہو تو شرکت ناجائز ہے اور مال کا مالک والد ہوگا۔

(۳) تیسرے مسئلہ کا جواب بھی اسی سے واضح ہے کہ جب وہ والد کا ہے تو دوسرا جو بھی لے ضرور حقوق العبد میں گرفتار ہوگا۔

بعد والے دونوں مسئلے اس شکل میں متفرع ہونگے کہ شرکت جائز ہو اور اس کی یہ صورت ہے کہ لڑکا باپ سے الگ رہتا ہو، اس کا خاندان علیحدہ ہو اور اس صورت میں گھریلو اخراجات کے بارے میں جیسا ان دونوں میں طے ہوگا یعنی شرکت کرتے وقت ویسا ہی حکم ہوگا۔

(۵) مشترکہ مال سے اگر کوئی چیز ایک شریک اپنے لیے خریدے تو چیز اس کی ہوتی ہے اور شریک کے حصہ میں وہ تاوان ادا کرے گا، یعنی شریک کو آدھے کا معاوضہ دے گا۔ اور مشترکہ طور پر خریدی تو دونوں مالک ہوتے ہیں، یہ سارے مسائل عام کتب فقہ میں باب شرکت میں ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۴ رشوال المکرم ۱۴۰۹ھ

(۱۲۔۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عبد المجید اور عبد الماجد دو حقیقی بھائیوں کے درمیان مکان کا حصہ خریدنے اور بیچنے کی بات سے تفرقہ پیدا ہوا۔ عبد المجید نے زبانی بیع کے ذریعہ پنچوں کی موجودگی میں اپنے حصہ کا مالک عبد المجید کو بنایا۔ او

ردولاکھ ستر ہزار روپیہ قیمت بھی وصول کرلی۔ لیکن بعد میں رجسٹری کرنے سے انکار کردیا۔ عبدالماجد نے اس صورت حال پر علما سے استفتا کیا۔ اور جو جواب ملا اسے عبدالمجید کے سامنے پیش کردیا۔ واضح ہو کہ مکان میں دونوں بھائی مشترکہ طور پر رہتے ہیں۔ عبدالمجید نے فتوی پڑھنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ میں فتوی نہیں مانتا۔ اور نہ ہی زبانی طور پر کہنے سے مکان بک جاتا ہے۔ چونکہ میں نے رجسٹری وغیرہ کسی قسم کی کوئی دستاویز تحریر نہیں کی ہے۔ اس لیے مکان میرا ہی ہے۔

اس لیے مندرجہ ذیل کے شرعی جواب مطلوب ہیں:

(۱) زبانی بیع کرنے اور اس کے بعد لاکھ دولاکھ روپیہ وصول کرنے کے بعد عبدالمجید کو مکان سے دستبردار ہونے کا شرعی حکم مفتیان کرام نے بتادیا۔ لیکن عبدالمجید نے صریحا انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں فتوی نہیں مانتا۔ بلکہ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ میں نے رجسٹری نہیں کی ہے۔ اس لیے مکان میرا ہے۔ ایسا کہنے اور شریعت مطہرہ سے انکار کرنے پر عبدالمجید کے لیے کیا حکم ہے؟

(۲) اگر احکام شرع کا انکار عبدالمجید پر لازم آتا ہے۔ تو عوام الناس کے اس بات سے آگاہ ہوجانے کے بعد عبدالمجید کے گھر شادی بیاہ یا کسی قسم کی دعوت وتقریب میں شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو دعوت میں شرکت کرنے والوں پر حکم شرع کیا آئے گا؟

(۳) کیا عبدالماجد کو شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ مکان سے عبدالمجید کو بے دخل کردے یا مکان کے عوض دی گئی رقم کو عرصہ دوسال کے بعد آج کی مالیت کے مطابق واپس لے سکتے ہیں؟

مستفتی: عبدالماجد مکان نمبر ڈی ۴۴ دیوناتھ پورہ وارانسی

الجواب

(۱) اسلامی فتوی کا انکار کلمہ کفر ہے۔ قائل کو توبہ واستغفار، تجدید ایمان، تجدید نکاح کرنا چاہیے۔ درمختار میں ہے نو ما فیہ اختلاف یومر بالتوبۃ و الاستغفار و تجدید النکاح۔ ۲۹۹/۳)

(۲) اعلی حضرت فاضل بریلوی نے گناہ کبیرہ کرنے والے کے بارے میں لکھا: مسلمان اسے ایک لخت چھوڑ دیں۔ اور اس سے سلام وکلام اور میل جول سب بند کردیں۔ جب تک کہ صدق دل سے توبہ نہ کرے۔ اس سے زیادہ یہاں کیا سزا ہوسکتی ہے۔

(۳) جب شرعا وہ مکان عبدالماجد کا ہوگیا تو اس کو اس پر قبضہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ البتہ بیع فسخ کرنے کی صورت میں اس نے جتنی رقم قیمت میں دی تھی اس سے زائد وصول کرنا ناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۲ر محرم ۱۴۲۴ھ

(۱۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

اس سال ۷/اپریل ۲۰۰۳ء عرس مقبولی قادری ہانگل میں رات کو محفل وعظ و بیان میں ایک عالم دین نے ایک دینی کتاب سوانح مقبول کا اجراء کیا اور کہا کہ جو کوئی اس اجراء والی کتاب کی زیادہ قیمت کی بولی لگائے گا اس کو یہ کتاب دی جائے گی۔ اور جو رقم حاصل ہوگی وہ براہ راست کشمیر میں رہنے والے سجادہ نشین کو روانہ کی جائے گی۔ اس پر ایک آدمی نے ایک سو بارہ روپیہ (کل تین کتابوں کی قیمت) پانچ سو روپیہ لگائی۔ اس پر ایک دوسرے شخص نے ان کتابوں کی بولی چھ سو روپیہ لگائی۔ لیکن تیسرے شخص نے پانچ ہزار روپے کی بولی لگائی۔ اس پر اس عالم دین نے اس شخص کو پچیس ہزار کے مجمع کے سامنے پانچ ہزار روپے لے کر ایک سو بارہ روپیہ کی کتابیں دیں اور اس کی تعریف کرتے ہوئے اس نیک کام کے لیے دعائیں دیں۔

اس معاملے پر مسلمانوں کو اعتراض ہے کہ دینی کتابوں کی بولی لگانا ناجائز ہے۔ چند مسلمان کہتے ہیں کہ دینی کتاب کی بولی لگا کر زیادہ رقم حاصل کر کے اس کو کار خیر میں لگانا مستحسن کام ہے۔ اس کا ثبوت وہ لوگ یہ دیتے ہیں کہ کتاب کی نیلامی کرنے والے خود مفتی ہیں ور اس وعظ و بیان کی محفل میں اسٹیج پر موجود علمائے دین اور مفتیان کرام کا خاموش رہنا بھی جواز کی سند ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) کیا ایک عالم دین کم قیمت ہدیہ والی کتاب کو نیلام کر کے زیادہ قیمت حاصل کر سکتا ہے؟

(۲) کیا بولی لگانا جائز ہے؟

(۳) اور بولی میں حصہ لگانے والوں کے لیے کیا حکم ہے؟

(۴) کیا محفل وعظ و بیان میں علمائے دین کا خاموش رہنا، کیا نیلام کے جواز کی سند ہے؟

یہاں کے سارے مسلمانوں میں اس بات کو لے کر کھلبلی مچ گئی ہے اور بدمذہب والے اس کو ہوا دے کر اٹھانے کے چکر میں ہیں۔ برائے کرم مستند ثبوتوں کے ساتھ اس مسئلے پر روشنی ڈالیں اور اس خطہ کے مسلمانوں پر احسان عظیم فرمائیں۔ اس معاملہ کا ضرور جواب دیں تا کہ عام مسلمانوں کا بھی ذہنی انتشار دور ہو جائے۔

المستفتی: احقر ابوالحسن مکاندار ہانگل شریف

الجواب

آپ نے سوال میں خواہ مخواہ شقیں پیدا کر کے بات لمبی کر دی۔ آپ کو تو صرف یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ کسی کم قیمت چیز کو نیلام کرنا اور اس کا زیادہ دام وصول کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ اس کا مستند جواب چاہیے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے اس کا ثبوت مل جاتا ہے تو اس سے کیا غرض کہ کس نے بیچا اور کس نے خریدا۔ اور اس وقت وہاں کون کون لوگ موجود تھے۔ تو آپ اپنے سوال کا

جواب سنئے۔ یہ حدیث شریف مشکوۃ شریف میں دو جگہ موجود ہے: ایک ص ۱۶۳ پر یہاں تفصیلی حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے ابوداؤد اور ابن ماجہ کے حوالہ سے ہے۔ اور دوسری ص ۲۴۹ پر ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ کے حوالہ سے الفاظ یہ ہیں:

باع رسول الله ﷺ حلسا و قدحا فقال من يشترى هذا الحلس والقدح فقال رجل آخذهما بدرهم فقال رسول الله ﷺ من يزيد على درهم مرتين او ثلثا فاعطاه رجل درهمين فباعهما عنه۔ (مشكاة:٢٤٩)

رسول اللہ ﷺ نے ایک ٹاٹ اور ایک چھوٹا پیالہ بیچا اور فرمایا اسے کون خریدیگا۔ تو ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ان دو چیزوں کو ایک درہم میں خرید لوں گا۔ تو حضور ﷺ نے اس پر دو بار آواز لگائی یا سہ بار آواز لگائی، کون اس سے زیادہ دیگا؟ تو ایک دوسرے صحابی نے کہا یا رسول اللہ میں یہ چیزیں دو درہم میں خرید لوں گا تو آپ نے اس ٹاٹ اور پیالے کو اس دوسرے شخص کو دو درہم میں بیچ دیا۔

یہ حدیث صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ حضور ﷺ نے کئی بار آواز لگائی اس سے زیادہ کون دیگا؟ اس سے زیادہ کون دیگا؟ اس کو ہماری اردو زبان میں نیلام کہا جاتا ہے۔ اور عربی میں بیع من یزید یا بیع المزاد کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے:

دریں حدیث دلیل است بر شرعیت بیع من یزید۔ (اشعۃ اللمعات جلد سوم ص ۳۶)

اس حدیث میں دلیل ہے کہ چیزوں کو نیلام کے طریقہ پر بیچنا جائز ہے۔ اس حدیث میں آپ کے تینوں سوال کا جواب ہے۔ نیلام کر کے زائد دام وصول کرنا جائز ہے۔ کس نے نیلام کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے، کس نے خریدا؟ صحابی رسول نے۔ وہاں کون لوگ موجود تھے؟ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم اجمعین۔

امام ابن ہمام جن کے بارے میں علما کا بیان ہے کہ یہ اجتہاد کے درجہ تک پہونچے تھے اپنی شہرہ آفاق تصنیف فتح القدیر میں فرماتے ہیں: لو باع كاغذة بالف يجوز و لا يكره۔ کسی نے ایک چھوٹے کاغذ کا ٹکڑا ایک ہزار میں بیچا تو جائز ہے اس میں کوئی کراہت نہیں۔ رہا یہ سوال کہ دینی کتابوں کی بولی لگانا ناجائز ہے۔ یہ جن کی بات ہے دلیل ان سے پوچھی جائے کہ آپ نے یہ مسئلہ کس مستند کتاب میں دیکھا حوالہ دیں۔ آخر دینی کتابوں کو خریدتے وقت بھی تو بھاؤ تاؤ کیا جاتا ہے۔ یہی تو بولی لگانا ہوا۔ اگر یہ جائز ہے تو نیلام کیوں ناجائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۷ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

(۱۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید جو کہ اپنے آپ کو عالم دین کہتا ہے ایک دینی ادارہ کا صدر مدرس بھی ہے، اس نے اپنے باپ کی زمین باپ کی اجازت سے دو ایکڑ اٹھاون ہزار روپیوں میں عمر کو فروخت کیا، تقریبا سات سال قبل چند گواہوں کے روبرو سودا طے پایا اور پوری قیمت عمر سے وصول کیا، آپس میں معاہدہ طے پایا کہ رجسٹری کے لیے جو بھی قانونی رکاوٹیں ہیں وہ سب زید اپنے خرچ سے حل کرا کر خریدی کر کے دیں گے۔ وعدہ کے مطابق زید نے ایسا نہیں کیا سودا طے پانے کے پانچ سال بعد عمر نے رجسٹری کرانے کا مطالبہ کیا تو زید نے کہا تمہاری میعاد ختم ہو چکی ہے، اب میرے باپ اور بھائی وغیرہ زمین دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ سودا کرتے وقت زید نے مکمل ذمہ داری لی تھی۔ صرف قانونی طور پر رجسٹری نہیں ہوئی تھی۔

زید کو کافی سمجھانے پر بھی وہ معاہدہ کے مطابق عمر کو نہ تو زمین رجسٹری کر دینے کے لیے تیار ہے نہ ہی عمر کی رقم واپس کرنے پر تیار ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں زید کے لیے شریعت مطہرہ کا از روئے قرآن وحدیث کیا حکم ہے کیا اسکو کسی دینی منصب یا کسی ادارہ کا صدر مدرس بنایا جا سکتا ہے؟ کیا اس کی امامت درست ہے؟ برائے مہربانی جواب باصواب سے مطمئن فرمائیں۔ المستفتی: عبدالرزاق ومجیب بھائی

الجواب

سائل نے اگر واقعہ صحیح اور واقعہ کے مطابق تحریر کیا۔ تو صورت مسئولہ میں مبیعہ زمین زید کی ہوگئی۔ فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص ۸ میں ہے: رجسٹری شرعا ضروری نہ اسے تکمیل عقد میں کچھ دخل شرعا تو صرف ایجاب وقبول کا نام بیع ہے اگرچہ بیع نامہ بھی نہ لکھا جائے۔ تمادی اور ختم میعاد کا شرعا کوئی اعتبار نہیں۔ فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص ۳۸۳ میں بحوالہ اشباہ تحریر ہے: الحق لا یسقط بتقادم الزمان ۔

پس صورت مسئولہ میں زید فروخت شدہ زمین اور اس کی قیمت دونوں سے انکار کر کے ضرور فاسق ہوا۔ اور ایسے شخص کو کسی دینی ادارہ کا صدر بنانا منع ہے۔ اور اس کی امامت ناجائز ہے تاوقتیکہ عمر کا حق نہ ادا کرے۔ واللہ تعالی اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۳ رجمادی الاخری ۱۴۲۴ھ

(۱۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہم نے رمضان سے دس عدد بنارسی ساڑی لیا۔ اور دو عدد ساڑی دوسرے سے لیا رمضان نے کہا ہم ماڑی لکھوا کر بھیج دیں گے، ساڑی کا روپیہ ہم نے نہیں دیا تھا جب ہم سات آٹھ مہینہ پر آئے اور مال مانگا۔ تو نہیں دیا۔ اس پر ہم نے کہا کہ ہماری دو ساڑیاں دیدو تو انھوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں بیچنے

آنے پر کچھ کہیں گے۔ بیان محمد رمضان پورانی بستی۔ ہم نے دس ساڑیاں بنارسی بیچا تو عبدالمجید نے کہا کہ ہم بمبئی جارہے ہیں جانے کے بعد وہاں سے ہم اپنا پتہ بھیجیں گے۔ تو اسی پتہ پر مال کو بھیجنا۔ مگر پتہ نہیں بھیجا ہم نے مال نہیں بھیجا۔ اس کے شاہد محمد امین ہیں ان کے سامنے اجنبی پر بات ہوئی تھی۔ عبدالمجید کے آنے کے بعد تک مال کو ہم نے اسی طرح رکھا تھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ اب مکمل روپیہ لینے پر دیں گے ۔اس لیے کہ ہم کو خطرہ ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ ہم روپیہ نقد نہیں دیں گے تو ہم نے مال فروخت کر ڈالا ساڑی مارٹی لگ جانے پر ہم نے فی ساڑی دس پندرہ روپیہ کم میں بیچ ڈالا، کم بیچنے کے شاہد جمن دلال ہیں۔ محمد رمضان دو ساڑی جو عبدالمجید کی ہیں دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اور عبدالمجید کی ساڑی اپنے نقصان میں رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟۔ رمضان کا مال جو گھاٹا ہوا۔ عبدالمجید سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟۔

الجواب

صورت مسئولہ میں رمضان پر ان دو ساڑیوں کا واپس کرنا اگر وہ موجود ہوں اور بیچ ڈالی ہوں تو اس کا تاوان واجب ہے جب کہ عبدالمجید نے اس لیے دیا تھا کہ اپنے مال کے ساتھ ان کو بھی ان کے پاس بھیج دیں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾ [النساء:۵۸]

بقیہ دس ساڑیاں جس کی بیع عبدالمجید سے ہو چکی ہے۔ ان کو اگر محمد رمضان نے روک لیا تھا تو انکو اس کا حق پہونچتا ہے لیکن اس دوران میں محمد رمضان نے انہیں فروخت کر دیا۔ تو اسمیں جو کچھ نقصان ہوا۔ وہ محمد رمضان کا ہوا۔ عبدالمجید پر ان کا کوئی تاوان نہیں اگر تمام ساڑیاں ہلاک ہو جاتیں تو محمد رمضان کا ہی مال جاتا۔ شامی میں ہے: ”لو ادفع الثوب الی فلان الی ان ادفع لك ثمنه فهلك عند فلان لزم البائع لا ن امساك فلان لاجل البائع ،، نیز اسی میں ہے: ” ولو باعه البائع ففات عند المشتری الثانی فلا ول فسخ البیع وله تضمین مشتری الثانی فیرجع با لثمن علی البائع ان کانقده ،، بہر حال عبدالمجید کو ان ساڑیوں کا دام ادا کرنے پر تبھی مجبور کیا جا سکتا ہے جب کہ رمضان وہ دسوں ساڑیاں انہیں دیں۔ ورنہ عبدالمجید کو شرعاً بیع توڑنے کا حق ہوگا اور ان پر کوئی تاوان نہیں ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم۔

عبدالمنان اعظمی دارالعلوم اشرفیہ ۶ر جمادی الآخری ۸۰ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ　　الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۱۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک زمین جو مسجد سے ملی ہوئی ہے اس زمین کو واقف نے مسجد پر علی اللہ وقف کیا۔ اور زمین

مسجد کے مفاد کیلیے ہے اس زمین کو بیع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقیر محمد مبارک پور

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں اس زمین کی بیع ناجائز ہے۔ عالمگیری میں ہے:" لا یملک بیعه و لا یو رث الخ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی اشرفیہ مبارک پور

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۱۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

قصبہ بھوجپور میں سوت اور کپڑے کی تجارت ہوتی ہے اور کچھ لوگ دلالی پر کام کرتے ہیں تجارت کی مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔ سوت ایک بنڈل نمبر۲۔ والا نقد سولہ روپیہ آٹھ آنہ اور ادھار ایک ہفتہ کیلیے اٹھا رہ روپیہ آٹھ آنہ مزید تاخیر ہونے پر قیمت کچھ اور بڑھ جاتی ہے یہی لوگ تیاری کے بعد کپڑا بھی خریدتے ہیں۔ کپڑے کے دام کیلیے یہ طے ہوتا ہے کہ قیمت میں سوت دیں گے جو بازار بھاؤ تین روپیہ آٹھ آنہ زائد قیمت پر ہوگا۔ کپڑا تیار کرنے والے اپنی مجبوری سے یہ شرط بھی منظور کر لیتے ہیں۔ یہ دوکاندار باہر منڈیوں میں یہ کپڑا فروخت کرتے ہیں۔ ایسا کاروبار شرعا درست ہے یا نہیں؟

سائل مشتاق حسین بھوج پور پیپل سانہ مرادآباد۔

الجواب

سوت کی خریداری کا جو طریقہ آپ نے ذکر کیا ہے اس میں دو خرابیاں ہیں۔ ایک میں تھوڑی ترمیم کر دیجائے تو معاملہ شرعا درست ہوجاتا ہے لیکن دوسری خرابی ایسی ہے کہ جس سے خرید فروخت حرام ہوجاتی ہے۔

(۱) نقد و ادھار دونوں طریقوں کو ایک ہی عقد میں جمع کرنا شرعا ممنوع ہے۔ اور دونوں معاملہ علیحدہ علیحدہ ہوں تو جائز ہے۔ ترمذی شریف میں ہے:" نهى النبى ﷺ عن بيعتين فى بيعة فا ذا صا د فه على احمد هما فلا با س اذا كا نت العقد على احد هما۔ (السنن الکبری:۵/۳۴۲)

حضور ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے اور اگر عقد بیع ایک ہی پر واقع ہو تو کوئی حرج نہیں یہ علماء کی وضاحت ہے۔

(۲) یہ شرط کہ ایک ہفتہ تک ادھار اٹھارہ روپیہ میں اس کے بعد زائد یہ سود ہے اور یہ حرام قطعی ہے۔

قرآن عظیم میں ہے:﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ﴾[ال عمران:۱۳۰]اے ایمان والو! سود بڑھا چڑھا کر مت کھاؤ۔

تفسیر احمدی شریف میں ہے:" انه كا ن الر جل منهم اذا بلغ الدين اجله يقو ل اما ان

تقضی حقی او تربی و ازید فی الاجل ۔ اہل عرب کا دستور تھا کہ قرض کی میعاد ختم ہونے کے بعد کہتے یا تو مطالبہ ادا کرو ورنہ میں مدت بڑھا دیتا ہوں اور تم اس کے بدلہ میں اصل سے زائد رقم دو۔ ان کے اس طرز عمل کی ممانعت کیلیے یہ آیت اتری۔

حدیث شریف میں ہے: "کل قرض جر منفعة فھو حرام ۔(درمنثور:۵/۳۵۰)

قرض کے ذریعہ جو نفع کمایا گیا حرام ہے۔ درمختار میں ہے: "جاز بیع ولا باس بقطن وغزل مطلقا ۔ اوردام میں جو کمی بیشی فریقین کی رضامندی سے ہوتی ہے وہ جائز ہے۔ لیکن چونکہ بنکروں کی اقتصادی حالت سے مجبور کر کے تاجر لوگ اپنے مفاد کے موافق معاملات طے کراتے اور زائد نفع کماتے ہیں اس لیے یہ شرعا قبیح ہے اور اس سے بچنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالمنان اعظمی مبارک پور

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہندہ حج بیت اللہ شریف جانے سے پیشتر اراکین مسجد سے کہتی تھی کہ ہماری جائداد کو مسجد میں لے لیجئے جب ہندہ کو تین دن حج بیت اللہ شریف جانے کو رہ گیا تب ہندہ نے اپنی جائداد کو اراکین مسجد کے نام رجسٹری کر دیا یعنی اپنی جائداد کو صدر مسجد کے نام بیع کر دیا اور حج بیت اللہ شریف سے آنے کے دس ماہ بعد اب ہندہ اپنی جائداد واپس مانگ رہی ہے، حج بیت اللہ شریف سے پہلے ہندہ کی یہ نیت نہیں تھی اور نہ ہندہ نے اپنی زبان سے اس قسم کی گفتگو کی تھی لہٰذا ایسی صورت میں اراکین مسجد ہندہ کی جائداد کو واپس کریں یا نہ کریں؟ شرعا کیا حکم ہے، بینوا وتوجروا، اراکین مسجد وصدر محمد ابراہیم مستری بلرام پور گونڈہ ۲۰ رجون ۵۹

الجواب

جب کہ ہندہ نے اپنی جائداد بیع کر دی یہاں تک کہ اس کی رجسٹری بھی کر دی تو واپسی بغیر فریقین کی مرضی کے نہیں ہو سکتی یہ مسجد کے اراکین کی صوابدید پر ہے کہ اس کا واپس کرنا ہی مسجد کے حق میں بہتر تصور کرتے ہوں تو واپس کر دیں اور واپسی بہتر نہ تصور کرتے ہوں تو واپس نہ کریں صرف عورت کے مطالبہ پر واپس نہیں ہو سکتی۔ ہدایہ میں ہے:" اذا حصل الایجاب و القبول لزم البیع ولا خیار لاحد منھما ۔ (۴/۲) بیع میں ایجاب وقبول ہو جائے تو بیع لازم ہو جاتی ہے اور فریقین میں سے کسی کو بھی بیع ختم کرنے کا اختیار نہیں رہتا ہاں اگر دونوں چاہیں تو باہمی رضامندی سے بیع ٹوٹ جائے گی۔

حدیث شریف میں ہے:" من اقال نادما اقال اللہ عنہ یوم القیمۃ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی ۲۲ر صفر ۱۳۷۹ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک گرہست اس شرط پر کپڑا بنواتا ہے کہ ریشم تارسوت بانا وغیرہ قیمت طے کر کے کاریگر کو دیتا ہے۔مگر بازار بھاؤ سے دو چار روپیہ گراں دیتا ہے۔اور مزدوری کا تعین بھی نہیں کرتا ہے۔مازی کی قیمت تاراور نری بھرائی تانا کی تنوائی سب کاریگر کے ذمہ ہوتی ہے۔اور مال تیار ہونے پر گرہست خود بیچتا اور بچاتا ہے۔اور مال فروخت ہونے پر نفع اور نقصان گرہست کے ذمہ ہوتا ہے۔دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا مستفتی محمد عمر ساکن ولید پورہ اعظم گڑھ

الجواب

سوال میں جو شکل ذکر کی گئی ہے وہ ناجائز ہے۔سامان گرہست نے کاریگر کے ہاتھوں فروخت کردیا تو یہ شرط لگانی ناجائز ہے۔کہ مال ہم ہی بیچیں گے۔

حدیث شریف میں ہے: " نهى النبى ﷺ عن بيع و شرط "(السلسلة الضعيفة:۴۹۱)

اسی طرح منافع میں گرہست کا حصہ لگانا بھی ناجائز ہے۔کہ یہ منافعہ وغیرہ بھی غالبا اسی سوت وغیرہ کے بدلے میں ہے۔جس کو گرہست نے بطور بیع کاریگر کو دیا تھا۔حالانکہ اس کا پورا دام مع منافع کے کاریگر سے وصول کرے گا۔حدیث شریف میں ہے: "كل قرض جر منفعة فهو ربا " واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۶ر جمادی الاولی

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید بسکٹ بیچ رہا ہے اور کتا بسکٹ لے کر بھاگ رہا تھا کہ زید نے اس کتے سے بسکٹ لے کر کافر کو فروخت کردیا، لہذا زید کا ایسا کرنا از روئے شرع کیسا ہے مفصلاً تحریر فرمائیں فقط والسلام۔

المستفتی، نظام الدین ابن صوفی محمد افضل کریم الدین پور گھوسی مئو

الجواب

غیر مسلموں کے ساتھ زید ایسا کرسکتا ہے۔شامی میں ہے:" لو باعه درهماً بدرهمين او باعه ميتة بدراهم او اخذ منهم بطريق القمار فذالك كله طيب له "اسی میں ہے "اذا حصلت الزيادة للمسلم "واللہ تعالی اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ

(۲۳۔۲۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) غلام وباندی کا شرع مطہرہ میں کیا مفہوم ہے اس زمانہ میں جو بنگال وبہار یا امریکہ وغیرہ ممالک میں عورتوں لڑکیوں اور لڑکوں کی بیع کرتے ہیں وہ جائز ہے یا نہیں اس زمانہ میں غلام وباندی پائے جاتے ہیں رقیت کے کیا اصول وشرائط ہیں۔

(۲) ورق نقرہ وورق طلاء کا بطور دوا یا یونہی مٹھائیوں کے ساتھ کھانا جائز ہے دلائل درکار ہیں۔

(۳) آسیب زدہ مریض نے حالت آسیب زدگی میں طلاق دے دیا تو اس کی طلاق کا کیا حکم ہے؟۔

الجواب

(۱) عہد جاہلیت میں غلامی کے متعدد اسباب ہوتے تھے لیکن اسلام نے اس کو صرف ایک طریقہ میں منحصر کردیا۔"محمد مثل الکامل" کے مصنف محمد احمد جاد لکھتے ہیں:

بید ان الاسلام جعل سبیل الرق فداءً وھو محاربۃ الشرعیۃ المنتظمہ لقوم کافرین۔ بعد عرض الاسلام اولاً ثم الجزیۃ فان اجاب الاعداء الی احدھما عصموا انفسھم واموالھم وصارلھم ماللمسلمین وعلیھم ماعلی المسلمین۔ وان ابوا ودارت علیھم الدائرۃ صاروا ارقاء للغانمین بعد اذ ن من الامام۔(صفحہ۲۱۹)

تو اسلام میں اس کے علاوہ رقیت کا کوئی طریقہ نہیں تو آج کل جتنے آدمیوں کی بیع وشرا ہوتی ہے چاہے رضاء سے چاہے جبر سے سب ناجائز وحرام ہے۔

ھدایہ کتاب السیر باب تقسیم الغنائم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ اسلام میں رقیت کی صرف ایک صورت ہوتی ہے۔

(۲) فتاوی رضویہ جلد دوم صفحہ ۷۵،۷۶ میں ہے "فاذا شك او ظن فی طھارۃ ماء او طعام او غیر ذالك ممالیس بنجس العین فذالك الشی طاھر فی حق الوضوء وحل الاکل وسائر التصرفات۔ اسی میں ہے۔" شریعت مطہرہ میں طہارت اور حلت اصل ہے حلت پر حاشیہ ہے یعنی سوا ان اشیاء کے جن میں حرمت اصل ہے جیسے دماء وفروج ومضار، اس حساب سے چاندی حلال ہونا چاہیے کہ پاک اور غیر مضار ہے۔ آپ خود اصل مقام دیکھ لیں۔

(۳) الجنون فنون آسیب زدگی بھی ایک قسم کا جنون غیر مطبق ہے بشرطیکہ مکاری نہ ہو تو اس وقت کے اس کے اعمال وتصرفات کا حکم جنون کا ہی ہوگا اور طلاق واقع نہ ہونا چاہیے۔

بہار شریعت میں ہے کسی نے مجبور کرکے اسے نشہ پلا دیا اور نشہ میں طلاق دیدی تو صحیح یہی ہے کہ

واقع نہ ہوگی (ملخصاً) تو نشہ جس سے اختیار میں طلاق واقع ہو جاتی ہے جبری صورت میں اس سے بھی طلاق واقع نہیں ہوتی تو یہ جنون بھی تو جبری ہے اس میں بدرجہ اولیٰ طلاق نہ ہونی چاہیے بات اصل یہ ہے کہ اپنی مرضی سے پینے والوں کی طلاق حالت نشہ میں شریعت نے سزاءً نافذ کی ہے ورنہ حواس زائل ہونے کی صورت میں قیاس تو یہی چاہتا ہے کہ طلاق نہ واقع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۱ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ

(۲۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

بوقت ذبح جو خون گرتا ہے اس کی بیع تو ناجائز ہے، مسلمان کو حرام چیزوں کی بیع سے دور رہنا ہے، لیکن کافر اس خون سے کافی فائدہ اٹھاتے تھے، انجمن اسلامیہ نے مقدمہ دائر کیا اور فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوا، انجمن اسلامیہ کے لوگوں نے اس خون کو بیچ کر کافی فائدہ وصول کیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس رقم کو اس مد میں خرچ کیا جا سکتا ہے، مسجد یا مدرسہ یا کسی نیک کام میں اس رقم کو خرچ کر سکتے ہیں، انجمن کے لوگ اس رقم کو نیک کام میں خرچ کریں بغیر ثواب کی امید رکھے تو جائز ہے یا نہیں؟ اس کا حیلہ شرعی ہو تو اس حیلہ کی ترکیب تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی، مقصود احمد دارالعلوم غوثیہ سلیم پور دیوریا۔

الجواب

بے شک خون کی بیع ناجائز ہے اور اس سے جو رقم حاصل ہوئی اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ جس سے لیا اس کو واپس کریں وہ نہ ہو تو اس کے ورثہ کو دیں، اگر اس کی بھی کوئی سبیل نہ ہو تو فقیروں کو بلا نیت ثواب دیں

فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۲۷۳-۲۷۴ میں ہے: اگر معلوم یا غالب گمان ہو کہ چرا کر یا ٹھگ کر لایا ہے تو اس کا لینا بھی حرام ہے اور اسے مسجد یا میلاد مبارک یا کسی کار خیر میں صرف کرنا بھی حرام ہے اس کا حیلہ یہ ہے کہ یہ رقم کسی فقیر مسلمان کو ہبہ کر دے اگر چہ اپنے عزیز وقریب مثل ماں باپ بہن وغیرہ کو اور وہ خود اپنی طرف سے اس کار خیر میں صرف کرے (فتاویٰ رضویہ ششم صفحہ ۳۴۴) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۲۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین از روئے شریعت اس مسئلہ میں کہ

۱۹۵۶ء میں ایک صاحب نے اپنا ایک باغ کسی شخص کے حق میں نقد روپیہ لے کر بیع نامہ رجسٹری کر دیا مگر اس شخص نے سرکاری کاغذات میں اپنے نام کا داخل خارج نہیں کرایا حالانکہ قابض واقعی رہا، سرکاری قاعدہ کے مطابق اگر داخل خارج کا عمل بارہ سال کی مدت کے اندر نہ ہو جائے تو ملکیت سابق

بدستور پرانے مالک کی ہی قرار پا جائے گی۔ اب چونکہ نہ اس شخص نے داخل خارج کرایا نہ اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء نے ایسا کیا (حالانکہ قابض ہیں) اس لیے سیلنگ ایکٹ کی نوٹس ان سابق مالک صاحب (اب مرحوم) کے لڑکے کے نام اس باغ کے رقبہ کو بھی شامل کر کے جاری ہوئی۔ ان صاحب کے وارث (لڑکے) نے داخل خارج کا مقدمہ کیا جس پر اس شخص کے ورثاء نے عذرداری کی اور نوسو روپے دے کر صلح کر لیا لیکن سرکاری کاغذات میں اس کا نام درج نہ ہو سکا اور ان صاحب کے لڑکے کا نام بدستور قائم ہو گیا۔ لڑکا۔ (سابق مالک کا) بتاتا تھا کہ اگر وہ لوگ اسے فروخت کرنا چاہیں تو رجسٹری کے کاغذات پر خود دستخط کر دے اور روپے ان لوگوں کو وصول کر لینے دے لیکن وہ لوگ ٹال مٹول کرتے رہے۔

اب یہ نوبت ہے کہ گورنمنٹ اس زمین کو ایکوائر کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے اور معاوضہ دے رہی ہے جو تقریبا ۲۸ / ہزار روپیہ ہوگا۔ مندرجہ بالا حالات میں سابق مالک کے وارث (ان کا لڑکا) کو کیا کرنا بہتر ہے جو خدا کے نزدیک قابل گرفت نہ ہو۔

(۱) کیا اس زمین (باغ پر) سابق مالک کے وارث کے لڑکے کا حق بنتا ہے اگر ہاں تو کس قدر۔

(۲) اگر کوئی حق نہیں بنتا تو وہ سرکاری کاغذات میں اندراج کے مطابق جو معاوضہ پائے اس کا کیا کرے۔

(۳) کاغذات سرکاری میں ملکیت درج ہونے سے جو صعوبتیں وہ اب تک اٹھاتا رہا ہے اس کا کیا بدل ہے۔

المستفتی: اقبال احمد، سکندر پور غازی پور شہر

الجواب

شریعت میں بیع نام ایجاب وقبول کا ہے اور صورت مسئولہ میں تو بدلین پر فریقین کا قبضہ بھی ہو گیا ہے۔ پس شرعا باغ مذکور بائع کی ملک سے نکل کر مشتری کی ملک میں ہو گیا۔ سرکاری کاغذات میں اندراج نہ ہونے کی وجہ سے بیع میں خلل نہیں پڑے گا۔

ہدایہ میں ہے: اذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لاحد منهما ۔(۲/٤)

تفسیر احمدی شریف میں ہے: اما کتابة الدین التی امر الله بها فی قوله تعالیٰ فاکتبوه ۔ فجمهور المفسرین علی انه للندب والاستحباب ولیس بشرط واجب ۔

اس سے معلوم ہوا کہ تکملہ بیع کے لیے شرعا بیع نامہ ہی ضروری نہیں چہ جائیکہ خارج داخل کی کارروائی۔ اب جب گورنمنٹ نے جبرا اس پر قبضہ کر لیا تو اس کے معاوضہ کے مالک خریدار ہی ہوں گے اور بائع کے وارثین کسی طرح اس کے مستحق نہیں ہوں گے ہاں۔ اس کو سلنگ سے بچانے یا دیگر سرکاری قبضہ سے محفوظ رکھنے کے سلسلہ میں جو صرفہ ہوا ہے اس کو اس رقم سے حصہ رسدی وصول کر سکتے ہیں۔

درمختار میں ہے: الظابط ان کل من اجیر ان یفعل مع شریکه اذا فعله احدهما بلااذن فهو متبرع والالا۔(۳/۲۵٤)

اور یہاں پر دوسری والی شکل پائی جارہی ہے۔ اس لیے بائع کے وارثین اخراجات کا حصہ رسدی معاوضہ پانے کے مستحق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۳رر جب المرجب ۵ھ

(۲۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

اپنی بلڈنگ بنا کر عام طور سے پوزیشن بکری کی جاتی ہے۔ اور بکری خریدار کو ہٹایا بھی نہیں جا سکتا مالک مکان اس سے بھاڑا بھی وصول کرتا ہے۔ پھر کرایہ دار اپنی خریدی ہوئی پوزیشن کو دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے جس سے خریدار نے بیچا اس نے کچھ پیسہ زیادہ دیا اس زیادہ پیسہ میں سے کرایہ دار نے کچھ بطور خوشی جس کو تام پلٹائی یا سلامی کہا جاتا ہے۔ مالک مکان کو بھی دیا۔ ایسی زیادتی کا لینا از روئے شرع کیسا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

المستفتی مقبول انصاری ناظم اعلیٰ دار العلوم قادریہ رضویہ زید تھری ۱۰۲ اکر عبدالخیر روڈ کلکتہ ۴۴

الجواب

اس سوال میں جو صورت ذکر کی گئی ہے اس کو فقہی زبان میں حق کی بیع کہتے ہیں۔ شریعت میں اس کو بھی ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

ہدایہ میں ہے: اذا کان اسفل لرجل وعلوه لاخر فسقطا او سقط العلو وحده باع صاحب العلو علوه لم یجز لان حق التعلی لیس بمال یمکن احرازہٗ وانما المال هو محل البیع۔

اسی طرح کرایہ دار اپنے سکونت کے حق کو پگڑی لے کر دوسرے کے ہاتھ بیچتا ہے۔ جو گورنمنٹ کی مداخلت کی وجہ سے مستقل ہو گیا ہے۔ تو یہ بھی ناجائز ہے۔

اشرفیہ کی مجلس شرعی میں کئی نشستوں میں اس پر غور وخوض ہوا۔ کہ کوئی ایسی صورت نکل آئے چاہے جزوی ترمیم کے ساتھ جائز ہو جائے۔ ابھی تو کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ مجلس کسی نتیجہ پر پہونچی تو مطلع کروں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۱رمحرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(۲۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کی زمین مع عمارت بینک میں گروی تھی بینک کو متعینہ وقت پر روپے کی عدم ادائے گی کی وجہ سے نیلامی کا وقت آ گیا۔ زید اپنی زمین پر مع عمارت اپنے چھوٹے بھائی کے نام سے خریدنا چاہتا تھا لیکن

جس کے پاس روپے تھے وہ جان بوجھ کر فرار ہو گیا بکر جو اسی گاؤں کا حاکم کہلاتا ہے اور مدرسہ کا صدر ہے زید کو خبر بھیجوایا کہ یا تو زید خود لے ورنہ بکر وہ زمین مع عمارت مدرسہ کے لیے بتیس ہزار ہی میں لے گا جب کہ اس وقت اس کی قیمت دو لاکھ تک تھی اور بکر نے مدرسہ دستگیر یہ کے سابق ناظم اعلیٰ اور زید کے چھوٹے بھائی کے سامنے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب مطلوبہ روپے دیگا تو اس کو زمین مع عمارت واپس کر دے گا یہ وعدہ کر کے رجسٹری کرالیا۔ اب زید کو جب کچھ دنوں کے بعد مطلوبہ رقم حاصل ہو گئی تو اس نے زمین مع عمارت واپسی کا مطالبہ کیا تو بکر اپنے وعدہ سے پھر گیا یہ کہکر کہ اسی پر مدرسہ بنے گا۔

تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس طرح دھوکہ دے کر قبضہ کرنا جائز ہے؟ اس پر کسی طرح کی تعمیر جائز ہے؟ کیا شرع شریف بکر کو زمین مع عمارت واپسی کا حکم دیتی ہے؟ بکر کی وعدہ خلافی کا شرع میں کیا حکم ہے؟ برائے کرام مع حوالہ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محبوب خان حسن خان پٹھان مدنی میاں عربک کالج مقام ہبلی کرناٹک

الجواب

بکر نے زید کی زمین مذکورہ فی السوال کا دو معاملہ کیا ایک بینک یا کچہری والوں سے یہ بیع فضولی ہوئی اور دوسرا معاملہ خود زید سے کہ اس نے یہ وعدہ کیا کہ زید جب روپیہ دیدے گا تو میں اس کی زمین مع عمارت واپس کر دوں گا یہ اگر اپنی شرائط کے ساتھ ہو تو اس کو شریعت میں بیع وفا کہا جاتا ہے۔

پہلے والے معاملہ کا حکم یہ ہے کہ وہ زید پر موقوف تھا زید اس کو رد کر دیتا تو رد ہو جاتا اور بکر زید کی اس زمین کا مالک ہی نہیں ہوتا یہ ٹھیک ہے کہ دنیاوی کچہری کے قانون کے مطابق وہ زمین زید کے قبضہ میں نہیں آئی مگر شرعا بکر بھی اس زمین کا مالک نہیں ہوتا۔ اور زمین میں بکر جو تصرف بھی کرتا ناجائز وحرام ہوتا اور بکر غاصب اور ظالم ہوتا۔

لیکن سوال کی عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بکر کے اس وعدہ پر بھروسہ کر کے زید بکر کی زمین خریدنے پر راضی ہو گیا اور بیع فضولی مالک کی رضا اور اجازت پر ہی موقوف ہوتی ہے تو زید کی رضامندی کی صورت میں پہلا معاملہ صحیح ہو گیا کچہری کی بیع واقع ہو گئی اور بکر زمین کا مالک ہو گیا۔

اب دوسرے معاملے میں بیع وفاء کا حال سنئے بائع اور مشتری دونوں نے معاملہ اس طرح کیا کہ زمین کی واپسی کی شرط نفس عقد میں شامل ہو مثلا بیچنے والے نے کہا کہ یہ زمین میں آپ کے ہاتھ اس شرط پر بیچتا ہوں کہ میں جب اس کا دام جو آپ سے لیا ہے آپ کو واپس کر دوں تو آپ مجھے زمین واپس کریں اور خریدار نے اس شرط کو منظور کر لیا تو اب اس معاملہ کا شرعا رہن کا حکم ہوگا خریدار زمین کا مالک نہیں ہوگا

اور بیچنے والا جب دام ادا کرے گا اس کو زمین واپس کرنی ہوگی، اور اگر معاملہ میں شرط مذکور نہ ہو صرف خریدار نے وعدہ کیا ہو کہ میں تم کو یہ زمین واپس کروں گا تو خریدار زمین کا مالک ہو جاتا ہے اس میں اس کے تصرفات جاری ہوں گے لیکن اگر وعدہ کے موافق اس نے زمین واپس نہ کی تو وہ الگ سے اس وعدہ خلافی کا گنہگار ہوگا۔

شریعت میں وعدہ خلافی کو بہت بڑا جرم وگناہ کہا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے وعدہ خلافی کو منافق کی علامت قرار دیا ہے لیکن اس صورت میں زمین خریدار کی ہی رہے گی۔ جب تک کہ وہ اپنی مرضی سے واپس نہ کرے۔ سوال کی عبارت سے یہ صاف نہیں ہوتا کہ زید اور بکر کا یہ معاملہ مشروط طور پر ہوا تھا۔ یا معاملہ میں تو اس شرط کا ذکر نہ آیا بکر نے اپنی طرف سے صرف وعدہ کر لیا تھا اس معاملہ بیع بالوفا میں دونوں پہلوؤں کا حکم بیان ہو چکا کہ مشروط صورت میں زمین زید کی ہی رہے گی اور صرف وعدہ کی صورت میں زمین بکر کی ہو جائے گی۔

ان دونوں مسئلوں کو اسی تفصیل کے ساتھ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتاوی رضویہ جلد ہشتم باب بیع الفضولی اور باب بیع الوفا میں بیان کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۰ رذی الحجہ ۱۴۱۸ھ

(۳۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

قریشی برادری جو کہ بھینس کے گوشت کی تجارت کرتے ہیں انہوں نے جانوروں کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے اپنے گوشت کی قیمت میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔ اضافہ کی شرح دو روپے فی کلو ہے۔ جس کی وجہ سے گوشت کھانے والوں نے گوشت خریدنا بند کر دیا ہے۔ ساتھ ہی جو لوگ بڑھی قیمت پر گوشت خریدنا چاہتے تھے انہیں بھی روک دیا اور جن لوگوں نے بڑھی قیمت پر گوشت خریدا ان کا گوشت چھین کر پھینک دیا اور ہر محلوں میں میٹنگ کر کے پابندی لگا دی کہ کوئی بھی شخص قریشی برادری سے گوشت اس وقت تک نہیں لے گا جب تک قریشی برادری اپنی سابقہ قیمت پر گوشت نہیں بیچیں گے۔

اس بحران کی وجہ سے گوشت کی تجارت ٹھپ ہوگئی ہے اور غریب لوگ جن کے رزق کا واحد ذریعہ گوشت کی تجارت ہے فاقہ کشی کے دہانے تک پہونچ گئے ہیں تو کسی چیز کی جبراً قیمت مقرر کر کے خریدنا اور تاجروں کا اس قیمت پر فروخت کرنے سے انکار پر ان لوگوں کی روزی بند کر دینا شریعت مطہرہ کے نزدیک کیسا ہے؟ اور ایسا کرنے والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ قریشی برادران مبارکپور

الجواب

کسی آدمی کے کسی دوکان سے خرید وفروخت بند کرنے کے غلط اور صحیح دونوں اسباب ہو سکتے ہیں

مثلا گوشت کی خریداری کو ہی لے لیجئے کوئی شخص اس وجہ سے بھی گوشت خریدنے سے رک سکتا ہے کہ بڑا گوشت اس کو نقصان کرتا ہے۔کوئی اس وجہ سے بھی خریدنے سے باز رہ سکتا ہے کہ گوشت عمدہ اور اس کی پسند کے موافق نہیں ملتا۔کوئی اس وجہ سے بھی انکار کر سکتا ہے کہ دوکاندار کم تولتا ہے اور بدزبان و بدتمیز ہے کوئی اس جہ سے بھی رک سکتا ہے کہ گوشت گراں ہوگیا ہے اور خریدار کی قوت خرید سے زائد ہے۔یا دوکاندار غیر معمولی نفع لیتا ہے اور دوسرے لوگ اس سے کم دام پر فروخت کرتے ہیں یہ سب اعذار صحیح ہیں۔ اور ان کی وجہ سے کسی چیز کی خریداری بند کرنا جرم نہیں ہے۔

ممانعت وہاں سے پیدا ہوتی ہے جہاں نیت میں کوئی فتور ہوتا ہے مثلا یہ نیت ہو کہ خریداری بند کر کے تاجروں کو تنگ کیا جائے اور اس کے لیے کوئی عملی اقدام بھی کیا جائے جیسا کہ سائل کا کہنا ہے کہ زبردستی گوشت خریدنے والوں کو روکا گیا یا محلوں میں جہاں یہ لوگ دوکانیں کرتے تھے وہاں سے انہیں کہا گیا کہ تم لوگ ہمارے محلے میں گوشت نہیں بیچ سکتے تو یہ ضرور زیادتی ہے۔

سائلین کے بیان سے ظاہر کہ اس بدنیتی اور ظلم میں گاؤں کے سب لوگ شریک نہیں اس لیے شرعاسب کو مجرم نہیں گردانا جائے گا ملزم وہی ہوں گے جن پر یہ الزام ثابت ہو۔ان پر لازم ہے کہ جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ان سے معافی مانگیں اور آئندہ ایذادہی سے باز آئیں۔حدیث شریف میں ہے:

من كانت له مظلمة لاخيه فليتحلله قبل يوم لا يقبل فيها صرف و لا عدل۔

اس مسئلہ میں غور وفکر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے شریعت اسلامیہ کی رو سے کسی شخص کو کوئی بھی جائز یا مباح پیشہ یا کاروبار کرنے کی کوئی ممانعت نہیں کسی خاص پیشہ کے لیے کسی خاص برادری کی کوئی خصوصیت نہیں اسلام کسی کو منع نہیں کرتا اس کا صاف اعلان ہے:

﴿وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا﴾[المائدہ:۸۸]

جس حلال اور پاک ذریعہ سے اللہ روزی دے کھاؤ۔

اور بازار میں کسی ایسی تنگی کے پیدا کرنے سے منع فرمایا ہے کہ عام مسلمانوں کو تکلیف ہو۔

ہدایہ اخیرین میں ہے: و یکرہ الاحتکار فی اقوات الآدمیین والبهائم۔(۴۵۴/۲) ضرورت کے وقت انسانوں اور جانوروں کے کھانے پینے کی چیزوں میں ذخیرہ اندوزی کہ گرانی بڑھے اور غلط منافع خوری کی جائے شرعا مکروہ ہے۔اور فرمایا: و اذا رفع الی القاضی فی هذا الامر یامر المحتکر ببیع ما فضل عن قوته و قوت اهله علی اعتبار السعة فی ذلك و یمنع عن الاحتكار فان رفع مرة اخرى حبسه۔ (هدایه ص ۴۵۵)

قاضی کے یہاں غلط ذخیرہ اندوزی کا معاملہ پیش ہو تو قاضی ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو حکم دے گا اپنی ضرورت سے فاضل غلہ مناسب دام پر عوام کو فروخت کر ڈالو اگر اس پر بھی وہ نہ مانے تو قاضی اس کو جیل میں ڈال دے۔ آگے فرماتے ہیں: ان کان ارباب الطعام یتعلون عن القیمة تعدیا فاحشا و عجز القاضی عن صیانة حقوق المسلمین الا بالتسعیر فحینئذ لا باس به۔(۲/۴۵۶)

اگر غلہ والے کی زیادتی حد سے زائد منافع خوری کرنے اور قاضی عوام کے حقوق کی نگہ داشت کے لیے راشن کنٹرول کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ دیکھے تو اس میں بھی حرج نہیں ہے۔ انتہائی درجہ میں قاضی زبردستی بازار بھاؤ غلہ بکوا سکتا ہے۔(ہدایہ کتاب الکراہیت)

متعدد طریقوں سے زائد منافع خوری پر روک لگانے کے لیے حدیث شریف میں فرمایا خرید و فروخت میں شہری دیہاتیوں کی دلالی نہ کریں۔ الغرض تاجروں کو بھی اپنے طرز عمل کی ہر دم نگہ داشت ضروری ہے۔ بیجا منافع خوری کو اسلام نے مکروہ تحریمی قرار دیا ہے اور ایسی صورت میں شرح مقرر کرنا جبر و ظلم نہیں ہوگا تو خریداروں اور تاجروں دونوں کو ہی اپنے حدود کے اندر رہنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۳؍ ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ

(۴۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

خنزیر کا گوشت جو ڈبہ میں پیک کیا ہوا بدیش سے آتا ہے جس کو عموماً دوکاندار فروخت کیا کرتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مسلمان دوکاندار بھی تجارتی اصول پر فروخت کر سکتا ہے؟ خواہ اس کے خریدنے والے غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں اور مذکورہ شخص سے کیا سلوک کیا جائے؟ لعل محمد سونا دھنباد

الجواب

سور کے گوشت کی بیع ناجائز ہے۔ ہدایہ میں ہے: "اذا کان احد العوضین او کلاهما محرما فالبیع فاسد کالبیع بالمیتة والدم والخمر والخنزیر "(۲/۳۳) اس سے جو روپیہ حاصل ہو اس کا صدقہ کر دینا واجب ہے اور اپنے استعمال میں لانا ناجائز۔ اگر کوئی ایسی حرکت سے باز نہ آئے تو مسلمان اس کا بائیکاٹ کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۴۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید نامی ایک شخص ہے جو کہ بہت ہی آزاد اور چالاک ہے اور اس کے آزادانہ ماحول کو بھی لوگ

جانتے ہیں زید کی ایک زمین ہے اس کے لین دین کا معاملہ بکر سے طے ہو گیا ہے اور زید نے قیمت پہلے ہی لے لی اور جب زمین لکھنے کی باری آئی تو آدھی زمین لکھی، باقی زمین بعد میں لکھنے کے لیے کہہ دیا اور بعد میں حیلہ بہانہ کرنے لگا اسی درمیان خالد جو کہ بکر کے ہی موضع کا رہنے والا ہے بظاہر صوم وصلوۃ کا پابند ہے لیکن ساتھ ہی بہت چالاک ہے خالد اور بکر کے تعلقات بھی بہت تھے اور خالد اس زمین کی بابت سارے معاملات کو جان رہا تھا اس کے باوجود خالد نے اس زمین کی بابت کچھ زیادہ بڑھ کر زید سے سودا طے کر لیا بکر کو یہ خبر ہوئی تو خالد کو کافی سمجھایا کہ میں روپیہ دے چکا ہوں جو کہ آپ خود بھی جانتے ہیں زید سے زمین دلوا دو یا پھر روپیہ واپس کرا دو تو آپ لے لیجئے اس کے باوجود خالد نے نہیں مانا اور اسی زمین کو زید سے طے کر لیا جب کہ خالد کا لڑکا مولوی ہے بکر نے ان ساری باتوں کی خبر مولوی صاحب کو کر دی جب کہ یہ زمین مولوی صاحب کے ہی نام لکھی جانے والی تھی بکر نے مولوی صاحب کو خبر کر دی کہ جب بھی آپ اس زمین کی رجسٹری کرائیں تو کم از کم مجھے خبر کر دیں تا کہ میں آکر موقع پر اپنا روپیہ زید سے لے سکوں اسے بہانہ کا موقع بھی نہ ملے کہ روپیہ نہیں ہے لیکن مولوی صاحب نے بلا خبر کئے اور مجھ سے بلا معاملہ کئے زمین اپنے نام پر رجسٹری کرالی اور میرا سارا روپیہ پھنسا دیا اب ایسی صورت میں خالد یا ان کے لڑکے مولوی صاحب پر از روئے شرع کیا حکم ہے ان دونوں کی خطابت یا امامت درست ہے یا نہیں جواب عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔ المستفتی محمد اشفاق احمد موضع بینہ ضلع مئو یوپی

الجواب

فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص ۳ میں ہے:

بیع ایجاب وقبول سے مکمل ہو جاتی ہے زید پر لازم ہے کہ مال فروخت شدہ تمام خریدار کو دے۔

ہدایہ میں ہے: "اذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لا حلمنهما" (۴/۲)

اسی میں ص ۱۴ پر ہے: بیع ایجاب وقبول سے تمام ہو جاتی ہے۔

اور چیز بائع کی ملک سے نکل کر مشتری کی ملک میں داخل ہو جاتی ہے۔

اسی میں ص ۲۷ پر ہے:

دوسرے کا اب اس بیع سے تعرض کرنا قیمت بڑھانا اپنی طرف پھیرنا سب حرام ہے۔

"قد نهی النبی ﷺ عن سوم الرجل علی سوم اخیه"

اور یہاں تو بیچنے والے نے پوری زمین کا دام بھی لے لیا۔ اور اسکا جز حصہ دوسرے کے ہاتھ رجسٹری کر دیا پس صورت مسئولہ میں بر تقدیر صدق مستفتی زید اور خالد دونوں ظالم اور فاسق ہوئے۔ اگر

زیداور خالد یا اس کا لڑکا یہ کام یا اس قسم کی اور حرامکاری علی الاعلان کرتے ہیں تو فاسق معلن ہوئے ان کی امامت ناجائز اور گواہی نامقبول، اور اگر ڈھکا چھپا کر پوشیدہ طور پر کرتے ہیں تو فاسق غیر معلن ہوئے۔ ان کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے اگر کوئی دوسری خرابی منافی امامت نہ ہو۔ اوران کی گواہی بھی قبول کی جاسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۹ رذوالقعدہ ۱۴۲۰ھ

بیع غرر کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کے پورے برادریوں کا روزانہ دستور عمل ہے کہ خصی اور بکری ذبح کرنے کے بعد منھ لگا کر پھونکتے ہیں تاکہ گوشت کا یہ ٹکڑا فربہ اور اچھا نظر آنے لگے اور قریشی برادریوں کے اس عمل سے فاتحہ بزرگان دین کا کراسکتے ہیں کہ نہیں اور غیر مسلم قوم اس جوٹھے اور منھ سے پھونکنے سے نفرت اور برا سمجھتے ہیں اور اس سے جھگڑا اور خلفشار کا اندیشہ بھی ہے۔ آیا اس برادری کا یہ کام ہوا زروئے شرع درست ہے یا ناجائز ہے۔ بہت جلد جواب مرحمت فرمائیں۔

روشن علی قاضی پورہ برکت حسین بڑگاؤں ۹ رتمبر بروز منگل

الجواب

حلال جانور اگر شرعی طور پر ذبح ہوگیا ہے یعنی کسی مسلمان نے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر اس کے گلے کی چاروں رگیں کاٹ دی ہیں تو اس کے کھانے اور اس کی فاتحہ دلانے میں کوئی حرج نہیں چاہے ذبح کے بعد اس کی کسی رگ میں منھ لگا کر پھونکا گیا ہو یا کسی دوسری چیز سے ہوا بھری گئی ہو، باقی گوشت بیچنے والوں کو خراب گوشت اس طرح اچھا دکھا کر بیچنا جائز نہیں کہ یہ دھوکہ اور فریب ہے۔ احادیث میں اس کی بہت برائی بیان کی گئی ہے۔ فان صدقا وبینا بورك لهما في بيعهما وان كتما و كذبا محقت بركة بيعهما۔ (فتح الباری: ۴/۳۱۲)

بیچنے والا اور خریدار جب تک سچ بولیں گے، ان کی بیع میں برکت ہوگی اور جھوٹ بولیں گے تو برکت ختم کردی جائے گی۔

ان رسول الله ﷺ مر على صبرة طعام فادخل يده فيها فنالت اصابعه بللاً فقال ما هذا يا صاحب الطعام قال اصابته السماء يارسول الله ﷺ قال افلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس .من غش فليس منى ۔(السنن الکبری: ۵/۳۲۰)

رسول اللہ ﷺ ایک غلہ کے ڈھیر پر گزرے اس میں ہاتھ ڈالا تو انگلیوں میں تری نظر آئی آپ نے تاجر سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بارش میں بھیگ گیا تھا، آپ نے فرمایا: اس تری والے کو اوپر کیوں نہیں رہنے دیا کہ سب دیکھتے۔ سنو جو دھوکہ دیتا ہے ہم میں سے نہیں۔

درمختار میں ہے: قال ابو حنیفة رحمه الله تعالیٰ حنطة فیها الشعیر والشعیر یری لاباس ببیعه و ان طحنه لا بیع الا ان بین لانه لا یری۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گیہوں میں جو ملا کر بیچا اور جو صاف صاف نظر آرہا ہے تو بیچنے میں حرج نہیں، لیکن اس کو پیس کر آٹا بنا دیا تو جب تک یہ نہ بتائے کہ کتنا فیصد جو ملا ہے بیچنا جائز نہیں کہ پس جانے کی وجہ سے دھوکہ ہو گیا۔ دیکھئے احادیث و فقہ میں کتنی معمولی باتوں کی صفائی ضروری قرار دی گئی ہے اور یہاں مریل کمزور جانوروں کے گوشت کو پھونک پھونک کے فربہ کیا جا رہا ہے، اس لیے یہ ضرور اسی دھوکہ دہی کی زد میں آتا ہے جس کی حدیث شریف میں اور کتب فقہ میں ممانعت آئی ہے، ایسی خریداری کا شرعی حکم یہ ہے کہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ یہ پھونک کر فربہ کیا گیا ہے خریدار راضی نہ ہو تو اس گوشت کو واپس کر سکتا ہے۔ شری انه لحم غنم فوجده لحم بقر له الرد وکذا اذا اشتری انه لحم موجوئة فوجده لحم فحل۔

بکری کا گوشت کہہ کر بیچا نکلا بھیڑ کا خریدار واپس کر سکتا ہے، یونہی خصی کا گوشت کہہ کر بیچا اور غیر خصی ہوا تو واپس کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

بیع سلم کا بیان

(۱۔۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) فصل تیار ہونے سے قبل ہی بعض لوگ کپاس وغیرہ کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ بائع مال کی تیاری کے بعد قبضہ دلانے کا وعدہ کرتا ہے۔ دام کی قیمت موجودہ قیمت سے نصف مقرر ہوتی ہے۔ خریدار قیمت نقد دیتا ہے ایسی بیع شرعا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) جوار کا معاملہ اس طرح کرنا کہ نقد بھاؤ ۸ روپیہ میں ہے اور ادھار بھاؤ بارہ روپیہ میں، جائز ہے یا نہیں؟

نوٹ: بہار شریعت کے گیارہویں حصہ ص ۷/۹ پر حدیث اٹھارہ میں ہے کہ۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا ہے، جس کی تفصیل میں صورت نمبر ۲ لکھی ہے، یا یہ کہ یہ چیز میں نے تمہارے ہاتھ اتنے میں بیچ کی اس شرط پر کہ تم اپنی فلاں چیز میرے ہاتھ اتنے میں بیچو۔

ص ۸۰/ پر حدیث نمبر۱۹ ترمذی ابوداؤد، نسائی، بروایت عمرو ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرض و بیع حلال نہیں، یعنی یہ چیز میں تمہارے ہاتھ اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تم مجھے قرض دو۔ یا یہ کہ کسی کو قرض دے پھر اس کے ہاتھ زیادہ داموں میں چیز بیع کرے۔ اور بیع میں دو شرطیں حلال نہیں اور اس چیز کا نفع حلال نہیں جو ضمان میں نہ ہو اور جو چیز تیرے پاس نہیں اس کا بیچنا حلال نہیں۔ ان دونوں باتوں کو بہار شریعت میں فائدہ کے تحت بیان کیا ہے۔

اسماعیل دادا مقام روضہ منکاریہ پوسٹ امور ضلع بھوچپور گجرات۔

الجواب

(۱) اصطلاح شرع میں اس بیع کو سلم کہتے ہیں، اگر اس بیع کے تمام شرائط پائے جائیں تو ضرور بیع جائز ہوگی۔ رہ گیا سوال رائج الوقت سے کم پر بیع کا تو از روئے شرع یہ بھی جائز ہے۔ کیونکہ شرعا اسی کو دام کہیں گے جو بائع اور مشتری کے درمیان طے ہو جائے اور جب دونوں اس پر راضی ہو گئے تو ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہاں بائع کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اگر مشتری دام مقرر کرتا ہے تو یہ اخلاقا قبیح ہے اور مجبوری جتنی بڑھتی جائیگی قبح میں اتنا ہی اضافہ ہوتا جائے گا۔

(۲) بیع کا یہ طریقہ بھی جائز ہے۔ لیکن اس صورت میں بائع اور مشتری پر ضروری ہے کہ نقد اور ادھار دونوں معاملے ایک ساتھ نہ کریں۔ جیسا کہ آپ نے بہار شریعت سے حدیث نقل کی ہے کہ اگر نقد لو تو اتنا اور ادھار لو تو اتنا بلکہ ادھار کا معاملہ علیحدہ ہو اور نقد کا معاملہ علیحدہ۔ مقصد یہ ہے کہ دونوں معاملے ایک ساتھ نہ ہوں۔ رہ گیا بازار بھاؤ سے کم یا زیادہ اس کا حکم اوپر گزرا۔

(۳) ان دونوں حدیثوں کو بہار شریعت میں اسی فائدہ کے تحت لکھا ہے کہ اس قسم کی بیع جائز نہیں جس کا حدیثوں میں ذکر نہیں۔ پہلی حدیث کا مطلب جواب نمبر اول سے ظاہر ہے اور دوسری حدیث میں یہ ہے کہ قرض کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کرنا یا بائع کے ساتھ کوئی غلط شرط لگانا منع ہے۔ سوال میں ذکر کی ہوئی دونوں صورت میں بازار بھاؤ سے کم پر بیع ان شرائط اور ایک معاملہ میں دو معاملہ داخل نہیں، اسلئے یہ صورت ممنوع صورت میں داخل نہیں۔ یونہی بیع سلم میں چیز اگرچہ بائع کے پاس موجود نہیں لیکن حضور ﷺ نے اس بیع کو ما لم یقبض سے مستثنی فرمادیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی ۲۱/رجب

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۴-۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک کاشت کار نے دھان کی فصل سے چند ماہ پہلے ایک سو روپیہ اس شرط پر لیا کہ فصل کٹنے پر دس روپیہ من کے حساب سے دھان دے دوں گا۔ ظاہر یہ ہے کہ بازار کے بھاؤ سے کم میں اس کو دھان ملے گا تو کیا اس طرح کا لین دین جائز ہے؟

(۲) بنک میں روپے جمع کرنے سے جو روپیہ زید کو ملے گا وہ بھی سود ہے؟

(۳) باپ نے اپنے لڑکے کی بیوی سے زنا کیا، اس صورت میں دونوں کا نکاح باقی رہا یا نہیں؟

المستفتی: منظور الحسن قادری

الجواب

(۱) شریعت میں اس قسم کے لین دین کو بیع سلم کہتے ہیں۔ اگر غلہ کی قسم اس کا وصف کہ اچھا کہ خراب کیا ہوگا۔ اس کا وزن اور ادا کرتے وقت کی مدت ساری تفصیلات اس طرح ذکر کی گئی ہوں کہ اختلاف کا شبہ نہ رہے، تو یہ جائز ہے۔

(۲) بہتر یہ ہے کہ اس کو فقراو مستحقین کو بانٹ دے۔

(۳) بہو لڑکے پر حرام ہوگئی۔ لڑکے پر لازم ہے کہ اس کو چھوڑ دے یعنی یہ کہے کہ میں نے اس سے علیحدگی کی۔ اگر وہ خود ایسا نہ کرے تو کسی صحیح العقیدہ عالم دین کے پاس یہ مسئلہ پیش کیا جائے اور وہ یہ فیصلہ دے کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان علیحدگی کردی۔ اب عدت کے بعد دوسری شادی کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۸/ ذوالحجہ ۸۶ھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

بیع صرف کا بیان

(۱-۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) اکثر بڑی بڑی کمپنیاں اپنے نام کا شیر لوگوں کو دیتی ہیں کہ جو بھی معین رقم کمپنی کو بھیجے اور اس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آئے تو اسے سند شیر روانہ کردیتی ہیں۔ اس بات کے ثبوت کے لیے کہ تم بھی کمپنی میں شریک ہو اور اگر قرعہ اندازی میں نام نہ آئے وہ رقم بلا کسی کمی بیشی کے دو ڈھائی سال بعد واپس کردیتی ہیں۔ اور ایسے ہر صاحب سند کو مقررہ مدت کے بعد ایک سال یا پانچ سال نفع اور رپوٹ وغیرہ بھیج دیتی

ہیں اگر کمپنی میں کمائی ہوئی ہے تو ورنہ رپوٹ پر ہی اکتفاء کرلیا جاتا ہے۔تو کیا ایسی کمپنی میں رقم دینا اور شیر لینا جائز ہے۔اور کارکنان کمپنی کے کافر و مسلم ہونے سے حکم میں کچھ فرق ہوتو واضح فرمادیجئے گا۔

(۲) پھر اس سند کی قیمت مثل مال تجارت کم وبیش ہوتی رہتی ہے۔اگر فروخت کرنا چاہے تو اصل رقم کے علاوہ نفع حاصل کر کے فروخت کرسکتا ہے۔اگر کمپنی حیثیت سے کمزور ہوتو فروخت کرنے پر دس بیس فیصد نقصان بھی بھگتنا پڑتا ہے۔مشتری بائع سے دست خط کروالیتا ہے پھر دست خط ہوجانے کے بعد یا تو مشتری اپنے نام کی سند کروالیتا ہے۔یا دوسرے کو فروخت کردیتا ہے۔اور دوسرا تیسرے کو علی ہذا القیاس جس کو تبدیل نام منظور ہووہ اپنے نام پر کروالیتا ہے۔اس سند کو فروخت کرنا یا خریدنا اور اس سودے میں نفع حاصل کرنا نفع کسی کو دے کر خریدنا جائز ہے یا نہیں؟اس لین دین میں نفع نقصان کا پورا پورا امکان ہے۔

(۳) کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سند شیر ایک مدت تک دست بدست منتقل ہوتی رہتی ہے۔اور کمپنی میں نام دوسرے کا رہتا ہے۔کوئی اسے نام بدلنے کیلیے کمپنی میں ارسال کرتا نہیں ہے۔بعد مدت مدید کے کوئی بھیجتا ہے۔اور کمپنی میں جو کچھ نفع ہوتا ہے۔وہ نفع کا چیک کمپنی والے اصل آدمی کے نام روانہ کرتے ہیں حالانکہ اس نے سند کو ایک مدت ہوئے فروخت کردیا ہے۔تو کیا وہ نفع کا چیک اور اس رقم کو استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں؟اور اگر سال بھر کے بعد کمپنی نے کچھ رقم اسے نفع کی بھیجی اور اس آدمی نے چھ ماہ تک اس رقم کو اپنے پاس رکھا تھا۔اور بعد چھ ماہ فروخت کیا تو چھ ماہ کا نفع لے سکتا ہے تو کس حساب سے لے بر تقدیر عدم جواز اس رقم کو کیا کرے جب کہ یہ معلوم نہ ہو کہ اس سند کا مالک اس وقت کون ہے۔

(۴) انہیں امور سے متعلق سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ایک فتویٰ فتاوی رضویہ جلد ہفتم کے (ص ۱۱۱)۔پر منقول ہے۔جس کے بارے میں زید نے کہا یہاں پر یہ عرض کرنا از حد ضروری سمجھتا ہوں کہ فتاوی رضویہ جلد ہفتم کے ص ۱۱۱ کا جو حوالہ دیا گیا ہے۔وہ کچھ نہ کچھ کسی نہ کسی غلطی کی وجہ سے ہے۔ہوسکتا ہے کہ کسی اور سوال کا جواب ہواسے اس سوال کے جواب کی شکل میں سہوا چھاپ دیا گیا ہو۔کچھ بھی ہو سیدنا اعلیٰ حضرت کا یہ جواب ہو بھی نہیں سکتا۔کہ شیر کی خرید وفروخت کو بیع صرف قرار دیا کہ جہاں کمی بیشی حرام تقابض بدلین ضروری۔بیع صرف کیا ہے اس کی تعریف میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں:

تحقیق اس مسئلہ کی یوں ہے کہ روپیہ کے بدلے نوٹ بیچنا بیع صرف نہیں۔جیسے روپے کے بدلے پیسے تاکہ دونوں طرف کا قبضہ شرط ہو۔اس لیے کہ صرف یہ ہے کہ جو چیز ثمن ہونے کے لیے پیدا کی گئی ہے۔اسے ایسی ہی چیز کے ساتھ بیچیں۔اور معلوم کہ نوٹ اور پیسے ایسے نہیں ان میں تو ثمن ہونا اصطلاح کے ساتھ عارض ہوگیا ہے۔جب تک چلتے رہیں ورنہ متاع ہیں اور چلن کے سبب ثمن ہیں۔

دونوں طرف میں سے ایک کا قبضہ ضروری ہے۔ ورنہ حرام ہو جائے گا۔ اس لیے حضور والا سے گزارش ہے کہ ان مسائل کے ساتھ ہی اصل کاپی ملاحظہ فرما کر جواب سے نوازیں کہ آیا زید کا قول درست ہے یا نہیں؟۔ نیز زید کے اوپر کیا احکام شرع نافذ ہوتے ہیں۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد فخر الدین علوی دار العلوم مسکینہ دھوراجی۔ ۱۶/ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

الجواب

آپ کے پہلے سوال کا جواب فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم ص ۱۱۵ میں ہے۔

جس میں سائل نے کمپنیوں کے اس کاروبار کی شرکت اور مضاربت ہونے پر زور دیا تھا۔ جیسا کہ آپ کے پہلے سوال میں بھی "تم بھی کمپنی میں شریک ہوتے" کے لفظ سے ظاہر ہے مگر انہوں نے اپنے سوال میں شیر ہولڈروں کے کچھ فکس منافع کی بات بھی کی تھی جس کا نام انہوں نے مسخ منافع رکھا تھا۔

اعلیٰ حضرت نے اسی بنیاد پر اسکے ناجائز ہونے کا حکم دیا تھا۔ اور اگر نفع ونقصان میں فریقین کی حسب حصہ شرکت ہو تو اس کو جائز قرار دیا تھا۔

ص ۱۱۱ میں اسی کاروبار کو لفظ فروخت سے تعبیر کیا تھا۔ تو اعلیٰ حضرت نے اس کا حکم سوال نمبر ۲ کے ضمن میں بیان کیا کہ کمپنی شیر ہولڈروں کے ساتھ حصص کی بیع کرے۔ یا شیر ہولڈر دوسروں کے ہاتھ اپنے حصے فروخت کریں دونوں صورتوں میں بیع کاغذ کی نہیں جسے کمپنی نے جاری کیا۔ وہ تو صرف اس بات کی سند ہے کہ ان کا اتنا روپیہ کمپنی میں جمع ہے۔ اور بیع دراصل ان روپیوں کی ہوتی ہے جو سند پر تحریر ہوتے ہیں اور خریدار بھی دام کو روپیوں کے لفظ سے ہی بیان کرتا ہے کہ اتنے روپے کو خریدا اس لیے یہ بیع صرف ہوئی۔ اور مساوات کی صورت میں عدم جواز کی وجہ عدم تقابض بدلین ہوئی۔ اور کمی بیشی کی صورت میں تفاضل بلا عوض بھی پایا گیا جو سود ہے۔

زید کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ اس نے سند شیر کو دوسری دھات کے سکوں کی طرح اور نوٹ کی طرح سمجھ لیا ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ عقد بیع سند شیر اور روپیوں پر واقع ہوا۔ تو یہ عقد صرف کیسے ہوگی وہ تو صرف نقدین کے درمیان ہوتی ہے۔ حالانکہ فیما نحن فیہ کاغذ کا وہ ٹکڑا جو شیر کی سند ہے بیع نہیں۔ اسی کو اعلیٰ حضرت نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ حصہ روپیوں کا ہے۔ اور وہ اتنے ہی روپیوں کو بیچا جائے گا جتنے کا حصہ ہے یا کم یا زائد ۲

الغرض ص ۱۱۱ کا سوال وجواب مطابق ہے۔ اور اس میں کوئی بھول نہیں ہوئی ہے۔ میں نے دیگر علماء سے بھی استصواب کیا ان کا بھی خیال یہی ہے۔

اعلیٰ حضرت کے جواب میں یہ بھی ہے کہ شیر ہولڈر صرف جائز منافع کے مالک ہونگے۔ کہ جن صورتوں میں بیع ناجائز ہوگی کسی قسم کے منافع کا کیا سوال۔

یہاں کے غیر مسلموں سے عقود فاسدہ کے ذریعہ حصول مال کا جواز صحیح ہے۔ لیکن صورت موجودہ میں کمپنی کا مکمل طور پر غیر مسلموں کی ہونا محل نظر ہے۔ کیونکہ شیر ہولڈروں کو بھی حصہ دار کہتے ہیں اور منافع دیتے ہیں اور ان میں بہت سے مسلمان بھی ہوتے ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۸/محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

اجارہ کا بیان

(۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اسلام درج ذیل مسئلہ میں کہ

زید ایک دینی ادارہ میں بحیثیت مدرس اپنا تعلیمی کام انجام دے رہا تھا اور ہر ماہ اس کو تنخواہ بھی دی جاتی تھی، پھر وہ رمضان کی تعطیل میں تراویح پڑھانے لگا اسی مدرسہ کی مسجد میں تو مدرسہ کے منتظمین نے اس کو چندہ کرنے پر مامور کیا تو زید نے انکار کردیا کہ میں تراویح پڑھاؤں کہ چندہ کروں تو منتظمین نے کہا کہ چندہ نہیں کریں گے تو تنخواہ نہیں ملے گی، شوال المکرم میں مدرسہ کھلنے کے بعد زید سے کہا گیا کہ آپ کو رمضان المبارک کی تنخواہ نہیں دی جائے گی، اس لیے کہ آپ نے چندہ کرنے سے انکار کردیا تھا، تو کیا زید شرعاً مستحق تنخواہ ہے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا

المستفتی عبد المجید مداپور شمس پور گھوسی

الجواب

ملازمت کا معاہدہ ہونے کے وقت اگر صرف تعلیمی کام انجام دینے ہی کی بات طے ہوئی تھی۔ چندہ وصول کرنے کا ذکر نہیں کیا گیا تھا تو بلاشبہ منتظمین مدرسہ کو زید سے چندہ وصول کرنے کے مطالبہ کا کوئی حق نہ تھا اور زید ایام تعطیل میں وصولی چندہ سے انکار میں حق بجانب تھا۔

اسلامی مدارس میں رمضان المبارک میں تعطیل کا معمول ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: درس وتدریس کی حاجت روزانہ نہیں بلکہ طلبہ بلا تعطیل ہمیشہ پڑھے جائیں تو قلب اس محنت کا متحمل نہ ہو، لہذا ہفتہ میں ایک دن جمعہ اور کہیں دو دن منگل اور جمعہ تعطیل ٹھہری۔ اور رمضان المبارک میں مطالعہ کرنا سبق پڑھانا یاد کرنا دشوار ہے، لہذا اس صورت میں رمضان المبارک کی چھٹی بھی معمول ہوئی۔ مدرس معمول کے علاوہ غیر حاضری پر تنخواہ کا مستحق نہیں۔ (جلد ششم ص ۳۶۹)

تو جب اسلامی مدارس میں رمضان شریف کی چھٹی کا معمول ہے تو زید ضرور اس کی تنخواہ کا مستحق ہے اور اس

کی رمضان کی تنخواہ روکنا ظلم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۵؍ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید چند سال سے ایک دینی مدرسے میں تدریسی خدمت انجام دے رہا تھا اور رمضان شریف کی تعطیل کی تنخواہ بھی مل رہی تھی، اب ایک جگہ کے لوگوں نے خط دے کر اپنے مدرسے میں علی الفور طلب کیا زید خط پاتے ہی کمیٹی سے اجازت لے کر ۹؍اگست ۱۹۸۶ء مطابق ۲۲؍ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ کو حاضر خدمت ہوا اور کمیٹی کے کہنے پر نئے مدرسہ میں کام کرنا شروع کر دیا اور مسلسل کام کرتا رہا اور اب بھی کر رہا ہے، اب سائل کا مقصد یہ ہے کیا وہ رمضان شریف کی تعطیل کی تنخواہ کا حق دار ہوتا ہے کہ نہیں۔ اوضح الحق والصدق۔ فقط

خاکسار نثار احمد اعظمی، مدرسہ انوار العلوم قصبہ گولہ بازار گورکھپور ۳؍اگست ۱۹۸۶ء مطابق ۲۳؍ذی قعدہ

الجواب

رمضان المبارک کی تعطیل یا تنخواہ گزرے ہوئے سال کے ساتھ ملحق ہے اور پورے ہندوستان میں اسی کے موافق عمل درآمد ہے، اگر سائل گزشتہ سال حسب معمول مدرسہ کی خدمت کر چکا ہے تو اس کو رمضان کی تنخواہ ضرور ملنا چاہیے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم میں ہے: اور رمضان المبارک میں مطالعہ کرنا سبق پڑھانا یاد کرنا دشوار ہے لہذا اس صورت میں رمضان المبارک کی چھٹی بھی معمول ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۴؍محرم

(۳-۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) زید خالد کے گھر میں رہتا تھا جب تقریباً پندرہ بیس سال کا زمانہ گزر گیا تو خالد نے زید سے اپنا گھر خالی کرنے کے لیے کہا اس پر زید نے کہا کہ کوٹ کچہری دیکھو تب خالی کریں گے اور ابھی خالد ہی کے گھر میں ہے لہذا زید کے اوپر شریعت کا حکم کیا ہوگا۔

(۲) زید ایک مسجد کا مؤذن ہے، وقت ضرورت کبھی کبھی نماز بھی پڑھا دیا کرتا ہے مگر وہ کچھ عملیات بھی رکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ اکثر میلوں میں یا اس قسم کے ہجوم اور عرسوں میں جا کر اپنے کرتب دکھاتا ہے جس سے اس کو کافی آمدنی ہوتی ہے، مثلاً پیٹ کے درد یا جہاں بھی تکلیف ہو اس جگہ پورا پورا (چاقو) چھرا گھونپ دیتا ہے جس سے درد ختم ہو جاتا ہے، کیا اسطرح کا عمل عرسوں یا میلوں میں جا جا کر دکھانا جائز ہے، اگر نہیں تو اس پر کیا حکم عائد ہوگا؟ کیا اس کے پیچھے نماز یا اس کی اذان جائز ہوگی، زید اپنے آپ کو حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغدادی کے سلسلے کا پیرو بتاتا ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد انور گاندھی بازار شیوگہ

الجواب

(۱) خالد کی رضا کے بغیر اس کے گھر میں رہنا غصب اور حرام ہے زید پر واجب ہے کہ فوراً خالد کا گھر خالی کرے اور جتنے دن زبردستی خالد کے گھر میں رہا اس کا واجبی تاوان ادا کرے۔

(۲) اگر اس کے یہ اعمال منتروں اور جادو کے ذریعہ حاصل ہوں تو خود یہ اعمال بھی حرام بلکہ بعض صورتوں میں کفر ہیں اور اگر جائز ادعیہ اور اعمال کے ذریعہ اس کو یہ کمال حاصل ہوں اور ان کو مداریوں کی طرح تماشہ دکھا کر پیسہ حاصل کرنا مقصد ہو تو یہ کوئی غرض صحیح نہیں ہے۔ بلکہ لہو ولعب میں داخل ہیں اور حدیث شریف میں ہے: کل لھو المسلم حرام۔ (در منثور: ۳/۱۹۳)

اور دوسری خرابی یہ ہے کہ ﴿یشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا﴾ آیات الٰہی کی تجارت بھی ہے۔

ایسے شخص کو امامت اور اذان سے روکا جائے ہاں اگر ضرورت منداس کے پاس آئیں اور یہ ان کے لیے دعاء کر دے وہ اپنی مرضی سے اسے کچھ نذر پیش کریں تو اس کے قبول کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۷ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

(۵-۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ایک آدمی کتنے جانور کو ذبح کر سکتا ہے، اس کے متعلق شریعت مطہرہ کی جانب سے کوئی حد مقرر ہے۔ اور قصاب کا پیشہ بذات خود کیسا ہے بذاتہ یہ پیشہ ممنوع ہے یا ممنوع نہیں ہے۔ اور جانور کے ذبح کرنے کے لیے کیا متقی و پرہیزگار اور عالم وفاضل ہونا شرط ہے۔ عورت جانور کو ذبح کر سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) (الف) ایک غیر مسلم کی شراب کی دوکان ہے، اس میں زید بحیثیت ملازم نوکری کرتا ہے حالانکہ زید شراب وغیرہ نہیں پیتا ہے تو کیا اس طریقے سے شراب کی دوکان میں ملازمت کر کے رزق حاصل کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

(ب) اور کیا زید اپنی اس تنخواہ میں سے مدرسہ و مسجد کی تعمیر اور فی سبیل اللہ کاموں میں خرچ کر سکتا ہے یا نہیں اگر وہ اپنی تنخواہ سے مسجد ومدرسہ میں دیتا ہے اور محصلین اس کو لے لیتے ہیں تو کیا محصلین کو مسجد ومدرسہ کے لیے ایسی رقم لینا جائز ہے یا نہیں۔ مذکورہ بالا سوالوں کا جواب بحوالۂ شرعی مرحمت فرما کر ممنون ومشکور فرمایا جائے۔ عین کرم ہوگا۔ جزاکم اللہ

المستفتی محمد عزیز الرحمٰن۔ سلیمان سوز: سٹور جوہپے بولونا گالینڈ

الجواب

(۱) شرعاً اس کی کوئی حد مقرر نہیں حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے

موقع پر تریسٹھ اونٹوں کو خود اپنے مبارک ہاتھوں سے ذبح کیا۔ قصاب کا پیشہ شرعاً ممنوع نہیں۔ ذبح کے لیے مسلمان یا کتابی ہونا شرط ہے عالم فاضل متقی ہونا شرط نہیں افضل ہے۔ عورت جانور ذبح کرسکتی ہے۔

(۲) حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے شراب کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی۔ بنانے والا، پینے والا۔ اور اٹھانے والا۔ اور جس کے پاس اٹھا کر لائی گئی۔ بیچنے والا۔ اور اس کے دام کھانے والا۔ پلانے والا۔ خریدنے والا۔ اور جس کے لیے خریدی گئی۔ جس سے ظاہر ہے کہ شراب کی دوکان کی ملازمت خبیث ہے اور اس کی کمائی حرام ہے۔ مسجد و مدرسہ اور کار خیر میں اس کو خود ایسی رقم دینا نہیں چاہیے اور لینے والوں کو معلوم ہو تو لینا نہیں چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۰ ر شوال المکرم ۱۴۰۷ھ

(۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مدارس اسلامیہ میں انتظامیہ کمیٹی کچھ چھٹیاں منظور کرتی ہے جنہیں اتفاقیہ و احتیاجیہ کہا جاتا ہے۔ اگر کوئی مدرس وغیرہ منظور شدہ سے زائد چھٹیاں حاصل کرلیتا ہے تو ناظم مدرسہ اس کی تنخواہ سے رقم وضع کر کے جزء زائد کی رقم تنخواہ سے کاٹ کر تنخواہ دیتے ہیں۔ لیکن اگر مدرس وغیرہ منظور شدہ چھٹی پوری نہیں کرلیتا بلکہ کچھ مدرسہ پر باقی رہ جاتی ہے تو بقایہ کا اس کو کچھ عوض نہیں دیا جاتا۔ سوال طلب امر یہ ہے کہ زیادہ ہونے پر تنخواہ کاٹ لی جاتی ہے مگر باقی رہ جانے پر کچھ نہیں دیا جاتا۔ کیا یہ طریقہ اسلامی تعلیمات و شرعی احکامات کے مطابق ہے۔ کیا ناظم اپنے رویہ کے باعث حق العبد میں ماخوذ ہوں گے؟ شرعی صورت حال واضح فرمائیں۔

تعطیل کلاں کے مشاہرہ کا مدرس کب حق دار ہوتا ہے؟ زید کا کہنا ہے کہ اگر مدرس سالانہ امتحان تک مستعفی نہیں ہوتا یا برخاست نہ کیا جائے تو آنے والی تعطیل کلاں کے مشاہرہ کا حق دار ہے ورنہ نہیں۔ لیکن خالد کہتا ہے کہ اگر تعلیمی سال کے نصف تک مدرس نے استعفا نہیں دیا یا اسے برخاست نہیں کیا گیا۔ تو وہ آنے والی تعطیل کلاں کی مشاہرہ کا واجبی حق دار ہے۔ اگر ارکان و ناظم اس میں کوتاہی کریں گے تو غاصب ہوں گے۔ اور حق العبد میں گرفتار ہوں گے۔ آیا کس کا قول صحیح ہے۔ از روئے شرع بیان فرمائیں۔ اللہ رب العزت اجر جزیل سے نوازے گا۔ السائل: محمد صابر خاں رامپور

الجواب

کتب فقہ میں شعبۂ تعلیم میں کچھ زائد چھٹیوں کا ذکر ملتا ہے۔ فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی جلد ششم ص ۳۶۹ر۳۶۹، میں فرماتے ہیں:

اصل کلی شرعی یہ ہے کہ اجیر خاص پر حاضر رہنا اور اپنے نفس کو کار مقررہ کے لیے سپرد کرنا لازم ہے۔ جس دن غیر حاضر ہوگا اگر چہ مرض سے اگر چہ کسی ضرورت سے اس دن کے اجر کا مستحق نہیں۔ مگر معمول قلیل تعطیل جس قدر اس صیغہ میں معروف اور مروج ہو عادۃ معاف رکھی گئی یہ امر باختلاف حاجت مختلف ہوتا ہے۔ درس وتدریس کی حاجت روزانہ نہیں۔ بلکہ طلبا بلا تعطیل ہمیشہ پڑھتے جائیں تو قلب اس کا متحمل نہ ہو۔ لہذا ہفتہ میں ایک دن یعنی جمعہ اور کہیں دو دن منگل وجمعہ تعطیل ٹھہری اور رمضان المبارک میں مطالعہ کرنا سبق پڑھنا یاد کرنا دشوار۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

ان القلب اذا کرہ عمی۔ لہذا اس صیغہ میں رمضان المبارک کی چھٹی معمول ہوئی۔

رخصت اتفاقیہ وغیرہ چھٹیاں ان کا صریح ذکر کتب فقہ میں نہیں ہے۔ لیکن یہ چھٹیاں بھی اس قاعدہ کے تحت آتی ہیں۔ المعروف کالمشروط۔

فتاوی رضویہ جلد ہشتم میں سیدنا اعلی حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

""تعطیلات معہودہ کی تنخواہ مدرسوں کو بے شک دی جائے گی"" لیکن ایسی تعطیلات جس کو عرف ورواج میں معافی کے طور پر اور رعایت کی خاطر منظور کیا ہے۔ تو اگر کسی دن دوسرے مدرس نے مدرسہ میں حاضری دے کر کام کیا تو اس کو اس دن کی ڈبل تنخواہ دی جائے اس کا عرف نہیں۔ یا خود اس مدرس نے یہ اختیاری چھٹیاں لی ہی نہیں۔ تو ان اختیاری چھٹیوں کے دنوں میں کام کرنے سے ڈبل تنخواہ کے مستحق ہوں اس کا حق نہیں پہونچتا۔ ہاں ایڈیڈ مدرسوں میں البتہ سنا گیا کہ جو ملازم پورے سال ایک دن بھی رخصت اتفاقی نہیں لیتا تو ختم سال پر اس کو بطور بونس انعام کچھ مقررہ رقم ملتی ہے مگر پرائیویٹ مدرسوں میں اس کا رواج نہیں۔ بے شک رمضان شریف کی تعطیل گذشتہ سال میں شامل ہوتی ہے۔ اور مدرس سال پورا کرنے کے بعد اس کی تنخواہ پائے گا۔ اور جو منتظمین یہ چالاکی کرتے ہیں کہ پورا سال کام لے کر ختم سال کے وقت مدرس کو تعطیل کلاں کی تنخواہ بچانے کی خاطر علیحدہ کر دیتے ہیں، غلط کرتے ہیں۔

اعلی حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

اور کسی شخص کو اختیار نہیں بلا اطلاع اجیر جب چاہے خود اجارہ فسخ کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو یکم رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

(۸۔۱۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) اگر مالک مکان بعد مدت اجارہ ختم ہونے پر کرایہ دار سے مکان خالی کرائے تو کرایہ دار کو شرعی عذر کتنے ہیں جس کی وجہ سے مکان خالی نہیں کر سکتا۔ اور اس کے ذمہ فرض ساقط رہے گا شرعی عذر کی

کوئی تعداد ہے یا نہیں؟

(۲) مکان مالک کی بے ایمانی ثابت ہو جانے پر کرایہ پانے کی رسید لینا جو ضروری ہے اس کا حوالہ بھی مع دلیل ضرور لکھیں۔ کہ فقہائے کرام نے کیا فرمایا ہے۔

(۳) عصر اور عشاء کی پہلی چار رکعتیں سنت غیر موکدہ شروع کر دینے پر فرض کی جماعت قائم وہیں پر ہو جائے تو چاروں رکعتیں پوری کر کے جماعت میں شامل ہو یا کیا کرے فقہائے کرام نے کیا فرمایا ہے۔ یہ ایک عبارت ہے اس کا ترجمہ ضرور کر دیجیے گا۔

(۴) فی الاقتصار علی ما ذکرہ من المواردا شارۃ الی انہ لا یسن الاذان عند ادخال میت فی قبرہ کما ہو المعتاد الآن وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ با نہ بدعۃ وقال من ظن انہ سنۃ قیاسا علی جوازہ للمولود الحاقا بخاتمۃ الامر بابتدائہ فلم یصب انتہی "ردالمحتار" ص لکھدیں۔

الجواب

(۱) عالم گیری کتاب الاجارہ کے مختلف ابواب میں بہت سے ایسے پیرائے ہیں جن سے اس مسئلہ پر روشنی پڑتی ہے اوران کا قدر مشترک یہ ہے کہ اجارہ ختم ہو جانے کے بعد مکان خالی کر دینا ضروری ہے، ہاں جہاں کرایہ دار کو کوئی ایسا نقصان لاحق ہو جس کی تلافی نہ ہو سکے یا ناگزیر مجبوری ہو تو اتنے ہی دیر رہنے کی اجازت ہے کہ اعذار دور ہو جائیں۔ آج کل کرایہ دار یہ کہہ کر سال گزار دیتے ہیں کہ مناسب مکان نہیں ملتا اس کی قطعاً گنجائش نہیں۔

(۲) کرایہ دار رسید لکھوانے کا حق رکھتا ہے۔ قرآن عظیم میں ہے عقود و معاملات قید تحریر میں لایا کرو۔

(۳) پوری کرلے۔ (درمختار)

(۴) اذان غیر صلوتیہ کے لیے مخصوص مواقع کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قبر پر اذان مسنون نہیں جیسا کہ آج کل لوگوں نے قبر پر اذان دینے کی عادت بنائی ہے۔ ابن حجر شافعی نے اس کو بدعت بتایا کہ اذان للمولود پر اس کو قیاس کر کے سنت کہنا ٹھیک نہیں (شامی ص:۱/۲۲۶)

نوٹ: قبر پر اذان کہنے میں علماء مختلف ہیں بعض سنت کہتے ہیں اور بعض سنت نہیں کہتے ابن حجر شافعی کا انکار حنفیوں کے لیے سند نہیں ہو سکتا خود شامی میں ص ۲۶۹ / پر اس کو نقل کیا ہے، حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر پر اذان جائز ہے اس لیے کہ کسی شرعی دلیل کا خلاف نہیں بلکہ عمومی اجازت میں داخل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۰/شوال ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۲۔۱۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید ایک ایسے کلب میں ملازمت کرتا ہے کہ جس میں جوا کھیلتے ہیں اور یہ وہاں منشی کا کام کرتا ہے۔روزانہ اسے وہاں سے دس روپے ملتے ہیں شرعا اس کے لیے یہ رقم جائز ہے یا نہیں؟

(۲) پھر اسی رقم سے اپنے احباب کو کھلاتا پلاتا ہے نادانستہ طور پر احباب کھاتے ہیں پیتے ہیں اور زید کہتا ہے کہ میری محنت کا پیسہ ہے۔

(۳) بکر ایک باس کی بلڈنگ کا کرایہ وصول کرتا ہے اس بلڈنگ میں زیادہ تر طوائفیں رہتی ہیں۔ مالک کی طرف سے اجازت ہے کہ تم اپنی تنخواہ اسی کرایہ میں سے لے لیا کرو۔کیا شرعا اس کی تنخواہ حرام کے پیسوں سے سمجھی جائے گی۔

(۴) اگر کوئی شخص کسی معاہدہ کا پابند نہ رہا اور اس نے توڑ دیا اس پر کیا جرم عائد رہتا ہے۔

الجواب

نمبر ۱ اور ۳ رمیں درج ملازمتیں ناجائز اور ان کی آمدنی کا استعمال حرام ہے۔قرآن عظیم میں ہے

﴿ وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾[المائدہ:۲]

(۲) نادانستگی میں جو کھالیا وہ گناہ کھلانے والے پر لیکن اب جو جان بوجھ کر کھائے گا گنہگار ہوگا۔

(۴) وعدہ توڑنا فسق ہے، ایسے شخص پر صدق دل سے توبہ اور ایفائے عہد ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے: " الکریم اذا وعد وفی "جب کہ وعدہ کسی ناجائز امر کے لیے نہ ہو۔

واللہ تعالی اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے ایک بکری خریدی اور اس کو کسی کے یہاں ادھیا پر دیدیا ہے، اس کے دو خصی پیدا ہوئے ایک زید نے لیا اور ایک چرانے والے نے، زید اس خصی کی قربانی کرنا چاہتا ہے۔آیا شرعی نقطہ نظر سے یہ قربانی جائز ہے یا نہیں؟

سائل محمد اشتیاق موضع ڈاکخانہ ہرپورہ ضلع گورکھ پور

الجواب

ادھیا بٹائی پر جانور دینا ناجائز ہے، ایسی صورت میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے سب مالک کا ہوتا ہے، پالنے چرانے والے کو صرف مزدوری ملنا چاہئے۔صورت مسئولہ میں جب دونوں ہی بچے زید کے ہیں تو اس کی قربانی میں کیا حرج ہے۔واللہ تعالی اعلم عبدالمنان اعظمی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص نے اپنا ذاتی مکان شراب فروخت کرنے کے لیے ایک غیر مسلم کو دے دیا ہے، اور اس کا ذریعہ معاش یہی ہے۔ لہٰذا اس کے یہاں کھانا پینا ازروئے شرع جائز ہے کہ ناجائز اور جوا وغیرہ کھیلنا کیسا ہے۔ سائل حافظ اشتیاق احمد منیجر کتب اسلامیہ

الجواب

شراب بیچنے کے لیے گھر کرایہ پر دینا ناجائز ہے۔

عالمگیری میں ہے: " وكذلك لو اراد بيع الخمر لا ن هذه الاشياء يمنع عن اظهارها ‘‘ پس اگر شخص مذکور کی غالب آمدنی اسی قسم کی ہے تو وہاں دعوت کھانا منع ہے۔ اسی میں ہے: "فان كان الغالب فهو حرام ينبغي ان لا يقبل هديته ولا يا كل الطعام "۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عرصہ ہوا کہ میں نے ایک دکان کا حصہ ایک صاحب کو دیا اس وقت وہ کافی پریشان تھے میں نے کہا کہ جب مجھ کو ضرورت ہوگی اور کہوں گا اس وقت دکان خالی کر دینا۔ انہوں نے منظور کیا، اس وقت کرایہ بھی باقی ہے۔ اب میں دکان خالی کرنے کو کہتا ہوں وہ گورنمنٹ کے موجودہ قانون سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ موجودہ قانون یہ ہے کہ اس وقت مالک کرایہ دار سے اس کی مرضی سے خالی نہیں کرا سکتے۔ میرے خیال میں سرکاری قانون اسلامی قانون کے خلاف ہے۔ شرع متین دوکان کا مالک جب چاہے کرایہ دار سے اپنا مکان ودوکان خالی کرا سکتا ہے۔ طالب دعا محمد احمد جنرل اسٹور اعظم گڑھ

الجواب

صورت مسئولہ میں آپ کا نقطہ نظر صحیح ہے۔ اور کرایہ دار پر لازم ہے کہ آپ کی دوکان خالی کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کو کسی نے کچھ پیسے صدقہ کرنے کے لیے دیا زید نے صدقہ کیا اور کچھ روپے کسی مدرسے میں

دیے اور رسید لینے کے بعد زید نے ناظم مدرسہ سے عطا کردہ روپے میں سے ۲/۱ کمیشن لیا تو کیا یہ پیسہ کھانا زید کے لیے ٹھیک ہے یا نہیں؟ جواب تحریر فرمائیں کرم ہوگا فقط والسلام

المستفتی، غلام مصطفیٰ گری ڈیہہ، بہار 24-06-1993

الجواب

اگر زید نے وہ کل رقم مدرسے میں جمع کی پھر ناظم نے بطورِ حق الخدمت زید کو کچھ مدرسہ سے دیا تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۶ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ

(۲۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید راج مستری ہے اس نے اپنی اجرت لے کر ایک مندر تعمیر کیا تو اس کی شرعی حیثیت سے کوئی پکڑ ہے یا نہیں؟ تفصیلاً قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی محمد الطاف صدیقی نولپور شریف دیوریا ۱۴/نومبر ۱۹۹۵ء

الجواب

مکروہ ہے اور کرے تو مستحق سزا نہیں (فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص/۱۶۹) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۳/رجب ۱۴۱۶ھ

(۲۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے بکری چرانے کے لئے ادھیا پر ایک شخص کو دی۔ اس بکری سے دو بچے پیدا ہوئے تو چرانے والے نے چند دن بعد ایک بچہ زید کو دے دیا اور ایک بچہ اس نے خود لے لیا دوسری صورت یہ کہ اس بکری سے اگر ایک ہی بچہ پیدا ہوا ایک تیسرے آدمی نے اس کا دام لگایا اور دام کا نصف زید نے چرانے والے کو دے کر اس بچہ کو لے لیا اور پالا یہاں تک کہ قربانی کی عمر کو پہونچ گیا۔ تو کیا عند الشرع اس جانور کی قربانی جائز ہے۔

المستفتی: محمد مظہر عرافی مئوناتھ بھنجن

الجواب

ادھیا اور بٹائی پر بکری کو دینا ناجائز ہے۔ بہار شریعت میں ہے: بعض لوگ بکری بٹائی پر دیتے ہیں کہ جو کچھ بچے پیدا ہونگے دونوں نصف نصف لیں گے۔ یہ اجارہ بھی فاسد ہے بچے اسی کے ہیں جس کی بکری، دوسرے کو اس کے کام کی اجرت مثل ملے گی۔ (بہار شریعت ج ۱۴/ص ۱۲۸)

عالم گیری میں ہے: رجل یرعی غنما بلبنها او بعض لبنها او صوفها لم یجز

ویجب اجر المثل ۔ (کتاب الاجارۃ: ۵۱۶/۴)

اور جب وہ بچے شرعاً بکری والے کے ہیں تو وہ ضرور ان بچوں کی قربانی کر سکے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۲۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

گاڑی قسط میں خریدی گئی دو لاکھ روپے دام ہے۔ ایک لاکھ لیتے وقت نقد ادا کیا گیا باقی ایک لاکھ بچا تو گاڑی والے نے اپنا فائدہ جوڑا یعنی سیکڑے میں دس یا بیس روپے جوڑ کر ماہوار قسط بنا دیا تو دریافت طلب یہ ہے کہ ایسی زیادتی کا دینا از روئے شرع کیسا ہے۔ جائز ہے کہ ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو شرعی اعتبار سے اس کا فدیہ کیا ہوگا؟۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی مقبول احمد انصاری ناظم اعلیٰ دار العلوم قادریہ رضویہ چتا کہ کلکتہ ۴۴

الجواب

سوال میں جو صورت ذکر ہوئی وہ ٹھیک وہی صورت ہے جس کو حرام قرار دینے کے لیے قرآن شریف نازل ہوا، اہل جاہلیت بھی یہی کرتے تھے کہ میعادی قرض دیتے تھے اور اس پر سود مقرر کر کے وہ بھی وصول کرتے تھے اس کا کفارہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کیا جائے اور آئندہ کے لیے یہ عزم کیا جائے کہ ایسی خریداری نہ کریں گے۔ ہاں اس ناجائز رقم کی ادا کا وبال گاڑی پر نہیں ہوگا۔ وہ گاڑی خریدار کی جائز ملک ہے اور خریدار کو اس سے ہر طرح نفع اٹھانا جائز ہے۔ اس ناجائز رقم دینے کا گناہ الگ ہے جس کی معافی کا طریقہ اوپر بتایا گیا۔

کاش کہ یہ معاملہ اس طرح ہوتا کہ نقد خریداری کا دام دو لاکھ اور ادھار خریداری کا دام سوا دو لاکھ یا زائد رقم کو ۱۰۔ یا ۲۰۔ فیصد جوڑ کر ہی شامل کر دیتے۔ مگر کل کو گاڑی کا دام ہی قرار دیتے پھر جس کا جی چاہتا وہ نقد لیتا اور جس کا جی چاہتا ادھار لیتا۔ ادھار والی رقم قسط مقرر کرنے میں بھی حرج نہیں۔ تو معاملہ شرعاً بھی بے خرخشہ ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(۲۳۔۲۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) مسجد و مدرسہ میں جو بجلی کا میٹر ہوتا ہے کیا اس کا بل کم آنے کے لیے کچھ کر سکتے ہیں یعنی بجلی مین سے اس میں کوئی چیز تار وغیرہ ادھر ادھر کروا سکتے ہیں تاکہ بجلی کا بل کم آئے اور مسجد اور مدرسہ پر اس کا بار نہ ہو، آیا اس طرح کرنا گورنمنٹ کی چوری ہوگی یا نہیں مزید موجودہ محکمہ کفار ومشرکین ہی کے ہاتھ میں ہے ان کی اس طرح چوری روا ہے کہ نہیں۔

(۲) کسی عالم کے پاس کوئی مسلمان عورت اپنا پورا جسم چھپا کر سوائے منھ کے اس طرح آکر اس کے پاس مسائل شرعیہ پوچھ سکتی ہے یا نہیں اور عالم کو اس حالت میں اس کے پاس رک کر مسئلہ بتانا روا ہوگا یا نہیں کوئی گناہ تو نہیں۔

الجواب

(۱) مسجد کے لیے ہو یا اپنے گھر کے لیے بجلی کا بل کم آنے کے لیے ایسا کرنا حرام ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "لاتغلوا ولا تمثلوا ولا تغدروا" (السنن الکبری: ۹/۴۹)

مال غنیمت سے چوری مت کرو۔ دشمن اسلام پر میدان جنگ میں غالب آؤ تو ان کی ناک کان وغیرہ کاٹ کر ان کی صورت نہ بگاڑو۔ اور کسی کو دھوکہ نہ دو۔ اور میٹر میں کچھ ادھر ادھر کر کے خرچ شدہ بجلی کی مقدار کم ظاہر کرنا دھوکا ہے۔ اور کمپنی کے غیر مسلم ہونے کا عذر بے کار ہے کہ دھوکا ان کے ساتھ بھی منع ہے۔ ہدایہ میں ہے: ان مالهم مباح فی دارهم فبای طریق اخذه المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیه غدر۔ (هدایة: باب الربا. ۲/۷۰)

غیر مسلم کا مال بھی دھوکہ سے لینا منع ہے اور اس میں رشوت بھی ہے۔ کہ ریڈنگ نوٹ کرنے والے کرمچاری کو ملائے بغیر یہ کام نہیں ہوسکتا اور وہ جیب گرم کئے بغیر راضی نہیں ہوگا۔

فتاوی رضویہ میں ہے: رشوت لینا مطلقا حرام ہے اور پرایا حق دبانے کے لیے جو کچھ دیا جائے اور جو اپنا کام بنانے کے لیے دیا جائے وہ رشوت ہے، صورت مسئولہ میں کمپنی کا حق دبانے کے لیے لائن مین کو دینا ہے۔ یا اس کو اپنا کام بنانے کے لیے روپیہ دینا ہے جو دونوں ہی رشوت ہے۔

پھر مسجد کا جو روپیہ اس طرح بچا وہ خرچ مسجد میں ہی تو کریں گے۔ ایسا ناجائز پیسہ مسجد میں صرف کیسے ہوگا۔ شامی میں ہے: ان الله طیب لایقبل الا الطیب۔

اللہ تعالی پاک ہے اور اپنے گھر کے لیے پاک رقم ہی قبول کرتا ہے۔

(۲) آپ کا یہ سوال دو سوالوں پر مشتمل ہے، ایک اجنبی عورت کے کس قدر حصہ جسم کو دیکھنا اجنبی مرد کے لیے جائز ہے۔ دوسرا غیر عورت کیساتھ تنہائی جائز ہے یا نہیں۔ پہلے سوال کا جواب حسب ذیل ہے اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ اس کی ہتھیلی اور چہرہ کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ اور اس کے دیکھنے کی بھی وہی شرط ہے کہ مرد و عورت کسی کو شہوت کا اندیشہ نہ ہو۔ (ورنہ نظر کرنا حرام ہے) (بہار شریعت جلد شانزدہم ص ۶۶) اس لیے اسلم طریقہ یہی ہے کہ عورت منھ بھی چھپائے ہوئے ہو۔ اور دوسرے سوال کا جواب مندرجہ ذیل ہے۔ اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت یعنی دونوں کا ایک مکان میں تنہا

ہونا حرام ہے۔ (ایضا ص ۶۹) تو عالم صاحب کو رک کر مسئلہ بتانے میں اس کا لحاظ بھی ہونا چاہیے کہ تنہائی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۹ رمحرم الحرام ۱۴۰۷ھ

(۲۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میلاد شریف کی محفل میں ایک صاحب نے اللہ تعالیٰ کی رحمت وعفوودرگذر کا بیان کرتے ہوئے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ میدان حشر میں ایک حافظ دس کی شفاعت کرے گا۔ حاجی ستر کی اور عالم بہتوں کی اور موذن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوں گے۔ اور خداوند قدوس اپنی رحمتوں سے نوازتے ہوئے انہیں نور کا تاج پہنائے گا۔ اس پر ایک دوسرے مقرر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جو موذن تنخواہ لے کر اذان دیتا ہے اس کے لیے یہ فضیلت نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو موذن تنخواہ لے کر ہی اذان دیتا ہے مسجد کی دیکھ ریکھ کرتا ہے تو کیا اس کو کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا۔

آج ہندوستان میں ہزاروں عالم وموذن تنخواہ لے کر اذان دیتے ہیں، امامت کرتے ہیں تو کیا خداوند قدوس کی بارگاہ سے کچھ بھی ثواب نہیں ملے گا؟ جن صاحب نے یہ کہا کہ تنخواہ لے کر جو موذن اذان دیتا ہے اس کے لیے یہ فضیلت نہیں، کیا صحیح ہے؟　　محمد احسان رتسٹر بلیا

الجواب

اذان واقامت، قرآن وفقہ وغیرہ کی نوکری کو علماء متقدمین نے حرام قرار دیا تھا اور عہد رسالت میں لوگ فی سبیل اللہ اذان دیتے تھے تو اتنی بات تو صحیح ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایسے موذنین کے فضائل بیان کیے تھے بلکہ بعض حدیثوں میں تو اس کی تاکید بھی ہے۔ واتخذ موذنا لا یاخذ علی الاذان اجرا۔ تو جو موذن بغیر تنخواہ کے اذان کہے اس کی عظمت کا کیا کہنا۔ حضرت مولانا صدر الشریعہ محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۲۳/۱۲۴ میں فرماتے ہیں: تو جس بندۂ خدا سے ہوسکے ان امور کو محض خالصا لوجہ اللہ انجام دے اور اجر اخروی کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے۔ حلبی میں ہے: استحب الاذان بغیر اجرۃ۔ (جلد۲، ص ۲۱۱)

مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہوگئی ہے۔ اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین میں بہت خلل واقع ہوگا۔ تو انہوں نے بعض امور کو اس کلیہ سے مستثنیٰ فرمایا کہ تعلیم قرآن اور اذان واقامت پر اجارہ جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

جو اللہ عزوجل کے لیے امامت وتعلیم وتعلم کرتے ہیں ان سے خوش ہونا بجا ہے۔ جو اجرت لیتے ہیں ان سے نفرت بے جا ہے۔　　(فتاوی رضویہ ہشتم ص ۱۶۷)

جس سے معلوم ہوا کہ تنخواہ دار موذنوں کو بھی ثواب ملے گا البتہ ان کا مرتبہ بے تنخواہ والوں سے کم ہوگا۔ رہ گیا احکام دنیا میں تو ان کی تعظیم وتکریم عامۃ المسلمین پر لازم ہے۔ بعد کے مقرر صاحب نے بلا ضرورت یہ مسئلہ چھیڑا۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۲ر رجب ۱۴۱۸ھ

(۲۶۔۲۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) ماہ مکرم رمضان شریف میں مدارس اسلامیہ کو سنبھالنے کے لیے زکوۃ، صدقہ، فطرہ، امداد وغیرہ طلب کی جاتی ہے جس کو وصول کرنے کے لیے جو سفیر حضرات نکلتے ہیں ان میں اکثر سفیر کمیشن پر چندہ وصول کرتے ہیں مثلاً سو میں پانچ روپے یا دس روپے تو بعض سفیر خود صاحب نصاب ہوتے ہیں اور بعض سادات ہوتے ہیں۔ تو عند الشرع شریف اس کمیشن پر چندہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر مدرسہ کے منتظمین سفیر کو حق خدمت سمجھ کر ہدیہ دیں تو کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا

(۲) لاؤڈ اسپیکر پر فرض نماز ادا کرنا یا کوئی بھی نماز جس کی جماعت ہوتی ہو ادا کرنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں تعلقہ بچھاؤ میں اکثر مساجد میں جماعت لاؤڈ اسپیکر پر بھی ادا ہوتی ہے کہ امام کے پیچھے کے مقتدی امام کی آواز سنیں۔ لہذا یہ امر جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ از راہ کرم اس مسئلہ کا جواب مدلل ومفصل عطا کریں۔

المستفتی: احقر العباد سید احمد شاہ بخاری قادری گلشن محمدی ٹرسٹ سانحانی تعلقہ بچھاؤ ضلع گجرات

الجواب

(۱) یہ صحیح ہے کہ عہد رسالت اور زمانہ مابعد میں جب تک اسلامی حکومتیں رہیں حکومت کی طرف سے زکوۃ وصدقات اور دیگر محاصل کی وصولی پر عامل مقرر کیے جاتے تھے اور ان کو کسی قسم کی رشوت یا ہدیہ لینے کی سخت ممانعت تھی اور وہ اپنی پوری وصولی حکومت کے خزانے میں داخل کرتے تھے اور حاکم اسلام مصارف اخراجات دوران وصولی اور اتنی مدت کے خانگی اخراجات کا لحاظ کر کے ان کو وصول شدہ مال زکوۃ میں سے دیتا جو کسی حال میں پوری وصولی کے نصف سے زائد نہ ہوتا۔ حضور ﷺ نے حضرات بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کے لیے اسے بھی ناجائز قرار دیا تھا۔ قرآن وحدیث اور کتب فقہ میں یہ ساری تفصیلات منصوص ہیں۔

اب نہ اسلامی حکومت ہے نہ اس کی طرف سے عامل مقرر کرنے کا کوئی ذریعہ، نہ اس کی کوئی جامع تنظیم جو حدود شرع کی پوری پاسداری کے ساتھ اموال زکوۃ کی وصولی اور تقسیم کا انتظام کرے۔ اب تو مالدار بطور خود ہی اپنی زکوۃ کی رقم سے اہل ضرورت کی خدمت ومدد کر دیتے ہیں۔

اور مدرسوں میں خال خال ایسے حضرات بھی ہیں جو فی سبیل اللہ وصولی وتحصیل کا کام کر دیتے ہیں

جو نہ صرف جائز بلکہ باعث اجر وثواب ہے۔

بعض مدارس میں سنا جاتا ہے کہ مدارس کے ذمہ داروں اور محصلین میں پیشگی کوئی معاہدہ اور معاملہ نہیں ہوتا البتہ وصولی کے بعد مہتمم ان کی خدمت مدرسہ کی طرف سے کر دیتا ہے تو جو رقم محصلین کو خدمت کے طور پر دی جائے وہ زکوۃ وفطرہ کی رقم نہ ہو یا اس رقم کا حیلہ کرلیا جائے۔ یعنی کسی حاجت مند کو اس رقم کا مالک بنادیا جائے اور وہ اپنی طرف سے وہ رقم مدرسہ میں دیدے اس طرح زکوۃ دینے والے کو ادائیگی زکوۃ کا اجر ملے گا اور اس ضرورت مند محتاج کو مدرسہ میں چندہ دینے کا۔ اب وہ رقم مدرسہ کے تمام مصارف خیر میں صرف ہو سکے گی۔

تیسری صورت کمیشن کی ہے جس کا ذکر آپ نے سوال میں کیا ہے اور آج کل لوگ عام طور سے اسی طرح معاملہ کرتے ہیں یہ اجرت اور مزدوری کا معاملہ ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل چند خرابیاں ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے، اجارہ کی صحت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وقت کے حساب سے اجارہ ہو تو وقت کی مقدار معلوم ہونا چاہیے اور اجرت کی مقدار بھی پیشگی معلوم اور متعین ہونا چاہیے جیسے یومیہ، ماہانہ، یا سالانہ اجرت مقرر کی جائے اور کام کے حساب سے اجارہ ہو تو کام کی مقدار معلوم ہونا چاہیے۔

اور کمیشن والی صورت میں نہ کام کی مقدار معلوم ہوتی ہے نہ مزدوری کی مقدار کا علم ہوتا ہے، کیونکہ اجرت کی تعیین تو وصولی کی فیصد کے حساب سے ہے اور وصولی کتنی ہوگی اس کا پیشگی علم کیسے ہو سکتا ہے؟ اسلیے اجرت کی تعیین بھی ممکن نہیں۔ اور تیسری خرابی سفراء کی پیدا کردہ ہے کہ وہ اپنی وصولی میں سے اپنی رقم کاٹکر بقیہ رقم مدرسہ میں جمع کرتے ہیں جب کہ اجارہ میں مزدوری اس رقم سے لینا جائز نہیں۔ جو مزدور کی محنت کے نتیجہ میں حاصل ہوئی ہو۔ سفراء حضرات ایک بداحتیاطی یہ بھی کرتے ہیں کہ زکوۃ کی رقم بغیر حیلہ کے اپنی اجرت میں وضع کر لیتے ہیں یہ بالکل ناجائز ہے۔

مذکورہ بالا خرابیوں میں سے کچھ ایسی بھی ہیں جن کا اثر عقد اجارہ کو فاسد کر دیتا ہے اور جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مزدور طے شدہ اجرت پانے کا مستحق نہیں ہوتا۔ بلکہ طے شدہ رقم اور اجرت مثل میں سے جو کم ہو اس کا مستحق ہوگا۔ پس کمیشن پر وصولی کی صورت میں سب سے پہلی اصلاح تو یہ ہونی چاہیے کہ محصلین وصولی کی پوری رقم مدرسہ میں جمع کریں اور ذمہ داران زکوۃ کی رقم کا حیلہ کرالیا کریں۔ تاکہ مزدور کی محنت کی آمدنی سے اجرت ادا کرنے کی خرابی سے نجات حاصل ہو۔ اور مال زکوۃ سے مزدوری حاصل کرنے کی قباحت بھی دور ہو اور پوری وصولی کا فیصد کمیشن نکال کر یہ دیکھا جائے کہ اس قسم کے کام کی بازار میں کیا اجرت ہے جس کو اجرت مثل کہا جاتا ہے اور اجرت مقررہ اور اجرت مثل میں سے جو کم ہو وہ دیا جائے۔ اور

چونکہ اب معاملہ کی نوعیت بدل کر مزدوری اور اجارہ ہوگیا۔ اس لیے اس کو مالدار اور غریب اور سید اور غیر سید بھی کر سکتے ہیں۔

(۲) باجماعت نماز کے لاؤڈ اسپیکر پر جائز ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں ہندوستان میں علمائے اہل سنت کے دو گروہ ہیں۔ اکثر اس بات کے قائل ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز کا غیر ہے اور اس کی آواز پر مقتدی کا امام کی اقتدا کرنا درست نہیں اور نماز میں اس کا استعمال ناجائز اور غلط ہے۔

دوسری جماعت جو تعداد میں کم ہے اس کا خیال یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی ہی آواز ہے۔ ہاں بجلی کی مدد شامل ہو جانے سے امام کی آواز اور اس کے نفوذ کی طاقت بڑھ گئی ہے۔ اور خارج سے آدمی کی آواز کی طاقت بڑھانے اور نفوذ زیادہ کرنے کی کوشش ہمیشہ سے ہوتی رہی ہے اور جائز بھی جاتی رہی ہے۔ مسجدوں میں چھتوں پر گنبد کی تعمیر بھی تو امام کی آواز کو بھاری اور طاقت ور کرنے کی خارجی حکمت عملی ہے۔ اور امام کی بھاری بھرکم آواز جو گنبد کے ذریعہ مسموع ہو اس پر اقتدا بالاتفاق جائز ہے تو لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا جائز ہونے میں کیا شبہ۔ ادھر امر واقع یہ ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ فرض نہ واجب نہ سنت صرف بھلے اور بھلا لگنے کی بات ہے مگر عوام علما کے احکام کی پروا کیے بغیر بلا امتیاز لاؤڈ اسپیکر لگانے پر مصر اور عملدرآمد میں اپنے مقصد پر فتح مند ہیں۔

طرفین کے دلائل کو دیکھتے ہوئے میرے جیسا کم سواد طالب علم کچھ فیصلہ نہ کر سکا، اس لیے میں کہیں بھی لاؤڈ اسپیکر لگانے کی ہمت افزائی نہیں کرتا اور کسی ایسی مسجد میں پھنس جاتا ہوں جہاں لاؤڈ اسپیکر لگا ہو تو حتی الامکان امام کے قریب کھڑے ہونے کی کوشش کرتا ہوں تاکہ خود امام کی آواز سن سکوں اور اسی پر اقتداء کرسکوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۹ ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ

(۴۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک ٹیلر سلائی کا کام کرتا ہے۔ اور گاہک سے کہتا ہے کپڑا لاؤ یعنی اس کپڑے میں آپ کی منشا کے مطابق جیسے کہ گاہک چاہتا ہے ویسا تیار کروں گا لیکن اس کا بچا ہوا کپڑا انہیں دوں گا، ہندو کا ہو یا مسلمان کا۔ اس طریقہ سے از روئے شرع جائز ہے یا ناجائز ہے۔ فقط والسلام اختر حسین نینی تال

الجواب

ناجائز ہے کہ یہ قفیز طحان میں ہے۔ جس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے یا غصب ہے جو ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۵ر محرم الحرام ۸۵ھ الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۳۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) دینی مدارس کے مدرسین کو اپنی تنخواہ اور سالانہ تعطیلات بڑھانے یا دوسرے مطالبات منوانے کے لیے اسٹرائک کرنا یعنی اوقات مدرسہ میں بیکار بیٹھے رہنا اور طلباء کو بجائے پڑھانے کے ڈانٹ کر بھگا دینا جو مدرسین یا دوسرے ملازمین اسٹرائک میں حصہ نہ لیں انہیں اسٹرائک پر مجبور کرنا کیسا ہے؟

(۲) اسٹرائک کرنے یا اس میں حصہ لینے میں کس قوم کی پیروی ہے؟

(۳) دینی درسگاہ میں اسٹرائک کرنے والوں پر شرعی کیا حکم ہے۔ یہ حق پر سمجھے جائیں یا ناحق پر؟

(۴) اسٹرائک کرنے والے مدرسین کو ایام اسٹرائک کی تنخواہ دینا کیسا ہے کیا وہ ایام اسٹرائک کی تنخواہ پانے کے شرعاً مستحق ہیں؟ ازراہ کرم جواب جلد مرحمت فرمائیں۔

الجواب

اس میں شبہ نہیں کہ مدرسین اجیر خاص کے زمرے میں ہیں۔ جن کے ذمہ صرف سپردگی ہے۔ کام ہونا اس کے لیے ضروری نہیں۔

ہدایہ میں ہے: "الاجیر الخاص الذی یستحق الاجرۃ بتسلیم نفسہ فی المدۃ وان لم یعمل"۔ (ہدایہ: کتاب الاجارات۔ ۲/۲۹۴)

اور اس کو جو کچھ معاوضہ ملتا ہے اس وقت کا لیکن صورت مسؤلہ میں بر تقدیر صدق مستفتی جو حوادث ثابت ہوئے ہیں کہ مدرسین نے تسلیم نفس نہ کیا کیونکہ طلبہ کو ڈانٹ کر بھگا دینا جو مدرس یا ملازم اسٹرائک میں شریک نہ ہو، اس کو مجبور کرنے والوں کو کون کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے تسلیم نفس کیا۔ شرعی حکم تو یہ ہے:

"وان لم یعمل ای اذا تمکن من العمل فلو سلم ولم یتمکن منہ لعذر المطر و نحوہ لا اجرۃ لہ" پس جب اجیر خاص کو صرف تسلیم نفس سے اجرت نہیں ملے گی تمکن عمل ضروری ہے۔ تو ڈانٹ کر طلبہ کو بھگانے والوں نے تو تسلیم نفس ہی نہیں کیا، تمکن کی کیا بات۔ اس لیے صورت مسئولہ میں ان مدرسین وملازمین کو شرعاً تنخواہ نہیں ملنا چاہیے۔ اسٹرائک شرعاً اسلامی مزاج کے موافق نہیں اس سے خواہ مخواہ عام زندگی پرنا گوار اثر پڑتا ہے۔ اور دوسروں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں اور شروع ہی سے اس کو مختلف اوقات میں مختلف دنیاوی پارٹیاں ہی مختلف رنگ وروپ میں استعمال کرتی ہیں مذہب میں اس کی کوئی واقعی حیثیت نہیں۔

ہاں بعض ناگزیر حالات میں مثلاً متعلقہ شخص صریح ظلم کر رہا ہو اور دفع مظلمہ اور جائز حقوق کی بازیابی کے لیے دوسرے طریقے غیر مفید ثابت ہوتے ہیں تو دفع مظلمہ اور بازیابی حق کے لیے شرعاً اس کی اجازت ہوگی جب کہ اس سلسلہ میں خلاف شرع امور نہ بجالائے جیسے حضور نے اصلاح کی بعض صورتوں

میں کچھ لوگوں سے ترک تعلقات کیے۔ اور دیگر معاشرتی و اخلاقی نیز نفسانی دباؤ سے کام لیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۶ر جمادی الاولی ۸۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۳۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مسجد کی اینٹوں کی جڑائی کا کام ٹھیکہ پر کرنا درست ہے یا نہیں؟ جواز اور عدم جواز کو ثبوت کے ساتھ مبرہن کیجئے نیز یہ بھی ظاہر کیجئے کہ اس کا سامان ہر فرد لے سکتا ہے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان؟

بینوا توجروا المستفتیان: مصلیان مسجد محلہ ڈیہہ ولید پور

الجواب

جائز ہے، عالمگیری میں ہے: "و منها ان يكون المعقود عليه و هو المنفعة معلوما علما يمنع المنازعة فان كان مجهولة مفضية الى المنازعة يمنع صحة العقد و الا فلا"

(هدايه: كتاب الاجارة. ٤/٥٦١)

اجارہ صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس طرح معلوم ہو کہ آگے چل کر جھگڑا نہ ہو اگر ایسا ہو تو اجارہ صحیح ورنہ نہیں۔ پس اگر ٹھیکہ میں یہ تفصیل ہے کہ مثلا مسجد کی لمبان اور چوڑان اتنی ہے اونچان اتنی ہے، جڑائی اس قسم کی ہوگی تو ٹھیکہ صحیح ہے اور مزدور اور ٹھیکے دار ہندو مسلمان کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ البتہ مسجد کا فاضل ملبا ایسے شخص کے ہاتھ نہ بیچیں جو اس کو اہانت کی جگہ لگائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۳۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک صاحب مِل میں ملازم ہیں صرف تین وقت ہی امامت کرتے ہیں اور تنخواہ لیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

الجواب

اگر متولی نے اتنے ہی وقت کے لیے ان کی خدمت حاصل کی ہے تو جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

(۳۳۔۳۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ
(۱) جامعہ فاروقیہ کے ایک مدرس مولانا قمر علی خاں صاحب کو تعلیمی کمزوری کی وجہ سے جامعہ کی انتظامیہ نے تعلیمی اصلاح کرنے کے لیے نوٹس دیا لیکن نوٹس کے باوجود مولانا نے اصلاح نہیں کی تب انتظامیہ نے عہدے سے تنزل کردیا، اس تنزل کے بعد بھی تعلیمی اصلاح نہیں کی اس کے بعد انتظامیہ نے مولانا کو مدرسے کی مدرسی سے الگ کردیا، مولانا نے مدرسی سے برطرف ہونے کے بعد کیس کردیا کیس کئی سال تک چلتا رہا عدالت نے برطرفی کے سلسلے میں مدرسے کے حق میں فیصلہ دیا، اس کے بعد مولانا نے کورٹ میں اپیل کی اور اپیل میں تنخواہ کے مطالبہ (جب سے مدرسہ کی مدرسی سے ہٹائے گئے) کا دعوی کیا لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ مولانا نے جب پڑھایا نہیں مدرسی سے برطرف کردیئے گئے تو تنخواہ کا مطالبہ کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں۔
(۲) عدالت چند سالوں کا معاوضہ بطور تنخواہ دلانا چاہے تو مولانا کو یہ معاوضہ از روئے شرع لینا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد فاروق محلہ بازار صدر

الجواب

(۱) تعلیمی اصلاح کا لفظ مبہم ہے برطرفی کے سلسلے میں یہ کلیہ ہے۔
" لایصح عزل صاحب وظیفة بلاجنحة او عدم اهلية "
(شامی: كتاب الوقف. ٦/٤٥٥)
جنحہ کے معنی گناہ کے آتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ اوقاف کے ملازموں کی برطرفی جرم کے نتیجہ میں ہوگی اس کے بغیر نہیں۔ ملازمت کے سلسلہ میں فرائض منصبی کی ادائیگی میں جان بوجھکر کوتاہی بھی جرم کے زمرہ میں آتی ہے تو اگر مولانا سے قصداً ایسا ہوتا رہا ہو جو اسلامی نقطۂ نظر سے قانون اجارہ کے خلاف ہو تب تو برطرفی شرعاً جائز ہوگی ورنہ ناجائز، چاہے پوری کمیٹی فیصلہ کردے اور عدالت اس کے موافق ڈگری دیدے، مطلب یہ ہے کہ کمیٹی اس پر خوب غور کرے کہ برطرفی کے سلسلے مولانا پر کوئی ظلم تو نہیں ہوا، ورنہ یہ ایک بہت بڑا مواخذۂ اخروی ہوگا۔
(۲) اصل کلی یہ ہے کہ اجیر خاص پر ڈیوٹی پر حاضر رہنا اور اپنے نفس کو کار مقررہ کے لیے سپرد کرنا لازم ہے جس دن غیر حاضر ہوگا اگرچہ مرض سے اگرچہ اور کسی ضرورت سے اس دن کی تنخواہ کا مستحق نہیں مگر معمولی قلیل تعطیل جس قدر اس صیغہ میں مروج ہو۔ فتاوی رضویہ ششم
اس سے معلوم ہوا کہ مولانا نے جب پڑھایا نہیں تنخواہ کے مستحق نہ ہوں گے برطرفی کے سلسلہ میں

اوپر عرض کیا جاچکا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۹ر محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(۳۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید پانچ سال سے ایک دینی مدرسہ میں تدریسی کام حسب معمول کرتا آرہا ہے تھا۔ اور ہر سال مدرسہ ۹ر شوال تا ۱۲ر شعبان کھلا رہتا تھا مگر امسال کمیٹی نے ۵ر شوال تا ۲۴ر شعبان بڑھایا۔ ۲۴ر شعبان تک کھلا رہنے کو پاس کیا ہے۔ زید حکم نامہ کے مطابق ۵ر شوال تا ۲۴ر شعبان پڑھاتا رہا۔ ۲۴ر شعبان کو ۱-۲-۳ بجے شام نوٹس آئی کہ تمام مدرسین کو ۱۵ر رمضان تک مدرسہ کے کام سے روکا جارہا ہے۔ اس پر زید نے معذرت پیش کرتے ہوئے لکھا کہ (میرے ذمے بہت سے کام ہیں جس کی وجہ سے فرصت نہیں ہے) کمیٹی خاموش رہی پھر ۱۵ر رمضان کو میٹنگ کر کے ۱۷ر رمضان کو نوٹس دے دیا کہ کمیٹی نے یکم رمضان کو دارالعلوم کی خدمت وملازمت سے آپ کو سبکدوش کردیا جب کہ زید وہیں پر اپنے کاموں میں مصروف رہا۔

اب امر طلب یہ ہے کہ زید کو جو یک بیک اور ۱۵ر سال کے بعد ۱۷ر رمضان کو سبکدوشی کی نوٹس دی جارہی ہے تو زید رمضان کی تنخواہ کا مستحق ہے یا نہیں یہ تنخواہ کا معاملہ فتویٰ پر ہی رکا ہوا ہے جو شرع کا حکم ہو مہربانی فرما کر جلد بھیجنے کی زحمت فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

المستفتی خاکپائے شاہ زید خادم الطلباء

الجواب

ہندوستان کے مدارس عربیہ میں عام طور سے رمضان المبارک کی چھٹی تعلیمی سال کے اختتام پر دیجاتی ہے۔ اور جو مدرسین سال بھر کام کرتے ہیں وہ اس کے مستحق ہوتے ہیں اگر آپ کے یہاں بھی یہی رسم ہو تو بلاشبہ سائل رمضان شریف کی تنخواہ کا مستحق ہوگا۔

درمختار میں ہے: وھل یاخذ ایام البطالة کعید ورمضان لم اره وینبغی الحاقه ببطالة القاضی ۔ واختلفوا فیها والاصح انه یاخذ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۴ر ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

(۳۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

سرزمین اوبرا میں انتظامیہ کمیٹی کے زیر اہتمام مسجد، اسکول، مدرسہ، عیدگاہ، قبرستان نیز امام باڑا ہے جس کی نگرانی کمیٹی کے چندرہ ممبران کرتے ہیں۔ رمضان المبارک کے مہینے میں جامع مسجد میں تراویح ہوتی ہے، گذشتہ کئی سالوں سے مسجد میں تراویح شروع ہونے سے چند منٹ قبل انتظامیہ کمیٹی کے

نمائندے کھڑے ہو کر صف بصف گھوم گھوم کر یہ صدا لگاتے ہیں کہ جو حضرات امام صاحب کا نذرانہ لائے ہوں اسے جمع کر دیں، یہ سلسلہ ۲۷ رمضان المبارک تک جاری رہتا ہے۔ الوداع جمعہ کے دن کثیر تعداد میں قصبہ اور دیہات کے مسلمان نماز ادا کرنے آتے ہیں، اس دن کئی ٹولیاں جھولی لے کر صف بصف اعلان کرتی ہیں کہ امام صاحب کے لیے نذرانہ دیجئے ختم کلام پاک کے دن مسجد کے اندر بذریعہ مائیک یہ اعلان ہوتا ہے کہ فلاں فلاں صاحب نے امام صاحب کے لیے اتنی رقم اور اتنے جوڑے کپڑے عطا کئے ہیں، یہ سلسلہ مسجد میں کافی دیر تک رہتا ہے، آخر میں ٹوٹل رقم مع کپڑے کے بذریعہ انتظامیہ کمیٹی اعلان کرتے ہوئے امام صاحب کے دست مبارک پر عطا کر دیا جاتا ہے بعدہ امام صاحب کھڑے ہو کر مائیک سے عوام اور انتظامیہ کمیٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور لوگوں سے مصافحہ و معانقہ کرتے ہیں۔

(۱) تراویح پڑھانے کے لیے نذرانہ لینا جائز ہے یا ناجائز یا حرام ہے؟۔

(۲) ایسے امام کے پیچھے نماز یا تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور ایسے امام کے پیچھے نماز یا تراویح ہوئی یا نہیں؟۔

(۳) کوئی مسلمان امام کے پیچھے تراویح پڑھنے کے عوض میں نذرانہ دیتا ہے یا بذریعہ جھولی نذرانہ اکٹھا کرتا ہے اسکے لیے شرعی کیا حکم ہے۔

قرآن پاک، حدیث شریف اور مسلک اہل سنت و جماعت و بزرگان دین کے حکم کو مدنظر رکھتے ہوئے مدلل جواب جلد سے جلد عنایت فرمائیں آپ کا بڑا کرم ہوگا۔

المستفتی آپ کا خادم ایم۔اے صدیقی رفاقتی اشرفی

الجواب

بہار شریعت حصہ چہارم ص ۳۵ میں ہے آج کل اکثر رواج ہو گیا ہے کہ حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے، دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں۔ اجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کر لیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ: "المعروف کالمشروط" ہاں اگر کہہ دیں کہ کچھ نہیں دوں گا یا کچھ نہیں لوں گا اور پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کرے تو حرج نہیں کہ: "الصریح یفوق الدلالۃ" اس سے معلوم ہوا کہ حافظ اگر پیشتر مسجد کے منتظمین سے یہ کہہ دے کہ میں کچھ نہیں لوں گا یا منتظمین حافظ سے کہہ دیں کہ ہم آپ کو کچھ نہیں دیں گے اور پڑھانے کے بعد بطور اعانت اس کی خدمت کریں تو کچھ حرج نہیں، اس طرح لینا دینا جائز ہے، ہر جائز کام کے لیے مسجد میں چندہ کرنا جائز ہے اور حضور نے خود مسجد نبوی میں بارہا چندہ

مانگا ہے، لیکن ہم آپ کے یہاں کے لیے ایک زیادہ آسان اور مناسب طریقہ فتاوی رضویہ سے نقل کرتے ہیں، اگر خواہند کہ شرط کنند وحلال باشد صورتش آنست کہ حافظاں وقاریاں را برائے وقت معین برائے کار وخدمت خویش معین کنند بر اجرت متعین ہر چہ بر آں تراضی طرفین شود اجر کنند قدر آں ساعت ایناں نوکر شدند مستاجران را میرسد کہ ہر خدمت کہ باید فرمایند از اں جملہ قرآن خواندن باشد۔ ملخصاج ۸ص ۱۶۳

اگر چاہیں کہ بطور اجر طے کریں اور حلال ہو تو حافظوں کو ۲۰/۲۵/۳۰ ر روز کے لیے مطلقا مسجد کے کام کے لیے نوکر رکھیں خاص امامت تراویح کا نام نہ لیں تو یہ حافظ نوکر ہو گئے اور اس مدت کے اندر کام ان سے امامت تراویح کا لیں تو یہ معاملہ جائز ہوگا اور اس کے لیے شرط مقرر کرنا اور اجرت لینا جائز ہوگا۔

سوالات کرنا آسان ہے اور ہر سوال کا جواب دینا بھی ممکن ہے مگر مسلمانوں کے کام کو ناجائز وحرام قرار دینے سے بہتر یہ ہے کہ اگر اس کی کوئی بہتر تاویل ممکن ہو یا ایسی سبیل نکل سکتی ہو کہ مقصد بھی پورا ہو جائے اور شرع کے خلاف بھی نہ ہو تو یہ زیادہ بہتر ہے۔"انما بعثتم میسرین لا منفرین" ۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۵ر رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

(۳۷) **مسئلہ** : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ

بکر جو ایک استاذ ہے جو کہ بہار گورنمنٹ میں اردو پڑھانے کی حیثیت سے سروس کرتا ہے مگر وہ ایک دن بھی اسکول نہیں جاتا جس کی وجہ سے خصوصا مسلم بچے نااہل ہو رہے ہیں۔ان بچوں کی اردو تعلیم نہ ہونے کی وجہ دینی تعلیم کا فقدان ہے مگر بکر ہر ماہ گورنمنٹ سے روپیہ لیتا ہے۔تو ایسے شخص کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ جو اسکول نہ جا کر یعنی دھوکہ دے کر روپیہ لیا ہے تو وہ کمائی کیسی ہے جائز ہے یا ناجائز۔ ایسے شخص سے مسجد ومدرسہ میں روپیہ لیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

المستفتی محمد بدر الحسن صدیقی مقام کھجریا پوسٹ ہر پور ضلع سہرسا (بہار)

الجواب

فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص ۱۶۹۔۱۷۰ ر میں ہے:

مدرسین وامثالہم اجیر خاص ہیں۔اور اجیر خاص پر وقت مقررہ معہودہ میں تسلیم نفس واجب ہے۔ وہ اسی سے اجرت کا مستحق ہوتا ہے اگر چہ کام نہ ہو۔ مثلا مدرس وقت معہود پر مہینہ بھر حاضر رہا۔اور طالب علم کوئی نہ تھا۔کہ سبق پڑھتا۔مدرس کی تنخواہ واجب ہو گئی۔

ہاں اگر تسلیم نفس میں کمی کرے۔ مثلا بلا رخصت چلا گیا۔یا رخصت سے زیادہ دن لگائے۔ یا مدرسہ کا وقت چھ گھنٹہ تھا اس نے اس میں سے پانچ گھنٹہ پڑھایا۔یا حاضر تو آیا لیکن وقت مقرر خدمت

مفوضہ کے سوا اپنے ذاتی کام اگرچہ نفل نماز یا دوسرے شخص کے کام میں صرف کیا۔ کہ اس سے بھی تسلیم منتقض ہوگئی۔ یا آتا ہے اور خالی باتیں کرتا چلا جاتا ہے طلبہ حاضر ہیں اور پڑھاتا نہیں۔ کہ اگرچہ اجرت کام کی نہیں تسلیم نفس کی ہے۔ مگر یہ منع نفس ہے نہ کہ تسلیم بہرحال جس قدر تسلیم نفس میں کمی کی اتنی تنخواہ وضع ہوگی

دیکھیے کس تفصیل سے یہ امر واضح کیا ہے کہ ملازم اس وقت ہی رقم کا حق دار نہیں جب اس نے کام چوری کی اگرچہ ڈیوٹی پر حاضر رہا ہو۔ پس جو شخص مطلقا حاضری ہی نہ دے وہ تنخواہ کا کسی طرح حق دار نہیں۔ اور جس رقم کو وہ دھوکہ دے کر وصول کرتا ہے۔ وہ ضرور اس کے لیے حرام ہوئی۔ اس کا حکم یہی ہے کہ وہ رقم گورنمنٹ کو واپس کیجائے۔

ایسی رقم مسجد یا مدرسہ میں لگانے کی بابت حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو رقم کوئی کسی کو دے رہا ہے۔ اگر اس کا بعینہ حرام ہونا لینے والے کو معلوم ہو کہ یہی وہ حرام رقم ہے۔ تو اس کا لینا حرام ہے۔ وہ رقم نہ لیجائے۔ اور خاص اس رقم کے بارے میں یہ نہ معلوم ہو کہ یہی وہ حرام رقم ہے' تو اس کو لے سکتے ہیں اور کام میں لا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۱ر رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

(۳۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں کہ

زید ایک حافظ قرآن اور عالم دین ہے۔ اس نے ماہ رمضان میں تراویح پڑھائیں۔ تحفہ میں جو روپیہ ملا۔ اس کو ہر ایک سال جمع کیا۔ اسی طرح دس پندرہ سال جمع کر کے حج کیا۔ اب اس پر دیگر شخص طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ کہ اس کا حج درست نہیں ہے۔ کیونکہ کمائی ٹھیک نہیں ہے۔ تو کیا تراویح کا روپیہ لینا شرع میں ٹھیک نہیں ہے۔ اگر ٹھیک ہے تو اس آدمی کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ جو اس طرح کی افواہ پھیلا کر دوسرے کو گمراہ کرتا ہے۔ اور ایک حافظ وعالم کی تذلیل کرتا ہو۔ براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب سے نوازیں۔ المستفتی محمد مسعود عالم صدیقی مقام وپوسٹ ہرپورہ ضلع سہرسہ

الجواب

بہار شریعت حصہ چہارم ص ۲۵ر میں ہے: آج کل رواج ہوگیا ہے کہ حافظ کو اجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں۔ اجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر سے مقرر کریں کہ یہ لیں گے اور یہ دیں گے۔ بلکہ اگر یہ معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے۔ اگرچہ ان سے طے نہ ہوا کہ یہ بھی ناجائز ہے۔ کہ "المعروف کالمشروط"

ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا۔ یا نہیں لوں گا پھر پڑھے۔ اور حافظ کی خدمت کریں تو حرج

نہیں کہ "الصريح يفوق الدلالة"

تو مذکورہ حافظ اور عالم نے اگر معاملہ کر کے وہ رقم حاصل کی تب تو وہ ناجائز ہے اور انہوں نے زبان سے اجرت کا ذکر بھی نہ کیا ہو مگر وہاں دینے کا رواج تھا تب بھی وہ رقم ناجائز تھی۔ اس کا نام تحفہ رکھ دینے سے وہ حلال نہ ہوگی حرام ہی رہے گی۔

اور پہلے سے یہ بات کہدی گئی ہو کہ تراویح کے بدلہ میں کچھ نہیں لوں گا۔ اب صراحت کے بعد بھی وہاں کے لوگ دیں۔ جو جتنا بھی دیں تحفہ ہے اور حلال ہے۔ اور لینا اور اس سے حج کرنا جائز ہے۔

ناجائز ہونے کی صورت میں اس مال سے حج کرنا حرام ہے۔ بہار شریعت حصہ ششم ص ۶ پر ہے

مال حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔ درمختار

اور حج قبول نہ ہوگا۔ لیکن حج جو اسلام کا فریضہ ہے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔

عالم گیری میں ہے: "ويجتهد في تحصيل نفقة حلال فانه لايقبل الحج بالنفقة الحرام مع انه يسقط الفرض معها وان كانت مغصوبة" (ج اول، ص ۲۸۰)

اور کسی حافظ یا عالم کی تذلیل وتحقیر سخت ناجائز وممنوع ہے۔ طعنہ کرنے والوں کو زید سے معافی مانگنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو　۱۱؍رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

(۳۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

زید بنائی کا کام مزدوری پر کرتا ہے زید بکر سے تانی وسوت لا کر اپنے گھر اپنے لوم پر ساڑی بنا کر بکر کو دے کر اس کی مزدوری لیتا ہے۔ زید سے بکر سوت میں ماڑی لگواتا ہے اپنی ساڑی کڑی کرنے کے لیے مگر ماڑی کا پیسہ بکر زید کو نہیں دیتا ہے۔ بکر پر ماڑی کا پیسہ دینا واجب ہے یا نہیں۔

المستفتی خورشید عالم کریم الدین پور گھوسی مورخہ ۱۹/۸/۹۹ء

الجواب

بہار شریعت چودھویں جلد ص ۱۵۲ میں ہے کسی کام پر اجارہ منعقد ہوا۔ تو اس کے توابع میں عرف کا اعتبار ہے۔ مثلاً درزی کو کپڑا سینے کو دیا تو سوئی دھاگہ درزی کے ذمہ ہے۔ دھوبی کو کپڑے دے تو کلف اور نیل دینا دھوبی کے ذمہ ہے، جلد ساز کو جلد بنانے کے لیے کتابیں دیں تو پٹھا چمڑہ ابری چپٹہ ڈورا یہ سب جلد ساز کے ذمہ ہے۔ سنا گیا ہے کہ ادھر کا رواج یہی ہے کہ گرہست کچا سوت دیتا ہے اور اس میں ماڑی کاریگر لگاتا ہے۔ تو صورت مسئولہ میں ماڑی کے پیسہ کی ذمہ داری گرہست کے ذمہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو　۷؍جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

(۴۰) **مسئلہ** : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل۔ کے بارے میں کہ ایک حافظ قرآن ہیں جن کو قرآن مجید یاد نہیں رہا اس کو بھول چکے ہیں۔ ایسی حالت میں ان کو کسی مدرسہ میں حافظ کی پوسٹ پر مقرر کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

دوسری بات یہ کہ اسکو ایک جانکار عالم کی موجودگی میں عالم کو ہٹا کر اس حافظ کو امامت کے لیے مقرر کر دیا گیا۔ کیا ایسا کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں جواب سے ممنون فرمائیں۔

المستفتی: عبدالستار ساکن دارایٹی ضلع مظفر پور (بہار)

الجواب

اگر جانکار عالم صاحب واقعی عالم دین تھے۔ اور اپنی ڈیوٹی اور کام میں کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ تو ان کو ملازمت سے الگ کرنا ناجائز اور ظلم ہے۔

درمختار اور اس کے حاشیہ شامی میں ہے:" لا یصح عزل صاحب وظیفة بلا جنحة او علم اهلية" (شامی: کتاب الوقف. ٦/٤٥٥)

کسی کام پر جسے مقرر کیا اس کو بغیر کسی کوتاہی کے علاحدہ کرنا ناجائز ہے کوتاہی بھی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ قابل اصلاح قابل معافی وغیرہ اس لیے طرفین سے اخلاص ودیانت ضروری ہے۔

بہت سے صحیح خواں حضرات بھی بڑی خوبی سے حفظ کراتے ہیں۔ اگر یہ حافظ بھی یہ کام بخوبی کرا سکتے ہوں۔ تو ان کو ملازم رکھنا جائز ہے۔ طرفین سے دیانت واخلاص ضروری ہے۔ یہ دو مسئلے اس طرح ہیں دونوں کو علحدہ رکھیے آپس میں ملائیے نہیں۔

یعنی اگر مولوی صاحب کو ظلماً ہٹایا گیا۔ تو ان کی جگہ پر جس کو رکھا گیا اس کے حفظ بھولنے نہ بھولنے کا کیا سوال۔ کوئی دوسرا کتنا ہی قابل ہو۔ اس مظلوم کی جگہ پر نہیں رکھا جاسکتا۔ اور ان کا نکالا جانا صحیح تھا تو ان کی جگہ پر ہر اس شخص کو رکھا جاسکتا ہے۔ جو اس پوسٹ کے فرائض منصبی کو بخوبی انجام دے سکے۔ سوال میں ایک الجھن اور ہے۔ جب وہ جانکار صاحب عالم تھے۔ تو حافظ تھے کہ نہیں۔ اگر صرف عالم تھے تو آخر وہ حفظ کیسے پڑھاتے۔ اور جو حافظ رکھا گیا وہ ان کی جگہ پر کیسے ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو، ۱۷ر جمادی الاخری ۱۴۱۰ھ

(۴۱) **مسئلہ** : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام پانچ وقت نماز پڑھانے کے لیے مقرر ہوا تھا اس طرح کا مقرر کردہ امام درمیان میں ایک یا دو نمازوں کو پڑھانے حاضر نہ رہا اور مقرر کردہ تنخواہ پوری امام کو دینا اور اس کو لینا کیا جائز ہے۔

الجواب

جتنی غیر حاضری عرفا معاف ہے اس کی تنخواہ امام لے سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو، ۱۷ر جمادی الاخری ۱۴۱۰ھ

رہن کا بیان

(۱-۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) زید نے بکر سے حالت مرض میں سات سو روپیہ قرض طلب کیا تو بکر نے سات سو روپیہ اس شرط پر دیا کہ اس کے عوض مجھے زمین ملنی چاہیے پھر روپے واپس دینے کے بعد زمین میں آپ کو واپس کردوں گا تو بکر نے اس زمین میں پانچ سال تک فصل پیدا کیا اور فصل اس سات سو روپیہ کی تین گنا پیدا ہوئی اب زید کا لڑکا بکر سے اپنے والد کی دی ہوئی زمین واپس لینا چاہتا ہے تو بکر کا مطالبہ یہ ہے کہ مجھے سات سو روپیہ ملنا چاہیے اس کے بعد زمین واپس ملے گی، تو اس پانچ سال کے پیدا کئے ہوئے فصل کا کیا حکم ہے اور پھر اس سات سو روپیہ کے مطالبہ کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) خالد نے ماجد سے ایک ہزار روپے قرض طلب کیا تو ماجد نے ایک ہزار روپیہ اس شرط پر دیا کہ ہر ہفتہ پچیس روپے اس قرض والے روپے کے علاوہ دینا پڑے گا اور وہ ہزار روپیہ آپ کے ذمہ میں اسی طرح برقرار رہیں گے تو کیا ہزار روپیہ کے اوپر پچیس روپیہ ہر ہفتہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

(۳) زید کا لڑکا اور عابد کی لڑکی شادی کرنے کے لیے آپس میں متفق ہیں اور لڑکی کے والدین بھی زید کے لڑکے سے شادی کرنے کے لیے متفق ہیں لیکن لڑکے کے والدین راضی نہیں ہیں قلت جہیز کی بنا پر، اور لڑکے کا قول یہ ہے کہ مجھے جہیز کی کوئی ضرورت نہیں اور جب میں شادی کروں گا تو عابد کی لڑکی سے اس کے علاوہ نہیں، اگر لڑکا عابد کی لڑکی سے شادی کر لیتا ہے تو اس کے والدین ناراض ہو جاتے ہیں صرف قلت جہیز کی بنا پر، تو اس صورت میں والدین کو ناراض کر کے شادی کرنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی محمد کبیر الدین دیناجپوری ۶ر رجب ۱۴۰۹ھ

الجواب

(۱) پہلے دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ وہ غلہ جو بکر نے اس زمین سے حاصل کیا اس کے لیے ناجائز ہوا اسی طرح ماجد نے جو ہر ماہ ۲۵ روپیہ دینے کی شرط لگائی وہ سود ہے۔

حدیث شریف میں ہے:"کل قرض جر منفعة فهو ربا "(در منثور:۳۵۰/۵)
قرض سے جو نفع وصول کیا وہ حرام ہے۔
اور قرآن عظیم میں ہے:﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾[البقرة:۲۷۵]
اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام قرار دیا۔
صرف جہیز کی کمی کی وجہ سے شادی سے انکار کرنا جہالت اور نادانی ہے اور موجودہ زمانے میں تو معاملہ گناہ تک پہنچ گیا ہے کہ اس سلسلہ میں جبر اور ظلم سے کام لیا جاتا ہے پس اگر ایسی صورت میں وہ لڑکا اس لڑکی سے شادی کرلے تو والدین کی نافرمانی میں مبتلا نہیں ہوگا۔
"لاطاعة لمخلوق في معصية الله"(البداية:۴۷/۸) اور ماں باپ کی بات مان کر شادی سے رک جائے یہ بھی ممکن ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۸ ررجب ۱۴۰۹ھ

(۴۔۶)**مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
(۱) زید نے ایک بیگھہ کھیت سو روپیہ میں لیا اس شرط پر کہ ایک بیگھے کی لگان سرکاری سال تمام پر جو ہوتی ہے وہ زید خالد کو دیگا اور سو روپیہ دیا کہ جب خالد کے پاس تیار ہو جائے تب خالد زید کو سو روپیہ واپس کر کے کھیت لے لیگا اور لگان خالد کے کھیت کی سال تمامی دیتا رہا ہے، اسلیے کہ خالد سرکاری لگان جو اپنے کھیت کی دیتا ہے اتنا زید سے لیتا ہے کم اور زیادہ نہیں لیتا یہ کھیت زید کا لینا جائز ہے یا ناجائز؟
(۲) زید نمازی دیندار حاجی حکیم ہے، مریض کی نبض دیکھ کر دوا دیتا ہے، مریض سے کہتا ہے کہ پانچ روپیہ دو، دوا دونگا۔مریض نے پانچ روپیہ دیا حکیم صاحب نے تین روپیہ کی دوا دی اور دو روپیہ اپنے پاس رکھ لیا آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟
(۳) و لا الضالین۔کو لفظ دال سے ادا کیا جائے یا لفظ ظاء کی اواز سے ادا کریں۔حفاظ قاری عرب کے کس لفظ کے ساتھ ادا کرتے ہیں؟ مدلل ثبوت چاہئے۔محب اللہ مقام پوموں نیاں

الجواب

(۱) جو کھیت رہن رکھا گیا ہو اس سے مرتہن کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔حدیث شریف میں ہے۔
کل قرض جر منفعة فهو ربا ۔(درمنثور:۳۰۰/۵) قرض کے ذریعہ جو نفع کمایا جائے وہ حرام ہے۔
(۲) جائز ہے۔
(۳) و لا الضالین۔کی ضاد کو قصداً دال کی آواز سے پڑھیں یا ظاء کی اواز سے نماز نہ ہوگی کیونکہ

ضاد الگ ایک حرف ہے جو اپنے مخرج اور صفات میں دیگر حروف سے ممتاز ہے اسلیے قصداً اس کے بجائے جو حرف بھی پڑھا جائے گا نماز جائز نہ ہوگی۔ خزانۃ الاکمل میں ہے: "اذا قرا الظاء مکان الضاد فقال المحسن الاحسن ان یقال ان تعمد ذالك تبطل صلوته۔ ضاد کا صحیح مخرج زبان کی کروٹ اپنے مقابل کے داڑھ سے مل کر ہے، سنی مسلمان دیوبندیوں کے کہنے میں نہ آئیں ہم نے جو مخرج بتایا اسی سے ادا کرنے کی کوشش کریں اور مسلسل جدوجہد کرتے رہیں اس کے بعد اگر صحیح نہ ادا ہوسکے تو جس طرح بھی ادا ہوجائے مجبوراً اسی سے نماز ہوجائے گی۔ اسی خزانۃ الاکمل میں ہے: "واما لو کان بخطأ واراد الصواب فجری هذا علی لسانه و لم یکن یمیز حرفین فظن انه ادی الکلمة کما هی فغلط جازت صلوته۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی ۱۸ ربیع الاول ۹ ۱۳۷ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنا کھیت بکر کو رہن پر دیا اور اس سے پچاس روپیہ حاصل کیا اور دونوں میں یہ طے ہوا کہ بکر اس کھیت میں کاشت کر کے اس کی پیداوار خود لیتا رہے گا۔ اور پیداوار کے عوض میں بکر اپنی دی ہوئی رقم سے سالانہ ایک روپیہ وصول کرتا رہے گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ برتقدیر ثانی جواز کی کیا صورت ہے؟ بینوا توجروا

بدر الدین احمد موضع راؤدٹ پادر ڈاکخانہ شاپ پور ضلع گورکھپور

الجواب

صورت مسئولہ جائز ہے کہ یہ صورت "کل قرض جر نفعا" کے تحت نہیں آتی بلکہ یہ منافع ایک روپیہ کے عوض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۹ صفر ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ

(۸-۱۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے اپنا کھیت بذریعہ مجبوری بکر کو رہن دے دیا۔ بعد وقت مقررہ کے زید نے روپیہ دے کر رہن چھڑا لیا کیا جائز ہے۔ رہن دھرنا اور لینے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

(۲) زید نے اپنی بیوی کو روبرو پنچایت طلاق دے دیا یہاں تک کہ رسم کے مطابق طلاق نامہ بھی لکھ دیا۔ طلاق ہندہ نے لکھا اور زیور بھی لے لیا اور کہا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعد ہفتہ کے بکر بیوی کو

رکھ لیا مطلقہ کو کیا حکم ہے؟

(۳) چرم قربانی کے لیے کیا حکم ہے اس کو کس کو دیا جائے مستحق کون کون ہیں؟۔ فقط والسلام

قطب علی شاہ گورکھپور

الجواب

(۱) رہن رکھنا جائز ہے مرتہن جس کے پاس رہن رکھا گیا ہے اس کو اس سے منافع حاصل کرنا جائز نہیں۔

(۲) اگر طلاق مغلظہ یا بائنہ نہیں دی تھی تو اس کو رکھ سکتا ہے ورنہ حرام ہے۔

(۳) چرم قربانی صدقہ نافلہ ہے اس لیے یہ مالک جس کو چاہے دے سکتا ہے بشرطیکہ لینے والا مسلم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۵؍محرم ۸۶ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

بینک اور ڈاکخانہ کے منافع کا بیان

(۱۔۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عرض ہے کہ کچھ سوالات ارسال خدمت ہیں براہ کرم بحوالہ کتاب سنت جواب تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

(۱) اگر کوئی مسلمان بینک یا ڈاکخانہ میں اپنی رقم کثیر یا قلیل جمع کرلے اور سود لے جیسا کہ بینک وپوسٹ میں قانون ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے۔

(۲) سارے عالم کے مسلمان کلمہ گو (خدا اور رسول کو ماننے والے) کیا سبھی بھائی بھائی ہیں اور آپس میں کیا رشتہ کرسکتے ہیں (خواہ کسی طبقہ وذات کے ہوں) اسلام میں امیر وغریب میں تو فرق ہے مگر اونچ نیچ میں کیا فرق ہے۔

(۳) کیا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی حیات میں ہی اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ وامیر بننے کے لیے نامزد کردیئے تھے یا یزید باپ کی وفات کے بعد خود ہی خلیفہ وحکمراں بن بیٹھا اور مکہ ومدینہ کو زیر نگیں کرلیا۔

(۴) جو مسلمان قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھے ہوئے فتویٰ کو نہ مانے اور صریحا ننگا ناچ کرے اور من مانی کرے تو اس کے لیے (اور اس کی پارٹی کے لیے) شریعت کا کیا حکم؟۔

(۵) جو مسلمان خاتون (بالغہ عورت) آزادانہ ادھر ادھر گھومے اور شادی بیاہ نکاح نہ کرے اور

اس کے بھائی بند بھی اس کا رشتہ کہیں نہیں کرتے تو ایسی عورت (خواہ طلاقی ہی ہو) اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟۔

کیا حضور کے عہد زریں میں بھی یا بعد میں کوئی مثال ملتی ہے؟۔ فقط والسلام

آپ کا خادم عبد الغفور خاں محلہ گنگا گنج پوسٹ اسیٹھی خاص ضلع سلطانپور بتاریخ ۷/۱۱/۸۶

الجواب

(۱) بینک میں روپیہ جمع کرنے کے بعد جو زائد پیسے ملتے ہیں بعض علماء کے نزدیک وہ سود ہی نہیں تو لینے والا اگر اسی نیت سے لیتا ہے تو اس پر کوئی الزام کیسے لگا سکتے ہیں ہاں اگر سود سمجھ کر لیتا ہے تو ضرور حرام کار ہے

(۲) اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾[الحجرات:۱۰]

تو رشتہ اخوۃ مومنوں کے درمیان ہے۔

آج کل بہت سے لوگ کلمہ پڑھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں مگر کفری بول بکتے ہیں اور جان بوجھ کر کچھ ایسے کافروں کا ساتھ دیتے ہیں، وہ صرف کلمہ گو ہونے کے ناطے کس طرح مومنوں اور مسلمانوں کے بھائی ہو سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُم﴾[التوبۃ:۶۶]

تم بہانے نہ تلاش کرو تم تو ایمان کے بعد کافر ہو چکے۔

ایسے لوگوں سے مسلمانوں کا کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ مسلمانوں کے آپس میں بھائی بھائی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ معاشرہ امیری اور غریبی ذات اور برادری کام اور پیشہ کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں۔ اس لیے ان معاملات میں سب کے ساتھ یکساں سلوک ہوگا۔ اور اسلامی سوسائٹی میں باعزت و بزرگ وہی ہے جو متقی اور پرہیزگار زیادہ ہے اس لیے ذات اور امیری اور پیشہ کی بنیاد پر کچھ لوگوں کا اکڑنا ناجائز اور حرام ہے اور کسی کو ذلیل سمجھنا حرام ہے عزت و حرمت صرف پرہیزگاروں کے لیے ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[الحجرات:۱۳] مسلمانوں کے آپس میں بھائی بھائی ہونے کا وہ مطلب بھی ہے جو حدیث شریف میں ہے۔ "المومن كالبنيان يشد بعضه بعضا" (مسند احمد:۹/۱۹۹)

مومن چنی ہوئی دیوار کی طرح ہیں کہ ہر اینٹ دوسری کو مضبوط کرتی ہے البتہ شادی بیاہ کے مسئلہ میں چونکہ دو زندگی کے عمر بھر نباہ کا معاملہ ہے اس لیے شریعت نے جب تک مکمل اسلامی سماج قائم نہ ہو جائے اور نابرابری باقی رہے عورت کو سماجی یکسانیت کا حق دیا ہے، اگر کہیں سماجی نابرابری ختم ہو جائے

اور معاشرے میں سب برابر ہی گنے جائیں یا عورت اور اس کے اولیاء نابرابری کی صورت میں بھی شادی کے لیے تیار ہوں تو شریعت اس کو حلال وجائز سمجھتی ہے، لیکن اس مسئلہ کو کچھ لوگوں کے ذلیل سمجھنے کی دلیل سمجھنا نہایت ذلیل حرکت ہے۔

(۳) اسلام میں انتخاب خلافت کا کوئی خصوصی طریقہ نہیں کہ اس کے خلاف ہو تو خلاف ہی ناجائز ہو، چنانچہ حضور علیہ السلام کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شوریٰ سے منتخب ہو کر آئے لیکن اپنے بعد انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نامزد کیا اور حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے یہ عام انتخاب ہوا نہ نامزدگی بلکہ چھ آدمیوں کی ایک کمیٹی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتخب کیا اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رائے عامہ سے امیر مقرر کیے گئے۔

تو اگر کوئی اپنے بعد کے لیے کسی کو امیر مقرر کر جائے تو اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ قباحت تو دراصل اس شیعی طریقہ میں ہے، جس میں خلافت میں بھی میراث جاری ہوتی ہے اور باپ کے بعد بیٹا تخت پر بیٹھتا ہے جو قیصر و کسریٰ کی حکومت کا طریقہ ہے۔ اسی طرح خلافت اسلام میں ایک اجتہادی مسئلہ ہے عین ممکن ہے کہ میں ایک شخص کو خلافت کا اہل سمجھتا ہوں اور دوسرا دوسرے کو۔ دیکھئے خاندان نبوت کے کچھ لوگ خود کو اہل سمجھتے تھے اور مسلمانوں کی اکثریت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکن حضرت ابو بکر کے خلیفہ ہونے کے بعد جب ان لوگوں نے اطاعت کر لی تو کسی نے ان کو الزام نہیں دیا پس اسی طرح صورت مسئولہ میں بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ وہ یزید کے حالات سے کما حقہ باخبر نہیں تھے یا اس وقت اس نے اتنے پر پرزے نہیں نکالے تھے اس کو خلافت کا اہل سمجھا اور اس کو نامزد کر دیا تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ بعد میں یزید نے اپنی فاسقانہ حرکت ظاہر کرنا شروع کی اور زبردستی اہل مکہ و مدینہ سے بیعت لینی چاہی تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جائز وجوہ کی بنیاد پر انکار کر دیا۔

(۴) سوال آپ کا بہت مبہم ہے نہ آپ نے مسئلہ کی نوعیت لکھی نہ انکار کی تفصیل اس لیے حکم ظاہر کرنے سے مجبور ہوں۔

(۵) عورت کا آزادانہ گھومنے کا مطلب بے پردہ ہے تو وہ فسق وحرام ہے اور اس کے رشتہ دار جو اسے روک سکتے ہیں نہ روکیں تو گنہگار ہیں، رہ گئی شادی یہ اس عورت کے حالات پر ہے اگر اس کی شہوت کا یہ عالم ہو کہ اس کو زنا میں مبتلا ہونے کا ظن غالب ہو تو اس کی شادی کرنا واجب ہے اور اگر اس درجہ تک شہوت نہ ہو تو شادی سنت ہے، اگر شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوتاہی کا شبہ ہو تو نکاح مباح ہے اور اگر ظن غالب ہو کہ اس کی نافرمانی اور ایذا دہی صادر ہوگی تو نکاح مکروہ تحریمی اور یقین ہو تو حرام ہے۔

درمختار میں ہے: یکون واجبا عند التوقان ۔ ویکون سنة موکدة حال الاعتدال ۔ والا باحة ان خاف العجز عن الایفاء بمواجبه۔ ومکروها تحریما لخوف الجور ۔

(کتاب النکاح: ٤/٥٥) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۳۰ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ

(۶۔۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع عظام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) زید نے بینک کے سود کے متعلق مسئلہ معلوم کیا تو پتہ چلا کہ بینک کے سود لینے میں کوئی حرج نہیں وہ سود نہیں منفعت ہے۔

زید نے عمر سے کہا کہ اپنے ڈاکخانہ میں کچھ روپیہ ماہانہ کے اعتبار سے میرا کھاتہ کھول دو تو اس پر عمر نے کہا کہ سود لینا ناجائز ہے۔ تو زید نے کہا کہ ناجائز تو ہے اور اس کا مسئلہ مجھے معلوم ہے۔ اتنے میں بکر آگئے تو انہوں نے فرمایا۔ سود لینا حرام ہے۔ زید نے کہا یہ تو سب کو معلوم ہے حرام ہے۔ بکر نے زید سے کہا تو پھر کیوں لیتے ہو یہ سود، زید نے کہا یہ تو جائز ہے بکر نے سوال کیا کیسے تو زید نے فرمایا کہ فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہو جائے گا۔ اس پر بکر نے کہا کہ اس میں غلطی کا امکان ہے۔ قرآن نے تو صاف بیان کر دیا۔ کہ سود حرام ہے۔ تو اس پر زید نے فرمایا اس کا کون انکار کرتا ہے۔ قرآن مجید کا ادب اتنا گہرا ہے کہ اس کا سمجھنا سب کے بس کی بات نہیں اور آگے کا ادب ہم اور آپ سمجھ نہیں پائیں گے۔ آخر بکر حرام کی رٹ لگاتا رہا۔ زید نے کہا آپ کے لیے حرام ہے تو میرے لیے جائز ہے۔ اس پر بکر نے زید پر کفر کا فتوی عائد کر دیا۔ تو کیا اس جملہ پر کفر کا فتوی بھی عائد ہو جائے گا۔

(۲) ایک ایسا شخص جو ہر وقت حضور ﷺ کو دو حیثیت میں بانٹ دیتا ہے اور کہتا ہے ایک بشری حیثیت سے اور دوسری نبوی حیثیت، نبوی حیثیت میں وحی کا کلام فرماتے تھے۔ اور بشری حیثیت میں وہ بھی کچھ خیالات رکھتے تھے۔ لہذا نبوی حیثیت کی جو باتیں ہیں اس کو ماننا اور عمل کرنا لازم ہے۔ اور بشری حیثیت کی باتیں تسلیم کرنا ضروری نہیں۔ چونکہ وہ وحی کی بنا پر نہیں تو جو شخص ہمیشہ ایسی تبلیغ کرتا رہے وہ علمائے اہل سنت کے نزدیک کیا گردانا جائے گا۔

الجواب

(۱) ہندوستان کے غیر مسلم اپنی خوشی سے جو مال مسلمان کو دیں کسی نام سے دیں۔ اس مال کو مال مباح سمجھ کر لینا جائز، علمائے اہل سنت کا ایک طبقہ کہتا ہے بینک کی زائد رقم اس مال مباح میں سے ہے۔ اس لیے مسلمانوں کا اس کو مال مباح سمجھ کر (سود سمجھ کر نہیں) لینا جائز اور مباح ہے۔ اور دوسرے لوگ اس کو مال مباح نہیں سمجھتے اس لیے اس کو سود اور حرام کہتے ہیں۔ تو بینک کی زائد رقم کے بارے میں ایسی

صورت حال ہوگئی جو زید نے کہا کہ آپ کے لیے حرام کیونکہ آپ اس کو سود سمجھتے ہیں۔اور میرے لیے حلال کہ یہ میرے نزدیک مال مباح ہے۔اس لیے بکر کا اس کو کافر کہنا غلط ہے۔

(۲) بشری اور پیغمبری حیثیت کی یہ تقسیم غالبا مودودی صاحب کے دماغ کی پیداوار ہے، شریعت میں اس کا پتہ نہیں۔آپ ﷺ ہر دم رسول بھی ہیں بلکہ سید الانبیاء اور بشر بھی ہیں یعنی خیر البشر اور حضور ﷺ کا ہر فرمان مسلمانوں کے لیے صلاح وفلاح کا سرچشمہ ہے اور ان کی ہر سنت قابل عمل اور واجب التعظیم ہے۔ہاں یہ ضرور ہے کہ جن سنتوں کی تاکید آئی وہ سنن ھدیٰ کہی جاتی ہیں جن کی تاکید نہیں وہ سنن زائد اور یہ بھی صحیح ہے کہ ان پر عمل ضروری نہیں۔لیکن یہ مطلب نہیں کہ ان کو بشری حیثیت کا فرمان کہہ کر ان کی مخالفت کریں یا آج تیرہ سو سال بعد آپ فیصلہ کریں کہ یہ فرمان بشری حیثیت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲؍رجب المرجب ۱۴۰۷ھ

(۸-۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

اس زمانہ میں جو لوگ سرکاری قرض مجبوراً لیتے ہیں اس قرض کا سود بھرنے (دینے) میں کوئی گناہ تو نہیں۔اور جو لوگ اپنے مال کی حفاظت کے لیے بینک میں جمع کر دیتے ہیں پھر اس کو نکالتے وقت اس کا سود بھی ہو جاتا ہے اس کو کھانا چاہیے، یا کیا کرنا چاہئے اور بعض جگہ سرکاری کاموں میں ضمانت کی شکل میں کچھ روپیہ بھی زبردستی جمع کروایا جاتا ہے۔پھر کچھ دنوں کے بعد اس کے مال کی ضمانت دوگنی ہو جاتی ہے۔ اس روپیہ کا کیا کرنا چاہئے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ہندوستانی بینکوں سے سود لینا جائز ہے۔ان کا کہنا درست ہے یا نہیں؟ اور چونکہ رشوت لینا دینا حرام ہے اور آجکل ایسا زمانہ بھی ہے کہ سرکاری کاموں میں بغیر رشوت کے کوئی کام بھی نہیں بنتا ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے۔اس کا مدلل جواب شریعت کی روشنی میں جلد از جلد دیا جائے۔ المستفتی :آپ کا خادم محمد شہاب الدین مدھوبن مئو

الجواب

(۱) مجبوری کی صورت میں سود پر قرض لیا جاسکتا ہے۔اشباہ ونظائر میں ہے: "یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح" لیکن آج کل عام لوگوں نے جس چیز کا نام مجبوری رکھ چھوڑا ہے، وہ شرعا مجبوری نہیں ہے۔مولانا احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں۔محتاج کے یہ معنی ہیں جو واقعی حقیقی ضرورت قابل قبول شرع رکھتا ہو۔نہ اس کے بغیر چارہ ہو، نہ کسی طرح بے سودی روپیہ ملنے کا یارا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھاتا پیتا بنایا ہے آپ تجارت کے لیے گورمنٹ سے سودی قرضہ لے رہے ہیں یہ ضرورت شرعیہ نہیں اور اس کے لیے سودی قرضہ لینا ہرگز جائز نہیں۔

(۲) جس طرح سود دینا حرام ہے اسی طرح سود لینا بھی حرام ہے لیکن اگر کوئی غیر مسلم اپنی مرضی سے کوئی زائد رقم دے اگر چہ وہ اس کا نام سود ہی رکھے مگر ہم اس کو ایک مال مباح سمجھیں جو اپنی مرضی سے دیتا ہے اس کو لینے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث شریف میں ہے: "لا ربا بین المسلم والحربی فی دار الحرب"

(نصب الرایہ: ٤/٤٤)

ہندوستان کے سرکاری بینک اس زمرے میں آتے ہیں یا نہیں اس میں علما کا اختلاف ہے اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ اسے بینک سے وصول کرلیا جائے اور اپنے کسی غیر درتمند عزیز واقارب یا پڑوسی غریب مسلمانوں کو دے دیا جائے ضمانت والی زائد رقم کا بھی یہی حکم ہے۔

(۳) بہار شریعت میں ہے جان مال آبرو بچانے کے لیے رشوت دیتا ہے یا کسی کے ذمہ اپنا حق ہے جو بے رشوت دیے وصول نہیں ہوگا، اور اس لیے رشوت دیتا ہے کہ میرا حق وصول ہو جائے یہ دینا جائز ہے یعنی دینے والا گنہ گار نہ ہوگا مگر لینے والا ضرور گنہگار ہے اس کو لینا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۹ / جمادی الاخریٰ ۱۴۱۰ھ

(۱۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

بینک سے جو رقم انٹرسٹ کی شکل میں ملتی ہے اس کو اپنے مصرف میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد ناصر الدین غازی پور یکم جون ۲۰۰۳ء

الجواب

اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ یہاں کے غیر مسلموں سے جو رقم ان کی رضا سے اس طرح کی ملتی ہو، وہ جائز ہے تو جو بینک پرائیویٹ ہوں اور اس کے سب مالکان غیر مسلم ہوں تو ان بینکوں سے ایسی رقم لے کر آدمی اپنے مصرف میں لاسکتا ہے۔ اور مسلم بینک ہوں تو یہ معاملہ نا جائز اور وہ ملی ہوئی رقم سود ہے، اس کا لینا حرام ہے۔ گورنمنٹ بینک کے بارے میں علمائے اہل سنت میں اختلاف ہے زیادہ لوگ کہتے ہیں حکومت غیر مسلم ہے اس لیے یہ انٹرسٹ حلال ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پوری حکومت میں مسلمانوں کا حصہ بھی ہے تو حکومت کے بینک میں بھی یہی صورت حال ہوگی۔ اس لیے حکومت کے انٹرسٹ کی رقم اپنے مصرف میں لانا درست نہیں۔ ہاں اس رقم کو بینک سے وصول کر کے فقراء ومساکین پر صدقہ کر دیا جائے اپنے قریبی محتاج رشتہ داروں کو بھی دے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۹ / ربیع الاول ۱۴۲۴ھ

(۱۱-۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
(۱) زید کا کہنا ہے کہ بنک میں روپیہ فکس کر کے جو سود ملتا ہے وہ درست ہے؟
(۲) زید بغیر نکاح کے ایک عورت رکھے ہوئے ہے جب کہ دونوں کے شوہر و بیوی موجود ہیں، پانچ وقت مسجد میں اذان دیتا ہے کبھی کبھی امامت بھی کر دیتا ہے کیا یہ درست ہے؟
(۳) بنا نگر پنچایت کے رجسٹریشن کرائے ہوئے مسجد کے اندر پندرہ سال سے پانی کی سپلائی ہو رہی ہے، جس سے لوگ وضو کرتے ہیں نگر پنچایت کا چیرمین غیر مسلم ہے کیا وہ اگر فری میں اجازت دیدیتا ہے تو وہ درست ہے؟
(۴) زید جس کا تعلق ناجائز طور پر ایک عورت سے ہے زید نماز پڑھاتے ہیں، اذان بھی دیتے ہیں، ایسے شخص کا اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟ فقط والسلام
المستفتی: فدوی شفیق احمد خان، نور عالم، جمال احمد، بھولی پور محمد آباد گوہنہ

الجواب

(۱) گورنمنٹ کے بنک سے آج کل جو زائد رقم ملتی ہے اس کو بعض علما جائز بتاتے ہیں اور بعض ناجائز اور جو شخص اس کو سود سمجھ کر اور سود کہہ کر لے تو وہ ناجائز وحرام ہے۔ فکس ڈپازٹ کا بھی یہی حکم ہے۔
(۲) عورت شوہر والی ہو یا بے شوہر والی زنا اور حرام کاری کسی کے ساتھ جائز نہیں۔ ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی کہ اس کے پیچھے نماز پڑھی تو دہرائیں۔ اور ایسے شخص کو امام بنانا گناہ اس کی اذان بھی شرعاً منع اگر وہ اذان کہے تو دوسرا باشرع مسلمان اس کو دہرائے۔
(۳) گورنمنٹ کی طرف سے بہت سے اخراجات مذہبی اداروں پر کئے جاتے ہیں۔ اگر اسی طرح پردھان نے بھی دیا ہو تو اس سے وضو کرنے میں حرج نہیں۔
(۴) اس سوال کا جواب نمبر دوم میں ہو گیا۔ مفتی کا جواب یہ مانکر ہوتا ہے کہ سائل سچ بول رہا ہے اگر کوئی صاحب غلط بول کر کوئی جواب حاصل کر لیں تو اس کا بوجھ سوال کرنے والے پر ہے اور ایسے سوال اور جواب سے واقع میں جو چیز ناجائز ہے جائز نہ ہوگی اور جو چیز جائز ہے ناجائز نہ ہوگی۔ عذاب غلط سوال کرنے والے پر ہوگا۔

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ

(۱۵-۲۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
(۱) غیر مسلموں کی زمین رہن رکھنا اور ان سے سود لے کر اپنے مصرف میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔ یوں ہی بینک یا ڈاکخانہ کی جو رقم سود کے نام پر ملتی ہے اس کو لے کر کسی کار خیر میں لگانا یا اپنے مصرف

میں صرف کرنا کیسا ہے بذریعہ بینک، یونہی بیمہ کرنا یا پنج سالہ رقم جمع کر کے پانچ سال کے بعد دوگنا رقم ملتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

(۲) قنوت نازلہ کس وقت پڑھی جائے اور مقتدی کو آمین بالسر یا آمین بالجہر کہنا جائز ہے یا نہیں،

(۳) بھینس گائے بکری جو دودھ دے رہی ہو قربانی جائز ہے یا نہیں مذکورہ جانوروں کے بچہ جننے کے کتنے دنوں کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے۔

(۴) امام بھول کر دوسری رکعت میں بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو گیا یا تیسری میں کھڑا ہونے کے بجائے بیٹھ گیا مقتدی کے لقمہ دینے پر بیٹھ گیا یا کھڑا ہو گیا دریں صورت سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں تین تسبیح کے مقدار بیٹھا رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے صحیح مسئلہ سے مطلع فرمایا جائے۔

(۵) پولسٹر یا ٹیریکاٹ کپڑے اگر نجس ہو جائیں تو ان کپڑوں کو مثل سوتی کپڑے کے پاک کیا جائے یا ان کپڑوں کے پاک کرنے کی کوئی دوسری صورت ہے۔

(۶) مرد اپنی بیوی کی لاش قبر میں رکھ سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) اس رقم کو سود سمجھ کر کسی سے بھی لینا حرام ہے قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [البقرة:۲۷۵] یہ سارے معاملات فاسد اور ناجائز ہیں اگر یہ معاملے غیر مسلموں سے ہوں تو یہ سمجھ کر لینے میں حرج نہیں کہ وہ اپنی ایک رقم اپنی مرضی سے ہم کو دے رہے ہیں وہ اپنے طور پر اس کا کچھ نام رکھیں گورنمنٹ کے اداروں سے ایسی رقم وصول کر کے محتاج ہو تو خود رکھ لے ورنہ غرباء میں تقسیم کر دے۔

(۲) آسمانی یا زمینی ہم پر کوئی مصیبت نازل ہو تو ایسے وقت میں فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھی جاسکتی ہے (فتاوی رضویہ) مذہب حنفیہ میں آمین بالجہر مکروہ ہے اور آمین بالسر اولی ہے۔

(۳) جن جانوروں کی قربانی جائز ہے ان میں دودھ والے بے دودھ والے گابھن اور بچہ والے جلد بچہ دیئے ہوں یا دیر ہو چکی ہو سب کی قربانی جائز ہے۔ (عامہ کتب فقہ)

(۴) کسی رکن کی تاخیر پر سجدہ سہو ہوتا ہے مثلاً کھڑا ہونا تھا بیٹھ گیا تو کھڑے ہونے میں تاخیر ہوئی بیٹھنا تھا کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھا تو بیٹھنے میں تاخیر ہوئی یا بیٹھنا متروک ہوا ایسی صورت میں سجدہ سہو ہے اور تاخیر کا فیصلہ وہی تین تسبیح کی مقدار سے ہو گا اس سے قبل اٹھ گیا تو سجدہ سہو واجب نہیں ہوا لقمہ دینے میں اتنا انتظار کرنا چاہیے کہ امام کی غلطی متحقق ہو جائے۔

(۵) کپڑا کسی قسم کا ہو اس کی طہارت کا طریقہ یہ ہے کہ نجاست جرم دار ہو تو اس کو زائل

کیا جائے اور تین دفعہ دھو کر پوری قوت سے نچوڑ دیا جائے۔

(٦) اب وہ عورت اس کی اجنبی ہوگئی جس طرح تمام مردوں کو بے حجاب اس کے جسم کو ہاتھ لگانا منع ہے اس کو بھی اور جس طرح حجاب یعنی کپڑا درمیان میں ہو اور جسم کی حرارت کا احساس نہ ہو تو دوسرے اس کے جسم کو ہاتھ لگا سکتے ہیں اسی طرح یہ بھی۔ بہتر ہے کہ اجنبی ہوں تو دیندار اور نیک لوگ عورت کے دفن میں شریک ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(٢١۔٢٢) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

ایک ایسی مسجد ہے جس کی خود ذاتی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے مگر جب مسجد کا پھر سے تعمیر کا کام عمل میں آیا تو ماشاء اللہ مسجد کی مزید جتنی ضرورت درکار تھی اتنی بلکہ آج بفضلہ تعالیٰ آباد ہے۔ لیکن مسجد کے تعمیر کا کام جب شروع ہوا تھا اس میں قومی امداد اتنی ہوئی کہ ماشاء اللہ مکمل طور پر مسجد بن جانے کے بعد کچھ رقم بچ گئی تھی۔ اس بچی ہوئی رقم کو مسجد کے عہدیداران اور اراکین نے مسجد کے نام سے بینک میں فکس ڈپوزٹ کے طور پر رکھ دیئے ہیں۔ اب اس بینک سے جمع رقم کے علاوہ جو فائدہ مل رہا ہے اس فائدے والی رقم کو امام کی تنخواہ میں استعمال کر سکتے ہیں؟ یا مسجد کی کسی ضروریاتی کام میں لا سکتے ہیں؟

جیسا کہ آج کل مسجد کے اخراجات سامنے آتے ہیں، تو کیا مسجد کے اخراجات میں استعمال کر سکتے ہیں، جب کہ دوسرا کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے۔ جہاں پر مسجد وعوامی چندہ وغیرہ کم ہوتے ہیں اور مسجد کے اخراجات کے حساب سے آمد کم آتے ہوں تو ایسی صورت میں اس فائدے والی رقم کو امام ومسجد کے اخراجات میں لائیں تو شریعت کیا اختیار دیتی ہے اگر اسی پیسہ کا استعمال نہیں کرتے ہیں تو پھر مسجد کے اخراجات وامام کے اخراجات میں کچھ پریشانیاں آجاتی ہیں۔ تو اس صورت میں کیا کیا جائے؟ اور اس پیسے کو کس طرح اور کہاں کہاں استعمال کر سکتے ہیں؟ اگر امام کی تنخواہ میں کچھ ملا جلا کر دیں یا دیتے ہیں تو امامت میں کچھ حرج ہے۔ امامت یعنی نماز درست ہوگیا یا نہیں؟ حضور سے گذارش ہے کہ جواب عام فہم انداز میں مفصل ہوں، عین کرم ہوگا۔ فقط والسلام

(٢) کسی مسجد کو اگر شہید کر کے پھر سے بنائی جائے یعنی کہ نئے انداز میں۔ مسجد بن کر آباد ہونے کے بعد پہلے پرانے انداز کے بنے ہوئے سامان جو مسجد کے ہیں جب یہ سامان بچ جائیں تو کیا بچے ہوئے سامان کو کسی دوسری مسجد کے کاموں میں یا کسی مدرسہ کے کسی بھی کام میں دے سکتے ہیں جب کہ یہ سامان کسی ایک خاص مسجد کی ملکیت ہے، تو کیا دوسری مسجد کو دے سکتے ہیں اگر دینے کی شرعی اجازت ہے تو کس طرح اور کہاں لگائی جائے اور اس کے لیے کیا کرنا ہوگا؟ اور اگر دوسری مسجد کے بچے ہوئے سامان

سے اگر مسجد کے امام کے لیے حجرہ وغیرہ بنالیے جائیں تو شریعت کیا اجازت دیتی ہے اور اگر مسجد کے بچے ہوئے سامان سے مسجد و مسجد کے کمیٹی کے تعلق سے اگر ایک مدرسہ بنادیا جائے تو کیا شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے؟ اور یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ بچے ہوئے سامان کو مسجد و مدرسہ کے کسی بھی کاموں میں یعنی دینی کاموں میں کہیں بھی لگا سکتے ہیں۔ اس مسجد و جماعت کے علاوہ کہیں استعمال کرنا ہو تو کیا کرنا ہوگا؟ اور کبھی یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ مسجد کے اراکین و جماعت مسجد یعنی کہ سب کی رائے سے مسجد کے بچے ہوئے سامان کو کسی کہیں بھی دینی کاموں میں بغیر اجرت کے دے دیا کرتے ہیں، یہ کیسا ہے، حضور والا سے گذارش ہے کہ ان تمام مسائل کو اس انداز میں صاف صاف الفاظ میں جواب مرحمت فرمائیں گے تا کہ یہاں کی عوام کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ قدم بوس فقیر: محمد نور الحسن اشرفی

الجواب

(۱) جس بینک کے سب مالکان غیر مسلم ہوں اس میں جمع کی ہوئی رقم پر جو زائد پیسے ملے ہوں ان کو سود سمجھ کر نہیں ایک مباح رقم سمجھ کر لینا اور تمام جائز ضرورتوں میں صرف کرنا جائز ہے۔ اور جس بینک کے مالکان مسلم یا غیر مسلم دونوں ہوں اس دائرے میں یہ سرکاری بینک بھی آتے ہیں اس سے ملی ہوئی رقم مسجد کے کسی بھی صرفہ میں نہیں آسکتی نہ امام کی تنخواہ اس سے دے سکتے ہیں، وہ رقم وصول کر کے محتاج مسلمانوں پر صرف کی جائے یعنی مسلم فقرا و مساکین کو دیجائے۔

(۲) ایسا سامان جو مسجد کی ضرورت سے فاضل ہو اور اس کی حفاظت بھی نہ ہو سکتی ہو اس کو کسی دوسری ضرورت مند مسجد کی تعمیر میں صرف کیا جا سکتا ہے اور یہ نہ ہو سکے تو کسی بھی مسلم ادارے یا فرد کے ہاتھ بیچا جاسکتا ہے۔ جو اسے اپنی تعمیر میں ایسی جگہ لگائے جہاں اس کی بے حرمتی نہ ہو، اور قیمت میں وصول ہونے والی رقم اس نو تعمیر مسجد کی تعمیر میں ہی صرف کی جائے جب بھی اس کی ضرورت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۰ رذی قعدہ ۱۷ھ

(۲۳-۲۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) شاید میری نظر میں مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی ایک کتاب ہے جو بینک کے سود وغیرہ پر لکھی گئی ہے، ایک عالم کہتے ہیں کہ یہ کتاب مفتی اعظم کی لکھی نہیں ہے۔ برائے کرم بینک کے سود فکسڈ ڈپوزٹ وغیرہ سے جو زائد رقم حاصل ہوتے ہیں وہ اپنے مصرف میں خرچ کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) مزار پر چڑھائی گئی چادر سے بلاوز، جمپر، کرتا عورتوں کا بنانا درست ہے یا نہیں؟ چاہے اس چادر پر قرآن مقدس کی آیت ہی کاڑھی گئی ہو۔

(۳) کیا سنی صحیح العقیدہ کے سبھی ماننے والے جنتی ہوں گے اس میں کوئی بھی جہنمی نہیں ہوگا اور باقی جتنے بھی فرقے ہیں سبھی جہنمی ہوگا کوئی جنتی نہ ہوگا؟ المستفتی: محمود الحسن اشرفی مرشدآباد

الجواب

(۱) ہندوستان کے غیر مسلموں سے کوئی ایسا معاملہ کیا گیا جو دو مسلمانوں کے درمیان منع ہے۔ اور اس میں غیر مسلم نے اپنی مرضی سے زائد رقم دی تو وہ رقم مسلمانوں کے لیے مباح اور اس کا لینا جائز ہے جب کہ اس میں کسی کو دھوکہ نہ دیا گیا ہو اور اپنی جان و مال عزت و آبرو کے لیے کوئی خطرہ نہ ہو۔

یہ مسئلہ مفتی اعظم کا ہے نہ امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہما کا۔ آج سے تقریباً آٹھ سو چھتیس سال قبل کی کتاب ہدایہ میں ہے: ولا ربو بین المسلم والحربی لان مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا۔ (کتاب البیوع: ۲/۷۰)

بلکہ یہ مسئلہ تو خود حدیث شریف میں ہے: لا ربوا بین المسلم و الحربی۔

(نصب الرایۃ: ۴/۴۴)

آپ نے جو مسئلہ ذکر کیا ہے وہ وہی ہے کہ اگر کوئی ایسا بینک ہو جس کے مالک سب کے سب غیر مسلم ہوں وہ آپ کو کوئی رقم سود کہہ کر دیں، تو وہ ان کے کہنے سے سود نہ ہوگی۔ وہ رقم ایک مال مباح ہے جس کا مالک خوشی سے دے رہا ہے آپ سود سمجھ کر نہ لیجیے، مال مباح سمجھ کر لیجیے وہ آپ کے لیے جائز ہے۔ بریلی کے علماء اور ان کے ساتھ ہندوستان کے بے شمار سنی علما ہندوستان کی گورنمنٹ کے بینکوں کے مال کو ایسا ہی مال سمجھتے ہیں۔ اس لیے اس کے جائز ہونے کا فتوی دیتے ہیں۔

(۲) امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان صاحب فتاوی رضویہ جلد چہارم پر تحریر فرماتے ہیں: اگر تصریحات یا عرف ورواج سے یہ امر ثابت ہے کہ وہ چادریں مجاوروں کے لے لینے کے لیے چڑھائی جاتی ہیں (اور بہت سی جگہ دیکھا گیا ہے کہ صاحب مزار کے اعزہ واقربا درگاہ کے متولی ومنتظم اس پر قابض ہو جاتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے) تو مجاور مالک ہو گیا اور اس کی بیع جائز ہوئی اور اس کو اوڑھ کر نماز پڑھنا بھی جائز اور اگر اس نے چڑھائی کہ مزار پر باقی رہے تو وہ چڑھانے والے کی ملک ہے جس کے لیے اس کی اجازت دیدے جائز ہو جائے گی۔ تو جس صورت میں مجاور یا صاحب مزار کے متعلقین اس کے مالک ہو گئے اس کو خود بھی استعمال کر سکتے ہیں اور جس کو دیں وہ بھی استعمال کر سکتا ہے لیکن جب چادروں پر کلام اللہ یا اللہ ورسول کا نام یا کچھ تحریر ہو۔ تو ایسے کپڑوں کو اوڑھنا، پہننا اور دوسرے استعمال میں لانا حرام ہے کہ آیت الہی یا اسماء گرامی کی توہین ہے جو نا جائز بلکہ حروف کی بھی تعظیم کا حکم ہے۔

(۳) بے شک تمام سنی صحیح العقیدہ جنت میں جائیں گے اوران کے علاوہ کلمہ پڑھنے والوں میں جتنے بھی گمراہ و بددین ہیں سب جہنم میں جائیں گے۔حدیث شریف میں ہے:

ستفرق امتی علی بضع و سبعین فرقة کلهم فی النار الا ملة واحدة قالوا من هم یا رسول الله قال ما انا علیه و اصحابی ۔ (المستدرک:٤/٤٣٠)

حضور ﷺ نے کہا میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے سب جہنم میں جائیں گے مگر ایک فرقہ جو جنتی ہوگا صحابہ نے پوچھا یہ جنتی لوگ کون ہوں گے فرمایا جو اس راستہ پر ہوں گے جو میرا اور میرے صحابہ کا ہے۔

اس حدیث کی تشریح یہ ہے کہ تمام سنی صحیح عقیدہ جنت میں جائیں گے ان میں جن لوگوں نے گناہ کیا ہوگا ان سے کچھ اللہ تعالی کی مہربانی سے کچھ کی حضور ﷺ کی سفارش سے بخشش ہوگی اس طرح وہ جہنم میں ڈال دیئے گئے ہوں گے تو بھی جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردئے جائیں گے اور کچھ اپنے گناہوں کی پوری سزا پاکر جہنم سے نکلیں گے اور جنت جائیں گے اس طرح تمام سنی صحیح العقیدہ بالآخر جنت میں پہونچ جائیں گے۔ نیک ہوں یا بد۔اور گمراہ و بددین جو حد کفر کو پہونچ گئے، یہ ابتدا سے ہی جہنم میں ڈالدئے جائیں گے اور کبھی بھی اس سے نکالے نہ جائیں گے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۴؍ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

(۲۶-۲۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک سنی شخص کہتا ہے کہ کوئی فتوی قرآن وحدیث کی روشنی میں نہیں ہے یعنی مفتیان کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں فتوی نہیں دیتے ہیں، اس شخص کی یہ بات کم عقل کی وجہ سے نہیں ہے، مزید براں کہ کبھی کہتا ہے کہ فتوی صحیح نہیں لہذا فتوی نہ ماننے والوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ

زید نے بینک میں پیسہ جمع کیا کچھ ایام کے بعد من جانب بینک بڑھا کر پیسہ ملا، بیاز سمجھ کر بینک والے دیتے ہوں یا جس حیثیت سے بہر حال اس پیسہ کو استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ زید جو کہ سنی ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ پیسہ لینا حرام ہے کیا زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟ غلط ہے تو کیوں اور صحیح ہے تو کیوں؟

(۳) داڑھی کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے اگر ایک مشت سے کم یا ایک انچ یا اس سے بھی کم رکھے تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص پتلون یا پائجامہ پہنکر نماز پڑھے اس حال میں کہ پائجامہ یا پتلون کا نچلا حصہ دو انچ مڑا ہوا ہے یعنی قصدا موڑا گیا ہے تو اس صورت میں نماز ہوگی یا نہیں۔

ہم تمامی سنیوں کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلام عرض ہے غلطی ہو تو معاف فرمائیں گے۔

الجواب

(۱) مطلقاً ہر فتوی کو غلط کہنا اور اس کے ماننے سے انکار کرنا سخت گمراہی کی بات ہے بلکہ بعض صورتوں میں یہ جھٹلانا اور انکار حد کفر تک پہونچے گا اس لیے ایسی بات اگر کسی نے جہالت سے بھی کہی ہو تو بہ کرے اور اپنی بات سے رجوع کرے۔ فتاوی رضویہ جلد ششم ص ۱۳۴ پر ہے: فقہ کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور اسی میں ہے: توہین علماء کفر ہے۔

(۲) بینک کے مالک اگر کل کے کل غیر مسلم ہوں۔ تو وہ اپنی خوشی سے جو زائد رقم دے رہے ہوں مسلمانوں کو اس کا لینا جائز اور اپنے مصارف میں صرف کرنا جائز۔ اس کو سود نہیں سمجھا جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے: "لا ربا بین المسلم والحربی فی دار الحرب"

اور اگر مالکوں میں مسلمان بھی ہوں تو ایسی زیاتی نا جائز۔ یہ سود ہے۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾ [البقرة:۲۷۵]

اسی لیے یہاں کے سرکاری بینکوں کے مسئلہ میں یہاں کے سنی علماء میں اختلاف ہے کچھ اس کو قسم اول میں داخل کر کے بالکل مباح اور جائز کہتے ہیں اور کچھ لوگ اس کو دوسری قسم میں داخل مانتے ہیں ہمارے نزدیک احتیاط ہے کہ ایسے بینکوں سے جو زائد رقم ملے وصول کر لینا چاہیے اور اپنے ذاتی صرف میں صرف نہ کیجائے کسی بھی ضرورت مند مسلمان بھائی کو دے دیا جائے چاہے اپنا عزیز قریب ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) داڑھی کا ایک مشت رکھنا واجب ہے اور اس سے کم رکھنا یا بالکل مونڈانا حرام ہے۔

درمختار میں ہے: "والسنة فیه القبضة ویحرم علی الرجل قطعها"

(شامی: کتاب الحظر والإباحة: ۹/۴۹۸)

داڑھی جو آدمی حد شرع سے کم رکھے وہ فاسق معلن ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی اور اس کی تعظیم حرام ہے

(۴) آستین کو موڑنا یا چڑھانا مکروہ ہے۔

درمختار میں اس کو مکروہات میں شمار کیا ہے فرماتے ہیں: "کمشمر کم او ذیل" ۔ واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۳۰/۷/۱۹۸۸ء

(۳۰-۳۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید قوم کا حسنی سید ہے زید کی چند بچیاں ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اپنی بچیوں کی شادیاں حسینی سید وجعفری وعلوی وعباسی و دیگر برادری کے لوگ جیسے شیخ صدیقی وفاروقی وعثمانی وانصاری

و پٹھان و میمن وغیرہم کے ساتھ کر سکتا ہے یا نہیں؟۔

(۲) زید سوال کرتا ہے کہ میرے چند بچے ہیں میں اپنے بچوں کے مستقبل کے لیے ہندوستان کے پرائیویٹ و گورنمنٹ بینک میں کچھ روپیہ جمع کرنا چاہتا ہوں تا کہ بینک کے ذریعہ میرے بچوں کے رقوم کی حفاظت بھی رہے اور بینک جو میرے جمع کردہ رقوم کا منافع دے وہ منافع میرے بچوں کیلیے ذریعہ معاش بنا رہے زید کا یہ فعل از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟۔

(۳) زید سوال کرتا ہے کہ میں پچاس ہزار روپیہ کسی گورنمنٹ بینک یا کسی سوسائٹی و کمپنی میں جمع کر کے ایک ٹرک سوسائٹی یا کمپنی یا بینک سے لینا چاہتا ہوں اور ٹرک کی قیمت تین لاکھ روپیہ ہے لیکن میرے پاس صرف پچاس ہزار روپیہ ہے، ٹرک حاصل کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ فی الحال مجھے پچاس ہزار روپے جمع کر کے کمپنی یا سوسائٹی یا بینک سے ٹرک حاصل ہو سکتا ہے لیکن تین سال کی مدت میں مجھے بتدریج تین لاکھ روپے جمع کرنا ہے اور ساتھ ہی زید ایک لاکھ روپے زائد کمپنی کو دیتا ہے اور تین سال کی مدت میں ٹرک کی رقم کی ادائیگی ہو جائے گی۔ اور زید کا ایک لاکھ روپیہ بھی ادا ہو جائے گا اور ٹرک میرے ملکیت میں ہو جائے گا اور ٹرک کے ذریعہ بطور منافع پانچ لاکھ روپے حاصل ہو سکتے ہیں، زید اور دو مسلمان ڈرائیور و نائب ڈرائیور کی حیثیت سے ٹرک کے ذریعہ معاش مہیا کر سکتے ہیں۔ مذکورہ بالا صورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے لیے ایسا کرنا از روئے شرع درست ہے یا نہیں اور تین لاکھ روپے سے زائد جو رقم دینی ہے وہ رقم بطور سود ہو گی یا نہیں مدلل جوابات سے نوازیں

المستفتی سید بابو بھائی قادری

الجواب

(۱) حسینی سید جعفری، علوی، عباسی صدیقی، فاروقی، عثمانی، یہ سب سیدہ حسنی کے کفو ہیں۔ اور شیخ انصاری۔ اور پٹھان کفو نہیں اگر زید نے اپنی کسی نابالغ بچی کا نکاح غیر کفو میں کر دیا تو صرف ایک بار ایسا کر سکے گا۔ دوبارہ کسی لڑکی کا ایسا نکاح کرے گا تو فاسد ہو گا ہاں اگر بالغ لڑکی کا نکاح اس کی رضا سے غیر کفو میں اس کا غیر کفو جانتے ہوئے کر دیا تو ہو جائے گا ان سب مسائل کی تصریح کتب فتاوی بالخصوص فتاوی رضویہ باب الکفاءۃ میں ملے گی۔

(۲) پرائیویٹ بینک غیر مسلم کا ہو تو ایسی رقم سود نہیں نہ اس کو سود سمجھا جائے ایسے بینکوں سے ایسی رقم لینا جائز ہے پرائیویٹ بینک خالص مسلمانوں کے یا مخلوط ملے جلے سرکاری بینک بھی ہمارے نزدیک مخلوط ہی ہیں ایسے بینکوں سے لینا جائز نہیں، تو اس کو اپنے صرفہ میں نہ لاویں کسی غریب و فقیر مسلمان کو دیدیں،

چاہے وہ دینے والے کا قریبی عزیز مثلا باپ اور بیٹا ہی کیوں نہ ہوں بشرطیکہ فقیر ہو، اسی سے آپ اپنے مسئلہ کا حکم بھی نکالیں۔ حدیث میں ہے: لاربوا بین المسلم والحربی فی دارالحرب۔

(۳) وہ سوسائٹی کمپنی یا بینک اگر اس ٹرک کو خود خرید لے پھر اس کو زید کے ہاتھ چار لاکھ پر فروخت کریں اور رقم قسطوار جمع کرائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں مگر تین لاکھ روپے بطور قرض دے کر اس پر ایک لاکھ منافع لگائیں تو یہ سود ہے۔

حدیث شریف میں ہے: کل قرض جر منفعة فهو ربا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۴ ربیع الاول ۱۴۱۳

(۳۳-۳۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں

(۱) کہ زید نے اپنی رقم بینک میں رکھی اور اس رقم کے ذریعہ جو رقم میں اضافہ ہوا ہے گویا کہ وہ سود ہوا۔ تو کیا زید اس سے حج کر سکتا ہے، مسجد ومدرسہ ومقبرہ میں لگا سکتا ہے یا نہیں حالانکہ ہندوستان دارالحرب قرار دیا گیا ہے، نیز حج ومسجد ومدرسہ میں لگا سکتا ہے تو کیسے اور نہیں تو کیسے۔

بحوالہ جواب دینے کی کوشش کریں گے عین کرم ہوگا۔

(۲) زید نے بینک سے رقم نکالا بطور لون، اس رقم میں جو بیاج دینا پڑتا ہے وہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ کیا زید مجبورا دے سکتا ہے یا نہیں دے سکتا ہے تو کیوں؟ وضاحت کے ساتھ تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

المستفتی جان محمد ٹانڈہ فیض آباد

الجواب

(۱) ہندوستان دارالحرب نہیں لیکن یہاں کے غیر مسلم حربی ہیں۔ اس مسئلہ کی پوری بحث سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب کی کتاب "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" میں دیکھی جائے اور غیر مسلم حربی کا مال اس کی رضامندی سے مسلمان کو لینا جائز ہے، غیر مسلم اس کا نام سود رکھے یا کچھ اور، ہاں مسلمان یہی سمجھے کہ یہ ایک مال مباح ہے جو ہم کو مل رہا ہے۔

حدیث شریف میں ہے: لاربا بین المسلم والحربی۔

پس ایسی صورت میں یہاں جن بنکوں کے مالک صرف غیر مسلم ہوں ان سے یہ کاروبار جائز ہے، گورنمنٹ چونکہ مخلوط ہے اس لیے اس کے بنکوں سے معاملہ کرنے میں احتیاط چاہیے، گورنمنٹ کے بنکوں سے زائد رقم وصول کر کے اپنے مسلمان محتاج بھائیوں کو دیدیں، وہ محتاج اپنے عزیز وقریب ہوں ان کو بھی دیا جاسکتا ہے۔

(۲) مجبوری کی صورت میں سودی قرضہ لینے کی اجازت ہے مگر عام طور سے لوگ جس کو مجبوری سمجھتے ہیں وہ مجبوری نہیں ہے، مجبوری یہ ہے کہ آدمی فاقہ سے مر رہا ہو تو جان بچانے کے لیے ایسا قرضہ لے سکتے ہیں نہ یہ کہ تجارت اور مالداری میں کہ یہ شرعی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

سود کا بیان

(۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین صورت مذکورہ میں جو کہ پشت پر درج ہے یعنی ایک انعامی اسکیم ہے جو بشکل قرعہ اندازی ہے ہر شخص کو انعام ملے گا اور انعام بھی ہر شخص کو معلوم ہے کہ کیا کیا ہے۔ لیکن اس کا تعین نہیں ہے کہ کس کو کیا ملے گا جس کے نام جو سامان نکلے گا اسے ملے گا۔ زید کا کہنا ہے کہ یہ ایک قسم کا جوا ہے جو قطعی حرام ہے۔ اسکا تفصیلی جواب تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ فقط

المستفتی خورشید عالم کریم الدین پور گھوسی

الجواب

زید کا قول صحیح ہے بے شک یہ جوئے کی نئی ایک شکل ہے۔ جوئے کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: بائع ومشتری کے لیے آئندہ ایک نامعلوم صورت میں کہ آئندہ نہ معلوم کس صورت میں واقع ہو ہار جیت بدلی گئی ہے۔ صورت مسئولہ میں بھی کیفیت ہے کہ معلوم نہیں مشتری فائدے میں رہے گا یا بائع۔ اس لیے یہ جوا ہے جو بنص قطعی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۳ر ربیع الاول ۱۰ھ۔

(۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے شادی کیا، کچھ سال ازدواجی زندگی گذارنے کے بعد نااتفاقی ہوگئی، اس کے بعد بھی زید نے ہندہ کو لانے اور خوشحال زندگی گذارنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن ہندہ پھر بھی نہیں آئی۔ زید آج بھی ہر حال میں ہندہ کو رکھنا چاہتا ہے۔ ہندہ نے زید پر عدالت میں مقدمہ دائر کیا، عدالت نے ہندہ کے حق میں فیصلہ کیا کہ زید ہندہ کو مہر کی رقم بھی دے اور رقم پر بیاج بھی ادا کرے۔ از روئے شرع کیا زید مہر کی رقم پر بیاج ادا کرے یا نہ کرے، اگر عدالت اس پر کارروائی کرے کہ بیاج دینا ہی ہے تو ہمارے علماء کہاں تک ساتھ دے سکتے ہیں۔ جواب مرحمت فرما کر عند اللہ اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

محمد صادق شیخ پٹرول پمپ ارے پابر لاراڑے کارنرانے بی روڈ بینڈ ھوا ضلع بڑوائی

الجواب

اسلام میں سود کا لینا اور دینا دونوں حرام اور ناجائز ہے۔ قرآن شریف میں ہے:

"اللہ نے خرید اور فروخت کو حلال قرار دیا اور بیاج اور سود کو حرام کیا"۔

زید کو سود دینا اور ہندہ کو سود کا لینا دونوں حرام ہے۔ کچہری سے آپ کے اوپر سود عائد ہوا اس سلسلہ میں آپ اس کے دفعیہ کے لیے وکیلوں اور قانون دانوں سے رجوع کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱رشعبان ۱۴۲۱ھ

(۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید ایک کاروبار شروع کرنا چاہتا ہے جو بارہ مہینے تک جاری رہے گا، یہ کاروبار قرعہ اندازی کی اسکیم پر ہوگا۔ اس میں کل سو ممبر ہوں گے۔ نیز ہر ممبر ہر ماہ دوسو روپے ادا کریگا اور ہر آدمی کو قرعہ اندازی میں نمبر آنے پر کل چوبیس سو روپے کا سامان دے دیا جائے گا۔ بارہ مہینے کی قرعہ اندازی کے بعد جو باقی ۸۸ (اٹھاسی) ممبر بچے ہیں انہیں آخری بارہویں مہینے پر ہر ممبر کو ۲۴ رسو روپے کا سامان صرف ۲۴ رسو روپے میں ہی دیا جائے گا۔ اب جس خوش نصیب کا پہلا نمبر آئے گا اسے چوبیس سو روپے کا سامان صرف دوسو روپے میں ہی مل جائے گا اور دوسرے کو چوبیس سو روپیہ کا سامان چار سو روپے میں ملیگا۔ اور تیسرے مہینے میں تیسرے آدمی کو چھ سو روپے میں چوبیس سو کا سامان ملے گا۔ اسی طرح ہر مہینے اب جو خوش نصیب ممبر ہے وہ سامان چوبیس سو کا لیجائے گا بعد میں ہر مہینے جو دوسو روپے دیا کرتا تھا وہ نہیں دیگا۔ اس طرح وہ اسکیم چلے گی۔ برائے کرم شریعت مطہرہ کے تحت بتائیں کہ آیا یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سوال میں ذکر ہوئی صورت جوئے کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے اس میں سو ممبروں میں اٹھاسی ممبروں کو تمام قسطیں دینا ہوں گی۔ مگر وہ اس دھوکہ میں ممبر بنتا ہے کہ ممکن ہے قرعہ میں میرا نام نکل آئے تو میں چوبیس سو روپے کا مال دوسو میں پاجاؤں گا۔ اسی قسم کا دھوکہ جوئے میں ہوتا ہے کہ آدمی تمام رقم جیتنے کے دھوکہ میں اپنی رقم ہار جاتا ہے۔ کہ خوش قسمت میں شامل ہونے کی امید میں اس کو چوبیس سو روپے قسطوار دینا پڑتا ہے۔ پس یہ کاروبار شرعاً ناجائز ہے اور ۸۸ ممبروں کو بارہ ممبروں کا بوجھ اٹھانے کے لیے پابند ہونا پڑتا ہے۔ بیع وشراء میں دھوکہ وضرر ہو تو یہ ناجائز، عقد کے خلاف شرط لگائی جائے تو یہ فاسد، تو یہ معاملہ دھوکہ دھڑی اور ناجائز منفعت کا معاملہ ہے اور ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۴ رذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ

(۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
آج کل جتنی بھی سرکاری نوکریاں ہیں مثلا فوج، ریلوے، اسکول، کالج، بینک وغیرہ۔ ان تمام میں بحالی کے لیے تقریبا کچھ نہ کچھ رشوت دینی پڑتی ہے۔ چاہے شرط کے ساتھ ہو یا بغیر شرط کے۔ بہر حال رشوت سے بچنے کی بہت کم امید ہوا کرتی ہے۔

(۱) تو کیا مذکورہ بالا سرکاری نوکریاں حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا جائز ہے؟

(۲) حاصل کرتے ہیں تو ان کی آمدنی کا کیا حکم ہے؟

(۳) کیا اگر وہ لوگ ان روپیوں سے میلاد یا جلسہ وغیرہ کرائیں تو انہیں کوئی ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۴) آج کل چند سرکاری مدرسوں کو چھوڑ کر اکثر مدرسوں میں نوکری حاصل کرنے کے لیے کچھ رقم مدرسہ کے ناظم یا دوسرے ذمہ داران ادارہ لیتے ہیں بطور مدرسہ کی عمارت بنوانے یا کسی دوسرے بہانے سے۔ تو کیا اس طرح روپے دے کر نوکری حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں متنازع مسئلہ کا فیصلہ فرمائیں۔ بینوا توجروا

المستفتی: محمد اصغر علی پوسٹ بنی گنج

الجواب

اسلام میں سود کا لینا اور بلا ضرورت شرعیہ سود دینا دونوں حرام وگناہ ہے۔ تو اگر کسی نے سود پر قرضہ لیا تو اس کا سود ادا کرنا ضرور حرام ہے، لیکن اگر اس قرضہ کے پیسہ کو جائز کاروبار میں لگایا تو اس سے جو نفع حاصل ہوا وہ ضرور حلال ہے۔ فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص ۲۳۱ میں ہے:

اور بے ضرورت سود دینا اگرچہ حرام ہے مگر وہ روپیہ کہ اس نے قرض لیا اس سے تجارت میں جو حاصل ہوا حلال ہے۔ فان الخبث فیما اعطی لا فیما اخذ۔ وھذا ظاھر جدا

اسی طرح رشوت لینا اور بلا ضرورت رشوت دینا دونوں حرام ہے۔ لیکن ملازمت کی ڈیوٹی ادا کر کے اس کو جو اجرت ومعاوضہ ملا وہ حلال ہے۔ دلیل وہی ہے کہ رشوت دینا حرام ہے اور ڈیوٹی ادا کر کے تنخواہ اور مزدوری لینا حرام نہیں۔ اسی جلد کے ص ۱۶۶/۱۶۷ پر ہے:

نفس اجرت جو کسی فعل حرام کے مقابل نہ ہو حرام نہیں۔ یہی معنی ہیں اس قول حنفیہ کے کہ:

"یطیب الاجر وان کان السبب حراما کما فی الاشباہ و غیرھا"

خلاصہ اینکہ رشوت دے کر استحقاق ملازمت حاصل کرنا ضرور حرام وگناہ ہے۔ مگر حصول ملازمت کے بعد ڈیوٹی اور کارکردگی کے بعد جو اجرت حاصل ہوئی وہ حلال ہے۔

یہاں آپ کے پہلے دوسرے اور پانچویں سوالات کے جواب ہو گئے اور یہیں سے آپ کے

بقیہ سوالات کا جواب بھی ظاہر ہے۔ کہ جب تنخواہ کی رقم حلال ہے تو اس سے جملہ امور خیر ادا کیے جاسکتے ہیں۔ ہاں اگر ملازمت ہی حرامکاری کی ہو جیسے شراب فروشی کی دوکان کی ملازمت وغیرہ تو ایسی ملازمت کا پیسہ نہ اپنے مصرف میں صرف کرنا جائز ہے نہ دینی امور میں صرف کرنا حلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ضلع مئو یکم ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

(۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

یہاں کچھ اسکیمیں چل رہی ہیں۔ جن کی صورتیں یہ ہیں:

اسکیم نمبرا: جس کی مدت آٹھ مہینے ہیں۔ اس میں پانچ سو یا ہزار ممبران ہوتے ہیں۔ فی ماہ ہر ممبر کو دوسو روپے جمع کرنے پڑتے ہیں۔ اور ہر مہینہ میں ایک بار قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ اگر قرعہ میں مذکورہ ممبروں میں سے کسی کا نام نکل آئے تو اس کو بڑا انعام ملتا ہے۔ مثلاً موٹر سائکل، موبائیل فون، ٹیلیویژن، فریج وغیرہ۔ پھر انعام یافتہ کا نام نکال دیا جاتا ہے۔ یعنی اس کو باقی مہینے کی مذکورہ رقم جمع نہیں کرنی پڑتی ہے۔ اسی طرح آٹھ مہینے میں آٹھ مرتبہ قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ اور آٹھ ہی اشخاص کو انعام ملتا ہے۔ بعدہ باقی اشخاص جن کا نام قرعہ اندازی میں نہیں نکلتا۔ ان کو آٹھ مہینے کے بعد سولہ سو روپے کے عوض میں کچھ سامان دیتے ہیں۔ مثلاً لوہے کی الماری، ٹیپ ریکارڈ، کولر وغیرہ جب کہ یہ سامان ممبر کو بازار میں سولہ سو روپے یا زائد میں ملتا ہے۔ لیکن اسکیم چلانے والوں کو یہ سامان پانچ سو یا ہزار عدد لینے کی وجہ سے کمپنی کی طرف سے رعایت میں ملتا ہے۔ اور سولہ سو کا سامان سولہ سو سے کم میں مل جاتا ہے۔ اسکیم چلانے والوں کا بھی فائدہ ہے اور ممبروں کا کچھ نقصان بھی نہیں ہے۔

اسکیم نمبر۲: جس کی مدت بارہ مہینے کی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ اس میں بھی ہزار دو ہزار یا اس سے زائد بھی ممبران بنتے ہیں۔ اور ہر ممبر کو فی ماہ تین سو روپے بھرنے پڑتے ہیں۔ اور ہر ماہ ایک بار قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ اور قرعہ میں جس کا نام نکلتا ہے۔ اس کو اسکیم والے پوری فیملی کے ساتھ حج کرنے کے لیے ٹکٹ دیتے ہیں۔ یہی انعام ہے۔ پھر اس کو باقی مہینے کی رقم نہیں دینی پڑتی۔ اسی طرح بارہ مہینے میں بارہ بار قرعہ اندازی کر کے بارہ آدمیوں کو حج کا ٹکٹ دیتے ہیں اور باقی آدمی جن کا نام قرعہ میں نہیں نکلتا۔ ان کو بارہ مہینے کی رقم بھرنے کے بعد چھتیس سو (۳۶۰۰) روپے میں ہندوستان میں اولیاء کرام کے مزارات مثلاً اجمیر شریف، بریلی شریف، دہلی، سرہند، وغیرہ کی شکل میں ٹور یا زیارت کراتے ہیں اس اسکیم میں بھی نقصان کسی کو نہیں ہے۔

اسی طرح اور بھی اسکیمیں ہیں جن کی صورتیں تقریباً اسی طرح کی ہیں۔ اسکیم چلانے والے

اورممبران دونوں مسلمان ہوتے ہیں۔کیا شرعی نقطہ نظر سے اس طرح کی اسکیم چلانا اور اس سے حصہ لینا جائز ہے۔ہاں اگر بالفرض اسکیم چلانے والے کفار ہوں یا مشترک ہوں تو کیا حکم ہے؟ نیز کچھ ممبر ایسے ہوتے ہیں کہ ایک دو مہینے بھرنے کے بعد کسی مجبوری کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔اور چھوڑ دینے کی وجہ سے نہ اس کا قرعہ اندازی میں نام آتا ہے اور نہ اس کو کچھ ملتا ہے اور نہ ہی بھری ہوئی رقم واپس ملتی ہے۔لہذا اس کو خسارہ ہے دریں صورت کیا حکم ہے؟ جواز و عدم جواز دونوں صورت میں قرآن وحدیث اور فقہی جزئیات کی روشنی میں جلد جواب عنایت فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔فقط والسلام

المستفتی: محبوب عالم دارالعلوم فیض اکبری لونی شریف کچھ گجرات

الجواب

میں نے آپ کے سوالات کے متعلق کئی علماء سے بھی مشورہ کیا۔سب نے یہی بتایا کہ یہ تو صاف صاف جوئے کی صورت ہے معاوضہ میں روپے کی جگہ سامان یا حج وزیارۃ رکھنا۔یا اس کا نام انعام رکھ دینے سے شی کی حقیقت نہیں بدلے گی۔جوئے میں یہی ہوتا ہے کہ زائد رقم کی امید میں ہر آدمی اپنی رقم لگاتا ہے مگر پوری رقم وہ لیتا ہے جس کا پانسہ آتا ہے۔اسی طرح اس کا ہر ممبر خود دھوکا کھاتا ہے اور دوسروں کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔اسلام میں دھوکہ حرام ہے۔اس کی حرمت کے لیے قرآن میں نص صریح ہے:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾[المائدہ:۹۰]

آپ کہتے ہیں کہ اس صورت میں کسی کا نقصان نہیں ہوتا۔حالانکہ ان لوگوں کو قطعا نقصان ہوتا ہے جن لوگوں کا نام نہ قرعہ میں آتا ہے اور نہ کچھ دیا جاتا ہے اور ان کی جمع کی ہوئی رقم پر دوسرے لوگ قبضہ کر لیتے ہیں۔

جس صورت میں آپ سامان کی صورت میں انعام دیتے ہیں اس صورت میں مزید سوال یہ ہے کہ قسط جمع کرنے والوں نے اس کے ذمہ داروں کو اپنے روپے کا مالک بنادیا ہے تو معاوضہ کی کیا پابندی اور مالک نہ بنایا ہو تو یہ ذمہ داران ان قسط جمع کرنے والوں کے وکیل ہوئے۔پھر ان کو کیا حق پہنچتا ہے کہ جو مال بارہ سو میں ملا پندرہ سو اور سولہ سو کے معاوضہ میں دیں۔الغرض یہ معاوضہ ہر طرح سے غیر اسلامی اور خلاف شرع ہے اس کو لینا ناجائز و حرام ہے۔واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۳ر صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید کافر سے سود لیتا ہے اور ضرورت پڑنے پر ان کو سود دیتا ہے کیا یہ وسندہ شرع کے نزدیک

جائز و درست ہے؟ المستفتی: محمد مصلح الدین مقام گوپال پور پوسٹ: سرسنڈ ضلع سیتامڑھی بہار

الجواب

غیر مسلم کو قرض دے کر اگر زائد رقم سود سمجھ کر لیا تو حرام ہے کیوں کہ سود مان کر مسلم سے لیں خواہ غیر مسلم سے حرام اور ناجائز ہے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾[البقرة:۲۷۵]

اور یہ سمجھ کر لیا کہ غیر مسلم اپنا پیسہ اپنی خوشی سے دیتا ہے جس کے لینے میں نہ دھوکہ دھڑی ہے نہ ہماری عزت کو کوئی خطرہ ہے تو اس میں جرم نہیں لیکن علی الاعلان آدمی یہی تجارت کرنے لگے تو مسلمان ایسے آدمی کو سود خور کہنے لگیں گے تو آدمی کو ایسے کام سے بچنا چاہیے جس میں بدنامی ہو۔ مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں: جیسے برے کام سے بچنا چاہیے اسی طرح برے نام سے بچنا ضروری ہے۔

اور سودی سے قرضہ لینے کی شریعت نے جو اجازت دی ہے وہ اس صورت میں ہے کہ آدمی کو فاقہ کی نوبت ہو۔ اور کہیں پیسہ نہ ملتا ہو تو اتنا قرضہ لے سکتے ہیں کہ جان بچ جائے، یہ نہیں کہ تجارت میں لگانے کے لیے۔ شریعت میں ضرورت ایسی صورت کو کہتے ہیں جس میں جان جانے کا ڈر ہو۔ آج کل عام حالات میں ہم لوگ جس کو ضرورت کہتے ہیں وہ مراد نہیں اس سے ہر حال میں پرہیز اور احتیاط ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۰ ربجمادی الاولی ۱۴۲۵ھ

(۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے عمر کو مثلا ایک ہزار روپیہ دیا اور یہ کہا کہ تم اس سے تجارت کرو۔ اور ہر ماہ مجھے مثلا پندرہ روپیہ دے دیا کرو۔ ہمارا ہزار روپیہ یونہی بنا رہے گا۔ اور میں جب چاہوں لے لوں گا۔ عمر نے اس شرط کو منظور بھی کر لیا، کیا شرعا ایسا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

مستفتی سید سعید احمد فیض آبادی لکچرا گونہ میکس محمد حسن انٹر کالج جون پور

الجواب

سوال میں ذکر کی ہوئی صورت سود اور ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "كل قرض جر منفعة فهو ربا" اور یہاں پندرہ روپے یا سولہ روپے اس ایک ہزار کا سود ہے۔ کہ عمر کو گھاٹا ہو یا نفع بہر حال زید اس سے پندرہ روپے وصول کرتا رہے گا۔ ہاں اگر معاملہ اسی طرح ہوتا ہے کہ سرمایہ زید کا اور محنت عمر کی اور نقصان میں دونوں شریک تو یہ جائز ہوتا۔ اصطلاح شرع میں اس کو مضاربت کہتے ہیں۔ اور

منافع میں طرفین کی شرکت کی صورت یہ ہے کہ جانبین منافع کے جزو شائع کی بنیاد پر شرکت کریں۔ مثلا نصف یا ربع یا ثمن وغیرہ۔ واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۶؍رجب ۷۹ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنے گاؤں میں آج سے چار سال قبل جب کہ مکمل حالات خراب ہونے کیوجہ سے مسلمانوں کی عزت آبرو خطرے میں تھی نوجوانوں کی ایک انجمن قائم کی جس کی غرض صرف یہ تھی کہ جتنے پیسے اکٹھا ہونگے اس پیسے سے مسلمانوں پر جو آفت پڑے گی دور کرنے کی کوشش کی جائیگی، تقریباً تین بتیس سو روپے سال بھر میں اکٹھا ہو گئے مگر ابھی کوئی ضرورت ایسی نہیں آئی کہ اس پیسے سے مسلمانوں کی اعانت کی جائے۔

انجمن نے فیصلہ کیا کہ اس پیسے کو بینک میں جمع کر دیا جائے پھر دوبارہ انجمن نے یہ فیصلہ کیا کہ اس پیسہ کو نفع پر دیا جائے تو بینک سے زیادہ نفع ملے گا، یہ طے ہو گیا اور انجمن نے ایک فرد کو نفع پر دے دیا، پھر واپس آیا پھر دوسرے شخص کو نفع پر دے دیا گیا، پھر اس نے بھی ششماہی کے بعد واپس کیا جس سے نفع ہزار بارہ سو روپے وصول ہوئے زید نے بعد میں اس مسئلہ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نفع نہیں سود ہے، پھر زید نے سب کو بلا کر مطلع کیا اور نفع پر پیسہ دینا بند کر دیا، پھر انجمن کا خزانچی زید کے پاس مع دو نفر کے لا کر پیسہ زبردستی دے گیا بوجہ مجبوری زید نے پیسہ وصول کر لیا اور بطور امانت ایک دوسرے کے پاس رکھ دیا، پیسہ دیتے وقت زید سے خزانچی نے یہ کہا تھا کہ صرف ایک ماہ کے لیے اپنے پاس رکھو پھر ایک ماہ کے اندر یا بعد میں بینک میں ڈال دیا جائیگا، زید نے کہا ٹھیک ہے میں بھی آپ کے ساتھ اس کام میں شریک رہونگا کہ ایک ماہ بعد بینک میں پیسہ ڈال دیا جائے۔

زید کو اتنا وقت نہیں ملتا تھا کہ وہ ان پیسوں کو بینک میں جمع کرتا یا زید کی یہ کاہلی اور سستی کہہ لیجیے، بہر کیف زید اپنے وطن سے دور رہ کر ملازمت کر رہا ہے، کبھی کبھی گھر پہونچتا ہے اس وقت گھریلو ضروریات ہی سے اسکو فرصت نہیں ملتی اور اتنی مدت میں انجمن کے کسی رکن نے بھی نہ کہا کہ پیسے بینک میں جمع کر دیے جائیں۔

آج انجمن کا ہر فرد زید سے مطالبہ کر رہا ہے کہ بجائے ساڑھے بیالیس سو روپے کے دس ہزار روپیہ آپ نفع دیجیے، زید نے حجت قائم کی چونکہ زید نے پیسہ بینک میں جمع نہیں کیا تھا اور اپنے پاس بھی

نہیں رکھا تھا بلکہ بطور امانت ایک دوسرے کے پاس رکھ دیا تھا آج زید سے اتنا پیسہ طلب کرنا نفع نہیں ہے بل کہ سود ہے کیا واقعی انجمن کا چندہ سے جمع شدہ رقوم سے زید کا مطالبہ شرعاً مشروع ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: محمد یونس رضا عزیزی مدرس مدرسہ شمس العلوم گھوسی مئو

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی زید سے اصل رقم کے علاوہ مزید دس ہزار روپیوں کا مطالبہ نا جائز وحرام ہے، کیونکہ حسب بیان سائل خزانچی نے اصل رقم زید کے پاس امانت رکھی تھی اور امانت دار جب رقم پوری ادا کر دے تو اس سے مزید کسی منافع کا مطالبہ ظلم وزیادتی ہے، اگر امانت دار پر زائد رقم واجب ہوتی تو خزانچی بھی تو امانت دار ہی ہوتا ہے اس سے بھی زائد رقم کا مطالبہ ضروری ہوتا، کیونکہ کچھ دنوں اس کے پاس بھی تو وہ رقم امانتاً ہی رہی ہے، لیکن اللہ اور رسول جل جلالہ وﷺ کا یہ حکم نہیں۔

قرآن عظیم میں ہے ﴿ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا ﴾[النساء:۵۸]

اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت امانت رکھنے والے کو لوٹاؤ۔

اور اگر یہ خیال ہو کہ زید نے اس رقم کو ڈاکخانہ میں جمع نہ کر کے کوتاہی کی ہے اس لیے اس پر دس ہزار جرمانہ لگایا جا رہا ہے تو

(اولاً) یہ جرم تنہا زید کا نہیں خزانچی صاحب بھی اس جرم میں زید کے ساتھ شریک ہیں، سائل کا بیان ہے کہ خزانچی نے رقم دیتے وقت زید سے ایک مہینہ کے بعد بینک میں ڈالنے کا وعدہ کیا تھا تو تنہا زید پر ہی کیوں جرمانہ لگایا جاتا ہے

(ثانیاً) یہ کوتاہی کوئی اتنا بڑا جرم نہیں جس کی اتنی بڑی سزا دی جائے (ثالثاً) مالی جرمانہ شریعت میں جائز نہیں۔ شامی میں ہے:" و تحرم التعزیر بالمال " تعزیر بالمال حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۷ ربیع الاول ۱۹۹۵ء

(۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ھذا کے بارے میں کہ زید مسلمان ہے وہ انڈیا کے بینک سے روپیہ لے کر تجارت کرتا ہے اور بینک والا اس سے بیاج لیتا ہے اور یہ کسی کو مال دیتا ہے تو یہ بھی اسی حساب سے بیاج لیتا ہے، تو کیا یہ زید کیلئے جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط والسلام

المستفتی: محمد کبیر الدین قادری جامع مسجد سادل پور چورو راجستھان

الجواب

مسلمان کا کسی سے بھی سود لینا اور کسی کو سود دینا ناجائز وحرام ہے جس کی تصریح قرآن عظیم میں ہے اور حدیث شریف میں ہے سود کا ایک درم ۳۶ بار زنا کے گناہ کے برابر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۶ شوال المکرم ۱۴۱۶ھ

(۹-۱۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ہندو سے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟۔

(۲) زید کپڑے کی تجارت کرتا ہے اور مثلاً ایک میٹر کپڑا پندرہ (۱۵) روپے نقد میں بیچتا ہے اور ادھار پچیس (۲۵) روپے میں بیچتا ہے تو کیا یہ زیادہ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی، کلیم الدین خاں رامپور۔ یوپی۔ مورخہ ۲۴۔ ستمبر ۱۹۹۳ء

الجواب

(۱) ہندو ہو یا مسلمان کسی سے بھی یہ سمجھ کر کہ یہ سود ہے لینا حرام ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم باب الربوا میں فرماتے ہیں: سود لینا نہ مسلمان سے جائز نہ ہندو سے "لا طلاق قوله تعالىٰ وحرم الربوا" ہاں یہاں کے غیر مسلم اگر اپنے سے کچھ زائد رقم دیں تو سود سمجھ کر نہیں مال مباح سمجھ کر لینا جائز ہے، مگر علماء وصلحاء کو اور با عزت دیندار مسلمانوں کو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ عوام فرق نہیں کرینگے اور سود خور مشہور کردیں گے، اور فتاویٰ رضویہ میں ہی ہے کہ برے کام کی طرح برے نام سے بھی بچنا چاہیے۔

(۲) اگر نقد و ادھار دونوں معاملوں کو ایک ساتھ نہ ملائے یعنی اس طرح نہ کہے کہ نقد لوگے تو اتنا اور ادھار لوگے تو اتنا بلکہ خریدار سے پوچھ لے کہ نقد لوگے یا ادھار وہ جو بتائے اسی کا دام اس کو بتائے اور اسی کا معاملہ اس سے کرے تو یہ بیع جائز ہے، البتہ خلاف اولیٰ ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ ایک شخص اپنا غلہ نرخ بازار سے کم اس شرط پر دیتا ہے کہ قیمت کچھ عرصہ بعد لوں گا۔ جواب: اس میں کچھ حرج نہیں جب کہ برضائے مشتری ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۹، ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

(۱۱) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

بی سی کے نام سے ہمارے یہاں ایک فنڈ بناتے ہیں مثلاً پچیس ممبر ہیں اور ہر ممبر فی مہینہ دو ہزار روپے جمع کرتا ہے پھر مقررہ تاریخ پر قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس کے نام پر قرعہ نکل آئے وہ سب روپے

اسی کے حوال کردیئے جاتے ہیں اور یہ شخص اب آخر تک ہر ماہ دو ہزار روپے جمع کرواتا رہے گا جب تک بی سی کی میعاد ختم نہ ہو جائے اب اس کا نام قرعہ اندازی سے ختم کر دیا جاتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کوئی ان ممبران میں سے روپیہ کا ضرورت مند ہو جائے وہ کسی پیسے والے صاحب سے کہتا ہے تم مجھے چالیس ہزار روپے دیدو اور میرے نام کی بی سی جو پچاس ہزار روپے کی ہے اس کے آنے کے بعد تم وہ پچاس ہزار روپے لے لینا آیا اس طرح کم دام پر بی سی خریدنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد سعید اشرفی

الجواب

ناجائز و حرام ہے، یہ صریح سود ہے، آج چالیس ہزار دے کر بعد میں پچاس ہزار لینا ہے، یعنی دس ہزار زائد یہ معاملہ بطور قرض ہو تو بھی ناجائز روپے کی بیع صرف ہو تب بھی حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۵ ر صفر المظفر ۱۴۱۷ھ

(۱۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

اس ٹرسٹ میں تقریباً چالیس خدام ہیں۔ جس طرح عام طور پر سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں ملازمین کا فنڈ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس ادارہ کے خادمین کی تنخواہ کا فنڈ بھی ہے۔ وضع کر کے پراونٹ کے فنڈ میں بھی جمع کیا جاتا ہے۔ اور اسی قدر رقم ٹرسٹ کی جانب سے عطیہ کے طور پر ہر خادم کے فنڈ میں ان کے نام سے جمع کی جاتی ہے۔ اور اس طرح پوری رقم یعنی خادم کی وضع کردہ اور ٹرسٹ کے عطیہ کی رقم اس خادم کی ملکیت بن جاتی ہے۔ پراونٹ فنڈ کی جمع شدہ رقم خادم کے اختتام خدمت پر اسے یا اس کے انتقال پر اس کے نامزد کردہ اشخاص کو دی جاتی ہے۔ عام طور پر سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے بعض خدام کے پراونٹ فند کی تقریباً ساٹھ ہزار رقم بینک جو ان کی ملکیت ہے۔ بینک کے ایسے شعبے میں رکھی جارہی ہے جس سے انہیں اس کے رقم کا سود یا منافع ملتا رہے گا۔

لہذا مشاورین مسجد جامع بمبئی ٹرسٹ اس پیچیدہ مسئلہ پر آپ سے فتویٰ چاہتے ہیں کہ اگر خادمین کے پراونٹ فنڈ کی رقم جس کے ساتھ ٹرسٹ کا عطیہ بھی شامل ہے گویا کہ وہ خادم ہی کی اپنی ملکیت ہے۔ بنک میں رکھ کر سود یا منافع حاصل کیا جائے تو آیا حضرات مشاورین پر کسی قسم کی شرعی ذمہ داری عائد ہوگی یا ٹرسٹ پر کسی قسم کا اعتراض تو نہیں ہو سکتا ہے۔

الجواب

اگر وہ رقم کسی ایسے بنک میں رکھی گئی ہے جس کے حصہ داروں میں مسلمان بھی ہیں تو اس رقم پر

بنک سے جونفع لیا گیا سود ہے، خادمین مسجد کا اسے لینا ناجائز اور حضرات مشاورین کا اس میں کسی قسم کی مدد کرنا ناجائز۔ حدیث شریف میں ہے: "لعن رسول الله ﷺ اکل الربوا و موکله و کاتبه و شاهدیه۔ (سنن النسائی: ۱٤٧/٨)

و قال الله تعالیٰ "تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان"[المائدہ:۲]

اور اگر کوئی مسلم حصہ دار نہ ہو تو کسی پر کوئی مواخذہ نہیں کہ وہ سود نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۲ رجمادی الاخری ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۱۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کہتا ہے کہ پروڈنٹ سود میں داخل نہیں ہے امداد ہے۔ پروڈنٹ فنڈ یہ ہے کہ ملازمین کو ہر ماہ اپنی تنخواہ سے ایک مخصوص رقم آفیسر کے پاس اس شرط پر جمع کرنی پڑتی ہے کہ ریٹائر ہونے پر اسی قدر اور رقم ملا کر ملازم کو ملتی ہے۔ اور ریٹائر ہونے کی مدت متعین ہوا کرتی ہے۔ عمر کہتا ہے کہ جی وہ سود ہے جس میں شرح پر روپیہ دیا جائے۔ اور اس پر زیادتی کے ساتھ وہی جنس کہیں خاص مدت پر وصول کی جاوے اور اس زیادتی کا کوئی عوض نہ ہو (هو فضل خال عن عوض بمیعاد شرعی) پروڈنٹ فنڈ میں وہی شرط وہی زیادتی اور وہی تعین مدت ہے۔ لہذا پروڈنٹ فند سود ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ عمر کا کہنا کہاں تک اور زید جو ایسی رقم کے حلال ہونے کا مدعی ہے اس کی اقتداء درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا المستفتی: عبدالقادر مدرس اسلامیہ گوپال گنج ضلع سارن بہار

الجواب

عمر نے سود کی ادھوری تعریف نقل کی ہے۔ پوری تعریف یہ ہے: "هو فضل خال عن عوض بمیعاد شرعی مشروط لاحد المتعاقدین فی المعاوضة" یعنی سود وہ زیادتی بلاعوض ہے جو کسی عقد معاوضہ میں پائی جائے۔ یعنی عقد بیع میں اور قرض میں جو مخصوص زیادتی بلاعوض ہو، وہ سود ہے۔ اور جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے کمپنی پروڈنٹ فنڈ رقم جو تنخواہ سے جمع کرتی ہے نہ تو اس میں کسی قسم کے عقد بیع کو دخل ہوتا ہے اور نہ وہ بطور قرض وصول کرتی ہے بلکہ وہ رقم امانت کے قسم کی چیز ہے جو از راہ خیر خواہی کمپنی نے روک رکھی ہے، اس لیے اس پر سود کی تعریف صادق نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۱۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کے گاؤں میں سرکاری چک بندی ہوئی، کھیتوں کی چک بندی ہو جانے پر کچھ نمبرداران کہ جو مستقل ہیں سرکاری افسروں نے کہ ان کو چک بنانے کا اختیار دیا اور ان کے نمبرداروں کو لے کر کرنا شروع کیا۔ زید کہ جس کے پاس کھیت نہ تھا پتہ پا کر لینے کا ارادہ کیا تو بتایا گیا کہ جن کے نام کاغذات میں کھیت نہیں ہیں، ان کے نام سے کھیت نہیں لکھا جائے گا۔ اس لیے کہ نئے کاشتکار کو بنانا خطرہ ہے۔ زید نے خریدنے کے لیے عمر کو ایماندار پرہیز گار دیانتدار جان کر بنایا۔ اس لیے کہ عمر پرانا کاشتکار ہے۔ اس کے نام سے خریدلوں گا پھر بعد میں کسی قانون کے تحت اپنے نام کرالوں گا۔

زید نے عمر سے سب معاملہ کہا، عمر نے جواب دیا اس میں کیا حرج ہے جتنا چاہو میرے ذریعہ سے کھیت لو، زید نے کہا چار بیگھہ کچا کھیت کا پیشگی روپیہ عمر کو دیا اور کہا دو بیگھہ کا روپیہ بعد میں دوں گا۔ عمر نے زید سے روپیہ لے کر چلتے وقت کہا مجھے کچھ دو گے، اب زید نے سوچا کہ اگر کچھ دینے کو نہیں کہتا ہوں تو ان کے ذریعہ سے کھیت خرید ملتا ہے ایسا نہ ہو کہ انکار کر جائیں اور پہلے سے معلوم نہ تھا کہ یہ مجھ سے کچھ لیں گے یا لالچ کریں گے کیونکہ ان کے پاس خود کھیت کافی ہے۔

لہذا زید نے اپنی مجبوری کو جان کر اور سخت مجبور ہو کر کہا کہ آپ اسی چار بیگھہ میں سے جو میرے لیے خریدتے ہیں ایک بیگھہ اس میں سے آپ بھی لے لیں۔ عمر نے زید کے روپیہ سے تین بیگھہ کھیت خرید اگر ایک بیگھہ اپنا اسی تین بیگھہ میں سے لے لیا۔ کچھ دنوں بعد یہ سب معاملہ بکر نے سنا تو زید سے کہا کہ آپ کا دینا اور بکر کا لینا ناجائز ہے۔ اور ایسا نہ ہو کہ رشوت کی حد تک ہو، زید نے کہا میں نے عمر کو خوشی سے دیا ہے۔ یہ رشوت کیسی ہے اگر نہ دیتے تو کھیت اس کی معرفت سے ہم کو نہ ملتا۔ اور ہمیں کھیت کی سخت ضرورت تھی اس لیے کھیت لینے کی غرض سے ہم نے دیا۔

ہاں البتہ عمر کو چار بیگھہ کے لینے پر ایک بیگھہ لینا چاہیے تھا لیکن تین ہی بیگھہ میں لے لیا۔ اور اگر کچھ اس کے لیے زور دیتا ہوں تو ان کے نام کھیت لکھا ہے ممکن ہے کہ زمانے کے لحاظ سے کچھ اور کر بیٹھیں، شیطان وسوسہ دیدے اس لیے لیجانے دو۔ بکر نے کہا کہ رشوت خوشی ہی سے دی جاتی ہے اور مجبور ہو کر بھی خوشی ہی سے دی جاتی ہے۔ کیونکہ زید نے مجبورا صرف اپنے نام کھیت نہ لکھوانے پر عمر کو وسیلہ بنایا اور عمر نے زید کو مجبور ہی پا کر اپنا حصہ قائم کیا۔ عمر کو چاہیے تھا کہ کسی مسلمان کی وقت پر مدد کرے تا کہ احسان ہوتا نہ یہ کہ کسی مسلمان کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھائے۔ اعلیٰ حضرت کے ملفوظات کے کسی حصہ میں رشوت کے متعلق لکھا ہے۔

لہذا علمائے دین سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ زید سے عمر کا کھیت یا روپیہ پیسہ ہی سبھی لینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر نا جائز ہے تو رشوت ہے کہ نہیں اور رشوت کا لینا دینا کیسا۔ اور جائز ہے تو کس طرح واضح طور سے ارشاد فرمائیں۔ بینوا توجروا المستفتی: عبدالخالق حشمتی ساکن ڈومکم لینا پوسٹ تلوکپور ضلع بستی

الجواب

صورت مسئولہ میں عمر نے ایک بیگہہ کھیت جو خود لے لیا رشوت نہ ہوا۔ یہ بات اور اچھی ہوتی کہ عمر زید کی خدمت کرتا اور کچھ نہ لیتا، لیکن اس نے اپنی محنت کا معاوضہ وصول کر لیا تو اس میں شرعا کوئی جرم نہیں۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ملا علی قاری فرماتے ہیں" "الرشوۃ ما یعطی لابطال حق او لا حقاق بـاطـل" اور بالکل ظاہر ہے کہ صورت مسئولہ میں نہ تو کسی کا حق باطل کیا گیا ہے نہ کسی باطل کو حق بتایا گیا ہے۔ اس لیے عمر معاوضہ لے کر رشوت لینے والا نہ ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۴ار صفر ۸۷ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۵۔۲۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) کافروں سے رہن اور سود لینا جائز ہے؟

(۲) اکثر ہندو سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے ایصال ثواب کے لیے کھانا پکاتے ہیں اور مسلمانوں کو فاتحہ دینے کے لیے بلاتے ہیں۔ اس کھانے پر فاتحہ دینا اور اس کا کھانا کیسا ہے؟ نیز اکثر مواقع ایسے بھی درپیش ہوتے ہیں جن میں وہ بھی ان کو دعوت دیتے ہیں۔ لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کی دعوت قبول کرنا اور ان کے پکائے ہوئے کھانوں کو کھانا کیسا ہے؟ از روئے شرع مطہر بین اور واضح دلیلوں سے واضح فرمائیں۔

(۳) روپیہ اس شرط پر دینا کہ فصل تیار ہونے پر فی روپیہ چار یا چھ سیر کا غلہ لوں گا۔ مسلمانوں سے اس قسم کا لین دین کیسا ہے؟ نیز فقہ میں اس قسم کی بیع کا نام کیا ہے؟

(۴) نابالغ کو شرع میں بالغ کب سے مانا جائے گا۔ نابالغہ کے طلاق میں اس کی سن دیکھی جائے گی یا علامت بلوغ؟ (مثلا احتلام وغیرہ)

(۵) مشہور یہ ہے کہ جس وضو سے نماز جنازہ پڑھی جائے اس وضو سے وقتیہ نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں اس لیے کہ جدید وضو درکار ہے کیا یہ صحیح ہے؟

(۶) زید نے مہر ادا نہیں کیا اور اس کی زوجہ مدخولہ نے معاف بھی نہیں کیا۔ اسی عرصہ میں زید کی

زوجہ کا انتقال ہوگیا۔ نیز زید کی اہلیہ کے باپ بھائی بھی نہیں ہیں اس کا مہر شرعا کیسے دیا جائے۔

(۷) مروجہ تعزیہ داری کرنا عرسوں کی مروجہ قوالی سننا نیز قوالی کی بابت علماء کا یہ قول ہے "لاھلہ حلال ولغیرہ حرام"۔ لہذا اہل ونااہل کی صحیح تعریف کیا ہے؟ واضح فرمائیں۔ بینوا توجروا

محمد امین خاں موضع سنگھ پور تھرولی ٹولہ دھوسیا ڈاکخانہ ضلع گورکھپور

الجواب

(۱) یہاں کے مشرکین اپنی خوشی سے جودیں وہ سود وغیرہ میں نہیں ہے، اس لیے جائز ہے۔ لیکن موجودہ معاشرہ میں لوگ اس فرق کو نہیں سمجھتے اس لیے متہم کرتے ہیں تو اس سے بچنا چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے "اتقوا مواضع التہم"۔ (اتحاف السادۃ المتقین: ۷۸۳)

(۲) مشرکین اہل ثواب سے نہیں اس لیے اس کے کھانے پر فاتحہ دینا جائز نہیں وہ جانور مسلمان نے ذبح کیا اور اس وقت سے کھانے کے وقت تک برابر مسلمانوں کے نظر کے سامنے رہا ایک لمحہ کے لیے غائب نہ ہوا تو کھا سکیں گے، ورنہ نہیں۔

(۳) اگر غلہ کو خوب اچھی طرح تفصیل سے بیان کردیا ہے کہ فلاں قسم کا اور فلاں اوصاف کا ہوگا جس سے بعد میں کسی قسم کے شبہ اور اختلاف کا ڈر نہ ہو۔ اسی طرح اس کے وزن کی بھی وضاحت کردی ہو کہ فلاں سیر سے ادا کے وقت کو متعین کردیا ہو کہ فلاں تاریخ یا مہینہ وغیرہ میں لیں گے۔ تو یہ جائز ہے اس کو اصطلاح شرع میں بیع سلم کہتے ہیں۔

(۴) نابالغ لڑکا بارہ سال سے کم اور لڑکی نو سال سے کم میں بالغ نہ مانے جائیں گے۔ اس کے بعد پندرہ سال کے اندر اندر جب بھی ان میں بلوغ کی علامت پائی جائے، بالغ ہیں۔ اگر اس دوران میں دعوی کریں کہ ہم بالغ ہیں قبول ہوگا۔ جب کہ ظاہر حال ان کی تکذیب نہ کرتا ہو مثلا اس کے ہم عمر بالغ ہو چکے ہیں تو ظاہر اس کے موافق ہے اور جب پندرہ سال کے ہوگئے تو شریعت ان کے بالغ ہونے کا فیصلہ دے گی۔ اسی کی روشنی میں آپ طلاق والے مسئلہ کی بھی وضاحت کرلیجیے۔

(۵) غلط ہے۔

(۶) اب مہر ترکہ ہے باپ ماں شوہر اور اگر بچے ہوں تو وہ بھی حسب تقسیم حصہ دار ہوں گے۔

(۷) مروجہ تعزیہ داری ناجائز ہے اور قوالی مع مزامیر حرام، یہ تو کسی اہل کے لیے جائز نہ نااہل کے لیے۔ سب کے لیے منع ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۵ رجمادی الاول ۸۶ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۲۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درین مسئلہ میں کہ
لاٹری کا شرعی حکم کیا ہے عقلی ونقلی دلائل کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔
المستفتی: محمد حامد رضا قادری برہانی متعلم دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ اعظم گڑھ ۱۹؍ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ

الجواب

اردو ہندی میں جس چیز کو جوا اور فارسی میں گروہا بازی اور عربی میں قمار کہتے ہیں یہ انسانی تہذیب کی ایک قدیم بیماری ہے، ہندوستان کی اساطیری لڑائی مہابھارت اندازہ لگانے والوں نے جس کا زمانہ کم وبیش ۵۔۶۔سوسال قبل مسیح گمان کیا ہے اس کے افسانوی سورماؤں میں سے چار بھائیوں نے اپنی مشترکہ عورت جوے میں ہاری تھی اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے یہ لعنت کتنی قدیم ہے۔
شیخ زادہ نے بیضاوی کے حاشیہ میں یہ حدیث نقل کی۔

"ایاکم وھاتین اللعبتین (النرد والشطرنج) فانھما من میسر العجم۔
نرد اور شطرنج سے پرہیز کرو کہ یہ عجمیوں کا جوا ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیوں میں بھی کسی نہ کسی صورت میں جوا موجود تھا۔

عرب میں بھی جوے کی ایک خاص قسم اُمرا کا خاص مشغلہ تھی جس کو میسر کہتے تھے، کرتے یہ تھے ایک اونٹ ادھار خریدتے اور اس کو کبھی دس حصہ میں تقسیم کرتے اور کبھی ۲۸ حصوں میں، جوا دس تیروں کے ذریعہ کھیلا جاتا تھا جن میں تین پر کچھ نہیں جس کا مطلب یہ ہوتا جس کے نام یہ تیر نکلے اس کو پورے اونٹ کا دام دینا پڑے گا اور اونٹ میں اس کو کچھ نہیں ملے گا، بقیہ سات تیروں پر بالترتیب نمبر پڑے ہوتے، ساتوں تیروں کے نمبر جوڑنے سے ۲۸؍عدد بنتا ہے، اب وہ دسوں تیر کسی قابل بھروسہ آدمی کو دیدیتے وہ ان سب کو ایک تھیلی میں رکھکر ہلاتا اور ایک ایک کا نام لیتا جاتا اور تیر نکالتا جاتا، ہم اوپر بتا چکے ہیں خالی تیر والے سے پورے اونٹ کی قیمت وصول کرتے اور جیتنے والوں کے تیر پر جتنا حصہ ہوتا وہ لے لیتے، اگر اونٹ کے دس حصہ لگائے تو کچھ ایسے بھی ہوتے جن کے تیر پر حصہ ہوتا لیکن صرف دس حصہ ہونے کی وجہ سے پہلے ہی ختم ہو جاتا تو ایسے لوگوں سے نہ کچھ دیتے نہ کچھ لیتے۔
بھارت میں جوے کی کوئی قسم تھی جس کو چوسر کہتے تھے ایک ہندی شاعر کہتا ہے۔
آؤ سکھی مل چوسر کھیلیں اپنے پیا کے ساتھ ☆ ہم جیتے تو پی ملا ہم ہارے تو پی پاس۔
الغرض ہار جیت کے مختلف انواع واقسام کے کھیل مختلف قوموں میں بلکہ ایک ہی قوم میں کئی قسم

کے کھیل کھیلے جاتے ہیں جن میں داؤ پر انواع اقسام کے مال ومتاع بلکہ اپنے بال بچوں کی ذات تک لگادی جاتی تھی۔اور آج تک ان میں نئی نئی تراش وخراش جاری ہے اور بھانت بھانت کی ہار جیت ہوتی ہے جس کو سب بالاتفاق جوا سمجھتے ہیں اور حقیقۃ جوا اور قمار ایک ہی ہے۔

المنجد میں ہے:"القمار كل لعب يشترط فيه ان ياخذ الغالب من المغلوب شيئا سواء كان بالورق اوغيره "(المنجد:۸۳۷)

جوا ہر وہ کھیل ہے جس میں یہ شرط لگائی ہو کہ جیتنے والا ہارنے والے سے کچھ لے گا خواہ یہ ہار جیت پیسوں کے ذریعہ ہو یا کسی اور چیز کے ذریعہ۔

اور شرعا بھی جوے کی یہی حقیقت ہے۔

شامی میں ہے:"القمار من القمر الذى يزيد وينقص وسمى القمار قمارا"

قمار کا لفظ قمر (چاند) سے بنا جو گھٹتا بڑھتا ہے اسی طرح جوا کھیلنے والوں میں ہر آدمی کے گھٹنے اور بڑھنے کا امکان رہتا ہے کہ اس کا مال اس کے مقابل کو مل جائے یا اس کا اس کی طرف چلا آئے پس ہر وہ معاملہ جس میں ہار جیت ہو اور جیتنے والے کو ہارنے والا تاوان ادا کرے قمار ہے اور ناجائز وحرام ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

"وفى حكم ذلك جميع انواع القمار من النرد والشطرنج وغيرهما حتى دخلوا فيه لعب الصبيان بالجوز واللعاب القرعة فى غير القسمة وجميع المخاطرة والرهان وعن ابن سيرين كل شئ فيه خطر فهو من الميسر"

اسی حکم میں جوے کی تمام قسمیں ہیں نرد شطرنج اور اس کے علاوہ یہاں تک کہ علماء نے اسی میں بچوں کا کھیل جو اخروٹ اور ہڈیوں سے کھیلتے ہیں داخل فرمایا اور یہ تقسیم کے بغیر قرعہ اندازی ہے۔

الغرض ہر وہ چیز جس میں نفع ونقصان شرط میں داخل ہو یا رہن وغیرہ میں شرط لگائی جائے اس میں داخل ہے،اس لیے ابن سیرین نے فرمایا جس میں خطر ہو وہ میسر ہے اور بحکم قرآن منع ہے،آج کل کی مروجہ لاٹری کے جوا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے عقد میں ہی نفع ونقصان کا دھڑکا داخل ہے لیکن علامہ آلوسی نے تو "القرعة غير القسمة" کہہ کر خاص طور سے لاٹری کا نام ہی لے دیا کہ مال سب شرکا نے مل کر جمع کیا اور شرط یہ لگائی کہ قرعہ ڈالا جائے اور جس کا نام نکل آئے وہ پورا مال یا اس کا متعینہ حصہ لے لے تو شرعا اس کے جوا اور حرام ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ اس میں ٹکٹ کے پیسے کا نقصان اور لاکھوں کے فائدے کا امکان ہے اور یہی جوے کی حقیقت اور روح ہے۔

قرآن عظیم میں خاص طور جوئے کا ذکر دو جگہ آیا سورہ بقرہ اور سورہ مائدہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت پر نص قطعی اتاری ارشاد الٰہی ہے: ﴿یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر﴾ [البقرۃ:۲۱۹]
آپ سے شراب اور جوے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ آپ فرمادو کہ ان میں بڑا گناہ ہے۔
﴿یا ایھا الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون﴾ [المائدۃ:۹۰]
اے ایمان والو شراب جوابت اور فال کے تیر ناپاکی کے ہیں اور شیطانی کام ہیں ان سے بچو تاکہ تم کامیابی پاؤ۔ حدیث شریف اوپر مذکور ہو چکی کہ نرد و شطرنج جوا ہے اسے مت کھیلو۔
عالم گیری میں ہے: "الشطرنج فاللعب به حرام عندنا فان قامر به سقطت عدالته"
شطرنج کا کھیل حرام ہے اگر اس کے ساتھ ہار جیت پر مال کی شرط لگائی تو آدمی مرتکب حرام اور فاسق معلن ہو گیا۔
پس لاٹری جوے کا انگریزی نام ہے یا جوے کی نو ایجاد قسم ہے جو بنص قرآن و بہ تشریح حدیث و توضیح فقہا حرام و ناجائز ہے اور لوگوں کی بربادی و بداخلاقی کا سرچشمہ ہے۔
﴿فاجتنبوہ لعلکم تفلحون﴾ [المائدۃ: ۹۰] واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۷ر محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(۲۳-۲۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ
دور حاضر میں پیرلیس کا کافی چرچہ ہے اس میں عوام رقوم جمع کرتی ہے اور پیرلیس انہیں مثل بینک انٹریسٹ دیتی ہے اور پیرلیس میں عوام کی رقوم جمع کرانے والے مخصوص ایجنٹ مقرر ہوتے ہیں اور انہیں پیرلیس کی جانب سے کمیشن دیا جاتا ہے۔
پھر زید ایک جامع مسجد کا امام ہے باضابطہ وہ جمعہ اور عیدین کے ساتھ پنجوقتہ نمازوں کی بھی امامت کرتا ہے اور پیرلیس کی ایجنسی بھی کرتا ہے اور کمیشن حاصل کرتا ہے مندرجہ بالا صورت کے مطابق پیرلیس میں رقوم جمع کر کے اس کی جانب سے سود حاصل کرتا ہے، ایجنٹی کر کے کمیشن حاصل کرنا اور پھر جامع مسجد کی امامت بھی، یہ کرنا از روئے شرع کیسا ہے۔ بالتفصیل اطمینان بخش جواب تحریر فرمائیں۔
(۲) ان دنوں میں ایک کتاب مقام نبوت تصنیف صاحبزادہ سید افتخار الحسن زیدی کی مطالعہ کر رہا تھا چند احادیث نبوی پر میری نگاہ جم گئی۔ احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) مقام نبوت ص ۱۵، ۱۱۶، ۱۶۳ ر پر یہ احادیث مذکور ہیں بحوالہ مشکوۃ المصابیح ص ۱۱۱۔ ابن ماجہ

ص ۷۷ میں ہے کہ تاجدار عرب وعجم ﷺ پر بھی موت کا ہلکا سا پردہ آیا اور پھر اسی طرح حیات طیبہ رہی بلکہ پہلے سے بھی بہتر۔ حدیث مذکور کی ہی تصدیق یہ حدیث کرتی ہے کہ۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل احساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق ۔

یعنی اللہ کریم نے زمین پر انبیاء کرام کے اجسام کو حرام کر دیا کہ انہیں کھائے، پس اللہ کے نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیئے جاتے ہیں: (مشکوۃ المصابیح ص ۸۶)

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتیٰ ارد علیہ السلام ۔[الترغیب: ۲/۴۹۹]۔

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مبارک کو لوٹا دیتا ہے اور پھر میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں اب مذکورہ بالا تین حدیثوں میں سے پہلی دو احادیث نبی اکرم ﷺ کی حیات دائمی ثابت کرتی ہیں اور تیسری اور آخری حدیث یہ ثابت کرتی ہے کہ نبیوں کی بوقت ضرورت روح لوٹائی جاتی ہے اور نئی حیات پاتے ہیں۔

لہذا ہم کم عقلوں کی علم وفہم سے کافی دور معلوم ہوتی ہے اس اشتباہ کو برائے کرم بالتفصیل تحریر فرما کر دور فرمائیں۔ المستفتی حافظ عبد الرزاق قادری کوکب مسجد روڈ ڈانس گنج

الجواب

(۱) آج کل اس قسم کے مختلف معاملات رائج ہیں جن میں اکثر یہ دو باتیں پائی جاتی ہیں، روپیہ جمع کرنے کے بعد منافع بھی ملتا ہے نقصان نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بنک اور ڈاکخانہ وغیرہ میں ہوتا ہے، بقول آپ کے پیرلیس اسکیم میں یہ ہوتا ہے کہ یہاں روپیہ جمع کر کے نقصان اور نفع دونوں کا احتمال ہوتا ہے جیسا کہ لاٹری وغیرہ کا کاروبار ہوتا ہے، اول الذکر سود ہے اور دوسرا قمار ہے، اور شریعت اسلام میں دونوں حرام اور ناجائز۔ علی الاعلان ان افعال کا مرتکب فاسق وفاجر اور گنہگار، بے توبہ مرا تو عذاب الہی کا مستحق۔ توبہ صرف یہی نہیں ہے کہ یا اللہ توبہ، یا اللہ توبہ زبان سے کہہ دیا، زبان سے یہ بھی کہے اور دل اور زبان سے یہ عہد کرے کہ آئندہ یہ کام نہیں کرے گا اور جن جن لوگوں سے یہ ناجائز رقم کمائی ہے اس کو واپس کرے اور وہ نہ میسر ہو یا اس کا کرنا ممکن نہ ہو تو وہ رقم فقیر کو دے، آپ کے امام صاحب کے لیے بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ ایسی توبہ نہ کریں تو ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، پڑھ لی تو لوٹا دے، ان کو امام بنانا گناہ اور طاقت ہو تو امامت سے علیحدہ کرنا واجب ہے۔

(۲) یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کا قول

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾[آل عمران:۱۸۵] پورا کرنے کے لیے موت طاری ہوتی ہے۔اس کے بعد ان کی ہمیشہ کی زندگی ہوجاتی ہے۔تیسری حدیث کا مطلب محدثین نے یہ بتایا ہے کہ روح سے مراد حضور کا عالم استغراق سے باہر آنا ہے، یعنی حضور ﷺ برزخ میں زندہ جاوید تو ہیں ہی مگر معرفت الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں، جب کوئی زائر سلام کرتا ہے تو آپ عالم استغراق سے دار دنیا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور سلام کرنے والے کا جواب دیتے ہیں۔اسی توجہ الی الدنیا کو روح لوٹانے سے تعبیر کیا گیا۔دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ حدیث شریف میں ہے: جب کوئی مجھے سلام کرتا ہے تو اللہ میری روح لوٹاتا ہے یعنی زندہ کرتا ہے، تو آج دنیا میں ایک ارب سے زائد مسلمان ہیں اور ساری دنیا میں نمازوں کے اوقات بدلتے ہیں، مثلاً کہیں فجر کا وقت ہے تو کہیں تہجد کا وقت ہے، کہیں مغرب کا وقت ہے اور کہیں عصر اور کہیں ظہر کا، اس طرح دنیا کے چوبیس گھنٹوں میں صرف مختلف نمازوں کا ہی حساب لگایا جائے تو ہر سکنڈ میں کسی نہ کسی نماز کا وقت ہے اور ہر نماز میں مقتدی کم از کم التحیات میں ہی حضور پر سلام پڑھتے رہتے ہیں، تو رات دن کے چوبیس گھنٹے میں ایک سکنڈ بھی صرف نماز کے سلام سے خالی نہیں، دیگر صلاۃ وسلام کا تو حساب ہی کیا، تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ چونکہ ہر دم سلام پیش ہوتے ہیں تو ہر وقت آپ کی روح جسم مبارک میں رہتی ہے اور ان سے آپ کی حیات ابدی کا ثبوت ہوگیا۔اب اس حدیث اور پہلی دوحدیثوں میں کوئی تعارض نہ رہا۔واللہ تعالیٰ اعلم　عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۶/ذوقعدہ ۱۴۲۰ھ

(۲۵-۲۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) حکومت ہذا کے ماتحت چلنے والے بینکوں کا انٹریسٹ کیا وہ شرعاً سود ہے یا نہیں؟ بہر صورت آسان اردو میں تفصیلی جواب سے مطمئن فرما کر مشکور فرمائیں۔

(۲) میں مسمی الطاف حسین نے اپنے نام سے جیون بیمہ کرایا ہے، پندرہ سال کے لیے، اور اس کا اصول یہ ہے کہ ہر سال مثلاً ایک ہزار روپے جمع کرتا ہے تو پندرہ سال میں یہ اپنی جمع کی ہوئی رقم پندرہ ہزار ہوگئی، مگر اب ہم کو اس کی دوگنی رقم یعنی پندرہ ہزار زائد ملے گا تو حاصل مطلب یہ ہے کہ جو رقم زائد مل رہی ہے وہ اپنے لیے جائز ہے یا نہیں؟۔

(۳) رہائشی مکان کے علاوہ ہم نے ایک گھر ساڑھے تین لاکھ روپے میں خریدا ہے اور اس کو کرایہ پر دے دیا ہے جس کا سالانہ کرایہ اٹھارہ ہزار روپے ملتا ہے، تو جواب طلب مسئلہ یہ ہے کہ زکوۃ جو مال سے ہمیں آمدنی ہو رہی ہے صرف اسی رقم کی نکالنی چاہیے یا مکان کی خریدی قیمت یا موجودہ قیمت کے حساب سے زکوۃ نکالنی چاہیے۔

(۴) رہائشی مکان کے علاوہ ایک زمین خریدی ہے اور یونہی چھوڑ رکھی ہے اس سے کچھ بھی آمدنی نہیں ہے تو کیا اس کی بھی خریدی قیمت یا موجودہ قیمت کے حساب سے زکوۃ نکالنی چاہیے۔

(۵) دیگر یہ کہ کمپنی کا شیر خریدنا پھر خرید وفروخت کے درمیان میں جو زائد رقم ملتی ہے وہ جائز ہے یا نہیں؟۔ مذکورہ بالا سوالوں کے جواب عنایت فرما کر ذہنی وقلبی سکون عطا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ فقط

خادم علماء شیخ الطاف حسین　　۱۱۰۔۸۷۹ موتی لال نگر گورے گاؤں ویسٹ بمبی ۱۰۴

الجواب

(۱) ہندوستان میں جو غیر مسلم ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ یہ اپنی خوشی سے جو رقم مسلمانوں کو دیں اس کا نام وہ اپنے طور پر کچھ رکھیں مسلمان کے لیے وہ مال مباح اور جائز ہے سود نہیں نہ اسے سود سمجھ کر لینا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے: "لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب"

اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی ایسا تبادلہ کرنا اور زائد رقم لینا دینا حرام ہے۔

اس قاعدہ کلیہ کے تحت انٹریسٹ کے مسئلہ میں حکم یہ ہونا چاہیے کہ اگر بنک کے تمام ڈائرکٹران غیر مسلم ہوں تو زائد رقم لینا جائز ہے حرام نہیں، اور ایک مالک بھی مسلمان ہوا تو اس کی شرکت کی وجہ سے ایسے مشترکہ بنک سے زائد رقم لینا جائز نہیں۔

ہندوستان میں حکومت جمہوری ہے کہ مسلم اور غیر مسلم ہر فرقہ کے لوگ اس کے حصہ دار ہیں اس لیے سرکاری کمپنیوں اور جائدادوں کو قومی ملکیت قرار دیا جاتا ہے اس طرح ہندوستان میں سنی علماء کا ایک مختصر طبقہ سرکاری بنکوں کو بھی مسلم غیر مسلم سب کا مشترکہ سرمایہ قرار دیتا ہے اس لیے ان بنکوں کی انٹریسٹ کی رقم کو ناجائز قرار دیتا ہے اور ایسی رقم حاصل کرنے والے مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ زائد رقم مسلمان فقیروں اور مسکینوں پر خیرات کردیں، اس لیے اپنے فقیر رشتہ دار بیٹا، بیٹی، ماں، باپ کسی محتاج کو یہ رقم دی جاسکتی ہے یہاں کے علماء اہل سنت کا بڑا طبقہ یہاں کی حکومت کو غیر مسلموں کی حکومت قرار دیتا ہے اسلیے انٹریسٹ کو جائز اور مباح قرار دیتا ہے، فقیر پہلے گروہ کے علماء کے ساتھ ہے۔

(۲) بیمہ کا روپیہ ایک قسم کا جوا ہے اس لیے اصلا یہ بھی حرام اور ناروا ہے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو اس شرط کے ساتھ جائز رکھا کہ بیمہ کمپنی کلیۃً غیر مسلموں کی ہو اس معاملہ میں مسلمان کا کسی حالت میں کوئی نقصان نہ ہو اور اس کی وجہ سے اس پر کچھ اس قسم کی پابندی لازم نہ ہو جو خلاف شرع ہو۔

تو سرکاری بیمہ کمپنیوں کی صورت میں یہاں بھی وہی اختلاف ہوگا کہ جس کے نزدیک حکومت

غیر مسلم ہے تو بقیہ شرطوں کی رعایت کے ساتھ یہ معاملہ جائز ہوگا اور جن کے نزدیک حکومت مشترکہ ہے ان کے نزدیک دوسری شرطوں کی رعایت کیجائے تب بھی زائد رقم لینا حرام ہوگا۔

(۳) جائداد غیر منقولہ سے جو آمدنی ہو اس پر خود یا دوسری آمدنی سے مل کر نصاب کو پہونچے تو زکوۃ ہوگی مکان کی قیمت اصل رقم میں جوڑی نہیں جائے گی۔

فتاوی رضویہ جلد چہارم میں ہے:

مکانات پر زکوۃ نہیں اگرچہ پچاس کروڑ کے ہوں، البتہ کرایہ کی رقم جو سال مکمل ہونے پر پس انداز ہوا اگر خود یا دوسرے مال سے مل کر مقدار نصاب ہوئی ہو تو اس پر زکوۃ ہے۔

(۴) یہی حکم زمین کا ہے کہ اسکی قیمت پر زکوۃ نہیں البتہ اس پر کاشت ہو تو پیداوار پر عشر نصف عشر زکوۃ ہوئی اور کرایہ پر دیا تو مقدار نصاب کے بعد چالیسواں حصہ زکوۃ کا ہوگا ورنہ نہیں۔

(۵) شیر بازاری کا مسئلہ عرصہ سے اشرفیہ کی مجلس شرعی میں زیر غور ہے نہ ابھی حل ہونے کی کوئی امید ہے، مسلمانوں کو حرام کے ساتھ ساتھ مشتبہ آمدنی سے بھی بچنا چاہیے اللہ تعالی حلال کمائی میں برکت دیتا ہے۔ فقط واللہ تعالی اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو، ۸/ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

(۳۰-۳۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کے گاؤں میں چند لوگوں پر مشتمل ایک کمیٹی ہے جو گاؤں کے اڑے الجھے مسائل کو دباتی اور سلجھاتی ہے، مگر ان لوگوں کا ایک طریقہ یہ ہے کہ جب مدعی و مدعی علیہ اپنا مقدمہ فیصلہ کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے ہیں تو فیصلہ کے بعد کمیٹی کے افرادان مدعی اور مدعی علیہ سے اچھی خاصی رقم کا مطالبہ کرتے ہیں، وہ دکھ کے مارے قرض لے کر، بکری بچکر یا جن کے پاس گھر ہے وہ گھر سے لیجا کر ان کمیٹی والے لوگوں کی خدمت میں حاضر کرتے ہیں، اس رقم کو وہ لوگ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ اور یہ رقوم یہاں کے عرف میں پنچ خرچ کے نام سے موسوم ہے، دریافت کرنے پر کہ آپ لوگ یہ کیسی رقم لے رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ ہم لوگوں کی مزدوری ہے، اس لیے کہ اگر ہم لوگ جتنا وقت فیصلہ کرنے میں دیتے ہیں اگر اتنا وقت اپنے دوسرے کاموں میں دیتے تو اتنی رقم کما لیتے بالفاظ دیگر اگر وہ تھانہ کوٹ کچہری میں اس مقدمہ کو لے کر جاتے تو ان کی کتنی رقم خرچ ہو جاتی ہم لوگ تو کم ہی میں نپٹا دیتے ہیں۔

(۱) ایسی رقم لے کر آپس میں تقسیم کرنا کیسا ہے۔

(۲) رقم لے کر بانٹا نہیں بلکہ سماجی کام میں لایا جیسے کنال پلیٹ خریدا جو شادی بیاہ کے موقع پر سب کو کام آتا ہے۔

(۳) تھانہ کورٹ میں زیادہ خرچ ہوجاتا ہے یہاں کم ہی میں نپٹادے رہے ہیں اس جملے کا کیا جواب ہوگا۔

(۴) اس کمیٹی کو بہتر سمجھ کر ہندو بھی رجوع کرتے ہیں ان سے ایسی رقم لینا کیا حکم رکھتا ہے۔ بینوا توجروا　المستفتی محمد عبداللطیف انصاری مقام کونڈی تھانہ نگر ضلع گڑھوا بہار ۱۶ رشوال المکرم ۱۴۱۹ھ

الجواب

(۱) درمختار میں ہے: "وجاز رزق القاضی من بیت المال وعبر بالرزق لیفید تقدیرہ بقدر یکفیه واهله فی کل زمان ولو غنا فی الاصح وهذا لو بلا شرط ولو به کاجرة فحرام لان القضاء عبادة فلم تجز کسائر الطاعات"۔　(شامی جلد پنجم ص ۲۵۰)

وہ بیت المال جس میں رقم حلال طریقہ سے جمع کی گئی اگر اس سے فیصلہ کرنے والے قاضی کو رزق کے بطور دیا جائے تو جائز ہے۔ رزق کا مطلب یہ ہے کہ اتنا ہی دیا جائے جو اس کی ضرورت کے لیے کافی ہو، ضرورت سے زیادہ نہ دیا جائے مگر یہ رقم لینا فیصلہ کرنے والے کو تب جائز ہوگی کہ وہ اس رقم کی پیشگی شرط نہ لگائے۔ اور اگر پہلے سے شرط لگائی تو یہ مزدوری ہوگئی اور حرام ہے۔ اس لیے کہ مقدمات کا فیصلہ عبادت ہے۔ اور عبادت پر مزدوری ناجائز ہے، اس عبارت سے مسئلہ کا حکم معلوم ہوگیا کہ مزدوری کہہ کر وہ رقم لینا حرام ہے۔ قوم اگر چندہ کرکے اپنی طرف سے ان کی مدد کرے تو جائز ہے جب کہ ان کا کوئی مطالبہ نہ ہو۔

(۲) جب وہ رقم حلال نہیں تو اس کو باہم تقسیم کرنا یا رفاہ عام کے کام میں صرف کرنا کیسے جائز ہوگا۔

(۳) تھانہ کورٹ میں تو رشوت چلتی ہے تو کیا تھانہ اور کورٹ کے حوالے سے رشوت لینا بھی حلال کردیا جائے؟ انصاف قائم رکھنا پوری قوم کی ذمہ داری ہے تو سب مل کر بطور خود ان کی ضروریات کا خیال کریں

(۴) یہاں کے ہندو اپنی مرضی سے ایسی رقم دیں تو ان سے لینے میں حرج نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو　۲۴ رذوالقعدہ ۱۴۱۹ھ

بیمہ کا بیان

(۱-۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید ایل، آئی، سی کا ایجنٹ ہے۔ اس کو اس کمپنی سے جو پیسے ملتے ہیں وہ اس رقوم کو مدرسہ میں دینا چاہتا ہے۔ اس رقوم کو مدرسہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اسلم کمپنی میں کام کررہا تھا اس کو کام سے برخاست ہونے پر ۱۰۰۰۰۰ رایک لاکھ روپے

ملے۔ وہ اس رقوم کو بینک میں رکھ دیا اور اس سے منافع کے طور پر یعنی (سود) جو بھی فراہم ہوئے وہ اسی سے کھاتا پیتا اور اس سے سارے کام کو انجام دیتا ہے۔ ایسا لینا حرام ہے یا ناجائز ہے یا نہیں ہے یا کیا ہے؟

المستفتی: نورالدین فیضی

الجواب

(۱) ہندوستان میں اہل سنت کے دو طبقے ہیں۔ ایک جو گورنمنٹ کے بنکوں سے جو زائد رقم ملتی ہے اس کو سود نہیں قرار دیتے تو ان حضرات سے اگر آپ حکم معلوم کرنا چاہیں۔ تو جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ اور محلہ سوداگراں بریلی شریف کو سوال لکھ کر بھیجئے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ ایل، آئی، سی کی تفصیل لکھ بھیجیں کہ اس میں ایجنٹ کو کیا کام کرنا پڑتا ہے۔ تو ہم اس کی آمدنی کا حکم بتائیں۔

(۲) اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ایسی زائد رقم اپنے خرچ یا ضرورت میں صرف کرنا ناجائز۔ ایسی رقم کو محتاجوں کو دینے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۴ر جمادی الاخری ۱۴۲۳ھ

(۳۔۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل درج ذیل سے متعلق کہ

(۱) جیون بیمہ کرانا کیسا ہے؟ یوں ہی گاڑی وغیرہ کا بیمہ کرانا۔

(۲) بکر کا کہنا ہے کہ جو چیز اپنی ملکیت کے علاوہ ہے چاہے وہ آدمی کی ملکیت ہو یا حکومت کی اس چیز کو اپنے نام کرانے کے لیے کسی حاکم کو روپے دینا کہ ہمارے نام آجائے یہ رشوت ہوگی اور اگر اپنی ہی کوئی چیز پریشان کن جگہ پہونچ جائے تو اس کی واپسی کے لیے یا اپنی درخواست منظور کرانے یا کوئی کاغذ بنوانے کے لیے جو روپیہ حاکم وغیرہ کو دیا جائے وہ رشوت نہیں کیوں کہ یہ تو ان پر حق ہے کہ جو جگہ جہاں کی تھی اس جگہ کرائیں اور درخواست منظور کریں اور کاغذ بنائیں، اگر اس میں تاخیر یا ٹال مٹول کرتے ہیں تاکہ پیسے لیں تو یہ ان کا ظلم ہے اس میں آدمی مجبور ہے وہ اپنے اس ظلم کی سزا خود ہی پائیں گے دریافت طلب امر یہ ہے کہ بکر کا کہنا کیسا ہے نیز رشوت کسے کہتے ہیں اور یہ کہاں کہاں ہوگی۔

(۳) کھیت میں کل پیداوار بیس کنٹل ہوئی جس میں سے پانچ کنٹل مزدوری وغیرہ میں نکل گئے کھیت والے کے پاس ۱۵ کنٹل بچے کھیت والے نے پورا پانی دیا ایسی صورت میں ۱۵ کنٹل میں سے بیسواں حصہ عشر ڈیڑھ کنٹل نکالے اور یا کہ ۲۰ کنٹل کے حساب سے دو کنٹل نکالے، شریعت کیا حکم دیتی ہے

المستفتی نور محمد نوری سیتاپوری ۲۸ر ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ

الجواب

(۱) جیون بیمہ اپنی اصل کے اعتبار سے قمار ہے، اس میں نقصان اور نفع دونوں کا ہی خطرہ ہے، اس لیے شرع مطہرہ نے اس کو حرام قرار دیا۔

لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے فتاوی میں تحریر فرمایا کہ اگر جیون بیمہ کمپنیوں کے سب مالکان غیر مسلم ہوں اور اس میں بیمہ کرانے والے کو کسی قسم کی غیر شرعی پابندی لازم نہ ہو اور مسلمان کا اس میں فائدہ ہی فائدہ ہو تو یہاں ہندوستان میں اس کی اجازت ہے۔ (فتاوی رضویہ ہفتم ص ۱۱۳)

(۲) فتاوی رضویہ جلد دہم نصف آخر ص ۳۰۰ پر ہے: رشوت لینا مطلقاً حرام ہے جو پرایا حق دبانے کے لیے کچھ دیا جائے اور جو اپنا کام بنانے کے لیے دیا جائے وہ رشوت ہے لیکن اپنے اوپر سے ظلم دفع کرنے کے لیے جو کچھ دیا جائے دینے والے کے حق میں رشوت نہیں یہ دے سکتا ہے لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اسے لینا حرام ہے، یہ فیصلہ ذرا مشکل ہے کہ کہاں اپنا حق بنانے کے لیے ہے اور کہاں دفع ظلم کے لیے، اس لیے ہر معاملہ میں کسی عالم دین سے اس سلسلہ میں مشورہ لینا چاہیے۔

(۳) عشر اور نصف عشر پوری پیداوار کا نکالا جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے: ما اخرجته الارض ففيه العشر۔ (نصب الراية: ۲/۳۸۴)

زمین سے جو کچھ پیدا ہوا پورے میں عشر ہے۔

بہار شریعت میں درمختار کے حوالہ سے ہے:

جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوا اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت ہل بیل حفاظت کرنے والوں اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج وغیرہ نکال کر عشر یا نصف عشر دیا جائے، یعنی صورت مسئولہ میں اگر پانی نہ دینا پڑا ہو تو ۲ کوئنٹل اور اگر پانی دے کر سینچا ہو تو ایک کوئنٹل۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۲ رمحرم الحرام ۱۴۱۷ھ

عقد فاسد کا بیان

(۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک سنی مسلمان ہے اس نے ایک اسکیم تیار کی ہے جس کے اہم مقاصد میں یہ ہے کہ مالدار حضرات سے ذیل میں آنے والے اصول وضوابط اور شرائط کے مطابق روپے جمع کرنا پھر غریب بے روزگار مسلمانوں کو روزگار سے جوڑنا ہے۔

اصول:

(۱) کم سے کم پچاس زیادہ سے زیادہ سو ممبر بنائے جائیں گے۔

(۲) ہر ممبر کو روزانہ پچاس روپیہ جمع کرنا ہوگا۔

(۳) ممبر کو ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو روپیہ جمع کرنا ہوگا۔

(۴) ہر ممبر کی کل جمع رقم ایک سال کی اٹھارہ ہزار ہوگی۔

(۵) مسلسل پابندی کے ساتھ جمع کرنے والوں کو سال پورا ہونے پر اس کی اصل جمع کی ہوئی رقم واپس کردی جائے گی ساتھ ہی دو ہزار روپے یا کوئی سامان اتنی ہی قیمت کا بطور انعام کمپنی کی طرف سے دیا جائے گا۔

(۶) جو ممبر پورے سال تک روپیہ جمع کرتا رہے گا البتہ کبھی کبھار ناغہ کرے گا اسے صرف اس کی اصل رقم ہی واپس ہوگی، انعام اسے نہیں دیا جائے گا۔

(۷) جو ممبر بیچ میں رقم جمع کرنا بند کردیگا اس کی جمع کی ہوئی رقم فوراً واپس نہیں ہوگی بلکہ سال پورا ہونے کے بعد ہی دیا جائے گا۔

جن لوگوں کو روپے روزگار کے لیے دیئے جائیں گے ان کے لیے قانون:

(۱) ایک آدمی کو زیادہ سے زیادہ دس ہزار دیئے جائیں گے۔

(۲) ہر روزگار کرنے والے سے اس کے نفع کی چوتھائی رقم کمپنی لے گی۔

(۳) روزگار میں نقصان ہونے پر تاوان نہیں لیا جائے گا، نقصان کمپنی برداشت کریگی مثلاً ایک ہزار روپے کا نقصان ہو جاتا ہے تو نو ہزار واپس لیے جائیں گے۔

(۴) روزگار کرنے والا اگر کاروبار میں سستی کریگا یا غیر اسلامی طریقہ سے دھندا کریگا یا دھندہ بند کرنا چاہے گا تو اس سے اس وقت اس کے پاس موجود رقم جو ہے وہ واپس لے لی جائے گی۔

(۵) مالدار کو کاروبار کے لیے کمپنی کی طرف سے اگر روپے دیئے جائیں گے تو اس سے اس کے نفع کی چوتھائی لے لی جائے گی یوں ہی نقصان ہونے پر ان کی چوتھائی رقم کمپنی برداشت کریگی۔

یہ واضح رہے کہ کمپنی کی اسکیم کے ممبر بلا تفریق مذہب وملت، وہابی، دیوبندی، ہندو مسلمان سب بن سکیں گے، البتہ روزگار کے لیے کمپنی کی طرف سے صرف اور صرف سنی صحیح العقیدہ کو ہی روپے دیئے جائیں گے۔ مذکورہ اصول کی روشنی میں اسکیم چلانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ تفصیل کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: شمس تبریز عرف رفن۔ شہر گونڈہ یوپی

الجواب

سوال میں اسکیم کے اندر جو صورت سرمایہ جمع کرنے کی مقرر کی گئی ہے، اس کا پانچواں نمبر شرعاً قابل اعتراض ہے کہ سوسائٹی ممبروں سے جو رقم وصول کرے گی بطور قرض وصول کرے گی، یا بطور امانت، اگر امانت قرار دیا جائے تو اس رقم میں سوسائٹی کا کسی قسم کا تصرف شرعاً جائز نہ ہوگا، کیونکہ اس صورت میں سوسائٹی کو ہر ممبر کی پوری رقم جیوں کی تیوں واپس کرنی ضروری ہوگی۔ اس میں ردو بدل یا تجارت کے لیے کسی کو دینا امانت میں خیانت ہوگی۔

فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص ۱۳۱ر میں ہے: امانت میں اس کو (امانت دار کو) تصرف حرام ہے۔

اور درمختار جلد چہارم ص ۴۹۷ر میں ہے نو کذا لو خلط المودع بماله او مال اخر بغير اذنه ضمنها امانت دار نے امانت کو اپنے یا اور کسی کے مال میں ملا دیا تو اس کا تاوان دے اور اب وہ قرض ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی جگہ جو نجی یا سرکاری بینکوں میں رقم جمع کی جاتی ہے، قرض قرار دیا ہے۔

اور ایسی صورت میں سوسائٹی ممبروں سے قسطوار سال میں اٹھارہ ہزار جمع کر کے انہیں مزید دو ہزار مع منافع کے ساتھ واپس کریگی، وہ زائد رقم سود ہوگی جس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے: کل قرض جر منفعة فهو ربوا۔

قرض دے کر ایک پائی زائد لینا بھی سود اور حرام ہے۔ اور اس کا نام انعام رکھنے سے حلال نہیں ہوگا کہ نام بدلنے سے حقیقتیں نہیں بدلا کرتیں۔

پس آپ کا پانچواں نمبر خلاف شرع اور ناجائز ہے، اسی طرح ساتویں نمبر کی یہ پابندی بھی خلاف شرع ہے کہ رقم سال بھر سے پہلے واپس نہیں کی جائے گی۔ قرض دینے والے کو اپنی رقم کی واپسی کا ہر وقت مطالبہ کرنے کا شرعاً حق حاصل ہے۔

ہاں ضرورت مندوں کو رقم دینے کی جو تفصیلات درج ہیں حدود شرع کے اندر اس کی گنجائش ہے مثلاً ۲ میں جو صورت مذکور ہے شرع کی اصطلاح میں اس کو مضاربت کہا جاتا ہے کہ دو شریکوں میں سے ایک کی طرف سے مال ہو اور دوسرے آدمی کی طرف سے محنت اور منافع میں حسب قرارداد دونوں شریک ہوں اور فریقین میں کسی کا حصہ کوئی متعین رقم نہ ہو بلکہ جز منافع جیسے آدھا، تیسرا، چوتھائی، وغیرہ۔

ہدایہ میں ہے: المضاربة عقد يقع على الشركة بمال من احد الجانبين ومن شرطها ان الربح بينهما مشاعا لا يستحق احدهما دراهم مسماة۔ (هداية: كتاب المضاربة. ۲/۲۴۲)

عقد مضاربت ایک طرف سے مال اور دوسری طرف سے محنت کی شرکت کا نام ہے اور اس کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ منافعہ دونوں شریک میں حصہ مشاع کے طور پر تقسیم ہو کسی ایک فریق کو کوئی متعین رقم نہ طے کی جائے۔ اسی میں ہے: و ماھلك من مال المضاربة فھومن الربح دون رأس المال فان زاد الهلاك على الربح فلا ضمان على المضارب۔ (هداية: كتاب المضاربة. ۲۵۲)

اور اگر کاروبار میں خسارہ ہو جائے تو منافع سے وصول کیا جائے گا، راس المال سے نہیں۔ ہاں اگر خسارہ منافع سے بھی زائد ہو جائے تو مضارب سے تاوان نہیں وصول کیا جائے گا۔ اسی طرح پانچویں صورت میں صرف چوتھائی نقصان سوسائٹی کے ذمہ ہونے کی پابندی بھی خلاف شرع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۸/صفر ۱۴۲۵ھ

(۲-۳) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

(۱) کہ زید نہایت دیندار قسم کا آدمی ہے حتی کہ پابند شرع بھی۔ کار وغیرہ خرید و فروخت کا پیشہ ور ہے جب کہ خرید و فروخت کی کچھ کاریں کیپٹ یعنی لوگوں کی ہوتی ہے وہ تمام کفار و مشرکین ہی کی ہوتی ہیں جب کہ زید پیسے (رقم) سے کار کو مزید مرمت وغیرہ کروا کے کچھ منافع دے کر فروخت کر دیتا ہے۔

(۲) ہندوستان دار الاسلام کے حکم میں ہے یا دار الحرب، دونوں میں سے ایک مراد ہوگا اور یہاں کے کفار مشرکین کے اموال مال غنیمت میں شمار ہوتے ہیں یا نہیں؟ نیز کفار و مشرکین کے اموال چھین کر لیے جا سکتے ہیں یا نہیں جب کہ ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ ہندوستان میں گورنمنٹ کی چیزیں جائز و مباح ہیں تو غالباً یہاں کے کفار کے اموال و اشیاء بھی لی جا سکیں گی۔ اور کفار ہلاک بھی کیے جا سکتے ہیں یعنی اپنے کسی بھی مفاد دینی ہو یا دنیاوی کے لیے، خدارا اس بیان سے متعارف فرمائیں، مار سکتے ہیں کہ نہیں؟ یعنی کافروں کو ہلاک کر سکتے ہیں۔ فقط المستفتی، ایم آر اے قادری مار کنڑ ہتن سکیا آسام

الجواب

ہندوستان دار الاسلام ہے یہاں کے کافر حربی ہیں، اپنی خوشی سے اگر اپنی کوئی رقم یا مال و متاع ایسے معاملہ کے ذریعہ جو مسلمانوں میں ناجائز ہو دیں تو عقود فاسدہ کے ذریعہ یہاں کے غیر مسلموں کا مال لیا جا سکتا ہے۔ ایسے طریقہ سے نہیں لیا جا سکتا جس سے مسلمان کی اذیت اور بے عزتی کا خطرہ ہو یا غیر قوم کو دھوکہ دیا گیا ہو۔ ھدایہ میں ہے "لان مالهم مباح في دراهم فباى طريق اخذه عنهم اخذ مالا مباحا اذا لم يكن فيه غدر" (کتاب البیوع: ۲/ ۷۰)

اغواء والی گاڑی خریدنے میں دھوکہ دہی بھی ہے اور کبھی پکڑ جائے تو مال اور عزت کا خطرہ بھی

ہے اور یہی حال غیر مسلموں کے قتل کا بھی ہے اس لیے یہ شرعاً جائز نہیں فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

(۴-۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) باغ کی بیع کرنا اس حالت میں کہ بور آتا ہو یا صرف پتے ہی ہوں اور پھل آنے کا وقت قریب ہو یا آئندہ پانچ یا دو سال کے لیے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) پھولوں کی بیع اس کی کم سے کم کتنی حالت میں جائز ہے؟

(۳) یہ بیع کافر حربی اور مسلم کے درمیان یکساں حکم رکھتی ہے یا جداگانہ؟

(۴) اگر کوئی چیز راستے وغیرہ میں پڑی ہوئی مل جائے تو اس کو اٹھانا کیسا ہے اور اس کو اٹھا کر اپنے خرچ میں کرنا یا مسجد مدرسہ یا کسی دینی کام میں صرف کرنا یا کسی فقیر کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۵) ٹخنوں سے نیچے پائجامہ اگر بطریق تکبر نہ ہو تو کیسا ہے اور بحالت نماز ٹخنوں کا چھپا ہوا ہونا بھی

(۶) بعض لوگ ایسا کرتے ہیں ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہنتے ہیں اور بحالت نماز اس کو سمیٹ لیتے ہیں یا پائجامہ کو نیچے سے موڑ کر نماز پڑھتے ہیں، اس طرح کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ ان کی نماز ہوئی یا نہیں

جوابات مع الدلیل عنایت فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ المستفتی: ظہیر الحق نوری مسجد بریلی شریف

الجواب

(۱،۲) بہار شریعت میں عالم گیری کے حوالہ سے ہے کہ فصل اس وقت بیع ڈالی کہ ابھی نمایاں نہیں ہوئی ہے، یہ بیع باطل ہے اور اگر پھل ظاہر ہو چکے ہیں مگر قابل انتفاع نہیں ہوئے یہ بیع صحیح ہے مشتری پر فوراً توڑ لینا ضروری ہے اگر یہ شرط کرلیا جائے کہ جب تک تیار نہ ہوں گے تب تک درخت رہیں گے بیع فاسد ہے۔ اور اگر بلا شرط خریدے ہیں اگر بائع نے بعد بیع اجازت دے دی کہ تیار ہو تک درخت پر رہیں گے تو اب کوئی حرج نہیں۔

(۳) ہندوستان کے غیر مسلموں سے ان کا مال عقود فاسدہ کے ذریعے ان کی مرضی سے حاصل کرنا جائز ہے (فتاوی رضویہ حصہ ہفتم ص ۸۷)

مگر دیندار اور اہل شرف مسلمان کو اس سے بچنا چاہیے کہ برے کام کی طرح برے نام سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

(۴) گرے پڑے مال کو اس نیت سے لینا کہ اس کی حفاظت کریں گے مالک تک پہونچادیں گے باعث اجر وثواب ہے اور اگر اپنے رکھنے کی نیت سے لیا تو اس کا تاوان ادا کرنا پڑے

مالک آجائے تو اسے مالک کو دینا ہوگا اور مالک نہ آئے تو صدقہ کردے صدقہ کے بعد مالک آئے تو چاہے صدقہ کو جائز کردے اور چاہے تو اٹھانے والے سے تاوان لے۔ (ہدایہ کتاب اللقطہ)

(۶/۵) بہار شریعت میں ہے: اسبال یعنی کپڑا حد معتاد سے بہ افراط دراز رکھنا منع ہے پائچوں اور دامنوں میں اسبال یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور پائجامہ یا تہ بند اٹھانے کے لیے عادت کے خلاف موڑنا اور گھرسنا کف ثوب ہے اس سے نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہے۔ (عامہ کتب) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۹ رشوال ۱۷ھ

(۱۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک بکری کا بچہ بیل گاڑی سے دب کر مرگیا کچھ دیر بعد زید نے اس کا چمڑا اتار لیا اور اس کا گوشت وجملہ اہل ہنود کے ہاتھ بیچ دیا اور اس کا پیسہ جمع ہے عمر نے کہا کہ مسلمان کو مردار جانور کا چمڑا اور گوشت بیچنا ناجائز ہے۔ لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط

ابوبکر انصاری موضع رایبوا ضلع گونڈہ

الجواب

مردار کی بیع باطل ہے اور اس سے جو پیسہ حاصل کیا ہے، حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے "بیع المیتة و الدم باطل" (باب البیع الفاسد: ۲/۳۳) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۸ رصفر ۸۵ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

شرکت کا بیان

(۱-۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید وبکر کسی کاروبار میں شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کی چند صورتیں ہیں۔ آیا ان میں کونسی صورت جائز اور کونسی ناجائز ہے؟

پہلی صورت کسی کاروبار کی شرکت میں زید وبکر لاگت کی رقم میں سے دونوں آدمی آدھی رقم ادا کرتے ہیں اور محنت کے ہر کام میں دونوں برابر شریک ہیں۔ اور طے ہوتا ہے کہ منافع کی رقم برابر تقسیم کرلیں گے۔

دوسری صورت زید نے بکر سے کہا کہ میں لاگت کی پوری رقم دیتا ہوں لیکن کام صرف تمہیں کرنا پڑیگا۔ جو منافعہ ہوگا برابر تقسیم کرلیں گے۔

تیسری صورت زید نے پوری رقم بھی دیا اور کہا کہ ہر کام میں تمہاری مدد کروں گا منافع کی رقم برابر برابر تقسیم کریں گے۔

چوتھی صورت لاگت کی پوری رقم میں سے زید نے آدھے سے زیادہ دیا اور بکر نے آدھے سے کم دیا ہر کام میں دونوں برابر کے شریک رہیں گے جو منافعہ ہوگا اس میں برابر تقسیم کرلیں گے۔

ان چاروں صورتوں میں دونوں ساتھیوں میں سے ایک نے اپنی بے توجہی یا نا تجربہ کار ہونے کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے منافع کے بجائے گھاٹا (نقصان) دکھایا تو کیا اس کے حصہ کے رقم میں سے کٹوتی ہوگی یا نہیں؟ اور اس کٹوتی کی وجہ سے اس کا دوسرا ساتھی گنہ گار تو نہ ہوگا یا یہ تمام باتیں کام یعنی شرکت کرنے سے پہلے کسی شرط و معاہدہ پر مبنی ہوگی۔ برائے کرم جواب تفصیل دے دیں۔

(۲) عمر کرانہ یا منہاری (جنرل اسٹور) کی دوکان اچھے پیانے پر کرتا ہے۔ سال گذرنے پر جب کہ زکوۃ نکالنے کی باری آتی ہے تو اس کے لیے دشوار ہو جاتا ہے کہ کل کتنے روپیہ کا سامان ہے۔ کیونکہ اس میں مختلف قسم کے سامان ہوتے ہیں کیا ہر سامان کو الگ الگ قیمت جوڑ کے تب زکوۃ نکالنا ہوگا۔

اگر ایسا ہے تو ظاہری بات ہے کہ ہر سال اس طرح کرنا اس کے لیے دشواری ہوگی۔ لہذا کوئی آسان طریقہ بتائیں جو کہ شرع کے موافق ہو۔

(۳) عبداللہ دارالاسلام میں رہتا ہے۔ پچاس ہزار روپیہ اس نے محفوظ بینک میں جمع کر رکھا ہے جسے وہ کافی دنوں کے بعد نکالنا چاہتا ہے تو کیا ہر سال اس پر ان روپیوں کی زکوۃ فرض ہے۔ اگر ہے تو دیکھنے میں آتا ہے کہ ایکدن وہ غنی سے فقیر ہو جائے گا۔ کیونکہ بیاج لے نہیں سکتا۔ لہذا اور کوئی صورت بتائیں تاکہ وہ روپیہ محفوظ رکھ سکے اور وقت پر کام دے اور وہ صورت بینک ہی سے تعلق رکھتی ہو۔

(۴) ہندوستان کے بینکوں سے چاہے وہ پرائیویٹ ہوں یا سرکاری بیاج لے سکتے ہیں۔ اور اگر کسی صورت سے بیاج دینا پڑ جائے تو کیا دینے والا گنہ گار ہوگا؟ تمام سوالوں کے جواب مفصل ومدلل دیں۔

محمد شمشاد عالم رضوی جامع مسجد کسیا ضلع کشی نگر یوپی

الجواب

(۱) سوال میں ذکر کی ہوئی پہلی صورت میں شرکت جائز ہے۔ منافع تو فریقین کو اتنا ہی ملے گا جتنا ان میں باہم طے ہوا یعنی برابر نقصان ہونے کی صورت میں بھی دونوں پر نصف نصف تاوان واجب ہوگا۔

(۲) دوسری صورت مضاربت کی ہے۔اس میں منافع تو قرارداد کے مطابق برابر تقسیم ہوگا اور مصارف اور نقصان مال کے اوپر ڈالا جائے گا۔

(۳) تیسری صورت کا حکم دوسری صورت ہی کے موافق ہے۔

(۴) چوتھی صورت میں منافع حسب قرارداد، تاوان مال شرکت کے حساب سے یعنی جس کا آدھے مال سے زائد ہے وہ اسی حساب سے تاوان برداشت کرے اور جس کا کم ہے وہ اس حساب سے۔

عالم گیری میں ہے: اشتر کا فجاء احدھما بالف و الآخر بالفین علی ان الربح و الوضعة نصفان فالعقدجائز و الشرط فی حق الوضعیة باطل فان عملا و ربحا فالربح علی ما شرطاه و ان خسرا فالخسران علی قدر راس مالھما۔(عالم گیری جلددوم ص ۳۳۰)

اور ہدایہ آخرین ص ۲۴۲ میں ہے:و یبطل الشرط کاشتراط الوضعیة علی المضارب۔

(۲) صحیح طور پر مال زکوۃ ادا کرنے کے لیے مال تجارت کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے۔اور اس کے لیے سال بسال حساب لازمی ہے۔اس کے علاوہ چارۂ کار نہیں۔

(۳) جو رقم بینک میں جمع کی گئی ہے۔خاص اسی میں سے زکوۃ کی رقم نکالنا ضروری نہیں۔آمدنی کی دوسری رقم سے بھی آپ جمع شدہ رقم کی زکوۃ ادا کر سکتے ہیں۔مثلاً آپ نے ایک لاکھ روپیہ بینک میں رکھا سال بھر کے بعد اس پر ڈھائی ہزار روپیہ زکوۃ کے ہوئے۔آپ جب تک اس رقم کو بینک میں رکھیں ڈھائی ہزار روپے سال بسال اپنی جیب سے ادا کرتے رہیں تاکہ ضرورت کے لیے رکھی ہوئی رقم وہ محفوظ رہے۔

(۴) بیاج سمجھ کر تو کسی سے کوئی روپیہ لینا حرام ہے۔ہاں یہاں کے غیر مسلم اپنی طرف سے جو رقم دیں چاہے وہ اس کا نام بیاج رکھیں لیکن آپ یہ سمجھ لیں کہ یہ ایک مال مباح ہے۔جو مالک دے رہا ہے تو یہ حلال ہے۔بیاج لینا دینا دونوں حرام ہے لیکن اگر بھوک کے مارے جان جانے کا خطرہ ہو اور کہیں سے سودی کے علاوہ رقم یا قرض نہیں مل رہا ہے تو جان بچانے کے لیے قرض لے کر سود دینا گناہ نہ ہوا۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ضلع مئو ۳۰ رصفر المظفر ۱۴۲۳ھ

(۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے ایک زمین اپنی مطلقہ زوجہ کی رضامندی سے مساوی شرکت کے ساتھ مبلغ بائیس سو روپیہ میں خریدنے کے لیے مطلقہ زوجہ سے روپیہ طلب کیا، مطلقہ بیوی نے مبلغ سات سو روپے دیے، زید نے مبلغ گیارہ سو روپے اپنی طرف سے اور مبلغ چار سو روپے مطلقہ بیوی کی طرف سے ادا کر کے تساوی شرکت کے ساتھ زمین خریدی۔رجسٹری اور مقدمہ وغیرہ کے صلح میں مبلغ سات ہزار پانچ سو روپے زید نے اپنے پاس

سے خرچ کیے، زید نے یہ تمام اخراجات تبرعاً کیا اب زید کسی ضرورت کے تحت اس زمین کو فروخت کرنا چاہتا ہے مطلقہ بیوی اپنے حصہ کی زمین فروخت کرنے سے انکار کرتی ہے۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کو شرعاً کتنی زمین فروخت کرنے کا حق ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی، (حاجی) محمد یوسف ٹال والے قصبہ ادری ضلع مئو

الجواب

زید کو جب اس بات کا اقرار ہے کہ اس نے زمین میں اپنی بیوی کو مساوی قرار دیا تو ظاہر یہی ہے کہ زید کی زوجہ نصف زمین کی مالک ہوگی اور زید صرف اپنے حصہ کی نصف زمین کو بیچ سکے گا، عورت کا انکار ہے تو اس کے حصہ کی زمین نہیں بیچ سکے گا۔ ہدایہ میں ہے: " فشركة الاملاك العين يرثها رجلان ويشتريانها فلا يجوز لاحد هما ان يتصرف في نصيب الآخر الا باذنه و كل واحد في نصيب صاحبه كالاجنبى "(كتاب الشركة: ١/٦٠٤) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۰/ ذوالقعدہ ۱۴۱۵ھ

(۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

امانت اللہ ابن نصیر الدین کی بیوی قمر النسا سے دو لڑکے عبدالحی اور محمد یحییٰ اور ایک لڑکی زاہدہ خاتون پیدا ہوئے۔ ان بچوں کے بچپن میں ہی امانت اللہ کا انتقال ہو گیا۔ امانت اللہ کی بیوہ قمر النسا اپنے بچوں کو لے کر امانت اللہ کے مکان میں ہی رہتی تھی۔ اس کے بعد قمر النسا نے اپنے بچوں کی پرورش کی غرض سے عبدالسلام سے نکاح کر لیا۔ عبدالسلام امانت اللہ کے گھر ہی بیوی بچوں کے ساتھ رہنے لگے اور قمر النسا کے بطن سے عبدالسلام کے بھی چند بچے پیدا ہوئے۔

امانت اللہ کے مکان کے پچھم جانب کچھ صحن تھا، اسی صحن سے متصل ایک تالاب بنجر کی بھی چوڑی زمین ہے۔ بنجر زمین پر عبدالسلام نے عبدالحی کے مالی تعاون سے اور اپنی کمائی سے مشترکہ طور پر مٹی وغیرہ پاٹ کر قبضہ کر لیا ہے۔ عبدالسلام اپنی بیوی قمر النسا سے چند سال پہلے ہی انتقال کر گیا۔ اور اس کے بعد قمر النسا کا انتقال ہوا۔ آج بھی امانت اللہ اور عبدالسلام کے وارثین کا اس مقبوضہ زمین پر قبضہ ہے تو اس زمین کا مالک کون ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

مستفتی: شبیر احمد کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو

الجواب

صورت مسئولہ میں آبادی کے اندر کی جو زمین عبدالسلام نے عبدالحی کے مالی تعاون سے پاٹی۔

اگر وہ زمین مفاد عامہ میں نہ ہو تو یہ زمین اسی کی ہوگی جس نے اسے پاٹ کر قابل استعمال بنایا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کے وارثوں میں ترکہ کے حساب سے تقسیم ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے: من احیا ارضا میتة فهي له۔ (طبری: ۱۷/۱۴)

سائل کے بیان میں مالی تعاون کا لفظ یہ ظاہر کرتا ہے کہ عبدالحیٔ نے عبدالسلام کو جو رقم دی وہ حسن سلوک اور احسان کی قسم سے ہے۔ اس لیے متبوضہ زمین میں عبدالحیٔ کا حصہ نہ ہوگا۔ اس کا مالک عبدالسلام اور اس کے بعد اس کے وارثوں کی ہوگی۔ بانی عبدالحی کی ماں قمرالنسا کو اپنے شوہر عبدالسلام کا ترکہ بھی ملے گا۔ اور عبدالحی قمرالنسا کا وارث ہے اس لیے جز حصہ زمین اس کو بھی وراثت میں ملے گا۔

ایک احتمال مالی تعاون میں قرض کا بھی ہے تو اگر عبدالحیٔ اور عبدالسلام میں پیسہ لیتے دیتے وقت قرض یا شرکت کی بات چیت ہوئی ہو، تو حسب قرارداد عبدالحیٔ کو صرف قرض کا معاوضہ یا اس کے حصہ کی زمین ملے گی۔ اور ان دونوں میں پیسہ دیتے وقت کوئی معاملہ طے نہ ہو تو اس کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ کہ میں نے رقم دیتے وقت قرض یا شرکت کس کی نیت کی تھی۔ اور اگر عبدالحیٔ کی بات ظاہر کے خلاف ہو تو عبدالحیٔ کو اپنے دعوی کے موافق گواہ بھی پیش کرنے ہوں گے۔

> فتاوی رضویہ جلد ششم ص ۳۲۴ میں ہے: ان مسائل میں اصل کلی یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال سے کسی کو کچھ دے اگر دیتے وقت تصریح کہدی ہو کہ یہ دینا فلاں وجہ پر ہے۔ مثلا ہبہ یا قرض یا ادائے دین۔ تو آپ ہی وہی وجہ متعین ہوگئی۔ اور اگر کچھ ظاہر نہ کیا ہو تو دینے والے کا قول معتبر ہے اور اس کا قول قسم کے ساتھ مانا جائے گا۔ اور جو اس کے خلاف کا مدعی ہو اسے گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا۔ مگر جب قرائن اور دلائل عرف سے دینے والے کا قول خلاف ظاہر ہو تو اس کا قول نہ مانیں گے خود اسی کو گواہ پیش کرنے ہوں گے۔

اور اگر وہ زمین بستی کے عام لوگوں کے مفاد میں ہو مثلا تالاب سے آس پاس کے لوگ کھیت سینچتے ہوں، تالاب خشک ہونے پر اس کی مٹی کام میں لاتے ہوں، یا وہ جگہ بستی کے گندے وغیرہ پانی کے نکاس کے لیے ہو، تو خود عبدالسلام کا قبضہ بھی اس پر ناجائز ہوگا۔ اور گورنمنٹ نے وہ زمین اس کے نام کردیا ہو جب بھی شرعا وہ اس کا مالک نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے: اعتبر عدم اتفاق اهل القرية وبه قالت الثلاث و عليها ظاهر الرواية و به يفتي۔ واللہ تعالی اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۹ رشعبان ۱۷ اھ

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے یہاں دو بھائی آپس میں الگ ہوگئے ہیں مکان وغیرہ کا بٹوارہ ہوگیا ہے۔ لیکن غلہ کا

مسئلہ پھنسا ہوا ہے مسئلہ یہ ہے کہ چھوٹا بھائی سرکاری نوکری کرتا ہے اور گھر کھیت بھی کچھ ہے جس کو پہلے دونوں بھائی مل جل کر کرتے تھے لیکن اگلے سال (۹۷ء) میں دونوں بھائیوں میں نا اتفاقی پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے چھوٹا بھائی اپنی بی بی اور بچوں کو لے کر نوکری پر چلا گیا اور گھر پر پیسہ دینا بند کردیا۔ اگلے سال جو گیہوں پیدا ہوا اس میں چھوٹا بھائی قریب ۲۲۰۰ روپے دیا تھا۔ لیکن اس سال جو دھان کی فصل ہوئی ہے اس میں لگ بھگ ۱۴۹۸ روپے خرچ آیا ہے روپائی کی مزدوری چھوڑ کر، کیوں کہ مزدوری گھر کے پرانے گیہوں میں سے دیا گیا ہے، اس میں چھوٹے بھائی نے ایک پیسہ بھی نہیں دیا ہے۔ ہاں بڑے بھائی کو صرف ایک مرتبہ ۳۰ روپے اور اپنے بڑے بھائی کے لڑکے کو ۹۷ء میں قریب ایک سو یا ڈیڑھ سو کا کاپی کتاب خریدا ہے اور اس سال جو گیہوں کی فصل کھڑی ہے اس میں لگ بھگ ۲۲۸۵ روپے کا خرچ آیا ہے۔ لیکن گیہوں کا بیج گھر کا ہی پرانے میں سے بویا گیا ہے اور اس کی لاگت ۲۲۸۵ روپے قریب ہے۔ ۲۰۷ روپے پرانے گیہوں کو بیچ کر لگا ہے۔

چھوٹا بھائی جب بھی دو چار دن کے لیے گھر آتا تھا تو گھر کا ہی کھاتا تھا یا کبھی معمولی سرسوں کا تیل یا ایک دو کلو چاول وغیرہ بھی لے جاتا تھا لیکن مئی ۹۷ء کے بعد مندرجہ بالا رقم کو چھوڑ کر ایک پیسہ بھی نہیں دیا ہے، اس لیے دھان اور گیہوں کی فصل جو کھڑی ہے اس میں سے ۴ر یعنی بٹائی کے طور پر دیں گے اور چھوٹا بھائی کہہ رہا ہے کہ ہم لوگوں کا بٹوارہ اب ہو رہا ہے اس لیے سب میں سے آدھا لیں گے اور میں تو اگلے سال جو گیہوں ہوا تھا اس میں سے آدھا اور اس سے کے دھان اور گیہوں میں ۴ر لوں گا۔ جب کہ اگلے سال کا غلہ قریب ختم ہو چکا ہے اور اس غلہ کو بڑے بھائی کے بیوی بچوں نے کھایا ہے اس لیے ان کے غلہ کا بٹوارہ کیسے کیا جائے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب بتانے کی زحمت گوارہ کریں، مہربانی ہوگی۔ نمبیا احمد پرو پردھان گاؤں چوکیا پوسٹ علتھوار و ضلع بلیا

الجواب

بہار شریعت حصہ دہم ص ۲۱ پر ہے: ہندوستان میں ایسا ہوتا ہے کہ باپ کے مرجانے کے بعد اس کے تمام بیٹے ترکہ پر قابض ہوتے ہیں اور یکجائی شرکت پر کام کرتے رہتے ہیں، لینا دینا تجارت زراعت کھانا پینا مدتوں ایک ساتھ رہتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑا لڑکا خود مختار ہوتا ہے اور وہ خود جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اس کے چھوٹے بھائی اس کی ماتحتی میں اس بڑے کی رائے اور مشورے سے کام کرتے ہیں مگر یہاں نہ لفظ مفاوضہ کی تصریح ہوتی ہے نہ اس کی ضرورت کا بیان ہوتا ہے اور مال بھی مختلف قسموں کے ہوتے ہیں اور علاوہ روپے اشرفی کے متاع اور اثاثہ اور دوسری چیزیں ترکہ میں ہوتی ہیں جن میں یہ سب

شریک ہیں۔لہذا یہ شرکت مفاوضہ نہیں یہ شرکت ملک ہے اور ایسی صورت میں جو کچھ تجارت وزراعت اور کاروبار کے ذریعہ اضافہ کریں گے اس میں یہ سب برابر کے شریک ہیں اگر چہ کسی نے زیادہ کام کیا کسی نے کم۔اور کوئی دانائی اور ہوشیاری سے کام کرتا ہے۔ایسی صورت میں غلہ جو بٹوارے سے قبل کی پیداوار ہے اس میں دونوں بھائیوں کا حصہ برابر ہونا چاہیے۔بٹوارے کے بعد البتہ دونوں فریق جو معاملہ طے کریں انہیں کے موافق کھیتوں کا انتظام کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

بکر اور حمید دونوں کے والدین جب بحیات تھے اس وقت بکر کے والد ہی گھر کے مالدار تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ساری ذمہ داری بکر کے رہی۔حمید کے والد صاحب کھیتی کے کاروبار دیکھتے تھے جو کچھ کھیتی کی آمدنی ہوتی تھی وہ بکر کے پاس رہتی تھی۔جیسے جیسے ضرورت پڑتی تھی حمید کے والد کو کہتے تھے۔ وہ پورا کرتے تھے حمید کے والد کے وفات کے بعد بکر ہی مکمل طور پر اس گھر کے مالک رہے۔کھیتی کا کام بھی بکر نے اپنے ذمہ لے لیا۔بکر اور حمید دونوں شہر میں تجارت کرتے تھے۔بکر نے کچھ جائداد اپنے اور اپنے اہل وعیال کے نام سے خریدا۔اور حمید نے بھی کچھ جائداد اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لیے خریدا اب حمید اور بکر کے وارثین کے درمیان بٹوارا کس طرح سے ہوگا۔اس کا شرعی طریقہ کیا ہے جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔ المستفتی ڈاکٹر محمد احمد اعظمی کریم الدین پور گھوسی اعظم گڑھ

الجواب

صورت مسئولہ میں بکر اور حمید پوری جائیداد میں برابر شریک ہوں گے۔ہاں جو جائیداد انہوں نے اپنے اپنے اہل وعیال کے نام سے خریدی ہے اگر اس کا دام مشترکہ جائیداد سے ادا کیا ہے تو تقسیم کے وقت اتنی رقم ان کے حصہ سے وضع کر لی جائے گی اور وہ جائیداد انہیں کی ہوگی جن کے لیے خریدی ہے۔

شامی میں ہے:"یقع کثیرا فی الفلاحین ونحوهم ان احدا یموت فتقوم اولادهٗ علی ترکته بلاقسمة ویعملون فیها من حرث وزراعةٍ وبیع وشراء واستدانة ونحو ذلك وتارة یکون کبیرهم هو الذی یتولی مهما تهم ویعملون عنده بأمره وکل ذلك علی وجه الاطلاق والتفویض .فاذا کان سعیهم واحدا ولم یتمیز ماحصله کل واحد بعمله یکون ماجمعوه مشترکا بینهم بالسویة .وما اشتراه أحد هم لنفسه یکون له ویضمن حصة شرکائه من ثمنه اذا دفعه من المال المشترك ۔(رد المحتار:مطلب فی شرکة المفاوضة۶/۳۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۹-۱۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید نے عمر کو ایک بھینس اس شرط کے ساتھ خریدی کہ بھینس پر جو نفع ہوگا وہ نفع نصف نصف زید وعمر آپس میں تقسیم کرلیں گے یعنی دودھ آدھا آدھا جو بچہ ہو اس کی قیمت آدمی آدمی بھینس کے بکنے پر نفع آدھا آدھا بھینس کے بیمار ہونے پر دوا آدمی آدمی بھینس پالنے پر جو پیسے پڑتے ہیں وہ آدھے آدھے اور بھینس مثلا بیالیس (۴۲۰۰) سو روپے کی خریدی گئی رقم سے کم پر بکی تو جتنی رقم خریدی گئی رقم سے کم ہے اس میں سے کچھ بھی رقم عمر سے لینے کا زید کو حق نہ ہوگا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید وعمر کا مذکورہ معاملہ از روئے شرع درست ہے یا نہیں۔

(۲) نس بندی کرانے والے شخص کی امامت از روئے شرع درست ہے یا نہیں نیز ایسے شخص کو درمیان صف کھڑا ہونا کیسا ہے؟ اور اگر مرد نے خود اپنی نسبندی نہ کرا کر اپنی زوجہ کی نسبندی کرائی ہے تو ایسے شخص کا حکم اور اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ نیز اذان واقامت کا بھی حکم بتایا جائے۔

(۳) کیا حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ میں کوئی کسی وقت اشرف علی تھانوی کے استاذ رہے ہیں جیسا کہ آجکل بعض دیوبندی وہابی کہہ دیتے ہیں نیز کیا کبھی ایسا ہوا کہ دونوں اشخاص نے ایک مدرسہ میں پڑھایا ہو؟۔

(۴) ظہر کی سنتیں پڑھے بغیر امام امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ یونہی فجر کی سنتیں پڑھے بغیر امام امامت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر امام سنتیں پڑھنے میں مصروف ہوگیا تو دوسرا شخص وقت ہوجانے پر امامت کرے یا مقرر امام کا انتظار کرکے جماعت کھڑی ہو؟۔ بینوا توجروا

المستفتی　نور محمد نوری　۱۷ر جمادی الاخری ۱۴۲۰ھ ۲۸ر ستمبر ۱۹۹۹ء

الجواب

(۱) بہار شریعت جلد چہاردہم ص ۱۲۷ پر ہے۔ گائے بھینس خرید کر دوسرے کو دیتے ہیں کہ اسے کھلائے پلائے جو کچھ دودھ ہوگا۔ وہ تو ان میں نصفا نصف ہوگا۔ یہ بھی اجارہ فاسدہ ہے خریدنے والا کل دودھ کا مالک ہے اور دوسرے کو اس کے کام کی اجرت مثل (مناسب مزدوری) ملے گی۔ اور جو کچھ اپنے پاس سے کھلایا ہے۔ اس کی قیمت ملے گی۔ اور گائے نے جو کچھ چرا ہے اس کا معاوضہ۔ اور دوسرے نے جتنا دودھ صرف کیا ہے اتنا دودھ مالک کو دے۔ یہی حکم بچے کا ہوگا کہ وہ بھی مالک کا ہوگا۔

(۲) نس بندی حرام ہے۔ اس کا کرانے والا۔ یا اپنی رضامندی سے بیوی کی نسبندی کرانے والا فاسق ہے۔ اور فاسق کی امامت مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے گناہ سے توبہ کرلے۔ اور نسبندی کی اصلاح ممکن

ہوتو وہ کرائے۔اور ممکن نہ ہوتو توبہ واستغفار اور آئندہ ایسے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ بھی کافی ہے۔ اس کے بعد اگر اس میں کوئی اور عیب منافی امامت نہ ہوتو اس کی امامت جائز ہے۔اور اسی سے اذان واقامت کا حکم بھی ظاہر ہے۔

(۳) یہ دونوں روایتیں جھوٹی اور خلاف واقع ہیں۔نہ تو اشرف علی کے کسی استاذ سے حضرت نے کچھ پڑھا ہے۔نہ ہی دونوں نے کسی ایک مدرسہ میں پڑھایا۔دیوبندی صاحبان اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کے لیےایسی خبریں اڑاتے رہتے ہیں۔انھیں روز قیامت پتہ چلے گا کہ "باکہ باختی عشق درشب دیجور"

(۴) اگر اتنا وقت باقی ہے کہ سنت پڑھ لینے کے بعد فرض ادا کرلے گا تو سنتوں کے پڑھنے کے بعد نماز پڑھائے۔فجر کی سنت کی تاکید بہت زیادہ ہے۔یہاں تک کہ قریب بہ وجوب ہے۔بلکہ بعض فقہاء اس کے وجوب کے قائل ہیں۔اگر سنت فجر پڑھے بغیر امامت کرے تو اس کا ترک لازم آئے گا۔کہ اب اس کی قضاء نہیں۔اور بلاشبہ سنت فجر کا بغیر عذر ترک کرنا اسائت ہے۔اور ظہر کی سنت اگر چہ بعد فرض پڑھ لے گا مگر بے عذر اس کو اس کی جگہ سے ہٹانا بھی برا ہے کہ سنت قبلیہ میں اصل سنت یہی ہے کہ وہ فرض سے قبل پڑھی جائے۔جماعت شروع ہونے کے بعد مقتدی کا جماعت میں مشغول ہونا اور سنت کا موخر کرنا عذر شرعی کی وجہ سے ہے۔مگر بلاوجہ امام کا موخر کرنا سنت کے خلاف ہے تو اگر وقت میں گنجائش ہو تو امام کا انتظار کیا جائے۔اور اس کو مقررہ وقت پر پڑھنے کی تاکید کی جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۴ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

(۱۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

حاجی محمد یوسف کے کل چھ لڑکے ہیں جن میں دو لڑکوں کو انہوں نے کچھ حصہ دیئے بغیر الگ کردیا باقی چار لڑکے ان کے ساتھ ہیں انہوں نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ ہم لوگ جو کچھ مل کر کمائیں گے وہ سب ہم لوگوں کا ہوگا۔اب غور طلب امر یہ ہے کہ چار لڑکوں میں سے ایک لڑکا غلام رسول کے نام کچھ زمین حاجی یوسف نے خریدا آرا مشین کا لائسنس بنوایا۔اب وہ اپنی زندگی میں چاروں لڑکوں کو حصہ دے کر الگ کرنا چاہتے ہیں اب غلام رسول کا کہنا ہے کہ مشین اور زمین جو میرے نام ہے وہ میری ملک ہے۔میں کھاتا آپ کا تھا مگر الگ سے میں نے اس کو کما کر حاصل کیا ہے۔ایسی صورت میں حاجی محمد یوسف صاحب کس طرح اپنی جائیداد کو چار بچوں کو دیں۔کیا غلام رسول کے نام ہونے سے وہ مالک ہوئے یا نہیں۔بینوا توجروا

المستفتی حاجی محمد یوسف قادری مئو

تنقیحات مفتی: (۱) غلام رسول کے نام زمین خریدنے کے وقت غلام رسول بالغ تھا یا نابالغ۔اور

بالغ ہونے کی صورت میں غلام رسول کے نام زمین لکھا کر زمین پر اس کا قبضہ دلایا تھا یا نہیں؟۔

(۲) غلام رسول کا کہنا ہے کہ میں کھاتا آپ کا تھا مگر الگ سے میں نے اس کو کما کر حاصل کیا ہے اس جملہ کا کیا مطلب ہے کیا باپ سے علیحدہ اس کا کوئی کاروبار تھا۔ یا اسی کام کو جو باپ کے ساتھ مل کر کرتا تھا اسی کو الگ سے کمانا کہتا ہے۔

(۳) سوال کی عبارت ہے کہ حاجی محمد یوسف نے زمین غلام رسول کے نام خریدی اور آرے مشین کا لائسنس اس کے نام کرایا اور غلام رسول اس کو الگ سے کمانا کہتا ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔ زمین اور آرا مشین کا لائیسنس غلام رسول نے کرایا۔

(۴) حاجی محمد یوسف اس کو اپنی طرف منسوب کر رہا ہے کہ غلام رسول اس وقت ان کی عیال میں تھا۔ یا معاملہ الٹا ہے اور غلام رسول اس کو اپنا کارنامہ اس لیے کہہ رہا ہے کہ حاجی محمد یوسف کے ساتھ تھا اور پہلی صورت میں اس کام پر جو رقم صرف کی مشترکہ سرمایہ سے یا اپنے کسی الگ کاروبار سے قرض لے کر۔

(۵) جس وقت حاجی یوسف اور چاروں لڑکوں نے کام کرنا شروع کیا تو سرمایہ حاجی یوسف کا تھا یا بطور مزدوری مشترک طور پر کام کرتے تھے یہ سب تفاصیل لکھی جائیں تب جواب دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

توضیحات سائل:

(۱) غلام رسول زمین کی خریداری کے وقت نابالغ تھا۔ زمین حاجی محمد یوسف کے قبضہ میں تھی۔

(۲) باپ سے علحدہ اس کا کوئی کاروبار نہیں تھا باپ کے ساتھ جو مل کر کرتا تھا اسی کو الگ سے کمانا کہتا ہے۔

(۳) زمین کی خریداری اور لائسنس حاجی یوسف کی رقم سے کی گئی ہے۔ چونکہ غلام رسول کچھ پڑھا لکھا تھا اس لیے اس کے نام لائسنس اور زمین کی گئی تاکہ دستخط اور آنے جانے میں کچھ آسانی ہو غلام رسول کا الگ سے کوئی کاروبار نہ تھا، اس لیے رقم کا سوال ہی نہیں ہے۔

(۴) جس وقت کاروبار مل کر شروع ہوا رقم سب حاجی محمد یوسف کی تھی۔ المستفتی محمد یوسف

الجواب

سوال اور اس پر تنقیح کے جواب سے ظاہر ہے کہ رقم حاجی محمد یوسف صاحب کی ہے اور جن چاروں لڑکوں کو انہوں نے ساتھ رکھ کر کاروبار میں شریک رکھا وہ چاروں لڑکے محمد یوسف کی ہی کفالت میں تھے اور انہیں کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے ایسی صورت میں وہ سب لڑکے حاجی محمد یوسف صاحب کے معاون مانے جائیں گے اور جو کچھ کمائیں گے سب حاجی محمد یوسف کا ہوگا۔ لڑکوں کا کچھ نہیں ہوگا۔

عالم گیری میں ہے: "اب وابن یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما مال فالکسب کله للاب اذا کان الابن فی عیال الاب لکونه معیناله"

لڑکے اور باپ ایک ہی کاروبار میں باپ کے ساتھ مل کر کاروبار کرتے۔ اور مال جو کاروبار میں لگا ہے ان میں سے کسی ایک کا نہ ہو اور لڑکے باپ کی ہی پرورش میں ہوں تو کل کمائی باپ کی ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں لڑکے باپ کے مددگار سمجھے جائیں گے باپ کے شریک اور پاٹنر نہ ہوں گے۔

لیکن تنقیح کے جواب میں الحاج محمد یوسف صاحب یہ اقرار کرتے ہیں کہ زمین اور آرامشین کی رجسٹری جب غلام رسول کے نام کی گئی تو وہ نابالغ تھا۔ پس صورت مسئولہ میں ہر چند کہ کل مال اور پوری کمائی حاجی محمد یوسف صاحب کی تھی غلام رسول اس رجسٹری شدہ چیزوں کا مالک ہو گیا۔

فتاوی رضویہ جلد ۸ ص ۹۴ میں ہے: پھر بیٹوں کے نام سے بیع نامہ لکھوانا ان کے نام سے ہبہ ہوا۔ اور باپ جو اپنے نابالغ بچہ کے نام ہبہ کردے وہ ہبہ کرتے ہی تام ولازم ہو جاتا ہے۔ نہ قبول نابالغ کی حاجت نہ اس کے نام بلاتقسیم ہبہ ہونا مضر کہ قبضہ دلانا ضروری خود واہب کا قبضہ کافی وکافی ہے۔

لہذا وہ چیزیں نہ بطور کسب بلکہ بطور ہبہ غلام رسول کی ہو گئیں۔

ہاں ایسا ممکن ہے کہ مذہب اسلام میں باپ زندگی میں اپنی اولاد کو ہبہ کرے تو سب کو برابر دے کسی کو کم اور کسی کو زیادہ یا نہ دینے کو حضور ﷺ نے ظلم قرار دیا ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "انی لا اشهد علی الجور" (السنن الکبری: ۶/۱۷۷)

تو حاجی صاحب جب غلام رسول کو دے چکے تو اب اس کو اور کچھ نہ دیں اور بقیہ اولاد کو اپنی جائداد ومال اس حساب سے تقسیم کریں کہ غلام رسول کے حصہ کے برابر ہو جائے۔

فتاوی رضویہ میں ہے: من نثار احمد مکان ومسکن را بدو بچگان خورد سال ہبہ می کنم یک دختر کہ منکوحہ کردہ ام نام او ہم شامل کردن لازم است یا نہ۔ جواب: ہر چہ بہ یکے ازیں اطفال رسد اگر قیمتش را باں چہ بجیز اخت کلاں دادہ شدہ زیادت واضح ندارد نام او شامل کردن ضرور نیست۔

میں نثار احمد اپنی دو بچیوں کو اپنا مکان دے رہا ہوں تو لڑکی کا حصہ بھی اس میں لگانا ضروری ہے یا نہیں؟ لڑکی شادی شدہ ہے۔ اس مکان میں جتنا ایک لڑکے کا حصہ پڑتا ہے اگر اس کی قیمت کے برابر جہیز دے چکا ہو تو اب اس کا حصہ لگانے کی ضرورت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو　　۲۴ر جمادی الاولی ۱۴۲۱ھ

مضاربت کا بیان

(۱)[1] **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
ایک ادارہ کا روپیہ سرکاری سستے غلے کی دوکان کرنے کے لیے دیا گیا ہے اور طے کیا گیا کہ ہم فیصد ایک روپیہ لیں گے جتنے سو روپیوں کا غلہ ہوگا اتنا ہی روپیہ نفع میں جو خرچ ہوگا کاٹ کر نفع لیں گے۔ اور گھاٹے سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہوگا اس طور پر روپیہ کا دینا لینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

سوال میں جس معاملہ کا ذکر ہے شریعت میں اسکو مضاربت کہا جاتا ہے اور جس نوعیت سے معاملات طے کئے گئے ہیں اس سے مضاربت فاسد ہوگئی۔ اور اس صورت میں شرعی حکم یہ ہے کہ کام کرنے والوں کو ان کی مزدوری ملے گی اور نفع یا نقصان سب اس ادارے کا ہوگا، جس کی طرف سے روپیہ دیا گیا ہے۔ درمختار میں ہے: "و كون الربح بينهما شائعا فلو عين قدرا فسدت"

[شامی: کتاب المضاربة ۸/۳۷۶]

صحت مضاربت کی شرط یہ ہے کہ منافع متعاقدین کے درمیان جزو شائع ہو، یعنی آدھا تہائی آٹھواں حصہ چوتھائی وغیرہ۔ اگر متعین کر دیا کہ دس یا پانچ روپے یا سو روپے مثلاً تو مضاربت فاسد ہوگئی:

" والاجارة فاسدة ان فسدت فلا ربح للمضارب حينئذ بل له اجر مثل عمله مطلقا ربح اولا بلا زيادة على المشروط " [درمختار ۸/۳۷۴] اگر مضاربت فاسد ہو جائے تو اجارہ فاسد ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں مضارب کو نفع نہیں ملے گا۔ کام کرنے کی مزدوری ملے گی چاہیں کاروبار میں منافع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۷۸ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
زید بکر دونوں مسلمان ہیں اور دینی لحاظ سے ان دونوں کا رشتہ بھی بظاہر قریبی کا ہے، عرصہ کچھ قبل زید نے جو سلائی کی دوکان چلاتا ہے بکر جو کہ جوتے چپل کی تجارت کرتا ہے، زید نے بکر کو مبلغ دس ہزار روپیہ دیے اور کہا کہ آپ اس رقم سے جوتے چپل کی تھوک خریداری شہر گورکھپور سے کریں اور میرے حصہ کے مال کو آپ خود ہی شرح ساڑھے چار فیصد منافع کے خرید کر لیا کریں اور مجھے (زید کو) ہر ماہ مبلغ ۴۵۰/

روپیہ ادا کرتے رہیں۔

زید نے بکر سے یہ بھی کہا کہ آپ ہر ماہ خریداری ایک بار کریں یا دس بار مگر مجھکو منافع صرف ایک بار کا ہی دیا کریں مال کے لانے لے جانے میں کسی قسم کی کاوش اور محنت سے سروکار زید کا نہیں اور نہ کسی خسارہ میں ہی وہ حصہ داری لینے کو آمادہ ہے بل کہ اس کا یہ کہنا ہے کہ کفش کی تھوک تجارت بہت پختہ ہوتی ہے جس میں خسارہ کا کوئی امکان نہیں، اس لیے مجھے ماہ بماہ منافع ہی چاہیے،

واضح ہو کہ اس معاملہ کے عیاں ہو جانے پر چند ایک حضرات کو اعتراض ہوا جس میں خالد نام کے ایک نوجوان کا کہنا ہے کہ چونکہ محنت حساب و کتاب اور تجارت کی کاوش میں کوئی حصہ داری زید کی نہیں ہے، اس لیے یہ معاملہ سود کا ہے اور کم از کم ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ ایسا معاملہ شرعاً درست نہیں، خالد کا یہ بھی کہنا ہے کہ صرف منافع میں حصہ داری اور خسارہ میں شرکت کا نہ ہونا سود پر مبنی کاروبار کا معاملہ ہے، خالد کا یہ بھی کہنا ہے کہ ماہ بماہ ایک طے شدہ رقم کا لیتے رہنا سود کے زمرہ میں شامل ہونے کا اندیشہ ہے، خالد کا یہ بھی کہنا ہے کہ منافع کی رقم (طے شدہ) لیتے رہنا اور زر اصل یعنی مبلغ دس ہزار کا کلی طور پر محفوظ رہ جانا سود کے شک کو پیدا کرتا ہے

براہ کرم مندرجہ بالا معاملہ مابین زید و بکر کو مدنظر رکھتے ہوئے اور خالد کے شکوک کی روشنی میں حکم شرعی سے مطلع فرما کر رہنمائی فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں، کیوں کہ اس معاملہ کو لے کر مسلمانوں میں طرح طرح کی بدگمانیاں ہیں اور کفر و الحاد کے اس ماحول میں ملت میں انتشار کا خدشہ بھی ہے فقط۔

المستفتی، محمد ظہیر، سعید احمد، اجمل حسین، کریم اللہ،

الجواب

مال ایک شخص کا ہو اور محنت دوسرے کی شریعت میں اس کو مضاربت کہا جاتا ہے، اس عقد میں یہ شرط لگانا کہ ہر ماہ ایک متعینہ رقم لوں گا حرام ہے۔

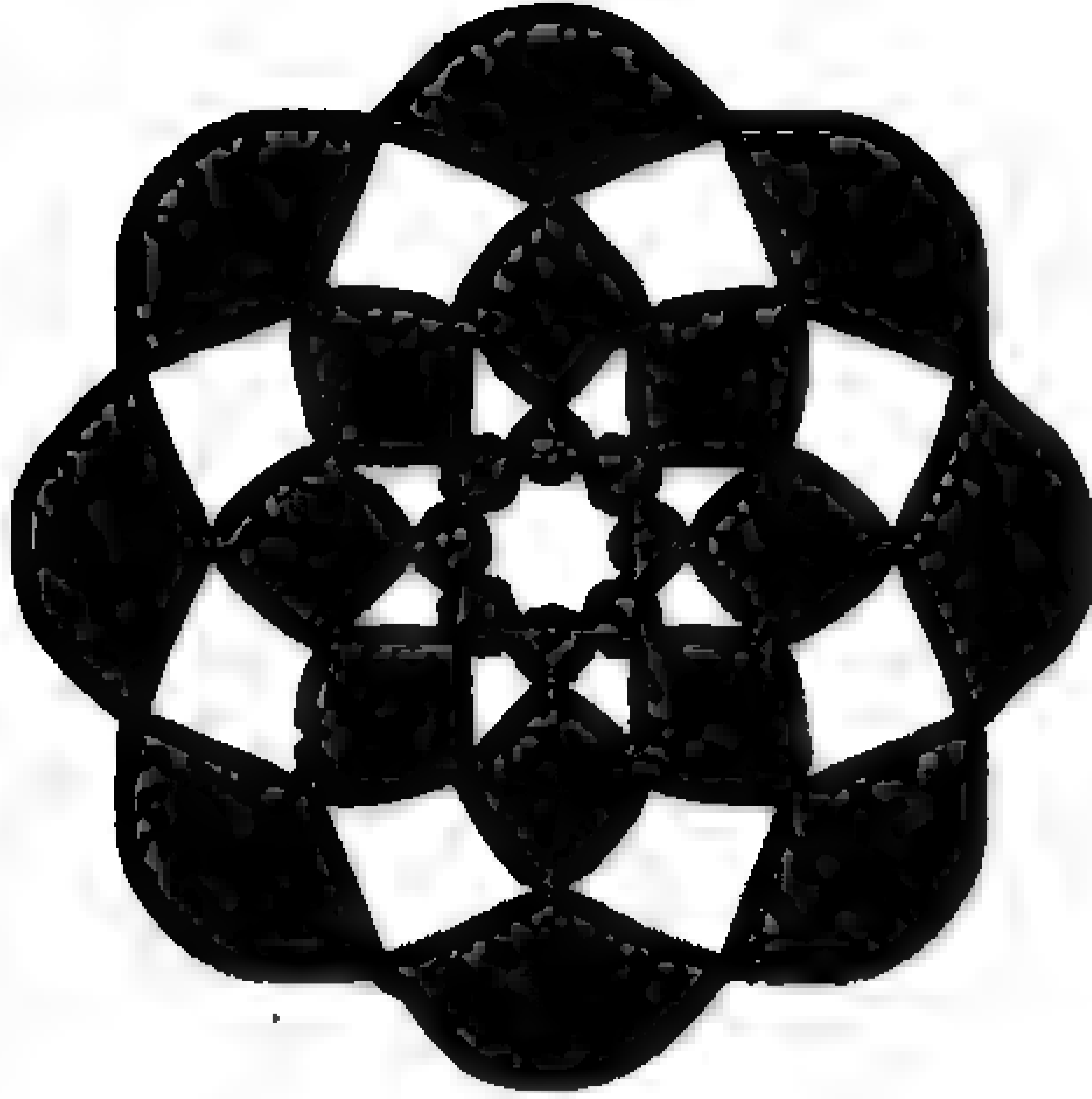
ردالمحتار میں ہے "کون الربح بینهما شائعا فلو عین مقداراً فسدت" (کتاب المضاربة:۸/۳۷۶) مضاربت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ منافع طرفین کے درمیان جزو مشترکہ جیسے آدھا، تہائی، چوتھائی وغیرہ،

اگر کسی نے منافع کی متعین مقدار اپنے لیے مقرر کر لی تو مضاربت فاسد ہے جیسے سوال میں ذکر ہے کہ ساڑھے پانچ سو روپیہ معین ہے اسی طریقہ سے گھاٹے کو کام کرنے والے کے سر ڈالنا بھی ناجائز و حرام ہے، اعلیٰ حضرت مولینا احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ حصہ ہشتم صفحہ ۱۷ پر تحریر فرماتے ہیں

:مضارب کے ذمہ نقصان کی شرط باطل ہے۔ ھدایہ میں ہے " ویبطل الشرط کاشتراط الوضیعة علی المضارب "(کتاب المضاربة:۲/۲٤۲)

اور خالد کا اس کو سود قرار دینا صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی　　۱۵ جمادی الاولیٰ/ ۱۶ھ



کتاب السیر



غیر مسلموں سے میل جول اور مرتدین کے احکام

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

سوال نمبر ا۔ مسلمانوں کے لیے اسلام نے طلاق، نکاح، نان ونفقہ کے جو قوانین مرتب کئے ہیں۔ اور ہماری حکومت ہندوستان نے جسے مسلم پرسنل لا کے نام سے ہندوستان کی عدالت میں تسلیم کرلیا ہے۔ اس میں کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف بھی ہے یا نہیں؟ واضح فرمائیں۔ موجودہ پرسنل لا سے متعلق ہماری حکومت نے جو بل پیش کیا ہے۔ جس پر کم وبیش پورے ملک کے مسلمانوں نے اپنی تائید کا اظہار بھی کردیا ہے۔ اس موجودہ بل میں کوئی قانون اسلام کے آئین کے خلاف تو نہیں؟ اگر ہے تو اس کی وضاحت فرمائی جائے۔

الجواب

مسلمانوں کے خاندانی قانون سے متعلق اسلامی احکام پر عمل درآمد برٹش دور حکومت سے ہی جاری ہے اور اس وقت اس اسلامی قانون کے مرتبین ایسے مسلم قانون داں تھے جن کا تعلق طبقۂ علماء کے بجائے انگریزی داں طبقہ سے تھا۔ اس لیے بعض مسائل اس وقت رائج محمڈن لاء میں بھی اسلامی قوانین کے مخالف تھے۔ پھر اس میں مختلف جا وبے جا ترمیمیں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ اب یہ جدید، مسلم پرسنل لا یا مسلمان عورت کے حقوق کے نام سے مختلف مکتبۂ فکر کے دانشوروں کی رائے سے پارلیمنٹ میں ایک بل منظور ہوا اس میں بھی کچھ جزوی ترمیم طبقۂ اہل سنت وجماعت کے علماء نے پیش کی تھی جس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

ترمیم۔ (۱) اسلامی شریعت میں کچھ مطلقہ عورتیں ایسی ہیں جن کے لیے نہ عدت ہے اور نہ عدت کا نفقہ۔ لیکن بل میں بلا تفریق ہر مطلقہ عورت کو عدت کا نفقہ دلوایا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ اس لیے مطلقہ عورتوں کے سلسلے میں بل کے اندران تفصیلات کا اضافہ ضروری ہے۔

(الف) نکاح کے وقت جس مطلقہ عورت کا نہ مہر مقرر ہوا نہ خلوت صحیحہ ہوئی اس کے لیے نہ عدت ہے نہ عدت کا نفقہ۔ بلکہ اس کے لیے بطریق وجوب اتنی مالیت کا جوڑا ہے یا اتنی رقم ہے جو نصف مہر مثل سے زائد نہ ہو۔ شریعت میں جس کو متعہ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: مہر مثل سے مراد وہ مہر ہے جو اس مطلقہ عورت کی بہنوں یا پھوپھیوں کا ہو۔

(ب) نکاح کے وقت مہر مقرر نہ ہوا بعد میں بتراضی طرفین مہر طے پا گیا لیکن خلوت صحیحہ سے پہلے عورت مطلقہ ہوگئی تو اس کے لیے بھی نہ عدت ہے نہ عدت کا نفقہ بلکہ اسے بھی بطریق وجوب متعہ دیا جائے گا۔

(ج) مہر مقرر نہ ہوا۔ لیکن خلوت صحیحہ ہوگئی تو اس کے لیے عدت بھی ہے اور عدت کا نفقہ بھی ہے۔ لیکن اس کو متعہ دینا واجب نہیں بلکہ اختیاری ہے۔

(د) مہر مقرر ہوا اور خلوت صحیحہ بھی ہوگئی تو اس کے لیے بھی عدت اور عدت کا نفقہ ہے اس کو بھی متعہ اختیاری ہے۔

ترمیم۔ (۲) بل کے اندر مہر کے سلسلہ میں کوئی تفصیل نہیں کی گئی ہے بلکہ مطلقہ کو پورا مہر ادا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے جب کہ شرعا اس مسئلہ میں مندرجہ ذیل تفصیل کا اندراج ضروری ہے۔

(الف) اگر نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا تو طلاق کے وقت مہر مثل دینا ہوگا جب کہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو اور خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو تو مہر کے نام پر کچھ نہیں۔ بلکہ متعہ دینا واجب ہے۔

(ب) اگر نکاح کے وقت مہر مقرر ہو گیا لیکن خلوت صحیحہ نہ ہوئی تو طے شدہ مہر کا نصف دینا ہوگا اور اگر خلوت صحیحہ ہوگئی ہو تو پورا مہر دینا ہوگا۔

ترمیم۔ (۳) بچے کی پرورش کے سلسلہ میں دو چیزیں الگ الگ ہیں ایک رضاعت (دودھ پلانا) جس کی مدت بچے کی پیدائش کے وقت سے دو سال تک ہے۔ دوسری حضانت (پرورش کرنا) جس کی مدت لڑکے کے لیے سات سال اور لڑکی کے لیے نو سال ہے لیکن بل کے اندر صرف رضاعت کا ذکر ہے حضانت کا کوئی تذکرہ نہیں جب کہ شرعا پرورش کا حق بھی ماں کا ہے اس لیے بل کے اندر حسب ذیل تفصیلات کا ذکر نہایت ضروری ہے۔

(الف) مطلقہ عورت کو ۲ سال تک دودھ پلانے کا معاوضہ الگ پالنے کا معاوضہ الگ اور بچے کا نفقہ الگ دینا ہوگا۔ لیکن ان معاوضوں کا استحقاق عدت گزر جانے کے بعد ہوگا۔

(ب) رضاعت کی مدت نکال دینے کے بعد بیٹے کی پرورش کے لیے پانچ سال اور بیٹی کی پرورش کے لیے سات سال تک مطلقہ عورت کو پالنے کا معاوضہ اور بچہ کا نفقہ الگ الگ دیا جائے۔

(ج) مطلقہ خواتین کے حالات اور ماحول کو سامنے رکھ کر معاوضہ مقرر کرنے کا اختیار مجسٹریٹ کو ہوگا۔

۲۔ ماں کو بچے کی پرورش کا استحقاق مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ ہوگا۔

(الف) قولاً، عملاً، یا اعتقاداً اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو، جس کے سبب وہ اسلام سے نکل جائے

(ب) اس نے کسی ایسے مرد سے شادی نہ کی ہو جو خونی رشتے سے بچے یا بچی کا محرم نہ ہو۔

(ج) وہ بد چلن نہ ہو۔

(د) وہ اتنی لا پرواہ نہ ہو کہ جس سے بچے کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔

(ہ) مذکورہ بالا شرائط مفقود ہونے کی صورت میں پرورش کا حق نانی کو ہوگا اور اس کے بعد دادی کو ہوگا اس کے بعد بہنوں کو ہوگا اس کے بعد خالہ کو ہوگا۔ اور ان سب کے لیے بھی وہی شرائط ہوں گے جو ماں کے لیے مذکور ہوئے۔

(و) حضانت و رضاعت کی اجرت اور بچے کے نفقہ کے جملہ اخراجات اولاً بچے کے مال سے پورے کئے جائیں گے۔ بچے کی ملکیت میں مال نہ ہو تو اس کے باپ پر یہ بوجھ ڈالا جائے۔ اور اگر وہ بھی اس قابل نہ ہو تو اس کا بوجھ اسی ترتیب سے بچے کے رشتہ داروں پر ڈالا جائے جس ترتیب سے مطلقہ عورت کا نفقہ اس کے رشتہ داروں پر واجب ہوتا ہے۔

ترمیم۔ (۴) بل میں مطلقہ عورت کے رشتہ داروں پر صرف وارث ہونے کی حیثیت سے اس کے نفقہ کا بار ڈالا گیا ہے جب کہ شرعاً نفقہ کے وجوب کی بنیاد صرف وراثت پر نہیں۔ بلکہ اس کے اور بھی اسباب ہیں۔ اس لیے بل میں تقسیم نفقہ کی یہ تفصیل شامل کی جائے۔ تا کہ شرعاً جو لوگ ذمہ دار نہیں ان پر بلا وجہ بوجھ نہ پڑے اور جو لوگ ذمہ دار ہیں وہ چھوٹنے نہ پائیں۔

(الف) نفقہ اولاً اولاد پر ہے۔ وہ نہ ہوں تو باپ پر، باپ نہ ہوں تو پوتے پوتیوں۔ نواسے نواسیوں میں سے جو بھی ہوں ان پر لیکن ان کے درمیان نفقہ بقدر حصہ وراثت نہیں۔ بلکہ برابر برابر تقسیم ہوگا۔

(ب) اگر نواسوں اور نواسیوں کے ساتھ دادا پوتا اور ماں بھی ہوں۔ تو اب ان کے درمیان نفقہ کا بار برابر نہیں بلکہ بقدر حصۂ وراثت تقسیم ہوگا۔

(ج) اگر مذکورہ بالا رشتہ داروں میں سے کوئی نہ ہو۔ تو بھائی بہن چچا بھتیجا اور ماموں بھانجا وغیرہ میں سے جو بھی وارث ہو۔ ان کے درمیان بقدر حصہ وراثت نفقہ کا بار تقسیم کیا جائے۔

نوٹ:۔ کوئی نہ ہو دونوں حالتوں کو شامل ہے زندہ ہی نہ ہو یا ہو مگر نفقہ دینے کے قابل نہ ہو۔

ترمیم۔ (۵) بل میں اوقاف کی آمدنی سے مطلقہ عورتوں کی کفالت کا حکم دیا گیا ہے لیکن کوئی تفصیل نہیں کی گئی ہے کہ کس نوع کے وقف کی آمدنی سے ان کی کفالت کی جائے گی اس لیے بل میں مندرجہ تفصیلات کا اضافہ ضروری ہے۔ تا کہ اپنے حقوق کے ساتھ اوقاف کا تحفظ ہو جائے۔

(الف) مطلقہ عورت کی صرف انہیں اوقاف کی آمدنی سے کفالت کی جائے جو رفاہ عام یا کار خیر کے لیے وقف کیے گئے ہوں۔

(ب) مساجد، مدارس اور مقابر کے لیے اوقاف سے مطلقہ عورت کی کفالت ہرگز جائز نہیں۔

(ج) مطلقہ کی کفالت کے لیے اوقاف کی جائداد بیچنا اور رہن رکھنا بھی شرعاً ممنوع ہے۔ اس ترمیم کے تفصیلی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون میں بھی بعض باتیں فقہ اسلامی کے صریح خلاف ہیں۔

(۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

سوال نمبر۲۔ ہمارے گوا علاقے میں چار سو پچاس سال سے پرتگالیوں نے اپنی حکومت کے آئین میں، یہاں کے رہنے والوں کے لیے یکساں سول کوڈ نافذ کردیا تھا جو آج تک رائج ہے لیکن بیدار مغز مسلمانوں نے اسلامی قانون کو ترجیح دیتے ہوئے یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ ہمیں ہمارا اسلامی ضابطہ ملنا چاہیے۔ اور ہم کو پرتگالی قانون نہیں چاہیے، بعض نام نہاد مسلمانوں کا کہنا ہے کہ پرتگالی قانون ہی بہتر ہے۔ تو ایسے لوگوں کو جو اسلامی قانون کے مقابلہ میں پرتگالی قانون کو ترجیح دے رہے ہیں شریعت ان پر کیا حکم لگاتی ہے اور ان کو کس نام سے موسوم کرتی ہے؟

الجواب

بلاشبہ اسلام کا مطالبہ اپنے تمام ماننے والوں سے یہی ہے کہ اسلام کے تمام احکام پر پورا پورا عمل کریں۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ [البقرة:۲۰۸] اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن سلام اور انہیں جیسے لوگ۔ جو یہودی تھے جب اسلام لائے تو اپنی سابقہ عادت کے موافق انہیں طبعاً اونٹ کے گوشت سے نفرت تھی۔ اسلام میں ہر چند کہ اونٹ کا گوشت حلال ہے مگر اس قسم کی کوئی پابندی نہیں کہ ہر شخص ضرور اونٹ کا گوشت کھائے۔ اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے حسب عادت اونٹ کا گوشت کھانے سے گریز کیا اور گویا اپنے طور پر اونٹ کے گوشت کے معاملہ میں یہودیت اور اسلام میں ایک سمجھوتے کی صورت نکال لی، ایسے لوگوں کے لیے حکم ہوا کہ اے اللہ کے بندو دین میں یہ ہچکچاہٹ کیا مسلمان ہو تو ہر حکم کو کھلے دل سے مانو اور انشراح صدر کے ساتھ اس پر عمل کرو۔ عمل میں یہ دورخی اسلام کو پسند نہیں۔

اس آیت مبارکہ سے یہ چیز کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اسلام کا مقصد بلاشبہ اسلامی احکام پر بھرپور عمل درآمد ہے۔ یہودیوں کی اس دورخی عادت پر۔ قرآن عظیم نے انھیں للکارا:

﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ﴾[البقرة:۸۵]
کیا تم کتاب کے بعض احکام پر عمل کرتے ہو(مانتے ہو)اور بعض کو چھوڑ دیتے ہو۔

حدیث شریف میں ایک دل چسپ روایت سے بھی یہودیوں کے اس طرز عمل پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ توریت، اور قرآن دونوں ہی آسمانی کتابوں میں ایسے مرد وعورت کی سزا جوشادی شدہ ہوکرزنا میں مبتلا ہوں۔سنگساری ہے۔عہد رسالت میں ایک ایسے ہی جوڑے کو چند یہودی حضورﷺ کی خدمت میں پکڑ کر لائے۔کہ آپ انہیں سزا دیدیں۔مقصد ان کا یہ تھا کہ ہمارے یہاں تو سزا سخت ہے اگر پیغمبر اسلام کے ذریعہ ہی اس میں کچھ تخفیف کی کوئی صورت نکل آئے تو بہانہ بازی کے لیے تھوڑی سی گنجائش رہے گی۔حضورﷺ نے ان سے پوچھا تمہارے یہاں اس جرم کی کیا سزا ہے ان لوگوں نے بات بنائی ہماری شریعت میں دونوں کا منھ کالا کرکے گدھے پر سوار کرکے رسوا کردینا ہے۔حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا ذکر اوپر گزرا ایک زبردست یہودی عالم اور حلقہ بگوش اسلام تھے۔وہاں موجود تھے۔عرض کی یارسول اللہ! یہ غلط کہتے ہیں ان سے تورات منگوائی جائے، جب تورات آگئی اور وہ مقام نکالا گیا۔جہاں اس جرم کی سزا بیان کی گئی تھی۔تو ایک یہودی نے پڑھنا شروع کیا ہاتھ کتاب کے صفحہ پر رکھکر ایک ایک سطر پڑھتا جاتا اور ہاتھ نیچے کھسکاتا جاتا اور ایک مقررہ حد تک پہونچ کر ہاتھ اوپر کھسکا لیتا اور ہاتھ کے نیچے کی عبارت پڑھنے لگتا اور کہتا دیکھئے اس میں تو رجم کا حکم نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام اس کی یہ چالاکی بھانپ گئے اور عرض کی یارسول اللہ! آپ اس سے کہئے کہ ہاتھ اٹھائے جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو معلوم ہوا اس کے نیچے وہی آیتیں چھپا رکھیں تھیں جن میں رجم کا حکم تھا اور اس طرح یہودیوں کی اس حرکت قبیح کا اعلان ہوا کہ یہ توریت پر عمل درآمد میں کس طرح ہیرا پھیری کرتے ہیں۔

اسلام کے احکام واعمال کے ساتھ معمولی سی تہاون اور سستی کے بارے میں تہدید ووعید کا ایک شمہ بیان تھا رہ گیا پورے اسلامی احکام سے روگردانی اور اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے غیر اسلامی قانون کی برتری کا سوال تو یہ تو دور کی بات ہے اگر کبھی کسی مسلمان کے کسی فعل سے غیر اسلامی ہدایت کی طرف ادنی رغبت کا تصور بھی ظاہر ہوا تو پیغمبر خداﷺ ایسے موقع پر سخت غضبناک ہوگئے اور سخت تنبیہ فرمائی۔حدیث شریف میں ہے:عن جابر بن عبد الله ان عمربن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه اتی رسول اللهﷺ بنسخة من التوراة فقال یارسول الله هذه نسخة من التوراة فسکت فجعل یقرأ ووجه رسول اللهﷺ یتغیر فقال ابوبکر ثکلتك الثواکل ماتری مابوجه رسول

اللہ ﷺ فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ ﷺ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمدنبیا فقال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لوبدا لکم موسی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسیٰ حیا وادرك نبوتی لاتبعنی ۔ (دارمی بحوالہ مشکوۃ ج۵ص۳۲)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی خدمت میں توریت کا ایک نسخہ لائے حضور کو دکھایا آپ چپ رہے۔ تو حضرت عمر اس کو پڑھ کر حضور ﷺ کو سنانے لگے اور حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدلنے لگا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا تجھے رونے والیاں روئیں پڑھنے کی دھن میں حضور کا چہرۂ اقدس نہیں دیکھتے، عمر نے سر اٹھایا تو کانپ گئے، عرض کی میں اللہ اور رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، میں خدا کو رب مان کر اسلام کو دین تسلیم کر کے اور محمد ﷺ کو نبی اعتقاد کر کے راضی ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تمہارے لیے موسیٰ ظاہر ہوتے اور تم ان کی پیروی کرتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو سیدھے راستے سے بھٹک جاتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو میری پیروی کرتے۔

ترجمان امت حبر الاسلام حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک موقع پر اہل اسلام کو بڑی سخت تنبیہ فرمائی۔

بخاری شریف میں ہے: عن عبداللہ بن عباس قال یامعشر المسلمین کیف تسئلون اهل الکتاب وکتابکم الذی انزل علی نبیه احدث الاخبار لم یشب وقد حدثکم اللہ ان اهل الکتاب بدلوا ما کتب اللہ وغیروا بایدیهم الکتاب فقالوا هو من عنداللہ لیشتروا به ثمنا قلیلا ۔ افلا ینهاکم ماجاء کم من العلم عن مسئالتهم ولا واللہ مارأینا منهم رجلا قط یسالکم عن الذی انزل علیکم ۔ (بخاری شریف اول ص/۳۶۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اہل اسلام کے گروہ تم لوگ اہل کتاب سے کیوں پوچھا کرتے ہو تمہاری کتاب تو خدا کا سب سے تازہ پیغام ہے اور اس میں کچھ ملاوٹ بھی نہیں ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں بتا بھی دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو بدل دیا ہے اور اس میں اپنے ہاتھ سے الٹ پھیر کر کے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے تا کہ اس سے تھوڑی پونجی کما لیں۔ تو اس علم کے بعد بھی تم ان سے پوچھنے سے باز نہیں آتے۔ واللہ العظیم میں نے تو ان کے کسی آدمی کو تم سے کچھ

پوچھتے نہیں دیکھا۔ (تم ہی اتنے بے حس کیوں ہو گئے ہو)

پس جب غیر اسلامی کتابوں کی طرف ادنی سی رغبت کا شائبہ ظاہر ہونے پر اللہ و رسول اور ائمہ امت کی طرف سے یہ زجر و توبیخ۔ یہ غضب و جلال یہ تنبیہ و فہمائش ہے۔ تو اس شخص کی گمراہی کے بارے میں کیا کہنا جو منہ بھر کر غلاظت بولتا ہے اور صاف صاف اسلامی قانون پر غیر اسلامی قانون کی برتری تسلیم کرتا ہے۔ اور اسی بنیاد پر اسلامی قانون کو رد بھی کرتا ہے اور ایسے شخص کی گمراہی بڑی بھیانک اور عذاب نہایت سخت ہے۔ سزا بڑی کڑی اور حکم بڑا شدید ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾[المائدة:٤٧]

جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ فاسق ہے۔

حدیث مبارکہ کا حکم اوپر گزرا کہ مجھے چھوڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی بھی کرو گے تو پکے گمراہ ہوئے۔

(۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مجھے فیصلہ شرع محمدی کا منظور و قبول نہیں ہے بلکہ رواج و قانون منظور ہے۔ یہ سخن بلادریغ عوام الناس میں کہدیا عند الشریعہ اس کے ساتھ یعنی زید کے ساتھ شریعت مبارکہ کا کیا ارشاد ہے۔

الجواب

مذکورہ سوال اگر واقعی ہے تو خالد پر حکم کفر ہے اس پر تجدید اسلام واجب ہے توبہ کرے از سر نو کلمہ اسلام پڑھے۔ اس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرے۔

عالم گیری میں ہے: اذا قال الرجل لغیرہ حکم الشرع فی ھذہ الحادثہ کذا فقال ذلك الغیر من برسم کارکنم نہ بشرع یکفر عند بعض المشائخ اقول وصورۃ النازلۃ اشد من ھذا لان ھذا اخبار من عملہ والرجل ربما یعمل بالمعصیۃ وھو لایرضاھا فیکون عاصیا۔ لا کافرا۔ لعدم الاستحسان والاستحلال بخلاف ماثمہ فانہ صریح فی علم قبول الشرع وترجیح الرسم علیہ فکان کالمسئلۃ قبلھا رجل قال لخصمہ اذھب معی الی الشرع قال پیادہ بیار تامی روم بے جبر نہ روم یکفر لانہ عاند الشرع۔ (فتاوی رضویہ جلد ششم ص۱۵۹)

عربی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی نے کسی سے کہا کہ اس معاملے میں شرع کا یہ حکم ہے اس نے کہا میں شریعت پر نہیں رسم پر عمل کروں گا تو بعض مشائخ کے نزدیک کافر ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: سوال میں درج کیا ہوا جملہ شرع منظور نہیں بلکہ رواج منظور ہے۔

عالم گیری والے جملہ "شریعت پر نہیں رسم پر عمل کروں گا" سے زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ اس جملے میں عمل نہ کرنے کی بات ہے اور بہت سے مسلمان شریعت پر عمل نہیں کرتے مگر اپنے اس فعل سے راضی نہیں ہیں، اس لیے صرف وہ گنہ گار ہوئے ہیں اور اس جملے میں تو صاف شریعت سے ناراضگی اور رسم کو شریعت سے اچھا بتایا ہے، اس لیے یہ ضرور کافر ہوگا۔ مقام غور ہے کہ صاحب عالم گیری شریعت پر عمل نہ کرنے اور اس کے مقابل رسم پر عمل کرنے کو بھی کفر کہتے ہیں حالانکہ عمل میں تاویل کی گنجائش ہے، مولانا احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جس نے شریعت کو نامنظور اور رسم اور قانون کو منظور کیا وہ صاف صاف کافر ہوگیا' کیونکہ یہ شخص شریعت کو ناپسند کرتا ہے اور اسلامی قانون پر غیر اسلامی قانون کو برتری دیتا ہے تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔

تو کیا یہی بات اور زیادہ واضح اور صاف الفاظ میں گوا کے نام نہاد مسلمانوں نے نہیں کہی پورا اسلامی قانون ہی نہیں چاہیے یوں ہی اسلامی پرسنل لا سے ہی انہیں انکار ہے اور اس کے مقابلے میں غیر اسلامی قانون ان کے نزدیک بہتر ہے جو کافرانہ قانون سے راضی ہو اور اس کو اسلامی قانون سے بہتر کہے وہ مسلمان کیسے ہوسکتا ہے۔

غمز العیون میں ہے: من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ۔
جو شخص کافروں کی غیر اسلامی بات کو پسند رکھے کافر ہوگیا۔

یہ سب فقہی عبارتیں پکار پکار کر اعلان کر رہی ہیں، یہ نام نہاد لوگ اپنی اس کفری بولی کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہوگئے۔ ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور شریعت کا کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوں اور دوبارہ اسلام لا کر اپنی عورت سے شادی کریں ورنہ سب اولاد ناجائز ہوگی اور اگر وہ یہ نہ کریں تو مسلمان ان سے مکمل بائیکاٹ کریں۔

قرآن شریف کا فرمان ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾[الانعام:٦٨]
یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

حدیث شریف میں ہے: ایاکم وایاهم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔(مشکل الآثار:٤/٢٠٤)
اپنے کو ان سے بچاؤ اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں۔
بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کریں۔ مرجائیں تو کفن دفن اور جنازے میں شریک نہ ہوں۔
قرآن شریف میں ہے: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾[التوبة:٨٤]
سوال: کچھ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ چند چیزوں کا مطالبہ جائز نہیں بلکہ پوری شریعت کا نفاذ

مسلمانوں پر ہونا چاہیے جو اس حکومت یا غیر اسلامی حکومت میں ممکن نہیں ایسے لوگوں کا قول شریعت میں کیا حقیقت رکھتا ہے اور کیا وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔

جواب: اس سوال میں اتنی بات تو سہی ہے کہ پوری شریعت کا نفاذ مسلمانوں پر ہونا چاہیے لیکن یہ بات قطعاً جھوٹ ہے کہ کسی غیر اسلامی حکومت میں پوری شریعت کا نفاذ ممکن نہیں خود بھارت گورنمنٹ کے دستور میں اس امر کی تصریح ہے کہ گورنمنٹ کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کرے گی ہر شخص اپنے اپنے مذہبی معاملات میں آزاد رہے گا، پس ہماری گورنمنٹ دستور پر عمل کرنا چاہیے تو مسلمانوں کے لیے ان کے پورے شرعی احکام کو نافذ کرسکتی ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی جھوٹ ہے کہ چند چیزوں کا مطالبہ جائز نہیں۔ جائز و ناجائز تو اللہ و رسول کے احکام میں سے ہیں، کیا یہ لوگ ایک آیت ایک حدیث یا کتب فقہ میں ایک مسئلہ بھی ایسا دکھا سکتے ہیں کہ چند چیزوں کا مطالبہ جائز نہیں اگر نہیں دکھا سکتے۔ اور ہمارا دعوی ہے کہ ہرگز نہیں دکھا سکتے تو پھر کیا ناجائز ہونے کا فتوی اپنے گھر سے دیتے ہیں۔

پھر یہ تو ایسا جھوٹ ہے کہ آپ اس پر جتنا غور کریں اس کی لغویت واضح ہوتی جائے گی، اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾[البقرة:۲۸۶]

ہم ہر آدمی کو اتنا ہی مکلف کرتے ہیں جتنا اس کے بس میں ہوتا ہے۔

(۱) اب فرض کیجئے ایک ایسا ملک ہے جس میں چند گنے چنے مسلمان ہیں وہاں کی گورنمنٹ اسلام کے کسی حکم پر چلنے کی اجازت نہیں دیتی، اب صورت حال یہ ہے کہ مسلمان اپنی محدود تعداد کی بنا پر وہاں حکومت قائم نہیں کرسکتے نماز۔ روزہ، اور دیگر فرائض احکام اسلام پر عمل کرنا ان کے بس میں ہے مگر گورنمنٹ اجازت نہیں دیتی ایسی صورت میں قرآن کے مذکورہ بالا فرمان کے مطابق تو ایسے لوگوں سے اسلام کا مطالبہ یہی ہوگا کہ حکومت اسلامی کا قیام تمہارے بس میں نہیں ہے وہ مت کرو۔ لیکن نماز، روزہ، اور احکام اسلام پر عمل تو کرسکتے ہو۔

اس لیے پوری جدو جہد کرو اور اگر وہاں کی حکومت نہ ادا کرنے دے تو وہاں سے ہجرت کر کے اس زمین میں چلے جاؤ جہاں اس کی آزادی ہو، لیکن آپ کے گوا کے نام و نہاد مسلمان کہیں گے ہرگز ہرگز نہ ہاتھ ہلانے کی ضرورت ہے نہ جدو جہد کی نہ عدم کامیابی کی صورت میں کہیں جانے کی، کیونکہ پوری دنیا کی غیر اسلامی حکومت میں پوری شریعت کا نفاذ ممکن نہیں اور بعض شریعت کے نفاذ کے لیے آواز اٹھانا یا جد وجہد کرنا ان کی شریعت میں جائز نہیں، اس لیے دم دبائے چپکے پڑے رہو پوری زندگی نہ نماز پڑھو نہ روزہ

رکھو نہ اور اعمال شرع کرو، پھر بھی مرنے کے بعد جنت میں چلے جاؤ گے، پھر بھی پکے سچے دین دار مسلمان رہو گے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

(۲) فرض کیجئے صورت حال وہی ہے اور مسلمان اتفاق سے غربت میں زکوۃ دینے کے اہل نہیں۔ اب قرآن کا فرمان یہ ہوگا کہ تم جس کے اہل ہو جو چیز تمہارے پاس میں ہے تم اس کے مکلف ہو زکوۃ کے اہل نہیں مت دو لیکن یہ کہیں گے زکوۃ دے نہیں سکتے اور نماز وغیرہ کو گورنمنٹ روک رہی ہے جب پوری شریعت کا نفاذ ممکن نہیں تو صرف نماز وغیرہ چند چیزوں کا مطالبہ جائز نہیں ہے، چپکے کان میں تیل ڈالے پڑے رہو نماز سے چھٹی روزے سے آزادی امور احکام اسلام کی چھوٹ ہے اور تمہارے اسلام میں کوئی خلل نہیں اور پکے مسلمان ہو۔ سبحان اللہ یہ دین ہوا یا تماشا ہوا۔

(۳) اب ایک واقعی صورت لیجئے، بھارت کے بیشتر صوبوں میں وہاں کی گورنمنٹوں نے گائے کی قربانی قانونا بند کردی، مسلمانوں نے بھی اس قانون سے مجبور ہو کر ان تمام صوبوں میں یہ قربانی بند کردی، اب اگر گورنمنٹ کبھی اذان اور نماز پر پابندی عائد کرنا چاہے تو ان نام ونہادوں کی شریعت کی رو سے ان تمام مسلمانوں پر لازم ہوگا، چپ چاپ نماز اور اذان بھی بند کردیں اور کوئی جدوجہد نہ کریں کہ غیر اسلامی حکومت میں پوری شریعت کا نفاذ ممکن نہیں اور جب یہ ممکن نہیں تو بعض شریعت کے لیے جدوجہد بھی حرام ہے، معاذ اللہ رب العالمین کیا سستی ترکیب نکالی ہے، رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی، پوری زندگی لادینیت میں گزارو اور کوئی پوچھے تو کہہ دو پوری شریعت کا نفاذ ممکن نہیں اور ادھوری بغیر مطالبہ کے مل نہیں سکتی اور ادھوری کا مطالبہ جائز نہیں۔ الغرض یہ سارے غیر اسلامی اور گمراہ کن خیالات ہیں اور منشا ان کا بھی وہی ہے جو پہلے فریق کا تھا، مسلمان ایسے الفاظ اور گمراہ گروں کے بہلاوے اور بہکاوے میں ہرگز نہ آدیں، خود پیغمبر خدا ﷺ نے معذوروں کو بہت سے احکام سے معاف رکھا۔

حدیث شریف میں ہے: کنا اذا بایعنا النبی ﷺ علی السمع والطاعۃ فیقول لنا فیما استطعت۔ (فتح الباری: ۱۳/۱۹۳)

ہم حضور ﷺ کی بیعت کرتے کہ ہم پوری طرح سے آپ کی فرمانبرداری کریں گے اور آپ کی بات سنیں گے تو حضور ﷺ ہم سے کہتے یہ شرط لگالو کہ یا رسول اللہ ہم اپنی طاقت بھر آپ کی اطاعت کریں گے دیکھیے خود صاحب شریعت نے پوری شریعت ہر شخص پر نافذ نہیں فرمائی طاقت بھر ہی مکلف رکھا، تو یہاں بھی مسلمانوں کو اتنے شرعی احکام کے نفاذ کی جدوجہد ضروری ہے جو ان کی وسعت وطاقت میں ہے، پوری شریعت کے عدم نفاذ کا بہانہ بنا کر قدرے ضروری سے روگردانی ہرگز جائز نہیں ہوگی۔

یہ موقعہ بھی مناسب ہے، ریاست گوا بھی بھارت کا ہی ایک حصہ ہے، جب تمام صوبوں کے لیے مسلم پرسنل لاء کی منظوری ہو چکی ہے قانون بن چکا ہے تو گوا میں وہ کیوں نہیں نافذ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۰ ر صفر المظفر ۱۴۰۷ھ

(۴۔۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) دار الحرب اور دار الاسلام میں جنگ ہو اور دار الحرب کا مسلمان جو کہ فوج میں ہے مارا جائے تو شہادت کا درجہ ملے گا یا نہیں۔ مثلاً ہند و پاک میں جنگ ہو اور یہاں کا مسلمان جنگ میں مارا جائے تو اسے شہادت کا درجہ ملے گا یا نہیں؟

(۲) گورمنٹ کی طرف سے تاڑی کی دکانیں اور اس سے منسلک کچھ تاڑ و کھجور کی درختیں ایک سال کے لیے ٹھیکا پر دیا جاتا ہے، اس کو گورنمنٹ سے لے کر تاڑی دکان داروں پر روپیہ ماہانہ لگا کر دے دیا جاتا ہے آیا یہ جائز ہے یا ناجائز۔ ایسا کرنے والا گنہگار ہوگا یا نہیں؟

(۳) ہاتھ گھڑی یا پاکٹ گھڑی میں چین لگانا اور پہننا کیا ہے۔ اس کو لگا کر نماز پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے۔ زید کہتا ہے کہ کوئی کراہت نہیں ہے۔ اور چین لگی ہوئی گھڑی باندھ کر امامت بھی کرتا ہے، منع کرنے پر کہتا ہے کہ کوئی دلیل ہے تو دکھلاؤ ورنہ جس چیز کو شریعت مطہرہ میں منع نہیں کیا گیا ہے وہ جائز ہے، اور اگر چین کو زیور میں شامل کیا جاتا ہے تو گھڑی بھی زیور ہی کی طرح ہے وہ بھی ناجائز ہونی چاہئے۔ مفصل مدلل جواب دیں۔

(۴) نئے پیسہ کو بٹا دے کر لینا کیسا ہے، بعض کہتے ہیں کہ سود ہے، اس لیے حرام ہے۔

المستفتی محمد کلیم الدین کلاتی روڈ جھریا دھنباد ۱۷ راگست ۱۹۶۷ء

الجواب

ہندوستان دار الاسلام ہے اس کی پوری بحث "اعلام الاعلام بان الہند دار الاسلام" میں دیکھئے۔ شہید اس کو کہتے ہیں جو اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر جہاد کرتے ہوئے مارا گیا ہو۔ دنیاوی لڑائی میں اس کا سوال ہی بے محل ہے۔

(۲) ناجائز ہے، شراب کے لیے حدیث شریف میں آیا ہے: "لعن رسول الله ﷺ في الخمر عشرة عاصرها و معتصرها وشاربها وحاملها والمحمولة اليه وساقيها وبائعها وآكل ثمنها والمشتري بها والمشترى له" (الدر المنثور: ۲/۳۲۲)

تاڑی اس کی قسم سے ہے اس کا بھی وہی حکم ہے۔

(۳) گھڑی کی چین یا بٹن وغیرہ کی چین اگر کسی دھات کی ہے تو اس کا استعمال نا جائز ہے۔ مردوں کے لیے ساڑھے چار ماشہ سے کم چاندی کی انگوٹھی کے علاوہ کسی بھی دھات کا استعمال شریعت نے پہننے کے طور پر حرام کردیا ہے۔

تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت کا رسالہ "الطیب الوجیز" ملاحظہ کریں، گھڑی میں معذوری ہے کہ وہ دھات کے علاوہ اور کسی چیز کی بنتی نہیں ورنہ وہ بھی منع ہوتی اور جو لوگ زیور کے طور پر پہنتے ہیں ان کے لیے ضرور اس کا پہننا منع ہوگا۔

(۴) نئے پیسے کو نوٹ سے بٹہ لے کر دینا لینا جائز ہے۔ تفصیل کے لیے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کفل الفقیہ الفاہم دیکھیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۷ر جمادی الآخرہ ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک جانا پہچانا پاکٹ مار مبلغ اکیس سو دس روپے اپنی جیب میں رکھ کر راستہ سے جا رہا تھا زید نے اندازہ سے سمجھا کہ اس کی جیب نوٹوں سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے، زید نے اسے بلا کر پوچھا تو اس نے پہلے حیلہ حوالہ کیا مگر بعد میں اس نے اقرار کرلیا کہ ایک سڑک ڈرائیور کی جیب سے یہ رقم میں نے اڑائی ہے، زید نے جبراً وہ رقم اس سے چھین لی اور مقامی مدرسہ عزیز العلوم کے مدرس بکر کے پاس جاکر مذکورہ چوری کا واقعہ اور اپنا جبراً روپیہ چھین لینا سب بیان کیا اور پوچھا کہ اس روپیہ کو کیا کیا جائے، کیا یہ روپیہ مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے؟ اگر ہوسکتا ہے تو لے لیجیے، بکر نے گمشدہ چیزوں کا مسئلہ بتا کر مبلغ اکیس سو دس روپیہ کی رسید منجانب مدرسہ عزیز العلوم بنام نامعلوم صاحب خیر زید کے حوالہ کردی اور روپیہ پر قبضہ کرلیا اس واقعہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے شرعی جوابات مطلوب ہیں۔

(۱) مال گمشدہ کی تعریف کیا ہے اور اسے دینی مدرسہ میں صرف کیا جاسکتا ہے یا نہیں اگر کیا جاسکتا ہے تو کیسے؟۔

(۲) واقعہ مذکورہ کی روشنی میں وہ مال گمشدہ سمجھا جائے یا مال مسروقہ۔

(۳) اگر مال مسروقہ ہے تو اس کا دینی مدرسے میں صرف کرنا شرعی اعتبار سے جائز ہے یا نہیں؟

(۴) مال مسروقہ کو مال گمشدہ بنا کر مدرسہ میں روپیہ لے لینا فریب ہے یا حقیقت؟

(۵) رقم مذکورہ مدرسہ کے معلمین کی تنخواہ یا غریب ونادار طلبہ کے خورد ونوش میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

(۶) بکر کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے اور اس پر شرعا کیا حکم ہے۔
(۷) جانتے بوجھتے ایک عالم کا یہ فعل اگر صحیح ہو تو عوام پر اس کا اثر کیا پڑے گا۔
مندرجہ ذیل دو سوالوں کے جواب بھی عنایت فرمائیں۔
(۸) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دینی فتوی پوچھنے والے کے لیے شرعی صورت بھی ضروری ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟۔
(۹) کیا امام کے بالکل پیچھے جماعت میں وہی مصلی پر کھڑا ہوسکتا ہے جو داڑھی رکھے ہوئے ہو؟۔
خالد نے دوسرے ایسے مصلی کو جو داڑھی منڈاتا ہے اور امام کے بالکل پیچھے کھڑا تھا اسے یہ کہہ کر ہٹادیا کہ امام کے پیچھے وہی کھڑا ہوسکتا ہے جو داڑھی والا ہو اس سے انکار نہیں کہ داڑھی رکھنا واجب اور ضروری ہے نہ رکھنے والا گنہگار ہے مگر اس وقت سوال یہ ہے کہ خالد کا یہ فعل از روئے شرع درست ہے یا نہیں۔ فقط

سلطان احمد سید راجا ضلع بنارس ۱۸؍دسمبر ۱۹۸۶ء

الجواب

(۱۔تا۔۷) سوال میں ذکر کیا ہوا مسئلہ گمشدہ مال کا نہیں ہے بلکہ چوری اور غصب کا ہے اس قسم کے تمام اموال کا حکم یہ ہے کہ اصل مالک کو روپیہ لوٹا دیا جائے۔
قرآن عظیم میں ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا﴾[النساء:۵۸]
اللہ تعالی حکم دیتا ہے کہ چیزوں کو ان کے مالکوں کی طرف لوٹاؤ۔
ہاں اگر مالک نہ ملے تو ثواب کی نیت سے نہیں توبہ کی نیت سے وہ مال غریبوں اور مسکینوں کو دے دیا جائے مدرسہ کے غریب ونادار طلبہ ہوں تو ان کو بھی دیا جاسکتا ہے، مدرسین کی تنخواہ مدرسہ کی تعمیر میں نہیں خرچ ہوسکتا اور جب کبھی مالک ملے تو اس کو واپس کرنا پڑے گا یا وہ اپنی مرضی سے معاف کردے، ایسے مال کو گمشدہ مال کہنا غلط ہے۔
(۸) اور دینی فتوی ہر شخص پوچھ سکتا ہے داڑھی والا ہو یا داڑھی منڈا ہو قرآن شریف میں ہے۔
﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾[الانبیاء:۷]
مسلمانوں میں جو بھی کچھ نہ جانتا ہو وہ اہل ذکر علماء سے پوچھے البتہ داڑھی منڈانا یا حد شرع سے کم رکھنا حرام ہے جو شخص علی الاعلان داڑھی منڈائے فاسق معلن ہے اگر بے توبہ مرا خدا کے عذاب کا مستحق ہے، توبہ یہ نہیں ہے کہ داڑھی بھی منڈاتا رہے اور زبان سے توبہ توبہ کرتا رہے، سچی توبہ یہ ہے کہ داڑھی رکھے گذشتہ نافرمانی پر شرمندہ ہو اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرلے۔

(۹) ان سوالات سے ہم کو یہ سمجھ میں آرہا ہے کہ سائل کی نیت ان پر عمل کرنے کی نہیں، صرف دوسروں پر الزام دینے کی ہے، اگر واقعہ ایسا ہے تو بہت برا۔ خالد نے داڑھی منڈے کو جو ٹھیک امام کے پیچھے سے ہٹایا اسکی صحیح غرض ہو سکتی ہے کہ یہ داڑھی منڈا اس لائق تو ہے نہیں کہ امامت کرے اگر امام کو نماز میں حدث لاحق ہو گیا تو یہ اس کی قائم مقامی نہیں کر سکتا اور امامت نہیں کر سکتا اس لیے امام کے پیچھے وہی آدمی کھڑا ہو جو اس کا اہل ہو تو خالد نے کیا غلط کیا۔

حدیث شریف میں ہے: لیلینی منکم اولو الاحلام والنھی ۔(المستدرک: ۲/۸) •
میرے قریب وہی لوگ کھڑے ہوں جو اہل علم وتقوی ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۵/ جنوری ۱۹۸۷ء

ایمان وکفر کا بیان

(۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
زید کہتا ہے کہ حضور ﷺ جو چاہتے تھے وہ خدا چاہتا تھا، حضور ﷺ چاہتے تھے کہ چچا ابو طالب ایمان لائیں، ایمان نہیں لائے، بکر نے کہا ایمان کیوں نہیں لائے، اس پر زید نے کہا کہ خدا ایمان دینا چاہتا تھا ابو طالب نہیں لیے۔
دریافت طلب یہ ہے کہ ابو طالب کے بارے میں کیا حکم ہے از روئے شرع وضاحت فرمائیں، بکر اور زید کے اس قول پر کیا حکم نافذ ہوگا۔ المستفتی: عزیز الرحمٰن کریم الدین پور گھوسی اعظم گڑھ

الجواب

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ کی خواہش مرضی الٰہی کے مطابق نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی پورا کردے، بلکہ یہ مطلب ہے کہ علم کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دیتے ہیں۔ بقیہ بے شمار باتوں میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے موافق کیا۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ [الضحیٰ: ۵]
نیز فرمایا: ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾ [البقرۃ: ۱۴۴]
حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں: "مالی أراك يسارع ربك فی هواك"
اس لیے بکر کا ایک آدھ جزئی بات سے اعتراض صحیح نہیں۔

ابو طالب کے بارے میں بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے ان کے مرتے وقت ہزار کہا کہ آپ کلمہ پڑھ لیں میں آپ کی شفارش اللہ تعالیٰ سے کروں گا انہوں نے آخری بات یہی کہی۔

"علی ملة عبدالمطلب وابی ان یقول لا الہ الااللّٰہ"

حضور ﷺ کو اس سے بڑا صدمہ ہوا تو آیت اتری:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ﴾[القصص:۵۶]

المختصر اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔اس کا نہ تو یہ مطلب ہے کہ رضائے خدا اور رضائے مصطفیٰ میں ہر دم تصادم ہوتا رہتا ہے اور نہ یہ مطلب ہے کہ تصادم کی صورت میں اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی رضا کے موافق اور اپنی مرضی کے خلاف کرنے پر مجبور ہے۔(معاذ اللہ)

بلکہ یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال میں مرضی الٰہی کے تابع ہیں اور اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور فاعل مختار ہوتے ہوئے بھی بہت سے مواقع پر فرماتا ہے۔ہم نے آپ کی خواہش اور مرضی کے مطابق یہ حکم صادر فرمایا۔امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۲۹؍ میں فرماتے ہیں: حکم الٰہی بیت المقدس کی طرف نماز میں استقبال کا تھا۔حضور ﷺ تابع فرمان تھے۔یہ حضور کی طرف سے رضا جوئی رب تھی۔مگر قلب اقدس کعبہ کی طرف استقبال چاہتا تھا۔مولیٰ نے اپنا وہ حکم منسوخ فرمایا اور جو آپ چاہتے تھے وہی قیامت تک کے لیے قبلہ مقرر فرمایا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضا جوئی محمد ﷺ ہے۔اس سے کسی ایک بیان پر اصرار اور دوسرے کا انکار صحیح نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۱؍جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(۲۔۱۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) کیا اس زمانے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے مسلک کا ماننا سنی ہونے کی پہچان ہے۔

(۲) کیا وہابی اور دیوبندی بدتر کافر ہیں؟ اور کیوں؟۔

(۳) کیا کسی مسلمان کو وہابی کہنا یا سمجھنا کافر کہنے کے برابر ہے؟ اور مسلمان کو کافر کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔

(۴) اکرم خان کسی سنی حنفی بریلوی مسلمان کو ذلیل کرنے کے لیے اپنے ذاتی بغض وحسد کے باعث وہابی کہتا ہے۔کیا صحیح ہے؟ اگر نہیں تو وہابی کہنے والے کیلیے کیا حکم ہے؟۔

(۵) کیا اس کے بارے میں حدیث کی کسی کتاب میں بیان کیا گیا ہے یا صرف علماء کا خیال ہے

(۶) اگر بدبختی سے کسی پر کفر ثابت ہو جائے تو کیا نکاح نہیں ٹوٹتا۔ اور اب بھی اس کو اپنی بیوی سے ماننا جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس پر زنا کا حکم اور اس دوران پیدا ہونے والی اولاد پر حرامی ہونے کا حکم لگایا جانا صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو قاضی اور امام بنانا کیسا ہے؟۔ اس کے پیچھے عیدین جمعہ اور دیگر پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے۔

(۷) جس قاضی پر کفر کا فتوی ہو وہ کسی کا نکاح پڑھائے تو کیا وہ نکاح جائز ہے؟ اور اس سے وہ رشتہ پایا جائے گا جو اسلام میں نکاح کا مقصد ہے؟ اگر وہ نکاح جائز نہیں تو اس گناہ کا ذمہ دار کون ہوگا۔

(۸) اسلام میں کم سے کم کتنی چھوٹی داڑھی رکھنا چاہیے کچھ لوگ آدھی انچ یا ایک انچ یا ڈیڑھ انچ داڑھی رکھتے ہیں کیا یہ درست ہے۔

(۹) اکرم خان یہاں کا قاضی اور امام ہے اس کے باوجود آئے دن نئے نئے فتنہ کو جنم دیتا ہے۔ داڑھی ایک مشت سے کم رکھتا ہے۔ دوسرے پر غلط اور برے الزام لگاتا ہے۔ پنج وقتی نماز بھی ادا نہیں کرتا۔ مزامیر (یعنی ڈھول باجا) کی محفلوں میں گھیر بنا کرنا چتا ہے۔ کیا اس کو قاضی اور امام کے عہدہ پر باقی رکھنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو حق ظاہر ہونے کے بعد اس کی اقتداء سے کیا نقصان لازم ہوتا ہے اور قوم کو اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔

(۱۰) کسی نمازی کو مسجد میں جانے سے روکنا اور اس کے خلاف سخت رویہ استعمال کرنا کہ فلاں مسجد میں مت جاؤ کیا یہ جائز ہے۔ اور منع کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے۔

المستفتی: عبدالقیوم رضوی

الجواب

(۱) صرف اعلیحضرت مولانا احمد رضا خانصاحب ہی نہیں حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ حضرت علامہ اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور حضور ﷺ تک بے شمار علماء گزرے ہیں جو مذہب حق اہل سنت وجماعت کے نگہبان وترجمان اور اپنے اپنے زمانے میں اسلام کی علامت تھے۔

(۲) علمائے دیوبند پر حرمین شریفین کے علماء نے توہین رسالت کے جرم میں کفر کا فتویٰ دیا ہے جس کی وجہ سے وہ مرتد ہوئے اور بے شک یہ کافروں کی بدترین قسم ہے اور چونکہ وہ لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے تابع ہیں اس لیے ان کو وہابی بھی کہا جاتا ہے۔

(۳) یہ الفاظ گالی کے طور پر بھی بولے جاتے ہیں۔ اور اس طرح بھی کسی مسلمان کو گالی دینا حرام

ہے۔اس سے معافی مانگنا چاہیے اور اگر کسی سنی مسلمان پر وہابی کہہ کر حکم کفر لگایا اور اس نے کفر کا کام نہیں کیا تو وہ کہنے والا خود کافر ہو گیا۔حدیث شریف میں ہے:"من قال لاخیه المسلم یا کافر فقد باء بها احدهما "یہ حدیث شریف بخاری و مسلم میں ہے:

(۶) کفر کلامی بکنے والے کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

شامی میں ہے:"ومایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولاد الزنا"

(درمختار:۳/۲۹۹)

ایسے شخص کو امام بنانا حرام ہے اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز دہرائی جائے۔

(۷) ایسے شخص کو نکاح کا قاضی بنانا منع ہے۔لیکن نکاح پڑھادے تو نکاح ہو جائے گا۔

(۸) ایک مشت سے کم داڑھی رکھنا حرام ہے۔

شامی میں ہے:"والسنة فیه القبضة ویحرم قطعها"

(کتاب الحظر والاباحة:۹/۴۹۸)

(۹) بر تقدیر صدق مستفتی ایسے شخص کو امام بنانا گناہ طاقت ہو تو اس کو امامت سے علیحدہ کرنا ضروری اس کے پیچھے لاعلمی میں جتنی نمازیں پڑھی گئیں دہرائی جائیں۔

شامی میں ہے:"ومشی فی شرح المنية علی ان كراهة تقديمه كراهة تحريم"

(کتاب الصلاۃ:۲/۲۵۵)

(۱۰) اگر بلا وجہ شرعی مسلمان کو مسجد میں جانے سے روکا تو سخت ظالم و گنہگار رہوا۔

قرآن شریف میں ہے:﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾[البقرة:۱۱۴]

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۵ر رجب ۱۴۰۹

(۔۱۶)**مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید اپنے مریدین کے بقول ایک صاحب طریقت مرشد برحق جید عالم دین صاحب قلم دانشور (وہ اب دنیا میں نہیں)۔اس نے اپنی ایک تصنیف میں یہ عبارتیں لکھی ہیں کہ اے عزیز یاد رکھو کہ آدمی کسی بات سے مشرک نہیں ہوتا جب تک غیر خدا کو معبود یا مستقل بالذات واجب الوجود نہ جانے۔

شرح عقائد میں ہے:"الاشراك هو اثبات الشريك فی الالوهية"بمعنی وجوب الوجود ، كما للمجوس وبمعنى استحقاق العبادة كما لعبدة الاوثان ۔(شرح عقائد:)

یعنی شرک کے معنی اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں غیر کو شریک جاننا یا غیر کو معبود و مستحق عبادت سمجھنا

جیسا کہ بت پرست مجوس کا عقیدہ ہے۔ یہ شرک جلی ہے۔" اور خدا کی صفت کو غیر خدا میں خدا ہی کے جیسا جاننا یہ شرک خفی ہے" جس سے ثواب عمل باطل ہو جاتا ہے۔

اصل سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا عبارت جین وادین پر کیا حکم نافذ ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ کیا واقعی شرک خفی اسی کو کہتے ہیں۔ اگر یہ شرک خفی نہیں تو پھر کیا ہے۔ اور اس کے لکھنے والے قائل پر (جو دنیا میں اب نہیں) قائل کے مریدین وحامیان پر اس کے اجازت یافتہ خلفا پر خلفا کے مریدین پر پھر اس کے خلفا پر اور اس کے مریدین پر اور اس کے عرس وفاتحہ کرنے والوں پر اور شرکائے عرس وفاتحہ زید پر کیا حکم شرعی ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں یا اقوال صحابہ وائمہ مجتہدین سے جواب عنایت فرمائیں۔ فقط بینوا توجروا

المستفتی: غلام محی الدین حبیبی قادری ۳ر مئی ۲۰۰۱، پنجشنبہ بازار شاہی دھام نگر شریف ضلع بھدرک اڑیسہ

الجواب

آپ نے زید کی کتاب سے جو عبارت نقل کی ہے اس میں شرک کی تعریف میں جو عبارت عربی میں لکھی ہے۔ عقائد کی مشہور کتاب شرح عقائد ص ر ۲۷، پر ہے۔ لیکن اس سے جو مطلب انہوں نے اخذ کیا ہے۔ وہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جو واجب الوجود اور مستقل بالذات ہوگا۔ وہ قدیم ہوگا۔ ازلی اور ابدی بھی ہوگا۔ اور سارے ممکنات کا خالق بھی ہوگا۔ اور ممکنات اپنے وجود میں خالق کے محتاج ہوں گے۔ اور خالق سب سے بے نیاز ہوگا۔ اور اس کی ہر صفت ذاتی ہوگی اور جو ممکن میں صفت ہوگی اسی کی دین اور عطا سے ہوگی۔ اسی لیے بعض علماء نے شرک کی تعریف میں خدا کے علاوہ کسی کو قدیم ماننا کسی کو خالق ماننا اور اپنی ذات اور صفات میں کسی اور کا محتاج نہ ماننا بھی شامل کیا ہے۔ جیسا کہ شیخ عبدالحق محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں فرمایا ہے:

بالجملہ شرک سہ قسم است: در وجود در خالقیت در عبادت۔

شرک کی تین قسمیں ہیں۔ شرک فی الوجود، شرک فی الخالقیت اور شرک فی العبادت۔

صدر الافاضل حضرت استاذ العلماء نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اطیب البیان ص ر ۳۴، ۳۵، میں مزید توضیح فرمائی، تو اگر کوئی کسی دوسرے کو اس کی ذات یا کمالات میں غنی بالذات مانے تو وہ مشرک ہے۔

غنی بالذات فی الکمالات کا مطلب واجب الوجود ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کو قدیم مانے وہ مشرک ہے۔ جیسے ہمارے ملک کے بت پرست روح اور مادہ کو قدیم مانتے ہیں۔ اور کسی کو قدیم ماننا واجب الوجود ماننا ہے۔ المختصر مذکورہ بالا پانچوں باتیں غیر خدا میں ماننا شرک جلی ہے یا شرک اکبر

ہے۔ ایک جملہ معترضہ:

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے:

﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾[الصافات:۹۶] اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے اعمال وافعال کو بھی۔ اس لیے جملہ حق پرستوں کا مذہب یہ ہے کہ سارا عالم اور جو اس میں ہے سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر مسلمانوں کا ایک گمراہ فرقہ معتزلہ نامی کہتا تھا کہ:

زعمت المعتزلة ان العبد خالق لافعاله۔(شرح عقائد:۹۲)

(تمام انسانوں اور جانداروں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا) اور انسان اپنے افعال کا خود پیدا کرنے والا ہے۔ بندوں کے افعال کا خالق خدا نہیں۔ مگر قدیم معتزلہ اپنے لیے خالق کا لفظ بولنے سے پرہیز کرتے تھے۔ اور موجد اور مخترع کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ عقیدہ ان کا یہی تھا جو اوپر مذکور ہوا۔ لیکن بعد کے معتزلہ نے خود اپنے کو خالق کہنا شروع کر دیا۔

انتباہ: آج کل کے مسلمان شاعر اور ادیب بھی اس گمراہی میں دانستہ یا نادانستہ مبتلا ہیں کہ اپنی نظم یا نثر کو اپنی تخلیق کہتے ہیں۔ اور خود کو اس کا خالق بتاتے ہیں۔ یہ ناجائز اور گناہ ہے۔ اس سے سخت پرہیز کرنا چاہیے۔

اوپر آپ پڑھ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خالق ماننا شرک ہے۔ اور جملہ معترضہ سے معلوم ہوا کہ معتزلہ بندوں کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں۔ تو چاہیے تو یہ تھا کہ معتزلہ کو بھی مشرک قرار دیا جائے حالانکہ تقریباً تمام ائمہ فقہ اور کلام ان کو صرف گمراہ کہتے ہیں، مشرک نہیں کہتے۔ اس سوال کا جواب علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ یہ دیتے ہیں: المعتزلة لا يثبتون ذلك بل لا يجعلون كخالقية الله تعالىٰ لافتقاره الى الاسباب والالات التى هى بخلق الله تعالىٰ۔(شرح عقائد:۹۴)

معتزلہ بندوں کی خالقیت کو اللہ تعالیٰ کی خالقیت کی طرح نہیں کہتے کیونکہ بندے اپنی خالقیت میں آلات اور اسباب کے محتاج ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز ہے۔

(۲) یہاں تک کی بحث سے یہ ظاہر ہوا کہ بعض اسماء وصفات باری کا اطلاق غیر خدا پر مطلقاً شرک ہے۔ اور بعض کے شرک ہونے کے لیے ذات سے تشبیہ دینا ضروری ہے۔

(۳) اور کچھ اسماء وصفات ایسے ہیں کہ ان میں غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ سے تشبیہ دینا شرک تو نہیں مگر کفر ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾[الشوریٰ:۱۱] نہ کوئی اللہ جیسا ہے، نہ اللہ تعالیٰ کسی کے جیسا ہے۔

فقہ اکبر ص ۱۷۱ میں ہے: لا يشبه شى من خلقه قال نعيم ابن الحماد من شبه الله

بشی من خلقه فقد کفر و قال اسحٰق بن راهویة من وصف الله تعالیٰ فشبه صفاته بصفات احدمن خلقه فهو کافربالله العظیم۔

مخلوقات میں سے کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے مشابہ نہیں۔ حضرت نعیم بن حماد کہتے ہیں۔ اگر کسی نے کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ سے تشبیہ دی وہ کافر ہوگیا۔ اسی طرح اسحاق ابن راہویہ فرماتے ہیں: جس نے اللہ تعالیٰ کا کوئی وصف بیان کیا اور مخلوقات میں سے کسی کی صفت کو وصف الٰہی سے تشبیہ دی تو وہ اللہ بزرگ کی قسم کافر ہے۔ المعتمد ص ۲۳؍ میں ہے:

وانه مخالف للحوادث غیر مماثل بشی فی الذات والصفات والافعال

بے شک اللہ تعالیٰ تمام حوادث کے مخالف ہے کوئی بھی ذات افعال میں اللہ تعالیٰ کے مثل نہیں۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾[الشوریٰ:۱۱] اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اس کے مثل کوئی شی نہیں۔

(۴) اور بعض اسماؤ صفات میں تشبیہ دینا صرف گمراہی ہے۔ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں:

علم الٰہی سے مساوات کا دعویٰ بے شک باطل ہے اور مردود ہے۔ مگر تکفیر اس پر بھی نہیں جب کہ بعطائے الٰہی مانے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۴۳؍)

(۵) اور بعض اسمائے الٰہی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کرم فرماتے ہوئے اپنے بندوں کو عطا فرمایا۔ جیسے عام انسانوں کے لیے ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعاً بَصِيرًا﴾[الانسان :۲] اور حضور ﷺ کے لیے ارشاد فرمایا: ﴿وَبِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ﴾[یونس:۱۲۸] تو غیر خدا پر ان اسما کے اطلاق میں کوئی قباحت نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے سننے اور دیکھنے کو بندوں کے سننے اور دیکھنے کی طرح کہنا۔ اب بھی باطل اور مردود ہے۔ کسی عبارت کے بارے میں سوال ہو تو پوری عبارت ماسبق ومالحق کے ساتھ لکھی جائے۔ کتاب کا نام اور مصنف کا حوالہ دیا جائے۔ تا کہ حکم لگانے والا پوری بصیرت کے بعد اس پر حکم لگائے۔ موجودہ صورت حال میں تو اس عبارت پر کوئی قطعی حکم لگانا مشکل ہے۔ اشراک کی تعریف میں الوہیت بمعنی واجب الوجود اور استحقاق عبادت دو لفظ آتے ہیں۔ اور واجب الوجود کے معنی قدیم ہونا بھی ہے۔ مستغنی بالذات ہونا بھی اور خالق ہونا بھی ہے۔ جیسا کہ ہم مختلف کتابوں کی عبارتوں سے ثابت کر آئے اور زید کی تحریر میں ہے:

خدا کی صفت کو غیر خدا میں خدا کے ایسا جاننا شرک خفی ہے۔ پس اگر زید کی عبارت میں خدا کی

صفت سے مراد یہ صفات بھی ہیں جن کو علمائے اسلام نے واجب الوجود کے مفہوم میں داخل مانا ہے۔ تو ظاہر ہے کہ یہ قول باطل اور غلط ہے۔ کہ علمائے اسلام نے ان صفات کو غیر خدا کے لیے ثابت ماننے کو شرک قرار دیا ہے۔ چاہے اس کو اللہ تعالیٰ کی صفات سے تشبیہ دے یا نہ دے۔ تو زید سے شرح عقائد میں لفظ الوہیت کے معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ اور اگر صفت سے زید کی مراد ایسی صفات ہیں جن کا اطلاق غیر خدا پر ہوسکتا ہے یا ہوا ہے۔ اس کو صفات الٰہی کے مشابہ کہا اور مانا جائے تو زید کے نزدیک یہ شرک جلی نہیں ہے شرک خفی ہے۔ جیسے کوئی یہ کہے کہ زید اللہ تعالیٰ کی طرح متکلم ہے۔

ایسی صورت میں زید کی اس عبارت کا کوئی حاصل نہیں کیونکہ ایسی تشبیہ کو علما نہ شرک جلی کہتے ہیں نہ شرک خفی بلکہ صاف کفر صریح بتاتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر ہم نے قرآنی احکام اور ائمہ اعلام کی تصریحات سے ثابت کیا ہے۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت فتاوی رضویہ جلد ششم ص ر ۳۳، پر فرماتے ہیں:

بحر الرائق فصل کفر متفق علیہ میں ہے: "او شبهه تعالیٰ بشئی او وصفه تعالیٰ بالمكان والجهات۔ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز سے تشبیہ دینا یا اس کے لیے مکان اور جہت ثابت کرنا بالاتفاق کفر ہے۔

زید صاحب خدا کی صفت غیر خدا میں خدا کے ہی ایسا جاننے کو شرک خفی کہتے ہیں اور حکم اس کا وہی بتاتے ہیں جو فقہا نے ایسی تشبیہ کو کفر کہہ کر اس کا حکم بتایا ہے۔ یعنی جس سے ثواب عمل باطل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ در مختار جلد سوم ص ر ۲۹۹، میں ہے: و ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح و اولاده اولاد الزنا

اور جو بالاتفاق کفر ہو اس سے سب عمل باطل ہو جاتے ہیں اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اس حالت کی اولاد ولد الزنا ہے۔

پس اس صورت میں زید اور فقہائے کرام میں صرف نام اور اصطلاح کا فرق ہوا کہ فقہا جس کو کفر کہتے ہیں زید نے اس کا نام شرک خفی رکھا ہے۔ جب کہ فقہا کی اصطلاح میں شرک خفی ریاکاری کو کہتے ہیں۔

(اطیب البیان ص ر ۳۸) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۵ ر جمادی الاخری ۱۴۲۲ھ

(۱۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

اسلام میں انسانی شرافت کا معیار کیا ہے۔ آیا شہر و دیہات کا بھی اس میں کچھ دخل ہے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ گاؤں کے عالم سے شہر کا گدھا افضل ہے (معاذ اللہ)۔ کیا اس قول سے ان بے شمار علماء و فقہا محدثین ومفسرین سلف صالحین نیز ہزاروں بلکہ ان گنت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی شان وعلو عظمت میں کھلی گستاخی نہیں ہوئی جو کہ قروی النسل اور بادیۃ المسکن تھے۔ جنہوں نے بلاواسطہ اور بالواسطہ علمی کمال

حاصل کیا تھا۔ جو کہ جان اسلام پیشوائے امت وجانشین مصطفیٰ اور سرچشمہ رشد وہدایت تھے جن کی پوری زندگی اسلام کے لیے وقف تھی۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ کیا شہری گدھے کو اتنی برتری حاصل ہے کہ احقاق حق وابطال باطل کی ذمہ داری علماء پر عائد کی گئی ہے۔ اس لیے وضاحت فرمائیں کہ

(۱) کیا ایسے شخص سے قرابتداری وسلام وکلام جائز ہے؟

(۲) کیا ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ اور پڑھنے اور پڑھانے والوں کا کیا حکم ہوگا؟

(۳) کیا اُسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا جائز ہے؟

(۴) جو شخص اس سے میل جول رکھے، شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟ مدلل ومفصل بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اجر سے نوازے گا۔ فقط والسلام محمد صابر خان

الجواب

اگر کسی خاص عالم سے اس کا ذاتی جھگڑا ہوا اور اس کے لیے اس نے مذکورہ بالا جملہ کہا تو برا کیا بہت برا کیا۔ اس کو ان عالم صاحب سے معافی مانگنی چاہیے ورنہ اس کے لیے تعزیر ہے۔ جس کو قاضی شرع نافذ کرسکتا ہے۔ اب کہ شرعی حکومت نہیں عوام اس سے قطع تعلق کر سکتے ہیں اور اگر ذاتی اختلاف پر نہیں بلکہ دین کی وجہ سے مطلقا علمائے اسلام کے لیے یہ الفاظ کہے تو فقہا نے اس کو کفر لکھا ہے۔ مجمع الانہر میں ہے:

"استخفاف بالاشراف و العلماء كفر من قال للعالم عويلم او للعلوى عليوى قاصدا به الاستخفاف كفر"

علما اور اشراف کی تحقیر وتذلیل کفر ہے۔ ایسے شخص پر توبہ تجدید ایمان واسلام اور تجدید نکاح ضروری ہے۔ جملہ اہل اسلام ایسے شخص کا بایکاٹ کریں جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے اور اپنی حرکت سے باز نہ آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۸ / جمادی الاخری ۱۴۲۲ھ

(۱۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک لڑکی نے ایک لڑکے کو اپنا مجازی خدا کہہ دیا ہے لڑکی کا نام شبنم خاتون ہے اور لڑکے کا نام ابو الکلام ہے اور یہ دونوں ابھی غیر شادی شدہ ہیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ شبنم کی طرف سے ابو الکلام کی شان میں کوئی لغزش سرزد ہوئی جس کی وجہ سے ابو الکلام شبنم سے ناراض ہوگیا تو شبنم نے ابو الکلام سے اس طرح کہا اے میرے مجازی خدا میری لغزش کو معاف کردیجئے۔ تو کیا شبنم کا ابو الکلام کو اپنا مجازی خدا کہنا درست ہے یا نہیں؟ نیز ابو الکلام پر جس کو مجازی خدا کہا گیا اس پر کیا حکم وارد ہوگا۔ المستفتی: معراج احمد

الجواب

خدا'' فارسی زبان کا لفظ ہے جو لفظ اللہ'' کی طرح اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اسم ذات کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ فرہنگ آصفیہ جلد اول ص ۸۴۴ پر ہے: خدا خود ہی آنے والا۔ واجب الوجود۔ اللہ۔ اللہ۔ بہار شریعت میں ص ۶ پر ہے'' اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں ان میں سے جس کے ساتھ قسم کھائے گا قسم ہو جائے گی مثلاً: اللہ کی قسم، خدا کی قسم، اس سے بھی ظاہر ہے کہ'' خدا'' باری تعالیٰ کے اسمائے مبارک میں سے ہے۔ اسی لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔'' مرشد کو خدا کہنے والا کافر ہے اور اگر مرشد اسے پسند کرے تو وہ بھی کافر۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۱۱۹)۔ اور عرف عام میں یہ لفظ مجازی طور پر بھی غیر خدا پر بولا نہیں جاتا اس لیے شبنم خاتون پر توبہ واستغفار تجدید کلمہ وایمان ضروری ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۸ رجمادی الاخری ۱۴۲۴ھ

(۱۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر جنت میں نہ جائے تو کیا اعراف میں بھی نہ جائے گا۔ زید کہتا ہے کہ نماز بقدر سات مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے ٹھہرنا ہے۔ اور زید کہتا ہے کہ صرف سبحان اللہ وبحمدہ کہنے سے نماز مکمل ہو جاتی ہے، بغیر کرتا، ٹوپی کے نماز ادا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ صرف پائے جامہ سے نماز ہو جاتی ہے، یونہی اس کا قول ہے کہ نماز میں الحمد وسورت کی کوئی حاجت نہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟ ایسے شخص کو مسلمان سمجھنا چاہئے کہ نہیں؟ اہل اسلام سابر تاؤ اس کے ساتھ کرنا چاہئے کہ نہیں؟ جواب بدلیل قرآن وحدیث وفقہ تحریر فرمائے۔ بینوا توجروا

المستفتی مطیع الرحمٰن عزیزی مقام ہردونہ کشتی نگر

الجواب

سوال میں ذکر کیے ہوئے زید کے قول کلمہ لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کی کیا ضرورت ہے۔ کا اگر یہ مطلب ہو کہ کلمہ توحید، کا پہلا جز"لا الہ الا اللہ" کافی ہے۔"محمد رسول اللہ" غیر ضروری تو یہ کلمہ کفر ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۷۸ تا ۷۹ پر ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دونوں کا ماننا ہر فرض سے اعظم فرض اور یکساں فرض ہے۔ قائل فرض وواجب کا اگر فرق جان کر کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ کا ماننا یقینی لازم نہیں صرف ظنی ہے تو قطعاً کافر مرتد ہے۔

اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے لیے محمد رسول اللہ کی ضرورت نہیں تو یہ بھی کفر صریح ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۹۹ میں ہے:

یہ کہنا کہ پیر رسول اللہ تک نہیں بلکہ اللہ تک بے واسطہ پہنچا دیتا ہے۔ اگر اس کے ظاہری معنی مراد لیے کہ بے واسطہ رسول کے یہ کفر صریح ہے۔

محمد رسول الله کو غیر ضروری کہنے والا سیدھا جہنم میں جائے گا اعراف میں نہیں، اعراف میں وہ جائے گا جس کو بعد میں جنت میں جانا ہے۔ اور بقیہ باتیں جو سوال میں ہیں ان میں کسی بات میں فرض کا انکار ہے اور کسی میں واجب کا انکار ہے اور کسی میں مکروہ تحریمی کا انکار۔

اگر سائل اپنے سوال میں سچا ہے تو زید گمراہ و بددین ہے بلکہ اس نے اپنے کلام سے وہی معنی مراد لیا جن کا ذکر ہم نے کیا تو کافر بھی ہے۔ اس پر جن لوگوں کے سامنے اس نے یہ کلمہ کہا یا حرکتیں کی توبہ واستغفار اور تجدید ایمان اور کلمہ اور عورت والا ہو تو تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں اور اس وقت تک کریں کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آئے۔ حدیث شریف میں ہے: ایاکم وایاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ (مشکل الآثار: ٤/ ٢٠٤) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۳۰ جمادالاول ۱۴۲۲ھ

(۲۰-۲۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) اسلامی مہینہ کی پہلی جمعرات کو نوچندی جمعرات کے نام سے جانا جاتا ہے، اور بزرگوں کی بارگاہ میں خصوصی طور پر اس جمعرات کو زائرین کا اہتمام ہوتا ہے، اور کسی آسیبی معاملہ میں بھی اس جمعرات کو حاضری طلب ہوتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اور دنوں کی بہ نسبت اس نوچندی جمعرات کا اہتمام کیوں ہوتا ہے، شرع میں اس کی کیا حیثیت ہے؟

(۲) جسم کے مختلف اعضا کا کھجلانا اور پھڑکنا مثلاً: دائیں بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا کھجلانا، دائیں بائیں پیر کے تلوؤں کا کھجلانا، دائیں بائیں آنکھ کے نچلے اوپری حصہ کا پھڑکنا، ان اعضاء کے کھجلانے، پھڑکنے کی جو تعبیرات عوام الناس میں مشہور ہیں، ان کا از روئے شرع کچھ اعتبار ہے یا نہیں؟ نیز اس کے علاوہ کیا کوئی اور بات از روئے شرع تصور کی جاسکتی ہے؟

(۳) مسجد کے اندر منبر پر خطبہ جمعہ وعیدین کے علاوہ منبر پر بیٹھ کر یا منبر پر کھڑے ہو کر تقریر وعظ کرنا یا کوئی دینی کتاب پڑھنا جمعہ وعیدین کے دن یا ان دنوں کے علاوہ کسی اور دن درست ہے یا نہیں؟

زید کا کہنا ہے کہ منبر پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ وعیدین کے علاوہ کوئی وعظ وتقریر یا کوئی کتاب پڑھنا درست نہیں ہے، ہاں اگر مسجد کے اندر کسی کو وعظ وتقریر کرنا یا کوئی دینی کتاب پڑھنا ہے تو ممبر سے ہٹ کر کسی جگہ بھی کر سکتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا کہنا کہاں تک درست ہے۔ بینوا توجروا
المستفتی: نور محمد نوری سیتاپوری مقام: کھمارہ پوسٹ ماکھپور جریلی

الجواب

رات اور دن اور اس کے مختلف اجزاء اور اوقات میں اچھی یا بری تاثیر کو ذاتی ماننا کہ یہ اس وقت کی خود اپنی تاثیر ہے ناجائز وحرام بلکہ گمراہی اور کفر وشرک تک ہے جس کے بارے میں احادیث کریمہ میں سخت ممانعت آئی ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

لاعدوی و لا طیر و لاهامة و لاصفر۔ (مشکوۃ شریف:۴۵۷۷)

متعدی بیماری کچھ نہیں اور بدفالی کچھ نہیں، ہامہ کچھ نہیں اور صفر کی نحوست کچھ نہیں۔

مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لا عدوی، ولا هامة و لانوء و لا صفر۔ (مسلم شریف:۴۵۷۹)

متعدی بیماری اور الّو بولنے کی نحوست اور نچھتر کچھ نہیں۔ نچھتر کی مزید تفصیل مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ہے۔

اصبح من عبادی مومن بی و کافر بی فاما من قال مطرنا برحمة الله وبرزق الله و بفضل الله فهو مومن بی و کافر بالکوکب، و اما من قال مطرنا بنجم کذا فهو مومن بالکوکب و کافر بی۔ (بخاری شریف جلد ثانی باب غزوۃ الحدیبیہ:۵۹۷)

میرے بندوں نے مجھ پر ایمان لاکر اور کفر کر کے صبح کی، تو جس نے کہا اللہ کی رحمت اس کے رزق اور فضل سے ہم پر بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں کا کفر کرنے والا ہے۔ اور جس نے کہا فلاں ستارے نچھتر سے تو وہ ستاروں پر ایمان لایا اور میرا کفر کیا۔

اس لیے دنوں میں کوئی دن، اور اوقات میں کوئی وقت اور گھڑی منحوس اور نامبارک نہیں ہے۔ سب دن اللہ تعالی کے ہیں تو کسی دن کی نحوست کا اعتقاد کرنا غیر اسلامی ہے۔ اس طرح جو دن مبارک مانے جاتے ہیں ان میں بھی برکت وبزرگی خود ان کی ذات کی وجہ سے نہیں ہے اللہ تعالی کی دی ہوئی اور اسی کی پیدا کی ہوئی۔ اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بھی گمراہی اور بددینی ہے۔ اسی لیے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر ایسے دن کوئی کام پڑ گیا ہو جس کو لوگ خلل مانتے ہوں تو تم کو اس دن اس کام سے رکنا نہیں چاہیے بلکہ کام کرنا چاہیے اور یہ دعا کر لینا چاہیے:

عن عروة بن عامر قال ذکرت الطیرة عند رسول الله ﷺ فقال احسنها الفال ولا

ترد مسلما فاذا رآی احدکم مایکره فلیقل اللهم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیات الا انت و لاحول ولاقوة الا بالله ۔ (مشکوۃ شریف ص ۳۹۲)

عروہ بن عامر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بدفالی اور نحوست کا ذکر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا نیک فال تو عمدہ ہے اور کوئی مسلمان اگر ایسی کوئی بات دیکھے جسے ناپسند کرے تو وہ اپنی رائے سے نہ لوٹے البتہ یہ دعا پڑھ لے:

اے اللہ برائی کو دفع کرنے والا اور نیکی کو دینے والا تیرے سوا کوئی نہیں اور قوت اور طاقت تو تیری ہی ذات سے ہے۔ البتہ تصحیح عقائد کے بعد بعض ایام اور بعض اوقات کے افضل ہونے کا قرآن وحدیث میں تفصیل سے ذکر آیا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیَ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآن﴾[البقرۃ:۱۸۵]

رمضان کا مہینہ ایسا مبارک مہینہ ہے کہ اس میں قرآن نازل ہوا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مہینوں میں افضل رمضان کا مہینہ ہے اور حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

صیام یوم عرفة یحسب علی الله ان یکفر سنة الذی قبله و سنة الذی بعده و صوم یوم عاشور یحتسب علی الله ان یکفر سنة الذی قبله ۔ (مشکوۃ شریف ۱۷۹)

ذوالحجہ کی نو تاریخ کا روزہ اللہ کے نزدیک ایک سال سے پہلے اور ایک سال کے بعد کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عاشورہ ایک سال پہلے کا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ عرفہ اور عاشورا سال کے دنوں میں افضل مانے جاتے ہیں۔

نیز حضور نے فرمایا: الجمعة سید الایام و افضلها، والجمعة سید الایام و عید المومنین۔

(مشکوۃ شریف ص ۱۲۰)

جمعہ دنوں کا سردار اور سب سے افضل ہے۔ جمعہ دنوں کا سردار اور مسلمانوں کی عید کا دن ہے۔ علما فرماتے ہیں ہفتہ کے دنوں میں جمعہ سب سے افضل دن ہے۔

اب راتوں کی فضیلت ملاحظہ ہو: ﴿لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۔ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِیْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ﴾[القدر:۳]

شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس میں ملائکہ اور روح الامین اللہ تعالیٰ کی رحمت لے کر اترتے ہیں۔ خاص جمعرات کے فضائل بھی حدیث کریمہ میں مذکور ہیں۔ عن انس کان یقول لیلة الجمعة لیل اغر و یوم الجمعة یوم ازهر۔ (اشعۃ اللمعات ص ۵۷۷)

حضرت انس فرماتے تھے جمعرات روشن ہے، اور جمعہ کا دن روشن تر ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے: شب جمعہ فاضل تر است از شب قدر کہ دروے علوق آنحضرت دررحم مادر او آمنہ آمد۔ شب جمعہ کو شب قدر پر بھی فضیلت ہے۔ کہ آپ کا نزول اسی رات شکم مادر میں ہوا۔　　(طیبی جلد سوم ص ۲۰۹)

نیز یہ حدیث اس اضافہ کے ساتھ مروی ہے کہ اس رات اور دن میں کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھو۔ شیخ محقق فرماتے ہیں: در بعض روایت آمدہ است کہ روح میت آید خانہ خود را در شب جمعہ پس نظر کند کہ تصدق کند از وے یانہ۔　　(اشعۃ اللمعات جلد اول)

بعض رواتیوں میں آیا ہے کہ انتقال کے بعد مردہ کی روح اپنے گھر جمعہ کی رات میں آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ میرے لیے کچھ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں؟ اب اس رات میں زیارت قبور کی حدیث ملاحظہ کریں: من زار قبر ابویہ او احدھما کل جمعۃ غفرلہ و کتب برا۔

(مشکوۃ شریف: باب زیارت القبور ص ۱۵۴)

جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت ہر جمعہ کو کرے تو بخش دیا جائے گا اور اپنے والدین کا فرماں بردار لکھا جائے گا۔

اس حدیث شریف میں مطلقا جمعہ کا لفظ آیا ہے جو رات اور دن دونوں کے لیے ہی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ لیلۃ الجمعۃ اور یوم الجمعۃ کی حدیث ابھی ہم تحریر کر آئے ہیں۔

اب آپ کے سوال کا اخیر جز تو چندی رہ گیا ہے تو اس سلسلہ میں بھی حدیث ملاحظہ ہو۔ حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ نے سری سقطی انہوں نے جعفر ابن یحیی انہوں نے عبداللہ حسین جزری انہوں نے ابوالحسن سعدی انہوں نے اپنے والد حلف بن عبداللہ، انہوں نے حمید طویل، اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: رجب کے پہلے جمعہ کی رات سے غافل نہ رہنا فرشتے اس رات کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۳۲)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب رجب کی پہلی جمعرات کا تہائی حصہ گذر جاتا ہے تو تمام فرشتے رجب کے روزہ داروں کے لیے بخشش کی دعا کرتے ہیں (مکاشفۃ القلوب ص ۶۳)

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رجب کی پہلی شب جمعہ اور شعبان کی پندرہویں شب اور شب قدر میں لوگ جماعت کے ساتھ نفل نماز ادا کرتے ہیں۔ فقہا اس کو ناجائز و مکروہ اور بدعت کہتے ہیں۔ اور لوگ جو اس بارے میں حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ محدثین اس کو موضوع بتاتے ہیں، لیکن

اجلہ اکابر اولیاء سے باسناد صحیحہ مروی ہے تو اس کے منع کرنے میں غلو نہ کرنا چاہیے۔ (بہار شریعت ص ۳۱)

ہم کہتے ہیں با جماعت نماز پڑھنا مکروہ ہے، تنہا تنہا نماز نفل پڑھنا تو منع نہیں۔ فتاوی درمختار جلد اول ص ۴۶۱ رمیں ہے: واحیاء لیلة العیدین والنصف من الشعبان والعشر الاخیر من الرمضان والاول من ذی الحجة یکون بکل عبادة۔ دونوں عیدوں کی رات ۱۵ر شعبان کی رات رمضان کی آخری دس تاریخوں کی شب بیداری تمام عبادتوں سے ہوسکتی ہے۔

شامی اول ص ۴۶۱ رمیں ہے: و تحصیل القیام بالصلاة نفلا فرادیٰ من غیر عدد مخصوص وبقراءة القرآن والاحادیث و سماعها والثناء والصلاة والسلام علی النبی ﷺ۔ شب بیداری ہر قسم کی عبادت سے ہوسکتی ہے جیسے اکیلے اکیلے نفل پڑھنا، قرآن شریف کی تلاوت و احادیث بیان کرنا، اور اس کا سننا، رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھنا۔

میں کہتا ہوں کہ زیارت قبور بھی ایک کار ثواب ہی ہے اس میں تلاوت درود و سلام بھی کچھ ہوتا ہے۔ یہ کیوں نوچندی جمعرات میں جائز نہ ہوگی؟ ہمارا تو یہ کہنا ہے کہ یہ ساری تفصیلات اگر نہ بھی ہوتیں اور صرف وہی معروف و مشہور حدیث ہوتی: کنت نهیتکم عن زیارة القبور فالآن زوروها فانها تزهد فی الدنیا و تذکر الآخرة (مشکوۃ شریف باب زیارۃ القبور: ۱۵۴) میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا مگر اب زیارت کرو کہ اس سے عبرت ہوتی ہے اور موت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

تو ہمارے لیے کافی تھی کہ اس حدیث میں زیارت قبور کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا گیا نہ دن کی تعیین کی گئی تو نوچندی جمعرات کی زیارت کو بھی یہ حدیث شامل ہے۔ اس کو ناجائز اور ممنوع کہنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔

علامہ شامی امام نووی سے نقل کرتے ہیں: اعلم ان المصافحة مستحبة عند کل لقاء وما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلاة الصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع علی هذا الوجه ولکن لا باس به فان اصل المصافحة سنة وکونهم حافظوا علیها فی بعض الوقت و فرطوا فی کثیر من الاحوال او اکثرها لایخرج ذلک البعض من کونه عن المصافحة التی ورد الشرع باصلها قال الشیخ ابوالحسن الکردی و تقیده بما بعد الصبح والعصر علی عادة کانت فی زمنه والا فعقب الصلوة کلها کذا فی رسالة الشرنبلالی فی المصافحة و نقل مثله عن شمس الحلوانی و انه افتی به مستدلا بعموم النصوص الواردة فی مشروعیتها وهو الموافق لما ذکر الشارح من اطلاق المتون۔ (درمختار جلد ۵ ر ص ۲۴۲)

مصافحہ ہر ملاقات کے وقت مستحب ہے۔لوگوں نے نماز فجر اور عصر کے بعد مصافحہ کی جو عادت بنائی ہے تو خاص اس طرح مصافحہ کرنے کا شرع میں کوئی حکم نہیں ہے، تو اس سے اس طرح کے مصافحہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ اصل مصافحہ تو سنت ہے، چاہے جب بھی ملاقات ہو تو لوگوں نے دو وقت مصافحہ کی عادت بنائی اور بقیہ اوقات مصافحہ نہ کیا تو لوگوں کے اس عمل سے ان مصافحوں کے جواز پر کیا اثر پڑیگا۔ کیونکہ ہر حالت میں ملاقات پر مصافحہ کا حکم تو بصراحت ثابت ہے۔اور جزیے میں صبح اور بعد عصر کا ذکر تو اس لیے ہوا کہ اس زمانہ میں لوگوں کی عادت دو وقت میں مصافحہ کی تھی تو اگر کہیں پانچوں نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کی عادت ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

رسالہ شرنبلالیہ میں یوں تحریر ہے، اور شمس الائمہ حلوائی سے بھی ایسا فتوی منقول ہے، انہوں نے اس کے جواز کے لیے انہیں حدیثوں سے استدلال کیا جن میں مطلقا مصافحہ کا حکم ہے۔اور یہی صاحب در مختار نے فرمایا، اس لیے تمام سنتوں میں ایسا ہی لکھا ہے۔ پس اسی طرح جب احادیث کریمہ میں مطلقا زیارت قبور کا حکم دیا گیا ہے تو خاص نوچندی جمعرات کی زیارت کا بھی اسی سے ثبوت ہوگا اور یہ امر جائز ہوگا۔ خصوصیت سے اس خاص جمعرات کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۲) یہ سوال بھی پہلے ہی سوال سے متعلق ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں یہ تجرباتی علم ہے۔ کسی کے تجربہ میں یہ بات آئی اور اس نے اس کو ویسا ہی لکھ دیا۔ اور یہ بات فال میں داخل ہے۔ بدفالی جائز نہیں جیسے آنکھ پھڑکنے کو برا شگون مانتے ہیں اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے اور ہتھیلی کھجلانے پر کہتے ہیں کہ روپیہ ملے گا۔ اعتبار تو اس کا بھی نہیں جیسا کہ میں اوپر تصحیح عقائد کے سلسلہ کہہ میں چکا ہوں لیکن اس پر خوش ہو سکتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: واحسنها الفال۔ نیک فالی میں کوئی حرج نہیں۔

(۳) زید کا یہ قول اس کی لاعلمی اور جہالت ہے زید سے آپ کو اس کا ثبوت مانگنا چاہیے کہ یہ کہاں لکھا ہے کہ مسجد کے منبر پر وعظ و تقریر منع ہے۔ ہم کو تو بخاری شریف میں یہ ملا:

"فقال علی لابی بکر موعدك العشية للبيعة فلما صلى ابى بكر الظهر اتى على المنبر فتشهد وذكر شان على وتخلفه عن البيعة و عذره بالذى اعتذر اليه ثم استغفر و تشهد على فعظم حق ابى بكر" (جلد دوم ص ۶۰۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے خلیفۃ المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا میں بعد آپ سے ملوں گا، ظہر کی نماز کے بعد حضرت ابوبکر منبر رسول پر کھڑے ہوئے خطبہ مسنونہ پڑھا حضرت علی کے فضائل بیان کیے اور انہوں نے حضرت ابوبکر سے جو معذرت کی تھی اسے بیان کیا، دعا

کر کے اتر آئے، حضرت مولا علی کھڑے ہوئے آپ نے خطبہ پڑھا اور حضرت ابو بکر کے حقوق بیان کئے۔
اگر خطبہ جمعہ و عیدین کے علاوہ کوئی خطبہ منبر پر نا جائز ہوتا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر رسول ﷺ پر ایسی جرأت کیسے کرتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۲ر جمادی الاخری ۱۴۲۴ھ

(۲۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید سنی عالم دین نے ایک حافظ کو دوران گفتگو کہہ دیا کہ تم کل حافظ جاہل کے تحت معلوم ہوتے ہو اور حقیقت میں زید نے جس حافظ کو کل حافظ جاہل کے تحت معلوم ہوتے ہو کہا ہے وہ صرف اور صرف حافظ ہی ہے، زید جانتا ہے کہ وہ ماضی معروف کی گردان بھی نہیں سنا سکتا، حافظ کو غصہ آیا اور اس نے غصہ میں کہا کہ نہیں میں عالم بھی ہوں تو نے جاہل کہا تو بہ کر تو کافر ہو گیا۔ زید کہتا ہے نہیں اس نے کوئی کفر نہیں کیا حافظ کو جلال آیا اور اس نے زید کو کہا کہ "تم فعل الحکیم لا یخلواعن الحکمة" ہو۔ اب زید کو غصہ آیا اور اس نے حافظ کو کہا کہ اب تو توبہ کر تو کافر ہو گیا کیونکہ "فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة" صرف رب کریم کی ذات مقدس ہے بندہ کا فعل حکمۃ سے خالی بھی ہوتا ہے۔ اور تو نے ایک بندہ کو "فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمه" بتادیا۔

مذکورہ بالا مسئلہ میں حافظ نے زید کو کافر کہا، حافظ کافر ہوا، یا زید نے حافظ کو کافر کہا زید کافر ہوا، اور جو عالم نہیں وہ اپنے آپ کو عالم کہے شریعت کے نزدیک وہ کیسا ہے؟ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں یہ عین کرم ہوگا۔

(۲) اگر کوئی شخص دوران تقریر مسجد میں یہ کہے کہ ہجڑہ جنت میں نہیں جائے گا اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب

علمائے دین کو عموماً خصوصاً ان علما کو جن کا رابطہ عام مسلمانوں سے قائم ہو، جیسے مدرسہ کے مدرسین اور ملازمین، مسجد کے امام اور موذن، واعظین و مقررین پیران کرام اور گدی نشیں، ایسے لوگوں کو اپنے ہاتھ پیر کی طرح اپنی زبان بھی سنبھال کر رکھنی چاہیے، حدیث شریف میں ہے:

قال رسول اللہ ﷺ من حدث عنی کذبا بحدیث یری انه کذب فهو احد الکاذبین۔ (مسلم شریف مشکوۃ شریف ص ۳۲)

جو کسی جھوٹی حدیث کو میری طرف منسوب کرے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے، کوئی

اس غلط فہمی میں نہ رہے کہ اس روایت میں تو غلط حدیث کی روایت پر یہ وعید آئی ہے، قرآن عظیم میں تو مطلقا جھوٹ پر اس سے بڑی تہدید فرمائی گئی، لعنة الله على الكاذبين، جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

اس حکم خدا اور رسول کی روشنی میں زید عالم صاحب اپنے اس مقولہ پر غور کریں کل حافظ جاہل، ہر حافظ جاہل ہے، کس قدر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ یہ بات تلاش کیجئے تو ہزار حافظ ایسے ملیں گے کہ جو عالم باعمل ہوں تو زید نے یہ بداہتہ غلط اور خلاف واقعہ بات نکالی ہی کیوں؟ اسی طرح حافظ صاحب سے سوال ہے کہ اگر عالم نہیں تھے تو اپنے آپ کو عالم کیوں کہا؟

زید نے جس حافظ کو جاہل ہونے کا طعنہ دیا وہ اپنے کو عالم کہتا ہے مگر ہم نے مان لیا کہ وہ بقول زید جاہل ہی ہے، لیکن آپ کو کیا حق پہونچتا ہے کہ آپ اس کو جاہل کہہ کر اس کا دل دکھائیں، سورہ حجرات شریف کی یہ آیت ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ﴾[الحجرات:۱۱]

اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسے، عجب نہیں کہ وہ ہنسنے والوں سے بہتر ہو، نہ عورتیں عورتوں سے ہنسیں، دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے اچھی ہوں، اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو، برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: ليس المومن بالطعان واللعان و الفاحش والبذی۔

مومن لعنت کرنے والا طعنہ دینے والا، فحش گو اور پھوہڑ بکنے والا نہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: و كذلك من به عيوب استحياء منه فلا ينبغي ان يعبر منها بصريح لفظها كالبرص، والقرع، والبواسير بالتصريح بذلك داخل في الفحش۔ (احیاء العلوم جلد سوم ص ۱۱۸ / ۱۱۹)

جس میں کوئی ایسا عیب ہے جس سے اسے شرم لاحق ہوتی ہے تو اس کا صریح لفظ سے ذکر کرنا جیسے برص، گنج، بواسیر فحش میں داخل ہے، اس تشریح کی روشنی میں جاہل کو بھی جاہل کہنا فحش گوئی میں داخل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صفیہ بنت حیی کو ناٹی کہہ دیا تھا، سرکار ﷺ نے فرمایا عائشہ تم نے ایسی بات کہہ دی ہے اگر اس کو سمندر میں ڈالا جائے تو اسے بھی کڑوا کردے۔

تو عالم صاحب نے اس حافظ کو جاہل کہہ کر اس کا دل دکھایا یا نہیں؟ آپ کو حافظ کے خلاف فتوی لینے سے بہتر یہ ہے کہ آپ اپنی فکر کریں اور اس حافظ سے معافی مانگیں۔

رہ گیا حافظ صاحب کا عالم صاحب کو کافر کہنا، تو یہ اسی کمزوری کی وجہ سے ہے، جس کا عالم صاحب نے ان کو طعنہ دیا، انہوں نے کسی سے یہ مسئلہ سن لیا ہوگا کہ عالم کی توہین کفر ہے اور یہ مقدمہ اپنی عقل سے جوڑ لیا ہوگا کہ میں نے دنیا کی سب سے بڑی کتاب یاد کرلی ہے تو میں عالم بھی ہوں گا اس لیے میری توہین بھی کفر ہوگی، حالانکہ آج کا حال بدل گیا ہے آج کل عام طور سے حافظ حضرات قرآن شریف کے صرف کلمات وحروف یاد کر لیتے ہیں اور معنی مطلب سے انہیں کچھ سروکار نہیں ہوتا، اگرچہ یہ بھی بڑا بابرکت وقابل احترام منصب ہے، لیکن صرف اتنی بات پر ان کو عالم نہیں کہا جاسکتا، عالم تو اسے کہتے ہیں جو قرآن شریف کی تفسیر حدیث شریف کے معانی ومطالب اور معتد بہ مقدار میں مسائل فقہیہ کی کتابیں اور ہر ضرورت کے مسائل ان کتابوں سے نکال لے اس لیے حافظ صاحبان کو عالم کیسے کہا جائے، آپ کے لیے تو یہی کافی ہے، مولوی صاحب سے آپ معذرت کرلیں۔

اب ہم عالم صاحب کے قول کی تحلیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حافظ صاحب نے مولوی صاحب کو فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة، کہا۔ اس جملہ کا ترجمہ ہے کہ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اس جملہ میں حکمت سے خالی نہیں ہونے کا حکم حکیم کے فعل (کام) پر لگایا گیا ہے خود حکیم پر کوئی حکم نہیں لگایا گیا ہے۔ اس لیے حافظ صاحب کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ وہ زید مولوی صاحب کو حکیم (خدا) کا فعل بتا رہا ہے اور اس کی یہ خوبی بتا رہا ہے کہ زید بھی چونکہ حکیم کا فعل ہے، لہذا یہ حکمت سے خالی نہ ہوں گے ان میں بھی اللہ تعالی کی کوئی نہ کوئی حکمت ضروری ہوگی۔

سوال یہ ہے کہ کیا زید اپنے کو خدا کا فعل نہیں سمجھتے؟ خدا نے ان کو نہیں بنایا؟ اگر زید صاحبکو اس بات سے انکار نہیں کہ خدا نے انہیں بنایا اور وہ اپنے کو حکیم یعنی خدا کا فعل سمجھتے ہیں تو حافظ نے اس میں کیا کفر کیا یہ وہی بات ہے جو قرآن وحدیث کا فرمان ہے اور سارے مسلمانوں کا ایمان ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ [الصافات:۹۶] پھر اس میں کفر کی کونسی بات ہوئی یہ عین ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق نے زید صاحب کو پیدا کیا تو یہ باری تعالیٰ کا فعل ہوا اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں تو زید میں بھی حکمت ہے۔

لیکن اس جملہ کو کفر بتانے کے لیے مولوی صاحب نے بھی وہی حرکت کی جو حافظ صاحب نے اپنی لاعلمی کی بنا پر کی تھی کہ لفظ جاہل جو عالم کی توہین تھی اس کو اپنے اوپر ڈھالا اور خود کو عالم سمجھ کر کفر بنا ڈالا۔ مولوی صاحب نے بھی درمیان سے فعل کا لفظ چھوڑ دیا اور سمجھے کہ مجھ کو حکیم کہہ ڈالا جس کی شان یہ ہے کہ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں تو یہ کفر ہوا کہ میرے لیے خدا کی شان ثابت کی۔ یہاں دوسرے

احتمالات بھی ہیں مثلا: لفظ حکیم اللہ تعالیٰ کے ان مخصوص اسماء سے نہیں جن کا اطلاق دوسرے کے لیے کفر یا حرام ہو قرآن کتاب ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی حکیم کہا اور صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک علماء و مشائخ میں بہت سے لوگوں کا نام حکیم تھا، تو کیا سب پر زید صاحب کفر کا حکم دیں گے۔ یوں ہی سب وشتم کے طور پر ایک دوسرے کو کافر کہا تو یہ گالی کے حکم میں ہے، کفر نہیں۔

ایسی صورت میں کفر لوٹے گا بھی نہیں، لوگوں کی عام طور پر یہ عادت ہے کہ دوسروں پر الزام قائم کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں، گرچہ خود بھی وہی کام کریں، سوال میں درج ہے کہ حافظ صاحب نے زید کو جو کافر کہا تو اس پر شرع کا کیا حکم ہوگا، مگر زید صاحب نے حافظ صاحب کو جو کافر کہا تو اس زید پر کیا حکم ہو گا۔ سوال میں مذکور نہیں حالانکہ بے بنیاد وجوہ پر طرفین نے ایک دوسرے کو کافر کہا تو دونوں ہی کے بارے میں پوچھنا چاہیے تھا، جواب یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو گالی کے طور پر کافر کہنے سے کفر نہیں پلٹتا، ہاں حافظ ہونے کی بنیاد پر ان کی توہین و تکفیر ہو اور عالم ہونے کی بنیاد پر ان کی تو مسئلہ مشکل ہوگا۔ مگر صورت حال تو یہ ہے کہ آپس کی للکار میں دونوں نے ایک دوسرے پر حد سے تجاوز کیا وہ دونوں آپس میں معافی تلافی کریں اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں۔ جو شخص جس مسئلہ کو نہ جانے اور بے جانے فتوی دے یا بیان کرے وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا، اس پر بھی توبہ واستغفار کرنی چاہیے۔

(۲) اس سوال میں آپ نے جس انسانی طبقہ کا ذکر کیا ہے، عربی زبان میں اس کے لیے لفظ خنثیٰ مستعمل ہے، فقہ کی مشہور اور معتبر کتابوں مثلاً ہدایہ اس کی متعدد شرحیں جیسے بنایہ، نہایہ، نتائج الافکار، نیز اس کی شرح بحرالرائق، مبسوط، سرخسی، عالمگیری، سراجیہ وغیرہ میں اسی عنوان سے اس کی توضیح وتشریح اور احکام کا بیان ہوا ہے، کفایۃ المفتی میں ہے:

اعلم ان الله خلق من بنی آدم ذکورا و اناثا ، قال الله و بث منهما رجالا کثیر ا و نساء (وقال الله تعالیٰ) یهب لمن یشاء اناثاو هبت لمن یشاء ذکورا۔

اور نتائج الافکار میں غایۃ البیان سے روایت ہے:

والاصل ان یکون لکل واحد الة واحدة اما آلة الرجل اوالة النساء و اجتماع الألتین فی شخص واحد فی غایة الندرة لکنه قد یقع فیحتاج الی بیان حکمه ۔ فتح القدیر جلد ۹ ص ۳۲۸ عالم گیری میں اور جامع اور واضح الفاظ میں فرمایا:

یحبوان یعلم ان الخنثی من له مخرجان وقال القفالی رحمة الله علیه اولا یکون له منهما و یخرج البول من ثقب ۔ (عالم گیری جلد ۶ ص ۴۲۷)

مذکورہ بالا حوالوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی دو نوعیں بنائیں مرد اور عورت۔ اور ان میں امتیاز کے لیے دونوں کے پیشاب کے آلات کی شکلیں مختلف بنائیں۔ عام طور سے بچوں کی پیدائش اس طرح ہوتی ہے، مگر بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی فرد میں دونوں قسم کے آلات ہوتے ہیں، یا دونوں میں سے کوئی عضو نہیں ہوتا۔ صرف ایک سوراخ ہوتا جس سے پیشاب خارج ہوتا ہے، ایسے بچوں کو خنثیٰ کہا جاتا ہے، ایسے بچے بسا اوقات بلوغ کی عمر تک جب ان کے اعضائے تولید کی نشو ونما مکمل ہو جاتی ہے، تو یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ مرد ہے یا عورت۔ اور اس عمر تک اس کا کوئی ایک رخ متعین نہ ہو تو اس کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں۔

کتب فقہ کے باب الخنثیٰ میں اسی نوع کے احکام شرع از قسم نماز، روزہ، حج وزکوۃ لباس پردہ موت وحیات وغیرہ کے جملہ خصوصی احکام ومسائل کا بیان ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اہل ایمان ہو تو اس کو مسلمان مان کر اس کے یہ خصوصی مسائل تحریر ہوتے ہیں۔ اہل توحید وایمان کے لیے تو حدیث شریف میں ہے: من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة۔ (طبری: ۵/۲۲۳) پھر اس مقرر بے تو قیر کو اس کے جنت میں داخلہ کی ممانعت کا حکم کہاں سے مل گیا۔

مشکوۃ شریف ص ۳۸۴ میں ہے: اتی علی رسول الله ﷺ بمخنث قد خضب یدیه ورجلیه بالحناء قال رسول الله ﷺ مابال هذا قالوا یتشبه بالنساء فامره فنفی الی النقیع فقیل یا رسول الله الا تقتله، فقال انی نهیت عن قتل المصلین۔

ایک مخنث حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، آپ نے ارشاد فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ تو عورتوں کی طرح بننا سنورنا چاہتا ہے، آپ نے اسے علاقہ نقیع کی طرف شہر بدر کر دیا، لوگوں نے درخواست کی اسے قتل کیوں نہ کر دیا جائے، آپ نے فرمایا مجھے نمازیوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے، تو حضور ﷺ تو ہجڑے کو مسلمان اور نمازی فرمائیں، اور یہ مولوی صاحب یک لخت سب کو جہنمی قرار دیں اور ان کے لیے جنت کا دروازہ بند کریں، ان سے ان کے بیان کا حوالہ مانگا جائے اگر وہ ثبوت نہ دے سکیں تو ان کو آئندہ تقریر نہ کرنے دیا جائے، مسئلہ نہ معلوم ہو تو بے علم کو فتوی دینا یا وعظ کہنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۲۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اپنے دعوی میں سنی صحیح العقیدہ ہے اور سنیوں کا امام وخطیب بھی تھا، زید نے اپنے حج کے موقع پر امام حرمین شریفین کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں، واپسی پر باز پرس ہوئی کہ آپ نے ان کے پیچھے نمازیں

پڑھی ہیں، کیا یہ درست ہے؟ تو جواب دیا کہ میں نے ان کو مومنین اور مسلمان جان کر اور حرمین شریفین کی فضیلت جان کر نمازیں پڑھی ہیں، جب کہ زید وہابیوں اور دیوبندیوں کے کفری عقائد کو اچھی طرح جانتا ہے، اور طور طریقہ کے لحاظ سے بھی صحیح ہے۔

اس صورت میں اب زید پر کیا حکم شرع ہے اور حرمین کے اماموں کو مومنین و مسلمان جاننا کیسا ہے؟ اور ہم لوگ زید کو کیا گمان کریں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔

المستفتی: محمد اقبال حسین جواعلی پور موتی گنج سلطان پور

الجواب

آج کل حرمین شریفین میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے ماننے والوں کی حکومت ہے اور وہاں کی محراب و مصلی پر نجدیوں کا ہی قبضہ ہے۔ ان کے عقائد اسلام کے مخالف ہیں، اس لیے ان کے کفر پر تمام دنیا سے آئے ہوئے علماء اسلام جو حج کے موقع سے شریف کے زمانہ میں مسجد حرام میں مجتمع ہوئے سب کا اتفاق ہو چکا ہے، ایسے لوگوں کو مسلمان سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا خود بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا ایسے شخص پر اخلاص کے ساتھ توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔
پس زید بھی اگر توبہ صادقہ کرے تو اسکو امام رکھیں ورنہ اسکو امامت سے علاحدہ کردیں۔ فقط والسلام

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۷؍ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

(۲۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

بہشتی زیور ایک کتاب ہے۔ جسکے مصنف مولینا اشرف علی تھانوی ہیں۔ اس میں جو کچھ مسئلہ لکھا ہوا ہے آیا وہ سب درست ہے یا نہیں۔ اور اس کے چند مسئلہ کئی عالم نے غلط کہہ کر کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ کیا ایسا فتوی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حقیقت میں مولانا اشرف علی صاحب کافر ہیں یا مسلمان۔

السائل۔ شیخ نصیر الدین موضع قادریان پوسٹ جمال پور ہربالیہ

الجواب

مولوی اشرفعلی کی کتاب بہشتی زیور میں جو مسئلے لکھے ہوئے ہیں ان میں سب صحیح نہیں ہیں بہت مسائل خلاف شرع لکھے ہوئے ہیں۔ اور چند مسئلہ کیا اگر بہشتی زیور میں ایک مسئلہ بھی ایسا غلط ہو کہ اس کی وجہ سے مولوی اشرفعلی کا کفر ثابت ہو تو پوری کتاب چاہے کتنی ہی صحیح ہو اس ایک مسئلہ کی وجہ سے کفر کا فتوی دینا جائز ہوگا۔ لیکن مولوی اشرفعلی پر کفر کا فتوی بہشتی زیور کے کسی مسئلے کی وجہ سے نہیں ہے ان کی دوسری کتاب حفظ الایمان کی ایک عبارت کی وجہ سے ہے، جس میں انھوں نے رسول اللہ کے علم کو جانوروں

پاگلوں اور بچوں جیسا بتایا ہے اسی وجہ سے عرب اور عجم ہر جگہ کے علماء نے ان پر کفر کا فتوی دیا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ

(۲۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی چچی سے کہا کہ مجھ کو ہر چیز معلوم ہے، زید کی چچی نے کہا کہ تم پیغمبر ہو نہ، کیوں نہیں ہر چیز معلوم ہوگی۔ یہ جملہ کفر تو نہیں اور بہر تقدیر اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟۔

محمد عیسیٰ کریم الدین پورا اعظم گڑھ

الجواب

یہ کلمہ کفر نہیں۔ سوال میں جس موقع پر یہ جملہ استعمال کیا گیا ہے یہ زید کے دعوی کی تردید وانکار اور اس پر طنز وتحقیر کیلیے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ دعوی تو پیغمبروں کو زیب دیتا ہے تم جب پیغمبر نہیں ہو تو اس چیز کا دعوی کیوں کرتے ہو پھر بھی اس قسم کے جملوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۲۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہندہ زید کے گھر کام کرنے اور کھانا پکانے آتی تھی برادری کے لوگوں نے اس پر بہتان لگایا اور دونوں کو برادری سے خارج کر دیا۔ زید نے برادری کے لوگوں کو جمع کیا اور ایک جلسہ عام میں زید نے کہا کہ جس طرح برادری چاہے قسم لے لے میں نے کوئی قصور نہیں کیا۔

میں حلف اٹھالوں گا آپ لوگ خدا ورسول اور قرآن کو مانیں گے یا نہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ ہم خدا ورسول نہ مانیں گے تو کیا ہم مسلمان نہیں، لوگ منتشر ہو گئے اور جو لوگ باقی رہ گئے ان لوگوں نے زید سے قسم لیا زید نے قرآن شریف ہاتھ میں لے کر اور خدا ورسول کو حاضر وناظر جان کر قسم کھایا۔ تو لوگوں نے زید کو برادری مین لیا جو لوگ خدا ورسول کو نہ مانیں ان کیلیے کیا حکم ہے؟

الجواب

سوال میں ذکر کیا ہوا جملہ کہ خدا ورسول نہ مانیں گے تو کیا ہم مسلمان نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زید اگر ان چیزوں کی قسم کھا کر بھی برات ظاہر کرے تو بھی ہم اس کی بات تسلیم نہ کریں گے کیونکہ ان کا یہ قول زید کے اسی قول کے جواب میں ہے کہ میں حلف اٹھالونگا۔ اور عام طور سے لوگ انہیں چیزوں کی قسم کھاتے ہیں تب تو آپ لوگ میری بات کا اعتبار کرینگے پس انکار بھی اسی چیز کا ہوگا جس کا زید اقرار کرنے

جارہا تھا، یہ مطلب نہیں کہ معاذ اللہ خدا اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے ہی انکار ہے کہ یہ تو کفر ہے۔ پھر بھی یہ کلمہ بہت برا ہے۔ ایسا بولنے والوں کو مجمع عام میں اپنے اس قول سے توبہ کرنا چاہئے۔ قرآن شریف ہاتھ میں لے کر حلف اٹھانے کی ضرورت نہیں، یوں یہ کہنا کہ میں خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ کہتا ہوں یہ قسم کے شرعی الفاظ نہیں۔ اس قسم کے الفاظ کا شرعا اعتبار نہیں ہاں اگر زید نے یہ کہا ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ہندہ کے ساتھ کوئی ناجائز کام نہیں کیا۔ تو اس کا اعتبار کرنا ضروری ہے جو اس قسم کا اعتبار نہ کریں وہ غلطی پر ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "البینة علی المدعی و الیمین علی من انکر (فتح الباری: ۵/ ۲۲۸) اگر قسم کا اعتبار نہ ہو تو شرع شریف میں قسم کھلانے کا حکم کیوں دیا گیا جن لوگوں نے برادری میں شریک کر لیا ٹھیک کیا اور جن لوگوں نے اعتبار نہیں کیا انھوں نے شریعت کا خلاف کیا۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی ۲۹ ر صفر ۱۳۷۹ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۲۸۔۳۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید جو بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سنی مسلمان ہے سنیت کی تبلیغ اور بددینوں کا بھی رد تحریرا وتقریرا حسب استطاعت کرتا ہے، اس پر وہابیوں نے جھوٹا استغاثہ دائر کیا جو ایک وہابی جج کے اجلاس میں پیش ہوا برسر اجلاس استغاثے پر بحث ہوئی اور حضور غوث پاک کے صدقے زید کو عزت وآبرو کے ساتھ بری کر دیا گیا، اجلاس کے برخاست ہونے پر وہابی جج کھڑا ہوا اور دروازے تک پہنچانے آیا خوشامد کی بہت کچھ باتیں کرتے ہوئے مصافحہ کیلیے ہاتھ بڑھایا زید نے مصافحہ مسنونہ تو کیا نہیں البتہ اس کے شر سے بچنے کے لیے نہایت ہی کراہت وناگواری کے ساتھ ایک ہاتھ کی چار انگلیوں کے سرے اس کے ہاتھ میں دیدیا اور گھر آکر ہاتھ دھویا تازہ وضو کیا، اس واقعہ کو عمرو نے مئی ۱۹۵۹ء میں سن کر خوب واہ واہ کی اور تعریف کی لیکن اکتوبر ۵۹ء میں جب مخالفت ہوئی تو عمرو کہتا ہے کہ زید نے ایک وہابی کافر سے مصافحہ کیا زید پر کفر ثابت ہو گیا، زید کا نکاح ٹوٹ گیا زید پر توبہ اور اپنا نکاح دوبارہ کرنا لازم ہے، سوال یہ ہے کہ عمرو کا یہ کہنا صحیح ہے تو زید پر کیا حکم شرعی ہے اور اگر صحیح نہیں تو عمرو پر کیا حکم شرعی ہے؟

(۲) عمرو اپنے بیانات میں کہتا رہتا ہے کہ مولوی صاحب جھگڑالو ہے اور فسادی۔ بکر نے سمجھایا کہ بہتر گمراہ فرقوں کے مولویوں کو جھگڑالو اور فسادی کہو۔ انہیں کی وجہ سے دین ومذہب میں سب جھگڑے اور فساد پھیلتے ہیں، تہترویں فرقہ اہل سنت وجماعت کے علماء تو کوئی جھگڑا اور فساد نہیں کرتے بلکہ بہتر ۷۲ گمراہ فرقوں کے پھیلائے ہوئے فسادوں جھگڑوں کو جہاں تک ہو سکتا ہے روکتے ہیں، تو عمرو کہتا

ہے نہیں جی جتنے مولوی ہیں سبھی جھگڑالو اور فسادی ہیں۔عمرو کے اس قول میں علماء کی توہین ہے یا نہیں اور بموجب عبارت مجمع الانہر: "الاستخفاف بالعلماء والاشراف کفر" عمرو پر اس کے اس قول کی وجہ سے عند الفقہا کفر لازم ہوا یا نہیں اور اس پر توبہ اور تجدید نکاح شرعا لازم ہے یا نہیں؟

(۳) ولید کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا ع:: نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ:: وضو کا توڑ دے کوزہ شراب شوق پیتا جا:: خالد نے کہا کہ اس شعر میں ضروریات دین کا انکار ہے، ایسا کہنا کفر ہے ولید نے کہا تم کیا جانو جی یہ معرفت کی باتیں ہیں، ولید اس شعر کو معرفت کی باتیں بتا کر کس حکم کا مستحق ہوا۔

بینوا وتوجروا المستفتی فقیر محمد عمران قادری رضوی مصطفوی غفرلہ محلہ میر خان پیلی بھیت ۲۸ نومبر ۵۹ء

الجواب

(۱) صورت مسئولہ میں زید پر کوئی شرعی جرم عائد نہیں ہوتا خود عمرو (جس نے اس فعل کی تحسین کی پھر اسی کی بنا پر کافر کہتا ہے) پر بہ فحوائے حدیث۔"من قال لاخیہ کافر فقد باء بھا احدھما ان کان کما قال و الا رجعت علیہ"(در منثور:۶/۹۲) توبہ اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

(۲) عمرو پر توبہ اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

(۳) ولید پر بھی اس کفری شعر کی تائید کی وجہ سے توبہ و تجدید نکاح ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی ۲۳؍رجب ۷۹ھ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہٗ

(۳۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے عمرو سے کوئی شے حلف لے کر مدت مقرر کر کے طلب کیا زید کے حلف پر یقین لا کر وہ شے عطا کیا اور یہ سمجھ کر کہ یہ شے مجھکو مدت مذکورہ پر مل جائے گی لیکن زید نے مدت پوری ہونے پر کفر کیا اور مدت کے بعد کچھ عرصہ اس شے کو واپس نہیں کیا بلکہ وعدہ خلافی کی بعدہ اسلام لایا لہذا اب زید کے سر سے اس وعدہ خلافی کا گناہ معاف ہوا یا نہیں۔اگر معاف نہیں ہوا تو ایسے مسلمان پر شریعت کیا حکم صادر کرتی ہے۔

مبارک علی فضل الرحمٰن تمباکو فروش تلشی پور۔گونڈہ

الجواب

اس شخص پر دوبارہ اسلام لانے کے بعد اپنے اس وعدہ خلافی کے گناہ سے توبہ استغفار ضروری ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:"رجل ارتد علیہ قضاء صیامات او صلوات ترکھا فی حالۃ الاسلام ثم اسلم بعد ذالک قال شمس الائمۃ حلوائی تقضی ما ترکہٗ فی الاسلام لان

ترک الصلوة والصیام معصية و المعصية تبقى بعد الردہ" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ ۱۶ ذیقعدہ ۷۹ھ

(۳۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے جذبہ میں آکر مندرجہ ذیل جملے قصداً کہے از روئے شرع زید پر کیا جرم عائد ہوتا ہے۔

"بحالت ناپاکی کسی نے اگر قصداً نماز پڑھی تو اس پر نہ تو عذاب ہے نہ ثواب۔"

محمد شفیع پوسٹ بیمہاں ضلع گونڈہ۔

الجواب

کفر صریح اور عام آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی تکذیب ہے اس کے قائل پر توبہ اور تجدید ایمان ضروری ہے۔ درمختار میں ہے: "وما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح وما فيه خلاف يومر با لا ستغفار و التوبة و تجديد النكاح" (درمختار:۳/۲۹۹) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہٗ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ ۱۵/ ذیقعدہ ۷۹ھ

(۳۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

سنی حنفی کہلانے والے بہت سے فرقے ہوگئے ہیں۔ دیوبندی، وہابی، تبلیغی، مودودی وغیرہم۔ مودودیوں نے اپنے لٹریچر کے زور سے ایک ٹولی گڑھ لی۔ تبلیغی (الیاسی) نے مسلمانوں کو کلمہ پڑھانے کے حیلے سے ایک جماعت تیار کرلی۔ دیوبندیوں نے بریلویوں کے مقابلہ میں ہمیشہ بکواس کی، ان فرقوں کے رہنماؤں نے اور دیوبندی مولویوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے جیسا بشر مانا بڑا بھائی گردانا۔ مصطفےٰ پیارے کے علم کو پاگل اور صبی کے جیسا لکھا۔ نماز میں رسول کے خیال کو مانع نماز بتایا۔ سور کتا وغیرہ کے خیال کو جائز بتایا، یہ ان کی کتابوں کی گندی عبارتیں ہیں۔ ۱۹۵۹ء شیخ الاسلام نمبر دہلی میں نئی نئی بکواس کی ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلمان سنی حنفی ایسے خیالوں اور اعتقادات رکھنے والے فرقہ دیوبندی سے یا اس فرقہ کو اچھا کہنے والوں سے اجتناب کرتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟

(۲) ان وہابی دیوبندی وغیرہ فرقوں سے خلط ملط اٹھنا بیٹھنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) دعوت و تواضع میں ان کے یہاں جانا یا ان کو بلانا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا یا ان کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

(۵)ان کے یہاں اپنے لڑکے کی شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۶)دوسرے مولویوں جو جواز کا فتویٰ ان مسائل پر دیتے ہیں وہ حق پر ہیں کہ نہیں۔

المستفتیان ارحاجی عبدالرزاق انصاری۔۲رفیض اللہ انصاری۔۳رنصر الدین انصاری۔۴رمحمد فاروق۔۵رمحمد نسیم انصاری۔۶رمحمد اسمٰعیل۔

الجواب

آپ نے سوال میں جن فرقوں کا ذکر کیا ہے۔ان کے افراد دو حال سے خالی نہیں یا کافر ہیں یا گمراہ۔پہلی صورت میں تو ان سے کسی قسم کا دینی معاشرتی وغیرہ معاملہ جیسا کہ آپ نے درج کیا ہے ناجائز اور حرام ہے جسکی تفصیل علمائے اسلام بالخصوص اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تصانیف میں مذکور ہے۔اور اگر ان کی گمراہی حد کفر کو نہ بھی پہنچی ہو تب بھی سوال میں ذکر کی ہوئی بعض صورتیں حرام بعض مکروہ تحریمی اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ ان سے تمام تعلقات منقطع رکھے جائیں۔حدیث شریف میں ہے:

"ایا کم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم "واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڈھ ۱۵رذیقعدہ ۷۹ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہٗ الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہٗ

(۴۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے چند اوراق کا ایک رسالہ جس کا نام اسلامی ملاقات رکھا ہے اور اس میں کچھ آپس میں سلام کرنے کا طریقہ بطریق صلح کل بیان کیا اس کے صفحہ ۴ پر حدیث۔"المسلم من سلم المسلمون الخ " اور اس کا ترجمہ کر کے یہ کلمات لکھے۔حالانکہ اس کے مخالف رخ کو عام طور پر عمل میں لایا جارہا ہے یعنی آپس میں اتحاد کی جگہ افتراق کی تخم ریزی ہو رہی ہے۔بھائی چارہ پیدا کرنے کے بجائے آپس میں پھوٹ کا سبق پڑھا اور پڑھایا جارہا ہے۔یہ کیوں اس کا سبب ذاتی وشخصی اغراض ہیں۔حالانکہ مسلمانوں کو قدم۔قدم پر اتفاق واتحاد کا درس دیا گیا ہے ۔انتھی بلفظہ۔کیا اس صورت میں تمام علمائے اہل سنت کے مواعظ تبلیغیہ وتصانیف شرعیہ ورد اہل البدعہ پر حملہ نہیں ہے۔اس مذکورہ رسالہ کے صفحہ ۱۱ پر یہ عبارت لکھی۔سلام کرنا شعائر اسلام میں ہے۔جو اہل اسلام سے وابستہ ومتعلق ہے۔لہذا جو لوگ غیر مسلموں کو لفظ سلام استعمال کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اس طریقے سے ہمارے ملکی بھائی خوش ہوں گے یہ غلط فہمی ہے بلکہ ملکی بھائی کو خوش کرنے اور ربط وضبط بڑھانے کے لیے اخلاق حسنہ اونچے اور بلند اخلاق کی ضرورت ہے۔لفظ اخلاق حسنہ لکھ کر اونچے اور بلند اخلاق کو بین الہلالین لکھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ

اخلاق حسنہ کی تعریف بلفظ اونچے اور بلند اخلاق کی ہے۔اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سلام جس کو خود یہ شعائر اسلام میں مان رہا ہے۔اخلاق حسنہ اونچے اور بلند اخلاق سے خارج ہے، کیا اسلام کی توہین اس عبارت سے لازم آتی ہے یا نہیں۔اہل حرب کو ملکی بھائی اور ان کو خوش کرنے کے اور ان سے ربط وضبط بڑھانے کے لیے اونچے اور بلند اخلاق کی طرف دعوت دینے والا بحکم شریعت مطہرہ کس حکم کا مستحق ہے اور اس کے آگے یعنی ضرورت کے آگے یہ عبارت لکھی اس کی تائید میں کہ۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اخلاق حسنہ سے معلوم ہوتا ہے آپ اذیت وتکلیف پہنچانے والے دشمن کی عیادت کو بیماری کی حالت میں مزاج پرسی کے لیے دشمن کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔دشمن یہ دیکھ کر شرمندہ ونادم ہوتا ہے۔حضور علیہ الصلوۃ والسلام دوسروں کا کام خود کرتے تھے۔مہمان نوازی فرماتے ہیں۔قصدا بول وبراز پاخانہ پیشاب حضور کے حجرۂ اقدس میں کر دیتا ہے اور فرار ہو جاتا ہے۔صبح کو جب حضور ﷺ دیکھتے ہیں تو خود اپنے دست مبارک سے اس کا بول وبراز صاف کرتے ہیں اتفاقا وہ لوٹ کر آتا ہے کیونکہ وہ اپنی تلوار بھول گیا تھا۔حضور ﷺ کو اس حالت میں دیکھ کر بہت نادم ہوتا ہے۔لیکن اسے دیکھ کر رحمۃ للعالمین ﷺ کی تیوری میں ذرا بھی فرق نہیں آیا، یہ ہے خدمت خلق اور تبلیغ رسالت۔انتھی یہ ہیں وہ اونچے اور بلند، اخلاق حسن جنکو حربیوں کے خوش کرنے اور ان سے ربط وضبط بڑھانے کے لیے ضروری بتایا ہے۔الغرض ان عبارات پر غور فرما کر حکم شرع سے آگاہ فرمائیے۔اس رسالہ کے مولف جس کے اقوال ذکر کیے گئے ہیں اس پر شرعا کیا توبہ لازم ہے یا نہیں۔اس رسالہ میں بکر نے ان الفاظ سے تقریظ لکھی ہے۔مجھے کوئی بات رسالہ میں مسلک حق کے خلاف معلوم ومحسوس نہیں میری خواہش ہے کہ رسالہ طبع ہو کر عامۃ المسلمین۔کے ہاتھوں میں پہنچے اور اس کا افادہ عام ہو مولی تعالی مولف رسالہ کو جزائے خیر دے کہ وہ خاموشی کے ساتھ سلف صالحین کی طرح خدمت اسلام میں مشغول رہتے ہیں انتھی۔دوسری تقریظ اس رسالہ پر عمر نے لکھی اس کے الفاظ یہ ہیں۔ماشاء اللہ رسالہ ہذا اپنے موضوع کے لحاظ سے مکمل اور نافع اہل اسلام ہے رب تبارک وتعالی اس سے مسلمانوں کی اصلاح فرمائے۔رسالہ حسن ترتیب اور مولف کی جودت طبع کی شہادت دے رہا ہے انتھی۔اب سوال یہ ہے کہ مولف رسالہ اور دونوں تائید کنندگان رسالہ کے لیے شرعا کیا حکم ہے؟ کیا توبہ تجدید ایمان ونکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟۔بصورت توبہ نہ کرنے کے اہل سنت ان کو کیا سمجھیں۔اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا اہل سنت کو جائز ہے یا نہیں۔

عبد الرزاق خان بھانڈیر ضلع گوالیار

الجواب

آپ نے جتنی عبارتیں تحریر کی ہیں ان میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے اس کے مصنف پر توبہ یا تجدید اسلام کا حکم دیا جائے کیونکہ ان عبارتوں کے صحیح اور جائز محمل بھی ہیں۔ آپ نے خوامخواہ کھینچ تان کر ان کے غلط معانی بتائے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ ۱۶ر ذیقعدہ ۷۹ھ

(۳۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کی لڑکی کی بہت حالت خراب ہے ہوش میں نہیں آتی۔ بولی بند ہوگئی ہے۔ کئی ڈاکٹروں نے دیکھا اور دوا دی لیکن کچھ بھی سکون نہیں ہوا۔ اس وجہ سے زید اور اس کی بیوی بہت پریشان ہیں۔ زید کی بیوی نے زید سے کہا کہ شاید لڑکی کہیں ڈر گئی ہے۔ کسی پھونکنے جھاڑنے والے کو بلاؤ۔ فوراً زید نے بکر کے پاس دو آدمیوں کو بکر کو بلانے کے لیے روانہ کیا۔ وہ لوگ واپس آئے اور آکر بتایا کہ بکر نے آنے سے انکار کر دیا کہ میں کام سے جا رہا ہوں مجھ کو فرصت نہیں ہے۔ لہٰذا بکر نے قرآن شریف کی ایک سورت بتا دی ہے کہ زید پڑھکر پھونک دے۔ ان آدمیوں سے بکر کا جواب سنکر زید کو بہت افسوس ہوا کہ سرکار مدینہ ﷺ نے کافروں کی عیادت کی اور بکر نے آنے سے انکار کر دیا جب کہ ایک مسلمان کی جان موت اور زندگی کی حالت میں پڑی ہے۔ اس پریشانی اور غصہ میں زید نے بکر کو کئی مرتبہ کافر کہدیا۔ مسجد میں ایک پوسٹر لگایا ہے جس میں مولوی اشرفعلی اور دیگر دیوبندی مولویوں کے کافر ہونے کا فتویٰ ہے اس کو زید نے کہا کہ مسجد کے نیچے پھینک دوں گا۔ زید کے یہ بات کہنے کے دوسرے دن زید کی لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ زید کی لڑکی کے انتقال کے بعد کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ زید کی لڑکی بیمار تھی اسی وقت زید نے بکر کو کافر کہا تھا۔ زید کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو فوراً زید نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں کچھ لوگوں کے سامنے توبہ استغفار کی لیکن پھر بھی کچھ لوگوں کو اعتراض ہے کہ زید پھر سے نکاح کرے۔ ایسی حالت میں زید کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ السائل محمد سعید کانپور محلہ کرنیل گنج سلار و کی مسجد ۲۶/۲۳

الجواب

تجدید نکاح کا حکم کلمہ کفر بولنے پر ہے۔ درمختار میں ہے: "وما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ ولد الزنا وما فیہ اختلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح" لیکن سوال میں جو صورت ذکر کی گئی ہے اس میں ظاہر ہے کہ سائل کافر نہیں اور وہ کلمہ کفر نہیں۔ کیونکہ کسی کو گالی کے طور پر کافر کہنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا اور نہ کسی فتویٰ کو وحشت کے عالم میں پھینکنے کا ارادہ ظاہر

کرنے سے آدمی کافر ہوتا ہے۔

درمختار میں ہے:" وعزر الشاتم بیا کافر وهل یکفر ان اعتقد المسلم کافرا؟ نعم الا لا، به یفتیٰ"(مطلب فی خروج المجرد:٦/٨٥)

اور شامی میں ہے:"وما یکون خطا من الالفاظ ولا یوجب الکفر فقائل یقر علی حاله ولا یؤمر بتجدید النکاح ولکن یو مر بالاستغفار والرجوع عن ذالك"

جو الفاظ کفر نہ ہوں مگر ان کا بولنا حرام ہو اس کے بولنے والے کو مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کو توبہ استغفار کا حکم دیا جائے گا۔ دوبارہ نکاح نہ پڑھایا جائے گا۔ ہاں اگر کہتے وقت یہ اعتقاد بھی رکھا ہو کہ جس کو میں کافر کہہ رہا ہوں ضرور کافر ہے تو خود کافر ہو جائے گا۔ اور توبہ کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت ہوگی۔ عام حالت میں تجدید نکاح ہونے کا فعل کافر ہونے کی ہی علامت نہیں کہا جاتا ہے کہ علمائے محتاطین ہر ہفتہ نکاح کی تجدید میں احتیاط فرماتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۸ رشوال ۸۰ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۳۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

اگر کوئی شخص زنا کار کو خبیث یا شیطان کہے تو زنا کار کے حمایتی کو برا لگے اور کہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو اب کہنے والے کے لیے کیا حکم ہے۔ اس کے ساتھ بیٹھنا یا کھانا پینا کیسا ہے۔ بینوا و توجروا

المستفتی رحمت آباد

الجواب

زنا کار کو خبیث یا شیطان کہنا جرم نہیں۔ زنا ضرور خباثت کا کام ہے اور پروردگار کی بڑی سرکشی ہے اور یہ دونوں لفظ عرف عام میں انہیں معنوں میں بولے جاتے ہیں۔ درمختار میں ہے:" فیعزر بشتم مسلم بیا فاسق الا ان یکون معلوم الفسق لان الشین قد الحقه هو بنفسه قبل قول القائل"[درمختار:مطلب التعذیر قد یکون بدون معصية،٦/٨٣] واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۲ رذی قعدہ ۸۰ھ الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

جواب صحیح ہے۔ بلاشبہ زانی کو یہ الفاظ کہنا جرم نہیں۔ بلکہ زانی کی حمایت جرم ہے جس شخص نے زانی کی حمایت میں کہا یہ خدا کا حکم ہے اگر چہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مشیت ربی۔ تاہم اس کو توبہ کرنا چاہیے کہ مجرم کی حمایت جرم ہے۔ فقط الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۳۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے بچپن یا جوانی میں سجدہ میں سر رکھ کر دعا کی کہ خداوند قدوس میں زنا سے توبہ کرتا ہوں اب کبھی زنا نہیں کروں گا۔ اگر میں زنا کروں تو کافر ہو جاؤں۔ اس بات کو کئی برس گذر گئے۔ یکا یک زید نے شیطان کے بس میں آ کر زنا کر لیا اب یہ بتائیں کہ زید کافر ہوا یا نہیں۔ اور اگر کافر ہوا تو اس کو مسلمان ہونا ہے وہ کیا کرے۔ بینوا توجروا المستفتی محمد یوسف نوجیون ملکی چال مدرسہ قادریہ پوسٹ ضلع مجیدا

الجواب

صورت مسئولہ میں زید کافر ہو گیا۔ ہدایہ میں ہے:" وان قال ان فعلت كذا فهو يهودی او نصرانی او كافر يكون يمينا فان كان عنده انه يكفر بالحلف يكفر فيهما لانه رضی بالكفر حيث اقدم على الفعل " [اولین: کتاب الایمان، ص ۴۶۱]

اس پر توبہ تجدید نکاح ضروری اور اپنی قسم کھانے کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی شمس العلوم مبارکپور اعظم گڑھ ۱۶ / ذی الحجہ ۸۰ھ

(۳۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے قسم کھائی کہ بھائی یا والدین کی شرکت میں رہوں تو امت رسول سے خارج ہوں اور پھر شرکت کر لی۔ آیا وہ خارج اسلام ہوا یا نہیں؟

الجواب

زید نے قسم میں جو کلمہ کہا وہ کلمہ کفر تھا اب اگر وہ جانتا تھا کہ قسم کے خلاف کرنے میں کفر ہو جائے گا تو وہ خلاف کرنے کے بعد کافر ہو گیا اس پر لازم ہے کہ توبہ، استغفار، تجدید اسلام و نکاح کرے۔ درمختار ثانی میں ہے: (او عبد الصليب) كأن قال ان فعلت كذا فانا عبد الصليب (يمين لانه كفر وتعليق الكفر الشرط يمين) ان اعتقد الكفر به يكفع والا يكفر "[شامی ۵ / ۳۸۷]

واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبد المنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ یوپی ۱۶ / ربیع الآخر ۷۸ھ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ

(۳۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہم لوگ امام مسجد بار یہدا بسیان کی کچھ نازیبا باتوں سے اس طرح مشکوک ہوئے کہ بدعقیدگی کا گمان ہونے لگا۔ چنانچہ ہم لوگوں نے ان سے تحریری طور پر سوال کیا۔ سوال اور جواب حاضر ہے ان کی تصحیح فرما کر شکریہ کا موقع دیں اور یہ ظاہر فرما دیں کہ اب ایسے امام کی اقتدا ہم لوگوں کے لیے جائز ہے یا نہیں۔

ہم لوگوں میں سے جو قصداً نماز پڑھیں اور پڑھتے ہیں نماز صحیح ہوئی اور ہوگی یا نہیں۔ زید اور عمرو کے قول و فعل میں سے کس پر اہل سنت والجماعت کو چاہئے۔ شرعی مسائل کے مطابق جواب عنایت فرما کر مطمئن فرما دیں۔ سوال کا جواب اور زید اور عمر کا قول وفعل مندرجہ ذیل ہے۔

سوال: جن حضرات نے حضور سید عالم ﷺ کے علم پاک کو چوپایوں، اور جانوروں، پاگلوں سے تشبیہ دی ہے یا جو کہے کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ جو حضور کو بڑا بھائی یا گاؤں کا چودھری گردانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور کو پیٹھ پیچھے کا علم نہ تھا۔ ایسے لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے۔ انہیں کیا کہا جائے گا۔

جواب: جو شخص نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے یا ہمسری کا دعویٰ کرے یا خلاف شان لفظ استعمال کرے سخت گناہ گار ہے۔ اگر کلمہ کا منکر نہیں تو ایمان سے خارج نہیں ہو سکتا۔ سزا ان کے واسطے کیا ہوگی ایسے شخص کے لیے مفتی سے رجوع فرما دیں۔

زید: یہ کہتا ہے کہ امام مسجد بارپدا نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور راہ عمل کے قابل ہے۔ اہل سنت و جماعت کو اور ہر مسلمان کو اس پر عمل کرنا چاہئے۔ یہ راہ ہدایت کی راہ ہے۔

عمرو: کہتا ہے کہ کتاب الخراج میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سورۂ حجرات کی تفصیل میں فرماتے ہیں کہ جو شخص مسلمان ہو کر نبی کریم ﷺ کو برا کہے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا کسی طرح کا عیب لگائے۔ یا کسی وجہ سے شان گھٹائے وہ بے شک کافر ہو گیا۔ اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔ از راہ کرم حجرات کی کون سی آیت اور اس کی عربی کی تفصیل سے بھی مطلع فرما دیں۔ بینوا و توجروا۔

سائل شیخ حفیظ اللہ فردوسی مسجد روڈ پوسٹ بارپدہ ضلع مورگنج اڑیسہ

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں امام مذکور اور اس کا پیرو زید دونوں سخت گمراہ بلکہ دائرۂ ایمان سے خارج۔ حضور ﷺ کی تنقیص کرنے والا ان کی شان میں گستاخی کرنے والا قطعاً اسلام سے خارج ہے، اسے مسلمان کہہ کر خود ان لوگوں نے اپنے ایمان سے ہاتھ دھویا۔ شامی میں ہے: "ساب رسول اللہ ﷺ کافر قطعا" اسی میں ہے: "الکافر بسب نبی من الانبیاء یقتل حداً ولا یقبل توبتہ ومن شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" اس لیے عمرو کی بات ٹھیک ہے امام مذکور کے پیچھے نماز مطلقا جائز نہیں۔ سورۂ حجرات والی آیت غالباً یہی ہوگی۔ "یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا الخ" قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الخراج میں ہمیں سورۂ حجرات شریف کی تفصیل نہیں ملی یہ عبارت البتہ ہے "قال ابو یوسف ایما رجل سب رسول اللہ ﷺ او کذب او عابہ او نقصہ فقد کفر با

للہ وبا نت منہ زوجتہ فیتوب والاقتل" اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے، ان کو عیب لگا نے والے یا ان کی تنقیص کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی،

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۴۰۔۴۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ۔

(۱) ایک سنی عالم اپنی تقریروں اور تحریروں میں مسلمانوں کو وہابیوں، دیوبندیوں کے ساتھ میل جول کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا اور سلام وکلام سے منع کرتا تھا۔ مگر وہی سنی عالم (۱) غیر مقلدوں دیوبندیوں کے ساتھ مراسم رکھتا ہے۔ ان کو اپنے پاس بٹھاتا ہے۔ ان کے ساتھ کھانا پینا سلام وکلام سب رکھتا ہے۔ بلکہ نوجوانوں کی ایک انجمن بناتا ہے اور انجمن کا سکریٹری ایک دیوبندی کو مقرر کرتا ہے۔ تو ایسے عالم کے ساتھ سنیوں کو تعلق رکھنا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے یا نہیں۔

(۲) ریاست بلرامپور کا ایک باغ تھا جس میں مسلمان اپنے مردے دفن کرتے تھے۔ ریاست بلرام پور نے اس باغ کو قبرستان کے نام سے وقف بھی نہیں کیا تھا ایک ہندو نے اس باغ کو خریدنا چاہا تھا۔ لیکن ایک مسلمان نے اس باغ کو خرید لیا ہے۔ کہ اگر ہندو نے خرید لیا تو مسلمانوں کے مردے دفن نہیں ہونے دیگا۔ ایسے دو باغ ہندو نے خرید لیے تھے۔ جس میں مسلمانوں کے مردے دفن کئے جاتے تھے لیکن ہنوز ہندوؤں نے اس باغ میں مردے دفن کرنا بند کر دیے ہیں۔ اس مسلمان کے باغ خریدنے کے وقت سے اب تک دستور سابق مسلمان مردے اس باغ میں دفن کئے جاتے ہیں۔ امر دریافت طلب امر یہ ہے کہ جس مسلمان نے اس باغ کو خریدا ہے وہ اس باغ میں نئے درخت لگا سکتا ہے یا نہیں۔ کچھ لوگ قبر کھودنے میں درخت کے قریب قبر کھودتے ہیں جس سے درختوں کی جڑوں کو کاٹ دیتے ہیں اور درختوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ مالک باغ ایسا کرنے سے روک سکتا ہے یا نہیں۔

سائل حاجی عبدالحمید تلشی پور گونڈہ ۱۸ر جنوری ۶۱ھ

الجواب

(۱) بدمذہبوں سے معاملات کی بعض استثنائی شکلوں کے علاوہ مسئلہ سب کے لیے یکساں ہے عالم ہو خواہ جاہل۔ جو کرے گا خلاف شرع کرے گا۔ لیکن اصلاح کی غرض سے ہٹ کر اور خود اپنے افعال سے قطع نظر کر کے کسی کے ساتھ رہنے کے خیال سے اس قسم کا سوال اٹھانا کوئی مستحسن فعل نہیں۔

(۲) اگر وہ باغ ریاست کی طرف سے قبرستان کے لیے وقف نہ تھا۔ اور مسلمان بلا اجازت اس میں مردے دفن کرتے تھے۔ تو اب جس نے باغ لیا ہے اس کی اجازت کی ضرورت ہوگی اور وہ جہاں

کہ وہیں مردے دفن کرسکیں گے۔اور اگر ریاست سے قبرستان کے لیے کہہ کر زمین حاصل کی ہو تو مسئلہ کی نوعیت دوسری ہوگی۔واللہ تعالیٰ اعلم　عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۱۳/۸۳ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ　الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

(۴۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

دیہات میں ایک گڈھی ہے اس میں چند مچھلیاں تھیں چند ہندوؤں نے مچھلیوں کا شکار کیا اور فروخت کرکے ایک سور خریدا اور اس کو وہیں پر چڑھایا اور چند سال قبل عمرو بھی ہندوؤں کے ساتھ مچھلی کی اس خریداری میں شریک رہا، چنانچہ زید کہتا ہے کہ تم بھی سال گذشتہ اس فعل میں شریک رہے جو میرا حکم ہے وہ تمہارا حالانکہ عمرو کی شرکت صرف مچھلیوں کی خریداری اور شکار تک ہی رہی۔آگے اسے خبر بھی نہیں کہ دوسرے ہندو شرکاء نے کیا کیا۔اس صورت میں زید عمرو کے بارے میں کیا حکم ہے۔؟

عبداللہ سمینا اعظم گڑھ　۱۸/مئی ۱۹۶۲ء

الجواب

اسلام کے دائرے سے وہ شخص نکل جاتا ہے جو کفر کرے یا کفر پر راضی رہے۔مشہور حکم ہے:"الرضا بالکفر کفر" کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے اور عمر کو جب یہ پتہ تک نہیں کہ اس کے ہندو شرکا نے کیا کیا تو اس کو کس طرح ناجائز فعل کا مرتکب قرار دیا جاسکتا ہے۔رہ گیا سوال کہ عمرو کا روپیہ پوجا پاٹ میں لگایا گیا تو جب عمرو کی رضامندی نہیں حاصل کی گئی اور اس کی لاعلمی میں یہ کام ہوا تو اس پر کوئی ذمہ داری نہیں۔یہ تو ایسا ہوا کہ چور کسی کے گھر نقب لگا کر کچھ روپیہ لے جائے اور اس کی، پوجا کروائے تو اس بے چارے کی کیا غلطی۔قصور اگر ہے تو چرانے والے اور اس کو ناجائز کام میں صرف کرنے والے کا۔یہ تو الٹا مظلوم ہے اور زید جب کہ اس کام میں جانتے ہوئے بھی شریک رہا اور اس کی رضامندی اور علم میں یہ ہوا تو وہ ضرور اسلام کے دائرے سے نکل گیا۔کیونکہ کفر سے رضامندی ضرور کفر ہے۔اس لیے عمرو وزید دونوں کا ایک ہی حکم نہیں ہوگا۔عمرو کی کوئی غلطی نہیں اور زید اتنا بڑا مجرم ہے کہ مسلمانوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔درمختار میں ہے:"وما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل النکاح" واللہ تعالیٰ اعلم　عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۱۳/ ذی الحجہ ۸۳ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ　الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

(۴۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

سلیم ساکن موضع بسہی جابجا کہتا ہے کہ خنزیر کا گوشت حلال ہے اس کو لاکر کھاتا ہے۔چند لوگوں

کا کہنا ہے کہ وہ نیم پاگل ہے مگر بات چیت کرنے سے وہ پاگل نہیں لگتا۔ جب وہ اپنی رشتہ داری میں جاتا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ مل کر رہتا ہے اور کھاتا پیتا ہے۔ حالانکہ اس کے رشتہ داروں کو بھی معلوم ہے کہ وہ خنزیر کا گوشت کھاتا ہے۔ اس کی برادری کے کچھ لوگوں کو بھی اس کا حال معلوم ہے۔ مگر وہ لوگ خاموش ہیں ایسی صورت میں سلیم مذکور اور اس کے متعلقین اور رشتہ دار کے لوگوں کے متعلق جس کو اس کا حال معلوم ہے قرآن وحدیث سے کیا حکم ہے۔

السائل حافظ عبدالغفار ساکن محلہ گردٹولہ شہر اعظم گڑھ ۲۱ر ذوالحجہ ۸۱ھ

الجواب

سور کے گوشت کو اگر آدمی حرام سمجھتے ہوئے کھائے تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور کھانے والا فاسق ہے۔ لیکن جس شخص نے اس کو حلال سمجھا تو اس نے کفر کیا کہ یہ قرآن کی نص صریح کے خلاف ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ﴾[البقرۃ:۱۷۳] پس صورت مسئولہ میں اگر سلیم صرف بیوقوف ہے جیسا کہ سائل نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے اور غلطی سے لوگ اس کو نیم پاگل کہتے ہیں تو بلا شبہ کافر ہو گیا اور اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا مسلمانوں کو حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے:" ایا کم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم " اور اگر واقعۃ اس میں جنون کا اثر ہے تو کافر نہ ہوا۔ " من طعم شیئا فذھب عقلہ فارتد لم یکن ذالك ارتدادا وکذا لو کان معتوھا اوموسوھا او مغلوبا عقلہ بوجہ من الوجوہ"(عالم گیری جلد۲ر ص ۲۵۳) پھر بھی عام مسلمانوں کو اس کے ساتھ خلا ملا رکھنے میں احتیاط ضروری ہے بچنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۳۸۱ھ الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ، الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۴۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہندہ حنفی المسلک ہے اور زید بوہرہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہے ہندہ کا عقد زید کے ساتھ لاعلمی کی بنا پر ہو گیا ہے صورت مسئولہ میں عقد جائز ہوا کہ نہیں؟

المستفتی محمد یعقوب ساکن دوہری گھاٹ ضلع اعظم گڑھ ۲۸ر ذی الحجہ ۸۵ھ

الجواب

اسماعیلی فرقہ پر کفر کا فتوی ہے اس لیے سنی صحیح العقیدہ لڑکی کا نکاح اس سے نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۲۸ر ذی الحجہ ۸۵ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

(۴۵۔۴۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) حضور ﷺ کے والد عبد اللہ اور دادا عبد المطلب کو فاتحہ میں شریک کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ زید کا کہنا ہے کہ شریک کیا جاسکتا ہے۔اول نور محمد آدم علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا جناب عبد المطلب آپکی ایک شاخ عبد اللہ سے ظاہر ہوا اور نور کی موجودگی میں کفر اور شرک ممکن نہیں۔دوم،شرف نسب حضرت کا ہونا ضروری ہے۔سوم،یہ کہ تاریخ سے اصحاب مذکورہ کا کفر وشرک ثابت نہیں۔چہارم،یہ کہ مشرک ماں باپ کے لیے بھی دعائے مغفرت کی جاسکتی ہے۔

(۲) کسی پیغمبر کی طرف لفظ امت کی نسبت کی جائے اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔جیسے امت عیسوی امت موسوی وغیرہ۔زید کہتا ہے کہ یہ لفظ نبی پر ایمان لانے والے کے لیے مستعمل ہے اور جب تک اس سے کفر صریح صادر نہ ہو اس وقت تک وہ امتی ہی کہا جائے گا۔

(۳) کیا قادیانی،معتزلی،خارجی،ظاہری،باطنی،شیعہ،مشرقی،برقی،پرویزی یہ امت محمدی میں داخل ہیں یا یہ سب الگ الگ امتیں ہیں؟۔زید کا کہنا ہے کہ یہ سب امت محمدیہ میں ہی داخل ہیں۔سوال اول سے تین تک جن لوگوں کا ذکر ہے سب کو ایصال ثواب وفاتحہ میں شریک کیا جائے۔اور بکر کہتا ہے کہ فاتحہ وغیرہ غیر ضروری فروعات اور اختلافی چیزیں ہیں۔اور حضرات مذکور کو شریک نہیں کیا جاسکتا۔اور سوال نمبر تین کے بارے میں امت محمدی سے الگ نہیں ہیں۔اور سوال نمبر دو کی امتیں اوہام باطل ہیں۔یہی رائے نمبر دو اور نمبر ایک کے بارے میں ہے۔مسائل کی تحقیق کیا ہے،اور ایسا کہنے والوں کا کیا حکم ہے۔

سید اقبال حسین محلہ رضوی مکان متصل راج کالج جونپور ۲۷؍ستمبر ۵۸ھ

الجواب

(۱) اس نمبر میں صرف اتنی بات صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آبائے کرام وامہات طاہرات از آدم وحواء تا حضرت عبد اللہ وآمنہ کو ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے۔صحیح وراجح مذہب یہی ہے کہ آپ کے آبائے کرام وامہات طاہرات سب کے سب اہل اسلام اہل نجات ہیں۔قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ﴾[الشعراء/۲۱۹] اللہ تعالیٰ آپ کو اہل توحید اور سجدہ گذاروں میں منتقل فرماتا رہا۔شامی میں ہے: "انما الظن فی کرم اللہ تعالی ۔ ان یکون ابواہ من احد ھذین القسمین" [شامی ۲۶۳/] (ای مومن بعد الاحیاء او موحد الفترۃ) البتہ اختلاف علماء سے بچنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ ثواب حضور ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کیا جائے۔اور ان کے وسیلہ سے آپ کے آباء واجداد وامہات کریمات کو بھی،زید کا یہ قول غلط اور خلاف قرآن ہے کہ کافروں اور مشرکوں کے لیے دعائے مغفرت

کی جاسکتی ہے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾[التوبة:۱۱۳]

نبی اور مومنوں کو کافر کے لیے استغفار نہ کرنا چاہئے اگر چہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہیں۔

(۲) امت کی دو قسمیں ہیں۔ امت دعوت، جس کا ذکر اس حدیث شریف میں ہے: " لا یسمع بی احد من هذه الامة یهو دی ولا نصرانی ثم یموت ولم یومن بالذی ارسلت به الا کان من اصحاب النار" [مسند احمد ۲/۳۱۷] اس امت کا کوئی بھی یہودی یا نصرانی جس نے مجھے سنا اور مجھ پر ایمان لائے بغیر مر گیا تو جہنمی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کے زمانہ میں رہنے والے ان کے منکر و مخالفین بھی امت دعوت میں شامل ہیں مگر اس سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ دوسری امت اجابت، جن لوگوں نے نبی کا پیغام سنا اور ایمان لائے۔ اصطلاح شرع اور عرف عام میں مطلقا امت کا لفظ بول کر عموما یہی دوسری قسم کے لوگ مراد ہوتے ہیں۔ اس لیے زید کا یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ وہ ہیں جو ایمان لا چکے۔ یوں ہی زید کا یہ قول بھی صحیح ہے کہ جب تک ان سے کوئی کفر صریح نہ سرزد ہو امتی ہی رہیں گے۔ گو گنہگار اور قابل سزا و عذاب ہوں گے۔

(۳) اس قول میں زید سے غلطی ہو گئی ہے۔ سوال میں ذکر کیے گئے فرقوں میں کتنے ایسے ہیں جن کا کفر صریح ثابت ہو چکا ہے۔ اور علمائے عرب و عجم نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اور ان کو خارج اسلام قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت سے علاحدہ گردانا ہے۔ جیسے قادیانی وہابی، نیچری وغیرہ ایسے فرقوں کے لیے بحکم شرع نہ تو ایصال ثواب جائز ہے، اور نہ دعائے مغفرت، اور زید و عمر میں سے جو بھی اپنے خلاف شرع قول پر علم کے بعد اڑا رہے گا تو گنہگار ہوگا۔ ایسے شخص پر توبہ استغفار لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۶ ربیع الثانی ۷۸ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے۔ جیسا کہ قرآن عظیم میں ہے: " قال ابراهیم لابیه آزر" اور عمرو نے تارخ بتایا۔ بحوالہ کتب ارشاد فرمائیں۔ صحیح کیا ہے فقط

الجواب

علمائے محققین کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے آبائے کرام شرک و کفر کی غلاظتوں سے

پاک رہے۔اس آیت مذکورہ میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ آزر باپ ہوں تو خود قرآن عظیم نے انہیں کافر و مشرک قرار دیا ہے۔پس اس سلسلہ میں علما کے دو گروہ ہیں۔بعض یہ کہتے ہیں کہ آزر چچا کا نام تھا۔آپ کے والد دوسرے تھے جو فترۃ کے عالم میں انتقال کر گئے۔اور کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا۔اور قرآن عظیم نے محاورہ عرب کے موافق چچا کے لفظ سے آپ کو یاد کیا ہے۔خود حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باپ کہا۔حدیث شریف میں ہے: " ردوا الی ابی " اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ آپ کے والد کا نام آزر ہی تھا۔اور آپ کے آبائے کرام کے صاحب ایمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک نور نبی آخر الزماں ان میں رہا اس وقت تک وہ شرک سے محفوظ رہے۔نور منتقل ہونے کے بعد شرک و کفر مین مبتلا ہو سکتے ہیں۔(کذا فی الجلا لین) اس لیے آزر نام بتانے والوں کی بھی بالکلیہ تغلیط نہیں کی جا سکتی۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم　　عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ　　الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

عقائد کے مسئلہ کے بارے میں کہ قاری عباس صاحب نے تعلیم سنی مدرسہ سے حاصل کیا لیکن کچھ عرصہ تک بدعقیدہ کے مدرسہ میں تعلیم کی خدمت انجام دی اس دوران انہوں نے بزرگان دین کے مزار اور جلسۂ عرس سے انسیت رکھی اور شرکت کرتے رہے کچھ دنوں کے بعد بدعقیدہ کے مدرسہ سے ان کی خدمات ختم کر دی گئیں تو قاری عباس نے مدرسہ محمدیہ رشید پور کے کچھ لوگوں کو اپنا مشورہ دیا کہ مجھے مدرسہ کی خدمات کے لیے رکھ لیجئے اسوقت مدرسہ مکتب کی شکل میں چل رہا تھا، قاری عباس کا کہنا تھا: آپ لوگ صرف بسم اللہ کہہ دیجئے باقی چندہ اٹھا کر کے میں اپنی تنخواہ بھی لوں گا اور مدرسہ کو بھی ترقی دوں گا اور واقعی انھوں نے ایسا کر دکھایا کہ مدرسہ ترقی کے لحاظ سے کافی آگے بڑھ چکا ہے، اب گاؤں کے کچھ لوگ قاری عباس کو بدعقیدہ اور دیوبندی کہہ کر مدرسہ سے بھگانا چاہتے ہیں، قاری صاحب کے مدرسہ میں آنے سے آج تک سنیت کے خلاف نہ کوئی کام کیا ہے اور نہ کوئی پروپیگنڈہ، لہٰذا اس مسئلہ کے متعلق جاننا مقصود یہ ہے کہ کیا کسی بدعقائد کو عقائد میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اسلام میں اس کیلیے کوئی راستہ ہے کہ نہیں؟

المستفتی محمود الحسین اشرفی بلاک نمبر VI-D/111

پوسٹ خرخابیرج ضلع مرشد آباد ویسٹ بنگال یکم اگست ۱۹۹۵ء

الجواب

اعلیٰ حضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ ۷۹ میں فرماتے

ہیں: اگر اس میں وہابیت کی کوئی بات نہ دیکھی نہ کوئی قوی وجہ شبہ ہے تو بلا وجہ شرعی بدنام نہ کیا جائے، بدگمانی حرام ہے۔

سوال میں قاری صاحب کے بارے میں کوئی صاف بات نہیں لکھی گئی انہوں نے بدعقیدوں کے مدرسوں میں تعلیمی خدمت انجام دی دوران ملازمت ان کی بدعقیدگی کی باتیں سن کران پر راضی اور خوش رہے تو یہ خود انہیں کی طرح بدعقیدہ ہو گئے اور دل میں براجانا اور زبان سے خاموش رہے تو یہ مداہنت فی الدین ہے جو ناجائز وحرام ہے۔

سنیوں کے مدرسہ میں آئے تو بدعقیدگی کا اعلان اور پروپیگنڈہ نہیں کیا نہ دیوبندیوں کے کسی عمل کا ان سے اظہار ہوا اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ وقت کا انتظار کررہے ہیں جب قابو پالیں گے تو اپنی بدعقیدگی کا اظہار کریں گے، کیوں کہ سنت کی تبلیغ واشاعت کیلیے بھی ان کی کسی گرم جوشی کا اظہار نہ ہوا اوراس کا بھی امکان ہے کہ وہ سنی ہی ہوں۔

ایسے مشتبہ لوگوں کے لیے اسی فتاویٰ رضویہ میں تحریر ہے کہ ان سے دریافت کریں کہ وہ اسماعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرفعلی تھانوی اوران کی کتابوں تقویۃ الایمان، میعارحق، براہین قاطعہ، تحذیر الناس، حفظ الایمان، بہشتی زیور وغیرہ کو کیا جانتا ہے، اگر صاف صاف کہے کہ یہ لوگ بے دین اور گمراہ ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ بدعقیدہ دیوبندی وہابی نہیں ورنہ ضرور وہابی ہے۔ (جلد ششم صفحہ ۷۹)

اقول: اگر وہ ان کتابوں اوران مولویوں سے اپنی لاعلمی ظاہر کرے تو انھیں مذکورہ کتابوں میں ان کے کفر وضلالت بھرے اقوال دکھائے جائیں اور اس کے بعد ان کے جوابات کے موافق ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے، سنیت ثابت ہو تو ان کو مدرسہ سے علحدہ نہ کیا جائے اور وہابیت ثابت ہو اور وہ اپنی بدعقیدگی سے توبہ اور رجوع کریں تو سبحان اللہ ورنہ انھیں سنی ادارے سے ضرور الگ کردیا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم — عبدالمنان اعظمی دارالعلوم شمس العلوم گھوسی ضلع مئو (یوپی)

(۵۰-۵۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) آپ نے جو فتویٰ میں عالمگیری کا حوالہ دیا ہے وہ کس جلد میں اور کس صفحہ پر ہے؟ تحریر فرمائیں۔

(۲) میں تنہا تراویح کی نماز پڑھ لیتا ہوں اور قرآن سننے کی لالچ سے دیوبندی کے پیچھے بھی پڑھ لیتا ہوں اس کا کیا حکم ہے از روئے شرع تحریر فرمائیں۔

(۳) دیوبندیوں پر جو کفر کا فتویٰ لاگو کیا گیا ہے وہ کس بنیاد پر؟ جب کہ وہ ہر کام ہمارے ہی طرح کرتے ہیں مثلاً روزہ رکھنا، نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب

(۱) میں نے اپنے فتویٰ میں عالم گیری کی جو عبارت لکھی ہے وہ عالم گیری جلد اول صفحہ ۸۴ پر ہے
(۲) ہمارے نزدیک آپ کے سوالات کا وہی جواب ہے جو ہم نے تحریر کیا اگر آپ نے اس کے خلاف کیا تو لاعلمی میں کیا یا کسی مصلحت سے کیا غلط کیا۔
(۳) دیوبندی صاحبان کا قصہ یہ ہے کہ ان کے مولوی عبدالرشید گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ بلکہ بول چکا۔
مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آئے تب بھی آپ خاتم النبیین رہیں گے۔ اس لیے کہ خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی نہیں بلکہ اصلی نبی ہے۔ حالانکہ امت کا اجماع ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔
مولوی خلیل احمد امبیٹھوی نے لکھا کہ شیطان کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ علم تھا۔
مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ جیسا علم پاگل جانور اور بچوں کو حاصل ہے۔
عرب وعجم کے علمائے کرام نے ان کی عبارتوں پر کفر کا فتویٰ دیا جو حسام الحرمین کے نام سے چھپ گیا ہے، آپ چاہیں تو حق اکاڈمی مبارکپور اعظم گڈھ سے وہ کتاب منگا کر دیکھ سکتے ہیں۔
دیوبندی صاحبان نے اس کا انکار کیا کہ ہم نے یہ نہیں لکھا ہے۔ جب ان کو ان کتابوں میں وہ عبارتیں دکھائی گئی تو کہنے لگے ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں، یہ مطلب ہے اور یہ مطلب ہے۔ آج نصف صدی سے زیادہ ٹائم گذر گیا۔ پورے ہندوستان میں یہ جنگ جاری ہے۔ ہم لوگ فتاویٰ حسام الحرمین کو مان کر ان کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہیں جو کافروں کے ساتھ ہونا چاہیے اور وہ مولوی صاحبان تو مر گئے۔ مگر ان کے پیروکار اس کو تسلیم نہیں کرتے اور ان کو برابر اپنا پیشوا مانتے ہیں۔ اس لیے ہم لوگ ان کو بھی انہیں کا ساتھی براتی اور انہیں جیسا کہتے ہیں۔
رہ گیا آپ کے اس سوال کا جواب کہ وہ لوگ بھی وہ تمام کام کرتے ہیں جو ہم کرتے ہیں اسکو یوں سمجھئے کہ پاک اور ناپاک کنویں دونوں ہی ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ ناپاک کنویں میں ایک قطرہ پیشاب مل گیا ہے یا تولہ آدھ تولہ پاخانہ شامل ہو گیا ہے، اسی طرح ان لوگوں کے تمام اچھے کاموں کو رسول کی توہین کرنے والوں کا ساتھ دینا صرف ایک برائی نے سارے اعمال کو اکارت کر دیا ہے۔ والسلام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی

(۵۳۔۵۷)**مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) شریعت طاہرہ کے مطابق ایک نکاح منعقد ہو گیا مگر کوئی اسے ناجائز سمجھے اور پھر سے نکاح پڑھائے تو ایسے دوبارہ نکاح کا حکم دینے والے اور دوبارہ پڑھانے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۲) ایک شخص نے کافرہ عورت کو پیغام نکاح دیا (اور اس نے اسلام لانے کا وعدہ بھی لیا) اس نے پیام قبول کر لیا اس نے اس کے گھر جا کر یوں ہی نکاح کر لیا اور اسے اپنے گھر لے کر واپس ہوا تو صرف کلمۂ اسلام پڑھایا اور دوبارہ نکاح کیا تو اس کافرہ کا کلمہ ایمان معتبر ہوگا یا نہیں نیز ایسے پیغام دینے والے شخص پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۳) کیا اس زمانے کے جاہل ان پڑھ دیوبندی عوام جو اپنے کفریہ عقائد سے بالکل ناآشنا ہیں ان پر بھی کفر کا فتویٰ عائد ہوگا یا صرف جانکار لوگوں پر۔

(۴) اگر کوئی دیوبندی عالم دوسنّی مسلمان گواہوں کی موجودگی میں کسی کافرہ عورت کو کلمہ اسلام پڑھائے اور وہ صدق دل سے پڑھے تو کیا وہ مسلمان ہوگی۔

(۵) ایک سنی مسلمان نے دوسنی مسلمان گواہوں کی موجودگی میں کافرہ عورت سے نکاح کیا تو کیا اس کافرہ عورت کو ایمان پیش کرنے کے ساتھ دوبارہ نکاح پڑھانے کی ضرورت پڑیگی یا صرف اس کا ایمان لانا نکاح اول کی بقاء کے لیے کافی ہوگا۔ المستفتی، محمد امتیاز عالم کیریڈیہہ

الجواب

(۱) بے علم مسئلہ بتانا اور فتویٰ دینا حرام ہے۔اس لیے جس نے جائز نکاح کو ناجائز بتایا گناہ گار ہوا۔البتہ دوبارہ نکاح پڑھانے میں کوئی شرعی قباحت نہیں فقہ کی کتابوں میں جاہلوں کو ہر دن تجدید ایمان اور ہر مہینے میں تجدید نکاح کا حکم ہے۔ردالمحتار میں ہے: "والاحتیاط ان یجدد الجاھل ایمانه کل یوم ویجدد النکاح عند شاھدین فی کل شھر مرۃ او مرتین"۔

(۲) کافرہ عورت کو پیغام نکاح دے کر ایجاب وقبول کیا اور اس طرح اس کو تصرف میں لایا تو از ابتدا تا انتہا اس کی حرکت معصیت وگناہ ہوئی اور وہ فاسق اور معصیت کار ہوا اور اس سلسلے میں کسی کفر کا ارتکاب کیا تو کافر بھی ہو گیا اور اگر ہر معصیت سے بچتے ہوئے اس ارادے سے اس نے پیغام دیا اور اس سے عقد کیا کہ پھر مسلمان بنا کر اسلامی طریقے سے اسے اپنے نکاح میں لاویگا اور اسی کے موافق عمل درآمد بھی کیا تو جرم وگناہ کا مرتکب نہ ہوا۔حدیث شریف میں ہے: "انما الاعمال بالنیات" (مشکاۃ: ۱۱)

اسلام لانے کے لیے کفر سے توبہ وبرأت ضروری ہے، برأت کا اظہار کبھی یوں بھی ہوتا ہے جیسے

یہاں کا کوئی ھندو کہے کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں مجھے مسلمان کرلیا جائے تو کلمہ پڑھانا کافی ہے۔

شامی میں ہے "فان کان من صنف الاول والثانی فقال لا الہ الا اللہ یحکم باسلامہ لان ھو لاء یمتنعون عن الشھادۃ اصلاً فاذا اقرّوا بھا کان ذالك دلیل ایمانھم"

[شامی ۶/۲۴۵]

اور اگر خاص کفر بکا تھا یا کلمہ پڑھتے وقت یہ سمجھ ہی نہ سکی کہ میں مسلمان ہو رہی ہوں، یوں ہی یہ سمجھے کہ مجھے کلمہ شہادت پڑھوایا اور اس نے پڑھ دیا تو مسلمان نہ ہوئی۔ اسی میں ہے: "ولو اتیٰ بھا علی وجہ العادۃ لم ینفعہ مالم یتبرأ"۔

(۳) یہ صحیح ہے کہ جو جاہل مسلمان اہل دیوبند کے کفر پر مطلع نہ ہوا اور لاعلمی میں انہیں مسلمان سمجھ رہا ہے اس پر کفر کا فتویٰ نہیں ہوگا لیکن یہ لاعلمی ہوئی مستقل عذر نہیں، ایسے لوگوں کو جب ان کے کفر سے آگاہ کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ فلاں فلاں علمائے دیوبند پر اس کی فلاں فلاں بات کی وجہ سے علمائے عرب وعجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے تو اب اس پر لازم ہے کہ وہ اس غلط مذہب سے برأت ظاہر کرے اور ان سے الگ ہو کر سنیوں میں شامل ہو، اگر ایسا نہیں کرتا ہے اور انہیں اب بھی مسلمان ہی سمجھتا تو انہیں کے ساتھ یہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔

(۴) اسلام لانے کے لیے کلمہ تلقین کرنے والے کا ہونا کوئی شرط ضروری نہیں ہے؛ اس لیے کسی سے بھی سیکھ کر جو دل سے اس کی تصدیق کرے اور زبان سے اس کا اقرار کرے ہم اس کو مسلمان تسلیم کریں گے البتہ اسلام قبول کرنے والوں کو کسی مسلمان کا کلمہ تلقین کرانا ایک سنت متوارثہ ہے، تو کلمہ تلقین کرنے کا حق مسلمان کو ہوگا نہ کہ وہ شخص جو خود دائرہ اسلام سے خارج ہو۔

(۵) کافرہ اہل کتاب نہ ہو تو اس کا نکاح مسلمان کے ساتھ صحیح نہیں اور مرتدہ ہو تو اس کا نکاح کافر یا مسلمان کسی کے ساتھ صحیح نہیں، اسلام لانے کے بعد اس کا نکاح دوبارہ پڑھانا ضروری ہے۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۵ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

(۵۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

دونوں فریقین آپس میں گھریلو معاملات میں جھگڑا کریں اور دونوں فریق مسلمان ہیں اور دونوں فریقین کے شوہر وبیوی باہم جھگڑا کریں درمیان جھگڑا میں ایک فریق کی عورت نے دوسرے فریق کے شوہر کو یہ کہہ دیا کہ جب تک تمہاری داڑھی میں خنزیر کاٹ کر باندھ نہیں لونگی تب تک چین سے نہیں بیٹھوں گی، اس بات پر جماعت اسلام میں کافی کشیدگی پھیل گئی ہے۔ لہٰذا آپ شرعی روشنی میں فرما دیجیے۔

نوٹ:- یہ بات متعدد گواہوں کے سامنے کہی گئی ہے۔ بینوا توجرا
المستفتی محمد اسمٰعیل انصاری گوپال پور گورکھ پور

الجواب

فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ داڑھی پر ہنسنا ضرور کفر ہے کہ توہین سنت متوارثہ جمیع انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہے، اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی داڑھی کی توہین ضرور کفر ہے۔ تو وہ عورت توبہ اور استغفار کرے اور از سر نو ایمان لائے اور کلمہ پڑھے اپنے شوہر سے نکاح پڑھائے، اگر ایسا نہیں کرتی ہے تو اس کا بائیکاٹ کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

(۵۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

علمائے دیوبند کے بانی اشرفعلی تھانوی اپنی کتاب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول نے چاہا تو فلاں کام ہو جائیگا کفر وشرک ہے، تو کیا قرآن وحدیث کی روشنی میں حقیقتا ایسا کہنے والا کافر ومشرک ہے اگر نہیں تو کہنے والے اور لکھنے والے کے متعلق کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب مرحمت فرمائیں، اس لیے کہ آج ہزاروں لوگ اس کلمہ کو کہنے والے ہیں اور کم لوگ خود اس میں شامل نہیں، اشرف علی تھانوی کے لکھنے کے مطابق ہم لوگ کافر ومشرک ہوئے۔ مہربانی کرکے اس کا جواب مفصل ارسال فرمائیں تاکہ کفر وشرک سے بچا جائے اور لوگوں کو کفر وشرک سے بچائیں عین نوازش ہوگی۔

آپ کا کفش بردار محمد بقاء اللہ شمسی۔ مدرسہ عربیہ انجمن اسلامیہ قصبہ مدن پور ضلع دیوریا یوپی

الجواب

مولوی اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں رسول اللہ ﷺ کی توہین کی جس پر عرب وعجم کے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا تو ایسا آدمی اگر اپنی کسی دوسری کتاب میں قرآن وحدیث کے خلاف کوئی بات لکھے تو کیا عجب ہے، ان کی کتاب بہشتی زیور اس قسم کی گمراہیوں سے بھری پڑی ہے، اس لیے عام مسلمانوں کو اس کا دیکھنا منع ہے، یہ بات جس کا ذکر سوال میں ہے خود ان کی ایجاد کردہ نہیں ہے بلکہ ہندستان میں وہابیوں کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھی ہے اور اس طرح کہنے کو شرک بتایا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: یا یوں کہے کہ اللہ ورسول چاہے گا تو میں آؤں گا۔

ایسا کہنا نہ شرک ہے نہ کفر بلکہ ادب کے خلاف ہے مشکوۃ شریف میں امام احمد ابوداود کے حوالے سے حدیث شریف مروی ہے "عن حذیفة عن النبی ﷺ قال لا تقولوا ماشاء الله وشاء فلان ولکن قولوا ماشاء الله ثم شاء فلان" (اتحاف السادۃ المتقین: ۷/۵۷۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللہ اور فلاں چاہے مت کہو بلکہ یہ کہو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے مطلب یہ ہے کہ مشیت الٰہی کیساتھ کسی دوسرے کی مشیت کو لفظ واؤ کے ساتھ ذکر نہ کرو لفظ پھر کے ساتھ ذکر کر سکتے ہو۔ حضرت علامہ طاہر رحمۃ اللہ علیہ مجمع البحار میں فرماتے ہیں "ھذا لان الواو تفید الجمع و ثم تجمع و ترتب فیکون مشیئۃ اللہ مقدمۃ علی مشیئتہ" اس طرح کہنے کا حکم اس لیے ہے کہ واؤ دونوں مشیتوں کے صرف ایک ساتھ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور لفظ پھر ساتھ ہونے کے ساتھ ساتھ ترتیب پر بھی دلالت کرتا ہے تو اس طرح بولنے کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت دوسروں پر مقدم ہے (اور یہ سراسر ادب کا طریقہ ہے)۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم عبد المنان اعظمی ۴ جمادی الاخری ۱۴۱۶ھ

(۶۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کہ کسی جگہ کافروں نے اپنے ہنومان جی کا مگن منایا جس میں کبھی چھ سات قسم کا اناج ملا کر جلاتے ہیں اور تین دن تک دعوت عام ہوتی ہے اپنے عقیدہ کے مطابق یہ اپنا دھرم تازہ کرتے ہیں۔

اس میں کسی مسلمان نے اپنی خوشی سے اپنی بڑائی یا دکھانے یا کفر کی امداد کے لیے کثیر مقدار میں رقم دی اور تین دن تک مسلسل ٹینکر سے پانی کی بھی امداد کی، یا کسی مسلمان نے تعمیر مندر میں خوشی سے اپنا چندہ دیا تو اس کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے۔ ان کے والد حاجی ہیں ان کا مشورہ بھی شامل حال ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی، عبد الرشید سکریٹری انجمن اسلامیہ پرتاپ گڈھ ضلع جینوگڑھ راجستھان

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی یہ سب کام کفر وشرک کے ہیں، اس میں شریک ہونے والوں مدد دینے والوں اور اس سے راضی رہنے والوں پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۹ ذی القعدہ ۱۴۱۶ھ

(۶۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کہتا ہے چھوٹے بھائی کے بدلے میں بڑے بھائی کا انتقال ہوتا تو اچھا تھا، موت تو خداوند قدوس کے حکم کا نام ہے برخلاف اس کے بندے کو کیا اختیار ہے، اگر زید نے سمجھدار ہوتے ہوئے یہ جملہ کہا تو زید پر شرعی کیا حکم ہے۔

الجواب

عام بول چال میں اس قسم کا جملہ بولنے والے کا مطلب اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے اختیار پر

اعتراض کرنا نہیں ہوتا ہے بلکہ مرنے والے کی تعریف اور زندہ رہنے والے کی برائی بیان کرنی ہوتی ہے پس صورت مسئولہ میں اگر واقعہ یہی ہو کہ بڑا بھائی مرنے والے سے زیادہ موذی ہے تو زید نے بیان واقعہ ہی کیا ورنہ اس شخص کو اس سے معافی مانگنی چاہیے جسے اس جملہ سے اذیت پہونچی۔

حدیث شریف میں ان لوگوں سے بھی قطع نہ کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم ہے جو آپ سے قطع تعلق کریں اسے معاف کرو جو تم پر ظلم کرے آپ اتنے بڑے پیر کے خادم ہیں تو آپ کو اس صورت پر عمل کرنا چاہیے۔

سوال: اذان صحیح نہیں پڑھی گئی تو کیا دوبارہ پڑھنا پڑے گا؟۔

جواب: اذان میں بعض غلطی ایسی ہے کہ اس پر اعادہ ضروری ہے اور بعض پر نہیں تفصیل بہار شریعت اور دیگر کتب فقہ میں دیکھی جائے۔

سوال: غلط اذان پڑھنے والے مؤذن کو مقرر کرنے والی جماعت پر کیا حکم صادر ہوگا؟۔

جواب: یہ جان کر کہ غلط اذان کہتا ہے اس کو موذن مقرر کرنا منع ہے۔

سوال: نماز جمعہ کے دن بچوں کے شور غل کو روکنے کے لیے کسی آدمی کو مقرر کرنا ہوگا؟۔

جواب: جو بچوں کو خاموش کرنے کے لیے خود بھی شور نہ کرے بچوں کو صف میں بالکل پیچھے رکھنا چاہیے اور ان کے گارجین ان کے قریب رہیں جو بچوں کو قابو میں رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۲ رمحرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(۶۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک شخص دیوبندی سے لگاؤ رکھتا ہے یعنی اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کرتا ہے۔

(۲) دیوبندی ادارہ سے اس کی تعلیم ہے اور اپنے لڑکے کو بھی سیوان کے دیوبندی مدرسہ میں تعلیم دلوا رہا ہے۔

(۳) اس کا لگاؤ مونگیر مدرسہ سے ہے جو دیوبندی کا مدرسہ ہے اس کے لگاؤ کا ثبوت یہ ہے کہ اس نے اوقات نماز کا نقشہ مونگیر سے لاکر مسجد میں لگایا ہے۔

(۴) موصوف مذکور کے گھر دو آدمی پتہ لگانے کے لیے گئے تھے کہ یہ شخص دیوبندی ہے یا سنی تو یہ پتہ لگا کہ دس بارہ گاؤں تک کوئی سنی جماعت کا نہیں سب دیوبندی ہیں وہاں میلاد شریف نہیں مناتے ہیں شخص مذکور کے گھر والے بھی سب دیوبندی ہیں۔

(۵) ایک صاحب نے شخص مذکور سے رائے لی کہ ہم مرید ہونا چاہتے ہیں تو شخص مذکور نے

رائے دی کہ مرید ہونے کی ضرورت نہیں صرف نماز پڑھئے اور روزہ رکھئے۔

(۶) شخص مذکور کے ہم خیال لوگوں نے پھلواری شریف سے شخص مذکور کے بارے میں استفتاء کیا تو وہاں سے جواب آیا کہ شخص مذکور کے پیچھے نماز جائز ہے۔

(۷) شخص مذکور سے کبھی درود پڑھتے سنا نہیں گیا۔

(۸) شخص مذکور کا کہنا ہے کہ ہم کسی مولوی کے پیچھے پڑے نہیں رہے ہم کو کسی مولوی سے تعلق نہیں

(۹) شخص مذکور ۲۰ سال سے ایک مسجد میں امامت کرتا ہے۔

(۱۰) شخص مذکور کی داڑھی حد شرع سے بہت کم ہے۔

(۱۱) من میں آتا ہے تو نماز پڑھتا ہے ورنہ نہیں حضور از روئے شریعت آپ ارشاد فرمائیں کہ شخص مذکور دیوبندی ہے یا سنی؟ کیا دیوبندی کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟ تفصیلی جواب سے رہبری فرمائیں یہاں کی سنیت خطرہ میں ہے۔ مستفتیان قیام الدین، صوفی تاج محمد علی حسن مقام خیرہ بازار ضلع چھپرہ

الجواب

کسی کے مسلمان (سنی) وکافر (دیوبندی) ہونے کا فیصلہ اندازے اور قیاس سے نہیں طے ہوگا۔ آپ ان سے صاف صاف پوچھئے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں اور مولوی اشرفعلی تھانوی نے حفظ الایمان میں رسول اللہ ﷺ کی توہین کی اس پر مکہ ومدینہ کے علماء نے انہیں کافر کہا، آپ کیا کہتے ہیں اگر حقیقت حال سے آگاہ ہوکر بھی ان چاروں مولویوں کو کافر نہ کہے تو دیوبندی ہے۔ اور کافر کہیں تو دیوبندی نہیں، باقی رہ گئی اس کے پیچھے نماز پڑھنے کی بات تو اگر آپ اپنے اس بیان میں سچے ہیں کہ ان کی داڑھی حد شرع سے کم ہے اور وہ بلاعذر شرعی جب جی چاہتا ہے نماز پڑھتے ہیں اور جب جی چاہتا ہے نماز چھوڑ دیتے ہیں تو وہ شخص فاسق معلن ہے اس کو جان بوجھ کر امام رکھنا گناہ ہے اور رکھ لیا تو بشرط استطاعت اس کو امامت سے علحدہ کرنا واجب اور جتنی نماز اس کے پیچھے پڑھی سب دہرائیں تو اس کو امامت سے علحدہ کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، علمائے دیوبند اور ان کے کفریات پر مطلع ہوکر انہیں مسلمان سمجھنے والوں کو علمائے حرمین شریفین نے کافر کہا ان کے پیچھے نماز ہوگی ہی نہیں ان کو امام بنانے کا سوال ہی غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۲ رمحرم الحرم ۱۴۱۷ھ

(۶۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کا ایک مکتبہ ہے جو کچھ لوگوں کو گوارا نہیں، زید کو وہاں سے ہٹانے کے لیے کچھ نہ کچھ سازش

رچی جاتی رہتی ہے، ایک باراس پر ایک غلط الزام لگا کر بری طرح مار پیٹ کر زخمی کر دیا اور جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو زید بدتمیزی سے پیش آیا، اس پر زید کے والد نے کہا کہ دوکان خالی کرو مزید بات بڑھی تو کہا کہ دوکان میں آگ لگا دوتا کہ جھگڑا ختم ہو جائے، اس پر مخالفین میں سے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ دوکان میں تو دینی کتابیں اور قرآن شریف ہے، لہذا اس سے قرآن شریف کی توہین ہوئی ہے اور قائل پر توبہ وغیرہ لازم ہے ظاہر ہے کہ زید کی مراد قرآن شریف یا کتب دینیہ کی توہین ہرگز نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی محمد شفیق بریلی شریف بتاریخ ۱۴ راگست ۱۹۹۶ء

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں قرآن شریف کی توہین کا سوال اٹھانا غلط ہے۔

اولا: دوکان کے دونوں اطلاقات ہیں خالی از سامان مکان جو دوکان کے لیے بنا اس کو بھی دوکان کہتے ہیں اور سامان اور مکان دونوں کے مجموعہ کو بھی دوکان کہتے ہیں تو ایک احتمال زید کے کلام میں یہ پیدا ہوا۔

ثانیا: آگ لگانے کی نسبت قرآن کی طرف نہیں اس لیے اس کو قرآن عظیم کی توہین قرار دینا صحیح نہیں جب کہ قائل تصریح کر رہا ہے، میری مراد قرآن شریف اور کتب دینیہ ہرگز نہیں، اس لیے نہ تو اس جملہ کو کفر قرار دیا جاسکتا ہے نہ اس کے قائل پر توبہ اور تجدید ونکاح کا حکم لگے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(۶۴-۶۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید امام ہے اور اس نے اپنی تقریر میں ایک مسئلہ کا اعلان کیا کہ اگر کوئی غیر مسلم کسی مسلمان کو زبردستی خنزیر کا گوشت کھانے کے لیے کہے کہ اگر تم خنزیر کا گوشت نہیں کھاؤ گے تو میں تمہارے گلے پر چاقو چلادوں گا تو اس صورت میں مسلمان کو گوشت کھالینا جائز ہے؟

نیز مسئلہ ذیل کو لے کر گاؤں والوں میں بہت کافی اختلاف ہو گیا ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کھانا ہی نہیں چاہیے اور کچھ لوگ زید کی تائید میں ہیں۔ حضور والا سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ کی کیا نوعیت ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) اور دوسری بات یہ ہے کہ گاؤں میں ایک رسم ہے کہ سال میں ایک بار کسی موقع پر ہندو بالو پر کچھ منتر پڑھ کر اپنے گھروں میں چاروں طرف چھڑک دیتے ہیں، اس سے سال بھر سانپ گھر میں نہیں آئے گا، ٹھیک یہی رسم مسلمان بھی کرتے اور کرواتے ہیں تو یہ کرنا مسلمانوں کے لیے کہاں تک درست ہے، یا بالکل ہی لغو ہے؟ بالتفصیل جواب عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔ المستفتی: محمد عرفان چشتی چھپرا

الجواب

معاذ اللہ شراب پینے یا مردار کا گوشت کھانے یا سور کے گوشت کھانے پر کوئی مجبور کیا گیا اگر وہ اکراہ غیر ملجی ہے یعنی حبس وضرب کی دھمکی ہے تو ان چیزوں کو کھانا پینا جائز نہیں، البتہ شراب پینے میں اس صورت میں حد نہیں ماری جائے گی، شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ اکراہ ملجی ہے یعنی قتل یا قطع عضو کی دھمکی ہے تو ان کاموں کا کرنا جائز بلکہ فرض ہے اور اگر صبر کیا اور ان کاموں کو نہیں کیا اور مارڈالا گیا تو گنہگار ہوا کہ شرع نے ان صورتوں میں یہ چیزیں ان لوگوں کے لیے جائز کی تھیں، جس طرح بھوک کی شدت اور اضطرار کی حالت میں یہ چیزیں مباح ہیں، ہاں اگر اس کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس حالت میں ان چیزوں کا استعمال شرعا جائز ہے اور ناواقفی کی وجہ سے استعمال نہیں کیا اور قتل کر دیا گیا تو گناہ نہیں، یوں ہی استعمال نہ کرنے کی وجہ سے کفار کو غضب میں ڈالنا مقصود ہو تو گناہ نہیں۔ (درمختار عالمگیری)

اگر اس منتر میں کوئی لفظ کفر کا ہے یا اس عمل میں کوئی فعل کفر کا کرنا پڑتا ہو تو اس کا کرنے والا اس کی تصدیق کرنے والے سب کافر ہو گئے، سب پر توبہ تجدید ایمان، تجدید نکاح ضروری ہے اور کوئی قول یا فعل کفر نہ ہو تب بھی ایسا سفلی عمل کرنا حرام ہے۔ (فتاوی افریقہ ص ۱۷۱) واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۱ر جمادی الاولی ۱۷ھ

(۲۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہمارے یہاں سود کا عام رواج ہے۔ علما ومشائخ نے عوام کو کافی بتایا کہ زنا کاری، چوری، سود کھانا، غصب، ظلما کسی کا مال لے لینا، یہ سب چیزیں حرام ہیں اور عوام کو بھی معلوم ہے، کہ یہ چیزیں حرام قطعی ہیں۔ لیکن عوام اس فعل کو ترک کرنا نہیں چاہتے بلکہ انہماک کے ساتھ یہ افعال علی الاعلان کرتے ہیں۔

ایک عالم دین نے بروز جمعہ دوران تقریر یہ مسئلہ بیان کیا کہ جو شخص بعینہ مال حرام یا محض شے حرام پر بسم اللہ پڑھے، یا حرام کھانے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے، اور کھائے وہ شخص کافر ہو گیا۔ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے۔ اور حوالہ میں عالم گیری جلد دوم مطبع رحیمیہ دیو بند باب منها ما يتعلق بالحلال والحرام ص ۲۸۶ پر یہ عبارت موجود ہے:

من اكل طعاما حراما و قال عندالاكل بسم الله حكي الامام المعروف بمشتملي يكفر ولو قال عند الفراغ الحمد لله قال بعض المتاخرين لا يكفر۔

اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مطبوعہ لمیٹیڈ کمپنی دیو بند ۲۰۸ پر یہ عبارت موجود ہے:

من قال عندابتداء شرب الخمر او الزنا او اكل الحرام بسم الله كفر فيه انه ينبغي ان

یکون محمولا علی الحرام المحض المتفق علیه و ان یکون عالما نسبة التحریم الیه بان یکون حرمتهٗ مما علم من الدین بالضرورة کشرب الخمر ثم قال بعد اکل الحرام الحمد لله اختلفوا فیه فان اراد به الحمد علی الله رزقا کفر ای ما رز ق الحرام فانه استحسان له حیث عده نعمة و هو کفر اما لو اراد الحمد علی الرزق المطلق من غیر ان یخطر بباله الحرام و الحلال لا یکفر بخلاف المعتزلة فان الحرام لیس رزقا عندهم و عند ناالرزق یحمل علی الحرام والحلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور مالابدمنہ باب کلمات الکفر ص ۱۴۱ پر یہ عبارت ہے:

مسئلہ: اگر مردے بسم اللہ گفتہ شراب خورد یا زنا کرد کافر شود، وہمچنیں اگر بسم اللہ گفتہ حرام خورد۔

اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت نے فتاوی رضویہ میں ص ۹۳ پر یہ لکھا ہے:

جس شخص نے قمار بازی یا حرام کاری سے جو چیزیں حاصل کیں بقیہ اسی چیز پر نیاز دلائی۔ مثلاً: جوئے میں چاول جیتے تھے انہیں کا پلاؤ پکایا، یا زانیہ کو اس کے آشنا نے گوشت بھیجا اسی پر فاتحہ دلائی۔ جب تو وہ نیاز فاتحہ یقینی مردود اور اس کا کھانا قطعی حرام۔ اور فاتحہ دینے والے کو اگر معلوم تھا کہ یہ بعینہ وہی شے ہے۔ تو وہ بھی سخت عظیم اور شدید گناہ میں گرفتار ہوا، یہاں تک کہ فاتحہ دینے والے دونوں پر معاذ اللہ خوف کفر ہے۔ دونوں پر لازم کہ کلمہ اسلام سرے سے پڑھیں، اور نکاح کی تجدید کریں۔ فی الهندیه عن المحیط لو تصدق علی الفقیر شیئا من المال الحرام و یرجوا ثوابه کفر و لو علم الفقیر بذلك فدعا له وا مّن المعطی فقد کفر۔

لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ عالم دین کی باتیں تو عوام مانتے نہیں، اور بعینہ مال حرام کو جان بوجھ کر اس پر بسم اللہ پڑھے وہ کافر ہو گیا کہ نہیں؟

المستفتی: شہباز رضا شمسی کھڑہرا بھاگلپور

الجواب

عالم صاحب کے بیان کا پہلا ٹکڑا عالم گیری میں نہیں ہے، دوسرا ٹکڑا ہے کہ حرام کھاتے وقت یا شراب پیتے وقت اور زنا اور جوئے کے وقت کوئی بسم اللہ پڑھے تو کافر ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شرعا جائز کام کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنے کا حکم ہے تو جو حرام کام پر بسم اللہ پڑھے تو گویا اس نے اس کو حرام نہیں تسلیم کیا، اور حرام قطعی جو ضروریات دین سے ہو اس کا انکار کفر ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے عالم گیری میں آئے ہوئے لفظ اکل حرام کی توضیح فرمائی ہے کہ اس سے

مراد خالص حرام ہے جس کی حرمت پر سب کا اتفاق ہو۔ اور بسم اللہ پڑھ کر کھانے والا بھی یہ یقین رکھتا ہو کہ یہ مال حرام قطعی ہے، آپ نے اس کی مثال میں شراب کا ذکر کیا جس کی حرمت ضروریات دین میں سے ہو۔

عالم گیری کی ہی عبارت میں دوسرا حکم یہ تھا کہ بعینہ حرام غذا کو بسم اللہ پڑھ کر کھانے کا تو وہ حکم تھا، لیکن وہی غذا کھا کر کسی نے الحمد للہ کہا تو کفر نہ ہوا، اور کچھ لوگ اس کو بھی کفر کہتے ہیں۔

ان دونوں میں وجہ فرق یہ ہے کہ بعینہ حرام قطعی پر بسم اللہ پڑھنے اور کھانے کا مطلب یا تو یہ ہے کہ وہ شخص اس غذا کو حرام نہیں سمجھتا تو یہ اس کی حرمت کا انکار ہوا جو کفر ہے۔ یا حرام قطعی بعینہ پر بسم اللہ پڑھ کر حکم خدا کا مذاق اڑا رہا ہے، اور یہ بھی کفر ہے۔

اور دوسری صورت میں یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اس شخص نے اس حرام کو صرف رزق سمجھ کر اس پر خدا کی تعریف کی، اور یہ کفر نہیں کہ علمائے اسلام کے نزدیک حلال اور حرام دونوں ہی رزق ہے۔ البتہ اگر اس کو رزق حلال سمجھ کر الحمد پڑھا تو کفر ہوا کہ اس نے حرام کو حلال جانا۔ تو چونکہ الحمد پڑھنے کی صورت میں ایک احتمال غیر کفر کا بھی ہے تو قائل پر حکم کفر نہ ہوگا۔

مالا بد منہ میں عالم گیری کے مذکورہ بالا جزیہ کا فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ ہاں فتاوی رضویہ میں البتہ اس جزئے کی مزید توضیح ہے۔

(۱) ایسے مال کو بسم اللہ پڑھ کر صرف کھانا ہی نہیں، اس کو ثواب کی نیت سے فقیر کو دینا، اور اس پر مردوں کے لیے ایصال ثواب کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲) عالم گیری میں جس بات کو کفر کہا گیا ہے۔ اس سے مراد کفر فقہی ہے جس میں تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم ہوتا ہے۔ اور اسی کی اعلیٰ حضرت نے یہ تعبیر کی ہے کہ اس پر کفر کا خوف ہے۔ یہ کفر کلامی نہیں کہ جس میں آدمی دائرہ اسلام سے بالکلیہ خارج ہو جاتا۔

(۳) مال حرام بعینہ جس کا ذکر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کیا ہے۔ اس کی مثال خاص وہ غلہ ہے جسے مثلاً جوے میں جیتا، یا مثلاً گوشت اور کھانے کی چیز جسے زانیہ کے آشنا نے اس کے پاس بھیجا۔

اس سے معلوم ہوا کہ غلہ یا گوشت وغیرہ کو بیچ کر اس کی رقم سے کھانا کھلایا، یا فاتحہ دلائی، یا حرام رقم ملی اور اس سے خرید کر یہ امور انجام دیئے تو ایسے کھانے کو بسم اللہ پڑھ کر کھانے والے کا وہ حکم نہیں۔

اس لیے کسی آدمی پر تجدید ایمان یا تجدید نکاح کا حکم لگانے کے لیے تحقیق کی ضرورت ہوگی، اور جس کے بارے میں بالیقین معلوم ہو کہ اس نے بعینہ مال حرام کو بسم اللہ پڑھ کر کھایا۔ اس پر حکم ضرور لگے گا۔ لیکن جس کے بارے میں یہ تحقیق نہ ہو اس پر یہ حکم وارد نہ ہوگا۔

اور آج کل لوگ خرید وفروخت کوئی خاص رقم دکھا کر اس کے بدلہ میں سامان نہیں مانگتے اور چیز لے کر اسے دکھائے ہوئے روپیہ کو چیز کے بدلہ میں نہیں دیتے، بلکہ معاملہ مطلقا نقد پر ہوتا ہے۔ بعد میں کوئی بھی سکہ وید یتے ہیں۔ ایسے صورت میں اگر حرام رقم بھی ملی ہو تو خریدا ہوا مال حرام نہیں ہوتا۔ ایسے خریدے ہوئے مال کو بعینہ حرام کہنا صحیح نہیں۔ البتہ ایسے لوگوں کے یہاں جن کا غالب مال حرام آمدنی سے ہو دعوت کھانا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۶ شعبان ۱۷ھ

(۶۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کا باپ نہایت ہی برا آدمی ہے جس کی وجہ سے زید کے دل میں باپ کی نفرت ہے۔ ایک دن خالد نے زید کو سمجھاتے ہوئے کہا کہ اگر باپ بیٹے کو بوٹی بوٹی کاٹ دے پھر بھی بیٹے کو کچھ بولنے کا حق حاصل نہیں۔ اس بات پر طیش میں آکر زید نے یہ بات کہہ دی اگر یہ بات قرآن شریف میں لکھا ہے کہ باپ بیٹے کو ناحق بوٹی بوٹی کاٹ سکتا ہے تو میں قرآن کو نہیں مانتا۔ تو اس قول سے زید کا ایمان جاتا رہا یا باقی ہے؟ مہربانی کر کے مفصل ومدلل تحریر فرمائیں۔ المستفتی: معراج احمد مہولیا بھولیا برج گنج گورکھپور

الجواب

باپ بیٹے کو ناحق بوٹی بوٹی کاٹ سکتا ہے، یہ بات قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھی ہے بلکہ اس کا الٹا لکھا ہے: ﴿ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُم مِّنْ إِمْلَاقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ ﴾[الانعام:۱۵۱]

اپنی اولاد کو بھوک کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔

﴿ مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً ﴾ [المائدۃ:۳۲]

جس نے بغیر بدلہ قتل اور فساد کے کسی کو مارا تو اس نے گویا سب انسانوں کو قتل کیا۔

تو جب خط کشیدہ بات قرآن میں نہیں تو جو انکار اس بات کے قرآن میں ہونے پر معلق کیا تھا وہ نہیں پایا گیا تو اس کا یہ قول کفر نہ ہوا۔ مگر صورۃ یہ کلمہ شنیع ہے اس لیے زید کو توبہ واستغفار کرنا چاہیے اس کو اس بات کا اظہار کرنا چاہیے کہ میں نے اس بات کا انکار کیا، قرآن شریف کے تو ہر ہر حرف پر میرا ایمان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲ر محرم ۱۸ھ

(۶۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید مسلمان ہے اور مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کر رہا ہے مگر قرآن وحدیث کے خلاف بلا دھڑک بول رہا ہے، قرآن کے خلاف ایسا لفظ بول رہا ہے کہ غیر مسلم بھی نہیں بول سکتا۔ لہذا ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا رہنا سہنا شریعت کیا حکم دے رہی ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جلد سے جلد جواب دیں تا کہ دل

راحت اور سکون پہونچے۔ بہت حسین کرم ہوگا۔ فقط والسلام

آپ کا خادم　　مولٰنا ریاض القادری بلیاوی

الجواب

آپ نے زید کا قول نقل نہیں کیا اس لیے اس کے بارے میں حکم نہیں دیا جاسکتا، البتہ مسئلہ یہی ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے کلمہ پڑھ لینا فرائض کا ادا کرلینا ہی کافی نہیں ہے، اگر ان سب اسلامی کاموں کے کرنے کے باوجود کوئی ایسا کام کیا جو کفر ہے یا بات بولی جو کفر ہے۔ ضروریات دین کا انکار کیا۔ اللہ و رسول اور قرآن و حدیث کا انکار کیا۔ یا اس کے خلاف ایسی بات کہی جس سے ان کی توہین ہو تو آدمی مسلمان نہیں رہتا ہے۔ مسلمانوں پر اس سے تعلقات توڑ لینا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی دارالافتاء شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ　　۱۲ر محرم الحرام ۱۴۰۸ھ

(۶۹-۷۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک شخص مکتب میں پڑھاتے ہیں اور شادی میں نکاح پڑھاتے ہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ قرآن پاک کا چالیس پارہ ہے دس پارہ عرش پر اللہ نے رکھا ہے اور باقی تیس پارہ زمین پر اتارا ہے۔ قرآن پاک ایک کہانی قصہ ہے۔

(۲) مسجد میں بغیر کنکشن لیے چوری سے بجلی اور پنکھا جلانا اور چلانا جائز ہے اس سے مسجد کی حرمت پر اثر نہیں پڑے گا۔

نوٹ:- یہ شخص لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ لوگوں کو شک پیدا کردیتا ہے اور سمجھانے پر اپنی بات کو اونچا رکھنے کے لیے ضد کرکے اکڑ جاتا ہے۔ ہم لوگوں کے پاس اتنا علم نہیں ہے کہ اس سے بحث کریں کیا یہ شخص لوگوں کا ایمان خراب نہیں کررہا ہے، اس کی باتیں مدرسہ کے مسلم بچوں کے لیے مضر نہیں، ازراہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں عقائد اہل سنت و جماعت کے تحت جواب مرحمت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی محمد رضا انصاری　جگدیش پور گھور کھپور

الجواب

(۱) برتقدیر صدق مستفتی قرآن مجید جو مسلمانوں کے پاس ہے اس کو ناقص کہنا کفر ہے، اسی طرح قرآن عظیم کو قصہ کہانی کہنے کا مطلب اگر یہ ہے کہ گڑھت اور بناوٹی جیسے ناول اور افسانے اس میں جو واقع ذکر کیے گئے ہیں ان میں ایک کے لیے بھی یہ کہنا کہ وہ صحیح نہیں یا واقعہ کے خلاف ہے۔ کفر ہے۔ ایسے بددین کے پیچھے نماز ناجائز اور اس کی امامت حرام اور اس سے اپنے بچوں کو تعلیم دلانا سخت منع ہے

مسلمان اس کو فوراً علیحدہ کریں اور اس سے تمام تعلقات منقطع کرلیں۔

(۲) ایسی بجلی جلانا جائز نہیں، گناہ ایسا غلط کام کرنے والے پر ہے۔ مسجد میں نماز جائز ہوگی۔

واللہ تعالیٰ اعلم　عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو　۲ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

ارتداد کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اہل سنت وجماعت (سنی رضوی) ہے اسکے والد صاحب دیوبندی تھے اور سوتیلی ماں بھی دیوبندی تھیں، سوتیلی ماں بالکل جاہلہ تھی، عقائد سے ان کو کائی جان کاری نہیں تھی، ہاں والد صاحب ضرور معمولی اردو پڑھے لکھے تھے، جب کبھی زید کے ماموں ان سے عقائد کے متعلق گفتگو کرتے اور تھانوی گنگوہی وغیرہم کی کڑی عبارتیں بتاتے یا سناتے تو کہتے تھے کہ سب باتیں عالموں کی ہیں اور وہی جانتے ہیں میں جاہل ہوں۔ کیا سمجھوں یا کیا جانوں، اک سال حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان زید کے گاؤں تشریف لائے تھے حضرت نے جہاں قیام فرمایا تھا وہاں زید کے والد حضرت کی زیارت سے مشرف ہونے کے لیے گئے۔ سلام ومصافحہ کے وقت مالک مکان نے حضرت سے کہا یہ زید کے والد ہیں مگر وہی (دیوبندی) ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ حکم عوام پر نہیں ہے۔ بریلی شریف میں بھی کسی موقع پر زید کی موجودگی میں حضرت نے فرمایا تھا کہ کفر کا حکم عام دیوبندی یا دیوبندیوں کے عوام پر نہیں ہے، اس وجہ سے عوام سمجھ کر والد اور سوتیلی ماں کی جنازہ کی نماز زید نے پڑھادی ہے۔ اب مؤدبانہ التماس ہے کہ زید پر شرعی حکم کیا صادر ہوتا ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں کرم ہوگا۔ فقط والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

المستفتی حافظ نصر اللہ انصاری ساکن پورہ بندھل

ڈاکخانہ مدھوبن تحصیل گھوسی ضلع اعظم گڑھ یوپی ۲۱ نومبر ۱۹۸۵ء

الجواب

سوتیلی ماں کے سوال میں جو تفصیل مذکور ہے اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ان کا حکم ضرور عوام اہل اسلام کا ہے، اور ان کو لاعلمی کا فائدہ پہونچنا چاہیے۔ مگر والد کے لیے کہ جب یہ کہا جاتا کہ دیوبندیوں نے یہ کہا ہے یا ان کی عبارت سنائی جاتی تو اپنے جاہل ہونے کا عذر کرتے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قصداً اس پر غور وفکر کرنے سے بچتے تھے اور علم کے بعد اجتناب اور قصداً انہیں لوگوں کے ساتھ اپنے کو شمار کر ضرور رضا بالکفر ہے اور ان کا حکم لاعلم عوام کے جیسا نہیں ہے۔ اس لیے سائل نے اگر ان کو مسلمان سمجھ کر

نماز پڑھی تو ضرور توبہ وتجدید ایمان کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

(۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مسجد کے سامنے سے ایک نالی کے ذریعہ مسجد کا پانی بہتا ہے، جمعہ کے دن پانی ادھرادھر بہہ رہا تھا جمعہ بعد زید گاؤں والوں پر بگڑ رہا تھا کہ کیسے مسلمان ہیں نالی بنواتے نہیں ہیں اور برا بھلا بول رہا تھا، اتنے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ آیئے صلاۃ وسلام پڑھ لیا جائے تو اس پر زید نے کہا کہ تیرے ایسے صلوۃ وسلام پر خدا کی لعنت ہے، اس جملہ سے زید پر شرعا کیا حکم عائد ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا المستفتی علی احمد اورنگا آباد سلیم پور دوریا۔

الجواب

صورت مسئولہ میں زید پر توبہ اور تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

(۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہندہ کی لڑکی بہت دنوں سے بیمار ہے اور اس کی بیماری کی پریشانی میں ہندہ نے یہ الفاظ خدا کی شان میں کہدیا کہ وہ بھی اپدرو کئے ہیں نعوذ باللہ۔ اب یہ کلمات کہنے والے پر کیا حکم ہوتا ہے، دین سے خارج ہوئی یا نہیں اگر دین سے خارج ہوگئی تو اس کا نکاح بھی جاتا رہا یا نہیں؟ پھر دین میں آنے کی کیا صورت ہے؟ اگر دین میں آگئی تو پھر دوبارہ نکاح کرنا ہوگا یا نہیں؟۔ بینوا توجروا فقط والسلام

مع الاحترام ۸۷/۳/۱۸ء

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں ضرور دین سے خارج ہوگئی اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے از سر نو کلمہ پڑھے اور کلمہ پڑھنے کے بعد اس کو مجبور کیا جائے گا کہ اپنے شوہر ہی کے ساتھ تجدید نکاح کرے

(فتاویٰ رضویہ)

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۸؍ رجب المرجب ۱۴۰۷ھ

(۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک کثیر التعداد اہل سنت والجماعت۔ (بریلوی مسلک) کی آبادی والے قصبہ پنڈیشہ ضلع مالدہ مغربی بنگال کی مسجد جس کے جملہ ارکین مسجد ومصلیان سب کے سب مع صدر وسرپرست وناظم

اہل سنت وجماعت (بریلوی مسلک) کے ہیں، وہابیت، دیوبندیت، تبلیغیت کا کوئی دخل نہیں، مسجد مذکورہ میں ایک سنی امام صاحب بریلوی رہکر سات سال تک جملہ اہل سنت والجماعت (بریلویوں) کی امامت فرمائے۔ اور اب کم وبیش ایک سال کے ہورہا ہے کہ امام صاحب شہر اعظم گڑھ متصل جامع مسجد کے رہنے والے ایک پیر صاحب جن کا نام نامی اسم گرامی مولانا اسرار الحق خاں صاحب ہے مرید ہو گئے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ پیر طریقت مولانا اسرار الحق صاحب کس عقیدے کی شخصیت کے مالک ہیں جب کہ وہ اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں۔ لیکن بریلوی کہنے سے پہلوتہی کرتے ہیں، اور ان کی خانقاہ ومحافل میں سنی جو کہ مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماننے والا ہے کوئی بھی کسی بھی ارادتمندی وعقیدت مندی کے تحت بالکل نہیں جاتا۔ برعکس اسکے غیر بریلوی نام نہاد سنی دیوبندی تبلیغی حضرات ان کے کافی ارادتمند وعقیدت مند ہیں اور ان کی بارگاہ میں حاضری دے کر باریاب شرف باشرف ہونے کا فخر بھی محسوس کرتے ہیں اور پیر صاحب بھی اپنے ان تمام محبت وعقیدت مندوں سے سلام وکلام طعام دینی ودنیاوی ہر قسم کا رشتہ رکھتے ہیں علاوہ ازیں اپنے مریدوں کو جو شجرہ دیتے ہیں اس میں اکابرین دیوبندیہ وتبلیغیہ کے نام بھی درج ہیں، مثلاً سید شہید دہلوی، جنہیں رحمۃ اللہ علیہ جیسے لفظ سے نوازا گیا ہے۔ کہ یہ حضرت بھی ان کے شجرے میں موجود ہیں اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سے اکابرین دیوبندیہ وتبلیغیہ شجرے میں درج ہیں۔ یہ پیر صاحب یعنی مولانا اسرار الحق خاں صاحب کے نانا میاں کا مزار اعظم گڑھ شہر سے باہر چند میل کی دوری پر منگوروں نام گاؤں میں ہے اور وہ صاحب مزارات کے بھی کمالات علم وعبادت وزہد وتقوی کی تعریف بھی اعظم گڑھ کے یہی ان کے عقیدتمندگان ودیوبندی تبلیغی حضرات کے منھ سے بہت سنی جاتی ہے کہ یہ پیر طریقت مولانا اسرار الحق خاں صاحب کی شخصیت کے آفتاب کی بکھرتی کرنوں میں یہ مندرجہ بالا مناظر نظر آتے ہیں، ایسے عالم میں مقصد دریافت کی اینکہ اگر مولانا اسرار الحق خاں صاحب کی بابت کچھ جانکاری ہو تو مطلع فرمایا جائے کہ یہ حضرات کس عقیدے کے حامل ہیں اور اگر ان کی شخصیت کی بابت جانکاری نہ ہو تو ان کی شخصیت کی جو منظر کشی اوپر کی سطور میں کی گئی ہے اس کی روشنی میں کیا انہیں سنی (بریلوی) تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ اور ہندوستان میں جو نام نہاد سنی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا امام نہ مانے اور فرقۂ وہابیہ دیوبندیہ وتبلیغیہ کو کافر نہ مانے "جس پر اعلیٰ حضرت نے خود بھی اور علماء کرام حرمین وشریفین نے بھی کفر کے فتوی صادر کئے اور کروائے اور ساری دنیا کے اہل حق۔ علماء مومنین ومسلمین کی ساری ملت اسلامیہ (اہل حق نے تسلیم کیا)" کیا ایسے پیر ومرید یا کہ اس طرح کا خلاف اعلیٰ حضرت مکتبہ فکر رکھنے والا۔ جو کہ چھپے طور پر دیوبندیت وتبلیغیت سے جڑا ہوا اور

بظاہر نیاز وفاتحہ اور قیام بھی کرتا ہو اور طریق قادریہ چشتیہ مجددیہ بھی اپنائے ہوئے ہو۔ کیا ہندوستان بھر بلکہ ساری دنیا میں اور مر کر حشر تک اسے صحیح العقیدہ سنی مان کر اس کی امامت میں ایک سنی (بریلوی) کی نماز ہوسکتی ہے؟۔ اور جو اس کو سنی مان کر اس کے پیچھے نماز پڑھے اور امام کو حق مانے کیا وہ مقتدی مسلمان خدا اور اس کے رسول کی نگاہ میں رہ گیا۔ ازراہ کرم اسکے مدلل جواب سے جہاں تک جلد سے جلد ممکن ہو تحریری طور پر مطلع فرماکر ہمارے یہاں کی ایک کثیر التعداد ملت اسلامیہ اہل سنت وجماعت۔ (مسلک اعلیٰ حضرت) کو گمراہی کے اندھیرے میں غرق ہونے سے بچاکر ایک بہت بڑی تباہی سے روک کر ملت اسلامیہ کی ہماری تنظیم اہل سنت وجماعت (مسلک اعلیٰ حضرت) پر احسان فرمایا جائے۔ فقط والسلام

طالبان کرم تنظیم اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقام پنڈیشہ ضلع بردوان مغربی بنگال ۲۷/مارچ ۱۹۸۷ء

الجواب

اسرار الحق صاحب کے نانا مولوی محمد سعید الحق صاحب اعظم گڑھ شبلی کالج میں ماسٹر تھے اور ایک گمنام قسم کے آدمی تھے مگر نواسے نے زیادہ شہرت پائی۔ یہ دونوں (نانا اور نواسے) طبقۂ اہل سنت وجماعت میں سے نہیں، نہ ان کا کوئی تعلق ہندوستان کے سنی علماء ومشائخ سے ہے، اور اب آپ کی تحریر سے یہ معلوم ہوا کہ ان کے پیروں میں اسمٰعیل دہلوی جیسے گمراہ لوگ ہیں جن پر ستر وجہ سے کفر کا لزوم ہے۔ بلا شبہ ایسے شخص سے مرید ہونا ناجائز وحرام اور جو شخص سنی (بریلوی) ہوکر اور حالات سے مطلع ہوکر بھی ایسے شخص سے ارادت باقی رکھے وہ امامت کے لائق نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۳۰/رجب المرجب ۱۴۰۷ھ

(۵) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے فارغ شدہ عالم ہے۔ اور اس کا گھرانہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے۔ زید اپنے لڑکے کی شادی وہابی ودیوبندی کے یہاں کر رہا ہے۔ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے، ان لوگوں کے یہاں شادی کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ جیسا ہو قرآن وحدیث وسنت کی روشنی میں جواب دیں تاکہ دل کو اطمینان پہونچے۔ مولنا ریاض القادری۔ جگر سڑ بلیاوی

الجواب

دیوبندی وہابی پر علمائے متاخرین نے کفر کا فتوی دیا ہے۔ وہابی مرد ہو یا عورت اس کا نکاح سنی مسلمان سے ہو ہی نہیں سکتا۔ عالم گیری میں ہے: ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ

ولا کافرة اصلية و كذلك لايجوز نكاح مرتدة مع احد ۔(۱/۳۶۰)

زید نے اپنے لڑکے کا نکاح وہابیہ سے کیوں کیا ہے۔اس کو انہیں صاحب سے پوچھئے اگر کوئی صحیح وجہ بتائیں تو لکھیں۔ورنہ ایسا کام کرنے والا گنہگار۔اور حرام کار ہوگا۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۵رذی القعدہ ۱۴۰۷ھ

(۶۔۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کوئی شخص مسلمان کہلانے والا حضور اقدس ﷺ کو ان پڑھ یا جاہل کہے، مثلاً یوں کہا کہ اس کے ماں باپ نے نہیں پڑھایا اس وجہ کر کے وہ جاہل تھا، لہذا میں اپنے بچے کو انجینیر ہی پڑھاؤں گا، لہذا شریعت مطہرہ کے رو سے ایسے کہنے والے پر کیا حکم عائد ہوتا ہے اور تمام مسلمانوں کو اس شخص کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔

(۲) چہلم شہدائے کربلا کے موقع پر دینی مدارس میں فرصت دی جائے یا نہیں، یہاں پر مسلمان آپس میں الجھے ہوئے ہیں کہ کسی کا کہنا ہے کہ فرصت دی جائے اور کسی کا کہنا ہے کہ فرصت نہیں دی جائے۔

(۳) بلاؤج جو عام طریقے سے عورتیں دور حاضر میں پہنتی ہیں اس بلاؤج کو پہنکر نماز درست ہوگی یا نہیں اور اس بلاؤج کو غیر نماز کے پہننے پر کیا حکم ہے؟ برائے کرم جواب عنایت فرمائیں۔عین نوازش ہوگی۔ المستفتی: سلطان احمد قادری مدرسہ قریشیہ رضویہ شراب بھٹی روڈ پوسٹ ہجوگوڑی تنکیا آسام

الجواب

(۱) جہالت ایک عیب ہے تو جس نے (معاذ اللہ) حضور علیہ السلام کو جاہل کہا آپ کو عیب لگایا اور یہ کفر ہے

"اذا عاب الرجل النبي عليه السلام في شيء كان كافرا"

پس شخص مذکور دین اسلام سے خارج ہو گیا اس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

درمختار میں ہے:"مايكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح "(در مختار:۳/۲۹۹)

اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان سارے اس سے تعلقات ختم کرلیں۔

(۲) چہلم کے دن نہ چھٹی دینے کا حکم ہے نہ منع، جی چاہے مدرسہ بند کیجئے جی چاہے کھلا رکھئے البتہ اس دن سوگ اور نوحہ جو رافضیوں کا شعار ہے اس کا کرنا ناجائز ہے۔

(۳) بلاؤز مسلمان عورتوں کو پہننا حرام ہے کیونکہ اس میں پیٹ اور پیٹھ بھی کھلی رہتی ہے جو شوہر کے علاوہ کسی کے سامنے کھولنا حرام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۶ر ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
صوبہ بہار میں دو بڑی خانقاہیں ایک خانقاہ مونگیر۔ دوسری خانقاہ مجیبیہ پھلواری۔

(۱) خانقاہ مونگیر کے کرتا دھرتا منت اللہ رحمانی ایک استفتا کے متعلق بایں الفاظ مجیب ہیں کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری اور حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، یہ علمائے کرام ہیں جو دین شریعت کے پابند تھے۔ یہ وہ حضرات ہیں جو سرگروہ اولیا ہیں جن کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوئی، مذکورہ حضرات کو کافر ومشرک کسی طرح کہنا درست نہیں، لہذا ان پر کیا حکم شرع جاری ہوگا؟۔

(۲) خانقاہ مجیبیہ دو حصوں میں تقسیم ہے چھوٹی اور بڑی۔

(۱) چھوٹی خانقاہ کے سجادہ شاہ عون احمد ہیں، دیوبندی مسلک کے علمائے دارالعلوم دیوبند کے فارغین اور ندوۃ العلماء کے تعلق سے ایک استفتاء کے جواب میں یوں رقمطراز ہیں۔ ان کے پیچھے نماز بلاشبہ جائز وصحیح ہے، ان حضرات کی اقتدا میں نماز پنج گانہ جمعہ اور عیدین سب جائز ہے، راہ ورسم رکھنا بھی صحیح ودرست ہے۔ لہذا ان پر عائد حکم شرع کیا ہوگا؟۔

(۲) بڑی خانقاہ مجیبیہ کے زیب سجادہ شاہ امان اللہ کے مسلک کے بارے میں اشرفعلی تھانوی قاسم نانوتوی خلیل احمد انبیٹھی رشید احمد گنگوہی وغیرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ار جنوی ۱۹۸۸ء میں اسی خانقاہ مجیبیہ کے دارالافتاء میں سوال کیا گیا تھا تو بڑے فخر کے ساتھ انہیں کا دارالافتاء ان کی حقیقت پر سے پردہ ہٹاتے ہوئے بولا گویا ہوا۔ علماء دیوبند کی تکفیر کے مسئلے میں ہمارے حضرت قطب ربانی عارف باللہ شاہ امان اللہ صاحب قادری قدس سرہ العزیز کا ہمیشہ ایک خیال رہا ہے اور وہ عدم تکفیر ہے۔ حضرت نے کبھی علمائے دیوبند کی تکفیر کا حکم نہیں دیا، حضرت اقدس ان کو مسلمان سمجھتے تھے، مکہ معظمہ مدینہ منورہ میں نجدی امام کی اقتدا میں نمازیں ادا فرمائیں، حضرت اقدس نے اپنے علم واجتہاد اور بصیرت وروشن ضمیری سے جو فیصلہ فرمایا اس پر تا زندگی قائم رہے، اہل خانقاہ سے زیادہ حضرت کے افکار وخیالات سے کوئی دوسرا واقف نہیں ہوسکتا، ضرورت پڑی تو حضرت کے خطوط بھی پیش کئے جاسکتے ہیں جس میں واضح طور پر حضرت نے عدم تکفیر کا خیال ظاہر فرمایا ہے۔

لہذا ان پر حکم شرع کیا ہوگا ان کو مسلمان سمجھا جائے یا کافر اور جو لوگوں دانستہ طور پر ان سے مرید ہو چکے ہیں ان پر کیا واجب ہے؟ بیعت برقرار رکھنا یا توڑ دینا؟ برائے مہربانی مع اپنا دستخط ودارالافتاء کے جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی سگ دربار غوثیت ورضویت عبدالرزاق قادری چھپر سلیم پور چھپرہ

الجواب

علمائے حرمین شریفین نے دیوبند کے جن علماء پر کفر وارتداد کا فتوی دیا ہے۔ سوال میں ان میں سے چند کا نام تحریر ہے کوئی پیر ہو یا مرید، عالم اپنے کو کہتا ہو یا صوفی ان لوگوں کے کفر پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان سمجھے بلکہ اولیاء اللہ شمار کرے وہ خود انھیں کے ساتھ ہو گیا۔ ایسے شخص سے بیعت وارادت اور تعلقات اسلامی ناجائز وحرام اور لاعلمی میں ایسا ہوا تو بیعت ضرور توڑ دینی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۱ر جمادی الاولی ۱۴۰۹ھ

(۱۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

آج کل کوئی بھی آدمی کسی کو بھی جب چاہے اس کے ظاہری حالات کی بنیاد پر وہابی ہونے کا فتویٰ دیدیتا ہے یا یہ کہ کسی کو جب چاہے وہابی کہہ دیتا ہے لہذا آنجناب سے التماس ہے کہ آیا کسی کو بھی وہابی اپنی عقل سے مان لینا اسے وہابی کہنا کیا ہے، برائے کرم اس کی نسبت مفصل طریقہ سے فتوی دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔

کسی کو وہابی کب تک نہیں کہہ سکتے یا ایک مسلمان وہابی کہلانے کا کب مستحق ہے اس کی نسبت اعلیٰ حضرت کا کیا فتویٰ ہے مدلل ومفصل بیان فرما کر شکریہ کا موقع دیں، اگر کسی کو کسی نے وہابی کہہ دیا جب کہ اس کے اعمال ایسے نہیں تو پھر وہابی کہنے والے حضرات کے لیے کیا حکم شرعی ہے۔

المستفتی: حافظ محمد

الجواب

وہابی لفظ لوگ گالی کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ لفظ اگر اس طور پر بھی کسی سنی کے لیے کہا تو گناہ ہے۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ﴾ [الحجرات: ۱۱]

جس کا ایسا برا نام رکھا اس سے بھی معافی مانگیں اور اللہ تعالیٰ سے بھی مغفرت طلب کریں وہابی یہاں عام طور سے دو فرقوں والوں کو کہا جاتا ہے۔ دیوبندی خیالات رکھنے والوں کو اور غیر مقلدین کو، اس لیے کہ ان کے خیالات محمد ابن عبدالوہاب نجدی سے ملتے جلتے ہیں، انبیاء اور اولیاء کی تنقیص کا نام وہ بھی توحید پرستی رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی میلاد وفاتحہ اور بزرگان دین کے وسیلہ قرار دینے کو (جو اہل سنت وجماعت کی علامتیں ہیں) شرک اور بدعت کہتے ہیں اور اس سے ان کو سخت اختلاف ہے، اس میں بعض بعض نے کفریہ کلمات بھی بولے ہیں ان پر کفر کا فتوی ہے جس کی تفصیل حسام الحرمین میں ملاحظہ کریں اور جو ایسے

نہیں ہیں نہ ایسوں کی تائید کرتے ہیں نہ ان کی وہابیت گمراہی کی حد تک ہے وہ وہابی نہیں وہابی کو وہابی کہنا کوئی جرم نہیں جو سنی ہے اسکو وہابی کہنے کا حکم اوپر بتادیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۳۰ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(۱۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) محمد حبیب اللہ عرف ملاجی سوہاول والا اشرف علی تھانوی رشید احمد گنگوہی۔ قاسم نانوتوی۔ خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ کی کفری عبارتیں جاننے کے باوجود ان کو کافر مرتد نہیں کہتا بلکہ کہتا ہے کہ قرآن وحدیث میں کافر کو کافر کہنے کا حکم نہیں ہے یعنی کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ کسی برے کو برا نہیں کہنا چاہیے بلکہ کہتا ہے کہ ہمارے پیر صاحب کا کہنا ہے کہ کسی برے کو برا نہ کہو۔ تو کیا ملاجی اور ملاجی کے پیر کا کہنا صحیح ہے یا نہیں اور ملاجی پر شرعی حکم کیا ہے؟ قرآن وحدیث وفقہ حنفی کی روشنی میں تحریر فرمائیں۔

(۲) ملاجی کو غیر اللہ کا معنی ومطلب سمجھانے کے باوجود قرآن وحدیث نماز صبر کو غیر اللہ نہیں مانتا اس پر شرعی حکم کیا ہے؟۔

(۳) ملاجی کا کہنا ہے کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں مانتے یہاں تک کہ اگر کسی کتاب میں قرآن وحدیث کا حوالہ نہیں ہے تو اس کو بھی نہیں مانتے بلکہ کہتا ہے کہ علماء اپنی طرف سے لکھ دیتے ہیں بلکہ بکر نے مفتی نظام الدین صاحب اشرفیہ مبارکپور کا فتویٰ دکھایا تو اس کو نہیں مانے کہدیا کہ اس میں حوالہ نہیں ہے۔ تو ایسے شخص پر شرعی حکم کیا ہوگا؟۔

(۴) ملاجی کا کہنا ہے کہ اولیائے کرام سے مدد مانگنا شرک ہے، اولیائے کرام سے مدد نہ مانگنا چاہیے ایسے شخص پر شرعی کیا حکم ہے؟ مع حوالہ فقہ حنفی میں تحریر کریں۔

(۵) اشرفعلی تھانوی رشید احمد گنگوہی قاسم نانوتوی خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ کو کافر کہنے والا خود کافر کہتا ہے۔

المستفتی محمد فاروق کٹنی مقام وپوسٹ دے راگھوگڑھ ضلع جبل پور

الجواب

ایسا شخص خود کافر ہے شفاء شریف میں قطعی کافروں کے بارے میں تحریر ہے۔

"من شك فی کفره وعذابه فقد کفر"

اس کے علاوہ جو باتیں ملاجی کے بارے میں تحریر ہیں سب دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کی ہیں ایسے شخص سے سنیوں کو بالکل علیحدہ رہنا چاہیے۔

حدیث مسلم شریف میں ہے: "ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم (مسلم) وان

مرضوا فلاتعودوھم وان ماتو فلاتشھدوھم (ابوداؤد۔مسند ابی حنیفة:١٢) وان لقیتموھم فلاتسلموا علیھم (ابن ماجه) لاتجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتواکلوھم ولاتناکحوھم (عقیلی) انی بری منھمؔ وھم براء منی" (دیلمی)

مسلم میں ہے: گمراہوں کو اپنے سے دور رکھو اور اپنے کو ان سے دور رکھو وہ تم کو گمراہ نہ کردیں ۔فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ابوداؤد میں ہے: مریض ہوں تو ان کی عیادت مت کرو اور مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ابن ماجہ میں ہے: اور وہ ملیں تو ان سے سلام نہ کرو۔عقیلی نے روایت کیا ان کے ساتھ مت بیٹھو۔ان کے ساتھ خاندان نہ رکھو، ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔دیلمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے بری ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ سے بری ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ١٦ ذوالحجہ ١٤٠٩ھ

(١٢) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مسلمانان اہل سنت وجماعت نے سیرۃ النبی ﷺ کا جلسہ منعقد کیا، اس جلسہ کو دیوبندی وہابی حضرات نے نہیں ہونے دیا جب روکنے کی وجہ معلوم کی تو بتایا کہ اس جگہ پر کثرت سے دیوبندی تبلیغی جماعت کے لوگ رہتے ہیں۔آپ لوگوں کے گھر تھوڑے سے ہیں، برائے کرم قرآن پاک اور حدیث طیبہ سے ہماری مدد فرمائیں آیا ان کا یہ عمل صحیح ہے۔

المستفتی، سید جاوید علی نقشبندی

الجواب

دیوبندی وہابی صاحبوں کا جلسہ سیرۃ پاک کو روکنا کفار مکہ کے اس عمل سے مشابہ ہے جو قرآن کی اشاعت کے خلاف کرتے تھے۔ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ﴾ [حم السجدة:٢٦]

جو سخت ظلم وزیادتی ہے ارشاد الٰہی ہے: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا﴾ [البقرة:١١٤]

اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی مسجد میں ذکر الٰہی کرنے سے روکتے ہوں پہلے ہی ظالم یہ ہیں کہ خدا اور رسول کے ذکر کو روکتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی مئو

(١٣) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

اگر کوئی سنی حنفی کسی بھی گمراہ فرقے مثلاً وہابی، غیر مقلد، قادیانی، رافضی وغیرہا کے افراد نکاح جان بوجھکر یا سہواً انہیں فرقوں کی عورتوں کے ساتھ اجرت یا بلا اجرت پڑھائے تو ایسے شخص کے بارے میں

شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ اگر لڑکی سنی ہو اور لڑکا مذکورہ گمرہ فرقے کا ہو۔ یا لڑکی انہیں گمراہ فرقوں سے تعلق رکھتی ہو تو کیا حکم ہے۔

جواب مفصل ومدلل مع حوالہ ارسال فرمائیں۔

نیازمند　　احمد حسین مدرسہ سراج العلوم نہال گڈھ جگدیش پور ضلع سلطان پور

الجواب

ایسے گمراہ فرقے جن کے کفر وارتداد کا حکم ہے ان کا نکاح دنیا میں کسی سے نہیں ہوسکتا۔ نہ مسلمان سے نہ غیر مسلم سے۔

عالم گیری میں ہے: "لایجوز للمرتد ان یتزوج المرتدۃ ولامسلمۃ ولاکافرۃ اصلیہ" (۱/۳۶۰)

جس نے ایسا نکاح لاعلمی میں پڑھادیا۔ تو اپنی اس کوتاہی کی معذرت بارگاہ خداوندی میں پیش کرے۔ اور فریقین کو مطلع کرے کہ یہ نکاح ہوا نہیں۔ اور جس نے ایسے نکاح کی حرمت کا علم ہوتے ہوئے پڑھایا اس کو توبہ صادقہ ضروری ہے۔ اور مرتدہ کو مسلمان سمجھ کر نکاح پڑھانے والے کو توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی　　شمس العلوم گھوسی مئو ۲۳ر صفر المظفر ۱۰ھ

(۱۴۔۱۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب عنایت فرما کر زحمت گوارا فرمائیں۔

ایک آدمی جس پر ہر مکتبہ فکر کے علماء نے منافق ہونے کا فتویٰ دیا اور مسجدوں میں باقاعدہ اعلان کرایا کہ اس کے ساتھ کسی قسم کا دینی ودنیاوی مراسم نہ رکھا جائے باوجود اس کے مرنے کے بعد کچھ لوگ اس کی نماز جنازہ تجہیز وتکفین میں شریک ہوئے۔ شریک ہونے کے بعد پھول وغیرہ بھی چڑھائے ایسے آدمی کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے تحریر فرمائیں۔

(۲) ایک عورت جس کی عمر ایک سوبیس سال ہے اس کے وارثین بھی موجود ہیں زید نے اس عورت کی کچھ جائداد وارثین کے رائے ومشورہ کے بغیر اس عورت سے دینی کام کے لیے وقف کرالیا ڈاکٹر کے قول کے مطابق اس وقت عورت کا ذہن کام کرنے سے معذور تھا، ایسے حال میں زید کو ایسا کرنا کیسا ہے۔ بعد وفات وارثین کو اس جائداد کے لیے مقدمہ وغیرہ کرنا کیسا ہے تحریر فرمائیں۔ فقط

شمس الدین یوتی۔ ضلع بلیا (یوپی)

الجواب

(۱) نفاق کی تعریف یہ ہے کہ دل میں کفر ہو اور ظاہر اسلام کرے، آج کون ہے جو دلوں کا حال جانے رسول اللہ ﷺ دلوں کی حالت جانتے تھے، اس لیے ان کے زمانے میں تین قسمیں تھیں، مسلمان، کافر، منافق۔ آج یا تو کھلا کافر ہوگا یا کھلا مسلمان، کسی آدمی پر منافق ہونے کا فتویٰ دینا صحیح نہیں،

حدیث شریف میں ہے: النفاق کان علی عهد رسول الله ﷺ فاما الیوم فانما هو الکفر او الایمان۔ (رواہ البخاری)

پس یہ دیکھنے کی بات ہے کہ اس کی گمراہی حد کفر کو پہنچی تھی یا نہیں، اگر وہ کفر کا مرتکب ہوا اور بے توبہ مرا تو جن لوگوں نے اس کو مسلمان سمجھ کر (اطلاع کے باوجود) اس کی نماز جنازہ پڑھی تو وہ خود کافر ہو گئے۔ توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ان پر ضروری ہے، اور اگر اس کی گمراہی حد کفر کو نہیں پہنچی تھی تو اس پر نماز پڑھنی ہی چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے: "الصلوٰة واجبة علیکم علی کل مسلم مات براً کان او فاجراً" (فتاویٰ رضویہ)

(۲) جائز ہے وارثوں کا حق عورت کی موت کے بعد متعلق ہوتا ہے، زندگی میں وہ جو تصرف بھی چاہے کر سکتی ہے، نافذ ہو جائے گا اور وارثوں کو حق اعتراض نہیں رہے گا، ہاں اگر وارثوں کی میراث سے محروم کرنے کی غرض سے تصرفات کئے تو یہ جرم اور گناہ ہوگا مگر جو کر دیا وہ شرعاً صحیح ہو جائے گا اور جو انسان کو شریعت نے اخیر وقت میں مال کا تہائی حصہ راہ خدا میں خرچ کرنے کا اختیار دیا ہے اس کے لیے کسی سے رائے مشورہ کی پابندی مورث پر واجب نہیں قرار دی جائے گی، پس صورت مسئولہ میں اگر اس عورت نے اپنی صحت کی حالت میں خواہ مرض الموت میں ہی اپنی جائداد کا تہائی حصہ وقف کیا ہو تو اس میں نہ زید پر اور نہ اس عورت پر کسی پر کوئی گناہ نہیں اور تہائی سے زائد وقف کیا ہو تو وارثوں کو اتنے میں ضرور حق اعتراض ہے۔ اس سلسلہ میں زید اور عورت دونوں سے مواخذہ ہوگا اور اگر حالت صحت میں ایسا کیا تو کسی کا کوئی مطالبہ نہیں اور کسی پر مواخذہ نہیں، ایک شق سوال میں بڑھیا کے فاتر العقل ہونے کی بھی مذکور ہے، اگر واقعۃً وہ پاگل ہو گئی ہو اور اس عالم میں وہ وقف کیا ہو تو یہ تصرف نافذ نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو　　۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ

(۱۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

نسیم اللہ نامی دیوبندی ہے جو پورا صدیق دیوبندی کا معتقد ہے جو پکا دیوبندی ہے خوشی پور ضلع باندہ سے بدھان سبھا کا ٹکٹ لے کر کھڑا ہوا اسی ضلع باندہ میں موضع کو اہی بھی شامل ہے جو فضل خداوندی

سے دیوبندیت سے خالی ہے۔ جب پرچار کے لیے آیا تو اپنے ساتھ سنی مولانا کو بھی لے کر آیا، میلاد کا پرو گرام رکھا گیا اور اعلان ہوا کہ فلاں فلاں مولانا آئے ہیں۔ تقریر بیان فرمائیں گے۔ آپ لوگ شرکت کریں اور مقامی (کواہی) کے بعض مولانا بھی شرکت فرمائے اور دیو بندی سے مصافحہ کیا اور برسر اسٹیج مسلمان ہی کہا اور کہا کہ اپنا مسلمان بھائی ہے اس کو ووٹ دے کر کامیاب بنائیں۔ صرف اسی لیے میلادیں کراتے رہے اور مسند رسول پر بیٹھ کر اس کی تعریفیں کرتے رہے۔ اب عوام میں یہ اختلاف پھیلا ہوا ہے کہ یہی سنی مولانا ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ پھر ان کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور تعریف بھی کرتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟ نیز جو شخص دیو بندیوں کو مسلمان کہے اس پر کیا حکم نافذ ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے بیان فرمائیں۔ فقط والسلام المستفتی جملہ مسلمانان کواہی ضلع باندہ یوپی

الجواب

دیوبندیوں پر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ دیا ہے جو شخص ان کے کفر پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان سمجھے وہ خود بھی انہیں کے ساتھ دین اسلام سے خارج ہوا۔ شخص مسئولہ اگر ایسا ہی دیو بندی ہے اور آپ کے نام نہاد سنی مولوی اس پر مطلع تھے اور اس کو مسلمان سمجھا یا اس کی حمایت کی تو ان پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۷ ار رجب ۱۴۱۰ھ

(۱۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

خیریت نیک مطلوب۔ بعد سلام وآداب کے عرض حال یہ ہے کہ ایک فتویٰ اس مندرجہ مسئلہ کا حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ سے لکھوا کر کے بھیجدیں، یہ آپ کی عین نوازش ہوگی۔ اگر کسی بوڑھے مسلمان کو نماز پڑھنے کی دعوت دی گئی تو اس نے جواب دیا آپ ہی لوگ جنت میں جائیں گے ہم جہنم میں جائیں گے۔ دوسرے امام صاحب نے فرمایا کہ آپ ہندو جیسی بات کیوں کرتے ہیں تو اس شخص نے جواب دیا کہ جائیے آپ ہی لوگ مسلمان رہیے ہم ہندو ہی رہیں گے۔ نماز پڑھنے سے انکار بار بار کردیا، اس شخص کا اس کے دس دن بعد انتقال ہوگیا۔ تو اس محلہ والوں نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھایا اور قبرستان میں نہ دفن ہونے دیا۔ اور اس کے رشتہ داروں نے اپنی زمین میں اسے دفن کردیا اور کسی امام نے نماز جنازہ پڑھا دیا ہے۔ تو اس محلہ والوں نے کہا ہے کہ جو لوگ اور جو امام صاحب نے اس کی نماز جنازہ پڑھایا ہے سب کی بیوی کو طلاق ہوگیا ہے، اور ان کے رشتہ داروں کا کہنا ہے کہ اگر جب انکار کیے تھے نماز پڑھنے سے اور مسلمان ہونے سے تو ہم کو اطلاع دینی چاہیے۔ تاکہ ہم لوگ سمجھا کر کے توبہ

کرالیتے، تو محترم سکریٹری صاحب، کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، برائے مہربانی جواب بہت جلد روانہ فرمائیں۔ تاکہ آپس کا تناؤ اور جھگڑا دور ہو جائے۔ فقط والسلام

مع الاکرام طالب جواب: محمد شوکت علی مظفر پوری

الجواب

اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے کہ شخص مذکور نے بلا کسی تاویل کے اپنا جہنمی اور ہندو ہونا تسلیم کیا تو وہ کافر ہوا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھنا حرام اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا ناجائز تھا۔ حدیث شریف میں ہے: "وان مرضوا فلا تعودوهم و ان ماتوا فلا تشهدوهم" (مسند ابی حنیفة: ۱۲)

امام صاحب جس نے ایسے شخص کی نماز جنازہ اگر لاعلمی میں پڑھی یعنی اس کے ان کفریات پر مطلع نہ تھے۔ اور پہلے وہ مسلمانوں کے گروہ میں تھا اس لیے مسلمان سمجھ کر اس کی نماز پڑھی جیسا کہ ان کے رشتہ داروں کی اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ جب مسلمان ہونے اور نماز پڑھنے سے انکار کرتا تھا تو ہم کو بتانا چاہیے تھا۔ تب تو ان کا قصور ہلکا ہے اور توبہ واستغفار سے کام چل جائے گا کہ نادانستہ کوتاہیوں کے لیے توبہ واستغفار ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

اللهم اغفرلی ماقدمت و ما اخرت و ما اعلنت و ما اسررت و ما انت اعلم به منی

یا اللہ تو میرا وہ گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کیا جو بعد میں کیا اور جو علی الاعلان کیا۔ اور جو چھپا کر کیا اور اس کو جو مجھ سے زیادہ تو جانتا ہے۔

اور اگر امام صاحب نے اس شخص کے کفر پر مطلع ہو کر اس کو مسلمان سمجھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھی تو یہ خود بھی اس کے ساتھ کافر ہو گئے۔ ان پر لازم ہے کہ عوام کے سامنے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کریں اور نئے سرے سے ایمان لائیں اور کلمہ پڑھیں۔ اور اپنی عورت سے دوبارہ نکاح پڑھائیں، نکاح کے لیے زیادہ بھیڑ بھاڑ اور اعلان کی ضرورت نہیں۔ دو آدمی کے سامنے میاں بیوی ایجاب وقبول کرلیں، مثلا عورت کہے کہ میں نے اتنے مہر کے بدلے خود کو تمہارے نکاح میں دیا اور شوہر کہے کہ میں نے قبول کیا۔ پس تجدید نکاح ہو گئی۔ اور اگر امام صاحب توبہ تجدید ایمان ونکاح نہ کریں تو مسلمان ان سے قطع تعلق کریں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو

(۱۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید جو سنی صحیح العقیدہ ہے۔ گاؤں کی جامع مسجد میں چند آدمیوں کو فتاوی رضویہ مصنفہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ وفتاوی فیض الرسول مصنفہ مفتی جلال الدین صاحب و بہار شریعت مصنفہ

حضور صدر الشریعہ محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمہ ان تمام کتابوں سے ثبوت دے رہا تھا کہ عورتوں کا جو کسی مزار اور چلہ وغیرہ پر آتی ہیں مردوں کے ساتھ اختلاط ہوتا ہے، یہ حرام ہے۔ اور ایسی عورتیں اپنی گھروں سے جب نکلتی ہیں تو ان پر فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔ تو تمام لوگوں نے مان لیا، لیکن ایک عمر ہے جو بے ساختہ کہہ چکا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ سب ثبوت اور کتابیں غلط ہیں، ہم ہرگز اس کو نہیں مان سکتے ہیں۔

(۲) جب زید مسجد سے باہر آیا تو ایک بکر نام کا شخص کہتا ہے۔ زید صاحب! ہم نے اجمیر میں مزارات پر دیکھا ہے کہ عورتیں مزارات اور چلے پر آتی ہیں مردوں کا اختلاط ہونے کے باوجود۔ اور آپ کہتے ہیں کہ مزارات پر جانا جائز نہیں۔ زید نے کہا بکر صاحب دیکھا دیکھی کی بات نہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت کو مانتے ہیں تو بکر نے بے ساختہ کہہ دیا کہ ہم کسی اعلیٰ حضرت فالا حضرت کو نہیں مانتے۔ زید نے کہا آپ حدیث پاک کو مانتے ہیں تو بکر نے کہا ہم کسی حدیث ودیث کو نہیں مانتے۔ عمرو بکر کے ان گستاخانہ الفاظ کی گواہی اتنے سنی حضرات دے رہے ہیں:

محمد قاسم خان، محمد نور عالم خان، محمد فاروق خان، محمد اشرف خان، محمد حبیب خان۔

تو سوال یہ ہے کہ ان سب صورتوں میں عمرو بکر سے سلام وکلام کرنے، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا، ان کے یہاں کھانا وغیرہ کھانا جائز ہے کہ نہیں؟ ان پر شریعت کی جانب سے کیا حکم ہوگا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مفصل اور مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

محمد احسان خان پوسٹ اہلوارہ دریا بر ضلع دربھنگہ بہار

الجواب

عورتوں کے قبروں کی زیارت کے سلسلہ میں مسئلہ تو وہی صحیح ہے جو زید نے بیان کیا کہ عورتوں کو قبروں کی زیارت منع ہے۔ بالخصوص اس صورت میں کہ مردوں کے ساتھ اختلاط اور دھکم دھکا ہو۔ سخت گناہ اور خلاف شرع ہے۔

مگر دین کی باتیں بتانے والے کو نہایت نرمی کے ساتھ لوگوں کی تلخی اور ترشی برداشت کر کے صحیح دینی مسئلہ بتانا چاہیے۔ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا۔ کہنے لگا آپ میرے لیے زنا حلال کر دیجئے اور مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجئے۔ حضور ﷺ کے سامنے ایسی جرأت اور بے باکی سے ایسی بے حیائی کی بات کرنا کتنا برا تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ایسے بدکار اور جری شخص کو قتل کرنا چاہا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو منع کر دیا۔ اور اس شخص کو اپنے پاس بلایا۔ اتنا قریب کہ اس کے زانو حضور ﷺ کے زانو سے مل گئے۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا کیا تو پسند کریگا کہ کوئی شخص تیری ماں کیساتھ زنا

کرے، اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری بہن سے، کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تیری بیٹی سے، کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا تیری پھوپھی تیری خالہ سے عرض کی نہیں۔ آپ نے فرمایا تو جس عورت سے تو زنا کریگا وہ بھی تو کسی کی ماں بہن بیٹی یا خالہ اور پھوپھی ہوگی۔ جب اس کو تو اپنے لیے پسند نہیں کرتا تو دوسرے کے لیے کیسے پسند کرتا ہے۔

پھر اپنا مبارک ہاتھ اس کے سینہ پر ملا۔ اور دعا کی یا اللہ اس کے دل سے زنا کی محبت نکال دے۔ وہ صاحب فرماتے ہیں: اس وقت سے زنا سے زیادہ کوئی چیز میری دشمن نہ تھی۔ پھر آپ ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اس وقت اگر تم لوگ اسے قتل کر دیتے، تو یہ جہنم میں جاتا۔ میری اور تمہاری مثل ایسی ہے جیسے کسی کا اونٹ بھاگ نکلا، لوگ اسے پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگے تو وہ بھڑکتا اور زیادہ بھاگتا گیا۔ اونٹ کے مالک نے کہا تم رہنے دو تم کو اس کی ترکیب نہیں آتی۔ مالک نے سبز گھاس کا ایک مٹھا ہاتھ میں لیا اور اسے دکھایا۔ چمکارتا ہوا اس کے پاس پہونچ گیا۔ یہاں تک کہ بٹھا کر اس پر سوار ہو گیا۔

صورت مسئولہ فی السوال میں ہم کو کچھ ایسا ہی منظر نظر آتا ہے۔ کہ زید اور اس کے حمایتیوں نے ایسے جاہل اور ناسمجھ دیہاتیوں کو جن کی عورتیں بے پردہ گاؤں میں گھومتی رہتی ہیں۔ اور لوگ ان سے ہنسی مذاق بھی کیا کرتے ہیں۔ اور وہ بے چارے نہیں جانتے کہ یہ بے غیرتی ہے۔ اور جو مرد اپنی عورت پر غیرت نہ کرے اسے شرع میں دیوث کہا جاتا ہے۔ زید کی بات سن کر وہ بھڑکے تو زید نے اپنی ہمہ دانی کے زعم میں انہیں قائل کرنے کے لیے بڑے بڑے علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نام اور ان کی کتابوں کا حوالہ دیا۔ اور خود اپنے قول و عمل اور طور طریقوں سے ان کے دل میں اپنی عظمت پیدا نہیں کی تھی۔ کہ یہ نادان زید کی بات کی سچائی کی کوئی اہمیت سمجھتے۔ اس لیے عمر نے دھڑلے سے ان کتابوں کو جھوٹا اور ماننے سے انکار کر دیا۔ عمر نے لاعلمی اور جہالت میں ہی سہی بہت برا کیا۔ سخت مجرم اور گنہگار ہوا۔ اس کو اپنی اس حرکت سے علی الاعلان توبہ استغفار کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں توبہ کرنے والوں کی بڑی تعریف آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ (الترغیب: ۴/۷)

اس سلسلہ میں بکر کی جرأت حد سے زیادہ ہے۔ علما فرماتے ہیں کہ مطلقاً حدیث سے انکار کفر ہے۔ اور بکر نے کسی بھی حدیث کے ماننے سے انکار کیا۔ اسی طرح کتبہ فقہ و فتاوی میں لکھا ہے کہ عالم کی تحقیر کفر ہے۔ اور فالا حضرت کہہ کر امام اہل سنت کی تحقیر کی۔ اس لیے بکر پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ عمر و بکر کو نرمی سے سمجھایا جائے کہ عمر توبہ و استغفار کرے اور بکر توبہ، تجدید ایمان و نکاح

کرے۔ سمجھانے کے بعد بھی اگر وہ اس پر تیار نہ ہوں، تو ان کا بائیکاٹ کیا جا سکتا ہے۔ اس خیال سے کہ وہ معاملہ کی اہمیت سمجھ کر اپنی ناسمجھی کی باتوں سے باز آجائیں۔ اس خیال سے نہیں کہ ایک موقع ہاتھ آیا ہے تو ان سے کسی پرانی عداوت کا بدلہ چکائیں۔ ہدایت کا کام سپاہی اور فوجدار بننے سے نہیں ہوتا۔ حلیم اور بردبار مسلمانوں کا غم خوار بننے سے ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۸ر شعبان ۱۴۲۲ھ

(۱۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک سرکاری بس کا ڈرائیور تھا۔ جو پہلے شراب پیتا تھا۔ بعد میں کسی عالم نے اس کو سمجھایا کہ تم اپنی اس بری عادت سے باز آجاؤ۔ نماز اور احکام شرع کی پابندی کرو۔ بعد میں زید شراب نوشی سے باز آگیا۔ اور نماز کی پابندی کرنے لگا۔ زید کی بیوی جو ہندہ تھی وہ کہنے لگی کہ تم جب سے نماز پڑھنا شروع کئے ہو اس وقت سے میرے گھر کی برکت ختم ہوگئی ہے۔ زید اپنی بیوی کے کہنے سے نماز چھوڑ دیا۔ از روئے شرع زید کی بیوی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

المستفتی: بلال احمد متعلم مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم خالص پور مئو

الجواب

زید کی بیوی نے بہت سخت اور قبیح بات کہی، نماز کو نحس سمجھنا اور اس سے بدفالی لینا کفر ہے۔ اس پر لازم ہے اپنی اس بات پر نادم ہو اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے۔ اور عہد کرے کہ میں ایسا جملہ کبھی نہیں بولوں گی۔ اور ازسرنو کلمہ طیبہ پڑھے۔ پھر دوبارہ نکاح پڑھوائے۔ تب وہ زید کے ساتھ رہ سکے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو یکم ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ

(۲۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کیا ہیں اور ان کو مسلمان سمجھنے والے اور ان کی حمایت میں بولنے والے پر شریعت مطہر کا کیا حکم ہے؟

زید ایک سنی عالم مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نعرہ لگانے والا تھا۔ چند دنوں سے وہ قادیانی ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ سننے میں آیا کہ وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافر سمجھتا ہے۔ اس شخص کو جماعت میں رکھنا نیز اس کے اہل خانہ سے ہم گاؤں والے کیا سلوک کریں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب تحریر فرما کر ہم گاؤں والوں پر احسان عظیم فرمائیں۔

محمد شاہد علی۔ مخدوم اشرف پنڈوہ شریف

الجواب

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر بہت ہیں۔ ہم نمونۂ چند کا ذکر کرتے ہیں جب کہ اس کے کافر اور خارج از اسلام ہونے کے لیے ان میں سے ایک ہی کافی ہے۔

(۱) مسلمانوں کا یہ عقیدہ قطعی، یقینی اور ضروریات دین میں سے ہے کہ ہمارے رسول سید عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو ان کے بعد جو انسان بھی نبوت کا دعوی کرے تو یقیناً کافر و مرتد ہوگا۔ اور خارج از اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ [الاحزاب: ٤٠]

محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد۔ کے باپ نہیں ہیں یہ تو اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنے والے (آخری نبی ہیں)۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ایک غلطی کا ازالہ ص ۶۷۳ پر لکھا:

میں احمد ہوں جو آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں آیا ہے۔

اس عبارت میں یہ غلام مفتری اپنی رسالت کا دعوی کرتا ہے جو حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا صریح انکار ہے جو کفر ہے۔

اس عبارت میں اس کا بھی دعوی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے مذکورہ بالا آیت میں جس رسول کے آنے کی بشارت دی ہے وہ میں مرزا قادیانی ہوں یہ بھی کفر ہے۔ اس عبارت میں قرآن شریف کی مذکورہ بالا آیت میں تحریف کی ہے اور قرآن عظیم کی کسی آیت کی تحریف کفر ہے۔

(۲) اس نے توضیح المرام طبع ثانی ص نو پر لکھا ہے: میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

اس عبارت میں اس نے افترا باندھا ہے کہ محدث نبی ہوتا ہے اور اپنے نبی ہونے کا دعوی کیا۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو نبوت کا دعوی کرے وہ کذاب اور دجال، اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔

(۳) اس نے دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند ص ۹ پر لکھا ہے: ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“ اس عبارت میں اپنی رسالت کا دعوی ہے جو کفر صریح ہے۔ اللہ تعالیٰ پر افترا ہے کہ اس نے قادیان میں رسول بھیجا اور اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنا نص قرآنی سے کفر وارتداد ہے۔

(۴) وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ اپنی گڑھی ہوئی کتاب کو کلام الٰہی بتانا یہ بھی کفر ہے۔ اور اپنے لیے نبی ہونے کا دعوی یہ بھی کفر ہے۔

(۵) دافع البلاء ص ۱۰ پر حضرت مسیح علیہ السلام پر اپنے کو افضل اور بہتر ظاہر کیا۔ اسی رسالہ کے ص

۷ اپر لکھا ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ اخبار معیار الاخبار میں لکھا: میں بعض نبیوں سے افضل ہوں۔ کسی غیر نبی کا اپنے کو نبی سے افضل بتانا قطعی اجماعی کفر ہے۔

(۶) اس نے ازالہ ص ۳۰۹ پر مسیح علیہ السلام کے معجزات کا انکار کیا اور کہا۔ اگر میں اس قسم کے معجزے کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ اور ازالہ ص ۶۱ پر لکھا: بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجہ بلکہ قریب ناکام رہے۔ معجزات کا انکار کفر ہے۔ اس کو جادو اور مسمریزم کہنا دوسرا کفر ہے۔ اور ان کو دینی استقامت میں ناکام بتانا ان کی توہین ہے۔ اور یہ تیسرا کفر ہے۔

(۷) ازالہ ص ۶۲۹ پر لکھا: ایک زمانہ میں چار سو نبیوں کی پیشگویاں غلط ہوئیں، جو شخص نبی کی لائی ہوئی باتوں میں جھوٹ کو جائز مانے وہ اجماعا کافر ہے تو جو انبیاء کی چار سو پیشگویوں کو غلط اور جھوٹ مانے کتنا بڑا کافر ہوگا۔

الغرض مرزا غلام احمد قادیانی کی بکواس میں لاتعداد کفریات بھرے ہیں۔ اس لیے دنیا کے تمام کلمہ گو فرقوں نے اس کے کفر وارتداد کا فتوی دیا اور اس کے ماننے والوں کو کافر اور مرتد قرار دیا۔ پاکستانی پارلیمنٹ میں ان کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا قانون پاس ہوا۔ یہ مرتد ہیں ان کو اپنے ساتھ رکھنا یا ان کے ساتھ رہنا بحکم حدیث شریف ناجائز وممنوع ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

ان کو اپنے سے دور رکھو ان سے خود دور رہو کہیں یہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈالدیں۔

ان کی گمراہیوں اور ان کے کفر پر مطلع ہوکر جو ان کو مسلمان سمجھے وہ بھی دین اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ شفا قاضی عیاض میں ہے: من شك فی کفرھم و عذابھم فقد کفر۔ (۲/۲۱۶)

جو ان کے کفر وعذاب میں شبہ کرے وہ خود کافر ہے۔

ان کو اپنا معلم یا اپنے بچوں کا استاد بنانا ناجائز وحرام ہے۔ امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں: ان ھذا العلم دین فانظر و اعمن تاخذون دینکم۔ (مشکاۃ: ۳۷)

قرآن وحدیث اور احکام ومسائل لو تو تم یہ دیکھ لو کہ کس سے دین حاصل کر رہے ہو۔

اس کو نماز میں امام بنانا یا اپنی جماعت میں شریک کرنا یا ان کی نماز جنازہ سب ناجائز وحرام ہے۔ ابوداؤد شریف میں ہے: وہ بیمار ہوں تو عیادت نہ کرو مر جائیں تو جنازہ میں شریک نہ ہوں، ابن ماجہ میں ہے: کہ ملاقات ہو تو سلام نہ کرو۔ عقیلی سے روایت ہے: ان کی ہم نشینی نہ کرو، ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔ ابن حبان میں ہے: ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

الغرض ان سے مکمل مقاطعہ کا حکم ہے۔ عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۳؍ جمادی الاخریٰ [illegible]

(۲۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید جو کہ ایک خانقاہ کے پیر ہیں ایک موقع پر گنیش موری پر [illegible] ایکتا کی وجہ سے پھولوں کا ہار چڑھایا تھا، تشریح طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ پیر صاحب کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ ان کے مریدین کی بیعت باقی رہی یا نہیں؟ حکم شرعی جو ہو تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی: فقیر سید حیدر حسین، الطاف حسین فرحت منزل نواب داڑہ وماد پور ایبلاوہ گجرات

الجواب

فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ؍ص ۱۴۹ ؍ میں ہے: معبودان کفار پر پھول چڑھانا ان کا طریقہ وعبادت ہے اشد واخبث کفر ہے، گنیش کی مورتی کو غیر مسلم اپنا معبود سمجھتے ہیں۔ بر تقدیر صدق مستفتی وہ ضرور اسلام سے خارج ہو گئے ان پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے، پھر سے اسلام لاکر مسلمان بنیں تو مسلمان ان سے تعلق رکھیں ورنہ ان سے الگ ہو جائیں، یہی ان کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲؍ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ

(۲۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص آبائی مسلمان تھا نماز اور روزہ ودیگر ضروریات دین کا منکر نہ تھا لیکن اب چند دنوں سے ایسے لوگوں کی صحبت میں ہے جن کی وجہ سے اس کے عقائد بالکل بدل گئے ہیں، وہ کہتا ہے کہ مذہب اسلام موجودہ زمانہ میں قابل عمل نہیں ہے۔ نماز روزہ بالکل بے کار چیز ہے، دوزخ جنت کا کوئی وجود نہیں۔ یہ سب مولویوں کا جھگڑا ہے۔ علمائے کرام کی شان میں بھی توہین آمیز الفاظ کہتا ہے اور قرآن مجید کو بھی صحیح نہیں مانتا ہے، ایسی صورت میں وہ مسلمان ہے یا مرتد؟ ایسے شخص کا اعزاز اور اس کی مدد کرنا کیسا ہے؟ ایسے شخص کے ساتھ خلا ملا رکھنے کا شرعا کیا حکم ہے؟ اس شخص کے ساتھ نشست وبرخاست، خورد ونوش، شادی بیاہ اور نماز جنازہ پڑھنا، مسلمانوں کے ساتھ قبرستان میں دفن کرنا کیسا ہے؟

محمد شریف محلہ زاہد آباد گورکھپور ۲۰؍ جنوری

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی سوال میں ذکر کیا ہوا شخص مرتد ہے اور اس کے ساتھ [illegible] کرنا چاہیے جو مرتدوں کا ہے (جیسے وہابی) ان سے [illegible] تمام کتابوں میں [illegible] اعزاز اکرام واحترام حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے [illegible]

وایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم ۔ فقط۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص کا انتقال ہوا وہ اپنی زندگی میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بہت تعریف کرتا تھا اور اس کے مذھب پر بھی چل رہا تھا۔

سرکار دو عالم ﷺ اور مرزا کے درمیان صرف رسالت کا ہی فرق سمجھتا تھا، تو کیا ایسا شخص مسلمان رہا کہ نہیں؟ اور اگر کسی نے ضد کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھ دی تو اس کا کیا حکم ہے۔ نماز جنازہ پڑھنے والے پر کیا حکم نافذ ہوگا؟ نماز جنازہ پڑھنا جنازہ کی تجہیز و تکفین میں شرکت کرنا جنازہ کے ساتھ جانا فاتحہ پڑھنا اور اس پر قصداً اصرار کرنا کیسا ہے؟۔ المستفتی عبداللہ کانپوری۔

الجواب

سوال میں جس شخص کا ذکر کیا گیا ہے وہ قادیانی معلوم ہوتا ہے اگر واقعہ یہی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کفریات پر مطلع ہو کر بھی اس کی تعریف کرتا رہا اور اس کو مسلمان جانتا رہا یا مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا قائل تھا یا رسول اللہ ﷺ کو صرف پیغام رساں (معاذاللہ) سمجھتا تھا اور ان کو دوسروں پر فضیلت نہیں دیتا تھا تو وہ خود کافر تھا۔ قال اللہ تعالیٰ:﴿ وَلٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾[الاحزاب: ٤٠]

پس جو شخص رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہ مانے اور ان کے بعد اپنے یا کسی دوسرے کی رسالت کا دعوی کرے کافر ہے۔ عالمگیری میں ہے۔ وکذالو قال انا رسول اللہ ﷺ۔

الاشباہ والنظائر میں ہے: "اذا مات لم یدفن فی مقابر المسلمین ولا اھل ملۃ انما یلقی فی الحفیرۃ کالکلب۔ جب مرجائے تو اس کو نہ مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کرنا چاہئے نہ کسی دوسرے مذھب والے کی قبرستان میں بلکہ کتوں کی طرح کسی گڈھے میں ڈال دینا چاہئے۔ جن لوگوں نے اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی ان پر توبہ اور تجدید ایمان لازم و ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالمنان اعظمی ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۹ ۱۳۷ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک صحیح العقیدہ سنیہ لڑکی جو قادریہ سلسلہ سے مرید بھی ہے اس کا نکاح وہابی دیوبندی سے ہوسکتا ہے یا نہیں۔ لڑکی کا باپ جو براہ راست بغداد شریف سے مرید ہے، اپنی لڑکی کا نکاح ایک وہابی دیوبندی

سے کرنا چاہتا ہے۔ بفرض محال اگر جان بوجھ کر باپ اپنی لڑکی کا نکاح وہابی دیوبندی سے کردے، تو نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟ براہ کرم مفصل و واضح طور پر بدلائل شرعی و حوالۂ کتب معتبرہ بعبارت عربی جواب با صواب مرحمت فرما کر سنی بھائیوں کی تشفی تسلی فرمادیں اور انشاء اللہ ماجور ہوں۔

۲۔ اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی۔ قاسم نانوتی۔ خلیل احمد انبٹھی ان حضرات کے عقائد کیسے تھے اور چاروں حضرات کے متعلق علماء مکہ و مدینہ کا فتوی کیا ہے؟ تقویت الایمان۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ کیسی کتابیں ہیں؟۔ ان کا پڑھنا اور گھر میں رکھنا اور ان کے مطابق عمل کرنا کیسا ہے۔ ان چاروں حضرات کو جو اپنا پیشوا اور مقتدا مانے ان کے بارے میں کیا فتوی ہے۔ وہابی دیوبندی کو سلام کرنا او ور ان کی مجلس میں جانا۔ ان کی تقریر سننا۔ اس کے ساتھ کھانا اور پینا۔ ان کے یہاں شادی بیاہ کرنا۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا عموماً ہر سنی کو اور خصوصاً جو قادریہ سلسلہ سے مرید ہو جائز ہے کہ نہیں۔ معتبر کتابوں کے حوالہ سے عربی عبارت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں، یہ بہت اہم مسئلہ ہے جس سے ہم سنی بھائیوں کو واقف اور آگاہ کرنا علمائے دین و مفتیان اہلسنت و جماعت پر واجب ہے تا کہ لوگ گمراہی سے بچے رہیں اور وہابیہ دیوبندی کے مکر و فریب و فتنہ سے لوگ دور رہیں۔ بینوا و توجروا

محمد عبد الواسط قادری رضوی یوکھر پور مسجد کٹک

الجواب

(۱) وہابی دیوبندی جس کی بد مذہبی کفر کو پہنچی ہوئی ہو اس کا نکاح سنی عورت سے ہو ہی نہیں سکتا خواہ باپ کرے یا کوئی دوسرا، عالم گیری میں ہے: "لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة اصلية،، (۱/۳۶۰)

اگر اس کی گمراہی حد کفر کو نہ پہنچی ہو تب بھی وہ سنی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا اور اگر باپ نے اپنی کسی لڑکی کا نکاح اس سے قبل غیر کفو میں مہر معجل سے کم پر کیا ہو تو اب اس لڑکی کا نکاح اگر چہ باپ ہی کرے دیو بندی وہابی کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ درمختار میں ہے:" ولزم النكاح ولو بغبن فاحش او بغير كفو ان كان الولى ابا او جدا لم يعرف منهما سوء الاختيار وان عرف لا يصح النكاح ،،(ملحصا)

(کتاب النکاح: باب الولی ۲/ ۱۲۷)

باپ کو چاہئے کہ وہ اپنی لڑکی کا نکاح کسی حال میں دیو بندی سے نہ کرے۔ قرآن عظیم میں ہے:

﴿الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾۔ [النور:۲۶]

پاک پاکوں کے لیے ہیں اور ناپاک کے واسطے ناپاک ہیں۔

(۲) سوال میں درج کئے ہوئے چاروں آدمی مرتد اور کافر ہیں۔ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کی ہے، اس لیے علمائے حرمین شریفین نے ان پر کفر و ارتداد کا فتوی دیا ہے اور ان سے ہر قسم کی موالات کو حرام قرار دیا ہے جس کی تفصیل کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف میں دیکھی جائے، ایسے لوگوں کے کفر پر مطلع ہو کر ان کو اپنا مقتدا اور رہنما یا مسلمان سمجھنے والوں سے کھان، وان شادی ان کی کتابیں پڑھنا اور عمل کرنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے سخت پرہیز کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے: "ایاکم و ایاهم لا یضلونکم و لا یفتنونکم "، ان سے اپنے کو بچاؤ اور ان کو اپنے سے بچاؤ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں۔ اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

واللہ تعالی اعلم۔ عبد المنان اعظمی الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۲۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی شیطانی حرکت کی بنا پر خدا اور رسول کو گالیاں دیں جو قابل ذکر نہیں لیکن اب تک توبہ نہ کی لہٰذا زید مسلمان رہا کہ نہیں اور بیعت باقی ہے کہ نہیں؟ امید ہے کہ جواب مفصل ومدلل تحریر فرمائیں گے نیز نکاح باقی رہا کہ نہیں؟

المستفتی مولانا بخش قادری قریشی ۱۹؍ جمادی الاولی مکرو بازار کوکنڈا ضلع دھنباد

الجواب

صورت مسئولہ میں جب کہ زید نے اپنی شیطانی حرکت کی بناء پر خدا اور رسول کو گالیاں دیں اور توبہ نہ کی تو وہ کافر ہو گیا۔ شفاء شریف میں ہے: "ولو اقر بالسب و تمادی علیه و ابی التوبة منه فقتل علی ذلك لأنه كان مرتداً ۔ یعنی اگر اپنی دشنام دہی کا مقر ہے اور سرکشی کرتا ہے اور توبہ سے انکار کرتا ہے تو اسکو قتل کر دیا جائے گا، کیونکہ وہ کافر ہے اور کافر ہونے کے بعد نکاح و بیعت سب ختم ہو گئے اس پر واجب ہے کہ صدق دل سے کلمہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ پڑھ کر اسلام لائے اور شیطانی حرکتوں سے توبہ کرے اور تجدید نکاح و بیعت کرے۔ واللہ تعالی اعلم۔

عبد المنان اعظمی مبارک پور اعظم گڑھ ۲۴؍ جمادی الاولی ۹۷ ۱۳ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۲۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

سرکار دو عالم ﷺ یا اللہ تعالی کے کسی اور پیغمبر کی توہین کفر ہے یا نہیں؟ توہین کرنے والا شرعی احکام کی رو سے مسلمان سمجھا جائیگا یا نہیں؟ بینوا توجروا

شمس الحق علیمی

الجواب

ضرور کافر ہے، درمختار میں ہے:"من سب الرسول صلى الله عليه وسلم فانه مرتد وحكمه حكم المرتد" (كتاب الجهاد:٦/٢٨٤)

اسی میں ہے:"كل مسلم ارتد فتوبته مقبول الاالكافر بسب النبى من الانبياء فانه يقتل حدا ولا تقبل توبته ولو سب الله تعالى قبلت لانه حق الله تعالى والاول حق العبد لا يزول بالتوبة (ملخصا)۔(كتاب الجهاد:٦/٢٨١) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ ۲۲؍ذی الحجہ۷۹ھ

(۲۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

جناب سلامت اللہ صاحب، ساکن موضع چوراسی۔شاہ محمد خانصاحب ساکن موضع مکری۔ ہندو وغیرہ۔بت پرستی کی پوجا دینے والا مالک شاہ محمد میانصاحب موضع مکری کے یہاں اوجھائی لڑکی کی بیماری میں بھوت پکڑنے کے لیے ایک سال سے آیا کرتے تھے۔اوجھائی شاہ محمد نے کہا کہ بھوت پکڑنے میں ایک خصی، ایک پاٹھ آٹھ مرغ اور ایک سور پوجا کرنے کے لیے چاہیے۔تو جو سلامت میاں چوراسی کے ہیں وہ خرید کر خصی پاٹھ مرغ اور سور جو ہندو وغیرہ ہیں ان کو دام ساڑھے چھ روپے دیئے اور وہی دام دے کر مقرر کر لیے۔شاہ محمد میاں موضع مکری کے بھوت کی پوجا کرنے کے بہانے سے ایک جنگل کے کنارے میدان میں خصی مرغ منگوائے۔سور ہندو دیگا سے میدان میں منگوائے۔اور دانہ اناج اپنے ہاتھ سے شاہ محمد نے دے کر دیگا سے سور کو چرائے اور شاہ محمد کی اجازت سے ہندو دیگا نے پوجا، اسی میدان میں کی اور کھانا بنا کر اسی جگہ میں کھایا اور مرغ بھی شاہ محمد نے دانہ کھلا کر اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور اسی میدان میں ہٹ کر خصی مرغ کا گوشت پکایا اور شاہ محمد اور سلامت میاں صاحب وہیں پر بھوت پکڑنے کی جگہ پر کھائے پیے۔ہندو دیگا سے جب معلوم ہوا تو مسلمانوں نے یہ بات سوچ کر حقہ پانی بند کر دیا اور فتویٰ لکھایا جاتا ہے کہ شاہ محمد سلامت میاں صاحب کے دونوں کی رائے سے کی جو غلطی کی جو سزا ہوگی ہم لوگ دیں گے اس لیے فتوی لیا جاتا ہے کہ کیا سزا دی جائے اور شاہ محمد کو اسلامی قانون سے سزا دے کر مسلمان بنایا جائے۔پھر دوسرا ایک شوکت علی موضع مکری کے لڑکے کی شادی کروائی اور سنت ختنہ نہیں کروائی اور نہ کسی آدمی سے کہا قریب دو ماہ ہو گیا یہ دوسرے آدمی نے کہا تو اقرار کیا کہ لڑکا دس برس کا ہوگا تو ہمارے پاس آئے موضع ارسلی میں غلام صمدانی میاں کے پاس تو ہم نے فیصلہ نہیں کیا ہے تو آپ لکھیں کہ نکاح

درست ہے کہ کیسی اور ختنہ کب کروائے اس جگہ دیہات کے واسطے موضع ارکی اسلام کے واسطے نہیں ہوا ہم اور ... آج کیا حکم ہے کوئی تیار نہیں ہوا۔

الجواب

نمبر (۱) اور (۲) دونوں صدق دل سے توبہ کریں از سر نو کلمہ پڑھیں اور اپنی عورتوں سے دوبارہ شادی کریں اور آئندہ ان کفریات سے بچنے کا وعدہ کریں تب مسلمان ان کو برادری میں شامل کر سکتے ہیں۔ در مختار میں ہے: "وما یکون کفرا اتفاقا لیبطل العمل والنکاح فا ولاد ہ اولاد الزنا وما فیہ خلاف یومر بالتوبۃ و تجدید النکاح" (۲۹۹/٤) اس لڑکے کی شادی ہو گئی ختنہ جلد از جلد کرائیں واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی مبارکپور اعظم گڈھ ۷ر صفر ۸۲ھ

(۳۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص مسمی حاجی ولی محمد نے چار قطعہ دعوی بعدالت جج گورکھپور مقدمہ نمبر ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸ ــ ۱۹۵۷ء میں۔ اللہ جل شانہ تعالی معرفت حاجی ولی محمد بنام سری کش، ورام نرائن، ورمائن جی، اور سری چند گپت ال داخل کیا اور عرض دعوی کے آخر میں پرارتھی یعنی فدوی اللہ جل شانہ تعالی معرفت حاجی ولی محمد تحریر کیا ایسی صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ

کیا اللہ تعالی جل شانہ عدالت مجاز میں مثل ایک انسان کے مدعی قرار دیا جا سکتا ہے اور پرارتھی یعنی فدوی کہلا جل شانہ تعالی معرفت حاجی ولی محمد لکھنا جائز ہے۔ (۲) اور اگر ذات باری تعالی مثل ایک انسان و مدعی کسی عدالت مجاز میں مدعی قرار دی جا سکتی ہے تو ایسی صورت میں ایسا کرنے والا توہین باری تعالی کا مرتکب ہوا کہ نہیں؟ اگر ذات باری تعالی کا کسی عدالت مجاز میں مثل ایک انسان کے مدعی قرار دینا توہین باری تعالی ہے تو ایسا کرنے والے کے لیے شرع متین کی رو سے کیا حکم ہے؟

المستفتی عبد الحسین ساکن میتواتی پور شہر گورکھپور

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی جس شخص نے اللہ تعالی کو فدوی لکھا سخت توہین باری کا مرتکب ہوا اسکو توبہ، تجدید نکاح تجدید ایمان ضروری ہے۔ در مختار میں ہے: "وما یکون کفر ا اتفاقا یبطل العمل والنکاح" واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی مبارک پور اعظم گڈھ ۱۹ر جمادی الاخرہ ۸۲ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۲۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص یوم ولادت کے موقع پر اپنے بیان میں فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال پہلے کچھ نہیں تھے۔ کچھ کی تشریح یوں کی ہے کہ حضور (نعوذ باللہ من ذلك) جواڑی شرابی نہیں تھے اور نہ ان لوگوں میں رہتے تھے اگر صحیح ہے تو کیا دلیل ہے اور اگر صحیح نہیں تو قائل مذکورہ کو شریعت کی جانب سے کیا حکم لگایا جائے گا۔

الجواب

بلاشبہ شخص مذکور کا یہ قول غیر محتاط اور بیباکانہ ہے اور اس کی تاویل رکیک اور نامقبول ہے اگر یہی بات تھی تو اس موقع پر یوں کہنا چاہیے تھا کہ حضور چالیس سال کے پہلے بھی بہت کچھ تھے۔ نہیں تو اس موقع پر فضائل کے انکار کے لیے بولا جاتا ہے رزائل کے انکار کے لیے نہیں۔ اصل میں یہ سارا فتور عبدالشکور کاکوروی کی تحریر جہالت سے پیدا ہوا ہے جنھوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضور کو چالیس سال پہلے ایمان کی بھی خبر نہ تھی۔ قائل کو توبہ کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ ۱۲/ جمادی الآخر ۸۲ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ　　الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہٗ

(۳۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے ایک ترشول جس کی شکل ایسی ہے، گاڑ رکھا ہے جس میں کچھ نئے پرانے چیتھڑے باندھ رکھا ہے جو ہر خوشی اور غمی کے موقع پر اسکو سجدہ کرتا ہے اور ہر قسم کی مرادیں مانگتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے۔ وہ شخص مشرک ہے یا نہیں۔

(۲) اگر وہ مشرک ہے تو ایک صحیح العقیدہ مسلم عورت کا نکاح اس کے گھر درست ہے یا نہیں؟

(۳) اگر لاعلمی میں ایسے گھروں یا ایسے لوگوں سے نکاح پڑھادیا گیا تو نکاح ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں ہوا تو اس کی کیا شکل ہوسکتی ہے اس کی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ ہوسکتا ہے۔ یا نہیں۔

سائل: شہادت حسین مقام روناپوسٹ کروپ اندر یہاں ضلع فرخ آباد

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی سوال میں جس کا ذکر کیا گیا ہے وہ اپنے ان شرکی افعال کی وجہ سے قطعی مشرک وکافر ہے۔ عالمگیری میں ہے: وہم چنیں کہ در خانہا صورت می کنند چنانچہ معبود پرستید ن گمراہ است آں رامی پرستند وماننداین ہرچہ می کنند بداں کافری شوند (ج ۲/ ۲۸۲ ملخصا)

اس سے نہ تو کسی کا نکاح ہو سکتا ہے نہ کافرہ کا نہ مرتدہ کا، اس لیے اگر لاعلمی میں عقد کر دیا گیا تو وہ نکاح ہوا ہی نہیں، عورت جہاں چاہے شادی کر سکتی ہے۔ عالم گیری میں ہے: "ومنها ما هو باطل بالاتفاق نحو النكاح فلا يجوز له ان يتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة ولا ذمية ولا حرة ولا مملوكة"۔ (ج ۲ ص ۲۵۵) واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۲ رجب ۸۰ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ　　الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۳۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

معتبر ذرائع سے یہ معلوم ہوا کہ مسماۃ ہندہ کا شوہر نہایت آوارہ مزاج ہے، شارب الخمر ہے، احکام دین سے قطعا غافل ہے، منکر صلوۃ وصوم ہے، صرف نام کا مسلمان ہے، مشرکوں کے ساتھ رہکر خود بھی مرتکب شرک رہتا اور اکثر اپنی منکوحہ مسماۃ ہندہ کو بھی مجبور کرتا ہے۔ اگر مسماۃ ہندہ انکار کرے تو اسے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ اسی بنا پر مسماۃ ہندہ اپنے شوہر کے گھر جانے کو تیار نہیں۔

کیا ایسی صورت میں ہندہ اپنے شوہر زید کی منکوحہ ہے کہ زید جو مسماۃ ہندہ کا شوہر ہے وہ جب بھی ہندہ کے میکے آتا ہے تو کہتا ہے کہ میں طلاق دینے آیا ہوں دراں حالیکہ چند لوگوں (شاہدوں) کے سامنے پہلے ہی وہ تین بار طلاق دے چکا ہے وہ شاہد (گواہ) اب تک موجود ہیں اور اقرار شہادت کرتے ہیں۔ لیکن زید کے چچا کہتے ہیں کہ اس نے کوئی تحریر تھوڑے ہی دی ہے۔ زبانی کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں زید کے اس بیان سے طلاق ہوئی کہ نہیں۔ عبارت مندرجہ ذیل جس میں حضرت مولانا عبد الحی صاحب فرنگی محلی اپنے مجموعہ فتاویٰ جلد اول کے صفحہ ۲۲۴ ر پر فرماتے ہین کہ بر ہندہ سہ طلاق شدند حالا بدون تحلیل نکاحش باز زید درست نیست حضرت مولانا زاہد القادری مفتی آستانہ دہلی اپنے فتاویٰ آستانہ جلد دوم (صفحہ ۱۳۴) میں فرماتے ہیں: کہ اگر اس شخص قول کا یا فعل مشرکانہ یقین کے ساتھ ثابت ہے تو مسماۃ مذکورہ کا نکاح ٹوٹ چکا۔ مسماۃ پر اس سے پردہ لازم ہے۔ عدت کی مدت گذرنے کے بعد مسماۃ اپنا دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ جواب فتاویٰ آستانہ جو سوال میں تحریر ہے یا مجموعہ بالا کا فتویٰ جس کا حوالہ درج ہے۔ ان فتوں کے مطابق زید وہندہ کا نکاح وعقد کا معاملہ کس حد تک ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی اگر واقعہ یہی ہے کہ ہندہ کا شوہر مشرکانہ افعال بجالاتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا۔ عالم گیری میں ہے: واہم چنیں کہ در خانہا صورت می کنند چنانچہ معبود پرستیدن گبدان ست آں را می پرستند

و بوقت زادن کودک بشنگرف نقش می کنند وروغن می ریزند وآں را بنام بہتے کہ آں را بھوانی می خوانند می پرستند و مانند ایں ہر چہ می کنند بداں کافر می شوند، واز شوہران خود مباینہ می شوند۔ (ج ۲ رص ۲۸۲)

اور ہندہ کا نکاح باطل ہو گیا۔ درمختار میں ہے: "وما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح واولاده اولاد الزناء" عدت کے بعد ہندہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ طلاق ضرور زبان سے پڑ جاتی ہے تحریر ضروری نہیں۔ اور اب تو صرف اس لیے لکھائی جاتی ہے کہ قانونا بھی شوہر انکار نہ کر سکے۔

ہدایہ میں ہے: "فالصريح قوله انت طالق ومطلقة وطلقت فهذا يقع به الطلاق الرجعي" (باب ایقاع الطلاق: ۱/ ۳۳۹ انت طالق اور طلقت کہنے سے طلاق پڑ جاتی ہے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ تحریر ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲ رربیع الثانی ۸۱ھ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۳۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

اگر زید مذہب اہل سنت ترک کر کے مذہب اہل حدیث یا دیوبندی یا شیعہ اختیار کر لے تو ایسی صورت میں زید کی منکوحہ عورت اس کی زوجیت میں باقی رہ جائے گی یا مذہب بدل دینے سے نکاح ٹوٹ جائے گا؟ برائے کرم جواب سے سائل کو مطمئن فرمادیں۔ نیز مسئلہ مندرجہ بالا میں جواب مذکورہ کے درمیان کوئی اختلاف ہو تو اسے بھی تحریر فرمائیں۔

احقر علی حسن موضع رسول پور پوسٹ املو اعظم گڑھ ۷ رجولائی ۱۹۶۷ء

الجواب

دیوبندی اور شیعہ عموماً اہل سنت و جماعت کے نزدیک کافر ہیں اس لیے اگر کوئی سنی ان کا ہم عقیدہ ہو جائے تو ضرور اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ درمختار میں ہے: "ما يكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح" غیر مقلد گمراہ تو سب ہیں لیکن سب کی گمراہی حد کفر کو نہیں پہنچی ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص غیر مقلد ہو کر حد کفر تک گمراہ ہو گیا ہو تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ ابتداء نکاح ان تمام فرقوں کے ساتھ منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۶ رربیع الثانی ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۳۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید ہندہ کا شوہر ہے جو نہایت تندرست وتوانا ہے۔ مگر وہ عرصہ دراز سے کوئی کاروبار نہیں کرتا ہے اور ہندہ کو نان نفقہ نہیں دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ سال سے ہندہ اپنے میکے میں رہتی ہے۔ زید کی ابھی تک وہی حالت ہے اور اسی میں وہ پھر ہندہ کو اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک پنچایت ہوئی جس میں زید وہندہ دونوں کے بیانات سننے کے بعد یہ بات حد یقین کو پہنچ گئی کہ زید اپنی کاہلی کی بنا پر ہندہ کو نان ونفقہ نہیں دیتا ہے اور نہ اس کا اہل معلوم ہوتا ہے، اس لیے پنچایت میں یہ بات طے پائی کہ اگر زید تین ماہ تک اپنی بیوی ہندہ کے نان ونفقہ کا خرچ اس کے میکے میں دے اور کسی کاروبار میں لگے تا کہ یقین ہو جائے کہ زید اب اپنی بیوی ہندہ کی کفالت کر سکتا ہے تو اس وقت زید کو اختیار دیا جائے کہ وہ ہندہ کو لے جا کر اپنے ساتھ رکھے، مگر زید نے اس فیصلہ کو بالکل نامنظور کر دیا۔ اس کے بعد پنچایت نے یہ تجویز رکھی کہ اگر تم پنچایت کا فیصلہ نہیں مانتے تو شریعت اسلامیہ کا فیصلہ تسلیم کرلو تا کہ خدا اور رسول کے حکم کے مطابق دونوں کا فیصلہ ہو جائے مگر زید نے قطعی طور پر انکار کر دیا کہ میں نہ تو پنچایت کا فیصلہ مانتا ہوں نہ میں شریعت وریعت کو مانتا ہوں۔ لہٰذا غور طلب امر یہ ہے کہ زید کا قول کہ میں شریعت وریعت کو نہیں مانتا ہوں۔ اس کے حق میں کیا ہے؟

(۱) کیا زید اپنے اس قول سے اسلام سے خارج ہو جائے گا؟

(۲) کیا اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا یا نہیں؟ بینوا وتوجروا

ممتاز احمد کوارٹر ۳۷ روڈ نمبر ۲ ربی ایچ ایریا کدم جمشید پور ۲۲ رنومبر ۱۹۶۷ء

الجواب

صورت مسئولہ میں زید اپنے اس ملعون قول کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا اور اس کا نکاح فسخ ہو گیا۔ عالم گیری جلد دوم ص ۲۷۲ رمیں ہے: "رجل عرض علیہ خصمہ فتوی الائمۃ فردھا وقال چہ بارنامہ فتوی آوردہ قیل یکفر لانہ ردحکم الشرع" واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یکم رمضان ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۳۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
تبلیغی جماعت جس کے بانی مولوی الیاس تھے اور جس کا مرکز دہلی میں ہے یہ تبلیغی جماعت سنی مسلمانوں کی جماعت ہے یا وہابیوں کی جماعت ہے۔

(۲) اس جماعت کے لوگوں کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کسی سنی نے اس جماعت والوں کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز ہوگی یا نہیں۔؟

(۳) اگر تبلیغی جماعت والوں میں کوئی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مولوی الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید تھے۔ تبلیغی جماعت میں کرتا دھرتا لوگ دیوبندی ہیں۔ دوسرے مذہب کے لوگ نادانستگی میں نماز اور کلمہ کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر اس میں شریک ہوجاتے ہیں بس ایسے لوگوں کو علیحدہ کرکے اس جماعت کا حکم دیوبندیوں کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالمنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۳۵-۳۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) کفار، بدمذہب، روافض شیعہ اثنا عشری، خواہ وہابی، قادیانی، چکڑالوی، تبلیغی اور جملہ بدمذہب سے کوئی چیز رہن رکھ کر منافع لینا کیسا ہے اگر ایسا کیا گیا تو کیا یہ ربا تو نہ ہوگا؟

(۲) ایک شخص وہابی وتبلیغی اور بدمذہبوں سے اعلانیہ نشست وبرخاست رکھتا ہے اور ان سے لین دین رکھتا ہے اور تمام روزان کی بیٹھکوں میں بیٹھا رہتا ہے بعض لوگ اس کو ایک سنی مسجد کا ٹرسٹی اور متولی بنانا چاہتے ہیں تو کیا اس کی تولیت اور ٹرسٹیت جائز ہے؟

(۳) ایک امام فقط معمولی اردو لکھا پڑھا ہے اور عربی علم سے قطعاً ناآشنا اور ناواقف ہے وہ بھی بدمذہبوں اور تبلیغیوں اور وہابیوں کے ساتھ نشست وبرخاست رکھتا اور اعلانیہ ان کے ساتھ گھومتا پھرتا ہے اور ان کے یہاں آتا جاتا ہے۔ نیز ان کی دعوتیں کھاتا ہے۔ بازاروں میں سارا دن بیٹھ کر فضول فواحش اور گالی گلوچ بکنا غایت بدزبان ہے، غیبت کرنا جھوٹ بولنا اس کا مشغلہ ہے، تو کیا ایسے امام کی اقتداء جائز ہے۔ سائل حاجی ذکریا چشمہ والا بڑا بازار اپلٹا

الجواب

(۱) کفار کی دو قسمیں ہیں۔ مرتد اور غیر مرتد۔ آخر تک جتنے نام آپ نے لکھے ہیں عام طور پر مرتد ہیں ان سے کسی قسم کا معاملہ شرعاً منع ہے۔ شامی میں ہے: "ویتوقف کل ما کان مبادلة المال بمال او عقد وتبرع عند الامام کالمبایعة والصرف والمسلم والرهن والاجارة" اور غیر مرتد ہوں تو ان سے عقود فاسدہ کے ساتھ انتفاع جائز ہے۔

(۲-۳) میں جن کا ذکر آپ نے کیا ایسے لوگوں کو نہ متولی بنایا جاسکتا ہے نہ امام۔

درمختار میں ہے: "وینزع وجوبا ولو الواقف" فغیره اولیٰ "غیر مامون اوعاجزا وظهر به فسق" (کتاب الوقف: ٦/٤٥٣)

اسی میں ہے: "ومشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم" اور سوال میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کا کم سے کم درجہ فسق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۲رجب ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

شعر۔ پردۂ انسان میں آکر خود دکھاتا تھا جمال رکھ لیا نام محمد تاکہ رسوائی نہ ہو

آیا یہ شعر از روئے شرع شریف صحیح ودرست ہے یا نہیں۔ اگر صحیح وٹھیک ہے تو اس کا مطلب کیا ہے۔ اور اگر نہیں تو شرعی قباحت کو ظاہر کیا جائے۔ نیز اس شعر کا عوام کے سامنے پڑھنا باعث گمراہی وضلالت ہے کہ نہیں۔ بینوا وتوجروا۔ سائل عبدالوحید جامع مسجد بشنی پور ضلع بلیا۔ ۷رشعبان ۱۳۸۸ھ

الجواب

بظاہر اس شعر کا مطلب سخت گمراہ کن اور الحاد آفریں ہے، اس کا پڑھنا اور اس پر اعتقاد رکھنا سخت گمراہی ہے۔ اس میں مبتلا ہونے والے کو توبہ صادقہ کرنا چاہئے۔ اور عوام کے سامنے ہرگز نہ پڑھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

تبلیغی جماعت جس کے بانی مولانا الیاس صاحب۔ اور مولانا یوسف صاحب ہیں اس کے اصول میں ہے ایک وقت تبلیغ کے لیے وقت نکال کر دور دراز کا سفر اختیار کر کے جس میں بسا اوقات اپنے اہل وعیال، ماں اور باپ کے نان ونفقہ کے محتاج ہیں لیکن توکلت علی اللہ کر کے وہ حضرات گشت کرنے کے لیے نکل پڑتے ہیں۔ انہیں سے بعض کہتے ہیں کہ اس جماعت نے جو ہدایت اور دین کی خدمت کی ہے اس سے پہلے نہ ہوئی۔ جس میں سلاطین کی صریح توہین ہے اور وہ عقائد میں بھی ہمارے خلاف ہیں۔ ہمیں وہ بدعتی کہتے ہیں، چونکہ ہم وہابی جانتے ہیں۔ لہٰذا ان کے متعلق نزاع واقع ہو رہا ہے، اس بنا پر اس جماعت کے متعلق از روئے شریعت جواب مدلل بیان کریں۔ المستفتی محمد خدا بخش محلہ گوبند پر ڈاکخانہ ندیہ ضلع چوبیس پرگنہ مغربی بنگال

الجواب

تبلیغی جماعت پرانے وہابیوں کا نیا روپ ہے اور کلمہ نماز کے پردے میں مولوی اشرفعلی دیو بندی کا مذہب پھیلانا چاہتے ہیں۔ کلمہ اور نماز، روزہ اور تبلیغ کے کام میں بھولے بھالے سنی عوام ان کی گرفت میں آجاتے ہیں، پھر وہ بھی ان کو اپنے جیسا وہابی دیو بندی بنا دیتے ہیں، اس لیے عوام مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیے اور کلمہ اور نماز سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے۔ اس امر کا اقرار تو خود سوال میں ہے کہ وہ وہابیوں کی جماعت ہے۔ اور سنیوں کو بدعتی کہتے ہیں۔ خود مولوی الیاس بانی تبلیغ جماعت نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں صاف صاف کہدیا ہے کہ کلمہ اور نماز سے میری مراد کلمہ اور نماز نہیں ہے اور یہ کہ میں چاہتا ہوں کہ طریقہ میرا ہو اور تبلیغ مولوی اشرف علی صاحب کے خیالات کی ہو اور ایسے گمراہ لوگوں سے بچنے کا حکم حدیث شریف میں ہے: " ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم "۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۹ر ذو قعدہ ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۳۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص ہے جس کے سونے کے درمیان میں اس کی جیب سے کچھ پیسے اس کی والدہ یا اس کی بیوی نکال لیا کرتی تھی اور وہ شخص بیدار ہونے کے بعد جیب سے نکالے ہوئے روپے پیسوں کا حساب نہیں کرتا تھا۔ ایک دن حسب معمول جب وہ سویا تو اس کی والدہ نے اس کی جیب سے کچھ پیسے نکال لیے، اس دن جب وہ بیدار ہوا تو اتفاقاً اس نے پیسوں کا ٹوٹل کیا۔ اسے پیسوں میں کمی دکھائی دی تو اس نے اپنی بیوی سے جا کر پوچھا اس نے انکار کیا میں نے نہیں نکالے وہ برابر اصرار کر کے اس سے پوچھتا رہا اور وہ انکار کرتی رہی۔ مجبوراً اس نے کلام پاک کی قسم کھائی تو مذکورہ شخص نے کلام پاک کو ماں کی گالی دی، لہٰذا اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کلام پاک کو گالی دینے والے اور ایسی گستاخی کرنے والے کو شریعت کی طرف سے کیا حکم ہے اور وہ شخص شریعت کی نظر میں کس قسم کا مجرم ہے؟ جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

سائل عبد اللہ مبارک پور حال سورت

الجواب

قرآن عظیم کو گالی دینے والے پر لازم ہے کہ صدق دل سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھے اور دوبارہ اپنی بیوی سے نکاح کرے۔ عالمگیری میں ہے: " اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن او عابہ کفر "

واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور ۲۲ر صفر ۱۳۸۹ھ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۳۹) **مسئلہ:** کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

پیش امام نے جمعہ کے دن منبر پر یہ فرمایا کہ مولانا اشرف علی تھانوی، مولوی الیاس احمد، اور رشید احمد گنگوہی نے توہین رسالت کی ہے جس وجہ سے ان پر علمائے عرب وعجم نے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ لہٰذا علمائے مذکورہ پر عقیدہ رکھنے والا شخص کافر ہے اور یہ کہ ایسے شخصوں سے سلام وکلام کرنے والے لوگ بھی کافر ہیں۔ اور ایسے شخصوں کا مسلمانوں کی مسجد میں آنا منع اور مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن کرنا منع ہے۔ ان کا یہ قول کیسا ہے؟ سائل عبد الغفار۔ بلاس پور

الجواب

بے شک اس پیش امام نے صحیح کہا۔ سوال میں ذکر کیے ہوؤں پر عرب وعجم کے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا اور وہ چھپ کر حسام الحرمین کے نام سے بازار میں بک رہا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۴۰) **مسئلہ:** کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

جو بغیر صحیح تحقیق کے ایک ایسے مسلمان کو کافر کہتا ہے جو مذکور علمائے کرام کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے دیگر تمام علمائے دین کو بھی عقیدت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

المستفتی عبد الغفار بلاس پور

الجواب

اگر وہ شخص سوال میں ذکر کیے ہوئے مولویوں کے کفر پر مطلع نہیں تھا تو اس کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ لیکن اب اگر امام صاحب کے بتانے کے بعد بھی ان لوگوں کو مسلمان سمجھتا رہے گا تو ضرور کافر ہوگا۔ شفاء شریف میں ہے:" من شك فى كفره وعذابه فقد كفر "(۲۱۶/۶) واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ، ۵ رجمادی الاول ۱۳۸۹ھ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ

(۴۱) **مسئلہ:** کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہندہ کی شادی ہو چکی تھی جو ایک مسلمان عورت تھی پھر کسی ہندو کو لے کر بھاگ گئی تو اس عورت کے برادر وغیرہ نے مقدمہ اس ہندو پر کر دیا جس میں ہندہ نے اقرار کیا کہ ہم اسی ہندو کیساتھ ہندو رہیں گے، پھر مقدمے میں اس ہندو کی جیت ہو گئی، اب ہندہ چاہتی ہے کہ کسی مسلمان سے آپ لوگ میری شادی کر دیں تو ہم مسلمان بنکر آپ کے وہاں رہیں گے اور اس کے شوہر نے جو مسلمان تھے طلاق

بھی دے دی ہے، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس سے توبہ کرا کر آیا ہندہ کا نکاح کسی مسلمان سے صحیح ہوگا یا نہیں؟۔ بینوا توجروا المستفتی محمد سلیم مورخہ ۱۲-۱۰-ھ

الجواب

اگر وہ دوبارہ مسلمان ہوجائے تو ضرور ان کی مسلمان کے ساتھ شادی ہوسکے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

(۴۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید دو سال سے ایک سادھو کے ہمراہ اکثر و بیشتر اس کے صنم خانہ میں رہتا تھا اور سادھو کے بت کی پوجا کیا کرتا تھا، زید کی صحت ٹھیک نہیں رہتی تھی، چنانچہ وہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس علاج کے لیے نہیں تیار تھا اور وہ کہتا ہے کہ ہم کسی دوا یا دعا سے ٹھیک نہیں ہوسکتے، سادھو بت کہتا ہے کہ وہ اچھا کرسکتا ہے، اس سے پوچھا کہ تم کیا سمجھ کر بت کی پوجا کرتے تھے اور اس کے سامنے اپنا سر رکھتے تھے؟ تو وہ کہتا ہے کہ گرو جی کے بنانے سے ہم اسکو خدا سمجھ کے پوجتے تھے، مسلمانوں نے اسے سمجھایا اور وہاں جانے کے لیے منع کیا اور کہا کہ تم مت کرو تو وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی کردے تو ہم وہاں نہیں جائیں گے، علاج کیا جاتا ہے اور دو تین دن دوا کے ساتھ سادھو کے پاس بھاگ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نہیں اچھے ہوں گے، پھر اس کے دماغ میں کچھ پاگل پن بھی رہتا ہے، چنانچہ عرض یہ ہے کہ زید از روئے شرع کافر ہے یا مسلمان؟ اگر کافر ہے تو اس کی بیوی اس کے عقد سے نکل گئی یا نہیں تو وہ دوسری جگہ اپنا عقد کرسکتی ہے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا۔

المستفتی عبدالشکور پہلوان محلہ پرانی بازار آتش پر گونڈاہ

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی زید مرتد ہوگیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی عدت گزار کر وہ دوسرے شخص سے شادی کرسکتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدالمنان اعظمی دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۴ ربیع الآخر

(۴۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مسماۃ ہاجرہ بنت محمد لیسین کا نکاح مشتاق احمد بن محمد سلیم سے ہوا اور ہاجرہ دو مرتبہ رخصت ہوکر مشتاق کے وہاں گئی درمیان آمد و رفت کچھ رکاوٹ پیدا ہوگئی اس کے بعد چار سال سے ہاجرہ اپنے میکے میں بیٹھی ہے۔ بروز اتوار ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ مشتاق احمد دو آدمیو ں کے ساتھ سسرال آئے، خسر صاحب

موجود تھے خوش دامن صاحبہ سے مختلف باتیں ہوئیں اس ضمن میں مشتاق احمد نے کہا کہ میں انہیں نہیں لے جاؤں گا، پانچ سورو پیہ لونگا تب انہیں چھوڑوں گا۔ ان کی خوشدامن صاحبہ نے کہا کہ ذرا شریعت کی رو سے دیکھو کیا شریعت یہی کہتی ہے، مشتاق احمد نے کہا کہ میں شریعت کو نہیں مانتا ہوں۔ پانچ سورو پیہ لونگا تب چھوڑوں گا۔ مندرجہ بالا الفاظ اس نے مندرجہ ذیل اشخاص کے سامنے کہے ہیں۔ عبدالجلیل، حبیب الرحمٰن۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ کہنے والے کے متعلق شریعت مطہرہ کیا کہتی ہے اور مجبور ہاجرہ کیلیے مخلصی کی کیا صورت ہے؟ فقط بینوا توجروا۔ المستفتی محمد یٰسین خیرآبادی

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی مشتاق احمد اپنے انکار شرع کی وجہ سے دین سے نکل گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔ اللہ تعالی اعلم۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۳؍ ربیع الثانی ۸۷ھ
الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

(۴۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص مسمی عبدالحمید حافظ قرآن ہے۔ مکان کو جان کر قبرستان کی طرف بڑھانے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے کی غرض سے بنیادیں کھودرہا تھا کہ ناگہاں ان بنیادوں سے دو قبریں نمودار ہوئیں یہ بہت پرانا قبرستان ہے اور بہت سی قبریں موجود ہیں۔ جب لوگوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے شخص مذکورہ سے قبرستان میں مکان بنانے سے منع کیا لیکن اس نے کہا کہ میں خارج از اسلام ہوں مجھ سے جو بات کی جائے خارج اسلام سمجھ کر کی جائے، یہ الفاظ اس نے تین بار دہرائے باوجود منع کرنے کے خدا سے بیخوف ہوکر انہیں قبروں پر مکان کی تعمیر شروع کردی۔ اس کے بعد شخص مذکورہ کو مسجد میں بلا کر بہت سے مسلمانوں کے سامنے سمجھایا گیا کہ مکان کی تعمیر قبروں کے احترام کے خلاف ہے۔ تمہیں خدا کا خوف کرنا چاہیے تو پھر اس نے وہی الفاظ دہرائے کہ میں خارج اسلام ہوں میرے متعلق اگر کسی مولوی سے فتویٰ لوگے تو وہ بھی مجھے خارج اسلام ہی قرار دے گا۔ میرا دل ودماغ صحیح ہے میں بدست خود یہ الفاظ لکھ رہا ہوں، کسی کا سکھایا ہوا نہیں ہے۔ میں اپنی قبر میں آپ جاؤں گا اور اپنے اعمال کی سزا بھگتوں گا، آپ لوگوں کو میری کیا فکر ہے میں خوب جانتا ہوں کہ میں ایک کبیرہ گناہ کررہا ہوں اس کے بعد اس کو ایک مکان پر جہاں متعدد لوگ جمع تھے بلا کر سمجھایا اور خدا کے خوف سے ڈرایا تو پھر اس نے وہی الفاظ دہرائے کہ میں خارج اسلام ہوں۔ اور اپنے مکان کی تعمیر کرتا رہا تو ایسے شخص کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی سے شریعت مطہرہ کا کیا

حکم ہے۔ آیا یہ شخص اسلام سے خارج ہوا کہ نہیں؟ ایسے شخص سے مسلمانوں کو اسلامی تعلقات رکھنا چاہئے کہ نہیں؟ اب یہ مذکورہ شخص مسلمان کہا جائے یا کافر؟ جواب باصواب سے مشرف فرمائیں۔ فقط والسلام۔
جن لوگوں کے سامنے مذکورہ شخص نے اپنے کو خارج اسلام بتایا ان لوگوں کے نام و دست خط انگوٹھے کے نشان نیچے ہیں جواب سے جلد مطلع فرمائیں۔

حاجی عبدالشکور بقلم خود۔ عبدالسلام۔ خلیل احمد۔ محمد رفیق۔ اشفاق حسین۔ عبداللطیف۔ عبدالمجید بقلم خود۔ اقرار حسین بقلم خود۔ عبدالجبار نشان انگوٹھا۔ عبدالغنی نشان انگوٹھا۔ بہاء الدین نشان انگوٹھا۔ منا نشان انگوٹھا۔

الجواب

اسلام و کفر کے درمیان کوئی واسطہ نہیں آدمی یا تو مسلمان ہے یا کافر، دائرہ اسلام کے اندر تو مسلمان ہے جو اس سے خارج ہے وہ کافر ہے۔ عبدالمجید نے جب اپنے کو خارج اسلام کہا تو اسلام سے نکل گیا اور کافر ہو گیا، کیونکہ اس کا قول بلا جبر و اکراہ برضا و رغبت ہے۔ اور تفہیم کے بعد بھی اس نے اپنے کو دائرہ اسلام سے خارج ہی کہا تو ثابت ہوا کہ وہ اپنے خارج اسلام ہونے سے راضی ہے۔ اور خارج اسلام ہونا کفر ہے۔ اس لیے وہ اپنے کفر سے راضی ہوا اور جو شخص اپنے کفر سے راضی ہو وہ کافر ہے۔ فتاوی عالم گیری میں ہے: "من یرضیٰ بکفر نفسہ کفر" یعنی جو شخص اپنے کفر سے راضی ہو بلاشبہ کافر ہے۔ ایسی صورت میں جب تک عبدالمجید اپنے کفر سے بالاعلان توبہ نہ کرے اس وقت تک مسلمانوں کو اس سے مقاطعہ کرنا فرض ہے۔ اس سے میل جول اس کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، سلام وکلام، بیاہ شادی حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ﴿لا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم﴾ (تذکرۃ الموضوعات:۱۰۹۵)

عبدالمجید کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی کیونکہ کفر و اسلام میں مناکحت نہیں۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ﴾ [الممتحنۃ: ۱۰]

نہ مسلمان عورتیں کافر مردوں کے لیے حلال ہیں نہ مسلمان مرد کافر عورتوں کے لیے۔ لہٰذا عبدالمجید کی بیوی کا اس سے علیحدہ ہو جانا لازم ہے۔ البتہ عبدالمجید کی توبہ اور اسلام کے بعد اس سے نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۳؍ جمادی الآخرہ ۱۳۷۸ھ
الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴۵۔۴۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) خوجہ مذہب والوں کو اپنی مسجد اپنی جماعت کے ساتھ شریک کرنا نیز ان کو اپنے قبرستان میں دفن کرنا ان کی تجہیز وتکفین ونماز جنازہ میں شریک ہونا سنی شافعی کو جائز ہے یا نہیں؟

(۲) میلاد شریف کے بعد کھڑے ہوکر حضور ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھنا اور شیرنی پر فاتحہ دے کر تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ المستفتی محمد خلیل ابن محمد حسین بخشی اودرن تلاب بمبئی ۲ ردسمبر ۱۹۵۶ء

الجواب

فرقہ اسمٰعیلہ کی تمام شاخوں پر علی الاطلاق کفر وارتداد کا فتویٰ ہے۔ شاہ عبد العزیز صاحب علیہ الرحمہ تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں: "وحکم ارتداد بر شیعه بلا اختلاف منطبق است و بر غلاة وکیسانیه واسماعیله"

اس لیے ان کے ساتھ تمام شرعی معاملات جن کا ذکر سوال میں کیا گیا، ناجائز ہیں۔ الاشباہ ص ر ۱۹۰ میں ہے: "اذا مات لم یدخل مقابر المسلمین ولا اهل ملة انما یلقی فی الحفیر کالکلب" اور جب ان کی نماز نہیں تو وہ مسلمانوں کی نماز میں کھڑے ہوں گے تو قطع صف لازم آئے گا۔ جس کی سخت ممانعت ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "من قطع صفا قطعه الله ومن وصل صفا وصله الله" (فتح الباری: ۲/۲۱۱)

(۲) ختم میلاد کے بعد قیام تعظیمی جائز ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ [الاحزاب: ۵۶]

اس آیت میں مطلقا سلام پڑھنے اور درود بھیجنے کا حکم ہے۔ چاہے جس حالت میں ہو کھڑے ہوکر سلام پڑھنا بھی جائز ہوا۔ یونہی تقسیم شیرینی بروصلہ ہے جو شرعا مامور ہے۔ تفصیل دلائل انوار ساطعہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی شیطانی حرکت کی بنا پر اللہ ورسول کو گالیاں دیں جو ذکر کے قابل نہیں۔ اب تک توبہ نہیں کی۔ لہذا یہ مسلمان رہا نہیں اور بیعت باقی ہے کہ نہیں۔ مستفتی مولانا خدا بخش کیندا ودھباد

الجواب

جب کہ زید نے شیطانی حرکت کی وجہ سے اللہ ورسول کو گالیاں دیں اور توبہ نہیں کی تو دین اسلام

سے خارج ہو گیا۔ شفا شریف میں ہے: "ولو اقر بسبه وتمادی علیه وابی التوبة منه قتل علی ذلك کان کافرا" یعنی اگر دشنام دہی کا مقر ہے اور از راہ سرکشی توبہ سے انکار کرتا رہا اور اسی پر قتل کر دیا گیا تو وہ کافر مرا۔ اور کافر ہونے کے بعد نکاح اور بیعت سے خارج ہو گیا۔ اس پر توبہ تجدید نکاح تجدید ایمان لازم از سر نو بیعت کرے۔

خدا اور سول جل وعلاو علیہ السلام کو گالی دے کر کافر و مرتد ہو گیا اس پر واجب ہے کہ فوراً توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے۔ اگر توبہ سے انکار کرے تو لوگ اس سے مقاطعہ کریں میل ملاپ، نہ رکھیں۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲ر جمادی الاولی

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نہ تو روزہ رکھتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے۔ شریعت مطہرہ کو علی الاعلان گالی دیا جس کے شاہد ایک مسلمان پابند شریعت اور ایک غیر مسلم ہیں۔ اب ایسے شخص کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا قانون ہے۔ اور عام مسلمان اس کے ساتھ کیا تعلق رکھیں۔ اس کے ساتھ کھانا پینا اس کے ساتھ شادی غمی میں شریک ہونا، یا برادری میں اس کو پنچ کے برابر جگہ دینا کیسا ہے۔ اس نے شریعت کے ساتھ ایسی سخت کلامی کی ہے اور ایسی گالی دی ہے کہ ہم اس کو اپنی زبان سے ادا نہیں کر سکتے۔ سائل عبدالغفار اعظم گڑھ

الجواب

سوال یہ ہے کہ خود زید اس بارے میں کیا کہتا ہے، اگر اپنے گالی دینے کا اقرار کرتا ہے اور اس پر اڑا ہے توبہ نہیں کرتا تو دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور اس سے کسی قسم کا تعلق جائز نہ ہوگا؛ اور اگر وہ انکار کرتا ہے تو اس کا یہ انکار ہی توبہ قرار دیا جائے گا اس کا حکم مسلمانوں کا ہوگا۔ یعنی اس سے قطع تعلق جائز نہ ہو گا۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲ر جمادی الآخر ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴۹۔۵۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) رامائن نام کا ایک فلم ہے جس میں راون رام اور سیتا کی تصویریں ہیں اگر اس فلم کو کسی مسلمان نے دیکھ لیا تو اس کا نکاح فاسد ہو گا یا نہیں اور اسکو از سر نو نکاح واجب ہے یا نہیں۔

(۲) صدقہ فطر، زکوۃ کا روپیہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر لگایا تو

اس پر کیا حکم عائد ہوگا؟۔

(۳) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاق مغلظہ دیدے اور وہ اسے اپنے ہی گھر میں رکھے ہوئے ہے تو ایسے شخص کو شریعت کیا حکم دیتی ہے اور دوسرے مسلمانوں کو اس کے ساتھ کھانا پینا شریعت منع کرتی ہے یا نہیں۔ المستفتی، نظام الدین، پوسٹ چوپے ہزاری باغ

الجواب

(۱) فلم دیکھنا حرام و گناہ ہے اور ہندو مذہب کی اس کہانی کی فلم دیکھنا اور گناہ ہے، آدمی کو اس سے توبہ کرنا چاہیے، البتہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری نہیں۔

(۲) زکوۃ اور فطرہ کا پیسہ مسجد میں لگانے والا گنہگار ہوا اور صدقہ اور زکوۃ دینے والوں کی ادا نہ ہوئی لگانے والے پر لازم ہے کہ دینے والوں کی رقم کا تاوان ادا کرے۔

(۳) طلاق مغلظہ دے کر عورت کو دوبارہ گھر میں ڈالے رہنے والا سخت گنہگار حرام کار اور زانی ہے منع کرنے پر بھی وہ نہ مانے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ [الانعام:٦٨]۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۵۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک مسجد کا نائب صدر ہونے کے باوجود چند ماہ پیشتر یہ اعلان کیا کہ میں ہندو ہو گیا اور کمال یہ کہ کھلے لفظوں میں اپنا نام گنپتی رکھ کر اعلان بھی کیا اور تلسی جورے جو کہ کرناٹک میں ہندو دھرم کی ایک بڑی تہوار منائی جاتی ہے اس موقع پر پجاری کو اپنے گھر بلا کر تلسی جورے کی پوجا کا رسم بھی ادا کیا وہ تلسی آج بھی اس کے گھر میں موجود ہے، تقریباً تین ماہ پیشتر بعد جمعہ کے مسجد میں عوام الناس کے درمیان غلطی کا اقرار کیا اور معافی کا طلب گار ہوا جس سے معلوم ہوا کہ زید پاگل نہیں تھا ورنہ معافی کی کیا بات جیسا کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ پاگل تھا، زید بغیر توبہ کئے کبھی کبھار مسجد میں نماز کے لیے آجاتا ہے، مسلمانوں سے سلام وغیرہ بھی کرتا ہے، اس صورت میں زید اسلام سے خارج ہوا کہ نہیں؟ وہ جو نماز ادا کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے اس کی بیوی نکاح سے نکل گئی کہ نہیں؟ بعد مرنے کے زید کی نماز جنازہ پڑھ کر مسلمانوں کے قبرستان مین دفن کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کسی بزرگ کا فاتحہ بالخصوص غوث پاک کی گیارہویں شریف کے موقعہ پر اس کے یہاں مسلمانوں کو جا کر کھانا درست ہے یا نہیں؟ زید کے پاگل نہ ہونے کا ثبوت یہ بھی ہے کہ گھر کا ذمہ دار ہونے کے ساتھ (besihess) اور دیگر کاروبار بھی سنبھال لیتا ہے، ساتھ ہی موٹر

گاڑی بھی چلاتا ہے، اس صورت میں وہ پاگل کہا جا سکتا ہے، زید جس مسجد کا صدر ہے اس میں ایک اچھے عالم امامت کرتے ہیں مگر زید کے مالدار ہونے کی وجہ سے عالم صاحب خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں بلحاظ شرع درست ہے یا نہیں۔ المستفتی: سید میر صاحب سید عبد الکریم صاحب کوڑی باغ کرناٹک

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں زید کا ارتداد ثابت اور دیوانگی کا عذر نا مسموع، اس کی عورت نکاح سے نکل گئی، اس پر از سر نو توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری، البتہ تین ماہ کے بعد غلطی کے اعتراف اور معافی طلب گاری کے متعلق سائل کا بیان ناکافی ہے، اگر اس نے صاف صاف اپنی غلطی کے اعتراف کیساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہی اور از سر نو کلمہ پڑھا اور بت پرستی سے برأت ظاہر کی تو اس نے شرع کا مطالبہ پورا کیا اور دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ اب اپنی عورت کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے

اور اگر اس نے توبہ صادقہ اور تجدید نکاح نہ کیا صرف مسلمانو سے معافی طلب کی تو وہ مسلمان نہیں جب تک کہ وہ توبہ تجدید ایمان ونکاح نہ کر لے اور مسلمان اس سے کسی قسم کا تعلق قائم نہ کریں۔

حدیث شریف میں ہے "ولا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم ان لقيتموهم فلا تسلموهم ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشيعوهم"

وہ ملیں تو ان سے سلام مت کرو، ان کے ساتھ ہم نشینی مت کرو، ان کے ساتھ کھان دان نہ رکھو، ان سے شادی بیاہ نہ کرو، وہ بیمار ہوں تو عیادت نہ کرو، مریں تو ان کے جنازہ میں شامل نہ ہو۔ امام صاحب بھی اسی حکم میں شامل ہیں، ایسے لوگوں کے ساتھ مداہنت ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۵۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک گاؤں بمن پورہ میں ایک سادھو کا قتل ہوا اور رپورٹ تھانہ تک پہونچ چکی، اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے، ہندو گنتی کے دو چار گھر ہیں، کچھ مسلمانوں نے یہ سوچ کر کہ یہ معاملہ ہمارے سر نہ آجائے روپیہ پیسہ دے کر اس سادھو کی سترہویں مین بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور سمادھی بھی بنوایا اور قبر بھی کھودی اس صورت میں ان حضرات پر شریعت کے اعتبار سے کیا حکم صادر ہوتا ہے اور حادثہ سمجھ کر اکثر لوگ اس سادھو کو دیکھنے بھی گئے، ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ بالتفصیل قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ المستفتی: محمد جاوید اقبال مدرسہ نور الاسلام موضع بمن پورہ پوسٹ کھنڈیہ ضلع رام پور (یوپی)

الجواب

علماء نے اس قسم کے افعال کو کفر فقہی میں شمار کیا ہے کہ ایسے افعال کا کرنے والا کافر تو نہیں ہوتا مگر اسکو ان افعال سے توبہ کرنا چاہیے اور احتیاطاً توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا چاہیے اور حادثہ سمجھ کر دیکھنے والوں پر کوئی الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۵۴-۵۵)**مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید کو نکاح کے موقع پر ایک جوڑا کپڑا اور چپل سسرال سے ملا، زید وہی چپل پہن کر نماز جمعہ پڑھنے گیا چپل چوری ہوگئی تو زید کہتا ہے کہ نہ جمعہ پڑھنے گئے ہوتے نہ چوری ہوتی۔ دوسرے جمعہ کو بیوی نے کہا کہ جائیے جمعہ پڑھ کر آیئے تو زید جمعہ پڑھنے نہیں گیا، پھر جمعہ آیا تو بیوی نے دوبارہ جمعہ پڑھنے کے لیے کہا تو اسپر زید نے کہا کہ ماں باپ کہتے کہتے تھک گئے تو بھی کہتے کہتے تھک جائے گی بس کرو، لہٰذا ایسے شخص کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے۔

(۲) بکر کے ساتھ قمر النساء کی شادی ہوئی، پھر ایک ماہ کے بعد لڑکی دوبارہ رخصت ہوکر بکر کے پاس گئی تو دیکھا کہ بکر کے جسم میں سفید داغ ہے، یہ عیب نہ اس کے ماں باپ نے بتلایا نہ گواہوں نے نہ شادی کی بات چیت کرنے والوں نے، جب لڑکی اپنے میکے واپس آئی تو پورا حال بتلایا اور بکر کے ساتھ رہنے کے لیے راضی نہیں ہے، کسی قیمت پر جانے کیلیے تیار نہیں۔ لہٰذا طلاق لینا کیسا ہے؟ از روئے شریعت جواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں، بات چیت کروانے اور عیب چھپا کر شادی کر دینے والوں پر از روئے شرع کیا حکم ہے؟۔

المستفتی، مختار احمد سمندر پور ضلع مئو (یوپی)

الجواب

(۱) چپل کی چوری کو نماز کی وجہ سے بتلانے سے اگر زید کی مراد نماز کو نحس قرار دینا یا نماز کی تحقیر ہواسی طرح نماز نہ پڑھنے کے اظہار کا یہ مطلب ہو کہ نماز واجب نہیں تو زید کافر ہوگیا اور عورت نکاح سے نکل گئی، زید پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ اور صرف اظہار واقعہ ہو اسی طرح نماز نہ پڑھنے کا اظہار صرف شامت نفس کی وجہ سے ہو اس کی فرضیت کا انکار نہ کرتا ہو تو کافر نہ ہوگا۔ عالم گیری میں ہے: ”لا اصلی فسقامحانة لیست بکفر والرابع لا اصلی اذ لیس یجب علی الصلوٰة ولم او مربها یکفر“

(ج ۲/ ۲۶۸)

(۲) صورت مسئولہ میں بکر کی شادی قمر النساء کے ساتھ ہوگئی اور سوائے طلاق چھٹکارے کی اور کوئی صورت نہیں، ایسی صورت میں جب جدائی کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ عورت مہر

کی رقم واپس کرے یا معاف کرے، اور شوہر اس کے بدلے میں طلاق دے۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْھِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ﴾[البقرۃ:۲۲۹]

بکر کے خاندان والوں پر عیب چھپانے کا الزام تب ہوگا کہ اگو کو علم ہو یا اگو یا لڑکے والوں سے لڑکی کی طرف کے لوگوں نے دریافت کیا ہو اور چھپانا ثابت ہو تو ضرور یہ کذب اور دھوکا دہی ہے اور شدید گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۵۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک حافظ صاحب خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف سے بیعت رکھتے ہیں اور ان کے سارے عقائد اہل سنت وجماعت کے عقائد کے عین مطابق ہیں اور گستاخان انبیاء واولیا کی تکفیر کے قائل ہیں، زید کا کہنا ہے کہ یہ خانقاہ مجیبیہ سے بیعت رکھنے کی بنیاد پر کافر ہیں۔

(۲) حضرت مولیٰنا شاہ بدرالدین علیہ الرحمۃ، حضرت مولیٰنا شاہ محی الدین علیہ الرحمۃ، حضرت مولیٰنا شاہ قمرالدین علیہ الرحمۃ، حضرت شاہ نظام الدین علیہ الرحمۃ، حضرت شاہ امان اللہ علیہ الرحمۃ ان حضرات کی کونسی تحریر یا تقریر ہے جس کی بنیاد پر یہ حضرات کافر کہے جاتے ہیں، دلائل وبراہین کی روشنی میں ہم کو آگاہ فرمائیں۔

المستفتی، نور محمد شیخ ۶/ کبیر الی کلکتہ ۷۳

الجواب

جن لوگوں کا نام سوال میں مذکور ہے ان کے بارے میں ہمیں کوئی تحقیق نہیں ہے، اجمالاً ہم اتنا جانتے ہیں کہ خانقاہ پھلواری شریف کے قدیم علماء ومشائخ تو تمام ہندستانی خانقاہوں کی طرح سنی صحیح العقیدہ ہی تھے، مگر جب سے علمائے دیوبند کو فروغ ہوا اسوقت سے اب تک مجیبی صاحبان نے ان سے خلا ملا رکھا اور ان کو مسلمان سمجھا، حالانکہ عرب وعجم کے علماء نے ان دیوبندی مولویوں کے خلاف رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی بنیاد پر کفر کا فتویٰ دیا اور یہ حکم بھی فرمایا کہ جو ان کے کفری اقوال پر مطلع ہو کر بھی انھیں مسلمان جانے یا ان کے کفر میں شک کرے وہ خود بھی دائرۂ اسلام سے نکل گیا، تو خانقاہ مجیبیہ کے جس مولوی یا پیر نے بھی دیوبندیوں کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد بھی انھیں مسلمان سمجھا ان پر اور ان کے مریدوں پر ضرور وہ حکم لاگو ہوگا جو سوال میں زید کی طرف منسوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(۵۷۔۶۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید کا کہنا ہے کہ جس شخص کی لگاتار تین جمعہ کی نماز چھوٹ جائے جان بوجھ کر یا بالکل نہ

پڑھتا ہو ایمان سے خارج ہے زید کا کہنا حق ہے یا باطل۔
(۲) فاطمہ زہرہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی نماز جنازہ کس شخص نے پڑھائی۔
(۳) حضرت آدم علیہ السلام کے بعد کون نبی ہوا جواب سے مشکور فرمائیں۔
(۴) زید پڑھا لکھا ہے صرف اردو ہندی اور نماز کا پابند ہے داڑھی نہیں رکھتا ہے، اس کیلیے کیا حکم ہے۔
(۵) اس طرح کے الفاظ سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں، سلاک، تلاق میں نے چھوڑ دیا۔
(٦) کسی عالم ومفتی مجددوین کے نام پر سلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔
(۷) مدینہ منورہ کو یثرب کہنا جائز ہے یا نہیں۔

المستفتی محمد طاہر حسین سابن رائیس میل شاہ جہاں پور

الجواب

(۱) لگا تار تین جمعہ بلا عذر چھوڑنے والے کیلیے حدیث شریف میں وعیدیں ہیں۔
ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جمعہ چھوڑنے والوں پر مہر کردیگا (مسلم شریف وترمذی شریف)
ایک حدیث میں ہے کہ جس پر جمعہ فرض ہے اگر تین جمعہ بلا عذر چھوڑ دے تو منافقین میں لکھ دیا گیا۔ (طبرانی)

ایک حدیث میں ہے: اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔
لیکن اس کو کافر یا خارج از ایمان کہنا صحیح نہیں آدمی کو مسئلہ جانے بغیر فتویٰ دینا حرام ہے۔
(۲) بخاری شریف میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔
(۳) حاشیہ شرح عقائد میں بستان الفقیہ لابی اللیث سمرقندی کے حوالہ سے تحریر ہے" اول الانبیاء آدم وبعدہ شیث ابن آدم علیہما السلام ثم ادریس علیہ السلام ثم نوح علیہ السلام

(حاشیہ شرح عقائد:۱۳۷)

سب سے پہلے پیغمبر آدم علیہ السلام ان کے بعد شیث علیہ السلام پھر ادریس علیہ السلام پھر نوح علیہ السلام ہیں۔
(۴) داڑھی منڈانے والا اور اس کو حد شرع سے کم رکھنے والا فاسق معلن ہے، اس کی اقتدا میں جتنی نمازیں پڑھی گئی ان کو لوٹانا ہوگا۔
(۵) ایسے الفاظ سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ درمختار میں ہے " ویدخل نحو طلاغ، تلاغ

وطلاك، تلاك اوطلاق باش بلا فرق بين العالم والجاهل "(کتاب الطلاق:۴/۳۳۹)

بہار شریعت میں ہے اردو میں یہ لفظ کہ میں نے تجھے چھوڑا صریح (طلاق) ہے۔

(۶) احادیث کریمہ میں ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے سلام کرنے کا حکم ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں السلام علیکم کسی کے ذریعہ کسی کو سلام کہلایا تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا علیک وعلیہ السلام (عالمگیری) کسی قبرستان میں جائیں تو اہل مقبرہ کو یوں سلام کریں "السلام علیکم دار قوم مؤمنین "اور آج کل علماء صلحاء اور بزرگان دین کو اشعار میں جو سلام پڑھا جاتا ہے وہ اسی قبیل سے ہے اور جائز ہے، اسی طرح کسی کے لیے سلامتی کی دعا میں کوئی حرج نہیں، البتہ خاص نام کے ساتھ لفظ علیہ السلام انبیاء اور فرشتوں کے ساتھ خاص ہے، جیسے عیسیٰ علیہ السلام، جبرئیل علیہ السلام، غیر انبیاء اور ملائکہ کے لیے اس طرح نام لینا شیعوں کا طریقہ ہے جس سے بچنا ضروری ہے (بہار شریعت وشفا قاضی عیاض)

(۷) مدینہ شریف کو یثرب کہنا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

(۶۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اور بکر ایک گھر کے رہنے والے ہیں، زید اور بکر کا رشتہ پٹے داری ہے، آج سے تقریباً بارہ سال پہلے بکر اپنے مکان سے پریشان تھا، تمام لوگوں کے مشورہ پر چند ہریجن ودیگر غیر مسلم کو لے کر غیر مسلموں کے مذہب میں جو سامان لگتا ہے (پوجا وغیرہ میں) لے کر آیا بولا کہ گھر میں بھوت پریت کی شکایت ہے، تو زید نے بکر کو جواب دیا میں بھوت پریت کو نہیں مانتا صرف خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں، اگر کسی قسم کی اور کوئی بات ہو تو دن میں گاؤں کے پردھان ہیں ان کے دروازے پر بیٹھ کر سمجھ لیا جائے، بکر گھر کے سبھی لوگ بلکہ برادری کے سبھی لوگ زید کو الگ کر دیئے شادی بیاہ جنازہ ودیگر تقریبات سے اسے الگ کر کے کبھی کسی کام میں نہیں پوچھتے زید کا جتنا حق تھا سارے حق ختم کر کے اس سے بات چیت کیا سلام کرنا جرم سمجھتے ہیں، زید بکر کی باتوں کو ٹھکرا کر گناہ کیا یا سزا کا مستحق ہوا، اگر گناہ کیا تو کس ذریعہ سے برادری آپس میں ملے، تحریر فرمائیں نوازش ہوگی اور بکر کا معاملہ بھی یہی ہے جب بھی کوئی بات پڑی سوکھا لوگوں کا سہارا لیا کرتے ہیں، جواب انتر دیشی میں تحریر فرمائیں اس لیٹر کی ایک کاپی میرے پاس موجود ہے۔

العارض، محمد ابراہیم اشرفی وقربان علی کوڑ ہرا گورکھپور (یوپی)

الجواب

کاہنوں اور جوتشیوں کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا کہ یہ جو کہیں حق ہے کفر خالص ہے حدیث

میں ہے:" من اتی کاھناً فقد کفر بما انزل علی محمد ﷺ"(التاریخ للبخاری:۳/۱۷)
اور شفاء کی غرض سے غیر خدا کی پوجا کرنا یا کرانا کفر ہے اس لیے بکر اور اس کے حمایتیوں کو توبہ کرنا، از سرے نو کلمہ پڑھنا نیز اپنی عورتوں سے دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے کہ انھوں نے کفر کیا اور زید کا بائیکاٹ کر کے اس کے کفر میں اس کا ساتھ دیا، ان لوگوں نے سخت ظلم وزیادتی کی اور خدا کی سزا میں گرفتار ہوئے، انھیں زید کا مقاطعہ ختم کرنا چاہیے، واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۱ جمادی الآخرہ/۱۴۱۵ھ

(۶۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) کہ زید کلمہ طیبہ بگاڑ کر یوں کہتا ہے" لا الہ الہ آباد محمد رسول آباد "لہٰذا ایسا کہنے والے پر کیا حکم شرعی ہے؟۔

(۲) جب برسات کثرت سے ہوتی ہے تو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اوبا کتا ہے، اب اس کے یہاں سمائی نہیں، سب فصل خراب ہو جائیگی، اب یہ پانی سوائے نقصان پہونچانے کے کوئی فائدہ نہیں دیگا، نیز یوں بھی کہہ دیتے ہیں کہ اللہ میاں کو چین نہیں رات دن پانی برسائے جا رہا ہے، لہٰذا حضور مفتی صاحب ایسے جملے کہنے والے پر کیا حکم شرعی ہے جواب سے نوازیں۔

المستفتی، رضوی لائبریری محمد شہباز انور قصبہ بارا ضلع کانپور (یوپی)

الجواب

دونوں سوال میں جو جملے کلمہ شریف اور کثرت بارش کے لیے بولے گئے استہزا اور اعتراض کے ہیں اور کلمہ شریف کا استہزاء اور اللہ تعالیٰ کے کام پر اعتراض کفر ہے ایسے لوگوں کو از سر نو کلمہ پڑھنا چاہیے اور ایمان لانا چاہیے اور اپنی عورتوں سے تجدید نکاح کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۶۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اپنی بیوی کے پاس سویا تھا اچانک لائٹ کٹ گئی زید کی بیوی بولی کہ یا اللہ جلد لائٹ بھیج تو زید اپنی بیوی کو گالی دے کر بولا کہ اللہ تعالیٰ نہیں بھیج سکتا آدمی نے بنایا اور وہی بھیج سکتا ہے، اس بات کو لے کر زید نے کافی بحث کیا کہ اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی دخل نہیں، پورے عقیدہ کے ساتھ کہتا ہے کہ لائٹ میں اس کا کوئی دخل نہیں، لہٰذا حضور والا سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں۔

المستفتی، محمد محمود اختر مقام دربھنگہ (بہار)

الجواب

صورت مسئولہ میں زید سخت گمراہ بددین ہے عقائد کی تمام کتابوں میں ہے "ان اللہ خالق لافعال العباد والعبد کاسب، قال اللہ تعالیٰ: خالق کل شیٔ، واللہ خلقکم وماتعملون ولیس لکسب العبد تاثیر فیہ استقلالاً وان اثر تبعاً للخلق فتاثیرہ بتاثیرہ" (المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند ص ۵۵)

پس زید کو اپنے ان باطل اقوال سے توبہ کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کی تسخیر وتصرف کے بغیر ذرہ حرکت نہیں کرسکتا بجلی پیدا ہونا تو بڑی بات ہے۔اس کی اس باطل دلیل سے تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ دنیا میں کسی چیز کا خالق اللہ تعالیٰ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری چیزوں کو اسباب کے عمل کے ذریعہ بنایا ہے۔ مثلاً زید کو وجود اس کے ماں باپ کے فطری اختلاط کے نتیجہ میں ہے، تو زید کہہ سکتا ہے کہ میرے وجود میں اللہ تعالیٰ کا کوئی دخل نہیں ۔ایک مرد اور ایک عورت نے مجھے مل کر بنایا ہے، اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور اگر زید کے نطفہ میں آدمی ہونے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے ہی رکھی ہے تو ہم کہیں گے کہ بجلی بھی ہر پتھر کے رگڑنے سے پیدا نہیں ہوتی ہے، اس میں بھی ایک خاص پتھر ہوتا ہے جسے پرانے لوگ مقناطیس اور نئے لوگ میگنٹ کہتے ہیں اور اس میں بجلی پیدا کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے ہی رکھی ہے۔

الختصر زید کا یہ قول سخت گمراہی کا ہے اسے توبہ واستغفار لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی　　۳ رجب المرجب ۱۴۱۶ھ

(۶۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

ایک ایسی جماعت ہے جو اپنے آپ کو سدھی کہلاتی ہے قرآن کو مانتی ہے مگر حدیث کا انکار کرتی ہے اور نماز روزہ حج زکوۃ کو حقیر جانتی ہے، تو ایسی جماعت مسلمان ہے یا کافر؟ اگر ایسے شخص کی نماز جنازہ کوئی سنی صحیح العقیدہ شخص پڑھائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا وہ شخص پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی، محمد معصوم رضا مقام وپوسٹ شنکر پور ضلع سلطانپور یوپی

الجواب

مطلقاً حدیث شریف کا انکار کرنا کفر ہے، اسی طرح نماز روزہ حج زکوۃ کی فرضیت کا انکار کفر ہے ایسے لوگوں کے کفر پر مطلع ہو کر اور انھیں مسلمان سمجھ کر ان کی نماز جنازہ پڑھی تو خود بھی دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا، ایسے شخص پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی　　۱۶ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(۶۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے حق اس مسئلہ میں کہ

کہ ایک سنی لڑکی ہندہ کی شادی ایک سنی لڑکے زید کے ساتھ ہوئی، مگر آج تین سال سے زید کے گھر والے اور خود زید وہابیوں اور دیوبندیوں سے سلام، کلام، کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، سب کچھ جاری رکھتے ہوئے ہوئے گہرا تعلق قائم کر لیے ہیں (جن وہابیوں سے یہ سارے تعلقات قائم کئے ہیں ان کا عقیدہ کفر یہ ہے مثلاً اشرفعلی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی وغیرہ کو حق پرست علماء شمار کرتے ہیں۔ اور انھیں مسلمان جانتے ہیں اور ان کے خلاف سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو برا مانتے ہیں، اور فتنہ پرور کہتے ہیں) یعنی زید اور اس کے گھر والے مذکورہ وہابیوں سے گہرا تعلق رکھتے ہیں، کسی قسم کا پرہیز نہیں کرتے، مثلاً ان کو اپنی شادی و دیگر تقریبات میں بلانا اور ان کے یہاں جانا وغیرہ اختلافی معاملہ میں وہابیوں کی طرف سے سنیوں سے ہی لڑنا اور انھیں کا دم بھرنا وغیرہ، تو آیا زید کے گھر جن کا تعلق وہابیوں سے اس قسم کا ہے ہندہ کی رخصتی کی جاسکتی ہے یا نہیں، اگر نہیں رخصتی کر سکتے تو کیا بلا عدت وطلاق کے ہندہ دوسری شادی کر سکتی ہے کہ نہیں۔ جیسا کہ بعض سنی علماء نے بتایا کہ اس کا نکاح باطل ہو گیا، کیونکہ زید وہابی ہو گیا۔

زید کہتا ہے کہ میں ہندہ کو رخصت کرا کر لے جاؤں گا اور ہندہ کا باپ جو کٹر سنی ہے کہتا ہے کہ جب تک تمہارا تعلق ان وہابیوں سے ختم نہیں ہو جائیگا اور توبہ نہیں کر لو گے، اس وقت تک میں اپنی بیٹی ہندہ کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجونگا اس صورت میں ہندہ کے باپ کو کیا کرنا چاہیے حضور والا سے گذارش ہے کہ جلد از جلد جواب مع دلائل نوازیں، بینوا توجرا

الجواب

زید وہابیوں کے عقائد کفریہ کو جانتے ہوئے ان کے ساتھ یہ خلا ملا انھیں مسلمان سمجھ کر کر رہا ہے وہ خود اسلام سے خارج ہو گیا اور سنیہ کے ساتھ اس کا نکاح باقی نہ رہا، ہندہ کی شادی کسی دوسرے سنی مسلمان کے ساتھ ہو سکتی ہے طلاق کی ضرورت نہیں۔

اور انھیں کافر جانتے ہوئے تعلق رکھتا ہے تو یہ اس کی ناجائز اور حرام حرکت ہے جس کی وجہ سے اسے اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس امر کی تصدیق ضروری ہے کہ زید کے ایمان کی کیفیت کیا ہے اور اس تحقیق و تصدیق کے موافق عمل درآمد کرنا چاہیے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۷ ذی الحجہ ۱۴۱۵ھ

(۷۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) دیوبندی حضرات کو جو اپنی لڑکی اس کو مسلمان سمجھ کر نکاح میں دے کیا حکم ہے۔

(۲) جس کے دیو بندی ہونے میں شک ہو اس کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جو سنی اپنی لڑکی دیو بندی حضرات کو دیں ان کی شادی میں شریک ہونے والا کس حکم میں ہے جب کہ وہ جانتا ہے کہ یہ دیو بندی ہے۔ فقط والسلام المستفتی، غلام محمد بڑا گاؤں گھوسی

الجواب

(۱) دیو بندی حضرات کے کفر پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان سمجھنا خود دائرہ اسلام سے باہر ہونا ہے لڑکی دینا تو بعد کی بات ہے۔

(۲) تحقیق کر کے شک دور کر لینا چاہیے بعد میں اطلاع ہوتی ہے تو قسم قسم کی زحمتیں ہوتی ہیں۔

(۳) اگر اس دیو بندی کو مسلمان سمجھتا ہے تب تو جواب نمبر ا سے اس کا حکم ظاہر ورنہ یہ فعل جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۴ رمحرم الحرام ۱۴۱۱ھ

(۲۷۔۷۴۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) کہ زید وعمر و بکر ایک پروگرام میں شریک ہوئے جس میں یہ کہا گیا کہ جو رب ہے وہ رام ہے بلکہ زید نے تو اسے ثابت کرنے کیلیے پانی ''واٹر'' ''آب'' وغیرہ کی مثال بھی پیش کی

(۲) اس پروگرام میں اس بات کو بھی ثابت کیا گیا کہ مقام صہبا میں مولائے کائنات کی نماز عصر قضا نہیں ہوئی تھی جس کے لیے سورج کو پلٹایا گیا ہو بلکہ وہ تو حالت نماز ہی میں تھے جیسا کہ "استجیبوا لله ولرسوله" دلالت کرتا ہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے کوہ طور پر جو تجلی ظاہر ہوئی تھی وہ بھی بے بنیاد ہے، اس لیے کہ اگر اسے صحیح مانا جائے تو رب کی ذات محدود ہو جائیگی، اس قسم کی فضول اور بیہودہ باتیں کرنا اور کہنا از روئے شرع زید وعمر و بکر اور قائل کے متعلق کیا حکم ہے؟۔ بینوا توجرا

المستفتی، افسر عالم نائب صدر جامع مسجد بشنی پور شہر بلیا

الجواب

(۱) رب معبود برحق اللہ تعالیٰ کے اسمائے صفات میں سے ہے، یہ عربی زبان کا لفظ ہے اور رام ہندی زبان میں لفظ رمنے سے بنا ہے جس کے معنی حلول اور سرایت کرنے کے ہیں، رام راجہ دسرتھ کے بڑے لڑکے کا نام ہے جن کے بارے میں ہندو متھالوجی یہ ہے کہ ایشور نے ان کے شریر کے روپ میں راجہ دسرتھ کے گھر میں جنم لیا، یعنی خدا ان میں حلول کیے ہوئے ہے، یہ عقیدہ سراسر اسلام کے خلاف اور مشرکانہ ہے، تو جن چند آدمیوں یا کسی ایک فرد نے رب اور رام کو اس معنی میں ایک کہا تو یہ سراسر کفر ہے

مگر پانی اور واٹر کی مثال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کہنے والوں نے اپنی جہالت اور لاعلمی سے ان دونوں لفظوں کو ہم معنیٰ کہا، اس لیے ان پر کفر کا فتویٰ نہ ہوگا البتہ ان کو اپنے اس شنیع قول سے توبہ کرنا چاہیے۔

(۲) ارکان مخصوصہ کو شرائط متعلقہ کے ساتھ خاص وقت میں ادکرنے کا نام ادا ہے وقت گذر جائے اور آدمی وہ افعال مخصوصہ ادا نہ کرے بیشمار ہے اس کو شریعت کی اصطلاح میں قضا کہتے ہیں، مقام صہباء کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

" انه عليه الصلوة والسلام نام فی حجر علی رضی الله عنه حتی غربت الشمس فلما استيقظ ذكر له انه فاتته العصر فقال اللهم انه كان فی طاعتك وطاعة رسولك فرد ها عليه فردت حتی صلی العصر و كان ذلك بخيبر والحديث صححه الطحاوی واخرجه جماعة منهم والطبرانی " (شامی جلد اول صفحہ ۲۴۱)

دیکھئے روایت میں صاف صاف مولا علی کا اقرار موجود ہے کہ میری نماز عصر فوت ہوگئی اور اس کے بعد یہ ہے " رُدَّتْ عليه حتیٰ صلی العصر " اب سورج واپس پلٹا تو حضرت علی نے عصر کی نماز پڑھی، تو اگر حضرت علی نماز ہی میں تھے تو دوبارہ پھر پڑھنے کی کیا ضرورت تھی، پھر حیرت کی بات یہ ہے کہ حضرت امام طحاوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث کو صحیح بتائیں اور پھر امام طبرانی سند حسن کے ساتھ روایت کریں، علامہ شامی فرمائیں کہ یہ روایت ہمارے اصول کے خلاف نہیں اور چودہ سو سال بعد معلوم نہیں یہ کون لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ واقعہ صحیح نہیں، وہ بھی اس گمان فاسد پر کہ قرآن عظیم میں فرمایا گیا ہے ﴿ اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم ﴾ [الانفال: ۲۴] اللہ ورسول کی پکار کا جواب دو جب وہ تمہیں بلائیں بھلا اس آیت کو اس مفہوم سے کیا تعلق کہ جو رسول اللہ کی فرماں برداری میں ہو وہ نماز کی حالت میں ہے مگر جہالت جو نہ کرائے، آیت مذکورہ میں اللہ ورسول کی پکار کا جواب دینے کو کہا گیا ہے، بعض علماء اس کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی کو آواز دیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس حالت میں بھی اس کو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری ہے اور جب تک اس میں مصروف رہے گا نماز ہی میں مانا جائیگا اور بقیہ نماز پوری کرنے کے لیے اس کو از سر نو نیت باندھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جتنی پڑھ چکا تھا پڑھ چکا تھا حضور کا کام کردینے کے بعد بقیہ نماز پوری کرے، یہ مطلب نہیں کہ جو پہلے سے نماز پڑھ نہیں رہا اگر حضور کی خدمت کرنے لگے تو اب وہ نماز میں مانا جائیگا اور جتنے بے پڑھی ہوئی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ اس پروگرام میں کچھ بے علموں کا خیال ہے۔

(۳) قرآن عظیم میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ذکر میں ارشاد فرمایا گیا: ﴿فَلَمَّا

﴿تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾[الاعراف:۱۴۳] تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب نے تجلی فرمائی پہاڑ پر تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے اس کو بے بنیاد قرار دینا قرآن عظیم کی تکذیب ہے اور پہاڑ پر تجلی پڑنے سے ذات کو محدود کہنا ڈبل جہالت ہے، ایسے خیال اور قول سے توبہ کرنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ ابوالکلام شمس العلوم گھوسی

الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲ ذی الحجہ ۱۴۲۰ھ

(۷۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع درج ذیل مسئلہ کے بارے میں

زید اور ہندہ کا شوہر بیوی کا تعلق ہے، زید نے ہندہ سے کہا کہ جب تم پہلی بار میرے یہاں آئی تھیں اور میں کمرہ میں داخل ہوا تو تم کھڑی ہو گئیں، اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمائے جس نے یہ سکھایا اگر وہ مسلمان ہے، ہندہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ کیا وہ مسلمان نہیں ہے، غصہ میں زبان سے یہ کہہ دیا کہ مسلمان ہی کہاں ہے یہ کہنے کے بعد ہندہ کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اس کی زبان سے یہ جملہ کیسے نکل گیا ہندہ گنا ہگار ہوئی یا کافرہ؟ المستفتی، رضوان احمد حسین پور گھوسی مئو

الجواب

یہ جملہ جو سوال میں مذکور ہے محتمل تاویل ہے اس لیے ہندہ پر کفر کا حکم تو نہ ہوگا پھر بھی یہ جملہ قبیح ہے اس لیے ہندہ کو توبہ اور استغفار اور تجدید ایمان احتیاطا کرنا چاہیے اور احتیاطا تجدید نکاح کا بھی حکم ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۷۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے دانستہ اپنی بچی کی شادی وہابی دیوبندی سے کرنی چاہی جس پر زید کو ایک عالم دین نے منع کیا کہ ایسی جگہ رشتہ مت کرو، مگر زید نے ایک عالم دین کے منع کرنے کے باوجود اپنی بچی کا رشتہ دیو بندی سے کر دیا، شادی کے بعد جب معاملہ اٹھا تو زید نے اسی عالم دین کے ہاتھ پر توبہ کی، کچھ لوگوں نے عالم دین سے دریافت کیا کہ آپ نے کس بات کی توبہ کرائی، اس پر عالم دین نے جواب دیا کہ زید نے کہا کہ ابھی تک میرے یہاں قرآن خوانی فاتحہ ہوتی رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ میرے یہاں اب بھی قرآن خوانی اور فاتحہ ہوتی رہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی بچی کا رشتہ بدستور برقرار ہے اور زید کی آمد ورفت سلام وکلام کھانا پینا اپنی بچی کے سسرال میں اور بچی کے سسرال والوں کی آمد ورفت زید کے یہاں بدستور جاری ہے کیا، زید کا توبہ کر لینا از روئے شرع صحیح ہے اور زید کے یہاں کھانا پینا سلام وکلام وغیرہ کیسا ہے، جو لوگ زید کے یہاں کھاتے پیتے ہیں ربط وضبط رکھتے ہیں ان کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟۔

الجواب

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں توبہ کے تین رکن ہیں۔

(۱) اپنے کیے پر شرمندہ ہونا (۲) اللہ تعالیٰ سے معافی چاہنا (۳) اور یہ عہد کرنا کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کروں گا، یہاں زید وہابی کے یہاں جب رشتہ باقی رکھے ہوئے ہے تو اس کی توبہ کیسی، بے شک مسلمان ایسے شخص سے تعلقات ختم کریں۔ حدیث شریف میں ہے:" ایاکم وایاھم لا یضلو نکم ولا یفتنو نکم " ان کو اپنے سے دور رکھو اور اپنے کو ان سے دور رکھو یہ کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں! واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۸ صفر المظفر ۱۴۱۱ھ

(۷۷۔۷۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید جو وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوتے ہوئے ایسا عقیدہ رکھتا ہے اور گنگوہی نانوتوی انبیٹھوی تھانوی کی عبارات کفریہ کو حق سمجھتا اور اسی پر عمل کرتا ہے اس شخص کے مرجانے پر اس کے عقیدہ کفر پر مطلع ہوتے ہوئے چند سنی مسلمانوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی لہٰذا نماز خواندہ حضرات کو پھر سے تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا لازم ہے یا نہیں؟

(۲) اگر مذکورہ نماز خواندہ حضرات توبہ نہ کریں ان سے قطع تعلق لازم ہے یا نہیں؟ ایسے لوگ اگر مرجائیں تو ان کی نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ ایسے لوگوں کے یہاں قیام وطعام یا اپنے یہاں ایسے لوگوں کا قیام وطعام کرنا کیسا ہے؟ جواب جلد مرحمت فرمائیں۔ المستفتی، محمد شہادت اللہ القادری

الجواب

(۱) زید کے عقیدہ وعمل پر مطلع ہوکر اس کو مسلمان سمجھ کر نماز جنازہ پڑھی تب تو توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح سب ضروری ہیں اور اگر ناجائز اور گناہ سمجھ کر نماز پڑھی جیسے بہت سے مسلمان شراب پیتے ہیں زنا کرتے ہیں تو فاسق معلن ہوا اور اس گناہ سے توبہ ضروری ہے۔

(۲) بر تقدیر اول ایسے لوگوں سے قطع تعلق لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ﴿ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ﴾ اور بر تقدیر ثانی علماء سے دونوں طرح کے معاملات مروی ہیں، امید اصلاح پر تعلق رکھا جاسکتا ہے اور مبتدی جن کو ان کی بری عادت سے خود بگڑنے کا خطرہ ہو ان کے لیے پرہیز کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۳۰ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

(۷۹۔۸۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) خانقاہ پھلواری شریف پٹنہ کے اوپر علمائے اہل سنت کا کیا عقیدہ ہے؟ پھلواری شریف کے

پیر صاحب کا عقیدہ کیسا ہے اور خاص کر جناب مولانا عون احمد صاحب کا عقیدہ کیسا ہے؟ ان کے مریدین پر کیا حکم ہے ان کے ماننے والے بریلوی سنی سے سخت بیزار رہتے ہیں، بریلوی سنی عوام یہ چاہتی ہے کہ ہم لوگوں کو خانقاہ پھلواری شریف پٹنہ کے بارے میں صاف صاف فتویٰ دیا جائے کہ ان کا عقیدہ جماعت اسلامی یا دیوبندیت ہے اور نہیں ہے تو وہ بھی صاف ظاہر کر دیا جائے کہ کیسے نہیں ہیں؟

نوٹ: سنی بریلوی عوام جھگڑا سے دور رہنا چاہتی ہے تاکہ دین کا کام تیزی سے ہو۔

(۲) اگر کوئی ان پڑھ مسلمان کسی چمار یا ڈوم یا دوسادھ کے یہاں کھا پی لیا تو اسلام کیا حکم نافذ کرتا ہے جب کہ ان لوگوں کا خنزیر پالنا پوسنا پیشہ ہے، یا چاول و دال دے کر کے ان کے آدمی سے پکوانا ان کے برتن میں کھانا یا ان تمام صورتوں میں کیا لازم آتا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی، محمد شمیم انصاری، حیدر نگر پلاموں (بہار)

الجواب

(۱) پھلواری شریف کے علمائے متقدمین تو صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت تھے، متاخرین کے بارے میں اکثر اس قسم کے سوالات اٹھتے رہتے ہیں کہ وہ سنی ہیں یا نہیں، ہم کو عون صاحب کے بارے میں ذاتی تحقیق نہیں ہے کہ وہ دیوبندیوں اور وہابیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان کے کفر پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان سمجھتے ہیں تو ان لوگوں کا بھی حکم انھیں وہابیوں دیوبندیوں کا سا ہے۔

(۲) توبہ و استغفار کرنا چاہیے اور آئندہ اس سے پرہیز کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۶ ربیع الثانی ر۱۴۱۱ھ

(۸۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ مسجد کے امام صاحب کی غیر موجودگی پر اتفاق سے ایک دوسرے آدمی نماز پڑھانے کے لیے ممبر پر گئے، انھوں نے خطبہ کے دوران تقریر بھی کیا کہ بضلله کی جگہ اُذِلِّهٖ ان کی زبان سے نکل گیا اور ان کو معلوم نہیں ہوا کہ ہم نے غلطی کیا ہے، نماز کے بعد پیش امام صاحب نے ان کو کہہ دیا کہ آپ نے کفر کیا ہے، دونوں میں بات چیت ہونے لگی تو انھوں نے کہا کہ آپ بتائیں کہ ان کا کفر کہنا کہاں تک جائز ہے خطبہ کی غلطی کو ہم نے مان لیا پھر بھی ان کے زبان سے کفر کی آواز نکلتی رہی تو ہم نے کہا کہ کفر کہاں لکھا ہے مسئلہ دیکھیے تو انھوں نے کہا کہ مسئلہ سب ڈھکوسلہ ہے، تو اس میں کیا کرنا چاہیے، آپ بتائیں کہ مسئلہ کو ڈھکوسلہ کہنے کے باوجود ان کے پیچھے نماز درست ہوگی کہ نہیں؟ [illegible]

[illegible] (۱)

الجواب

ہمارے خیال میں اُذلِـلـه اور اذ لـلـه غلط ہے، ایسا پڑھنا کفر نہیں ہے، البتہ مسئلہ شرعی کو ڈھکوسلہ کہنا ضرور کفر ہے، ایسا کہنے والے کو توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا چاہیے، ایسا نہ کرے تو اس کو امامت سے علیحدہ کردیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، یکم جمادی الاولی ۱۴۱۱ھ

(۸۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید سنی صحیح العقیدہ کا دعویٰ کرتے ہیں اور بدمذہبوں کے یہاں شادی بیاہ بھی نہیں کرتے ہیں، میلاد پاک اکثر و بیشتر کراتے رہتے ہیں، یہ حقیقت ہے یہاں تک کہ دیوبندیوں کا جنازہ پڑھنے کے بعد توبہ بھی کیے تجدید ایمان وتجدید توبہ بھی کیے، لیکن اگر ان کے گھروں میں کوئی بیمار پڑتا ہے یا آسیب کا عارضہ ہوتا ہے تو فوراً عامل کے بجائے اوجھا سوکھا کے پاس جاتے ہیں اس کے بعد زید بکر پر الزام عائد کرتا ہے کہ تمہارا کرایا ہوا ہے، پھر اسکو ثابت کرنے کے لیے پوری پنچایت میں عامل کی بجائے طرفین سے اوجھا سوکھا درجنوں اکٹھا کرتے ہیں جب زید الزام عائد کرتا ہے کہ تمہارا بھوت ہے تو بکر کہتا ہے کہ میرا ہے تو مجھے دیدو۔

زید کا عقیدہ ہے کہ بکر کا بھوت ہے اور اوجھا سوکھا بھوت دے سکتے ہیں، ادھر سنی صحیح العقیدہ۔ ادھر اوجھا سوکھا کے کہنے پر عمل کر کے آپس میں تکرار کرتے ہیں، زید و بکر پر شریعت کا کیا حکم ہے سنی صحیح العقیدہ ہونے میں کچھ فرق پڑتا ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا

نوٹ:- زید و بکر کے یہاں کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل بیان فرمائیں فقط والسلام المستفتی، طاہر الدین متعلم مدرسہ شمس العلوم گھوسی

الجواب

اوجھا سوکھا کی بات کو حق جاننا اور اس پر عقیدہ قائم کرنا کفر ہے حدیث شریف میں ہے "من اتی کاهنا فقد کفر بما انزل علی محمد" (التاریخ للبخاری: ۱۷/۳) اور اعتقاد و یقین کے طور پر نہ ہو لیکن ان کی باتوں پر میل ورغبت ہو تو گناہ کبیرہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے "لم تقبل الله له صلاة اربعین صباحا" اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں کریگا دونوں صورتوں میں زید و بکر کو اپنے اس فعل سے توبہ کرنا چاہیے اور یقین ایمان والی صورت میں تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۴۱۲ھ

(۸۳-۸۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید کا لڑکا بکر دوران طالب علمی میں شاعری کرنا شروع کر دیا حالانکہ اس کی ابتدائی تعلیم

ہے اور اس کا باپ زید اس بات کو ناپسند کرتا ہے اور اس کو یعنی بکر کو اس سے منع کرتا ہے۔ ایک روز اچانک بکر نے نعت پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے باپ نے سن لیا اور وہ غصہ میں جل بھن گیا اور اس نے غصہ ہی کی حالت میں اپنی زبان سے یہ تین کلمات ادا کر دیا اور کہا کہ یہاں اسلام کی کوئی بات بھی نہیں ہونی چاہیے اور میں اسلام کی بات کو سننا نہیں چاہتا ہوں اور مجھ کو اسلام سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ اور ان کلمات کے کہنے کے بعد اس کو توبہ کرنے کے لیے کہا گیا تو اس نے انکار کر دیا۔

اور کہا کہ میں نے تو غصہ کی حالت میں اپنے لڑکے کو منع کرنے کے لیے کہا تھا اور اس کے بعد وہ اسلامی ارکان روزہ نماز وغیرہ اسی طریقہ سے ادا کرتا رہا جیسا کہ وہ پہلے کیا کرتا تھا اور وہ ایسے ہی رہتا ہے جیسا کہ پہلے رہتا تھا اور کسی بھی معاملے میں کوئی بھی فرق نہیں پایا گیا تو کیا اسلام کا کوئی قانون اس پر جاری ہوگا؟ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے واضح طور پر بیان کریں۔

(۲) زید کی بیٹی ہندہ کو عمر سے محبت ہوگئی اور ان دونوں کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ کافی دنوں سے جاری رہا اور کبھی کبھی کسی نے عمر کو ہندہ کے گھر رات کے سناٹے میں یا دن کے اجالے میں آتے جاتے بھی دیکھا اور عمر اور ہندہ نے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نکاح بھی کرنے کا وعدہ کر لیا لیکن ہندہ کے گھر والدین کی رضامندی نہیں تھی کہ اچانک ایک روز مغرب کے وقت ہندہ اپنے گھر سے بغیر کسی کو اطلاع دیئے ہوئے نکل پڑی اور اس کے گھر والوں نے اس کو گھر میں نہیں پا کر فوراً عمر کے گھر پہنچے تو ہندہ کو عمر کے گھر میں پایا اور ہندہ اور عمر اور اس کے گھر نکاح پڑھانے کی تیاری کر رہے تھے۔

اس حالت میں اس کو وہاں پایا گیا لیکن ہندہ کی ماں اور اس کے گھر والے ہندہ کو کسی بھی طریقہ سے اپنے گھر لائے اور نکاح نہ ہوسکا اور ہندہ کے گھر والے اس کو اپنے پاس رکھے تو کیا ہندہ پر یا اس کے گھر اور خاندان والوں پر شریعت کا کیا حکم ہے واضح طور پر بیان فرمائیں بے پناہ کرم ہوگا۔

المستفتی: غلام مصطفےٰ بلیاوی

الجواب

(۱) زید کی طرف جو کلمات منسوب کئے گئے ہیں وہ ضرور اسلام سے بیزاری کے ہیں اور کفر ہیں زید کا یہ عذر غلط ہے کہ میں نے غصہ میں کہا تھا " رجل کفر بلسانه طائعاً وقلبه على الايمان يكون كافرا ولا يكون عند الله مومنا " عالم گیری میں ہے جو شخص اپنے اختیار سے کلمہ کفر کہے دل میں اس کے اگرچہ ایمان ہو کافر ہو گیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی وہ مومن نہیں ہے، اس لیے زید پر ضروری ہے کہ وہ توبہ کرے تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے ورنہ مسلمان اس سے قطع تعلق کر لیں۔

(۲) ہندہ اور اس کے گھر والوں پر شرعاً کوئی جرم عائد نہیں ہوتا، ہندہ نے اپنے ماں باپ کی بات مان کر فرماں برداری کی آئندہ بھی وہ اپنی شادی ان کی رضا مندی سے کرے اور والدین کسی کے بدخواہ نہیں ہوتے حدیث شریف میں ہے: " لانکاح الا بولی " (تفسیر طبری :۸/۳۵۱)

اس سے سرپرستوں کی رضا مندی ضروری ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۲ ربیع الاول شریف ۱۴۱۲ھ

(۸۵-۸۷) **مسئلہ**: درج ذیل سوالات کے بارے میں شریعت کے علما کیا فتوی دیتے ہیں۔

(۱) رمضان المبارک میں اور حج کے مہینہ میں عورتوں کا حیض روکنے والی گولیوں کا استعمال کرنا اس کے لیے کہ روزے قضا نہ ہوں اور حج میں زیادہ طواف تلاوت قرآن اور نماز وغیرہ ادا کرسکیں جائز ہے یا نہیں۔ کیا یہ چیز فطرت کو بدلنے میں شمار ہوگی۔

(۲) موجودہ دور کے عوام جو دیوبندیت کا خیال رکھتے ہیں ان سے بیع وشرایا دیگر معاملات رکھنا ازروئے شرع کیسا ہے۔

(۳) مسجد میں جو لوگ قرآن شریف تسبیح مصلی وغیرہ ثواب کی نیت سے رکھتے ہیں حالانکہ پہلے ہی سے یہ چیزیں مسجد میں زیادہ تعداد میں موجود ہیں تو کیا ان کی جگہ ان کی قیمت مسجد کے گلے میں ڈالنا زیادہ ثواب کا باعث ہے یا نہیں۔

نیز مسجد کے قرآن شریف تسبیح وغیرہ بہت زیادہ جمع ہوجائیں تو موجودہ قیمت سے انہیں بیچنے کی اجازت ہے یا نہیں یا واقف سے اجازت لینی پڑے گی۔ المستفتی محمد سعید اشرفی

الجواب

(۱) خاص اس جزیے کا حکم فقہ کی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا اور سوال میں جس امر کو مانع حیض گولیوں کے استعمال کا سبب قرار دیا ہے وہ ضرورت کی حد تک نہیں پہونچا ہے کہ حائض کے لیے روزہ کے واسطے شریعت کی طرف سے دوسرا وقت مقرر ہے۔ ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾[البقرة:۱۸٤]

اور نماز اور تلاوت اور دخول مسجد معاف ہے بقیہ ذکر وفکر اور یاد الہی کی پوری اجازت ہے اور حدود حرم کے اندر جہاں بھی کوئی نیکی کی جائے نیکیوں کا ثواب ملے گا اور عاشق راہ الہی کے لیے یہ روک ٹوک بھی ایک مفید چیز ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں:

پیش نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بے قرار ☆ روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

یہی حضور ﷺ کی سنت ہے اور اسی پر حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا عمل ہوا۔

بخاری شریف میں ہے: کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور کے ساتھ تھیں آپ نے اپنے عمرہ کا احرام حضور ﷺ کے حکم سے باندھ رکھا تھا، مکہ میں داخلہ ۴؍ ذوالحجہ کو ہوا، ابھی مکہ سے چند میل دور ہی تھیں کہ آپ کو حیض آ گیا، آپ رونے لگیں حضور نے پوچھا کیا بات ہے آپ نے اشارہ فرمایا شاید میں امسال حج نہ کر سکوں گی، آپ بولے کیا تمہیں حیض آ گیا، عرض کی ہاں، فرمایا: یہ امر تو اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی بچیوں پر مقرر فرما دیا ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی افسوس کی بات نہیں، آٹھویں تاریخ کی شب میں عرض کیا صبح لوگ میدان منی و عرفات جائیں گے اب میں کیا کروں حکم ہوا کہ بال کھول دو کنگھی کرو عمرہ چھوڑ دو اور حج کا احرام باندھ لو اور جو کچھ حج میں ہوتا ہے سب کرو بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

چنانچہ آپ نے اسی پر عمل کیا، منی کے ایام میں آپ پاک ہوئیں تو ایام حج میں ہی آپ نے طواف زیارت کر لیا۔

رہ گئی یہ بات کی کوئی مانع حیض گولیاں اگر استعمال کر ہی لے تو اس کا کیا حکم ہے تو اگر موثر حقیقی اللہ تعالی کو مانے کہ جو کچھ کرے گا وہی کرے گا گولیاں بذات خود کچھ نہیں ہیں اور دوا کے غلط ریکشن سے بالکل اطمینان ہو کہ استعمال کرنے والی کوئی ضرر نہیں پہونچے گا تو جائز ہونا چاہیے کہ یہ علاج وتدبیر کے باب سے ہوگا، اس کو فطرت بدلنا نہیں کہا جائے گا۔

(۲) اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فتاوی رضویہ جلد ششم ص ۱۱۰ میں فرماتے ہیں:

معاملہ ہر کافر سے ہر وقت جائز ہے مگر مرتدین۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے:

اذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ عرض علیہ الاسلام فان کانت لہ شبہۃ کشفت عنہ ویحبس ثلاثۃ ایام فان اسلم فبہا والا قتل۔ (ہدایہ اولین ص ۵۸۰)

جو اسلام سے پھر گیا (مرتد ہو گیا) اس پر اسلام پیش کیا جائے کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے نہ مانے تو تین دن تک جیل میں رکھا جائے اسلام لائے تو خیر ورنہ تین دن کے بعد اس کو قتل کر دیا جائے اور اس کا قصہ ختم کیا جائے۔

تو ایسی صورت میں مرتدین کے ساتھ کسی اسلامی یا غیر اسلامی معاملہ جاری کرنے یا رکھنے کی کوئی صورت ہو سکتی تھی لیکن یہ اس وقت تھا جب اسلام کو سیاسی غلبہ حاصل تھا اور مسلمانوں کی حکومتیں تھیں، اب اس پر عمل درآمد تقریبا ناممکن ہے، مرتدین دوسروں کی طرح زندگی کے تمام میدانوں میں کام کرنے کے

لیے آزاد ہیں اس لیے آج یہ حکم ہے اسلامی بھائی چارگی کے تعلقات اور معاشرتی معاملات ان کے ساتھ ایک لخت ممنوع ہیں، البتہ بیع وشراء اور اجارہ جیسے معاملات میں جس طرح ہم اور دوسری ترجیحات کا لحاظ کرتے ہیں اسی طرح مذہبی ترجیحات کا لحاظ کریں۔ اور حتی الامکان اپنے مذہبی بھائیوں کے ساتھ معاملات کریں پھر اصلی کافروں سے بھی کر سکتے ہیں اگر مجبوری ہو تو مرتدین کے ساتھ بھی اجازت ہے جب کہ یہ معاملات ان کے ساتھ تعلقات کا ذریعہ نہ بنیں۔

مولوی طیب صاحب دانا پوری اپنی کتاب تجانب اہل السنہ ص ۳۸۹ میں لکھتے ہیں:

علمائے اہل سنت بھی فتوی دیتے ہیں کہ مرتدین ومبتدعین کے ساتھ جہاں تک ہو سکے دنیوی تعلقات بھی نہ رکھو لیکن اگر ایسا کرنے کی تمہیں ضرورت ومجبوری ہے۔ تو تم اس کے بارے میں گنہگار نہیں، البتہ ان دنیوی تعلقات کی بنا پر مرتدین ومبتدعین سے موانست ومودت ہرگز جائز نہیں ہے۔

مکتوبات مجدد الف ثانی جلد اول ص ۱۶۹ پر ہے:

... مہما امکن در ہیچ امر بایشان رجوع نہ باید واگر فرضا ضرورت افتد در رنگ قضا وحاجت انسانی بکراہت واضطراب قضائے حاجت بہ ایشان باید نمود۔

... حتی الامکان کسی معاملہ میں ان کی طرف رجوع نہ کریں اور ضرورت ومجبوری ہو تو قضاء حاجت کی طرح بکراہت ان سے ضرورت پوری کی جائے۔

... سوال میں جن عام دیوبندیوں کا ذکر ہے اگر ان کی گمرہی حد کفر تک پہونچی ہوئی ہو بلکہ نہ بھی پہونچی ہوئی ہو مگر گمرہی ظاہر ہو تو مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں ان سے تعلق قائم کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

... (۳) بیع نہیں سکتے۔ دوسری مسجدوں وغیرہ میں جہاں ضرورت ہو دے سکتے ہیں۔

فتاوی رضویہ جلد ششم ص ۳۵۵ میں ہے:

جبکہ حالت وہ ہو جو سوال میں مذکور ہے اور تقسیم کی ضرورت سمجھی جائے تو قول جواز پر عمل کر کے دوسری مساجد اور مزارات پر تقسیم کر سکتے ہیں اس شہر کی حاجت سے زائد ہو تو دوسرے شہر کو بھی بھیج سکتے ہیں مگر انہیں ہدیہ کر کے ان کی قیمت مسجد میں صرف نہیں کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالی اعلم

... عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۲؍ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ

(۸۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید ... بکر ... اور بکر اوجھا کے پاس جاتا ہے نیز زید لوگوں

پر بھوت بھی کرتا ہے، تو کیا ایسے لوگ شریعت کے نزدیک مسلمان ہیں یا نہیں؟ نیز اگر یہ لوگ اپنی حرکات سے باز نہیں آئے تو گاؤں کے لوگ ان کو برادری سے الگ کر سکتے ہیں یا نہیں؟۔

ایسے لوگوں کے گھر کھانا پینا شادی بیاہ کرنا کیسا ہے؟ نیز بغیر توبہ کے مر گئے تو ایسے لوگوں کے جنازے میں شرکت کا شریعت کیا حکم دیتی ہے۔

المستفتی محمد سراج السیف مقام و پوسٹ کوال تمام کور ضلع سون بھدر یوپی

الجواب

اوجھائی جادوگری میں داخل ہے۔

درمختار میں اس کو حرام لکھا ہے: حرام هو علم السحر والكهانة۔

اور منتروں میں کوئی بات کفر کی ہو تو کفر بھی ہے۔ اور لوگوں پر شیطان بھیجنا تو افساد فی الارض ہے جس کی سزا قتل تک ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب فتاوی افریقہ میں فرماتے ہیں: ہاں اگر سفلی عمل ہو یا شیاطین سے استعانت تو ضرور حرام ہے بلکہ قول یا فعل کفر پر مشتمل ہو تو کفر ہے۔

فتح القدیر میں ہے: لاتقبل توبة الساحر والزنديق فى ظاهر المذهب فتجب قتله ولايستتاب لسعيه بالفساد۔

موجودہ زمانہ میں ساحر کو قرار واقعی سزا دینا ممکن نہیں ایسے لوگوں کی زندگی میں ضرور بائیکاٹ کرنا چاہیے اوپر ذکر کئے ہوئے مسئلہ سے معلوم ہوا کہ جادو حرام بھی ہے اور کفر بھی تو زید کی جادوگری اگر صرف حرام کے درجہ تک ہو تو اس کی نماز جنازہ جائز ہونا چاہیے اور درجہ کفر تک پہونچ گئی ہو تو نماز جنازہ منع ہوگی یہ تحقیق البتہ مشکل ہے کہ جادو قسم اول (حرام) میں سے تھا یا قسم دوم (کفر) میں سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۶ / ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

(۸۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

ایک شخص مسلمان مسجد کے باہر کھڑا ہو کر کے جب مسجد میں جماعت ہو رہی تھی زور زور سے پکارتا تھا اے مسلمانوں تم کو کس نے پیدا کیا ہے تو اللہ نے پیدا کیا۔

اور خداوند کریم کو کس نے پیدا کیا تو ہم نے پیدا کیا، اب حضرت بتا دیں کہ اس شخص کے بارے میں شرع قرآن وحدیث کے مطابق مسئلہ کیا بتا رہا ہے وہ ایمان سے خارج ہو گیا یا نہیں؟۔

المستفتی ڈاکٹر علی حسین صدیقی جگرلیس پور بھوان ضلع گورکھپور یوپی

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی سوال میں ذکر کیا ہوا جملہ خدا کو کس نے پیدا کیا؟ ہم نے پیدا کیا، صریح کفر ہے، اس کے قائل پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے اور اگر وہ توبہ تجدید ایمان ونکاح نہ کرے تو مسلمان اس کا بالکل بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(۹۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

سجادہ نشیں پھلواری شریف شاہ امان اللہ سے سوال کیا گیا کہ اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ آیا وہ چار شخص مسلمان تھے یا نہیں؟ خلاصہ جواب عنایت فرمائیں۔ جواب سجادہ نشیں مولانا شاہ امان اللہ پھلواری شریف کا یہ ہے کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں دوسرے یہ کہ میں عالم اور مفتی نہیں ہوں کہ اس کے متعلق فتوی دوں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ حضرت شاہ امان اللہ پھلواری شریف پر از روئے شرع کیا حکم نافذ ہوگا؟ آیا حضرت شاہ امان اللہ پھلواری شریف کے ہاتھ بیعت ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ خلاصہ جواب مرحمت فرمائیں جواب میں مہر لگادی جائے۔

سائل: غلام یاسین مدرسہ فیض العلوم بائسی پورنیہ مورخہ ۹ر رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ

الجواب

اگر سجادہ نشیں صاحب مذکور اشرف علی تھانوی وغیرہ کے کفر پر مکمل اطلاع کے بعد یہ کہہ رہے ہیں تو یہ بھی انھیں چاروں کے ساتھی اور اسلام سے خارج۔ ان کے کفر کا یہ حال ہے کہ "من شك فی کفره وعذابه فقد کفر" اور اگر مطلع نہیں تو ان کے کلام میں تاویل کی گنجائش ہے، بیعت کے بارے میں عام حکم ہے کہ بیعت سے قبل خوب تحقیق کر لینی چاہیے، سجادہ صاحب مذکور کے بارے میں اور صفائی کی ضرورت ہے کہ ان کا جواب گول مول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ ۱۵ر رمضان ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۹۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کلمات کفر کے بعد توبہ واستغفار وتجدید نکاح کی صورت ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ تجدید نکاح کرنے میں بدعت ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ حضور ﷺ کے وقت ٹونٹی دار لوٹا تھا کہ نہیں؟

اور سرکار دو عالم ﷺ وضو کرتے وقت اعضائے وضو پر ٹونٹی سے پانی بہاتے تھے یا چلو سے؟ اور پانی کی کیا مقدار رہتی تھی۔ بحوالہ کتب جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ علی حسن بستوی

الجواب

تجدید میں عدت کی ضرورت نہیں۔ "وارتداد احدھما فسخ"

شامی میں ہے: "فلو ارتد مرارا و اسلم فی کل مرة وجدد النکاح تحل امرأته من غیر اصابة زوج ثان"

امام اعظم فرماتے ہیں "ردت فسخ ہے طلاق نہیں ہے۔ اس لیے جتنی بار بھی ہو حلالہ کی ضرورت نہیں۔ پس عدت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو حلالہ بھی نہیں۔

احادیث میں حضور ﷺ کے وضو کی کیفیت مروی ہے۔ اس میں کئی قسم کے الفاظ آتے ہیں "اخذ کفاً من ماء" حضور نے ایک چلو پانی لیا "ثم ادخل یده فاستخرجها فغسل وجهه" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ہاتھ میں پانی لے کر اعضائے وضو پر خوب پانی بہایا کرتے تھے۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی کم پانی بہائے تو شرعاً جرم ہے۔ منشا شرع صرف اتنا ہے کہ ہر عضو پر سے پانی بہہ جائے، تفصیل کے لیے فتاوی رضویہ جلد اول دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۳ رجب

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۹۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اور بیوی ہندہ میں عرصہ سے نا اتفاقی ہے۔ اس دوران میں زید نے دوسری شادی بھی کر لیا ہے۔ ہندہ لڑکی یتیم ہے اور اپنے ماموں کے یہاں رہتی ہے۔ محلہ کے چند لوگوں نے سوچا کہ لڑکی کی زندگی خراب ہو رہی ہے۔ اگر اس کی صفائی ہو جاتی تو اچھا تھا۔ زید سے اس سلسلہ میں بات چیت کی گئی مگر زید کسی صورت میں طلاق دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ دوران گفتگو زید نے کہا کہ طلاق دینے کا اختیار مجھ کو ملا ہے چاہے دوں یا نہ دوں اور میں طلاق نہیں دیتا، اگر اللہ میاں بھی مجھے چھوڑ دانا چاہیں تو میں نہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ زید کا کہنا از روئے شرع کہاں تک درست ہے اور اس کے کہنے سے اس کی بیوی اس کی زوجیت میں رہے گی یا نہیں؟ جواب مع حوالہ کتب و سنت کی روشنی میں عنایت فرمائیے۔

والسلام تطہیر احمد پورہ رانی مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی کے اس شنیع جملہ میں ضرور باری تعالی کی توہین ہے اور توہین باری کفر ہے۔ زید دائرۂ اسلام سے خارج ہوگیا۔ اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ زید پر توبہ تجدید ایمان و نکاح ضروری ہے۔ واللہ تعالی اعلم عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب صحیح: عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ

(۹۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مفتی زید سے سوال کیا گیا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ کافر تھے یا مومن؟ اور ان کے کافر نہ کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟ حرمین شریف کے علماء کا کیا فتوی ہے؟ اور جو بھی امکان کذب اللہ تعالی کے لیے ثابت کرے اور توہین رسالت کرے تو ایسے عقائد باطلہ رکھنے والے کے ساتھ بات چیت سلام وکلام کرنا اور ان لوگوں کے اختتام کے عدم علم کی بنا پر کوئی توقف کرے وہ کیسا ہے کافر ہے یا مومن؟ مذکورہ بالا باتوں کا جواب کیا ہوگا؟

جناب مفتی صاحب نے سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے۔ میرا موقف تو بالکل صاف اور واضح ہے کہ کسی مومن کی تکفیر کا قائل نہیں جب وہ کلمہ گو اہل قبلہ ہے تو کسی حال میں اس کی تکفیر نہیں کرسکتا حتی بقول لا الہ الا اللہ کی حدیث پر غور کرو۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو شخص بھی اشرف علی، رشید احمد گنگوہی کو اگر کافر نہ کہا بلکہ مومن سمجھا اور اس کے مومن ہونے پر بقول لا الہ الا اللہ کی حدیث پیش کرتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ اگر زید کو کوئی صحیح مسلمان کامل سمجھے تو اس کا کہنا کیسا ہے؟ ایسے ناکمل مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ اور بیعت ہوسکتے ہیں کہ نہیں؟ اس کا جواب بہت جلد عنایت فرمائیں تاکہ قلب کو تسلی ہو۔

المستفتی: میر عبد القدوس پورنوی متعلم دار العلوم ہذا ۱۸؍ رجب المرجب ۸۴ھ

الجواب

اگر زید کے سامنے ان دیوبندیوں کی کفری عبارتیں رکھی گئیں اور اس کے بعد بھی اس نے میرا موقف والی عبارت تحریر کی تو یہ خود کافر ہوگیا۔ شفا شریف وغیرہ میں ہے "من شك فی کفره و عذابه فقد کفر" اس کا مرید ہونا ناجائز ہے اور اس کے پیچھے نماز باطل ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲؍ صفر ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ

(۹۴-۹۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) وہابی وغیر مقلدین کافر ومرتد ہیں اسی بات پر زید وبکر دونوں باپ وبیٹے میں تقریباً نصف گھنٹہ تک وہابی غیر مقلدین کے بارے میں مباحثہ ہوا، اور آخر میں زید نے یہ کہہ کر خاموشی اختیار کر لی کہ بکر تیرا گورکھ دھندہ میری سمجھ میں نہیں آتا نہ تو بکر کو تجدید ایمان کے لیے کہتا ہے نہ توبہ کے لیے بلکہ دونوں باپ بیٹے شیر وشکر کی طرح مل جل کر رہتے ہیں۔

کیا زید وبکر کے پیچھے نماز پڑھنے کی یا ان دونوں سے درس وتدریس کا کام لینے کے لیے شرع کی طرف سے اجازت ہے یا نہیں؟ اور جو ان دونوں کو اپنا امام ورہبر سمجھے ہوئے ہیں اور ان کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں ان کی نمازیں ادا ہوتی ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ ان سے قطع تعلق کر کے اپنی نمازیں الگ پڑھتے ہیں کیا وہ حق پر ہیں یا ناحق پر۔ جواب سے مدلل طور پر ہر جزو کل کا جواب دے کر مطمئن فرمائیں۔

(۲) مذکورہ بالا زید مدرسہ کا سرپرست ہے ونگراں ہے اور مدرسہ ایک قصبہ سے ملا ہوا ہے نیز قریب ہی ایک مسلم قبرستان مسجد سے متصل واقع ہے، اسی جگہ سامنے کچھ ایسی آراضی تھی جو کہ جملہ مسلمانوں نے مدرسہ کے لیے وقف کر رکھی تھی چند سال بعد زید نے بغیر عوام کو مطلع کیے ہوئے چھپے طور پر پٹواری وغیرہ کو ملا کر اپنے نام رجسٹرڈ کر لیا جب جملہ مسلمانوں کو معلوم ہوا تو زید سے جواب طلب کیا اور نام کٹوانے کے لیے فریاد کیا۔

زید نے چند سادہ لوح مسلمانوں کو اپنا دوست وساتھی بنا کر جو شرع سے ناواقفیت رکھتے ہیں اور تجارت پیشہ ہیں یہ جواب دیا کہ اگر میں اس آراضی کو اپنے نام نہ کرالیتا تو خطرہ تھا کہ آراضی ضبط ہو جاتی، کیا یہ جائز ہے کہ زید عالم دین واقفیت رکھتے ہوئے بغیر جملہ مسلمانوں کو آگاہ کیے آراضی اپنے نام کر لیا اور اب بھی اس پر قابض ہے۔ جب کہ مدرسہ کی نہ کوئی آمدنی نہ کوئی ٹیکس ہے۔ اور نہ کوئی خاص انتظام، کئی بار زید سے کہا گیا کہ کمیٹی بنادی جائے اس پر زید نے اس شخص کو بھی مجلس میں کہا کہ منافق ہے لوگوں کو اس سے بدظن کر دیا جس نے کمیٹی بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔ اب اس لیے عوام خوش نہیں زید من مانی طور پر یہ مدرسہ ومسجد نیز جگہ مذکورہ آراضی پر قابض ہے، کیا ایسی حالت میں زید کو عوام اپنا امام بنا کر نماز ادا کر سکتے ہیں کیا اس مدرسہ میں عشر وزکوۃ، صدقہ فطرہ وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ شرع کا کیا حکم ہے۔ جواب سے آگاہ کیا جائے۔ فقط والسلام

السائل: سید عبد المنان بستوی مقام دھنوری بڑھنی بستی

الجواب

(۱) آج کل عام طور سے دیوبندی وہابی غیر مقلدین کی پارٹیاں ہو گئی ہیں۔ لوگ ان مذاہب کی

حقیقتوں سے بے خبر ہوتے ہوئے بھی انہیں میں شریک ہو جاتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کے بارے میں بکر نے یہ بات کہی ہو تو صحیح ہے آخران پر کفر کا فتوی کس طرح دیا جائے گا۔ اور اگر ان لوگوں کے بارے میں بکر کی رائے یہی ہے جو جان بوجھ کر اور اکابر دیوبند کے کفریات پر مطلع ہو کر بھی ان کو مسلمان سمجھتے ہیں تو خود بکر کو اپنے قول سے توبہ کرنی چاہیے اور اگر بکر اس قول سے باز نہیں آئے اور زید اس سے علیحدگی نہیں اختیار کرے تو وہ بھی مدرسہ بنانے اور امامت کرنے کے لائق نہیں ہے۔

(۲) اگر واقعۃ کوئی ایسی وجہ تھی جس سے زمین ضائع ہونے کا خطرہ تھا اور اس کی حفاظت کی وجہ سے اپنے نام کرایا تو مجرم نہیں، اب اس کو مدرسہ کے نام منتقل کرائے اسی طرح اگر وہ مدرسہ کا انتظام ایمانداری سے چلا رہا ہے تو کسی کمیٹی کی کیا ضرورت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مدرسہ میں خرد برد نہ ہو اور اس کی کوئی خیانت ظاہر ہو گئی ہے تو ضرور اس کو مدرسہ کے انتظام سے الگ کر دیا جائے گا۔

درمختار میں ہے: "ینزع وجوبا و لوالواقف غیر مامون او عاجز و ظهر به فسق" (کتاب الوقف: ٦/٤٥٣) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۹/ذوالحجہ ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۹۶-۹۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) خالد وہابی عقیدہ رکھتا تھا، مولانا رفاقت حسین صاحب مفتی اعظم کانپور کے ہاتھ پر بحث و تمحیص کے بعد عقائد وہابیہ سے توبہ کیا اور پھر وہ عقیدہ اہل سنت و جماعت سے پھر کر اعلان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اسی وہابی عقیدہ کو مانتا ہوں اور اسی پر عمل کرتا ہوں اور اس کو حق سمجھتا ہوں اور مولانا رفاقت حسین کے عقیدہ کو باطل سمجھتا ہوں اور بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں خالد نے ایک تحریر لکھ کر مسجد میں لگا دی جو کہ سائل کے پاس محفوظ ہے۔ ایسی صورت میں خالد کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔ اور کس قسم کا شرعی بائیکاٹ سمجھا جائے۔

(۲) خالد اعلان میں تحریر کرتا ہے کہ مولانا اسماعیل اور رشید احمد گنگوہی اور ان کے حامی سچے مسلمان اور خادم امت ہیں، ان پر فتوی کفر کا افترا اور جھوٹ ہے۔ جب کہ عرب اور عجم اہل سنت و جماعت عقیدہ رکھنے والے ان علمانے ان عالموں پر فتوی کفر کا صادر فرمایا اس کے بارے میں آپ کا شرعی عقیدہ کیا ہے۔ آپ اپنے عقیدے سے آگاہ فرمائیں تا کہ کچھ لوگوں کا شک رفع ہو جائے۔

(۳) زید کے سامنے بکر نے ایک آیت کریمہ قرآن پاک کی سورہ نساء سے

﴿اَلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعۡمَالَہُمۡ﴾[النساء:۱٦۷]
تلاوت کی، تو زید جواب دیتا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، تو یہ واقعی زید کا کہنا صحیح ہے؟ اگر نہیں ہے تو شرعی کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا المستفتی: غلام حضرت خاں موضع بن کھریہ پوسٹ بوریا ضلع رائے بریلی

الجواب

(۱) خالد جب اپنی توبہ توڑ کر اپنے وہابی ہونے کا صاف صاف اعلان کر رہا ہے تو اب اس کے وہابی ہونے میں کیا شبہ کہ: "المرء ماخوذ باقراره" حکم شرع ہے اور اس کے ساتھ شرعاً وہی برتاؤ چاہیے جو مرتد کا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم" ان کو اپنے سے دور رکھو اور اپنے کو ان سے دور رکھو کہ وہ تم کو کہیں گمراہ نہ کر دیں۔ مسلمان اگر اس کا بائیکاٹ کریں تو وہ اس کا مستحق ہے۔

(۲) بلاشبہ علمائے عرب وعجم نے جس بنا پر علمائے دیوبند پر کفر کا فتوی دیا ہے حق ہے، صحیح ہے اور جس کی گمراہی کی تصریح فرمائی ہے حق ہے درست ہے، ہم کو اس سے سو فیصد اتفاق ہے۔

(۳) یہ آیت احکام سے ہی نہیں کہ اس کے نسخ کا سوال پیدا ہو، اس کو منسوخ کہنے والا جاہل اور گمراہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲ ربیع الثانی ۹۰ھ
الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۹۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید شادی شدہ ہے اور اس نے کہا کہ دیوبندی کافر ہے اور جو مومن کافر کے گھر کھایا وہ بھی کافر ہے۔ تو اس کے کہنے سے زید کا نکاح باطل ہوا کہ نہیں؟ المستفتی: ثناء اللہ گورکھپور

الجواب

زید کا یہ قول صحیح ہے کہ دیوبندی کافر ہے اور واقعتاً جو مسلمان ان کے کفر پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے وہاں کھائیں وہ بھی دین اسلام سے نکل جائیں گے۔ اس لیے زید کے قول کے معنی صحیح ہیں اور اس پر کوئی جرم شرعاً عائد نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۸ رجمادی الاولی ۹۰ھ
الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۰۰-۱۰۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
(۱) شمع نیازی نام کا ایک آدمی کہتا ہے کہ خانہ کعبہ قبر آدم ہے، وہاں حجاج کرام ہر سال عرس آدم

منانے جاتے ہیں۔ تعمیر خانہ کے متعلق یوں کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی کو لے کر جب وادی مکہ میں پہونچے تو ایک قبر نظر آئی جس پر حجر اسود کی انگوٹھی نصب تھی، آپ وہاں بہت روئے اور گڑ گڑائے اور منت مانی کہ اگر لڑکا ہوگا تو اس کو پختہ بنواؤنگا اور اس لڑکے کو اس کا مجاور بنوادوں گا۔ دعا قبول ہوئی لڑکا پیدا ہوا، فرط مسرت میں اپنی منت بھول گئے، بچے اور بیوی کو لے کر واپس مکان چلے آئے، یہاں آکر ایک بہت بڑی مصیبت یہ سامنے آئی کہ روزانہ خواب دیکھنے لگے کہ میں اسماعیل کو ذبح کر رہا ہوں اور اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے منت وقف کی مانی تھی پورا نہیں کیا۔

لہذا یہ مصیبت سامنے آئی فوراً حضرت اسماعیل سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا اس منت کو پوری کیجئے انشاء اللہ ہمیں صابر وشاکر پائیں گے۔ جب حضرت اسماعیل نے اپنی رضا ظاہر کی تو دونوں باپ بیٹے نے قبر کو پختہ بنایا اور اسماعیل کو مجاور بنادیا، نشانی کے لیے ختنہ کاٹ دیا جس سے خون بہا اور زندہ بھی رہے اور تکمیل منت بھی ہوگئی۔

اس طرح ابراہیم خلیل اللہ اور اسماعیل ذبیح اللہ ہوئے، اس دور میں جو سال بہ سال لاکھوں جانوروں کو بے گناہ قتل کیا جاتا ہے اس کا تعلق نہ تو واقعہ ذبح ابراہیم اور اسماعیل سے ہے، نہ حقیقت میں ختنہ ہی سنت ابراہیمی ہے، جس کے بدلے لوگوں نے اپنی نفسانی خواہشات کے لیے جانوروں کی قربانی کو واقعہ ابراہیم واسماعیل سے ملحق کر دیا ہے اور اپنی نفسانی خواہش کو پوری کرتے ہیں۔

(۲) حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے کہ آپ جنت سے نکالے گئے، جس کے متعلق علمائے کرام کہتے ہیں کہ خدا نے گندم کھانے سے منع کیا تھا مگر کھائے اور جنت سے نکالے گئے، ایک دفعہ کھانے کی یہ سزا تو پھر یہ روٹی حلوہ پراٹھا کھانے والے کیسے جنت میں جاسکتے ہیں؟

اس کا کہنا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے اس فعل شرم وحیا کو عربی ادب کے لفظ شجر یعنی گندم سے تعبیر بیان کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ آدم نے حوا کے ساتھ ہمبستری کیا تھا، جب جنت سے نکالے گئے [illegible]

(۳) فیض سنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ مریم کے ساتھ ایک فرشتہ بالغ خوبصورت مرد کی شکل میں تنہائی میں دست درازی کیا جس سے مریم ڈر گئیں، مریم نے فرمایا کہ میں خدا سے پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا کو پہچانتا ہے تو یہاں سے ہٹ جا فرشتہ نے مریم کو پکارا کہ میں خدا کو اچھی طرح جانتا ہوں اس کی منشا کے مطابق ایک ہشیار لڑکا دینے آیا ہوں، پس مریم اس سے حاملہ ہوگئیں اور عیسیٰ کی ولادت ہوگئی [illegible]

(۴) اصلی قرآن جو حضور ﷺ کو شب معراج میں ملا تھا وہ انتیس حروف مقطعات اور ایک سورہ توبہ ہے۔ جس سے تیس پارہ کیا گیا تھا۔ لیکن اس چودھویں صدی کے علما نے اس کو بے معنی قرار دے کر جبرئیل کے لائے قرآن کو اصل سمجھ لیا نہ خود اس کے سمجھنے کی کوشش کی اور عوام کو بھی اصلی قرآن سے بہت دور کر دیا۔ حدیث کا سخت منکر ہے کہتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ کچھ حدیث خلیفہ ثانی کے پاس لائے آپ نے اسے جلا دیا اور ڈانٹ بھی لگائی، یہ اموی عباسی خاندان کا کارنامہ ہے جسے حدیث کہا جاتا ہے، تصدیق کے لیے حضرت عائشہ اور ابو ہریرہ وغیرہ کا نام دے دیا گیا ہے کہ مسلمان اسے حدیث کہیں اور شبہ نہ کریں۔

کیا کعبہ قبر آدم ہے؟ قربانی کی وہی حقیقت ہے جو اوپر درج کی گئی ہے؟ کیا حضرت آدم اور مریم کا حادثہ مذکور بجا تھا؟ قرآن صرف وہی ہے جو مصنف نے کہا ہے؟ جواب خلاصہ تحریر فرمائیں۔ یہاں جنگ وجدال کی نوبت آپہونچی ہے، اگر یہ سب غلط ہیں تو قرآن وحدیث سے اور اقوال ائمہ سے جواب مفصل فرمائیں عین نوازش ہوگی اور امت مسلمہ پر احسان عظیم کیجئے گا۔ جواب آنے پر اشتہار کی شکل میں شائع کر دیا جائے گا کہ عوام گمراہ کن فرقہ سے بچیں، شریعت کی رو سے کیا حکم ہوگا اور عوام اس کے ساتھ کیا برتاؤ کریں؟۔

فقط محمد مقبول، محمد رفیق، محمد حشم الدین، معین الدین، ناصر الدین، تسلیم، عبد الجلیل، محمد یعقوب

الجواب

(۱) سوال میں جس کا ذکر کیا گیا ہے حد درجہ کا مفتری وکذاب ہے اور ان اقوال خبیثہ کی وجہ سے دین سے اس طرح نکل گیا جیسے تیر نشانہ سے اور وہ ٹھیک ٹھیک اسی حدیث کا مصداق ہے:

"عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ يكون فی آخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم ولا ابائكم فاياكم و اياهم لا يضلونكم و لا يفتونكم"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں جھوٹے مکار ہوں گے ایسی باتیں تمہارے سامنے کہیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے آباواجداد نے، ان کو اپنے سے دور رکھو اپنے کو ان سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اس کی ہر بات کتنی مکاریوں افتراپردازیوں کا مجموعہ ہے۔ سب سے پہلے سوال کے پہلے ٹکڑے کو لیجئے یہ کعبہ مطہرہ کو قبر آدم کہتا ہے حالانکہ تاریخ میں حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کے بارے میں حسب ذیل تصریحات ملتی ہیں:

"تجہیز وتکفین آنجناب پرداختہ وشیث علیہ السلام بروے نماز گذاردہ وبدن بے عدیلش را در کوہ ابو

قبیس دفن نمودہ" ابوقبیس قریب بمکہ است۔ غیاث اللغات ص ۱۳/
جبرئیل امین نے آپ کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور حضرت شیث علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھی اور آپ کے بے مثال جسم کو جبل ابوقبیس میں دفن کیا یہ پہاڑ مکہ شریف کے قریب ہی ہے۔

"فقبرته الملائكة و شيث واخوانه في مشارق الفردوس عند قرية هي اول قرية كانت في الارض المكية"

اور حضرت شیث علیہ السلام اور ان کے بھائیوں نے آپ کو فردوس کے مشرقی حصہ میں اس آبادی کے قریب دفن کیا جو زمین پر سب سے پہلے قائم ہوئی۔ تاریخ طبری اول ص ۸۰، اسی میں ہے:

"وقد اختلف في قبر آدم عليه السلام فقال ابن اسحاق ماقد مضى ذكره و اماغيره فانه قال دفن في مكة في غار ابي قبيس و هو غار يقال له الكنز وقال ابن عباس لما خرج نوح عليه السلام من السفينة دفن آدم عليه السلام بيت المقدس"۔ (طبرانی اول ص ۸۰)

حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا، ابن اسحاق نے تو وہی کہا جو ذکر ہوا یعنی مشرق فردوس میں دوسرے لوگ جبل ابوقبیس کے غار کو بتاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے وہاں سے نکال کر بیت المقدس میں دفن کیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت اسی پہاڑ پر دفن ہوئے جس پر آپ جنت سے اترے تھے وہ سمندر میں ہے۔

صاحب تفسیر اذکیاء نے بروایت حاکم آپ کا مدفن مکہ میں مسجد خیف کا علاقہ بتایا اور ایک روایت میں نجف اشرف (تفریح الاذکیاء ص ۱۱۷)

کیا ان روایتوں میں کوئی شائبہ بھی اس امر کا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر خاص کعبہ مکرمہ کو قرار دیا جاسکتا۔ ہاں شیخ نیازی کے پاس کوئی نئی وحی آئی ہو تو اور بات ہے۔

اب ہم اس امر پر روشنی ڈالنا چاہیں گے کہ کعبہ کیا ہے، کعبہ بیت اللہ سجدہ گاہ خلائق اور عبادت خانہ ہے۔ یہ امر اس وضاحت کے ساتھ قرآن میں بار بار آیا ہے کہ کسی کو دن سے کودن آدمی کو بھی اس میں شبہ نہیں ہوسکتا، ہاں نیازی صاحب کی طرح کسی نے اپنی عقل کو قصداً اوندھا کرلیا ہو تو اس کا علاج کیا۔

پارہ اول پندرہویں رکوع میں ہے:

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ﴾[البقرة:۱۲۵]

اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لیے مرجع اور امان بنایا اور ابراہیم کے کھڑے ہونے

کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم اور اسماعیل کو میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف کرنے والوں کے لیے اور اعتکاف اور رکوع اور سجود کرنے والوں کے لیے۔

پارہ ۱۳ ر سورہ ابراہیم میں ہے:

﴿رَبَّنَا إِنِّیٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِی بِوَادٍ غَيۡرِ ذِی زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ﴾ [ابراھیم: ۳۷]

اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی، تیرے حرمت والے گھر کے پاس اے میرے رب اس لیے کہ وہ نماز قائم کریں۔ پارہ ۴ ر رکوع ۲ میں ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيۡتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَكَّةَ﴾ [آل عمران: ۹۶] عن الحسن هو اول مسجد عبد الله فيه عن مطر اول بيت وضع للعبادة، عن سعيد وضع للعبادة۔

کعبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا۔ حضرت حسن اور مطر اور سعید کہتے ہیں یہ عبادت کا سب سے پہلا گھر ہے جس میں زمین میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی گئی۔ ان آیات اور تفاسیر کو بار بار پڑھیے اور کتنے صاف الفاظ میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ اے ابراہیم ہمارا گھر نمازیوں اور طواف کرنے والوں اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک صاف کرو۔ یہ نہیں کہا کہ اس قبر کو عرس کرنے والوں کے لیے بناؤ۔ ساری دنیا کو حکم دیا جا رہا ہے کہ مقام ابراہیم پر نماز پڑھو۔ یہ نہیں حکم ہوا کہ قبر آدم ہے فاتحہ پڑھو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا کرتے ہیں یا اللہ میں نے اپنی اولاد تیرے حرمت والے گھر (کعبہ) کے پاس اس لیے بسائی کہ یہ نمازیں پڑھیں۔

اگر نیازی صاحب کے ہفوات صحیح ہوں تو یہ دعا مانگنا تھی کہ حضرت اسماعیل کو مجاور بنایا تاکہ عرس کریں۔ قرآن فرماتا ہے: کعبہ سب سے پہلا گھر۔ سارے مفسرین فرماتے ہیں یعنی عبادت کے لیے معبد۔ ان تصریحات کے بعد کوئی باولا ہی ہوگا جو نیازی صاحب کی بکواس پر کان دھریگا۔

حدیث شریف میں ہے:

"عن ابی ذر قال قلت یا رسول الله ای مسجد وضع اول قال المسجد الحرام قال ثم ای قال المسجد الاقصی" (تفسیر طبری جلد اول ص ۴۱۱)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ دنیا میں سب سے پہلے کون مسجد بنائی گئی آپ نے فرمایا کعبہ، میں نے پوچھا اس کے بعد فرمایا مسجد اقصی۔ "صلوة فی مسجدی هذا خیر من الف سنة فیما سواه الا المسجد الحرام" (مسند احمد: ۱/۴۹۷)

ہماری اس مسجد (مسجد نبوی) میں نماز اور مسجدوں میں ہزار نماز سے افضل ہے کعبہ شریف کے سوا۔

اسی میں ہے: "لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد مسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی هذا"

دنیا میں تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد کی خاطر سفر نا جائز ہے۔ ان میں پہلی مسجد کعبہ ہے۔ دوسری مسجد اقصی اور تیسری مسجد نبوی۔ کیا حضور ﷺ کے ان واضح ارشادات کے بعد بھی کسی کو شبہ ہوسکتا ہے کہ کعبہ شریف مسجد نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر ہے اور حج عرس ہے۔

ہاں نیازی صاحب کی طرح جن لوگوں کو شیطان نے بہکا دیا ہو ان کے لیے پورا قرآن بلکہ ساری آیتیں بے سود ہیں۔ اب یہ دیکھئے کہ کعبہ شریف کے بارے میں اسلامی تاریخ کیا کہتی ہے:

تفسیر طبری وغیرہ معتبر اسفار مذہب میں ہے:

"اختلف العلماء فی ابتداء بناء البیت علی ثلثة اقوال ان الله وضعه لیس بناً احد قبل خلق آدم علیه السلام والثانی الملائکة بنت والقول الثالث ان آدم لما هبط من الجنة او حی الله الیه ابن لی بیتا وضع حوله کما وضعت الملائکة حول عرشی"

۔ علماء کا کعبہ کی ابتدائی تعمیر میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے بنایا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ فرشتوں نے تعمیر کیا۔ (یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد) تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت سے اتارے گئے تو اللہ پاک نے ان کی طرف وحی کی کہ میرے لیے ایک گھر بناؤ۔ اور اس کے گرد وہی کرو جو فرشتے میرے عرش کے گرد کرتے ہیں۔

اب نیازی صاحب کی بکواس کا تو قرآن وحدیث وتاریخ میں کہیں پتہ نہیں ہے اور کعبہ شریف کی تعمیر کے بارے میں کتابوں سے یہ ملتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ نے یا فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل ہی ان کی قبر بنادی تھی اور فرشتے ان کی فرضی قبر پر عرس کرنے لگے تھے۔ یا تیسرے قول کی بنا پر خود آدم علیہ السلام نے اپنی زندگی ہی میں اپنی قبر بنوادی تھی۔

اور تاریخ طبری جلد اول ص ۶۲ میں ہے:

"ولقد حج منها اربعین حجة علی رجله"

حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے چالیس حج پیدل کئے۔ تو اپنی زندگی ہی میں حضرت آدم علیہ السلام اپنا عرس بھی کرنے لگے۔ (اعوذ بالله من الشیطن الرجیم) شیطان کے ان وسوں

سے خدا کی پناہ۔ پھر تیسرے قول کے ضمن میں یہ ٹکڑا بھی ہے کہ اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ تم کعبہ کے گرد اسی طرح کرو جس طرح فرشتے میرے عرش کے گرد کرتے ہیں۔

پوچھئے جناب یہ عرش پر کس کی قبر ہے حقیقت یہ ہے کہ" آدمیاں گم شدند ملک خدا خراں گرفت" آج عوام کی لاعلمی سے ہر کندہ ناتراش کو یہ حوصلہ ہوگیا ہے کہ اناپ شناپ جو کچھ منہ میں آتا ہے بکتا ہے او رجو جی چاہتا ہے لکھ کر چھاپ دیتا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مذکورہ بالا بیان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبر آدم کی زیارت کرنے اور منت ماننے کی حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ افسانہ سے زیادہ نہیں اور افسانہ بھی نیازی صاحب جیسے اناڑی کے دماغ کی پیداوار جو ہر قدم پر حقیقت سے ٹکرا کر چور چور ہوجاتا ہے۔ وادی مکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہونچنے کی جو داستان نیازی صاحب نے تراشی تورات اور احادیث کریمہ میں صاف اس کا خلاف ہے۔

تورات باب پیدائش آیت نمبر ۹/۱۳/۱۴ میں ہے:

اور سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو ابراہیم سے تھا ٹھٹھا مارتا ہے۔ اس نے ابراہام سے کہا یہ لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اسحق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ ابراہام نے صبح سویرے اٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک ہاجرہ کے کاندھے پر دھر دی اور اس نے لڑکے کو بھی اس کے رخصت کیا۔

بخاری میں ہے:

"لما كان بين ابراهيم و بين اهله ما كان خرج باسماعيل و ام اسماعيل و معهم شنة فيها ماء فجعلت ام اسماعيل تشرب من شنته و يدر لبنها على صبيها حتى قدم مكة فاقامت تحت دوحته ثم رجع ابراهيم الى اهله"

جب کہ حضرت ابراہیم اور ان کی بیوی حضرت سارۃ میں (حضرت ہاجرہ پر غیرت کی وجہ سے) باتیں ہوئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ ہاجرہ اور ایک مشک ساتھ لی اور چل نکلے حضرت ہاجرہ مشک سے پانی پیتیں اور دودھ بچے کو پلاتیں یہاں تک کہ یہ قافلہ مکہ پہونچا، ہاجرہ نے ایک درخت کے سایہ میں قیام کیا اور حضرت ابراہیم ماں اور بیٹے کو چھوڑ کر واپس گئے۔

دیکھئے کیسی وضاحت کے ساتھ تحریر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کرنا حضرت سارہ کی شکر رنجی کی وجہ سے تھا، کسی قسم کی منت وغیرہ کا قضیہ درمیان میں نہ تھا۔ اور یہ پہلی بار ہے جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اہل کو لے کر کعبہ مطہرہ کے پاس آتے ہیں اس سے قبل آکر قبر آدم علیہ السلام کی زیارت اور منت۔ یہ سب صرف نیازی صاحب کے دماغ کی پیداوار

اور یہ ساری ہفوات ان کے شیطان نے ان پر وحی کی ہے بھلا جب کعبہ قبر آدم ہی نہیں ہے تو وہاں آ کر منت ماننا چہ معنی دارد۔

اب ذبح اسماعیل اور ختنہ کی حقیقت ملاحظہ کیجئے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیازی صاحب اردو بھی نہیں جانتے ورنہ اردو خواں بھی سورہ صافات کا ترجمہ دیکھ کر اتنا بڑا جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔

قرآن عظیم میں ہے:

﴿رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ـ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ـ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ـ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ـ وَ نَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ـ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ـ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ﴾ [الصافات:۱۰۰تا۱۰۷]

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی یا اللہ مجھے لائق اولاد دے۔ تو ہم نے اس کو خوش خبری سنائی ایک عقل مند لڑکے کی پھر وہ جب اس کے ساتھ کام کے قابل ہوگیا۔ کہا: اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے میں تجھے ذبح کرتا ہوں تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔ کہا اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے آپ مجھے صابر پائیں گے۔ پس دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال مت پوچھ۔ اور ہم نے ندا دی کہ اے ابراہیم بے شک تم نے خواب سچا کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک یہ روشن جانچ تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۔

سوال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو خواب کی بجا آوری کے لیے ماتھے کے بل لٹایا کیا ختنہ ماتھے کے بل لٹا کر کیا جاتا ہے؟ قرآن کے اعجاز کے قربان ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چودہ سو سال قبل صرف نیازی صاحب کی تردید کے لیے ماتھے کے بل لٹانے کی تصریح قرآن عظیم نے فرمائی۔ پھر جب خواب پر جوں کا توں عمل ہوگیا۔ تو اب ایک جانور جس کو ذبح کیا گیا۔ قربانی دے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بچانے کا کیا سوال حالانکہ قرآن فرماتا ہے:

﴿وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ﴾ [الصافات:۱۰۷]

ہم نے اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے ایک بڑا جانور فدیہ میں دیا جوان کی جگہ ذبح کیا گیا۔

آپ نیازی صاحب سے پوچھئے کہ وہ لوگ جو قربانی کرتے ہیں وہ خواہشات نفسانی میں مبتلا ہیں یا آپ

کے نفس امارہ نے آپ کو ورغلا کر ایک نیا مذہب گڑھنے کا چسکا لگا دیا ہے۔حدیث شریف میں ہے:

"قالوا ماھذہ الا ضاحی یا رسول اللہ قال سنۃ ابیکم ابراھیم"

لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ قربانی کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

الغرض قربانی حکم خدا و رسول کی بجا آوری ہے جو اس کو خواہش نفس کہتا ہے اس کو خود شیطان نے گمراہ کر رکھا ہے۔اسی طرح حج کرنا عرس منانا ہے، یا کیا ہے؟ اس کو بھی قرآن عظیم سے سنئے:

﴿وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِیَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ﴾ [الحج:۲۶تا۲۸]

اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانہ ٹھیک بتا دیا۔اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجدے والوں کے لیے،اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں تا کہ وہ اپنا فائدہ پائیں اور اللہ کا نام لیں جانے ہوئے دنوں میں اس پر کہ انہیں روزی دی بے زبان چوپائے، تو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ۔

ان آیات میں کعبہ مقدسہ کے پاس اس سالانہ اجتماع کو صاف صاف حج کا نام دیا گیا ہے اور اس کے ارکان کا تفصیل کے ساتھ ذکر بھی کیا گیا کہ وہ طواف نماز قربانی وغیرہ ہیں۔ساتھ ہی دینی و دنیاوی فوائد کا بھی ذکر ہے نہ کہیں کسی قبر کا پتہ ہے نہ عرس کا چرچا، نہ قرآن خوانی اور ایصال ثواب کا ذکر جو عرس کی بنیاد ہے۔

پس اس میں نیازی صاحب کی جو باتیں ذکر کی گئی ہیں شروع سے آخر تک افتراء پردازی اور دروغ گوئی ہے کسی مسلمان کو ان پر کان نہ دھرنا چاہیے، تاریخ اسلام یا قرآن و حدیث میں اس کا کہیں کوئی پتہ نہیں سچ فرمایا مخبر صادق ﷺ نے:

"دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم و لا آبائکم فایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم"

مکار جھوٹے ایسی باتیں تمہارے سامنے لائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہو گا نہ تمہارے باپ دادا نے۔

(۲) قرآن عظیم کے لفظ شجرہ (درخت) سے ہم بستری مراد لے کر جناب نیازی صاحب نے عربی ادب میں جو قلم لگایا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سید احمد خان کی روح نے ان کے خیالوں میں دیا جلایا

ہے کہ وہ بھی اپنی تفسیر میں قرآن عظیم کی آیتوں کا اسی طرح آپریشن کرتے ہیں۔ہم نے نیازی صاحب کے اس انکشاف کے بعد کہ شجرہ کہہ کر عربی ادب میں جماعت مراد لی گئی ہے، بہت تلاش کیا کہ کہیں بھی یہ تحقیق انیق مل جائے۔ بہلاوہ باتیں جو نیازی صاحب کے معلم خاص نے انہیں بتائیں دنیا میں اور کہیں بھی ان کا پتہ چل سکتا ہے؟۔

اب آیئے اور دیکھئے! عربی ادب میں شجرہ کس کو کہتے ہیں، ائمہ تفسیر نے قرآن عظیم کے اس لفظ سے کیا مراد لیا ہے۔ تفصیل سے سنئے! جریر طبری میں جو مستند ترین تفسیر ہے لکھا ہے:

"الشجر فی کلام العرب کل ماقام علی ساق" (۱/ ۲۶۸) شجر اس درخت کو کہتے ہیں جو اپنے تنے پر کھڑا ہو۔"ومنه قوله تعالیٰ ﴿ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ﴾[الرحمن:٦] یعنی "بالنجم ما نجم من الارض من نبت و بالشجر ما استقل علی ساق"(مصدر سابق)

چنانچہ قرآن عظیم میں آیت ﴿وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ﴾[الرحمن:٦] میں نجم سے زمین پر پھیلنے والی گھاس اور شجرہ سے تنے پر قائم رہنے والے درخت ہی مراد ہیں۔

اب ہم اس امر کو واضح کرتے ہیں کہ قصہ آدم میں شجرہ سے کیا مراد ہے:

"عن ابن عباس هی السنبلة عن ابی مالك هی السنبلة عن قتادة هی السنبلة عن ابی خالد هی السنبلة عن ابن عباس برواية مجاهد هی البر.وهب ابن منبه هی البر لكن الحبة منها فی الجنة ككلی البقر الين من الزبد و احلی من العسل واهل التوراة يقولون هی البر عن زيد بن ابراهيم عن الحسن هی السنبلة التی جعل الله رزقا لو لده فی الدنيا"

(طبری:۱/ ۲٦۹)

ابن عباس، ابو مالک، قتادہ اور ابو خالد، کہتے ہیں کہ یہ ایسا درخت ہے جس میں بالیاں ہوں جیسے جو، گیہوں، ابن عباس بروایت مجاہد کہتے ہیں کہ گیہوں تھا، وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ تھا تو گیہوں ہی لیکن جنت کا گیہوں اتنا بڑا ہوتا ہے جتنا بڑا گائے کا گردہ اور جھاگ سے زیادہ نرم ہوتا ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا۔ اہل توراۃ کا کہنا ہے کہ یہ گیہوں ہے۔ زید بن ابراہیم بروایت حسن کہتے ہیں کہ وہی گیہوں تھا جس کو ان کی اولاد کی غذا بنایا گیا۔

"عن ابن عباس هو الكرم عن ابن مسعود السدی هو الكرم عن جعدة بن جبيرة هوا لعنب عن سعيد بن جبير الكرم" (طبری:۱/ ۲۷۰)

ابن عباس، ابن مسعود، سدی، جعدہ بن جبیرہ کہتے ہیں کہ یہ انگور اور اسکا درخت تھا۔"عن ابن

جریج عن بعض اصحاب النبی ﷺ تینة " (طبری:۱/ ۲۷۰)

بعض صحابہ کے اقوال نقل کرتے ہیں کہ الشجرۃ سے مراد انجیر ہے۔ان مختلف اقوال کو نقل فرما کر امام طبری کی فرماتے ہیں:

"فالصواب فی ذلك ان یقال ان الله جل شانه نهی آدم و زوجته عن اکل شجرة بعینها من اشجار الجنة و لا علم عندنا بای شجرة کانت علی التعیین فان الله لم یضع لعباده دلیلا علی ذلك فی القرآن ولا فی السنة الصحیحة"(طبری:۱/۲۷۱)

صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اوران کی زوجہ محترمہ کو جنت کے درختوں میں سے ایک متعین درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا، ہم کو اس بات کا یقینی پتہ نہیں کہ درحقیقت وہ کونسا درخت تھا، قرآن یا حدیث میں اس کی کوئی واضح صراحت نہیں کہ درخت گیہوں کا تھا یا انگور یا انجیر کا۔درخت ہونا البتہ مصرح ہے۔

امام بیضاوی لکھتے ہیں:

"والشجر هی الحنطة او الکرم او التینة او شجرة من اکل احدث الاولی لا یتعین من غیر قاطع کما لم یتعین فی الایة "(بیضاوی ص ۱۰۷)

درخت گیہوں یا انگور یا انجیر کا تھا یا ایسا جس کو کھانے کے بعد ریح خارج ہو، بہتر یہ ہے کہ جس طرح آیت میں کسی درخت کا نام نہیں لیا گیا متعین نہ کیا جائے۔

نیشاپوری میں ہے:

"روی عن ابن عباس ان شجرة هی البر او السنبلة .وفی روایة عنه و عن ابن مسعود انها الکرم و عن مجاهد و قتادة انها التین و عن الربیع کانت شجرة من اکل منها احدث قال المبر د احسب ان کل ماله اغصان و عیدان فالعرب تسمیه الشجرة و الظاهر انه لیس فی الظاهر ما یدل علی التعین و لا حاجة ایضا الی سبیله و مما یدل علی النهی عن الاکل قوله فلما ذاقا الشجرة" (نیشاپوری اول ص ۲۲۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ گیہوں یا بالی ہے اور انہیں سے ایک روایت اور ابن مسعود کا قول کہ انگور ہے۔مجاہد اور قتادہ نے کہا کہ انجیر ہے۔ربیع کا قول ہے کہ ایسا درخت جس کے کھانے کے بعد ریح خارج ہو۔امام مبرد کہتے ہیں کہ ہر وہ جس کی ڈالی اور شاخ ہو شجرہ ہے، ظاہر یہی ہے کہ خاص کر کوئی متعین درخت مراد نہیں لیا جائے،ہاں قرآن سے یہ بات صراحت سے ثابت ہے

کہ کھانے سے ہی روکے گئے تھے۔ اس پر قرآن کی یہ آیت گواہ ہے: "فلما ذا قا الشجرة"

خازن میں ہے:

"ولا تقربا هذه الشجرة يعني الاكل قيل انما وقع النهى عن جنس الشجرة و قيل عن شجرة مخصوصة فانه قال ابن عباس رضى الله عنهما هى السنبلة و قيل هى شجرة العنب و قيل الكافور و قيل ليس فى الظاهر الكلام ما يدل على التعين"

مدارک میں ہے:

"ولا تقربا هذه الشجرة اى الحنطة ولذا قيل كيف لا يعصى الانسان و قوته من شجرة العصيان او الكرم لانها اصل كل فتنة او التينه" (مدارک:۱/ ۵۷)

اس درخت کے قریب مت جاؤ یعنی کھاؤ مت۔ ایک قول یہ ہے کہ مطلقا درخت کا پھل کھانے کی ممانعت تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ خاص درخت کا استعمال منع تھا۔ چنانچہ ابن عباس کہتے ہیں کہ گیہوں تھا، دوسرا قول ہے انگور۔ اور ایک قول کافور کا درخت۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بالتعین کونسا درخت تھا اس کی کوئی دلیل نہیں۔ (خازن)

اس درخت یعنی گیہوں کے قریب مت جاؤ۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بھلا انسان گناہ کیوں نہ کرے اس کی تو روزی ہی معصیت کے درخت سے ہے اور ایک قول یہ ہے کہ انگور کہ یہ فتنہ کی جڑ ہے او رایک قول ہے انجیر۔ (مدارک)

ہم نے بڑی تفصیل سے ائمہ تفسیر ولغت کے ارشادات نقل کر دیے۔ اب چراغ لے کر نیازی صاحب والاعربی ادب ڈھونڈے کہیں اس کا شائبہ ملتا ہے۔ سب یہی کہتے ہیں درخت کی بات تھی، اس کے کھانے کی ممانعت تھی۔ امام طبری صاف صاف کہتے ہیں کہ کونسا درخت تھا، قرآن میں اس کی کوئی تصریح نہیں۔

اب نیازی صاحب پر کوئی نئی آیت اتری کہ وہ درخت ہم بستری تھا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما وغیرہ صحابہ کرام جو گیہوں انگور وغیرہ مختلف درختوں کے نام لیتے ہیں ان کے بارے میں تو یہ بھی گمان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے سنا ہوگا۔ آخر نیازی صاحب کے کان میں کس کی اڑتی ہوئی پڑگئی کہ تمام علمائے اسلام کو چھوڑ کر ان کی بے سندسی جائے۔ اب ذرا خود قرآن عظیم کا سیاق وسباق دیکھئے اور نیازی صاحب کی بے عقلی پر ماتم کیجئے:

﴿وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا

تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (سورہ بقر پارہ ا رکوع ۴ آیہ ۳۵)

اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بیوی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں جہاں سے چاہو مگر اس درخت کے قریب مت جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔

﴿فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَى۔ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا﴾ [طٰہٰ: ۱۲۰]

شیطان نے وسوسہ دیا بولا اے آدم کیا میں تجھے بتا دوں ہمیشہ جینے کا پیڑ۔ اور بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے۔ دونوں نے اس میں سے کھالیا، اب ان پر ان کی شرم کی چیزیں ظاہر ہوئیں۔

کیا ان آیتوں کو پڑھ کر یہ وہم بھی لاحق ہو سکتا ہے کہ آیت سے درخت مراد نہیں کوئی اور چیز ہے، اور اس میں بے روک ٹوک کھانے کی اجازت دیتا ہے ایک درخت سے منع کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ درخت از قسم طعام ہی ہوگا اور ہر صحیح العقل سمجھے گا جیسے کوئی کہے کہ سب لوگ میرے گھر کھانا کھائیں مگر نیازی صاحب۔ تو ہر شخص یہی سوچے گا کہ نیازی صاحب بھی آدمی ہوں گے۔ یہ کسی کے خیال میں نہیں آئے گا کہ نیازی صاحب جانور کا نام ہے اور ادب میں اس لفظ سے مراد گدھا بھی ہوا کرتا ہے۔ سورہ اعراف کی ایک آیت ﴿ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ ﴾۔ [الاعراف: ۲۰] سے امام مبرد امام لغت کا یہ استدلال ہم نقل کر چکے ہیں کہ قرآن کی اس آیت میں تصریح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کھانے ہی سے روکا گیا تھا کسی اور چیز سے نہیں۔ تیسری آیت میں شیطان کا وسوسہ ان الفاظ میں بتایا گیا کہ جس چیز سے تم روکے گئے ہو وہ ہیشگی کا درخت ہے اس کو کھا کر تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔

اس کے بعد وضاحت ہے کہ اس درخت سے کھالیا، ہر ذی شعور یہ سمجھ سکتا ہے کہ کھانے پینے کی چیز کے بارے میں تو کسی کو یہ کہہ کر ورغلایا جا سکتا ہے کہ اس کے کھانے سے زندگی بڑھ جائے گی، اس کے کھانے سے آدمی نہیں مریگا۔ اور یہ زہر ہے اس سے موت ہو جائے گی۔ لیکن یہ کہہ کر ورغلانا کہ ہم بستری کرو گے تو زندگی بڑھ جائے گی نہایت مشکل ہے چہ جائے کہ کہا جائے کہ ہم بستری کرو گے تو ہمیشہ زندہ رہو گے۔

اب نیازی صاحب کو حیرت ہے کہ اگر گندم کھانے کی ہی ممانعت تھی تو ایک بار گندم کھا کر تو حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے یہ روز روز گیہوں حلوہ پراٹھا کھانے والے کیسے جنت میں جائیں گے۔ کیا ٹھیک ٹھیک یہی اعتراض ہم بستری والی موشگافی پر نہیں ہو سکتا کہ ایک دفعہ ہم بستری کرنے سے تو آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تو روز روز صحبت کرنے والے اور نیازی صاحب اور اس کی قبیل کے بچہ پیدا کرنے والے لوگ کس طرح جنت میں جائیں گے۔

معاذ اللہ کیا سارے اولیاء انبیاء جنہوں نے شادیاں کیں جہنمی ہیں۔ (معاذ اللہ رب العالمین)۔
واہ نیازی صاحب! جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی۔ کیا نیازی صاحب کے پاس خود رو عقل کے علاوہ کوئی اور ثبوت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہم بستری سے روکے گئے تھے۔
اللہ پاک نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کی وابستگی اور ان کی آسائش کے لیے تو حضرت حواء کو ان کی بیوی بنا کر اور ہر جگہ " زوجك " تیری بیوی فرمایا اور خاص وظیفہ زوجیت سے روک دیا۔ بالفاظ دیگر مزید وحشت میں ڈال دیا یا اسی کی عقل باور کرسکتی ہے جس کو نیازی صاحب کی طرح شیطان نے بہکا دیا ہو۔ مسلمان ان کے دھوکہ میں ہرگز نہ آئیں۔

(۳) اس نمبر میں نیازی صاحب نے اپنے نفس کی خباثت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ اور قرآن عظیم نے ولادت مسیح سے متعلق تصریح کی ہے اس میں اپنی طرف سے پیوند لگا کر غلیظ مضمون پیدا کیا ہے۔ لوگوں کا ایمان بگاڑنے کی کوشش کی ہے۔ اور اپنی عاقبت خراب کرلی ہے۔ یہ الفاظ " دست درازی کی اور اس سے حاملہ ہو گئیں " ان سے نیازی صاحب جو تاثر پیدا کرنا چاہتے ہیں انتہائی مہلک اور تباہ کن ہے، پھر لطف یہ کہ قرآن و حدیث میں ان کا کہیں پتہ نہیں، یہاں نیازی صاحب نے بھی وہی کیا جو تمام گمراہوں کا شیوہ ہے کہ قرآن شریف میں اصلی اور نقلی کی تفریق پیدا کی اور نقلی کا انکار کیا۔ اور حدیث شریف کا سرے سے انکار کیا۔ پھر جو جی میں آیا بے پر کی اڑائی اور اس کو بھی اصلی قرآن کی طرح بیان کیا " لعنة الله على الكاذبين " ولادت مسیح علیہ السلام کا ذکر قرآن عظیم میں ان الفاظ میں ہے:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا۔ فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا۔ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا۔ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا۔ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔ فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا۔ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا﴾ [مریم:۱۶-۲۳]

اور کتاب میں مریم کو یاد کرو جب اپنے گھر والوں سے پورب کی طرف ایک جگہ الگ گئی تو ان سے ادھر ایک پردہ کرلیا تو اس کی طرف ہم نے اپنا روحانی جبرئیل بھیجا وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ چاہتی ہوں، بولا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا

ہوں کہ تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں، بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں، کہا: یوں ہی ہے، تیرے رب نے فرمایا کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لیے کہ ہم اس کو لوگوں کے لیے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ کام ٹھہر چکا ہے۔

اب مریم نے اسے پیٹ میں لیا پھر جننے کا وقت اسے ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔

﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ۔ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلاً وَمِنَ الصَّالِحِينَ۔ قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ۔ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ ۔وَرَسُولاً إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾[آل عمران: ۴۵۔۴۸]

اور یاد کرو جب فرشتوں نے مریم سے کہا اے مریم اللہ تجھے بشارت دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمے کی جس کا نام ہے مسیح عیسی مریم کا بیٹا باعزت ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا اور لوگوں سے بات کریگا پالنے میں اور پکی عمر میں اور خاصوں میں ہوگا، بولی اے میرے رب میرے بچہ کہاں سے ہوگا؟ مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ نہ لگایا فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے جس کسی کام کا حکم فرمائے تو اس سے یہی کہتا ہے ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف۔

ان آیات بینات نے نصف نہار کی طرح واضح کردیا کہ نابکار دست درازی جس سے نیازی صاحب نے اپنے افسانے میں رنگ بھرا ہے، معصوم جبرئیل امین کی نہیں خود نیازی صاحب کی دراز دستی ہے جس سے مریم عذرا طیبہ وطاہرہ کی عفت اور جبرئیل امین کی عصمت پارہ پارہ ہو رہی ہے۔ اور جو خود نیازی صاحب کی عاقبت بھی خراب کررہی ہے۔

یہاں دانستہ یا نادانستہ طور پر نیازی صاحب ملعون یہودیوں کے اس الزام کی تائید کررہے ہیں کہ معاذ اللہ عیسی علیہ السلام کی پیدائش عام انسانوں کی طرح نر و مادہ کے ملاپ سے ہوئی ہے۔ حالانکہ قرآن بہانگ دہل اعلان فرمارہا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی ولادت کریمہ عام انسانوں کی پیدائش کی طرح سمجھنا گمراہی اور ارتیاب زدگی ہے۔ ان کی مثال تو حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہے کہ یہ اگر بغیر باپ کے پیدا کیے گیے تو وہ ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا کیے گیے۔

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَى عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾(آل عمران: ۵۹)

عیسی کی کہاوت اللہ تعالٰی کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا، پھر فرمایا ہو جا، وہ فوراً ہو جاتا ہے، اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں نہ ہونا۔

آپ کا شکم مادر میں تشریف لانا خرق عادت اور غیر معمولی آیت ربانی ہے۔اس سے ظاہر ہوا کہ نیازی صاحب حضرت مریم و جبریئل امین پر الزام لگانے والے جھوٹے ہیں ان کی عصمت کا گواہ خود رب العالمین ہے:﴿و مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا﴾[التحریم: ۱۲]﴿وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾[الانبیاء: ۹۱]

اور مریم عمران کی بیٹی جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔اور وہ جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی اور اس کو اور اس کے لڑکے کو ہم نے عالم کے لیے نشانی بنایا۔مریم پاک اور کنواری عفیفہ اور طیبہ وطاہرہ مریم اس میں ہم نے روح پھونکی تب وہ حاملہ ہوئی اور ہم جس کو اپنی قدرت کی نشانی قرار دیتے تب ایسا ہی ہوتا ہے کہ کن کہہ دیا اور ہو گیا:﴿قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا﴾[مریم: ۲۱]

ایسا ہی کہا تمہارے رب نے کہ یہ مجھ پر آسان ہے اور میں اس کو لوگوں کے لیے نشانی قرار دوں گا اور اپنی رحمت اور یہ بات تو طے شدہ ہے۔

الغرض حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں بشارت سے لے کر ولادت تک۔بلکہ اس کے کچھ بعد تک کی بھی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل قرآن عظیم میں اسی لیے مذکور کہ اس سلسلہ میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ باقی نہ رہ جائے۔چنانچہ ابتدا حضرت مریم کے استعجاب ہی سے کی گئی ہے کہ بغیر رشتہ ازدواج اور وظیفہ زوجیت، طیب وطاہر بچہ کس طرح سے ممکن ہے کہ سنت الہی یہی ہے؟ فرشتہ جواب دیتا ہے: مریم خدا کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں۔اس نے حضرت عیسی علیہ السلام کے سلسلہ ولادت میں اسی طریق کار کا فیصلہ فرمالیا ہے۔ارشاد ربانی ہے: اس کے بعد ہم نے حضرت مریم کے اندر اپنی روح پھونک دی۔احادیث کریمہ میں اس کی تشریح آئی "فی جیب درعها"

یعنی حضرت جبریئل امین نے حضرت مریم کے گریبان اور بروایت دیگر آستین پر دم کر دیا۔تو حضرت مریم نے اسی دم کے اثر سے اپنے کو حاملہ پایا۔

کہاں یہ قرآنی بیان اور کہاں نیازی صاحب کی دست درازیاں، مزید برآں قرآن عظیم نے صرف اتنے ہی بیان پر بس نہیں کیا۔حضرت مریم کی عفت وعصمت، طہارت وپاکیزگی، تقدس ودوشیزگی کی قسم کھائی حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کو بھی دست درازی سے پاک، اور ان کے بن باپ کے

پیدا ہونے کو طرح طرح سے یاد کرایا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی مثال بھی بیان کردی کہ ان سے زیادہ عجب انگیز طریقہ ولادت تو حضرت آدم علیہ السلام کا ہے یہاں تو صرف باپ نہیں ہے اور وہاں تو ماں باپ کوئی نہیں۔ تخلیق مسیح علیہ السلام پر اس انداز بیان سے بھی کافی روشنی پڑتی ہے جو قرآن عظیم نے اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے لیے قرآن فرماتا ہے: ﴿فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ﴾ [الحجر: ۲۹] پھر جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا،

سب جانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے میں روح پھونکی گئی اس کو کسی قسم کی دست درازی سے کوئی علاقہ نہیں۔ ٹھیک اسی انداز بیان کو حضرت مسیح علیہ السلام کی تخلیق کے بیان میں بھی اختیار کیا گیا: ﴿فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا﴾ [الانبیاء: ۹۱]

اور ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں جگہ ہی ایک معجزانہ طریق تخلیق کام کر رہا ہے پھر کیا کسی کی جرأت ہے کہ اس کو دست درازی سے تعبیر کرے۔ الامان والحفیظ

کتنا دل ہلا دینے والا جملہ ہے حضرت جبرائیل امین کی بارگاہ معصوم اور مریم عذراء کا دامن اطہر اور دست درازی کا تخیل پھر اسلام کا دعویٰ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مگر کیا کیا جائے نیازی صاحب تو بے پڑھے لکھے انسان ہیں۔ شہرت کے شوقین معلوم ہوتے ہیں، حکیم الاسلام مولوی طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند بھی اسی قسم کا شگوفہ کھلا چکے ہیں، نہ جانے انہیں کس چیز کا شوق تھا کہ اس جرأت و بے باکی کے لیے آمادہ کر رہا تھا۔ موصوف اپنی کتاب اسلام اور مغربی تہذیب میں لکھتے ہیں:

"یہ دعویٰ تخیل یا وجدان محض کی حد سے گذر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذراء کے سامنے جس شبیہ مبارک اور بشر سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماری تھی وہ شبیہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعویٰ سے بین طور پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جب کہ اس کے تصرف سے حاملہ ہوئیں۔ پھونک گویا بمنزلہ نطفہ کے ہے۔ پس ابنیت مسیح کے دعویدار ایک حد تک ہم بھی ہیں۔ مگر ابن اللہ مان کر نہیں ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت مثالی ہو [مَعَاذَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قرآن عظیم نے تو جبرائیل امین کے دو کام بتائے، بچے کی بشارت دینا حضرت مریم پر دم کرنا لیکن حکیم صاحب کی حکمت بالغہ صرف اتنی سی بات سے میاں بیوی سے لے کر نطفے اور ابنیت تک کا خوا

دیکھ لیتی ہے۔ پس ایک ذرا ''بمنزلہ'' اور ''گویا'' کا پردہ ہے۔

افسوس! مولانا اس قسم کے پردوں میں خود اپنے بارے میں جتنے سنہرے خواب چاہیں دیکھیں لیکن ان کو کیا حق پہونچتا ہے کہ کنواری پاک مریم اور معصوم جبرائیل بلکہ سید المعصومین سرور دو عالم ﷺ کو اس قسم کی دماغی عیاشیوں کا تختہ مشق بنائیں۔ ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾[الشعراء:۲۲۸]

ویسے حکیم صاحب کو تو ان کے اس لاجواب نسخہ کی واجبی فیس سے زیادہ خود ان کے دارالافتاء نے ہی دیدی، چنانچہ ایک قاسمی صاحب نے مذکورہ بالا اقتباسات پیش کر کے استفتاء چاہا۔ اس کا جو جواب دیوبند کے صدر مفتی نے دیا اس میں سے ضروری ٹکڑے حسب ذیل ہیں:

جو اقتباسات سوال میں نقل کیے گئے ہیں ان کا قائل قرآن عظیم کی تحریف نہیں کر رہا ہے بلکہ در پردہ قرآن عظیم کی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے، شخص مذکور ملحد بے دین ہے، عیسائیت اور قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے، مسلمان کو ہرگز اس کی طرف کان لگانا نہیں چاہیے بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔

سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند (بحوالہ تجلی ۷راپریل ۶۳ء)

رہ گئے نیازی صاحب تو ان کے حق میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق دے اور مسلمانوں سے التماس ہے کہ ایسے گمراہ گر حکیم صاحب ہوں کہ عطار صاحب، نیازی صاحب ہوں کہ نمازی صاحب، ان سے دور رہو۔ "لا یضلونکم ولا یفتنونکم" تمہیں کہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(۴) یہ نمبر نیازی صاحب کی روانی طبع کا بھرپور نمونہ ہے۔ اس میں ایک سے ایک وہ تحقیقات عالیہ ہیں کہ عالم سر پیٹ لے اور عقل دنگ رہ جائے۔ اب تک کی تاریخ یہ ہے کہ تمام کلمہ گو بلا استثنا قرآن کے الفاظ پر متفق تھے۔ شیعوں کا کچھ اختلاف ہے لیکن اس کی نوعیت دوسری ہے، سب موجودہ پورے قرآن کو قرآن ہی قرار دیتے تھے، لیکن نیازی صاحب نے سب سے الگ نئی راہ نکالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: انتیس حروف مقطعات اور سورہ توبہ تو اصل قرآن ہے۔ چودہویں صدی کے علماء نے نا سمجھی سے جبریل کے لائے ہوئے قرآن کو قرآن سمجھ لیا۔ ان دو جملوں میں کیا کیا لطائف ہیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) عربی زبان میں حروف ہجا انتیس ہیں اور جس طرح ہر زبان کے حروف تہجی الف، با، تا، زبان کی ابتدا کی تعلیم میں حروف شناسی اور ہجے کے کام آتے ہیں ویسے ہی حال عربی حروف ہجا کا بھی ہے، مسلسل عبارت اور مربوط کلام میں یہ حروف مفرد کی شکل میں استعمال نہیں ہوتے ہیں، مثلا کوئی شخص اردو زبان میں یوں نہیں بولے گا: ق، مجھے بھوک لگی ہے، د، میں گھر جا رہا ہوں۔ لیکن ق ہ، عظہ ...

ہے کہ اس نے نظم کلام میں ان مفرد حروف کو خاص ایک ترکیب سے استعمال کیا ہے۔

چنانچہ قرآن عظیم کی انتیس سورتوں کے شروع میں یہ حروف آئے ہیں، کسی سورت کے شروع میں صرف ایک حرف جیسے ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾[ق:۱] کسی سورت کے شروع میں دو حرف جیسے ﴿طٰهٰ ـ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ﴾[طٰہٰ:۲] کہیں تین حروف جیسے ﴿الم ـ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ﴾[البقر:۱،۲] اور کہیں چار حروف جیسے ﴿الٓمٓرٰ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ﴾[الرعد:۱] اور کہیں پانچ حروف جیسے ﴿كهيعص ـ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا﴾[مریم:۱]

لیکن ان سورتوں میں پورے حروف تہجی میں سے تقریباً نصف حروف ہی آئے ہیں یعنی چودہ حروف بقیہ پندرہ حروف تہجی ہیں، تو قرآن نے اس غرض سے انہیں استعمال نہیں کیا ہے۔ اور قراء اور علماء کی زبان میں انہیں چودہ حرفوں کو جو سورتوں کی ابتدا میں آتے ہیں مقطعات کہا جاتا ہے۔ مقطعات کا مادہ قطع ہے جس کے معنی ہیں کاٹنا، علیحدہ کرنا، اس طرح حروف مقطعات کے معنی ہوئے وہ حروف جو علیحدہ ہوتے ہیں، ان حروف کو مقطعات کیوں کہا گیا۔ اس کی وجہ نور الانوار کے حاشیہ میں یوں ذکر ہے:

"ثم المتشابة علی نوعین نوع لا یعلم معناہ اصلا کالمقطعات فی اوائل السور مثل الم فانها یقطع کل کلمة منها عن الاخر فی التکلم لا فی الکتابة"

متشابہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ کہ اس کے معنی معلوم نہ ہوسکیں جیسے حروف مقطعات جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں جیسے: "الم حم"۔ اس لیے کہ یہ حروف بولتے وقت ایک دوسرے سے الگ پڑھے جاتے ہیں اور لکھے ایک ساتھ جاتے ہیں۔

جس کا خلاصہ یہ کہ یہ حروف چونکہ الگ الگ پڑھے جاتے ہیں لکھنے میں گو ایک ساتھ ہی لکھے جاتے ہیں اس لیے ان کا نام حروف مقطعات ہوا اور ان کے معنی معلوم نہیں۔

اور تفسیر خازن میں یوں ہے: "هی اسماء الله مقطعة لو علم الناس تالیفها علموا اسم الله الاعظم الا تری، نقول ا،ل،ر،ح،م،ا،ن، فیکون مجموعها الرحمن"

یہ اللہ تبارک تعالیٰ کے نام ہیں جن کو الگ الگ کر کے لکھا ہے جو اس کی ترکیب جان پائے گا اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم پر مطلع ہوگا مثلاً مقطعات میں یہ حروف ہیں۔ ا،ل،ر،ح،م،ا،ن، ان کو ملا دو تو رحمٰن ہوگیا۔

ان وجوہ کی روشنی میں ہم نے کافی تلاش کی تو مقطعات کا استعمال ہم کو صرف ان حروف کے لیے ملا جو صرف سورتوں کے شروع میں آتے ہیں یعنی چودہ حروف تہجی بقیہ پورے انتیس حرفوں کو حروف تہجی یا حروف معجم کا نام دیا جاتا ہے۔ لیکن نیازی صاحب کو علماء کی اس عرق ریزی سے کوئی بحث نہیں ان کے

نزدیک انتیس حرف پورے کے پورے مقطعات ہیں اور شب معراج میں حضور ﷺ کو قرآن بنا کر دیئے گئے اور کیوں نہ ہو جب یہ نیا دین گڑھ رہے ہیں تو نئی اصطلاح گڑھنے میں کیا دیر لگتی ہے۔ آخر لفظ شجرہ کے بارے میں دنیا ان کا عربی ادب دیکھ چکی ہے۔ ان چودہ حروف کے بجائے انتیس حروف مقطعات اس لیے ہوئے کہ سورہ توبہ ملا کر تیس پاروں کا لطیفہ گڑھنا تھا، جب جاہل لوگ قرآن فہمی پر اترتے ہیں تو یہی کچھ ہوتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

تھی خوب حضور علماء "باب" کی تقریر — بے چارہ غلط پڑھتا تھا اعراب سماوات
اس کی غلطی پر علماء تھے متبسم — بولا تمہیں معلوم نہیں میرے مقامات
اب میری امامت کے تصدق میں ہیں آزاد — محبوس تھیں اعراب میں قرآن کی آیات

پس اسی طرح نیازی صاحب کی امامت کے صدقے میں قرآن کی روح کشید ہو رہی ہے۔

(۲) اس سے زیادہ حیرتناک امر یہ ہے کہ نیازی صاحب انتیس حروف مقطعات کو اصل قرآن کہتے ہیں اور انہیں میں غور وخوض کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس سے کیا مراد ہے، وہ حروف جو سورتوں کے شروع میں آئے؟ تو ہم بتا چکے ہیں کہ وہ صرف چودہ حروف ہیں اور اگر انتیس سورتوں کے کل مکررات مراد ہیں تو واضح ہو کہ ان کی تعداد اسی ہے۔ اور اگر ان دونوں سے الگ یہ دعوی ہے کہ عربی زبان کے کل انتیس حروف تہجی حروف مقطعات ہیں اور یہی اصل قرآن کے نام سے معراج میں حضور کو عطا کیے گئے، یہ ان کی ایک خیالی واختراعی چیز ہے جس کو انہوں نے قرآن سمجھ رکھا ہے حقیقی قرآن نہیں، کیونکہ ہمارے سرکار صاحب معراج ﷺ کو جو قرآن ملا وہ یہی ہے جسے دنیا مسلم اور غیر مسلم سب قرآن جانتے اور مانتے ہیں جو تیئس سال کی مدت میں آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کر کے اترا۔ اور خود قرآن اس کی شہادت دیتا ہے۔ ارشاد باری ہے: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ [البقرة:۱۸۵]

لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف قرآن مجید پورا ایک بارگی رمضان المبارک کے مہینہ میں اتارا گیا۔ رجب کے مہینے میں نہیں جیسا کہ نیازی صاحب خودساختہ اڑا رہے ہیں پھر رمضان شریف کی بھی ایک مقدس رات لیلۃ القدر میں، شب معراج میں نہیں جیسا کہ نیازی صاحب نے اڑائی ہے۔ ﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾ [القدر:۱-۳]

یہ قرآن عظیم لیلۃ القدر میں اتارا گیا جو ہزار راتوں سے بہتر ہے اور آسمان دنیا سے پھر حضور ﷺ کے قلب مبارک پر ۲۳ رسال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا بتدریج اتارا گیا۔ اور مختلف اوقات میں مختلف مواقع پر ایک بار شب معراج میں نہیں دیا گیا۔ ﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً

وَاحِدَةً كَذَٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا﴾[الفرقان:۳۲]

اور کافر بولے ان پر قرآن پاک ایک ہی بار میں کیوں نہ اتارا گیا اور ہم نے تو تم پر تھوڑا تھوڑا کر کے بتدریج اتارا تا کہ تمہارا دل مضبوط کریں اور اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔

یہ تو ہوئی نزول قرآن کی کیفیت۔ باقی یہ امر کہ اصل قرآن یہی معروف ومشہور قرآن عظیم ہے دوسرا نہیں اس کی شہادت کے لیے قرآن عظیم کا سرسری مطالعہ کافی ہے۔ ہم نے یوں ہی قرآن کی چند ابتدائی سورتوں کا اس خیال سے مطالعہ کیا تو تقریباً سب میں اس امر کی تصریح ملی کہ موجودہ پورا قرآن اور کم از کم یہ سورہ تو ضرور قرآنی ہے: ﴿وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ﴾[البقرۃ:۲۳] اگر تم کو قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں شک ہو تو اس کے مثل ایک ہی سورت بنا لاؤ۔ اور اس آیت سے قبل اسی سورت میں: ﴿ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ﴾[البقرۃ:۲]

یہ کتاب اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہے۔

تو آیت اس امر پر بھی روشنی ڈال رہی ہے کہ قرآن میں سورہ صرف تو بہ ہی نہیں بلکہ اور بھی ہیں۔

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ﴾[المائدۃ:۴۸]

ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو اس سے قبل کی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔

﴿إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ﴾[النساء:۱۰۵]

ہم نے آپ پر حق کے ساتھ یہ کتاب اتاری تا کہ آپ خدا کی دی ہوئی ابدی روشنی میں فیصلہ کریں۔

﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ﴾[المائدۃ:۱۵]

اے لوگو تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا نور اور روشن کتاب آئی۔

﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم﴾[الانعام:۱۹]

مجھ پر یہ قرآن اتارا گیا تا کہ تمہیں خدا کے خوف سے ڈراؤں۔

الغرض قرآن عظیم کا ہر ہر صفحہ اس امر کا اعلان کر رہا ہے کہ موجودہ قرآن ہی اصل قرآن ہے اس کے قرآن وکلام خدا ہونے میں جس کو شک وشبہ ہو وہ ایسی کم از کم ایک سورت ہی بنائے اس کی ہر ہر سورت کہیں زبان حال سے اور کہیں مقال سے پکار رہی ہے ﴿الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ﴾ [یوسف:۱] یہ کتاب مبین قرآن عظیم کی آیتیں ہیں۔

اب اس کے بعد بھی جو قرآن کے اصل ونقل ہونے کا سوال اٹھائے اس سے بڑھ کر بے بہرہ اور لاعلم کون ہو سکے گا۔ اب ہم احادیث کی روشنی میں نیازی صاحب کے اس افترا کی قلعی کھولتے ہیں کہ

موجودہ معروف ومشہور قرآن ہی کو اصل قرآن سمجھنا صرف چودھویں صدی کے علما کی ہی ایجاد ہے یا زمانہ رسالت سے آج تک چودہ سو سال تک کی لازوال اسلامی تاریخ ہے:

"عن زید بن ثابت قال کنا نولف القرآن من الرقاع عند رسول الله ﷺ" (المستدرک)

حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں قرآن عظیم مختلف ٹکڑوں میں جمع کرتے تھے۔

"قال عثمان رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ کان یاتی علیه ما تنزل علیه ذوات عدد فکان اذا نزل علیه شئی یدعو بعض من کان یکتب فیقول ضعوا هذه فی السورة التی یذکر فیها کذا و کذا و تنزل علیه الایة فیقول ضعوا هذه فی السورة یذکر فیها کذا وکذا صحیح علی شرط الشیخین" (مستدرک ج ۲ / ۲۲۱)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایسا وقت بھی آتا کہ حضور ﷺ پر بیک وقت کئی کئی سورتیں نازل ہوتیں تو حضور ﷺ قرآن عظیم کے کاتبوں میں سے کسی کو بلاتے اور فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھ دو، دوسری آیت نازل ہوتی تو فرماتے کہ اس کو فلاں سورت میں (دوسری سورت کا نام لے کر) درج کرلو۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن عظیم لکھنے کا بھی غایت اہتمام تھا اور باقاعدہ طور پر کاتبان وحی مقرر تھے۔ چنانچہ زید بن ثابت، حضرت علی، حضرت معاویہ، وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے اسماء اس سلسلہ میں کافی شہرت رکھتے تھے۔

یہ بھی ظاہر ہوا کہ بیک وقت کئی کئی سورتوں کا نزول ہوتا، مثلاً صبح کچھ حصہ ایک سورت کا نازل ہوا، آپ نے کاتبوں کو بلا کر بتادیا اس کو فلاں سورت میں فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھو۔ شام یا دوپہر کو دوسرا حصہ نازل ہوا تو آپ نے اس کو دوسری سورت کا نام لے کر بتادیا کہ اس کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھو۔

اس طرح قرآن عظیم کی تمام سورتوں کی ہر ہر آیت کی مذکورہ بالا ترتیب اور اس کا نام خود حضور سرکار دوعالم ﷺ کا بتایا ہوا ہے۔ احادیث کی مذکورہ بالا تصریحات نیازی صاحب کے دروغ کی دھجیاں کس طرح بکھیر رہی ہیں۔ جب صرف ایک سورت تو یہ ہی اصل قرآن ہے۔ تو بیک وقت کئی سورتوں کے نازل ہونے کے کیا معنی؟

"ان رسول الله ﷺ کان یعرض القرآن کل سنة علی جبرائیل علیه السلام مرة

فلما کانت سنة التی قبض فیها عرضه علیه عرضتین" (حاکم مستدرک ۲/۲۳۰)

حضور ﷺ حضرت جبرائیل امین کے ساتھ سال میں ایک بار قرآن عظیم کا دور کرتے لیکن جس سال حضور کا انتقال ہوا آپ نے دو دفعہ دور کیا۔ اگر ایک طرف قرآن کو لکھ کر محفوظ کرنے کا وہ اہتمام تھا تو دوسری طرف اس کے حفظ اور زبانی یاد کرنے کا یہ انتظام تھا اور یہ تو خود سرکار کا اہتمام تھا۔ نہایت توجہ سے حضور ﷺ نے پورا قرآن صحابہ کو یاد بھی کرایا تھا۔

چنانچہ انصار کے قبیلہ اوس میں چار حافظ قرآن مشہور تھے۔ ابودرداء، زید بن ثابت، معاذ بن جبل اور ابوسعید (بخاری جلد ثانی ۷۴۸)۔ حضور ﷺ نے چار آدمیوں کو حفظ قرآن کی سند دی اور دوسروں کو ان سے تعلیم قرآن حاصل کرنے کا حکم صادر فرمایا:

"عن مسروق قال سمعت النبی ﷺ یقول خذوا القرآن من اربعة عبد الله ابن مسعود و سالم ومعاذ بن جبل و ابی بن کعب رضی الله تعالیٰ عنهم"

مسروق کہتے ہیں میں نے سرکار کو فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ عبداللہ ابن مسعود، سالم، معاذ بن جبل اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم (بخاری شریف حوالہ مذکور)

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

"والله لقد اخذ ت من فی رسول الله ﷺ نیفا و سبعین سورة"

قسم خدا کی میں نے ستر سے زائد سورتوں کو خود حضور ﷺ کے دہن اقدس سے سنکر یاد کیا۔

چنانچہ حفاظ قرآن کی اتنی کثرت تھی کہ زمانہ رسالت مآب ﷺ میں بیر معونہ کے موقع پر ستر حافظ شہید ہوئے پھر آپ کے وصال کے متصلا بعد جنگ یمامہ میں ستر حافظ شہید ہوئے۔

"قال القرطبی قد قتل یوم الیمامة سبعون من القراء و قتل فی عهد النبی فی بیر معونة هذا العدد" (الاتقان جلد اول ۷۳)

قرطبی کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں ستر قاری وحافظ شہید ہوئے اور اتنے ہی زمانہ برکت نشان حضور ﷺ میں بیر معونہ کے موقع پر۔

گویا اصل قرآن کوئی ڈھکی چھپی ہوئی چیز نہ تھی کہ حضور ﷺ نے کسی کے کان میں چپکے سے ڈال دیا ہو کہ انتیس حروف تہجی بس یہی قرآن ہیں۔ قرآن اسلام کی بنیادی کتاب ہے حضور ﷺ نے اس پوری کتاب کے لیے ہر ہر حرف کی تحریر کا بھی پورا انتظام فرمایا۔ اور زبانی یاد کرنے کا بھی اور حضور ﷺ کے پورے زمانہ میں ہی پورا قرآن اور اس کی ایکسو چودہ سورتوں کی تمام آیتیں باترتیب لکھی بھی جا چکی تھیں۔

اور بہتوں کو یاد بھی تھیں۔

اگر میں ہر ہر سورہ کے قرآن ہونے کی اور ان کے فضل کی تفصیلی حدیث ذکر کروں تو ایک الگ کتاب ہو جائے جس کا جی چاہے بخاری و مسلم بلکہ صحاح ستہ میں تفسیر کے عنوان سے اس کی تفصیل دیکھ سکتا ہے۔ اور نیازی صاحب کے بے بنیاد جھوٹ کی داد دے سکتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیثوں میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بھی ان کو کافی بے نقاب کر رہی ہے کہ حضرت فرماتے ہیں میں نے ستر سے زائد سورتیں خود حضور کی زبان سے سنکر سیکھیں۔ بھلا کہاں انتیس حروف اور سورہ توبہ اور کہاں ستر سے زائد سورتیں۔ "لعنة الله على الكاذبين"

الغرض یہ صورت حال تھی کہ حضور ﷺ کا وصال ہوا اور جنگ یمامہ پیش آئی جس میں حافظوں کی غیر معمولی تعداد شہید ہو گئی۔ تو صحابہ کو خیال ہوا کہ حضور ﷺ کی لکھائی ہوئی تمام سورتوں کو یکجا جمع کر کے کتاب کی صورت دیدی جائے۔

چنانچہ بخاری جلد اول ص ۷۴۵ میں ہے:

"ان زيد بن ثابت قال ارسل الى ابوبكر مقتل اهل اليمامة فاذا عمر بن خطاب رضى الله تعالىٰ عنه عنده قال ابوبكر ان عمر اتانى فقال ان القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن و انى اخشى ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فيذهب كثير من القرآن وانى ارى ان تامر بجمع القرآن الى ان قال فتتبعت القرآن اجمعه من العسب واللخاف وصدور الرجال حتى وجدت اخر سورة التوبة مع ابى خزيمة الانصارى فكانت الصحف عند ابى بكر حتى توفاه الله ثم عند عمر حياته ثم عند حفصة بنت عمر"

زید بن ثابت کہتے ہیں جنگ یمامہ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بلایا، وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے۔ ابو بکر فرمانے لگے عمر نے آکر بتایا کہ اس لڑائی میں بہت سے حافظ مارے گئے اگر اس طرح اور جنگوں میں بھی حفاظ شہید ہوئے تو مجھے قرآن ضائع ہونے کا ڈر ہے۔ آپ نے قرآن کے جمع کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے حسب الحکم قرآن عظیم کو جو کھجوروں کے پتوں، پتھر کے ٹکڑوں پر تحریر تھا اور جو لوگوں کو یاد بھی تھا ہر جگہ سے جمع کیا تو سورہ توبہ کی آخری آیت مجھے صرف ابی خزیمہ انصاری کے پاس ملی، یہ مجموعہ حضرت ابو بکر کے پاس تھا۔ ان کے بعد حضرت عمر پھر ان کے بعد ان کی صاحبزادی حفصہ کے پاس رہا۔

یہ حدیث اس امر پر کتنی واضح دلیل ہے کہ وہی قرآن جو سید عالم ﷺ پر نازل ہوا تھا حضرت

ابوبکر اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے ایک جگہ کتابی صورت میں جمع کیا گیا، اس سے قبل گو تحریر تھا لیکن کھجوروں کے پتوں پتھر کے ٹکڑوں وغیرہ پر، اب کاغذ پر سب سورتیں علیحدہ علیحدہ تحریر ہوئیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں طرز ادا اور مختلف قبیلوں کی مختلف زبانوں کی وجہ سے یہ خطرہ محسوس کیا جانے لگا کہ قرآن عظیم میں اختلاف وتغیر راہ نہ پائے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کا بھی انتظام فرمایا:

"ان حذیفة بن یمان قدم علی عثمان و کان یغازی اهل الشام فی فتح آرمنیة و آذر بیجان مع اهل العراق فافزع اختلاف فی القرات فقال حذیفة یا امیر المومنین ادرك هذه الامة قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصاری فارسل عثمان الی حفصة ان ارسلی الینا بالصحف فنسخها فی المصاحف"

حضرت حذیفہ بن یمان جو اہل عراق کے ساتھ آرمینیہ اور آذر بائیجان میں جنگ کررہے، حضرت عثمان غنی کے پاس آئے اور انہیں لوگوں کے اختلاف قرأت نے گھبرا دیا تھا، حذیفہ کہنے لگے اے امیر المومنین اس امت کی اصلاح فرمائیں قبل اس کے یہود ونصاری کے اختلاف کی طرح آیات قرآن میں اختلاف کرنے لگیں۔

"ثم نردها الیك فارسلت بها حفصة الی عثمان فامر زید بن ثابت وعبد الله بن زبیر وسعید بن العاص و عبد الرحمن بن حارث بن هشام فنسخوها فی المصاحف ففعلوا حتی اذا نسخوا الصحف رد عثمان المصحف الیٰ حفصة وارسل الی کل افق مما نسخوا و امر بما سواه من القرآن فی کل صحیفة ان یحرق"

حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کو اطلاع بھیجی کہ آپ کے پاس اصلی نسخہ قرآن موجود ہے۔ آپ اسے بھیج دیں تو ہم اس کی کئی ایک نقل کر کے آپ کو واپس کردیں گے۔ حضرت حفصہ نے بھیج دیا، آپ نے زید بن ثابت عبد اللہ بن زبیر وغیرہ کو اس کی نقل پر مقرر فرمایا جب نقلیں تیار ہو گئیں تو پورے عالم اسلام میں ایک ایک نسخہ بھیج دیا گیا، اور اس کے علاوہ جو لوگوں کے پاس تحریریں تھیں انہیں تلف کرنے کا حکم دیا۔

یہ نزول قرآن سے لے کر اس کی اشاعت کے استحکام تک کی بے داغ تاریخ صحیح حدیثوں میں ہے، اور لاتعداد نسخے اور چھپے ہوئے ہر جگہ موجود پائے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں صرف قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جس کے ماننے والے اعتماد کے ساتھ یہ دعوی کرنے کی پوزیشن میں کہ قرآن ابتداء سے آج تک ٹھیک وہی ہے جو حضور کے اوپر اترا تھا، نہ ایک حرف کی کمی بیشی ہے نہ ایک لفظ کا تغیر وتبدل ہے

ٹھیک وہی قرآن آج موجود ہے جو چودہ سو سال قبل پیغمبر اسلام نے اپنی امت کو مرحمت فرمایا تھا۔ امام بغوی قاضی ابوبکر وغیرہ اعلام اسلام فرماتے ہیں (واضح ہو کہ ان میں کوئی بھی چودھویں صدی کا عالم نہیں ہے)"فی هذا الحدیث بیان واضح ان الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعوا علیٰ ان ما بین الدفتین القرآن الذی انزل الله تعالیٰ علی رسول الله و کتبوه کما سمعوه من غیر ان زادوا و نقصوا منه شیئا و کان ﷺ یلقن اصحابه و یعلمهم ما نزل علیه من القرآن و هوالآن فی مصاحفنا" ملخصا۔

اس حدیث سے واضح طور سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے بالاتفاق اس قرآن کو جو حضور ﷺ پر نازل ہوا، دودفتیوں کے درمیان جمع کیا، اس میں کچھ گھٹایا بڑھایا نہیں۔ اور حضور سید عالم ﷺ صحابہ کو بتا کے سکھاتے رہتے، جو قرآن ان پر اترا وہ ٹھیک اسی طرح ہے جیسا کہ آج کل ہمارے مصاحف میں اور ہمارے ہاتھوں میں قرآن ہے۔ (مرقات ص ۶۲)

اور صداقت قرآن کی یہی قرآنیت ہے جس کے سامنے موافق ومخالف کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ شیعوں کو موجودہ قرآن میں کلام ہے ممکن ہے در پردہ اسی قسم کی باتیں کرتے یا نا سمجھ شیعہ یہ اعلان بھی کرتے ہوں۔ لیکن ہر زمانہ میں جماعت شیعہ کے مستند ترین علما یہی کہتے ہیں۔ ہم نے بار بار اعلان کیا اور پھر بھی اعلان کرتے ہیں کہ قرآن مجید اسی دونوں دفتیوں کے درمیان والے قرآن میں جو مسلمان کے ہاتھ میں موجود ہے کسی قسم کا شبہ نہیں رکھتے۔ ہم اس کو کلام الہی رسول کا اعجاز اسلام کی سچائی کا نشان اور تمام مسلمانوں کے لیے لازم العمل واجب الاتباع سمجھتے ہیں۔ (مقدمہ تفسیر قرآن علی نقی ص ۱۱۰)

حد ہوگئی ڈاکٹر لسڈل ایسا معاند قرآن جس نے ایک کتاب ہی قرآن کی تنقید میں معاند القرآن کے نام سے لکھی ہے۔ اس اعتراف سے اپنے کلام کی ابتدا کرتا ہے:

سچ پوچھئے تو اس کارروائی کی وجہ سے (حضرت عثمان کا جمع قرآن) آج تک تمام اسلامی ممالک میں قرآن اپنی اصلی صورت میں موجود ہے۔ لہذا اب ہم اس نتیجہ تک پہونچے ہیں کہ اس وقت بھی وہی قرآن موجود ہے جو محمد ﷺ نے چھوڑا تھا۔ لہذا ہم قرآن کے متن کی صحت پر کامل یقین رکھتے ہوئے اس کتاب کا مطالعہ اس نظر سے کرتے ہیں کہ محمد ﷺ نے کیا تعلیم دی (منقول از نگار جنوری ۴۵)

الغرض ساری دنیا تو موجودہ قرآن کو ہی اصلی تسلیم کرتی ہے مگر جناب معلی الالقاب نیازی صاحب عقل وخرد سے بے نیاز ہو کر گل کھلا رہے ہیں۔ اصل میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بڈھے ہو کر بھی نابالغ رہتے ہیں۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر وحدیث وسیرت وسوانح کی روشنی میں بھی نیازی صاحب کے اس بے بنیاد دعوی کی حقیقت دیکھ لی جائے کہ مقطعات معراج میں عرش پر رسول اللہ ﷺ کو بنام اصل قرآن ملے تھے۔ تو ہم کو حیرت ہوتی ہے کہ مخالف تصریحات کی موجودگی میں نیازی صاحب کو اتنا بڑا جھوٹ بولنے کی ہمت کس طرح ہوئی یا پھر وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ لوگ میری خرافات کو بے چوں و چرا وحی الٰہی سمجھ لیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ معراج میں جو کچھ ملا اس کی تفصیل خدائے پاک جانے خدا کا رسول جانے، نہ عقل کو یارا، نہ رائے اور ادراک انسان کے بس کی بات۔

﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾[النجم: ١٠] الظاهر انها اسرار و حقائق و معارف لا يعلمها الا الله و رسوله" (تفسیر نیشاپوری)

﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾[النجم: ١٠] ای من الامور العظيمة التي لا تفی بها العبارة" (روح البیان چہارم ص ۲۲۵)

﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾[النجم: ١٠] ظاہر یہی ہے کہ یہ اسرار و حقائق و معارف ہیں جن کو خدا اور رسول کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ تو وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کی یعنی وہ عالیشان امور جن کو بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔

﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾[النجم: ١٠] قصد تعالیٰ انه اوحى اليه ﷺ باسرار عجيبه بواسطة غير البشر و بغير واسطة لا يمكن تفصيلها و لا تصدر العقول عن ادراكها و حقائقها" (شهاب الدين خباسی جواهر دوم ص ۵۷۹)

" فيه تفخيم للموحى به " (بيضاوی ثانی ص ۳۴۰)

﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾[النجم: ١٠] کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر عجیب وغریب بھیدوں کو بواسطۂ غیر بشر اور کبھی مطلقا بلا واسطہ ظاہر فرمایا۔ جن کی تفصیل پر عقل قادر نہیں جس کی حقیقت کا ادراک ممکن نہیں۔

"و يكون معنى قوله ﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾[النجم: ١٠] فقيل ان السكوت في معنى ما اوحى" (تفسیر احمدی ص ۲۸۶)

﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾[النجم: ١٠] وہ مبہم اس لیے رکھا کہ جس کی وحی کی گئی اس کی عظمت پر اظہار ہو یا فاوحی کے معنی میں کہا گیا ہے کہ سکوت ہی افضل ہے۔ ﴿فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى﴾[النجم: ١٠] كما لا يدرك العقل " (مہائمی جلد ۲، ص/۳۰۳)

جو وحی کی گئی عقل اس کا ادراک نہیں کرسکتی۔

وفرمود ﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ [النجم: ۱۰] تمام علوم ومعارف وحقائق و بشارات واشارات واخبار وآثار وکرامات وکمالات کہ در حیطہ ایں ابہام داخل است وہمہ را شامل از کثرت وعظمت اوست کہ مبہم اورا بیاں کرد اشارت باں کہ غیر علام الغیوب ورسول محبوب بداں محیط نہ تواں شد

(مدارج النبوۃ اول ص ۱۷۹)

﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ [النجم: ۱۰] فرمایا تمام علوم ومعارف اور حقائق اور بشارتیں اور اشارات، اخبار وآثار وکرامات وکمالات کہ اس ابہام میں داخل ہے سب کو اس کی عظمت اور کثرت شامل ہے مبہم بیان کیا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو بتایا گیا اس کی تفصیل خدا اور رسول کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جو بتایا گیا اس کی تھوڑی بہت تفصیل صحیح حدیثوں میں ہے:

"عن عبد الله ابن مسعود قال فاعطى رسول الله ﷺ ثلثا الصلوات الخمس و اعطى خواتيم سورة البقر و غفرله لمن لا يشرك بالله من امته شيئا"۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب معراج تین چیزیں عطا ہوئیں پانچ وقت کی نمازیں، سورہ بقر کی آخری آیتیں اور اس امت کی بخشش جس نے شرک نہ کیا۔ (مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۵۲۴)

﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ﴾ [النجم: ۱۰] قال سعيد ابن جبير الم يجدك يتيماً فاوى، الى قوله و رفعنا لك ذكرك و قيل اوحى الله ان الجنة محرمة على الانبياء حتى تدخلها انت و على الامم حتى تدخلها امتك " (خازن ومعالم جلد ۲، ص ۲۱۴)

سعید ابن جبیر نے کہا کہ والضحیٰ کی آیات ﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ﴾ سے الم نشرح کی آیت ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ تک وحی کی گئی، ایک قول ہے کہ وحی ہوئی کہ جنت میں تمام امتوں سے پہلے آپ کی امت جائے گی۔

"وقيل اوحى اليه ان الجنة محرمة " الخ۔ (مدارک ج۴/ ۲۳۷)

یہ وحی کی گئی کہ جنت میں تمام پیغمبروں سے پہلے آپ اور امتوں سے قبل آپ کی امت جائے گی۔ "الاول الصلوة الثانى الجنة محرمة الخ الثالث ان ما للعموم كل ما جاء جبرائيل"

(تفسیر امام رازی ص ۲۸۸، جلد ۲۸)

پہلا قول عرش پر لی نماز دوسرا قول یہ ہے کہ جنت میں انبیاء سے قبل آپ اور امتوں سے قبل آپ

کی امت جائے گی، تیسری بات یہ ہے کہ ماعموم کے لیے ہے اور جبرائیل جو کچھ حضور پر لے کر آئے سب ہی مراد ہے۔

وقیل اوحی الیہ ان الجنۃ محرمۃ الخ و قیل قد اوحی اللہ یا محمد انا وانت و ما سوی ذلک خلقتُ لا جلک فقال یا رب انا و انت و ما سوی ذلک ترکت لاجلک"

تفسیر احمدی ص ۲۸۶)

ایک قول یہ ہے کہ جنت میں انبیاء کرام سے قبل آپ الخ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ وحی ہوئی کہ اے محمد میں اور تو اور تیرے سوا سب کو تیری خاطر بنایا۔ آپ نے عرض کی اے رب میں اور تو اور تیرے سوا سب کو تیری خاطر چھوڑا۔ "وفی روایۃ تکلم معہ سبعین الف حکایۃ واسرارا و اخبارا و احکاما وقیل الوحی الیہ ان الجنۃ الخ وقیل اوحی الیہ الصلوۃ" (تفسیر نیشاپوری)

ایک روایت میں یہ ہے کہ ستر ہزار حکایتیں اسرار اور اخبار اور احکام ملے۔ دوسرا قول جنت کے داخلے والا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ نماز ملی "فاوحی الیہ ما اوحی و فرض علیہ خمس صلوۃ"

(زاد المعاد لابن قیم)

حضور کی طرف وہ وحی ہوئی جو وحی کی گئی کہ پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

"عن ابی ھریرۃ فقال تبارک و تعالیٰ لہ ﷺ سل قال انک اتخذت ابراھیم الی ان قال قال لہ ربہ تعالیٰ قد اتخذتک حبیبا و ارسلتک الی الناس کافۃ و جعلت امتک ھم الاولون والاخرون جعلت امتک لا یجوز لھم خطبۃ حتی شھد وا انک عبدی و رسولی و جعلتک اولھم خلقا وآخرھم بعثا اعطیتک سبعا من المثانی ولم اعطھا نبیا قبلک اعطیتک خواتیم سورۃ البقرۃ من الکنز تحت العرش ولم اعطھا نبیا قبل و جعلتک ناسخا وخاتما"

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا۔ یا اللہ تو نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا، فلاں کو فلاں۔ آپ نے کئی پیغمبروں اور ان کے مقامات کا ذکر کیا۔ حکم ہوا کہ ہم نے آپ کو حبیب بنایا ساری مخلوق کا رسول کیا اور آپ کی امت کو اول اور آخر بنایا اور آپ کی منزلت یہ ہے کہ ہر خطبہ میں نام ضرور لیا جائے گا، آپ کو سب سے پہلے پیدا کیا اور سب سے آخری نبی بنایا۔ میں نے آپ کو سبع مثانی (سورہ فاتحہ) دی اور کسی نبی کو نہیں دی، اور آپ کو سورہ بقر کی آخری آیات دیں۔ یہ عرش کا خزانہ ہے اور کسی نبی کو عطا نہیں کیں، اور آپ کو شریعتوں کا منسوخ کرنے والا اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا بنایا۔ (جواہر البحار ص ۴۴، ۴۵)

مذکورہ بالا نصوص میں معراج میں دی گئی چیزوں کے سلسلہ میں نماز کا ذکر ہے، شرک نہ کرنے والے کی نجات کی بشارت ہے۔ سورہ بقر کی آخری آیتوں کا تذکرہ ہے۔ جنت میں دخول اولی کا مژدہ ہے۔ طالب ومطلوب کے درمیان راز ونیاز کی بات ہے، ستر ہزار علوم ومعارف واحکام کا بیان ہے۔ سرور عالم ﷺ کے مناصب جلیلہ کی عطائیں اور بخشش مذکور ہے۔

الم نشرح اور والضحی کی آیتوں کا بیان ہے۔ اگر نہیں نام آیا ہے تو حروف مقطعات کا۔ بلکہ ہمیں تو حضرت شیخ محقق علی الاطلاق محدث دہلوی رضی اللہ تعالی عنہ کی تشریحات کی روشنی میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی﴾[النجم: ۸] کی بزم خاص میں جو واقعات مرحمت محبوب ہوئے تھے ان میں حروف مقطعات کے اشاروں کنایوں کو بار نہ تھا۔ شیخ فرماتے ہیں:

می گویند تکلم حضرت رب تعالی بہ حبیب خود بر سہ نوع است۔ یکے بعبارت لغت عرب کہ ظاہر آں مفہوم خالق است۔ دیگر باشارت مقطعات قرآنی کہ تحقیق آں کسے را راہ نیست۔ سوم بابہام کہ کسے تصور وتخیل نتواں کرد۔ چنانچہ کہ ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی﴾[النجم: ۱۰]

اللہ تعالی اپنے حبیب سے تین طریقے پر بات کرتا ہے۔ اول عربی بول چال میں جیسا کہ ظاہر میں سمجھتے ہیں۔ دوسرے قرآن شریف کے حروف مقطعات کے اشاروں میں جس کی حقیقت معلوم کرنا کسی کے بس میں نہیں۔ اور تیسرے ایسے مبہم طریقہ پر کہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو۔ اور یہ تیسرا طریقہ وہ وحی ہے جس کو ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی﴾[النجم: ۱۰] سے بیان فرمایا۔

کیا یہ عبارت پکار پکار کر یہ نہیں کہہ رہی ہے ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی﴾ [النجم: ۱۰] خدا کے تکلم بمحمد ﷺ کا ایک طریقہ ہے۔ اور حروف مقطعات دوسرا طریقہ دونوں الگ الگ طریقے اور معراج میں جو طریقہ استعمال ہوا وہ ﴿فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی﴾[النجم: ۱۰] والا تھا۔ حروف مقطعات والا نہیں۔

کیا ان واضح حقائق کے بعد بھی اس میں شبہ رہ جاتا ہے کہ نیازی صاحب نے جو بے حقیقت بات کہہ ڈالی ہے، دین اور علوم دینیہ میں اس کا دور تک کہیں پتہ نہیں۔

یہ جہالت کا نشہ اور لاعلمی کا خمار ہے جو بخارات بنکر نیازی صاحب کو ستا رہا ہے اور بے چارے نیازی صاحب اس کو الہام سمجھ کر گمراہ کرتے ہیں ان کو نہ علم سے کوئی مس ہے نہ کتاب کی کوئی ہوا اور بے چارے نیازی صاحب کو اس کی ضرورت بھی کیا۔

حدیث ان کے نزدیک اموی وعباسی خاندان کا کارنامہ ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد سے کوئی ان

کو تعلق نہیں۔ قرآن میں بھی انتیس حرف اور سورہ توبہ اس کے علاوہ سب نقلی اور بے ضرورت، دین سے اللہ واسطے کا بیر، حدیث وقرآن ادھر گئے۔ علمائے دین میں نیازی صاحب کسی امام سے کم نہیں کہ ان کی بات مسلم ہو۔ چلیے چھٹی ہوئی۔ قرآن وحدیث سے فارغ ہو کر اب صرف نیازی صاحب کا سپیشل کلاس کا دماغ سوچتے ہیں اور قرآن وحدیث میں نئے نئے شگوفے چھوڑتے ہیں، سچ فرمایا ہے مخبر صادق ﷺ نے: "دجالون كذابون يأتونكم بحديث بما لم تسمعوا انتم ولا آباء كم فاياكم و اياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم"۔ (مشکل الآثار: ۲۰۴/۴)

اس سلسلہ کا ایک رخ اور قابل ملاحظہ ہے، نیازی صاحب حروف مقطعات اور سورہ توبہ کو اصل قرآن قرار دیتے ہیں اور چودھویں صدی کے علما پر یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان مقطعات کو بے معنی قرار دیا، نہ خود سمجھا نہ دوسروں کو سمجھنے دیا۔ گو ان کے نزدیک حروف مقطعات کی تہ تک پہونچا اصل قرآن کی روح پالینا ہے۔ اس لیے عوام وخواص سب کو چاہیے کہ حروف مقطعات میں غور وخوض کریں اور اس کے معنی متعین کریں۔

اب آیئے اور قرآن وحدیث کے صاف صاف اور صریح حکم ایسے لوگوں کے بارے میں سنئے جو بقیہ قرآن کو چھوڑ کر مقطعات وغیرہ متشابہات میں غور وخوض کرتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

﴿هُوَ الَّذِیٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِیْ قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ [آل عمران: ۷]

وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ جس کے معنی میں اشتباہ ہے۔ اور وہ جن کے دل میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں: ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے

قرآن کی ان آیتوں کو پڑھنے کے بعد خیال ہوتا ہے کہ نیازی صاحب نے جان بوجھ کر بقصد وارادہ قرآن کی آیتوں کو جھٹلانے کی غرض سے یہ ناپاک مذہب گڑھا ہے۔ لیکن معا یہ خیال آتا ہے ان کو کہاں اتنی فرصت کہ اس نقلی قرآن (معاذ اللہ) کو سمجھنے کے لیے وقت نکالیں ان کو تو حروف مقطعات کے معنی ہی گڑھنے سے کب فرصت ملتی ہوگی۔ اس لیے یہ قرآن عظیم کی بلاغت کا کمال ہے کہ چودہ سو سال قبل

ہی ٹھیک ٹھیک انہیں جگہوں پر ضرب لگائی ہے جہاں نیازی صاحب بھٹکنے والے تھے۔ یہ جن حروف مقطعات کو اصل قرآن قرار دیتے ہیں وہ متشابہات میں داخل ہیں بقیہ قرآن کو چھوڑ کر اسی میں غرق رہنا بیماری دل کی کھلی نشانی اور گمراہی کی پہچان ہے۔ اور نیازی صاحب جس کو فاضل اور جبرئیل کا لایا ہوا کہہ کر درخور اعتنا نہیں سمجھتے ہیں قرآن نے بتایا ہے ﴿هن ام الكتاب﴾ اصل قرآن تو وہی ہے۔ یہ کہتے ہیں چودہویں صدی کے علمانے عوام وخواص کو حروف مقطعات میں غور کرنے سے منع کیا ہے اس میں فساد پیدا کیا۔ قرآن کہتا ہے: جو متشابہات (مقطعات) وغیرہ میں غور وخوض کرنے کی دعوت دے وہ فتنہ گر ہے۔

اب حدیث شریف کی شہادت ملاحظہ ہو:

"عن عائشة تلا رسول الله ﷺ هو الذی انزل علیك الکتاب الی ما یذکر الا اولو الالباب قالت قال رسول الله ﷺ فاذا رأیت و عند مسلم رأیتهم الذین یتبعون ما تشابه منه فاولئك الذین سما هم الله فاحذروهم متفق علیه"

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے آل عمران کی آیت هو الذی الخ پڑھی اور فرمایا اگر کسی کو دیکھو کہ متشابہات میں غور وخوض کر رہا ہے تو وہ وہی لوگ ہیں جن کی نشان دہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے کی تو ان سے پرہیز کرو۔ اور علماء کی متعدد تصریحات گذر چکی ہیں کہ متشابہات (مقطعات) وغیرہ کے معنی ٹھیک ٹھیک اللہ تعالیٰ جانتا ہے بالخصوص مقطعات تو ان تک اوروں کی رسائی نہیں مگر نیازی صاحب کی عقل رسا کا کیا کہنا آسمان کے تارے توڑ لانے والی ہے۔ ٹھیک ہی ہے: ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۱۰۴۔۱۰۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک جانور کا انتقال ہو گیا۔ ایک غیر مسلم آیا جس کو لوگ سادھو کہتے ہیں اس نے کہا تم لوگ اپنا اپنا جانور باہر لے چلو بیماری روک دوں گا۔ اس کے حکم کی تعمیل لوگوں نے کیا یعنی غیر مسلم بھی لے گئے اور مسلمان بھی اور اس نے جس جس چیز کا حکم دیا تو لوگوں نے غیر مسلم کی طرح سادھو کے سامنے پیش کیا۔ مسلمان اس حکم کے کرنے والے پوجا کر رہے ہیں یا نہیں؟

(۲) ہندہ کے شوہر زید سے ہندہ کے بھائیوں نے زبردستی طلاق لے لیا۔ زید سوچتا ہے کہ اگر طلاق نہیں دیتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ نقصان پہنچائیں، خوف سے زید نے طلاق دے دیا حالانکہ زید طلاق دینے پر رضامند نہ تھا۔

(۳) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا۔ تھوڑے دن کے بعد زید نے جانے کس بنا پر ہندہ کو اس کے میکے

بھیج دیا ہے اور اب ہندہ کو نہ بلاتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے ہندہ کے میکے والے چاہتے ہیں کہ طلاق دے
رخصت کرا کے لیجائیے۔ فقط والسلام محی الدین موضع پرساکلاں ضلع بستی

الجواب

(۱) اگر سادھو کے کہنے پر غیر اللہ کی پوجا کی ہو تو بلاشبہ اسلام سے خارج ہو گئے ان کے لیے توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

(۲) جس شخص کو مجبور کر کے طلاق لے لی جائے اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ ہدایہ میں ہے: "طلاق المکرہ واقع" (کتاب الطلاق: ۱/۳۳۸) اس لیے ہندہ پر طلاق واقع ہو گئی۔

(۳) بلاشبہ زید پر واجب ہے کہ یا تو ہندہ کو خیر وخوبی کے ساتھ رکھ لے یا طلاق دیدے۔
قرآن عظیم میں ہے: ﴿فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ [النساء: ۱۲۹]
لیکن جب تک وہ طلاق نہیں دیگا ہندہ کا چھٹکارہ نہیں ہوگا۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ [البقرۃ: ۲۳۷] اور نہ اس کی شادی کہیں دوسری جگہ ہوگی۔ عالم گیری میں ہے: "لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ (کتاب النکاح: ۱/۳۵۸) واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۳؍جمادی الاولی ۹۱ھ
الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۰۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
جو خدا کی شان کے خلاف برے الفاظ استعمال کرے اور یہ کہے کہ ہم خدا کو نہیں مانتے ہیں کوئی ہمارا کیا کر سکتا ہے۔ ناری کی گدی کو پھلوری شریف کہتا ہے۔ اور بھی مذہب کے خلاف برابر استعمال کرتا رہتا ہے جس سے عام مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ شرع کے مطابق ایسے شخص کے بارے میں مفصل جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام
ساکنان علی پور کنڈ ڈاکخانہ امن پور بھدوہی ضلع مظفر پور

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی سوال میں ذکر کیے ہوئے جملے میں صریح خدا کا انکار ہے اس کو بولنے والا فوراً کافر ہو گیا اور اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کے وہ سارے احکام ہیں جو مرتدین کے لیے کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ یکم رمضان ۹۱ھ۔
الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۰۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ

جو پیش امام رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، اسماعیل دہلوی صاحبان کو اپنا پیشوا تسلیم کرے، ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟۔ یہاں پر دستور ہے کہ نماز عشاء سے پہلے مسلمان مسجد میں بیٹھ کر درود شریف کا ورد بادام پر شمار کر کے پڑھتے ہیں۔ امام صاحب سے شامل ہونے کے لیے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ کیا قرآن پاک سے بڑھ کر درود شریف ہے۔ اور مصلی پر بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنے لگتے ہیں۔ از روئے شرع آگاہ فرمائیں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ ہم مسلمان اہل سنت والجماعت کے خیال کیا ہیں۔

مخدوم بخش ناظم مدرسہ عربیہ مصطفیہ شہرت گڑھ ضلع بستی

الجواب

سوال میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے کفریات پر مطلع ہو کر بھی جو شخص ان کو اپنا امام یا پیشوا تسلیم کرے خود کافر ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ شفا قاضی عیاض میں اور شامی وغیرہ میں ہے: "من شك فی کفرہ و عذابه فقد کفر"۔ اس کے پیچھے نماز ہوگی ہی نہیں۔

عالم گیری میں ہے: "ان کان ھوی لا یکفر بھا صاحبھا تجوز الصلوۃ خلفه مع الکراھة و الا فلا" قرآن شریف کا پڑھنا ضرور ثواب ہے اور نہایت افضل ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو امام مذکور نے درود شریف سے انکار کا بہانا بنایا ہے۔ ایسے لوگوں کے خبث باطنی سے بچنے کی ضرورت ہے جو دین کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۱۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص بدیع الزماں نام کا ہے اس کا قول ہے کہ دیوبندی عقیدہ والے وہابی نہیں ہیں، چنانچہ انہوں نے پرچہ پر یہ لکھ کر دیا کہ "چونکہ خون کے آنسو اور فتاویٰ رضویہ میں علماء لوگ کو برا بھلا کہا گیا ہے اور کہیں کہیں شرک کی باتیں ہیں اس لیے ایسی کتابوں کو پڑھنا ٹھیک نہیں" اب حضور سے التماس ہے کہ اس بارے میں فتویٰ دیں کہ بدیع الزماں صاحب کا قول درست ہے یا نہیں؟

مگر ہم سنی مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اعلیٰ حضرت کی تصنیف کردہ جتنی کتابیں ہیں وہ سچی ہیں اور خون کے آنسو کے متعلق بھی یہی رائے ہے۔ اس لیے ہم سنی مسلمانوں کو بڑا صدمہ پہونچا ہے کہ انصاف کو

بالائے طاق رکھ کر ایسی گستاخی کیا اور ان کی کتابوں کو جھٹلایا اور شرک سے نوازا۔ اس لیے حضور مہربانی فرما کر یہ جواب دیں کہ شخص مذکور سے ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ وہ مسلمان ہے کہ نہیں؟ اگر وہ توبہ کر کے ہم مسلمانوں سے ملنا چاہے تو ملا سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد عطاء اللہ مقام الکا پوسٹ الکا ضلع پلاموں

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی بدیع الزماں مذکور کے متعلق ہلکے سے ہلکا شرعی حکم گمراہی کا ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ بددینوں کا طرف دار ہے بلکہ حق اور سچائی کا منکر بھی ہے۔ بلاشبہ فتاوی رضویہ وغیرہ کے خلاف رائے دے کر اس نے اپنے نفس کی شدید ترین گمراہی کا ثبوت دیا ہے، اس لیے مسلمان اگر اس سے مقاطعہ کرتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ ہاں اگر صدق دل سے اپنے باطل خیالات سے توبہ کر لے تو مسلمان اس کو اپنے اندر شامل کر سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ　۲۶؍جمادی الاخری ۸۲ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

(۱۱۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شاکر نے کہا کہ بی بی سی لندن ریڈیو کہتا ہے کہ ہندوستان کی کیمونسٹ پارٹی کانگریس حکومت کے لیے نرم رویہ رکھتی ہے اور ہندوستانی کیمونسٹ پارٹی چاہتی ہے کہ کانگریسی حکومت رہے تو صابر نے جواب میں کہا کہ بی بی سی لندن ریڈیو نے کوئی حدیث تھوڑی بیان کی ہے وہ جو کچھ کہے اس کو ایک دم صحیح ہی مان لیا جائے تو زید نے صابر کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس معاملے میں حدیث کی ماں کا......

المستفتی وکیل احمد

الجواب

سوال میں حدیث شریف کے تعلق سے ذکر کیا ہوا کلمہ کفر ہے اس میں مطلقاً حدیث رسول کو صریح گالی دی ہے۔ عالم گیری میں ہے: "ان کان تھاونا بالسنة یکفر"

قول رسول اللہ ﷺ کو ہلکا سمجھنا کفر ہے۔

اس جملہ کے بکنے والے کو ازسرنو توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا ضروری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ　۲۱؍ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ

(۱۱۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید کی بہن ہندہ [illegible] ح عمرو کے ساتھ بہت ہی خوشگوار ماحول میں ہوا۔ لیکن اب زید کی طرف

سے اور ہندہ کی طرف سے معاملات بہت بگڑ چکے ہیں۔ زید عمرو سے بذریعہ عدالت طلاق لینا چاہتا ہے
عمر نے پنچوں کے سامنے کہا کہ ہم لوگ چونکہ شریعت کے پابند ہیں، لہذا شریعت ہی کی روشنی میں فیصلہ
ہونا چاہیے۔ تب زید نے کہا کہ شریعت کے مطابق فیصلہ کرا کر مزہ لینا چاہتے ہو۔ ہم شریعت وریت کچھ
نہیں مانتے ہم عدالت مانتے ہیں اور عدالت سے کام کریں گے جس کے حلفیہ گواہان موجود ہیں اب ایسی
شکل میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نے جو خط کشیدہ عبارت اپنے منھ سے نکالی ہے اس پر کیا شرعی
احکام نافذ ہونگے۔ بینوا توجروا

المستفتی کبیر اشرفی محلہ سلیم پورہ

الجواب

یہ کلمہ کفر ہے اس کے قائل پر توبہ تجدید اسلام اور تجدید نکاح کا حکم ہے۔
عالم گیری میں ہے: "من برسم کار کنم نہ بشرع یکفر عند بعض المشائخ"
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب فرماتے ہیں: شریعت کے موافق کام نہیں کروں گا سے یہ
لفظ زیادہ سخت ہے کہ شریعت منظور نہیں (ہم شریعت نہیں مانتے) اس لیے اس کا حکم وہی ہے جو عالم گیری
کی دوسری عبارت میں: "یکفر لانه عاند الشرع"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۴ر صفر المظفر ۸۷

(۱۱۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین حضرات اس مسئلہ پر کچھ لوگ نماز جنازہ دیوبندی امام
کے پیچھے پڑھی کیا حکم شریعت کا ان لوگ پر ہے۔

المستفتی محبوب اشرف روڈویز گھوسی

الجواب

دیوبندی علماء پر علماء حرمین شریفین نے کفر کا فتوی دیا ہے۔ جو شخص ان کے کفر پر مطلع ہوکر
انہیں مسلمان جانے وہ خود اسلام سے خارج ایسے شخص کو مسلمان سمجھ کر اس کے پیچھے کوئی بھی نماز پڑھی
جائے، نماز پڑھنے والے پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ فتاوی رضویہ جلد ششم میں ہے۔ جو
حضور اکرم ﷺ کی توہین کرے بلاشبہ کافر ہے۔ اور بلاشبہ جو اس امر پر مطلع ہوکر اس کو قابل امامت جانے
اس کے پیچھے نماز پڑھے کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۵ر صفر ۱۴۰۸ھ

(۱۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ
(۱) زید کو بتایا جائے کہ فلاں شخص علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا تو وہ بھی اس کا اقرار کرلے کہ ہاں
ان کی تکفیر نہیں کرتا مگر خاطی کہتا ہے پھر زید اسی منکر تکفیر سے لوگوں کو مرید ہونے کا مشورہ دے بلکہ

کروالے تو زید پر از روئے موقف اہل سنت شریعت کا کیا حکم ہے؟۔

(۲) زید وہابی، دیوبندی سے برضا ورغبت اسلامی تعلقات رکھتا تھا اور اس کے پیچھے نماز پڑ
تھا باجودیکہ اہل سنت کے موقف کا علم رکھتا تھا اور ایک موقع سے جب کچھ علمائے اہل سنت نے ان سے
پرس کیا تو انہوں نے اکابر دیوبندیہ وہابیہ کی تکفیر نہ کرنے والے بلکہ اس کے کفر وعذاب میں شک کر
والے کو بھی کافر مان لیا اور اس کی تحریر بھی علمائے اہل سنت کو حوالہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ حسام الحرمین
مندرجات کو صحیح اور حق مانتا ہوں۔ لیکن عمل پھر حسب سابق یعنی وہابی دیوبندی سے اسلامی تعلقات رک
اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اکابر دیوبند (رشید احمد اشرفعلی) کی عدم تکفیر کے قائلین کو پیر طریقت عالم بر
ماننا ان کی دست بوسی کرنا ان کے مریدوں کی توسیع میں کوشاں ان کے ساتھ اسلامی اکرام وعظمت
سلوک اختیار کرنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جاری رہا اگر وہابی سے سلام وکلام کرنے پر اس کا ذبیحہ کھانے
اعتراض کیا گیا تو برجستہ یہ کہا کہ میرے نزدیک ہر کلمہ گو مسلمان ہے بلکہ معاذ اللہ یہ کہتا تھا کہ نماز پڑھے
وہابی دیوبندی اور جنت میں جائے گا بریلوی۔

غرضیکہ اس تحریری تصدیق کے بعد بھی عمل حسب سابق تعلقات وہابیہ دیوبندیہ اور دیگر عدم تکفیر
نجدیہ کے قائلین کے ساتھ جاری رہا۔ اور قولا صلح کلی کا دعویدار رہا۔ تو کیا زید کا ان تمام کے باوجود بوقت
موت۔ "اللھم انی اعوذبك من الكفر اعوذ بك من الفقر أعوذ بك من عذاب القبر لا اله الا
انت" پڑھنا معتبر ہوگا۔ اور عقیدہ کی صحت مذکورہ بالا اعمال واقوال کے باوجود تسلیم کرلی جائے گی۔ اور اس
کا عرس منانا وغیرہ جائز ہوگا۔

(۳) زید نے اپنی تحریر میں بریلویت سے بیزاری کا اظہار کیا ہو اور اس تحریر کا اقرار بھی کرلیا ہو ک
یہ میری تحریر ہے تو کیا اسکے باوجود بھی بطریقہ "الخط یشبه الخط" ۔ یہ تحریر غیر معتبر مانی جائے گی۔

امید ہے کہ جلد جواب مع دلائل ارسال فرما کر مشکور کریں گے۔ حتی الامکان جواب موقف اہل
سنت کے مطابق (حسام الحرمین الصوارم الہندیہ المصباح الجدید) تحریر فرما کر عند اللہ ماجور وعند الناس
مشکور ہوں۔ المستفتی عبد الغفور برکاتی محمد علیم الدین برکاتی ۱۸ رشعبان المعظم ۱۴۰۸ھ

الجواب

اسی واقعہ سے متعلق ہمارے پاس دوسرے سوالات بھی آئے ہیں جن میں آپ کے بیان
خلاف تحریر ہے۔ ظاہر ہے دونوں کے جواب بھی مختلف ہوں گے۔ اور طرفین اپنی اپنی جیت کے ڈ
بجائیں گے اور مزید اختلاف بڑھے گا اس پر یا تو آپ لوگ اکابر علمائے اہل سنت کو جمع کر کے اپنا معا

پیش کریں اور وہ فریقین کا بیان لے کر اسی کے موافق فیصلہ صادر کریں۔یا فریقین کے اتفاق سے ایک ہی متفقہ سوال تیار کریں اور ذمہ داروں کے دست خط سے دار الافتاء بھیجیں تا کہ مزید انتشار سے حفاظت ہو۔

فقط والسلام عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۵رشوال المکرم ۱۴۰۸ھ

(۱۱۵۔۱۲۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) مرزائی جو غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد وغیرہ مانتا ہو اور اس کے عقائد کا قائل ہو اگر کسی مسلمان کا پڑوسی ہو تو کیا پڑوسیوں کے حقوق اسلامی کا وہ حق دار ہے؟ کیا اس کی خوشی وغم میں شریک ہونا اسے اپنی خوشی وغم میں شریک کرنا روا ہے۔

(۲) مرزائی جو غلام احمد کو کافر جانتا ہو مگر معتقدات میں اس کا پیرو ہے مثلاً حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام کو یوسف نامی شخص کا بیٹا بتاتا ہو اور آسمان پر اٹھائے جانے کی تکذیب کرتا ہو اور ان پر موت وغیرہ واقع ہو جانے کا معتقد ہے وہ آپ کے نزدیک مرزائی ہے یا سنی مسلمان؟ اس کے ساتھ مسلمان کا برتاو کیا ہونا چاہیے۔؟

(۳) وہابی کسے کہتے ہیں اور ان کے معتقدات مشہورہ جو ان کی کتاب "کتاب التوحید" تقویۃ الایمان وغیرہ سے ظاہر ہیں وہ آپ کے نزدیک کیسے ہیں؟۔

(۴) کبرائے مرزائیہ وہابیہ دیوبند، مثلاً غلام احمد قادیانی۔رشید احمد گنگوہی۔قاسم نانوتوی خلیل احمد انبیٹھوی اشرف علی تھانوی کے اسلام وکفر کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔مذکورہ اشخاص کی تصانیف براہین قاطعہ۔براہین احمدیہ۔رسالہ یکروزی۔تحذیر الناس۔حفظ الایمان کی کفری عبارات کیا آپ کے نزدیک صریحہ ہیں یا ان کی تاویل ممکن ہے۔اگر تاویل ہو سکتی ہے تو وہ تاویل آپ کے نزدیک کیا ہے۔

(۵) اعلی حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا کی مشہور زمانہ تدوین حسام الحرمین اور قطب ربانی مولینا عبدالحمید پانی پتی کی تالیف فتاوی علمائے عالم۔اور شیر بیشہ اہل سنت مناظر اعظم مولینا حشمت علی خاں کی ترتیب الصوارم الہندیہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا مذکورہ فتاوی صحیح ہیں یا غلط۔

(۶) سوال نمبر ۴۔میں جن اشخاص یا کتب کا ذکر ہے ان کے عقائد اور عبارات کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی اگر کوئی انہیں مسلمان مانے یا اپنا امام یا پیشوا مانے تو وہ مسلمان ہے یا نہیں نیز مسلمانوں کو ایسے سنیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے امید قوی ہے کہ سرینام کے قیام کے دوران مندرجہ بالا سوالات کے جوابات ارقام فرما کر اہل سنت وجماعت پر احسان فرمائیں گے۔والسلام

ارکان جماعت سورینام مسلم ایسوشیئن محمد اسلام عبدالسبحان امام جامع مسجد سورینا

الجواب

(۱) مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین باتفاق علمائے عرب وعجم کافر، مرتد، اور بددین ہیں۔ ان سے میل جول ان سے سلام وکلام، انہیں پاس بٹھانا، ان کے پاس بیٹھنا، بیمار ہوں تو ان کی عیادت۔ مریں تو کفن دفن، نماز جنازہ۔ ان کو مسلمانوں کی قبرستان میں دفن کرنا سب حرام اور ناجائز ہے۔

قرآن عظیم میں ہے۔

ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئے گی۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم"

ان سے دور بھاگو اور اپنے کو ان سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں، وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

دوسری حدیث شریف میں ہے: "ولاتجالسوھم ولاتواکلوھم ولاتشاربوھم واذا مرضوا فلاتعودوھم واذا ماتوا فلاتشھدوھم ولاتصلوا علیھم ولاتصلوا معھم"

ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ کھان پان نہ کرو بیمار ہوں تو ان کی عیادت کو نہ جاؤ۔ مرجائیں تو ان کے جنازہ پر مت جاؤ ان کی نماز نہ پڑھو ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

(۲) حضرت عیسی علیہ السلام کو کسی انسان کا بیٹا قرار دینا خود کفر ہے اور قرآن عظیم کی نص صریح کی تکذیب۔ ارشاد الہی ہے: ﴿قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا۔ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا۔﴾ [مریم: ۲۰، ۲۱]

حضرت مریم بولیں بھلا میرے بچہ کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ مجھے کسی آدمی نے چھوا بھی نہیں اور نہ میں زانیہ ہوں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام بولے ایسا ہی ہونے والا ہے تمہارے رب نے فرمایا یہ میرے لیے آسان ہے میں حضرت عیسیٰ کو لوگوں کے لیے اپنی قدرت کی نشانی اور رحمت بناؤنگا۔ ایسے شخص کے احکام بھی وہی ہیں جو سوال اول کے جواب میں تحریر ہوئے۔

(۳) محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متبعین اور ان کے ہم خیالوں کو وہابی کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں دیوبندی اور غیر مقلدین انہیں کی دو شاخیں ہیں جن کتابوں کا آپ نے نام تحریر کیا ہے ان میں بہت سی باتیں کفر وضلال اور باعث وبال ونکال ہیں۔

(۴) سوال میں ذکر کئے ہوئے لوگ بحکم فتوی مبارکہ حسام الحرمین کافر و مرتد ہیں۔ ان کی مذکورہ کتابوں کی کفری عبارتوں کی کوئی صحیح تاویل نہیں ہوسکتی۔

(۵) حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ یہ ہماری نگاہ سے گزری ہیں وہ حق اور صحیح اور ان کے

احکام کی اتباع لازم ہے۔

(۶) ایسا شخص کافر ہے شفائے قاضی عیاض میں ہے۔

"من شك فی کفره وعذابه فقد کفر"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی: شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۱۸ر ذوقعدہ ۱۴۰۸ھ

(۱۲۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے ہندہ سے ۱۵ر سال قبل نکاح کیا تھا آپس میں اختلاف کی وجہ سے زید نے ہندہ کو طلاق دے دیا تھا اس کے بعد زید نے دوسری عورت سے شادی کرلیا اور ہندہ نے بھی دوسرے شوہر سے شادی کرلیا تھا بعدہ زید نے ہندہ سے نکاح کرلیا لیکن اختلاف کیوجہ سے زید الگ سے ہندہ کو مکان اور خرچ دے دیا کرتا تھا اس کے باوجود بھی شوہر سے لڑتی تھی تین چار آدمی نے مذکورہ عورت کو سمجھایا لیکن عورت ماننے کے لیے تیار نہیں ہندہ نے از روئے شرع اپنے حق کا مطالبہ کیا زید جب تیار ہوا تو ہندہ نے کہا کہ میں عدالت کو مانوں گی شریعت کو نہیں مانوں گی جب کہ تین مرتبہ اس لفظ کو ہندہ نے کہا کہ شریعت کو نہیں مانتی از روئے شرع ہندہ پر کیا حکم عائد ہوتا ہے۔

المستفتی عین الحق کریم الدین پور بکھیگھوسی اعظم گڑھ ۱۹ر ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ

الجواب

یہ کلمہ کفر ہے اور علماء نے ایسی بات کہنے والے کو کافر لکھا ہے۔

عالم گیری میں ہے: "من برسم کار کنم نه شرع یکفر عند بعض المشائخ"

مولانا احمد رضا صاحب تحریر فرماتے ہیں: "یکفر لانه عاندالشرع"۔

کافر ہوگا کیونکہ اس نے شریعت کی مخالفت ظاہر کی۔

علمائے متاخرین نے فرمایا۔ زجرا ایسی عورت کا نکاح نہ ٹوٹے گا اس کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ توبہ کے بعد اپنے شوہر سے نکاح کرے البتہ شوہر توبہ اور نکاح ثانی تک اس عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پرہیز کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم فتاوی رضویہ جلد ششم ص ۱۳۸

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۳ر ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ

(۱۲۲۔۱۲۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) زید نے بکر کو محض ایک اخباری خبر پر جو کہ بکر کے نام موسوم کی گئی تھی جب کہ بکر قطعی منکر ہے۔ اور لاعلم ہے۔ کافر کہہ دیا اور آج تک کافر ہی کہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنا کیا حکم رکھتا ہے۔

زید کے بارے میں تفصیل سے بیان فرمائیں۔

(۲) کیا مسلمان کی طرف کفر کی نسبت کرنا اور کھلم کھلا کافر کہنا گناہ کبیرہ ہے یا کفر ہے، دونوں میں کیا فرق ہے زید مسلمان رہا یا کافر ہو گیا۔

(۳) عید میلاد النبی ﷺ میں رکشا کی جھان کی بنانا اور اس میں زید کا بلندی پر اس طرح بیٹھنا کہ دائیں اور بائیں خالد اور بکر اپنے ہاتھوں میں ایک ایک تلوار لیے بیٹھے ہیں۔ عبدالتین کا کہنا ہے کہ اس میں سراسر رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کی اہانت ہے کہ نقل تحفظ رسول کی کر کے دکھائی۔ ایسی جھان کی نکالنا کیسا ہے زید کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۴) زید عالم ہے، اس کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں دو چیزیں تمہارے درمیان چھوڑے جاتا ہوں قرآن پاک اور اہل بیت ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو نجات پاؤ گے۔ اور گمراہی سے بچے رہو گے۔ اس کے بعد زید نے بیان کیا۔ خالد نے بھی دو چیزیں چھوڑی ہیں ایک مدرسہ دار العلوم دوسرے ناظم اعلیٰ مدرسہ دار العلوم المسمی شاہد حسین۔

ان دونوں کو پکڑے رہو اسی میں راہ نجات ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ سوالات کے بارے میں کیا کیا حکم ہیں اور شاہد حسین ناظم اعلیٰ اس پر خوش ہیں منع نہیں کیا اور کئی بار اس بات کو دہرایا گیا۔ صاف صاف تحریر فرمائیں یہاں پر شدید اختلاف ہے۔

سائل: محمد مختار اشرف محلہ دیپا سرائے چوک سنبھل ضلع مرادآباد

الجواب

(۱) کسی مسلمان کی طرف بے تحقیق کفر وفسق کی نسبت جائز نہیں۔

اعلیٰ حضرت نے احیاء العلوم سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔

"فلایجوز ان یرمی المسلم بفسق او کفر من غیر تحقیق"

درمختار میں ہے: "شھدوا علی مسلم بالردۃ وھو منکر لایتعرض لہ لان انکارہ توبۃ ورجوع"

پس صورت مسئولہ میں بر تقدیر صدق مستفتی یہ اخباری خبر تکفیر کی بنیاد نہیں بن سکتی ہے۔ اور بکر کے انکار نے مزید ممانعت پیدا کر دی کہ کفر بکا بھی ہوتو یہ انکار توبہ کا حکم رکھتا ہے۔ اس لیے بکر پر کفر کا حکم لگانا ہرگز جائز نہیں۔ رہ گیا زید کا سوال تو بغیر تحقیق اس پر بھی حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے کسی تاویل سے اس نے بکر پر یہ حکم لگایا ہو۔ ہاں تحقیق سے ثابت ہو جائے کہ زید نے بلا سبب خواہ مخواہ اس کے خلاف کفر کا حکم لگایا۔ تو البتہ بحکم حدیث یہی حکم خود اس پر لوٹ آئے گا۔

(۲) کفر سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر بھی مسلمان ہی رہتا ہے۔

(۳) جھان کی لغت میں سوانگ بھرنے اور ڈراما کرنے کو کہتے ہیں۔سوال میں رکشہ میں تین آدمی اس طرح بیٹھے ہوں کہ ایک بیچ میں اور دو کنارے کنارے تلوار لے کر۔اس کو جھان کی کہنا زیادتی ہے۔ہمارے نزدیک اس میں شرعا کوئی قباحت نہیں۔

(۴) اگر مدرسہ اہل سنت وجماعت کا دینی مدرسہ ہے اور شاہد حسین بھی دیندار سنی ہیں تو ایسا جملہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ورنہ جھوٹ ہے اور جھوٹ کا حکم سب جانتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۸ر صفر ۱۴۰۹ھ

(۱۲۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں۔

کچھ لوگوں نے لاعلمی کی بنا پر تلاوت کردہ قرآن ایک شیعہ کو دے دیا۔وہ اپنی میت پر ایصال ثواب بھی کر چکا بعدہ معلوم ہوا کہ شیعہ کو قرآن شریف نہ دینا چاہیے۔اس کے بعد لوگوں نے بذات خود اعادہ بھی کر لیا۔لیکن زید کا کہنا ہے کہ جنہوں نے بھی شیعہ کو قرآن پڑھ کر دیا ہے۔اگر وہ شادی شدہ ہے تو تجدید نکاح ضروری ہے اور شادی نہیں ہے تو توبہ استغفار اور پھر کلمہ پڑھنا ضروری ہے آیا زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی محمد معراج الدین گورکھپور ۲ار ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

الجواب

آج کل کے روافض عام طور سے کافر اور بددین ہیں۔ایسے لوگوں کے لیے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب بحکم قرآن ناجائز ومنع ہے اگر کسی نے کافر ومرتد مانتے ہوئے ایصال ثواب کیا تب تو یہ حرام ہوا تو استغفار سے امید عفو ہے۔اور اگر ان کو مسلمان سمجھ کر ایسا کیا تو زید کی بات صحیح ہے توبہ واستغفار وتجدید ایمان تجدید نکاح ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی ۱۳ار ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(۱۲۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مندرجہ ذیل میں کہ

زید کی زمین ہے اور زمین کا ثبوت یہ ہے کہ زید کے والد نے اس زمین کو کسٹوڈین سے نیلامی خریدا ہے اور اس کا پکا کاغذ بھی موجود ہے لیکن اسکے باوجود بھی خالد نے اس کے کچھ حصہ پر زبردستی وزور وظلم سے احاطہ ومکان بنوالیا،اب زید نے مجبور ہو کر اس کے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور خالد مقدمہ میں ہر جگہ سے ہارتا چلا گیا حتی کہ سپریم کورٹ سے بھی ہار گیا اور احاطہ ومکان کے منہدم کرنے کا فیصلہ بھی

ہوگیا، اب خالد قانونی اعتبار سے بالکل کمزور ہوگیا اور چاہتا ہے کہ زمین زید کو نہ ملے اسلیے غیر مسلموں سے کہہ کر ان سے مل کر غیر مسلموں کے حوالے کردیا اور جان مال سے خالد نے ساتھ بھی دیا اور دے رہا ہے چونکہ اس زمین کا کچھ حصہ خالی بھی بچا ہوا تھا۔ اس لیے زمین کے لیے غیر مسلموں سے کہہ کر اور ان کا ساتھ دے کر ابھی حال میں ہی خالی زمین پر غیر مسلموں سے کہہ کر پوجا پاٹ کرنے کا استھان بھی بنوایا اور اس پر پوجا پاٹ اور مکان کے اندر بھی باہر بھی کراہی وغیرہ غیر شرعی امور بھی کردیا اور پوجا پاٹ ہی کے وقت خالد نے غیر مسلموں کے ذریعہ کمیشن عدالت سے بکوالیا تاکہ یہ پوری زمین زید کو نہ مل سکے اور خالد نے غیر مسلموں سے میل جول اور تعلقات استوار کرلیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ خالد کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے، اس طرح غیر شرعی امور ہندوؤں سے کرانے اور اس کو پسند کرنے والے نیز ایک مسلمان کو اس کی زمین سے بے دخل کرنے والے کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب مطلوب ہے۔

المستفتی محمد افضل بھیرو پچھم محلہ پوسٹ پیدپور ضلع مئو

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں خالد پر خوف کفر ہے۔

غمز العیون میں ہے: ومن استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ۔

اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے از سر نو کلمۂ اسلام پڑھے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۷ رشوال ۱۲ھ

(۱۲۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

ایک شخص سے زید نے پوچھا کہ تم کس دین اور مذہب کے ماننے والے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میرا کوئی دین اور مذہب نہیں ہے میں کسی دین اور مذہب کا ماننے والا نہیں ہوں۔ اس شخص کے بارے میں از روئے شرع کیا حکم ہے۔

المستفتی سراج احمد کٹنی مدھیہ پردیش

الجواب

سوال میں واقعہ جس طرح لکھا ہے اگر یہی واقعہ ہے۔ اور جواب طنز کے طور پر نہیں دیا گیا ہے تو یہ ضرور کلمۂ کفر ہے۔ قائل پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو، ۲۰ رذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

(۱۲۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

امام صاحب نے دوران گفتگو میں یہ جملہ کہا: میں خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ امام صاحب کا کہنا ہے کہ میں ایسا جملہ نہیں بولا ہوں مگر اکرام صاحب کہتے ہیں کہ آپ بولے ہیں۔ اور اس کی گواہی شمیم صاحب دیتے ہیں۔ وقت گفتگو امام صاحب واکرام وشمیم صاحبان کے علاوہ کمرے میں اور کوئی نہیں تھا گفتگو امام صاحب کے کمرے میں نو بجے شب میں ہو رہی ہے۔

دوسرے روز شب میں محلہ کے کچھ لوگ اطراف کے تین عالم کو بلائے اسی میں ایک مفتی بھی تھے جانبین کے بیان کو سننے کے بعد مفتی صاحب بولے کہ اکرام صاحب کی گواہی شمیم صاحب دیتے ہیں اس لیے توبہ کر لیجئے۔ امام صاحب اس وقت بھی بولے میں ایسا نہیں کہا ہوں۔ مسلمان ہوں۔ مفتی صاحب کے کہنے پر توبہ واستغفار کر لیا۔ معاملہ ختم ہو جانے کے بعد دوروز کے بعد مفتی صاحب کے پاس تین آدمی گئے (بقول مفتی صاحب جاوید اختر ومحمد عباس وخورشید انور صاحبان) اور کہے کہ اس روز تو امام صاحب صرف توبہ واستغفار کئے کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ کلمہ نہیں پڑھے برائے مہربانی آج جمعہ ہے وقت جمعہ مسجد میں کلمہ پڑھوا دیجئے۔

الحاصل مفتی صاحب کے کہنے پر امام صاحب سیکڑوں آدمیوں کے درمیان مسجد میں جمعہ کے وقت لاؤڈ اسپیکر پر کلمہ پڑھ لیا۔

الملفوظ میں ہے: اعلیٰ حضرت سے کسی نے عرض کیا کہ کسی مسلمان کو کافر کہہ دیا کیا حکم ہے۔ اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا۔ بطور سب وشتم کہا تو کافر نہ ہوا۔ اور اگر جان بوجھ کر کہا تو کافر ہو گیا۔

امر دریافت طلب یہ ہے کہ۔

(۱) مفتی صاحب کا ایک مدعی اور ایک گواہی پر امام صاحب کو کافر جاننا۔

(۲) اور مفتی صاحب کا ان تین آدمی کے کہنے پر امام صاحب کو توبہ کے بعد کلمہ پڑھوانا۔

(۳) اور ان تین آدمی اور مفتی صاحب اور اعتراض کرنے والوں کا امام کو کافر جاننا درست ہے کہ نہیں۔

صورت مسئولہ میں بقول اعلیٰ حضرت امام صاحب کافر ہوئے تھے یا مفتی صاحب اور مدعی اور گواہ اور وہ تین آدمی اور جو لوگ اعتراض کرنے والے تھے وہ کافر ہوئے؟۔

(۴) داڑھی منڈوانے والے مدعی اور گواہی کا اعتبار کیا جائے۔

(۳) تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح ہی کافی ہوگا۔ یا اس کی بیوی کو عدت بھی گزارنا پڑے

(۴) زید امام ایک جگہ نکاح پڑھانے گیا تو دین مہر بغیر لڑکی کی اجازت کے وہاں کمیٹی کے لوگ لکھانے لگے تو زید امام نے کہا کہ جب لڑکی بالغہ ہے تو اس سے پوچھنا ضروری ہے تو کمیٹی کے ایک شخص نے کہا کہ لڑکی نابالغہ کی شادی ہوتی ہے تب زید امام نے سوچا کہ جب نابالغہ کی ہوتی ہے تو اس کا ولی اس کے والدین ہیں اور ہم لوگ لڑکی سے اجازت لیے ہیں کہ تمہارا دین مہر اتنا ہے۔ تو زید امام نے کہا کہ ہم لوگوں کا پہلے دین مہر مقرر کرنا بغیر ولی کے ناجائز ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ حرام ہو۔ زید امام کا یہ کہنا درست ہے کہ نہیں زید کیا کرے۔ ویسے بھی بالغہ لڑکی کا دین مہر بغیر اجازت کے پہلے لکھے جاتے ہیں کیا امر صحیح ہے؟۔

المستفتی محمد وزیر انصاری رضوی رائل بیکری مقام آزادنگر پوسٹ بھولی ضلع دھنباد بہار

الجواب

شریعت مطہرہ میں کسی امر کے ثبوت کیلیے دو عادل گواہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ﴾ [الطلاق:۲]

کسی امر کے ثبوت کے لیے دو عادل گواہ پیش کرو۔

اور داڑھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے۔

شامی میں ہے: والسنة فيه القبضة ويحرم قطعها على الرجل۔ (۴۹۸/۹)

داڑھی قطع کرنا حرام ہے۔

اور مقدار مسنون ایک مشت برابر ہے۔ اور حرامکار فاسق معلن ہے جس کی گواہی معتبر نہیں۔

اور سوال میں ذکر ہوا جملہ۔ میں خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ کفر ہونے میں صریح نہیں۔

عالم گیری میں بعض حالتوں میں اس جملہ کو کفر لکھا ہے اور بعض صورتوں میں لکھا ہے کہ کفر نہیں۔

پس ایسی صورت میں جب کہ جملہ کفری معنوں میں متعین نہیں۔ اور عادل گواہوں سے اس کا ثبوت نہیں۔ (قائل اس سے انکار کرتا ہے اور گواہ فاسق مردود الشہادہ ہیں) اگر کچھ لوگوں نے امام صاحب کو کافر کہا یا اس بات کو پھیلایا تو مجرم و گنہگار ہوئے۔ انہیں اپنے اس فعل سے توبہ کرنا چاہیے۔ اور جن لوگوں تک بات پھیلائی ان کے سامنے اپنے قول سے رجوع کرنا چاہیے۔ اور امام صاحب سے بھی معافی مانگنا چاہیے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

لايجوز ان يرمى مسلم بفسق او كفر من غير التحقيق۔

تحقیق کے بغیر کسی مسلمان پر فسق یا کفر کی تہمت لگانا جائز نہیں۔

ہاں خود ان بدنام کرنے والوں پر کفر نہیں لوٹے گا۔

اسی احیاء العلوم میں ہے: معناه ان یکن یعلم انه مسلم فان ظن انه کافر ببدعة او غیرها مخطئا لا کافرا۔

(حدیث شریف میں کفر لوٹنے کی بات) اس صورت میں ہے کہ کسی کو مسلمان جانتے ہوئے جب کافر کہے۔ اور اگر اس کا گمان یہ ہو کہ یہ شخص کافر ہے۔ اگر چہ اس کا یہ گمان کسی بدعت وغیرہ کی وجہ سے ہو۔ (جس کو اس نے غلطی سے کفر سمجھ لیا ہو) تو یہ قائل غلط کار ہوگا خود کافر نہ ہوگا۔

فتاوی رضویہ میں بھی ہے: وآنکہ تکفیر او کردہ است نیز کار از حد بروں بردہ است او را نیز توبہ باید، اور جس نے تکفیر کی وہ بھی حد سے بڑھ گیا اس کو بھی توبہ کرنی چاہیے۔ یہ حکم قائلین کا ہوا۔

رہ گئے امام صاحب تو اگر انہوں نے واقعۃً یہ جملہ بولا ہو اور جھوٹ انکار کر رہے ہیں تو احتیاطا انہیں توبہ تجدید ایمان و نکاح تو کرنا ہی چاہیے تھا۔ اور واقعۃً انہوں نے یہ جملہ نہ بولا ہو اور لوگوں کے کہنے سے انہوں نے توبہ اور تجدید ایمان و نکاح کر لیا ہو تو بھی نہ انہوں نے کوئی غلط کام کیا نہ ان کی شان میں بٹہ لگا۔ توبہ مسلمان کا زیور ہے۔ ہمارے نبی معصوم ﷺ فرماتے ہیں:

انی لاستغفر الله فی الیوم سبعین مرۃً۔ (فتح الباری:۱۱/۱۰۱)

میں اللہ تعالی سے دن میں ۷۰ مرتبہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔

تجدید نکاح کیلیے عدت ضروری نہیں نہ مجمع لگانے کی ضرورت ہے۔ دو گواہ کافی ہیں۔ مہر البتہ مقرر کرنا ہوگا۔ بوقت نکاح لڑکا اور لڑکی اگر بالغ ہوں تو ان کی۔ اور بالغ نہ ہوں تو ان کے اولیاء کی اجازت ضروری ہے۔

اجازت کے بغیر نکاح ہوا تو نکاح فضولی ہوا۔ جو مجیز کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اور وہ رد کریں تو رد ہو جائے گا۔

درمختار میں ہے: وکل عقد صدر من فضولی وله مجیز حال العقد انعقد موقوفا۔
اس لیے نکاح میں پیشگی اجازت ضروری سمجھی جاتی ہے کہ بعد میں الجھن نہ ہو۔
لیکن مہر میں ایسی کوئی پابندی نہیں۔

بہار شریعت میں ہے: نکاح میں مہر کا ذکر ہی نہ ہوا۔ یا مہر کی نفی کر دی کہ بلا مہر نکاح ہوا۔ تو نکاح ہو جائے گا۔ اور خلوت صحیحہ ہو گئی۔ یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو مہر مثل واجب ہے۔

اور عام طور سے ہوتا یہ ہے کہ لڑکی اور لڑکے کے اولیاء اس میں گاؤں کی کمیٹی کے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں۔ کسی اور جگہ ایک متعین مقدار مہر کی باہم طے کر لیتے ہیں پھر بھی نکاح کی اجازت لیتے وقت

لڑکی سے بھی اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو اب اس میں کونسی کمی رہ گئی امام صاحب نے مہر کے سلسلہ میں خواہ مخواہ موشگافی کی۔

بالفرض نکاح کے وقت طرفین میں سے کسی اہل سے اجازت نہ لی جا س کی تو شادی کے بعد طرفین کی رضامندی ہو سکتی ہے۔ اور کچھ نہ ہو تو مہر مثل تو ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۹ رذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

(۱۳۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید فلمی دنیا میں کام کرتا ہے جہاں وہ بہت سارے حرام کاموں کے ساتھ یہ بھی کرتا ہے کہ فلم کی اداکاری میں کبھی کبھی بتوں کے سامنے بھی جھکتا ہے اور سجدہ کرتا ہے نیز مرادیں اور منتیں بھی مانا کرتا ہے۔ یہ جملہ مذکورہ باتیں صرف فلمی دنیا ہی تک محدود رہتی ہیں۔

لہذا امر دریافت طلب یہ ہے کہ زید باعتبار حکم شرع مومن رہا یا نہیں۔ یا صرف گنہگار اور حرامکار ہی رہا۔ بحوالہ قرآن واحادیث جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی محمد احسان رضا مقام و پوسٹ مبارکپور پورانی رانی ضلع اعظم گڈھ

الجواب

صورت مسئولہ میں زید کافر ہو گیا۔ اس پر تجدید ایمان تجدید نکاح اور توبہ لازم ہے۔

عالمگیری میں ہے:

رجل کفر بلسانه طائعاً وقلبه علی الایمان یکون کافرا ولا یکون عندالله مومنا۔

بغیر اکراہ شرعی زبان سے کلمہ کفر بکا اور دل میں ایمان ہو تو بھی کافر ہو گا۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مسلمان نہیں اور یہاں تو زید بے قید نے زبان سے بھی کفر کیا اور پورے جسم سے بھی کفر کے کام کئے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۸ رمحرم الحرام ۱۴۱۳ھ

(۱۳۱۔۱۳۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) ارکان مدارس اہل سنن کا مدارس دیوبند کے امتحانات وجلوس میں شریک ہو کر نشست وبرخاست کے علاوہ طعام وسلام اور بوقت تعاون مدارس و مساجد دیوبند کی ہر ممکن امداد کرنا نیز ان مولوی کہلوانے والوں کا ان کے مدارس میں جا کر امتحان ہی نہیں خورد و نوش کرنا۔ اور نذرانہ لینا کیسا ہے۔ جواب طلبی پر کہتے ہیں کہ ہم ان کی تعلیمات کے جائزہ کے لیے جاتے ہیں نہ کہ انہیں حق سمجھتے ہیں بایں صورت ایسے لوگوں پر احکام شرع کیا نافذ ہوتے ہیں آیا ایسے لوگ مدارس اہل سنن کے رکن و مدرس کے

لائق ہیں یا نہیں؟۔

(۲) زید و بکر دونوں سنی ہیں اور زید عالم بھی ہے۔ زید کا عالم یہ ہے کہ وہابیوں کی تکفیر کا قائل ہے نیز وہابی کے کفر پر شبہ کرنے والوں کو بھی کافر سمجھتا ہے اور وہابیوں کے یہاں خورد و نوش اور دینی تعلقات سے قطعا پرہیز کرتا ہے زیر اثر لوگوں کو بھی ان معاملات سے بچاتا ہے۔

بکر کا عالم یہ ہے کہ سنی صحیح العقیدہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور وہابیوں کو خارج از اسلام بھی سمجھتا ہے مگر ان سے سلام و کلام خورد و نوش بھی رکھتا ہے باز پرس ہونے پر کہتا ہے کہ ان کے درمیان رہنا ہے تو کیا کروں زید بکر کو ہمیشہ باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بکر اس پر عمل نہیں کرتا۔ بایں صورت زید کا بکر سے سلام و کلام و خورد و نوش کا تعلق کیا ہے؟۔ خیال رہے کہ زید اگر بکر سے پرہیز کرے تو یہی گاؤں کے سارے سنی کہلانے والے مسلمانوں کا حال ہے نیز زید کے سنی کہلانے والے مسلمانوں سے اجتناب کرنے پر سنی مدرسہ کا بڑا نقصان ہوگا۔ بلکہ ٹوٹ جانے کا قوی امکان ہے اور زید خود یکہ اور تنہا رہ جائے گا۔ لہذا ایسے ماحول میں جہاں بکر کے یہاں سنیوں کے ساتھ ہی ساتھ وہابیوں کی بھی شرکت ہوتی ہے زید کا شریک ہونا کیسا ہے؟۔

(۳) داڑھی منڈے اور بے نمازی لوگ مدارس و مساجد کے رکن کے قابل ہیں یا نہیں؟۔

(۴) مدارس و مساجد اہل سنن میں وہابیوں اور کافروں کے مالی تعاون کو (غنیمت) سمجھ کر لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟۔

(۵) قربانی کے مشترک جانور میں وہابی کی شرکت کیسی ہے؟۔

(۶) قول زید ہے کہ اوجھڑی کا کھانا مکروہ ہے ناجائز نہیں۔ دلیل یہ ہے کہ مسمی بہ ملفوظات اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ص ۲۵ و ۲۶ جلد چہارم پر اس طرح درج ہے۔

عرض: حضور اوجھڑی کھانا کیسا ہے۔ ارشاد: مکروہ ہے۔

عرض: یہ مانا ہوا ہے کہ نجاست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ نجس نہیں تو کراہت کی کیا وجہ؟۔ ارشاد: اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا، اگر نجاست کو نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی حرام ہوتی۔

زید کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ مخدوم ردولی شریف ضلع بارہ بنکی کے یہاں اوجھڑی کا تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔ اگر ناجائز و حرام ہوتی تو تقسیم تبرک نہ ہوتی۔

مگر بکر کا قول ہے کہ اوجھڑی کا کھانا حرام و ناجائز ہے مکروہ نہیں۔ دلیل یہ ہے کہ مسمی بہ انوار الحدیث

ص ۳۵۸ پر ہے کہ بکری اور بھینس وغیرہ میں بائیس چیزیں ناجائز ہے جس میں اوجھڑی اول الذکر ہے۔
جواب طلب امر یہ ہے کہ زید اپنے قول میں سچا ہے یا بکر کس کی بات پر عمل کیا جائے۔
(۷) خالد کا قول ولید بن عقبہ جو والی مدینہ تھا اس کو رضی اللہ تعالی عنہ کہنا درست ہے۔ چو
خطبات محرم ص ۳۴۹۔۳۵۰ پر صاحب کتاب کے مضامین سے نیز تاریخ اسلام جلد دوم ص ۴۹۔۵۰
تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ محب اہلبیت تھے اور محب اہل بیت کے لیے رضی اللہ تعالی عنہ کہنا جائز ہے۔
بکر کا قول ہے کہ ولید بن عقبہ کو رضی اللہ تعالی عنہ نہیں کہنا چاہیے خالد و بکر میں کس کا قول درست ہے۔
مروجہ تعزیہ کی بناوٹی شکل کو نقل منذر کہنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟۔ بینوا بالتفصیل تو
عند الجلیل۔ المستفتی: غلام نبی گونڈہ

الجواب

(۱) حدیث شریف میں ہے: ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔
ان کو اپنے سے دور رکھو اور اپنے کو ان سے دور رکھو۔ وہ کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں
اور جو لوگ ان کو کافر جانتے ہوئے اور مانتے ہوئے تعلقات رکھتے ہیں۔ وہ فاسق ہوئے ا
ایسے لوگوں کو دینی اداروں کی عہدیداری نہیں دینی چاہیے۔ یہی حال داڑھی منڈے کا ہے۔ افسوس ک
آجکل مسلمان عام طور پر اس میں مبتلا ہیں۔
(۲) فاسقوں سے قطع تعلق کرنے اور تعلق باقی رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض جائز م
ہیں اور بعض ناجائز قول فیصل یہ ہے کہ دیندار عالم جس میں مصلحت دیکھے وہ کرے۔
(۳)" لانا امرنا باھانتھم وھذہ العھود یکون تکریما لھم " ہم کو فاسقوں کی تعظیم
روکا گیا ہے۔ اور ان کو کرسی اور عہدہ دینے میں ان کی تعظیم ہے۔
(۴) مسجد میں بدمذہبوں کا پیسہ نہیں لگ سکتا۔
شامی میں ہے: "ان اللہ طیب ولایقبل الا الطیب" ہاں ایسی رقم مدارس کے نادار طل
صرف کی جاسکتی ہے۔
(۵) اوجھڑی کو اعلیٰ حضرت نے فتاوی رضویہ جلد ہشتم میں مکروہ لکھا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کی
ہے کہ علماء کے کلام میں مکروہ کا لفظ مطلق ہو تو اس سے مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے، اس لیے انوار الحدیث
اس کو ناجائز لکھا ہے۔ اور الملفوظات میں جو مکروہ لکھا ہے اس کا مطلب بھی وہی مکروہ تحریمی قریب ا
ہے۔ اس میں اور انوار الحدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ جن لوگوں نے اس بارے میں باہم اختلا

انہیں اصطلاحی الفاظ سے لاعلمی نے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔

حضرت عبدالحق ردولوی رحمہ اللہ کے وہاں اوجھڑی پر فاتحہ کب سے شروع ہوئی کس نے شروع کی اور کیوں شروع ہوئی؟ کئی سوالات تحقیق طلب ہیں بہر حال عوام اہل سنت کو علمائے راسخین کے فتاوی پر عمل کرنا چاہیے کسی مزار اور کسی بزرگ کے یہاں کیا ہوتا ہے اس کو نہیں دیکھنا چاہیے۔

(۶) طبری نے ان کا نام جو والی مدینہ تھے ولید ابن عقبہ ابن ابی سفیان لکھا ہے یہ جنگ جمل میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے فوج کے سرداروں میں سے تھے اور حضرت امام حسین سے یزید کی بیعت کا مطالبہ انہوں نے ہی کیا تھا آپ کے قتل کرنے سے ضرور پرہیز کیا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اطلاق قرآن عظیم میں صحابہ کے لیے ہے علماء کرام نے اولیاء کرام کی شان میں بھی اس لفظ کو استعمال کیا ہے۔ ولید بن عقبہ نے ایک گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے پرہیز کیا (پھر معزول ہو کر یزید کے پاس ہی گئے۔ اور اپنے اس فعل کی توجیہ اور تاویل کی) تو صرف اتنی سی بات پر انہیں ولی قرار دیا جائے اور ان کے لیے وہ لفظ بولا جائے جسے صحابہ اور اولیاء کے لیے بولا جاتا ہے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ البتہ لغۃ یہ لفظ دعا کا ہے اور نیک و بد سارے ہی مسلمان ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔

(۷) آجکل تعزیے عموماً لانبے نکیلے بنائے جاتے ہیں۔ ان کا طرز تعمیر واقعۃً مندروں کے گنبدوں کی طرح ہوتا ہے۔ اگر کسی نے ایسا کہا تو بیان واقعہ کیا اور جب مروجہ تعزیہ ناجائز ہے تو وہ کسی حرمت کے لائق نہیں ہاں ایسے سخت الفاظ بولنے سے فتنہ و فساد کا خطرہ ہو تو اس سے بچا جائے کہ۔

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۹۱] واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۳ رصفر المظفر ۱۴۱۳ھ

(۱۳۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک کتاب جس کا نام شمع حقیقت ہے اس کتاب کا مصنف صوفی خلیق اللہ الہ آبادی ہے۔ اسمیں مندرجہ ذیل عبارتیں موجود ہیں۔

(۱) حاصل کلام یہ کہ یہ تمامی بت نہیں ہیں غیر خدا بلکہ عین خدا۔ (شمع حقیقت ص ۲۳)

(۲) معلوم ہوا کہ مخلوق اللہ کا غیر نہیں بلکہ عین ہے۔ (شمع حقیقت ص ۲۷)

(۳) جو شئی اللہ کی عین ہے نہ کہ غیر (شمع حقیقت ص ۱۲۶)

(۴) ﴿هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ﴾ [الحدید: ۳] وہی قطرہ وہی دریا وہی حق ہے جو باطل ہے۔ (شمع حقیقت ص ۱۵۰)

واضح رہے کہ قافیہ گل ظل بسل کی وجہ سے یہ احتمال نہیں کہ کاتب نے غلطی سے باطن کی جگہ باطل کردیا ہو۔

(۵) خدا کا مسمی ہے انسان کامل رہے باطن میں مولی بظاہر شہزہ ہے۔ (شمع حقیقت ص ۱۲۸)

(۶) وہی مرسل وہی مرسل وہی اخبار اور قران۔ وہی بندہ وہی مولی اہاہاہا۔ اہاہاہا

(شمع حقیقت ص ۱۶۳۰)

(۷) بسل ہے یا خدا ہے غرض دو میں ایک ہے زیور کو زر نہیں کہوں تو اور کیا کہوں۔

(شمع حقیقت ص ۱۶۶)

(۸) خدائی بھلائی تصورات کو پایا جو صورت بھلائی خدا ہو گیا میں۔ (شمع حقیقت ۱۶۷)

(۹) کہیں سب غیر حق جس کو ہم اسے اللہ کہتے ہیں۔ سمجھ کا پھیر ہے اللہ کو غیر اللہ کہتے ہیں (ایضا)

(۱۰) وہی ہے دشمن دیں آپ کو جو غیر حق سمجھے۔ قسم ہے اپنی ہستی کی تمہیں اللہ کہتے ہیں

(شمع حقیقت ص ۱۶۷)

(۱۱) کوئی پوچھے کہ تم نے کیا دیکھا شکل انسان میں خدا دیکھا (شمع حقیقت ص ۱۶۹)

(۱۲) تو عین مرا میں عین ترا تو اور نہیں میں اور نہیں

نہ تو غیر مرا نہ میں غیر ترا تو اور نہیں میں اور نہیں (شمع حقیقت ۱۷۱)

(۱۴) کہیں بادہ کہیں ساغر کہیں پیر ہدی تم ہو

کہیں بندے ہو تم اپنے کہیں اپنے خدا تم ہو

(شمع حقیقت ص ۱۷۲)

کہاں تک شمار کرائے جائیں قریب پوری کتاب ہی اسی طرح کی عبارت سے بھری ہے۔

اب کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل امور میں۔

(۱) کتاب شمع حقیقت کا عام مسلمانوں کو پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) مصنف کتاب پر کیا حکم شرعی عائد ہوتا ہے۔

(۳) اس کتاب کو صحیح ماننے والوں اور صوفی خلیق اللہ کے ہم عقیدہ لوگوں پر شرعا کیا حکم عائد ہوتا ہے۔

(۴) صوفی خلیق اللہ اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔

(۵) محمد ظہور لکھتا ہے کہ "طالب صادق کے لیے اس کتاب سے بہتر اور مختصر کوئی کتاب نہیں" شمع حقیقت کے بارے میں ایسا لکھنے والے پر کیا حکم ہے۔ بینوا تو جروا

المستفتی مسلمان سعدی مدنپورہ غوثی پورہ سعدی پور ضلع باندہ یوپی

الجواب

فتاوی رضویہ جلد ششم ص ۱۹۴، ۹۵ پر ہے۔ (۱) زید وعمرو وبکر سب کو خدا کہنا۔ اپنے کو خدا کہنا۔ یہ کفر تو کلمات مذکورہ میں کھلے کھلے ہیں۔

ص ۱۹۶ پر جس میں ساری مخلوق کو عین خدا کہا تھا۔ جیسا کہ آپ کے سوال میں درج ہے۔ لکھتے ہیں۔ یہ کلمات الحاد ہیں۔ توحید ایمان ہے۔ وحدۃ الوجود حق ہے اور زعم اتحاد الحاد ہے۔ صوفیائے کرام اہل تحقیق ہیں اور ان کے ایسے مقلدین۔ (یعنی جو اتحاد اور عینیت کے قائل ہوں) ملحد وزندیق ہیں۔ اس کتاب کا جس کے پاس ہو جلا دینا فرض ہے۔ اور دیکھنا حرام اور اس پر اعتبار رکھنا کفر ہے۔ اس شخص اور اس کے مریدوں اور متبعین کا حال ظاہر ہے۔ ہمارے نزدیک بھی یہی حکم حق وصحیح ہے کہ صوفی خلیق اور اس کے ہم عقیدہ کافر ہیں۔ ان کے ساتھ وہی برتاؤ کرنا چاہیے جو مرتدین کے ساتھ ہوتا ہے کہ پورا ان کا معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاہم لایضلونکم ولایفتنونکم" مسمی محمد ظہور کا بھی یہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو　۸ر جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ

(۱۳۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ

زید جو کہ مسلمان ہے اس نے ایک مندر تعمیر کرائی تا کہ غیر مسلم اس جگہ پوجا پاٹ کریں۔ اور ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تا کہ مسلمان اس میں نماز ادا کریں، نیز زید کے آگے مسلم وغیر مسلم سجدہ کرتے ہیں لیکن زید منع نہیں کرتا۔ زید نے مسجد تعمیر کرائی ہے اس میں پنج وقتہ اذان ہوتی ہے لیکن زید خود کبھی نماز نہیں پڑھتا، زید کو لوگوں نے پڑھتے نہیں دیکھا، عوام سے جو کہ زید کے معتقد ہیں سوال کرنے پر جواب ملتا ہے کہ زید طریقت والے ہیں۔ وہ باطن میں نماز پڑھتے ہیں، نیز زید کے سر پر تقریبا بیس انچ لمبے بال بھی ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید ازروئے شرع کیا ہے اور جو لوگ اس کے معتقد ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا　المستفتی محمد خالد مجھولہ راج پچھم محلہ ضلع دیوریا، ۸ر اگست ۱۹۹۸ء بروز سنیچر

الجواب

(۱) اگر کسی مسلمان نے مندر یہ سمجھ کر بنوایا کہ بت پرستی بھی جائز اور عبادت کا سچا طریقہ ہے تو یہ خود کافر ہو گیا اس پر توبہ، تجدید ایمان اور عورت رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔ اور اگر بت پرستی کو ناجائز باطل سمجھتے ہوئے بنوایا تو سخت گنہگار اور مرتکب کبیرہ ہے اس پر توبہ صادقہ اور استغفار ضروری ہے۔

قرآن شریف میں ہے:﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[المائدة:۲]
گناہ اور سرکشی پر کسی کی مدد نہ کرو۔
البتہ مسجد بنانا جائز اور کار ثواب ہے۔قرآن شریف میں ہے:
﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾[التوبة:۱۸]
مسجد بنانا اسے آباد کرنا مسلمانوں کا کام ہے۔

(۲) کوئی پیر ہو یا فقیر یا عام مسلمان اور عالم بلکہ جاہل اگر پاگل ہوش وحواس سے عاری نہیں ہے تو اس پر پانچ وقت کی نماز پڑھنا ضروری ہے اور اس کا ترک کرنے والا فاسق معلن اور سخت مجرم وگنہگار۔
حدیث شریف میں ہے:"من ترك الصلوة متعمدًا فقد كفر"
(اتحاف السادة المتقين:۳/۱۰)
جس نے قصدًا نماز چھوڑی اس نے کفر کا کام کیا زید کا بھی یہی حکم ہے یہ بات غلط اور بے بنیاد ہے کہ یہ فقیر ہیں اور کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں، اللہ کے اولیاء کو اگر اس کی اجازت ہوتی تو حضور ﷺ تو سب سے بزرگ خدا رسیدہ تھے ان کو بھی اس کی اجازت ہوتی مگر انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا ہمیشہ عام مسلمانوں کے ساتھ مدینہ شریف میں نماز پڑھی، یہ نہیں کہ چوبیس گھنٹہ ہندوستان میں رہیں اور ہر وقت کی نماز کعبہ میں پڑھیں۔ایسے لوگوں سے مرید ہونے کی سخت ممانعت ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

(۱۴۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسائل ذیل میں کہ
(۱) ہمارے گاؤں میں ایک شخص محمد مبین نام کا ہے جو چین والی گھڑی پہن کر نماز ادا کرتا ہے، علمائے کرام کے منع کرنے پر باز نہیں آتا نیز کہتا ہے کہ کیا وجہ ہے فیتے والی گھڑی کے ڈائل کا شمار زیور میں نہیں ہوتا ہے اور چین والی گھڑی کا شمار زیور میں ہوتا ہے جب کہ دونوں ایک ہی دھات سے بنا ہوتا ہے۔
(۲) حالت نماز میں وہ شخص سینے کا بٹن کھلا چھوڑ دیتا ہے خیال دلانے پر بھی بند نہیں کرتا۔حالت نماز میں سر پر ٹوپی بھی نہیں رکھتا۔اور عذر یہ بتاتا ہے کہ ٹوپی کے چکر میں ہماری جماعت چھوٹ سکتی ہے۔
(۳) علماء کی توہین وتحقیر کے بعد کہتا ہے کہ ہم صرف اللہ ورسول اور قرآن مجید کو مانتے ہیں۔حدیث رسول اور اقوال سلف وخلف سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔
لہذا ایسے شخص کے بارے میں شریعت طاہرہ کا کیا حکم ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں۔
المستفتی: محفوظ عالم چمپارنوی، مقام وپوسٹ بھونگھروا الشیخ پٹی مغربی چمپارن

الجواب

سوال میں ذکر کئے ہوئے نمبروں میں تیسرا نمبر بہت سخت ہے علماء کی توہین کفر ہے اور حدیث شریف کا مطلقا انکار کرنا بھی کفر ہے، ایسے شخص کا ہلکا سے ہلکا حکم گمراہی اور بے دینی کا ہے پس اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے تو مذکورہ شخص پر لازم ہے کہ توبہ اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے۔ اور وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾[الانعام:٦٨]

حدیث پاک میں ہے: "ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۸ر جمادی الاخری ۱۴۱۹ھ

(۱۳۹۔۱۴۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) بکر ایک مسجد کا امام ہے اس سے صلوۃ وسلام پڑھنے کو کہا جاتا ہے تو یہ کہتا ہے کہ مسجد میں ہر عقائد کے لوگ آتے ہیں فتنہ سے بچنے کے لیے ہم مسجد میں صلوۃ وسلام نہیں پڑھیں گے۔

(۲) بکر موصوف کو ایک سنی عالم دین نے یہ کہا تھا کہ اگر آپ سنی ہو تو جن چار اکابر دیوبند نے شان نبوی ﷺ میں گستاخی کی ہے ان کو کافر کہو، اس نے ان اکابر دیوبند کو کافر نہیں کہا تھا۔

(۳) ایک سنی رضوی عالم دین بکر موصوف کی مسجد میں نماز پڑھانے گیا تو اس سنی عالم سے بکر نے یہ کہا کہ آپ اختلافی تقریر نہیں کریں گے یہاں مختلف عقائد کے لوگ نماز پڑھنے کے لیے آتے ہیں۔

(۴) پیارے نبی کریم ﷺ کے علم غیب کا منکر ہے۔

(۵) بکر موصوف کی مسجد میں تبلیغی جماعت آتی ہے اس کو ساتھ میں لے کر گھماتا ہے، اس جماعت کو ہفتوں ہفتہ اپنی مسجد میں ٹھہراتا ہے، سنیوں کے اعتراض پر وہ جواب دیتا ہے کہ تبلیغ کرنے والے تو نماز پڑھنے آتے ہیں ان کو کیسے نکالا جائے مسجد سے۔

(۶) بکر موصوف کہتا ہے کہ قبر پر اذان دینا شرک ہے۔

(۷) بکر مذکور ایک میلاد شریف میں گیا تھا تو بعد تقریر سامعین سے پوچھا تھا کہ صلوۃ وسلام ہوگا۔ یا نہیں، یہ سنکر ایک متصلب سنی نے اسے ڈانٹا کہ صلوۃ وسلام کے لیے اٹھنا ہے یا نہیں اٹھو۔

(۱) ان مذکورہ صورتوں میں بکر سنی ہے یا دیوبندی؟۔

(۲) اگر دیوبندی ہے اس کے پیچھے جن سنی حضرات نے ابھی ۱۹ر جنوری ۱۹۹۹ء بروز منگل عیدالفطر کی نماز پڑھی ہے تو کیا ان سنی حضرات پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح قرآن کی روشنی میں ضروری

ہے یا ان سے کچھ بھی نہیں۔

(۳) بکر مذکور کے کفری عقائد کی بنیاد پر سنیوں کے امام نے بکر کے پیچھے نماز عید پڑھنے والوں پر توبہ اور تجدید ایمان اور نکاح کا حکم دیا قرآن وحدیث کے اجالے میں درست ہے یا نہیں؟۔

(۴) سنی امام نے جمعہ کی تقریر میں یہ مسئلہ بتایا کہ جب تک چاند کی رویت یا شرعی شہادت ہم کو نہیں ملے گی اس وقت تک ہم نماز عید نہیں پڑھائیں گے۔ کیا ایسا مسئلہ بتانے والا سنی امام قرآن وحدیث کی نگاہ میں فتوری اور فسادی ہے۔ اور اگر سنی امام فتوری اور فسادی نہیں تو جنہوں نے امام کو فتوری اور فسادی کہا ہے ان پر قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے؟۔

(۵) امام کا چاند کے ثبوت کے لیے ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار جانا وہاں سے شہادت نامہ لانا پھر وہ غیر معتبر ہونے کی وجہ سے نماز عید کا حکم نہ دینا شریعت کی نظر میں درست ہے یا نہیں۔

(۶) عوام کا اپنے امام کی اجازت کے بغیر ذمہ دار عالم دین کی اجازت لیے بغیر محض ریڈیو کی خبر پر، ٹیلی ویژن کی خبر پر، عبداللہ بخاری دہلی کے اعلان پر، امارت شرعیہ بہار اور لکھنؤ کی خبر پر، لاؤڈ اسپیکر سے نماز عید اسلامی قانون کے موافق ہے یا مخالف، اگر مخالف ہے تو مخالفت کرنے والوں پر قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے۔

(۷) دیوبندی امام کے پیچھے جن سنی حضرات نے نماز عید پڑھی ہے ان سے سنی امام ترک تعلق کر لیا ہے، سلام وکلام بند رکھا ہے، سنی امام کا یہ طریقہ مذہب اسلام میں صحیح ہے یا نہیں۔

(۸) چاند کی رویت یا شرعی شہادت منگل کو نہ ہونے کی وجہ سے بدھ کے دن سنی امام نے چند گنے چنے لوگوں کے ساتھ نماز عید پڑھی ہے اور نماز عید سے پہلے سنی امام نے اور دیگر علماء نے قلت تعداد پر سامعین کو یہ مژدہ سنایا تھا اے قلیل تعداد نمازیو! آپ حق پرست ہو اپنے نصیب پر فخر کرو اس لیے کہ حق پرست لوگ اکثر قلیل تعداد میں رہے ہیں۔ سنی امام کی اس تقریر پر بھی کچھ لوگوں کا اعتراض کرنا درست ہے یا نہیں۔

(۹) توبہ، تجدید ایمان، اور تجدید نکاح کا کیا طریقہ ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی عبدالحلیم رضوی محمد معین الدین رضوی امام جامع مسجد نگرہ ضلع چھپرہ بہار

الجواب

سوال میں ذکر کیا ہوا مسئلہ دو حکموں سے متعلق ہے۔

(۱) الف ۲۹ رشوال کے چاند کی رویت یا شہادت کے بغیر دوسرے دن روزہ نہ رکھنا اور عید کی

نماز پڑھنا۔

(ب) شہادت ناقص ہونے کی وجہ سے تسلیم نہ کی گئی تب بھی روزہ چھوڑنا اور عید کی نماز پڑھنا۔

ان دونوں شقوں کا حکم یہ ہے کہ ایسی صورت میں صرف ریڈیو یا ٹیلیفون یا افواہ پر بھروسہ کر کے روزہ نہ رکھنا گناہ اور نماز عید پڑھنا معصیت ہے چاہے سنی امام کے پیچھے ہی کیوں نہ پڑھی ہو ایسے لوگوں پر توبہ فرض اور قضاء صوم ضروری ہے، اور جن سنی علماء یا ائمہ نے پٹنہ ادارہ شرعیہ کی ناقص تحریر پر اعتماد نہ کیا اور عید کی نماز نہ پڑھی اور اس دن روزہ رکھا، انہوں نے شریعت کے حکم پر عمل کیا، ان پر لعن طعن کرنا جہالت اور جرم ہے، جن لوگوں نے لعن طعن کیا وہ ان ائمہ اور علماء سے معافی مانگیں۔

(۲) دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنا (الف) اگر اس کی دیوبندیت سے پوری طرح آگاہ ہو کر، اور اس کو مسلمان سمجھ کر اس کے پیچھے نماز پڑھی تو کفر ہوا۔ اور ایسی نماز پڑھنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس پر توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔ چاہے عید کی نماز پڑھے یا کوئی اور نماز۔

(ب) دیوبندیت سے کما حقہ آگاہ تھا۔ اور اس کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا تھا۔ پھر بھی اس کے پیچھے نماز پڑھی جس طرح بہت سے مسلمان شراب کی حرمت جانتے ہوئے۔ اور اس کے پینے کو گناہ مانتے ہوئے بھی شراب نوشی کرتے ہیں۔ ایسا شخص گناہ گار ہوا۔ اس پر اس گناہ سے توبہ۔ اور آئندہ ایسے غلط کام سے پرہیز کرنے کا عہد کرنا ضروری ہے۔ اور نماز پنجوقتہ پڑھی ہو تو اس کو پھر سے پڑھنا چاہیے۔

(ج) اس کی دیوبندیت سے آگاہ نہیں تھا۔ لاعلمی کی صورت میں اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں عائد ہوتا۔ پھر بھی اس کو اپنی اس کوتاہی پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیے۔ اور نماز کا اعادہ کرے۔

صورت مسئولہ میں مسلمانوں کی اکثریت نے پہلے حکم کی بالکلیہ خلاف ورزی کی اس لیے ان پر گناہ ثابت اور توبہ و استغفار لازم۔ روزہ کی قضا ضروری۔ ایسا امام سنی ہو تب بھی اس کو امامت سے علحدہ کرنا ضروری۔ ہاں توبہ صادقہ کرے تو امامت پر برقرار رہ سکتا ہے۔

دوسرے حکم سے متعلق سوالات مسمی بکر کی چند غلط روی کا ذکر ہے۔ اور پوچھا گیا ہے کہ ان صورتوں میں بکر سنی ہے یا دیوبندی اور اس کے پیچھے جن سنیوں نے عید کی نماز پڑھی ان کا کیا حکم ہے،

جواباً تحریر ہے کہ استفتاء کے ابتدائی سات نمبروں میں دوسرا نمبر بنیادی اور اہم ہے جس پر مندرجہ ذیل تنقیحات قائم ہوتی ہیں۔

(الف) بکر نے عالم اہل سنت کا حکم منکر اکابر دیوبند کو کافر نہیں کہا۔ اس بیان میں صورت واقعہ

کیا ہے۔

بکر سنی عالم کی بات سنکر خاموش رہا۔ یا اس نے زبان سے کہا میں ان کو کافر نہیں کہتا وہ لوگ مسلمان ہیں۔

(ب) سنی عالم نے علمائے دیوبند کے رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے کی اطلاع پہلی بار دی تھی۔ یا اس کو اس کا علم پہلے سے تھا۔ اور اس پر علمائے حرمین کے تکفیری فتوی کا علم بھی تھا۔ اور وہ ان مسائل سے پوری طرح آگاہ تھا۔

(ج) ہر دو تنقیحات کی دوسری شق کی صورت میں اس واقعہ پر شرعی گواہ موجود ہیں۔ یا صرف عالم اہل سنت صاحب اکیلے ہی گواہ ہیں۔

پس اگر بکر دیوبندیوں کے چاروں بڑے مولویوں (رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی) کے اقوال کفریہ سے پوری طرح آگاہ تھا۔ اور ان پر حرمین طیبین کے کفری فتوی پر بھی مطلع تھا۔ اس کے باوجود اس نے ان چاروں کو کافر کہنے سے زبانی طور پر انکار کیا۔ تو بکر خود دیوبندی کافر ہے۔ اور ان باتوں میں سے کسی ایک میں کمی ہو تو اس پر کفر کا فتویٰ دینا صحیح نہیں۔

اگر خدانخواستہ ان امور کی تحقیق میں کوئی کمی رہ گئی ہو۔ تو دیندار سنی مسلمانوں کے مجمع میں دیوبندیوں کی متعلقہ کتابیں، اور اس پر حرمین شریفین کے فتاویٰ حسام الحرمین۔ دونوں کو دکھا کر ازسر نو اس کی تحقیق کر لی جائے تاکہ حکم شرع نافذ کرنے میں آسانی ہو۔

بقیہ چھ نمبر جو سوال کے شروع میں درج ہیں۔ ان سے بکر کی جہالت، گمرہی، اور دیوبندیوں کی بے جا حمایت ضرور ثابت ہے۔

بکر کے کافر ہونے کی صورت میں اس کے پیچھے نماز باطل ہوگی۔ اور صرف گمرہی کی صورت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

عالمگیری میں ہے:

"ان کان هوی لایکفر به صاحبه تجوز الصلوة خلفه مع الکراهة والا فلا"

جس کی گمرہی حد کفر کو نہ پہونچی ہو۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، ورنہ باطل۔ ایسے شخص کو امام رکھنا گناہ۔ اور بشرط استطاعت اس کو امامت سے علحدہ کرنا واجب ہے۔

شامی میں ہے: "مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم"

اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کے بارے میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

اس کے دیوبندی کافر ہونے کی صورت میں جس شخص نے اس کی دیوبندیت پر مطلع ہوکر اسے مسلمان سمجھ کر اس کے پیچھے نماز پڑھی وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔ بکر ہی کی طرح اس پر بھی توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔

درمختار میں ہے: "ومایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد الزناء ومافیہ خلاف یومر بالتوبۃ وتحدید النکاح"

اور ایسے لوگ جو اس کے کفر پر مطلع تھے اور اس کو کافر ہی مانتے تھے۔ لیکن اسی حالت میں اس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو ایسے شخص مرتکب گناہ کبیرہ اور فاسق ہوئے۔ ایسے لوگوں سے تعلق اور قطع تعلق کو شرع نے علما کے صوابدید پر رکھا ہے۔ اگر دیندار عالم ان سے قطع تعلق میں ان کی اصلاح سمجھتا ہے تو وہی کرے۔ اور یہ خوف ہو کہ قطع تعلق میں بالکل بے راہ ہوجائیں گے اور تعلق باقی رکھنے میں دباؤ رہے گا اور اصلاح ممکن ہوگی تو یہی کرے۔ اور جو شخص بالکل لاعلمی میں اس کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے نادانستہ غلطی کی مغفرت طلب کرے۔

(۹) توبہ یہ ہے کہ آدمی نے اگر تنہائی میں خطا کی ہے تنہائی میں اور مجمع میں خطاء کی ہے تو مجمع میں کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ سے کہے یا اللہ میں اپنے گناہ پر نادم ہوں۔ تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور مغفرت کا طالب ہوں۔ اور یہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ تجدید ایمان یہ ہے کہ تمام خلاف اسلام عقائد و اقوال اور اعمال سے نام لے کر برأت ظاہر کرے۔ اور کلمہ توحید کی تلاوت کرے۔

اور تجدید نکاح کی یہ صورت ہے کہ کم از کم دو گواہوں کے سامنے میاں بیوی ایجاب و قبول کریں مثلاً عورت کہے کہ اتنے مہر کے بدلے میں نے خود کو تیرے نکاح میں دیا اور شوہر کہے میں نے قبول کیا۔ گواہ عزیز و اقارب اور رشتہ دار بھی ہوسکتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اس کے لیے بارات ولیمہ اور عام اعلان کا حکم نہیں۔ بقیہ سوالات جن کا تعلق اس قسم کے معاملات سے ہے کہ فلاں نے فلاں کو یہ کہا اور یہ اعتراض کیا اس کا تعلق تعزیرات سے ہے۔ اسلامی حکومت ہوتی اور قاضی شرع ہوتا تو مناسب سزا دیتا۔ ہندوستان میں اس قسم کی سزاؤں کی سبیل نہیں۔ علمائے کرام کو عوام کی زیادتیوں پر صبر کرنا چاہیے۔ یہی اسلم راہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۲ رذوالقعدہ ۱۴۱۹ھ

(۱۵۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے اپنی زبان میں الفاظ ادا کئے کہ ہم جانتے ہے ہریجن ہوجائے۔ چنانچہ جس شخص نے یہ

بات سنی گاؤں کے عالم صاحب تک پہونچادی اور پھر سبھوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا، جب کچھ دنوں بعد زید سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ ہم نے یہ کہا تھا کہ مجبوراً ہم کو ہریجن کا ساتھ کرنا پڑا۔ واضح رہے کہ زید اور سامع قول زید دونوں فاسق ہیں۔ اس پر حکم شرع شریف کا کیا حکم ہے۔ اور یہ کہ زید کا بائیکاٹ کرنا صحیح تھا کہ غلط۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد قاسم رضا نوری جامع مسجد اترولہ بلرام پور ۸؍ جمادی الاخری ۱۴۲۰ھ

الجواب

اس میں شبہ نہیں کہ کفر سے راضی ہونا کفر ہے۔ کتب فقہ میں صاف تصریح ہے:

الرضا بالکفر کفر۔

لیکن اب اگر اس سے انکار کرتا ہے۔ یا وہ تاویل کرتا ہے جو سائل نے تحریر کیا۔ اور مسلمانوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ تو مسلمانوں کو اس کا بائیکاٹ ختم کر دینا چاہیے کہ فقہائے کرام نے کفر سے انکار کو توبہ قرار دیا ہے۔ اور قابل تاویل کلام پر کفر کا فتوی دینے سے منع کیا ہے۔ (درمختار و شامی)

بلکہ زید اگر مسلمانوں کے ساتھ مسلمان بن کر رہنا چاہتا ہے تو اپنی کہی ہوئی بات سے توبہ کرے اور احتیاطاً دوبارہ اپنی عورت سے نکاح کرے۔ بجارتی اگر اس پر کوئی مالی جرمانہ لگانا چاہے تو یہ غلط ہوگا۔

شامی میں ہے: "ویحرم التعزیر بالمال"

نکاح ثانی کے لیے بارات لانا یا کھانا کھلانا کچھ ضروری نہیں دو دیندار مسلمانوں کے سامنے بھی میاں بیوی کا نکاح پڑھا دیا جائے تو کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۶ جمادی الاخری ۱۴۲۰ھ

(۱۵۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید جو بدعقیدگی میں عوام و خواص میں مشہور تھا۔ اولیاء کرام کی شان میں گستاخیاں کیا کرتا تھا حضور ﷺ کے لیے بعطائے الٰہی علم غیب کا منکر تھا۔ علمائے وہابیہ کو صحیح مانتا تھا جس کے دو تین باشرع گواہ بھی موجود ہیں۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ تو بکر جو سنی امام ہے انہوں نے اسکی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ زید کے کچھ رشتہ داروں میں سے کسی نے امامت کی اور کچھ لوگوں نے نماز جنازہ ان کے پیچھے پڑھی۔ ان لوگوں کے لیے حکم شرع کیا ہے؟

زید کے لڑکے جو کہ سنی صحیح العقیدہ ہیں۔ انہوں نے بکر امام صاحب کی دعوت کی۔ امام صاحب نے ان کے باپ کی گمراہی کا حوالہ دیا تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں ہم لوگ سنی صحیح

العقیدہ ہیں۔ ایسی صورت میں بکر کا دعوت قبول کرنا اور کھانا وغیرہ کھانا ازروئے شرع درست تھا یا نہیں؟۔
بکر کے نماز جنازہ نہیں پڑھانے پر اب زید کے لڑکے پہلی باتوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے والد سنی تھے اگر وہ دیوبندی تھے تو بکر نے میرے گھر کھانا وغیرہ کیوں کھایا۔ نیز وہ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ بکر کو علم تھا تو پہلے اعلان کیوں نہیں کیا یا بائیکاٹ وغیرہ کیوں نہیں کیا؟۔
دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ تحریر کے مطابق۔ بکر کے کھانا کھانے اور اعلان نہ کرنے پر بکر پر کوئی شرعی حکم نافذ ہوتا ہے۔ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔
المستفتی محمد الیاس اشرفی، مدرسہ اسلامیہ شمس العلوم کھہاری ضلع ناگور　۲۹/۱۰/۱۹۹۹ء

الجواب

اگر زید کی وہابیت حد کفر کو پہونچی ہوئی ہو اور نماز پڑھنے والوں نے جان بوجھ کر اس کو مسلمان مان کر نماز پڑھی تو وہ لوگ بھی دین سے خارج ہو گئے ان لوگوں پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ اور اگر اسکو وہابی مانکر نماز پڑھی تو بڑے گناہ کا ارتکاب کیا ان کو مسلمانوں کے مجمع میں اس گناہ سے اللہ تعالی سے توبہ کرنی چاہیے۔ اور آئندہ ایسے شخص کی نماز نہ پڑھنے کا عہد کرنا چاہیے تجدید ایمان ونکاح کی ضرورت نہیں۔

اور اگر زید کی وہابیت حد کفر کو نہیں پہونچی تھی۔ یا نماز پڑھنے والوں نے بے خبری میں نماز پڑھی تو ان پر کوئی جرم نہیں۔ اور دوسرے نماز جنازہ نہ پڑھنے والون پر کوئی جرم نہیں۔ کیونکہ اپنے علم کے موافق انہوں نے وہی کیا جو انہیں کرنا چاہیے تھا۔ اور بالفرض زید سنی ہوتا تب بھی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کچھ لوگوں نے پڑھ لی تو سب کے سر سے فرض اتر گیا۔

اور صورت مسئولہ میں بکر پر کوئی الزام نہیں۔ اگر اس سلسلہ میں بکر سچا ہے تو اس نے زید کی دعوت نہیں قبول کی اس نے تو زید کے لڑکے کی دعوت قبول کی۔ اور اگر زید کے لڑکے کی بات سچ ہے تب بھی بکر نے زید کے لڑکوں کی دعوت قبول کی زید کی دعوت نہیں قبول کی۔ گھر میں اگر ایک آدمی وہابی ہو تو پورے گھر سے مقاطعہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ بکر نے زید کے نماز جنازہ کا بائیکاٹ کیا۔

اب اس سے زیادہ کونسا اعلان ہوگا۔ مسلمانوں کو اس قسم کی باتوں پر کان نہ دھرنا چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم
عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی　　۲۲ شعبان ۱۴۲۰ھ

(۱۵۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
ہماری تنظیم اہل سنت وجماعت کے تین ممبران (منظور حسین، محمد عثمان، الفت حسین) یہ لوگ حنفی

مسلک کے تھے۔ اس لیے ان کو ممبر رکھا گیا۔ اور یہ لوگ بارہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک والوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ اور فاتحہ درود وسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ کیا ان کو ممبر باقی رکھا جائے، یا علیحدہ کر دیا جائے۔ فقط

سکریٹری تنظیم مذکور سمسوار ضلع بلیا

الجواب

اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے کہ سوال میں ذکر کیے ہوئے تینوں ممبران صحیح المسلک سنی اور حنفی تھے تو اس وقت ان کو اہل سنت و جماعت کی کسی تنظیم کا ممبر بنانا جائز تھا۔ لیکن اب جب وہ اپنے خیالات سے منحرف ہو گئے ہیں۔ اور بقول سائل شافعیوں کے پیچھے نماز پڑھنے لگے ہیں۔ اولاً تو بکر کی ان باتوں سے ہم کو اختلاف ہے۔ کہ ضلع بلیا میں شافعی المذہب مسلمان آباد ہیں۔ عام طور سے پورے شمالی ہندوستان میں آمین و رفع یدین اور قرات خلف الامام وغیرہ کرنے والے غیر مقلدین ہیں۔ اگر یہ واقع ہے تو غیر مقلدین نہایت گمراہ بد دین اور بدتمیز ہوتے ہیں اور ادھر درود و فاتحہ وسلام پر اعتراض کرنے والے دیوبندی اور غیر مقلد دونوں ہیں۔

پس اگر یہی صورت حال ہو کہ وہ دیوبندی یا غیر مقلد ہوں تو ان کو اہل سنت کی تنظیم میں رہنے کا کوئی حق نہیں انہیں خود علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ اور وہ لوگ خود علیحدہ نہ ہوں تو آپ کی کمیٹی ان کو اہل سنت و جماعت کے مذہب سے انحراف کرنے کے جرم میں علیحدہ کر دے۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم"

گمراہوں سے خود الگ رہو ان کو اپنے سے علیحدہ رکھو کہیں وہ تم کو بھی گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۱۵۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک کارخانہ دار ہے اس کے یہاں کام کر رہے چند کاریگروں نے ایک دن زید سے کہا کہ کام کرنے والے مزدوروں کو پانی پینے کے لیے کچھ ملتا ہے تو اس نے کہا کہ میں آخری دن مٹھائی کھلا دوں گا آخری دن جب کام ختم ہو گیا تو کاریگروں نے پھر مٹھائی کا مطالبہ کیا۔ زید آنا کانی کرتا رہا۔ کاریگروں نے بہت گھیرا ایک نے کہا آپ مسلمان ہیں مسلم ایمان والے ہیں تو اس پر زید نے کہا میں ایمان کی گانٹھ مارتا ہوں، ایسا کہنے والے پر شرعی کیا حکم عائد ہوتا ہے؟۔

المستفتیان، شمشاد حسن، عبد اللہ، حسن جعفری وغیرہ ۲۰۰۰/۹/

الجواب

سوال میں ذکر کیے ہوئے جملہ سے ضرور ایمان اور ایمانداری کی توہین و تحقیر ہوئی۔ زید پر لازم

ہے کہ جتنے لوگوں کے سامنے یہ غلیظ جملہ استعمال کیا کچھ کم وبیش اتنے ہی افراد کے سامنے اپنے اس ذلیل قول سے اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرے کہ یا اللہ میں اپنی اس بات پر دل سے نادم ہوں اور تیری درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ تجھ پر اور تیرے سچے رسول اور برحق دین اور احکام شرع پر ایمان لاتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسی بات نہ بولوں گا۔ توبہ اور تجدید ایمان کے بعد عورت سے دوبارہ نکاح پڑھ لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲رجمادی الاولی ۱۴۲۱ھ

(۱۵۴۔۱۵۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) ان دنوں ہمارے شہر بکارو اسٹیل سٹی میں کچھ مسلم عوام وعلماء میں سے بی۔ جے۔ پی کو ووٹ دینے دلانے اور اس پارٹی کی مکمل رکنیت حاصل کر کے بھارتی جنتا پارٹی کی وکالت کرنے والوں کو کافر ومرتد اور خارج از اسلام ہونے کا فتوی دے چکے ہیں۔ ان سب کی دلیلیں یہ ہے۔

(الف) بھارتی جنتا پارٹی ہندو راج قائم کرنا چاہتی ہے۔

(ب) مسلم پرسنل لا میں ترمیم کر کے یکساں سوال کوڈ کے نفاذ کے لیے کوشاں ہے۔

(ج) مساجد وعیدگاہ کو مندروں میں تبدیل کرنا چاہتی ہے جس کی کھلی شہادت بابری مسجد کی شہادت ہے۔

(د) بھارتی جنتا پارٹی ہندو راج قائم کر کے آر۔ ایس۔ ایس کی تعلیمات کو فروغ دینا چاہتی ہے۔ آر ایس ایس کی تعلیمات ومقاصد میں مسلمانوں کا شدھی کرنا۔ اسلام کو نیست ونابود کرنا اور بندے ماترم کہلوانا ہے۔ اور ہندو دھرم میں مسلمانوں کو شامل کرنا ہے۔ جب کہ یہ سارے معاملات جمہوریت کے منافی ہیں۔ اور اسلام کی توہین ہیں۔ اور توہین اسلام کفر ہے۔ اس لیے بھارتی جنتا پارٹی میں شامل مسلمان اور اس کو ووٹ دینے والے اور ووٹ دلانے والے خارج از اسلام ہیں۔ کیونکہ ووٹ دینا اور دلانا اور ایسی پارٹی کی رکنیت اختیار کرنا کفر کی مدد ہے۔

اور کفر کی مدد کفر ہے۔ لہذا آپ سے گذارش ہے کہ مفصل جواب کے ساتھ یہ بھی واضح فرمادیں کہ مذکورہ وجوہات کی وجہ سے کفر کا فتوی دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور ان کے ساتھ معاملات کا کیا حکم ہے۔

(۲) زید کہتا ہے کہ وید آسمانی کتاب ہے اسی طرح جس طرح کہ قرآن مقدس، زبور، انجیل، توریت وغیرہ تو سب اہل اسلام اس کو بھی خدا کی کتاب مانیں۔

جب کہ عمر کا قول اس کے برعکس ہے۔ وہ کہتا ہے کہ قرآن وحدیث اس کے بارے میں خاموش ہیں۔ اس کی تعلیمات کفر وشرک پر بھی مشتمل ہیں۔ اس کو آسمانی کتاب ماننے والے کو خارج از اسلام جانیں۔

(۳) ہندو قوم کیا در حقیقت حضرت نوح علیہ السلام کی امت ہے، اگر ہے تو کیا قرآن واحادیث پاک سے ثابت ہے اگر ہاں میں جواب ہے تو مفصل جواب مع حوالہ کے تحریر فرمائیں۔اور اگر نہیں تو جو ہندو قوم کا نبی حضرت نوح علیہ السلام کو مانتا ہے شریعت مطہرہ کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں۔

(۴) زید کہیں جارہا تھا کہ راستے میں گاڑی حادثے کی زد میں آگئی اور مقبول ذرائع سے یہ تحقیق ہوگئی کہ زید کا انتقال ہو چکا ہے لیکن نعش نہیں ملی تو اس کی جنازے کی نماز ہوگی یا نہیں۔اگر جنازے کی نماز ہوگی تو کس شرط کیساتھ اور اگر نہیں ہوگی تو وجہ کیا ہے؟۔

(۵) زید ایک گاؤں میں رہتا ہے۔وہ علاقہ ہمیشہ سیلاب کی زد میں رہتا ہے اور اس گاؤں میں کوئی سنی مسلمان ہے ہی نہیں سوائے زید کے بلکہ زید کو چھوڑ کر اس گاؤں میں رہنے والے غیر مسلم، رافضی، قادیانی، غیر مقلد وہابی اور مقلد وہابی دیوبندی ہیں۔اور اس گاؤں سے دور کئی میل تک سنی مسلمانوں کا پتہ تک نہیں خاص کر سیلاب کے وقت میں اس سنی مسلمان کو ہر کام کے لیے کافی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔پھر ایسی صورت میں اس کی بیوی بچے کا انتقال ہو جائے تو کیا کرے از روئے شرع مفصل بیان کریں۔ المستفتیان: مسلمانان، رضوی کتاب گھر سیلونڈیہ بکارو اسٹیل سٹی (بہار)

الجواب

(۱) اس میں شبہ نہیں کہ سوال میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ان میں کئی ایک ایسی ہیں۔کہ ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ان پر عمل کرنا۔یا انہیں بروئے کار لانا تو بڑی بات ہے۔اگر کوئی ان سے راضی ہو اور اس کی تصدیق کرے تو دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

فقہ کی تمام کتابوں میں لکھا ہے:

"رضا بالکفر کفر" کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے۔

لیکن ووٹ اور الیکشن کے زمانہ میں اسلام اور کفر کی باریکیوں تک جانا کچھ ضروری نہیں۔آنکھ کے کھلے اور بند ہونے کی کوئی تخصیص نہیں۔ہر اندھا اور انکھیارا دیکھ رہا ہے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت میں پبلک جس قدر پریشان ہوتی ہے۔امن وامان کی حالت جتنی مخدوش ہے اقتصادی بدحالی کا جو حال ہے۔اور ظلم وغارتگری کا جو طوفان ہے۔اس کو دیکھتے ہوئے ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی کسی کو بھی ایسے کرپٹ سیاستدانوں کو خواہ کتنا بڑا نیتا کیوں نہ ہو۔ووٹ دے کر بھارت کی حکومت سونپنا ناجائز اور گناہ ہے۔بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ غلط ممبران چاہے کسی پارٹی کے ہوں بھارت کی پوری پبلک یہ کوشش کرے کہ ان کی ضمانت ضبط ہو جائے۔

کسی آدمی کو ووٹ دے کر اسمبلی یا پارلیامنٹ میں بھیجنے کا مطلب اسلامی شریعت میں یہ ہے کہ وہ ممبر پانچ سال کی مدت میں۔ جتنا ظلم، نا انصافی، رشوت خوری، اور جعل سازی اور نا جائز کام کرے گا سب کا گناہ ووٹ دینے والے کے سر ہوگا۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[المائدۃ:۲]
نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور ظلم وسرکشی پر مدد نہ کرو۔

(۲) وید کے آسمانی کتاب ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۳) یہ بات بھی غلط اور بے حقیقت ہے۔

(۴) جنازہ کے لیے نعش کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ غائب کی نماز جنازہ نہیں۔

(۵) حدیث شریف میں ہے علماء سے اس نیت سے سوال کرنا کہ وہ عاجز ہو جائیں حرام ہے۔ اب اپنے سوال کا جواب سنئے اگر وہ ایسی جگہ ہے کہ فرائض اسلام ادا کرنے سے عاجز ہے۔ تو اس پر واجب ہے کہ وہ جگہ چھوڑ دے اور وہاں چلا جائے جہاں آسانی سے وہ فرائض ادا کر سکے۔

فتاوی رضویہ ششم میں ہے۔

اگر کسی جگہ اقامت فرائض سے کسی عذر خاص کی وجہ سے کوئی شخص عاجز ہو تو اس جگہ کا بدلنا اسے واجب ہے۔ مکان میں معذوری ہو تو مکان بدل دے، محلہ میں معذوری ہو دوسرے محلہ میں چلا جائے۔ اور بستی میں معذوری ہو تو دوسری بستی میں جا کر آباد ہو۔

مدارک میں ہے: "والآیۃ تدل علی ان من لم یتمکن من اقامۃ دینہ فی بلد کما یجب ویعلم انہ یتمکن من اقامتہ فی غیرہ حقت علیہ المھاجرۃ"

اور ظاہر ہے کہ انتقال مکانی فوراً فوراً تو ذرا مشکل ہے۔ اور موت کا کوئی وقت مقرر نہیں تو اگر اس دوران میاں بیوی میں سے کسی کی موت ہوگئی۔ تو اگر مرد ہو تو اس کی عورت اس کو نہلا دے۔ اور اگر عورت مر جائے تو وہاں دیگر مذہب والی عورتوں سے نہلا سکتا ہے۔

بہار شریعت میں ہے:

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ اور عورت کا انتقال ہوا۔ اور کوئی مسلمان عورت نہیں، اور کافرہ عورت موجود ہے تو اس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اس سے نہلوائے۔ حصہ چہارم ص ۱۳۳ و ۱۳۴

کفن پہنانے میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اور جنازہ کے لیے جماعت فرض نہیں۔ ایک فرد بھی پڑھ لے تو فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔

بہار شریعت چہارم ص ۱۴۳ میں ہے:

عورت مرے تو مرد نماز پڑھ دے۔ اور مرد مرے تو عورت۔ واللہ تعالٰی اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۶؍ جمادی الاولٰی ۱۴۲۰ھ

احکام مرتدین کا بیان

(۱۔۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) الکشن کے زمانہ میں محدث اعظم نے استفتاء پر ووٹ کے بارے میں اپنا مشورہ دیا تھا کہ اگر میں ووٹر ہوتا تو کانگریس امیدوار کو ووٹ دیتا کیا یہ مشورہ دینی مشورہ ہے۔ یا ان کی ذاتی رائے ہے اور اس پر عمل نہ کرنے والا گنہگار و جہنمی ہے؟

(۲) جشن عید میلاد النبی میں شیعوں کو مدعو کر کے ان سے نظم خوانی کرانا جائز ہے جب کہ متفقہ طور پر سنی المذہب کے نزدیک شیعہ کافر ہیں۔

(۳) کیا سنی المذہب کے نزدیک شیعہ کے ایک گروہ کے ساتھ میل جول رکھنا اور ان کے مذہبی کاموں میں اعانت کرنا شیعہ کے دوسرے گروہ کو برا سمجھنا کیسا ہے؟ جب کہ دونوں کا عقیدہ ایک ہی ہے۔

(۴) ایک غیر مسلم کی طرف سے استغاثہ ہے جس میں بہت سے سنی ہیں کیا انجمن اشرفیہ کے سکریٹری منجانب مخالف سنیوں کے خلاف گواہی دینا جائز ہے جب کہ انجمن اشرفیہ و مدرسہ کے کاموں میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں۔

(۵) ایک وقت مولانا شاہد فاخر الٰہ آبادی مدرسہ اشرفیہ میں تشریف لائے ان کے جانے کے بعد مدرسہ دہلا دیا گیا اس قصد سے کہ ان کا تعلق جمعیۃ العلماء دہلی سے ہوگیا اور وہ ایک سیاسی پارٹی ہے جس میں دیوبندیوں کی اکثریت ہے اور آج مدرسہ اشرفیہ کے صدر اور انجمن سکریٹری اور جماعت کے سربرآوردہ لوگ دیوبندی مولوی کی سازش میں آ کر سنیوں کے خلاف آئے دن ایک نہ ایک فساد برپا کرتے رہتے ہیں۔

(۶) ۲۶؍ فروری ۱۹۵۶ء کو محلہ پرانی بستی میں ایک مشاعرہ شیعوں نے منعقد کیا جس میں دیوبندی اور شمس بریلوی کو دعوت دی گئی اس سلسلہ میں دونوں گروہ کے طلبہ میں تصادم بھی ہوگیا تعمیر اخبار میں دیوبندیوں کی طرف سے ایک مضمون دیا گیا جو چھپا بھی؟ اس میں سنیوں کی شان میں نازیبا الفاظ

لکھے گئے اس کے باوجود بھی سنی ان سے میل ملاپ رکھے ہوئے ہیں ان کا طرز عمل کیا ہونا چاہئے؟

(۷) ایک شخص کی مدرسہ اشرفیہ کے یتیم خانہ میں پرورش ہوئی اور آج اس قابل ہوگیا کہ مدرسے کے طلبا اس کے یہاں جاگیر کھاتے ہیں؟ کیا وہ احسان جتا سکتا ہے کہ خود اس کی پرورش یتیم خانہ سے ہوئی ہے۔

نظام الدین بقلم خود پورہ۔ خواجہ شفیع اللہ بقلم خود، عبدالخالق بقلم خود، احمد حسن بقلم خود، نشانی انگوٹھا علی احمد

الجواب

(۱) حضرت محدث اعظم صاحب قبلہ سے دریافت کیا جائے کہ ان کے حکم دینے کی صورت کیا تھی

(۲) انجمن کی جانب سے نظم خوانی کے لیے ان کو دعوت نہیں دی گئی تھی۔ اور کسی رکن انجمن نے دعوت دی ہو تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہے۔ انجمن پر کوئی ذمہ داری نہیں آتی۔

(۵/۴/۳) کافر و مرتد کے ساتھ خلط رکھنے یا ان کے ساتھ مل کر کام کرنے یا ان سے کام لینے میں دینی نقصان یا ان کے دین باطل کی اعانت ہوتی ہو تو ناجائز ہے۔

(۶) اگر ایسا ہے تو ناجائز ہے۔

(۷) اگر دل آزاری یا ایذا رسانی کے لیے احسان جتاتا ہے تو ناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۵/ جمادی الثانی ۷۸ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۸-۱۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) ان مسلمانوں کے حق میں جن کو دنیا حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ وہ جو لوگ نئے فرقے میں داخل ہیں مثلاً آج کے تبلیغی جماعت وغیر مقلد وہابی وغیرہ یہ لوگ ساجوں میں ملازم بھی ہیں ان سے میل جول رکھنا۔ ان سے ایک مسلمان کی طرح پیش آنا ان سے بھائی چارگی پیدا کرنا۔ ان کو ایک مسلمان سمجھنا یہ سب معاملات ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان کے لیے شریعت میں کیا حکم ہے؟

(۲) ایک ایسا شخص جو گستاخ رسول ہو اللہ ورسول کی شان میں اہانت کرنے والا ہو ان کو قرآن پاک واحادیث میں کیا کہتے ہیں۔

(۳) بکر ایک ایسا شخص ہے جس کی تعلیم وتربیت بدمذہبوں کے ادارے میں ہوئی ہے۔

المستفتی محمد مجید جامع مسجد تنرنگدہ پوسٹ تنرنگدہ ضلع کاروار کرنا

الجواب

(۱) دنیا والوں کے سچے مسلمانوں کو حقیر سمجھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا مسلمان

ہی سر بلند ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:﴿وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُم مُّؤْمِنِينَ﴾[آل عمران:۱۳۹]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾[الحجرات:۱۳]

اللہ تعالیٰ کے وہاں وہی بزرگ ہے جو پرہیزگار ہے۔

وہابی دیوبندی غیر مقلدین تبلیغی جماعت کے ساتھ وہ سارے معاملات جس کا سوال میں ذکر ہے ناجائز و منع ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

ضرورت کے وقت از قسم دنیاوی معاملات بیع و تجارت زراعت نوکری وغیرہ ان کے ساتھ اس شرط کے ساتھ کئے جا سکتے ہیں کہ ان کی بری صحبت کا اثر نہ ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات میں فرماتے ہیں: اگر فرضاً ضرورت افتد در رنگ قضائے حاجت انسانی بکرہ و اضطراب قضائے حاجت از ایشاں باید۔ (جلد اول مکتوبات ص ۲۵)

یعنی مجبوراً ان سے دنیاوی کام کریں۔ دل سے ان کی طرف سے انقباض اور ناگواری رہے۔

(۲) حضور علیہ السلام کی توہین کرنے والا دین اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔

شفاء قاضی عیاض جلد ۲ ص ۳۹۲ میں ہے: "من سب النبی ﷺ او عابہ او الحق بہ نقصانی نفسہ او نسبہ او دینہ فھو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب"

جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا ان میں عیب لگایا یا ان کی ذات میں یا نسب یا دین میں کمی نکالی وہ حضور کو گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم آپ کو گالی دینے والے کا ہے۔ یعنی مسلمان اس سے کوئی تعلق نہ رکھیں، اور اس کے کفن دفن اور جنازہ میں شریک نہ ہوں۔

(۳) یہ صحیح ہے کہ گمراہوں کے مدرسہ میں پڑھنے والے عام طور سے بددین و گمراہ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن بہت سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت بھی دیتا ہے۔ اس لیے فتوی اس پر ہوگا کہ شخص مذکور اگر کفری عقیدے رکھتا تھا جیسا کہ آپ نے بکر کے بارے میں تحریر کیا ہے۔ یا علمائے دیوبند کے کفری عقائد پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان سمجھتا تھا تو کتنا ہی بڑا مولوی و مولانا ہو کافر ہوگا جو سنی ایسے آدمی کے عقیدے سے مطلع ہو کر اس کی نماز جنازہ اسے مسلمان سمجھ کر پڑھے یا اس کے لیے ایصال ثواب یا دعاء مغفرت کرے تو یہ خود دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے۔ اور اس کو کافر مان کر ایسا کیا تو سخت فاسق و فاجر اور گنہگار ہوا ایسے شخص کی امامت ناجائز اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی منع ہے۔

ان مسائل پر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفصیلی روشنی ڈالی

ہے۔آپ کے فتاوی اور دیگر کتب پڑھیں۔

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۳ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ

(۱۱۔۱۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) میں کلیا چک ضلع مالدہ کی پانچ منزلہ جامع مسجد کا امام ہوں۔ مجھ کو لوگوں نے دیوبندی، وہابی، غیر مقلدین حاضر وناظر کا منکر فرقہ جن کا عقیدہ دیوبندی سے ملتا ہے ان لوگوں کی شادی پڑھانے کے لیے کہا۔ میں نے کہا کہ ایسے عقیدہ والوں کا نکاح پڑھانا ناجائز وحرام ہے، میں نکاح نہیں پڑھاؤنگا۔ مگر اس مسجد کا موذن دین محمد انصاری بے جھجک نکاح پڑھاتا ہے۔ ایسی صورت میں میرے اوپر شریعت کا کیا فتوی ہے؟ اور موذن دین محمد انصاری کے اوپر کیا فتوی ہے، حضور فتوی دے کر کرم فرمائیں۔

(۲) یہاں کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان بدعقیدہ والوں کا توبہ کرا کر نکاح پڑھا دیا کیجیے، یہ سنی ہوگیا تو نکاح پڑھانے میں کیا حرج ہے، مگر مالدہ بھر میں بدعقیدہ لوگ شادی کے لیے توبہ کر لیتے ہیں بعد نکاح کے پھر اپنے عقیدہ پر قائم ہوجاتے ہیں۔ اس لیے میں نکاح نہیں پڑھاتا ہوں، شریعت کا حکم نافذ فرمائیں، کرم ہوگا۔

(۳) میں دیوبندی، وہابی، غیر مقلدین، بدعقیدہ لوگوں کو سلام نہیں کرتا ہوں۔ اس پر کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ بھول کرتے ہیں ان لوگوں کو سلام کیوں نہیں کرتے ہیں؟ کیا میرے لیے ان لوگوں کو سلام کرنا جائز ہے؟ ضرور میرے لیے یا تمام سنی علما کے لیے اور سنی عوام کے لیے بالوضاحت جواب عنایت فرمائیں۔

(۴) جو لوگ دیوبندی، وہابی، غیر مقلدین اور بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے سلام کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی، کرم ہوگا۔

(۵) میرے مقتدیوں سے اگر کوئی دیوبندی وہابی ہوجائے اور اسی حالت میں مرجائے تو اس کی جنازہ کی نماز میرے لیے جائز ہے یا نہیں؟ شریعت کا حکم نافذ فرمائیں۔

(۶) لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: قاری محمد حسین چشتی، امام جامع مسجد پوسٹ کلیا چک مالدہ بنگال۔

الجواب

(۱) رسول اللہ ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ انکار کرنے والوں کی محرومی اور بدنصیبی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ایک ایسی فضیلت کو جو قرآن و

حدیث سے ثابت ہے انکار کرتے ہیں۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ آج کل کلمہ پڑھنے والوں میں وہی شخص حضور کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کرتا ہے جو گمراہ و بددین بلکہ کافر و بدمذہب ہو۔ تو فی زمانہ یہ کافروں کی علامت ضرور ہے۔ اس قسم کے لوگوں کا اصلی کفر یہ ہے کہ علمائے دیوبند کہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی اور ان کو عرب و عجم کے علمانے کافر کہا سب کچھ جاننے کے بعد یہ لوگ ان دیوبندی علما کو مسلمان کہتے ہیں بلا شبہ ایسے گمراہوں کے ساتھ سنی صحیح العقیدہ لڑکی کا نکاح نہیں ہوتا، آپ نے ایسا نکاح پڑھانے سے انکار کیا تو خوب کیا اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہاں میں اس کا بہتر بدلہ دیگا۔

اور جس مؤذن کا ذکر آپ نے کیا اگر وہ ایسے وہابیوں کو مسلمان سمجھ کر ان کا نکاح پڑھا دیتا ہے تو وہ بھی اسلام سے خارج ہوا اور پیسوں کے لالچ میں اس نکاح کو ناجائز و حرام سمجھ کر بھی پڑھایا تو سخت مجرم و گنہگار، زناء کا دلال اور فاسق معلن ہوا۔ وہ اذان دے تو اس کا دوبارہ دہرانا ضروری ہے اس لیے اس کو مسجد سے علیحدہ کر دینا چاہیے۔

(۲) اگر کوئی بدعقیدہ وہابی اپنے برے عقیدہ سے توبہ کرتا ہے اور اپنے سنی ہونے کا اعلان کرتا ہے تو سنیہ کا نکاح اس کے ساتھ پڑھانا جائز ہوگا ہم کو کسی کا دل چیر کر دیکھنے کا حکم نہیں ہے کہ آئندہ وہ کیا کرتا ہے۔ ہاں زبان کے ساتھ ساتھ توبہ نامہ تحریری ہو جس میں ان گمراہوں کی تفصیل سے وہ تکفیر کرتا ہو اور مذہب حق اہل سنت و جماعت کا تفصیلی اقرار ہو۔ اگر بعد میں وہ کفر بکتا ہے تو سنی عورت کو اس سے طلاق حاصل کرنے کی ضرورت نہیں وہ بے طلاق کسی بھی سنی مسلمان سے شادی کر سکتی ہے تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ مرتد کی عورت اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔

بہر حال ایسے لوگوں کا نکاح پڑھانے میں بھی اگر آپ احتیاط کرتے ہیں تو آپ کے خلاف کوئی جرم نہیں بنتا کیونکہ نکاح پڑھانا فرض و واجب نہیں نہ یہ شرعا کسی امام کی ذمہ داری ہے۔

(۳) آدمی مسلمان ہو مگر فاسق ہو مثلاً داڑھی منڈا ہو، زانی یا شرابی ہو، یا جوا باز وغیرہ ہو تو سلام میں اس کو پہل کرنا جائز نہیں فقہ کی سب کتابوں میں ہے کہ فاسق کو ابتداءً سلام ناجائز ہے۔ تو بددین اور کافر کو سلام کرنا کیسے جائز ہوگا۔ شریعت میں ان کے سلام کا جواب دینے کے لیے بھی دوسرے الفاظ ہیں مثلاً اگر کوئی بدمذہب سلام کرے تو جواب میں کہو ہداک اللہ، یا صرف علیک یا علیک۔ اس کے لیے السلام علیکم وعلیکم السلام کہنا منع ہے یہی آپ اور سب سنی کریں۔

(۴-۵) وہابی دیوبندی اور جملہ گمراہوں سے تعلقات، دوستی، میل جول حدیث شریف میں منع ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: "ایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم"

ان کو اپنے سے دور رکھو خود ان سے دور رہو، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں کہیں فتنہ میں نہ ڈالدیں۔
ابوداؤد شریف میں ہے: اذا مرضوا فلا تعودوهم و ان ماتو فلا تشهدوهم۔
وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو، مر جائیں تو جنازہ میں شریک نہ ہو۔
ابن ماجہ شریف میں روایت ہے: "اذا لقيتموهم فلا تسلموا عليهم " ان سے ملاقات ہو تو ان کو سلام نہ کرو۔
عقیلی کی روایت ہے: "لا تجالسوهم ولا تشاربوهم و لا تواكلوهم ولا تناكحوهم" ان کے ساتھ ہم نشینی نہ کرو، ان کے ساتھ کھانا دانہ نہ کرو، اور ان سے نکاح نہ کرو۔ ابن حبان میں ہے: "لا تصلوا عليهم و لا تصلوا معهم" نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔
(۶) لاؤڈ اسپیکر پر نماز جائز ہونے نہ ہونے میں سنی علما کا اختلاف ہے خود ہماری کوئی تحقیق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۰ ر ذی قعدہ ۱۷ھ

(۱۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید و بکر آپس میں گہرے دوست ہیں۔ بیسوں سال سے ان کے تعلقات قائم ہیں۔ زید اہل حدیث غیر مقلد ہے اور بکر اہل سنت و جماعت رضوی ہے۔ لیکن اس کے باوجود دونوں کے تعلقات خوش گوار ہیں۔
سوال یہ ہے کہ اگر زید کے یہاں کوئی میت ہو جائے تو کیا بکر کے لیے زید کی میت پر نماز جنارہ پڑھنا، مٹی دینا، تقریب کرنا اور ان کے گھر جانا اور کھانا بھجوانا جائز ہے یا نہیں؟ خاص طور پر اس صورت سے ہماری رہنمائی فرمائیں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں جواب مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم سے نوازے۔ سائل: عبداللہ و عبدالباسط مکان مدنپورہ بنارس

الجواب

غیر مقلدین سخت قسم کے گمراہ و بدمذہب ہیں، اس لیے کسی سنی کا ان سے گہری دوستی کی حد تک تعلقات قائم کرنا ہی شرعا ممنوع ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿لَا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ﴾ [المجادلة: ۲۲]
چہ جائیکہ خاص شرعی حقوق از قسم نماز جنازہ وغیرہ کہ یہ تو اور زیادہ ناجائز اور ممنوع ہوں گے۔
حدیث شریف میں ہے:
"فلا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا عليهم ولا تصلو امعهم"

بد مذہبوں سے صرف دنیاوی کاروبار و لین دین اور کاروباری اخلاق تک کی ہی اجازت ہے۔اور ظاہر ہے کہ شریعت کے سارے احکام مصالح کے موافق ہی تو ہوں گے۔اور جب آدمی شرع کے خلاف کریگا تو زحمت اٹھائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۰ر جمادی الاخری ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) حربی کافر کس کو کہتے ہیں چھ دسمبر کو ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد ڈھائی گئی اس کے بعد سے کیا ہندوستان کے کافر کو حربی کہا جائے گا۔

(۲) حربی کافر کو دھوکہ دینا جائز ہے یا ناجائز۔

(۳) کیا حربی کافر جو اپنے سے کمزور ہو اس سے پچاس ہزار روپیہ ادھار لے کر لوٹانا چاہیے یا نہیں اگر کوئی کہے کہ نہیں لوٹانا چاہیے ہڑپ کر لینا چاہیے اس پر شرعی گرفت ہے کہ نہیں ہے تو کیا ہے۔

(۴) حربی کافر کو دودھ میں پانی ملا کر دینا ناپ تول میں کمی کرنا حربی کافر کی امانت میں خیانت کرنا جائز ہے یا ناجائز اگر کوئی یہ کہے کہ یہ سب کرنا جائز ہے اور ایسا ہی کرنا چاہیے اس کے اوپر شرعی کیا حکم ہے۔

(۵) کیا حربی کافر لڑکیوں کے ساتھ زنا کرنا جائز ہے۔

(۶) کیا اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے یا اخلاق کے ذریعہ۔

(۷) زید ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ نیز زید کا شرعی حکم کیا ہوگا کیا زید امامت کے لائق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز ہو رہی ہے یا نہیں؟ جو پڑھ چکے ہیں ان کا اعادہ کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ جب کہ زید ضد پر قائم ہے اور اپنے علم پر مغرور ہے کہ میں دارالعلوم میں گھاس نہیں چھیل رہا تھا۔مفصل جواب مع دلائل عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا۔

المستفتی عبدالعظیم اورنگا باد مہاراشٹر

الجواب

مسئلہ صرف اتنا ہے کہ ہندوستان کے غیر مسلموں کا جو مال دھوکہ اور بد عہدی کے بغیر اور بغیر ارتکاب جرم کے ان غیر مسلموں کی رضامندی سے ملے اس کو مباح سمجھ کر لینا مسلمانوں کے لیے جائز ہے۔اگر چہ وہ سود کہہ کر دے مگر آپ اس کو سود نہ سمجھیں ایک مال مباح سمجھیں اس شرعی حکم کی روشنی میں غیر مسلم کا مال دھوکہ دے کر کھانا حرام ہے تو نمبر ۲، ۳، ۴ ناجائز ہے کہ یہ سب غدر اور بد عہدی کے دائرے

میں آتا ہے۔

ان کا مال چرانا ان پر ڈاکہ ڈالنا ان کا مال لوٹ لینا یہ سب بھی ناجائز و حرام ہے کہ یہ سب قانونا آپ کا جرم ہے، پکڑے گئے تو جیل خانہ لاٹھی ڈنڈا اور گولی کی مار یعنی جان کا بھی خطرہ اور عزت و آبرو کا بھی خطرہ ہے۔ ہاں کوئی غیر مسلم آپ سے سو روپیہ قرض لے گیا وہ اس کے عوض ہر ماہ دس روپیہ زیادہ دیتا ہے تو آپ اس کو ایک مال مباح سمجھ کر جس کو دینے والا اپنی رضامندی سے دے، لے سکتے ہیں یہی معاملہ اگر مسلمان کے ساتھ ہو تو حرام ہے اور سود ہے اور غیر مسلم سے مال مباح سمجھ کر لینا جائز ہے۔

اس پر بھی اعلیحضرت مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ باعزت اور دیندار مسلمان کو اس سے بھی بچنا چاہیے کیونکہ جس طرح برے کام سے بچنا ضروری ہے۔ اسی طرح برے نام سے بچنا مناسب، عوام تو یہی کہیں گے فلاں آدمی سود لیتا ہے۔

اور غیر مسلم لڑکیوں سے زنا حرام حرام قطعی حرام۔

مبسوط میں ہے:

'بخلاف الزناء ان قیس علی الرباء فان البضعة لایستباح بالاباحة بل بطریق خاص'

مشرک اور کافرہ عورتوں سے نکاح بھی جائز نہیں تو زنا کیسے جائز ہوگیا تو جو شخص یہاں کے غیر مسلموں کے ساتھ دھوکہ اور جرم کرنا جائز بتائے یا ان کی لڑکیوں سے زنا حلال بتائے سخت گمراہ و بددین ہے۔ بشرط استطاعت اس کو امامت سے علیحدہ کرنا واجب اور اس کو امام بنانا گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

تکفیر وہابیہ کا بیان

(۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) جناب مولانا سید شاہ محی الدین صاحب پھلواری اور ان کے والد جناب مولانا شاہ بدرالدین صاحب پھلواری کے بارے میں ہمارا اجماعی موقف کیا ہے؟۔ اور یہ جماعتی موقف ان دونوں بزرگوں کے معاصر علمائے اہل سنت کا متعین فرمودہ ہے یا آج کے علمائے اہل سنت کا۔ حوالجات کی روشنی میں واضح فرمایا جائے۔

(۲) اگر مولانا شاہ محی الدین صاحب پھلواری یا ان کے والد مولانا شاہ بدرالدین صاحب پھلواری کے کسی قول یا کسی تحریر کی بنیاد پر یا ان کے متبعین واولاد کے بیان وتحریر پر اعتماد کر کے ان حضرات

پر کفر وارتداد یا ضلالت وگمراہی یا فسق وفجور کا حکم لگتا ہے تو اس زد میں ان کے وہ معاصر علمائے اہل سنت جنہوں نے ان دونوں بزرگوں سے ملاقاتیں کیں سلام وکلام کیا اور ایک ساتھ شریک جلسہ رہے یا ان دونوں بزرگوں کے وہ متبعین جو جماعت اہل سنت کے مسلم الثبوت پیشوا مانے جاتے ہیں، آسکتے ہیں یا نہیں یا تاویل کی گنجائش ہے، اگر تاویل کی گنجائش ہے تو جانبین کے لیے یا صرف ایک جانب کے لیے، وضاحت کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

(۳) موجودہ علمائے پھلواری کے بارے میں ہمارا جماعتی موقف کیا ہے، تحقیق کے ساتھ حوالجات کی روشنی میں بیان فرمائیں، اگر اور مگر کے ساتھ جواب دے کر ہم سادہ لوحوں کو ذہنی الجھن اور عملی کشمکش میں مبتلا نہ فرمائیں۔

(۴) اور اگر کوئی شخص شاہ محی الدین صاحب پھلواری سے مرید ہو اور حسام الحرمین شریف کی تصدیق کرتا ہو اور نام بنام کافر وہابیہ کو کافر بھی کہتا ہو لیکن حالیہ علمائے پھلواری مثلا مولانا امان کو ہامان اور مولانا عون کو فرعون نہ کہتا ہو اور نہ تعین کے ساتھ ان دونوں کی تکفیر کرتا ہو تو ایسا شخص سنی صحیح العقیدہ ہے یا نہیں۔ جب کہ ہم کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس شخص نے امان کو ہامان اور عون کو فرعون اور حالیہ علمائے پھلواری کو کافر و مرتد کس بنا پر نہیں کہا؟۔

(۵) موجودہ علمائے پھلواری کے بارے میں کسی ایک عالم کی تحقیق یا اس کا اتمام حجۃ حسام الحرمین شریف جیسی اہمیت رکھتا ہے کہ جو کوئی بھی اس عالم کی تحقیق یا اتمام حجۃ کو نہ مانے وہ حسام الحرمین شریف کے منکر کی طرح کافر و مرتد ہے، یا اس عالم کی تحقیق یا اتمام حجۃ سے اختلاف کی گنجائش؟۔ اور مزید اس پر جماعتی سطح سے تحقیق یا اتمام حجۃ کی ضرورت ہے یا نہیں۔ یا اس عالم کا انفرادی زبانی یا تحریری اتمام حجۃ پوری جماعت کے لیے کافی ہے۔ مکمل وضاحت کے ساتھ بیان فرمائیں۔

(۶) علمائے پھلواری یا خانقاہ پھلواری پر کفر وارتداد سے متعلق جماعتی سطح پر اتمام حجۃ ہونے سے پہلے علمائے پھلواری کا کوئی معتقد یا خانقاہ پھلواری کا کوئی مرید وخلیفہ فوت ہو جائے تو کیا آج کا اتمام حجۃ اس فوت ہونے والے معتقد یا مرید وخلیفہ پر نافذ العمل ہوگا یا نہیں؟ جب کہ ہمیں صراحت کے ساتھ یہ نہ معلوم ہو کہ اس فوت ہونے والے معتقد یا مرید وخلیفہ کو علمائے پھلواری یا خانقاہ پھلواری کے کفر وارتداد کا علم تھا یا نہیں؟۔ درانحالیکہ اس معتقد یا مرید وخلیفہ کے ظاہری حال واطوار ایک سچے مسلمان جیسے تھے۔

براہ کرم قرآن وسنت اور اقوال فقہاء کی روشنی میں جواب باصواب سے جلد مشرف فرمائیں کرم خسروانہ ہوگا۔ بینوا توجروا

المستفتی عبد المنان کلیمی (فاضل اشرفیہ مبارکپور)

الجواب

مکرمی سلام مسنون! آپ نے اپنے سوال میں جن باتوں کا ذکر کیا ہے اس سے متعلق دوسرے فریق کے سوال بھی آئے ہیں اور دونوں میں بنیادی اختلاف ہے جس کی وجہ سے جواب میں اختلاف ضروری ہے جس سے مزید اختلاف پیدا ہوگا۔ اس لیے میرے خیال میں یا تو جماعت کے ذمہ دار علماء کو آپ جمع کر کے اپنا معاملہ پیش کریں اور وہ فریقین کے بیان لے کر کوئی فیصلہ دیں۔ یا کم از کم اتنا ہی ہو کہ فریقین کے ذمہ دار حضرات اپنے دست خط سے ایک متفقہ سوال تیار کریں تا کہ جواب کے اختلاف سے کوئی غلط صورت حال نہ پیدا ہو۔ فقط

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۵ ر شوال المکرم ۱۴۰۸ھ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

(۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

زید جو علاقے کے مشہور عالم دین، مبلغ شریعت، متقی و پرہیز گار تھے اور جن کی بے پناہ کوشش سے اس علاقے میں سنیت کا فروغ ہوا اور جنہوں نے لاتعداد علماء حفاظ پیدا کیے جو مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر گامزن تھے اور کہتے تھے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے بیعت بھی ہیں اور ہمیشہ مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اشاعت میں کوشاں رہتے تھے اور انہوں نے اہل سنت والجماعت کے کئی مدرسے کھولے جس سے مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترویج واشاعت ہو رہی ہے،

نیز زید کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ تھا یعنی علماء حرمین شریفین نے اہانت رسول کرنے والوں پر جو کفر کا فتویٰ دیا اور جن فتاوی کا ذکر حسام الحرمین میں ہوا اس سے زید بالکلیہ متفق تھے اور اپنے بیانات میں بھی بارہا توہین رسول کرنے والے کو کافر کہا بلکہ شک وتوقف کرنے والے کو بھی کافر کہا اور تاحین حیات اسی عقیدہ پر گامزن رہے اور زید موصوف سلسلہ مجیبیہ کے ایک بزرگ سید شاہ محی الدین صاحب سے بیعت تھے تاحین حیات پھلواری شریف آتے جاتے رہے اور وہاں کے اعراس میں بھی شریک ہوتے رہے اور اس خانقاہ کے افراد سے سلام وکلام رکھتے رہے اور سلسلہ مجیبیہ کے فروغ کے لیے کوشاں رہے اور اس سلسلے میں انہوں نے اپنے خطوط کے ذریعہ خانقاہ مجیبیہ کے ذمہ دار افراد کی توجہ بھی اس کی طرف مبذول کرائی خطوط مندرجہ ذیل ہیں۔

خط اول:۔ بخدمت شریف فیض لطیف مولٰنا شاہ عمادالدین صاحب مدظلہ العالی بعد ہدیہ سلام

مسنون ۔بدعائے بزرگان بخیریت رہکر خواہان خیریت ہوں ۔ نیز متعلقین کی خیریت نیک خواست گار ہوں! عزیزم بابو عابد حسین بہت پریشانی وتتبع وتلاش کے بعد آج ہی مکان آگئے ہیں تلاش کرنے میں بھی کئی سو روپے صرف ہوئے اور وہ چار ہزار بھی نہیں ملا جو سودی قرض تھا اور ابھی تک اس کا سود بڑھ رہا ہے اور نہ جانے کب تک بڑھتا رہے گا۔قرض کی ادائگی کی دعا کیجئے۔

جنکپور دھام کا جلسہ بہت ہی دھوم دھام سے ہوا اور سیتا مڑھی دیوبندی کے جلسہ کی شرکت جو کی گئی تھی اس کا خوب اثر لے کر، خوب لعن طعن کر کے، خوب مجیبی مریدوں کو آل مصطفیٰ بمبئی کے ہاتھ پر مرید کرایا گیا ہے، پورے علاقے کے مرد وعورت کا اجتماع تھا کثیر تعداد کو مرید کرایا گیا ہے۔ بریلوی پیر تقریروں سے عوام وخواص کو گرویدہ کر کے اپنا لیتے ہیں اور دوسرے پیروں کے مریدوں کی بیعت توڑوا کر بیعت کرتے ہیں اور آں حضرات نہ خود تقریریں کرتے ہیں اور نہ کراتے ہیں اور نہ ہی دوسرے پیر کے مریدوں کی بیعت لیتے ہیں اور آپ کے مریدوں کی بیعت توڑ کر وہ لیتے ہیں، تو بتلایا جائے کچھ زمانہ کے بعد اس کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ ایک طرف تنفر دلانا بیعت توڑانے کا پیشہ اختیار کیا جارہا ہے اور دوسری طرف جن سے تنفر دلایا جاتا ہے جن کے مرید چھینے جاتے ہیں وہ اس کے برعکس برتاؤ کرتے ہیں، نہ نفرت دلاتے اور نہ ان کے مریدوں کو بیعت کرتے ہیں۔ چند دنوں کے بعد ان کا کیا حال رہے گا اللہ ہی حافظ ہے، آپ سے چند بار میں نے عرض کیا کہ وہ رسالہ جس میں علمائے محتاطین انہیں کافر کہنے سے پرہیز کریں وہ رسالہ یا اس کا پتہ مانگا یہ بھی نہ بتلا سکے تو اور کیا کیا جائے۔

خط دوم :- بخدمت شریف وفیض لطیف جناب مولانا شاہ رضوان اللہ صاحب مدظلہ العالی نے بعد ہدیہ سلام مسنون بفضلہ تعالیٰ وبدعائے بزرگان بخیریت رہ کر خواہاں خیریت مزاج گرامی ہوں۔

ایک رقعہ جناب حضور میں لکھا ہے جس میں مولٰینا شاہ عون احمد صاحب مدظلہ العالی سیتا مڑھی دیوبندی کے جلسے میں شرکت کی تھی اور اہل حدیث وہابی کی مسجد میں وہابی کی اقتداء میں نماز ادا کی تھی اس کے بعد بریلوی کے دو جلسے ہوئے ان جلسوں میں مولٰینا موصوف کی بہت کچھ مذمت کی گئی اور بیان کیا گیا کہ چشمہ لگا کر اور عمامہ لپیٹ کر اور جبہ لگا کر سنیوں کی ناک کاٹنے آئے ہیں اور دشمن نبی کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں وغیرہ اور مجیبی مریدوں کی بیعت توڑا کر آل مصطفیٰ۔مفتی اعظم کے ہاتھ پر بیعت کرائے گئے۔

خلفاء تیغ علی سرکا نہی اور فارغین مدرسہ سرکا نہی کوان کے اساتذہ اپنے متعلموں کو اور خلفاء اپنے مریدوں کو خوب راسخ کر کے پڑھاتے ہیں اور بتلاتے ہیں کہ پھلواری شریف کے قدیمی بزرگان اچھے تھے اور اب کے سب خراب ہو گئے ،لہذا پھلواری شریف سے بیعت نہ ہونا چاہیے ،میری عرض ہے کہ

پھلواری شریف کے خواص میں کوئی بھی تبلیغ واشاعت کے لیے لب کشائی فرمائے اور نہ متوسلین علماء میں سے کوئی بھی پھلواری شریف کے اکابر بزرگان کے فضائل ومحاسن بیان کر کے اہل پھلواری کی شخصیت بتلائے اور دوسرے سلاسل کے شیخ لوگ پھلواری مریدوں کی بیعت توڑ کر بخوشی اپنے سلسلے میں داخل کرتے ہیں اور پھلواری کے بزرگان اس سے پرہیز کرتے ہیں۔

اسی سبب سے وہ لوگ پھلواری مشائخ کو بے حس وخوابیدہ شمار کر کے حملہ پر حملہ کرتے اور فتح پر فتح کے طبل بجاتے ہیں، کاش کہ حلقہ بگوشان علمائے پھلواری مثلاً مولینا سید الزماں پوکھر پروی وجمال الدین صاحب کلکتوی وجمال الدین صاحب چھپروی وشبنم کمالی وغیرہ ایک وفد کی صورت میں جابجا تقریریں کرتے اور اہل پھلواری کی شخصیت کو بتلاتے اور ان کے سوالوں کے جواب دیتے تو ان کے پاؤں اکھڑ جاتے اور حملہ کرنے سے رک جاتے۔ انتہا محمد زاہد حسین

جب زید موصوف کے خطوط کسی صورت سے عمرو کو ہاتھ آئے تو عمرو نے اڑانا شروع کیا کہ زید کا عقیدہ خراب ہوگیا ہے۔ لہذا ان کے پیچھے نماز وغیرہ جائز نہیں اس کی اطلاع جب علاقے کے علمائے کرام کو ملی تو فوری طور پر علمائے کرام کی نشست عمل میں آئی اور اس میں ایک کاغذ تیار کیا گیا کہ توہین رسالت کرنے والے خواہ علمائے بریلوی ہوں خواہ علمائے پھلواری کافر ہیں۔ بلکہ جو ان کے کفر وعذاب میں بھی شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جیسا کہ علمائے حرمین شریفین کا فتویٰ حسام الحرمین میں مذکور ہے، بعدہ زید موصوف کے سامنے اس کاغذ کو پیش کیا گیا تو زید موصوف نے فرمایا توہین رسول کرنے والے کو میں کافر جانتا ہوں بلکہ اس کے کفر وعذاب میں شک کرنے والے کو بھی کافر جانتا ہوں۔ اور اس پر اپنا دستخط کردیئے نیز علمائے کرام نے بھی اپنے دستخط کئے۔

زید موصوف کے انتقال سے دس دن پہلے ان پر فالج کا حملہ ہوا جس میں بھی شریعت کی پاسداری کا خیال ہمہ دم ملحوظ رہا اور اس دوران کوئی نماز بھی قضا نہیں ہوئی اور اہل سنت والجماعت پر قائم رہے اور خاتمہ بالخیر کے لیے لوگوں سے دعا کی درخواست کرتے رہے اور خود بھی توبہ واستغفار کلمہ طیبہ اور ایمان مجمل کا ورد کرتے رہے اور انہوں نے اپنے لڑکوں سے بھی مذہب اہل سنت والجماعت پر گامزن رہنے کی اور شریعت کی پاسداری کی وصیت کی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے از روئے شرع زید موصوف پر کیا حکم صادر ہوتا ہے مدلل ومفصل جواب تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور عندالناس مشکور ہوں۔ بینوا توجروا المستفتی عبدالحمید رضوی

بدرس مدرسہ قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی پوسٹ پیرا بازار ضلع مہوتری نیپال، ۸/نومبر ۱۹۸۷ء

الجواب

ہمارے پاس طرفین سے سوالات آئے ہیں جن میں واقعہ سے متعلق بیانوں میں اختلاف ہے ظاہر ہے کہ ان اختلافات کی وجہ سے جواب میں بھی اختلاف ہوگا اور فریقین اپنی اپنی جیت کا ڈنکا بجائیں گے۔اس لیے یا تو یہ کیجئے کہ جماعت کے ذمہ دار علماء کو جمع کر کے فریقین اپنا مسئلہ ان کے سامنے رکھ کر فیصلہ کرالیں۔یا کم از کم اتنا ہو کہ فریقین اپنے دستخطوں سے ایک متفقہ سوال ہی تیار کرلیں تاکہ جواب میں اختلاف نہ ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم والسلام

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ،۵رشوال المکرم ۱۴۰۸ھ

(۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی کتاب میں سید سلیمان ندوی کو رحمۃ اللہ اور سید ابوالحسن ندوی کو مدظلہ لکھا ہے بکر نے اس کے متعلق پوچھا کہ یہ حضرات کافر ہیں اور ہمارے عقیدے کے خلاف ہیں تو اس کے جواب میں زید نے کہا کہ ہمارا عقیدہ ہی نہیں بلکہ ہمارے سلسلے کے تمام لوگوں کا یہی عقیدہ ہے کہ کسی کو برا بھلا نہیں کہتے نہ کسی کافر کو کافر کہتے ہیں بلکہ توقف کرتے ہیں،اور رحمۃ اللہ علیہ تو کافر ومسلمان دونوں کو کہہ سکتے ہیں مگر مدظلہ سے گریز کرنا چاہیے،اس پر بکر نے کہا کہ آپ کی کتاب میں تو لکھا ہوا ہے،اس پر زید نے کہا کہ میرا معاملہ الگ ہے میں تو کسی گورنر کو عزت مآب لکھ دیتا ہوں مجھے تو سب لوگوں سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔

دوران گفتگو زید نے کہا کہ ایک مرتبہ جب میں چھوٹا تھا تو ایک میت کو چند آدمی یہ کہتے ہوئے رام رام ست ہے لیے جارہے تھے (یہ ہندو جب اپنے مردوں کو لیے جاتے ہیں تو کہتے ہیں) تو میں نے کہا نار جہنم۔تو میرے والد نے کہا ایسا مت کہو ہوسکتا ہے کہ یہ کسی مسلمان کی میت ہو،ایک بات یہ بھی کہا کہ امام مالک علیہ الرحمہ کے نزدیک یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز کے اندر ہوا خارج کرے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا،تو بکر نے کہا ماخرج من السبیلین چاروں اماموں کے نزدیک متفق علیہ ناقص وضو ہے،اس پر زید نے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ جا کر مطالعہ کرو کسی دوسرے سے پوچھ لو،تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ سید سلیمان ندوی کو رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن ندوی کو مدظلہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟اور جس کا یہ عقیدہ ہو کہ کسی کافر کو کافر نہ کہو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اگر وہ پیر ہے تو اس سے مرید ہونا یا اس کی تعظیم کرنا درست ہے یا نہیں اور کیا کسی مسلمان کی میت کو دیکھ کر یا لے جانے والوں کو مذکورہ الفاظ کہنا جائز ہے یا نہیں؟نیز ہوا خارج ہونے سے امام حنبل علیہ الرحمہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جائے گا یا نہیں ان تمام باتوں کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں اور اقوال ائمہ کی روشنی میں بالدلیل عنایت فرمائیں۔

المستفتی عبد الغفار اعظمی مدرس دار العلوم سرکار آسی سکندر پور بلیا

الجواب

مولوی سید سلیمان ندوی صاحب اخیر وقت میں مولوی اشرفعلی صاحب کے مرید ہو گئے تھے او رمولوی اشرفعلی صاحب پر علماء عرب وعجم نے کفر کا فتوی دیا ہے، اس لیے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ارادت کے بعد وہ بھی انہیں کی راہ پر خارج الاسلام ہوئے اور کافر کے لیے دعا مغفرت ورحمت نص قرآنی سے منع ہے:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ﴾[التوبة:۱۱۳]

﴿سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾[المنافقون:۹]

تو جب حد یہ ہے کہ خود پیغمبر خدا ﷺ کو بھی ان کے لیے دعاء مغفرت کی بھی اجازت نہیں ہوئی تو کسی پیر فقیر کو دعاء مغفرت سے آگے بڑھکر دعاء رحمت کی اجازت کیسے ہوگی، یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مولوی سلیمان ندوی کو رحمۃ اللہ علیہ کہا گیا ہو کہ یہ ان کے لیے رحمت کی دعا ہے اور اگر صرف رحمۃ اللہ لکھا ہو تو یہ مدظلہ لکھنے کے حکم میں ہوا کیونکہ اب مطلب یہ ہوگا کہ سلیمان ندوی صاحب اللہ کی رحمت ہیں تو یہ ان کی تعظیم وتکریم ہوئی جیسے مدظلہ لکھنے میں تعظیم ہوئی ہے اب تعظیم کا حکم سنئے۔

مولوی سلیمان ندوی کے بارے میں تو معلوم ہو گیا کہ وہ کیا تھے، مولوی ابو الحسن ندوی صاحب المعروف بہ علی میاں غالی قسم کے وہابی اور گمراہ ہیں اور فسق فی الاعتقاد تو بڑی بات فسق فی العمل کے لیے رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ "اذ مدح الفاسق اهتزله عرش الرحمن"

(تهذيب تاريخ دمشق:۶/ ۴۰)

خاص بدمذہبوں کے لیے فرمان رسول ہے:

"من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام" (الموضوعات: ۱/ ۲۷۰)

ان دونوں حدیثوں میں بھی حکم سب کے لیے ہے کہ فاسق کی تعریف سے اس اللہ کا عرش لرزتا ہے اور جس نے بدمذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام ڈھانے میں مدد کی، کسی پیر فقیر عالم وجاہل کی کوئی تخصیص نہیں پس ان لوگوں کو رحمۃ اللہ علیہ اور مدظلہ کہنے میں ان کی تعظیم ہے جواز روئے حدیث ناجائز وحرام ہے۔

الغرض پیر صاحب نے یہ دونوں مسئلے غلط بتائے ہیں، کافر وبددین کو نہ رحمۃ اللہ علیہ کہہ سکتے ہیں نہ مدظلہ نہ اس میں کسی کیلیے کوئی چھوٹ ہے کہ فلاں کہہ سکتا ہے اور فلاں نہیں جب رسول اللہ ﷺ کو دعا مغفرت کی اجازت نہیں ملی تو دوسروں کو کیا ملے گی۔ افسوس!

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ یہ پیران حرم بے توفیق

ایک حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو مسلمان بادشاہ کے دربار کی حاضری اور اس کو سلام کرنا گوارا نہیں کرتے تھے، اگر کبھی وہ خود حاضر ہوتا تو خود پہلے ہی گھر میں چلے جاتے کہ اس کیلیے قیام نہ کرنا پڑے اور یہ پیران عظام ہیں فرماتے ہیں مجھے سب سے ملنا ہوتا ہے، میں تو کافر کو بھی رحمۃ اللہ علیہ مدظلہ اور عزت مآب سب کچھ لکھوں گا، اسی طرح اپنے والد صاحب کے ارشاد کا حوالہ بھی بے موقع اور قیاس مع الفارق ہے انہوں نے کافر کو "فی نار جهنم" کہنے سے روکا تھا کافر کو " فی الجنة " کہنے کا حکم تو نہیں دیا تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ مدظلہ کہنے کا حکم تو نہیں تھا، دونوں باتوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے، تندرست آدمی حالت نماز میں قصداً ریح خارج کر دے یا بے ارادہ ریح خارج ہو ہر حال میں وضو ٹوٹ جائے گا، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے غلط کہتا ہے، ابن رشد اندلسی جن کی کتاب بدایہ ونہایہ کا یہ موضوع ہے تحریر فرماتے ہیں:

"اتفقوا فی هذا الباب علی انتقاض الوضوء من البول والغائط والريح والمذی والودی"

تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ وضو پیشاب پاخانہ اور ریح اور مذی اور ودی سے ٹوٹ جاتا ہے۔

اسی میں ہے: "لما اجمع المسلمون علی انتقاض الوضوء مما یخرج من السبیلین من غائط وبول وریح ومذی بظاهر الکتاب وظاهر الآثار بذلك ینظر یطرق الی ذلك ثلثة احتمالات احدها ان یکون الحکم انما علق باعیان هذه الاشياء فقط المتفق علیه علی ماراه مالك رحمة الله علیه"

تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ وضو ان چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے جو پیشاب اور پاخانہ کے راستہ سے خارج ہوتی ہیں وہ چیزیں پاخانہ پیشاب ریح اور مذی ہیں اس میں تین صورتیں ہیں پہلی تو یہ کہ صرف انہیں چار چیزوں کے ساتھ نقض وضو کا حکم خاص ہے جو سب کے نزدیک، بالاتفاق ناقض وضو ہیں یہی امام مالک کا مذہب ہے ان عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی وہی مسئلہ ہے جو سب کا ہے۔

کافر کو کافر کہنا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ [التوبة:٦٦]

حیلے نہ بناؤ تم تو ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔

دوسری آیت میں خود اپنے حبیب اور ان کے واسطے سے ان کی امت سے کہلواتا ہے۔

﴿قُلْ یَا أَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ﴾ [الکافرون:۱]

پیر صاحب کے جو خیالات اس سوال میں درج کئے گئے ہیں ان کے پیش نظر ان کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے نہ ان کو شرعی پیر بنانا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۳ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(۴-۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

(۱) یہاں وہابی دیوبندی کہے جانے والے اکثر ایسے مسلمان ہیں جو بہت سے کاموں میں وہابیوں کا ساتھ دیتے ہیں اسی عمل میں ساتھ دینے کی وجہ سے لوگ ان کو وہابی کہنے لگے حالانکہ وہ لوگ دیوبندیوں کے یا دیگر اقوال کفریہ کے قائل ہیں نہ معتقد ہیں، اکثریت ان میں ایسوں کی ہے جو ان کے اقوال کفریہ کو جانتے بھی نہیں جیسا کہ عند الاستفسار ظاہر ہوتا ہے، ایسے شخص کو انفرادی طور پر کافر کہنا صحیح ہے یا نہیں، اگر ہاں تو کس دلیل سے، اگر نہیں تو ایسے شخص کو انفرادی طور پر نام بنام وہابی کہنے والے کیلیے کیا حکم ہے؟ نیز ایسے شخص کا کھانا دینوی اعتبار سے کھایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ دلیل سے واضح فرمائیں۔

(۲) وہابی دیوبندی کی وہ لڑکی جو عقیدہ باطلہ نہیں رکھتی کسی اقوال کفریہ کی قائل نہیں ہے یعنی وہ مسلمان ہے اس سے نکاح درست ہے یا نہیں؟۔

(۳) کیا مسائل کے بتانے میں علماء کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ سائل جس ماحول کو اور اطراف کو سامنے رکھکر سوال کرے علماء مسائل بتانے میں اس ماحول واطراف کے ساتھ اس کے معیار عقل کو بھی ملحوظ رکھیں۔

المستفتی عبد الرزاق خاں

الجواب

حامداً ومصلیا ومسلما: صورت مسئولہ میں جو لوگ ایسے کلمہ گو مسلمان ہیں کہ وہابی دیوبندی وغیرہ کے کسی بھی اقوال کفریہ کے قائل ومعتقد نہیں یا ان کے اقوال کفریہ کو جانتے ہی نہیں محض ان سے ربط ضبط اور عمل میں ان کا ساتھ دینے کی وجہ سے انہیں انفرادی طور پر وہابی بمعنی کافر ومرتد کہنا صحیح نہیں کہ نام بنام کافر ومرتد کہنے کا حکم بہت اہم ہے۔

چنانچہ بخاری مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

"ایما رجل قال لاخیه کافر فقدباء بها احدهما" (الترغیب:۳/۴۶۴)

اور دوسری حدیث میں امام بخاری نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

"لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک"
تیسری حدیث میں بخاری و مسلم نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضورﷺ نے فرمایا:
"لیس من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ"
(الترغیب: ۳/۷۳)

یعنی اگر کسی شخص نے دوسرے کو کافر کہا تو یہ دیکھا جائے گا کہ واقعی وہ عقیدہ یا قول کے اعتبار سے کافر ہے اگر کسی بھی اعتبار سے کافر ہے جب تو ٹھیک ہے ورنہ کہنے والا خود دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اس لیے کسی بھی بد مذہب کا ساتھ دینے والا اپنے اس عمل کی وجہ سے بڑے سے بڑا فاسق تو ہو سکتا ہے لیکن اسے انفرادی طور پر اس وقت تک کافر و مرتد نہیں کہا جا سکتا جب تک باوثوق ذرائع سے اس کے عقیدہ کے باطل اور اقوال کے کفریہ ہونے پر آگاہی نہ ہو جائے، ایسے افراد کو انفرادی طور پر بلا دلیل شرعی وہابی بمعنی کافر کہنے والے کے لیے ضروری ہے کہ تجدید ایمان تجدید نکاح وغیرہ کرے کہ ایسے کو بلا دلیل شرعی کافر کہنا خود ایمان سے ہاتھ دھونا ہے جیسا کہ اوپر کی حدیث میں گزرا، جو لوگ عمل میں بد مذہبوں کا ساتھ دیتے ہیں لیکن اقوال کفریہ اور عقیدہ باطلہ نہیں رکھتے وہ سب فعل حرام کا مرتکب ہونے کے سبب سے فاسق معلن ہیں، فاسق معلن کے یہاں کھانا دنیاوی اعتبار سے مباح ہے البتہ اس سے بچنا بہتر ہے جیسا کہ
مولوی معنوی علیہ الرحمہ نے فرمایا:

تا توانی دور شو از یار بد　　یار بد بدتر بود از مار بد

قرآن کا مقدس ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ [الانعام: ۱۶۴]
یعنی ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرے کے سر پر نہیں۔
دوسری جگہ فرمایا گیا: ﴿وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ﴾ [النور: ۲۶]
یعنی مومنہ عورت حلال ہے مومن کے لیے۔

دونوں آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے ایک مومن کا نکاح دوسرے مومن سے جائز ہے اس کے گھر والے بد مذہب ہی کیوں نہ ہوں، البتہ ایسی جگہ سے حتی المقدور بچے جہاں نکاح کے بعد بد مذہبوں کے ساتھ ایسے کاموں کے کرنے پر مجبور ہو جائے جن کی شریعت میں ممانعت فرمائی گئی ہے، جیسے کھانا پینا ہم نشینی وغیرہ، ہاں اگر اس کا اندیشہ نہ ہو تو اس سے نکاح کرنا ہی افضل ہے کہ اس میں اس عورت کو گمراہی کے کنارہ سے اسلام کی طرف لاکر ثابت قدم رکھنے میں تعاون ہے جس کا حکم قرآن مقدس میں موجود ہے:
﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ﴾ [المائدة: ۲]　نیکی اور تقوی پر تعاون کرو۔

(۳)حدیث پاک میں ہے:"واضع العلم عند غیر اھلہ کمقلد الخنازیر اللولو والجواھر۔

یعنی جو جس علم کا اہل نہ ہو اس کو وہ علم دینا ایسا ہے جیسے خنزیر کو موتی اور جواہر کا ہار پہنانا جس سے ظاہر ہے کہ علماء جواب دینے میں سائل کی صلاحیت کو ملحوظ رکھیں بزرگوں کا فرمان ہے۔

"کلموا الناس بقدر عقولھم "لوگوں کے ساتھ ان کی معیار عقل کے اعتبار سے بات کرو۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ ورضوان نے فرمایا:

"من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل"

یعنی جس کو اہل زمانہ کی معرفت نہیں ہے وہ جانکار ہونے کے باوجود جاہل ہے۔

مذکورہ حدیث پاک سے اور بزرگوں کے فرمان سے واضح ہے کہ علماء مسائل بتانے میں سائل کے ماحول اور اس کے اطراف کے حالات کے ساتھ اس کی معیار عقل کو بھی ملحوظ رکھیں۔

سوال میں اتنی بات تو صحیح ہے کہ جو شخص دیوبندیوں کے کفریات سے آگاہ نہیں ہے اور لاعلمی میں ان کے ساتھ ہے یا آگاہ ہو کر انہیں کافر سمجھتا ہے لیکن اپنی شامت اعمال سے ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات رکھتا ہے تو وہ کافر نہیں ہے، لیکن اگر سنی حضرات دنیادار اس مسئلہ سے یہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ اس اندھی حالت سے فائدہ اٹھا کر ان کے ساتھ ہم سارے تعلقات جائز رکھیں تو یہ غلط ہے، کیونکہ غافل کو ہدایت کرنا دینی ذمہ داری ہے تو یہ غافل ولاعلم سنی جب آگاہ ہوگا کہ دیوبندیوں نے یہ کفر کیا ہے، اب اگر یہ ان کے کفر سے راضی تو یہ خود کافر اور کافر سمجھ کر دنیاوی معاملات میں ان کا ساتھ دیتا ہے تو دوسرے گروہ کی طرح فاسق معلن ہوا جس کی دعوت مطلقاً مباح نہیں اگر اس دعوت میں اصلی وہابی جو کافر ہیں وہ بھی دستر خوان پر موجود ہوں تو ان کے ساتھ کھانے سے آپ سنی صاحب بھی فاسق معلن ہو جائیں گے۔

حدیث شریف میں ہے:"لاتواکلوھم ولاتشاربوھم وان مرضوا فلاتعودوھم"

دوسرے مسئلہ میں بھی اس کی احتیاط ضروری ہے۔ سسرال والوں سے میل جول آمد و رفت اور کھان وان آپ کو فاسق بنادے گا کیونکہ ان کو آپ کافر وہابی مانتے ہیں پس فتویٰ پر عمل در آمد کی صورت یہ ہوگی کہ بالفرض آپ دیوبندی کی سنی لڑکی سے شادی کریں پھر اس کو میکے والوں سے علیحدہ کر دیں ان سے آنا جانا نہ ہو، اس کے بعد بے شک اس کی دینی اعانت پر آپ کو بڑا اجر ملے گا کہ۔ حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم"

بے شک زمانہ کے اعتبار سے شریعت کے بعض احکام بدلتے ہیں مگر کفر و اسلام نہیں بدلتا اسی

طرح نصوص میں تغیر نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ　　۲۹ رمحرم الحرام ۱۴۰۹ھ

بدمذہبوں سے میل جول کے احکام

(۱۔۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید تبلیغی جماعت سے منسلک ہے برعکس اس کے عمر متصلب سنی ہے، عمر نے زید سے دوران گفتگو بتایا کہ کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں اور رسول برحق کی شان میں گستاخیاں اپنے رشحات قلم سے کر بیٹھتے ہیں۔ وہ ہیں مولانا اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، خلیل انبیٹھوی وغیرہم اور عمر نے وہ جملے بھی دہرائے جو ان لوگوں نے لکھے ہیں زید نے اتنی باتیں ہونے کے بعد جواب دیا وہ کوئی ہو کافر ہے اسکے باوجود بھی تبلیغی جماعت میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔

وضاحت طلب امر یہ ہے کہ اب صورت مسئولہ میں عمر زید کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرے مسلمان سمجھے یا اور؟

(۲) عمر متصلب سنی ہے مگر دیوبندی عوام کے قریب جا کر سنیت کی حقانیت واضح کرتا ہے اور ان لوگوں کو سمجھاتا ہے کہ تم لوگوں کو جس کی وجہ سے ہماری جماعت سے دور کیا جا رہا ہے وہ برائی ہماری جماعت میں نہیں ہے۔ یعنی دیوبندی عام عوام کو یہ کہہ کر اپنے پھندے میں لیتے ہیں کہ اسلام نے بت پرستی سے ترک کا حکم دیا اور سنی لوگ مزاروں پر سجدہ کرتے اور کراتے ہیں گویا غیر خدا کی عبادت کرتے ہیں عمر عوام کے قریب ہو کر یہ بتاتا ہے لوگو! یہ برائی جسے یہ لوگ بتاتے ہیں سنیوں میں بھی نہیں ہے بلکہ سنیت کے علمبردار اعلیٰ حضرت تو مزاروں سے دور ہٹ کر فاتحہ پڑھنے کو فرماتے ہیں اور یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ مزاروں پہ کوئی ایسا کام نہ کرو جس سے شرک کا شائبہ تک گذرے، ان باتوں کے ساتھ لوگ سنیت سے قریب ہوتے ہیں۔ وضاحت طلب یہ امر ہے کہ عمر جیسے کو مذکورہ بالا کارکردگی کی وجہ سے صلح کلی کہہ سکتے ہیں اور اگر کسی نے کہہ دیا تو شریعت کی نظر میں عمر کو صلح کلی کہنے والا شخص کیا ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی: محمد نسیم حسین آزاد بستی زانجر نمبر ۲

الجواب

(۱) علماء دیوبند کو کافر بھی کہے اور دیوبندیوں تبلیغیوں کے ساتھ نشست وبرخاست بھی رکھے ایسا آدمی فاسق ہے۔ اور فاسق مسلمان ہی ہوتا ہے۔

(۲) افہام وتفہیم کے لیے دیوبندیوں میں جانا اور بات ہے اور ان کے ساتھ نشست وبرخاست چائے پان اور تعلقات اور بات ہے، یہی مطلب ہے ایاکم وایاھم لا یضلونکم کا اور یہی ناجائز اور ممنوع ہے، پس سائل اپنے طور پر خود ہی فیصلہ کرلے کہ وہ دیوبندیوں کے قریب کس حد تک جاتا ہے ویسا ہی حکم شرع ہوگا۔

غلط طور پر کسی کو صلح کلی کہا ہے تو برا کیا، قاضی شرع ہوتا تو تعزیر کرتا، کہنے والے کو اس سے معافی مانگنا چاہیے جسے صلح کلی کہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۳ رمحرم ۱۰ھ

(۳۔۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) کسی رافضی کو سنی حضرات اپنے مدرسے میں کھانا پکانے کی غرض سے ملازم رکھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ اور اس رافضی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ زید اور بکر کے مترادف قول اس مسئلہ میں ہیں، زید کہتا ہے کہ چونکہ اجرت لے کر رافضی کھانا پکاتا ہے لہذا اس کے ہاتھ کا کھانا کھانا جائز ہے اور بکر کا قول یہ ہے کہ کسی صورت میں جائز نہیں خواہ اجرت لے کر یہ کام انجام دے خواہ بغیر اجرت لیے ہوئے کس کا قول صحیح ہے۔

(۲) کسی ایسے عالم کو جو سنی دیوبندی وہابی وغیرہ تمام کے گھر کھاتا پیتا ہے اس کو سنی حضرات کا اپنے مدرسہ میں مقرر کر کے تعلیم دلوانا کیسا ہے؟ مولانا صاحب کو جب منع کیا گیا کہ یہ فعل از روئے شرع ممنوع ہے تو مولانا صاحب نے جواب دیا کہ میں وہابی دیوبندی کے ہاتھ کا ذبیحہ نہیں کھاتا ہوں بلکہ کبھی ان کے ساتھ چائے پی لیتا اور کھانا کھالیتا ہوں؟ وہ بھی ایسے دیوبندی وہابی کے گھر جو کم فہمی اور لاعلمی کی بنیاد پر عقائد وہابیت پر غیر مطلع وہابیت کی زد میں آچکے ہیں، رہے وہ دیوبندی وہابی جو عقائد وہابیت پر مطلع ہو کر بھی ان کے دین ومذہب سے توبہ نہیں کرتے تو ان کے یہاں کھانا نہیں کھاتا ہوں، مولانا صاحب کا یہ فعل کس حد تک درست ہے، ایسے شخص سے علم حاصل کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے۔ فقط

محمد شہادت اللہ برکاتی یکم صفر المظفر ۱۴۱۰ھ اتوار

الجواب

(۱) اعلیٰ حضرت فتاوی رضویہ جلد ہشتم باب الذبائح میں فرماتے ہیں۔ اسماعیلی رافضی کا ذبیحہ مردار ہے اور ان کے یہاں کا پکا ہوا گوشت بھی حرام ہے مگر یہ کہ مسلمانوں نے ذبح کیا ہو اور اس وقت سے اس وقت تک مسلمانوں کی نگاہ سے غائب نہ ہوا ہو۔ بقیہ کھانوں پر حرمت کا حکم نہیں پرہیز مناسب ہے۔ رافضیوں کو بلا ضرورت ملازم رکھنا منع ہے۔

(۲) سوال میں عالم صاحب نے جیسے بے خبر اور لاعلم وہابیوں کا ذکر کیا ایسے لوگوں سے میل جول میں علماء کے دو گروہ ہیں، بعض میل جول کو منع کرتے ہیں کہ ان کا خراب اثر ہم میں نہ آئے اور بعض جائز رکھتے ہیں کہ قطع تعلق کریں گے تو ان کی اصلاح کیسے ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۰ر صفر المظفر ۱۰ھ

(۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید حافظ قرآن اور عاشق رسول شخص ہے، اس کی ایک بہن ہندہ ہے۔ والدین بھی باحیات ہیں۔ ہندہ کی شادی کا مسئلہ آیا تو والدین نے اس کا نکاح ایک وہابی عالم سے کر دیا۔ اس عقد کو ہوئے تقریباً تیس سال کا عرصہ ہو گیا۔ اور والدین پہلے وفات پا چکے ہیں۔ زید کو وہابی سنی کی تفریق معلوم نہ تھی۔ معلوم ہونے پر زید نے ہندہ کے گھر سے قطع تعلق کر لیا۔ ہندہ کی اس وہابی عالم سے چھ، سات اولادیں ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا ہندہ کو زید وہابی مرد سے ہمیشہ کے لیے الگ کرے، یا ان سے قطع تعلق ہی رکھے۔ الگ کرتے ہیں تو یہ خطرہ ہے کہ بچوں کی محبت میں ہندہ خود جدا ہونا نہ چاہے۔ اگر کسی طرح وہ راضی ہو تو شوہر اس کو کسی طرح نہ چھوڑے۔ وہ مالدار ہے کورٹ، کچہری کریگا۔ اور زید غریب ہے نمٹنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ علیحدگی کے بعد ہندہ کے نفقہ کا سوال بھی درپیش ہے۔ ہندہ کے لڑکے آئیں تو ان کی ضیافت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور زید کا لڑکا عالم دین ہے وہ اس وہابی کی اصلاح کی غرض سے ہندہ کے گھر جاسکتا ہے یا نہیں؟ وہاں کھا پی سکتا ہے یا نہیں؟

عرفان احمد چشتی کنار مصر ہر پرواں سنت کبیر نگر

الجواب

ہندہ کے وہابی شوہر سے علیحدہ کرانے کے سلسلہ میں جتنے استحالے اور احتمالات آپ نے پیش فرمائے۔ اس کے پیش نظر اسلم طرز عمل وہی ہے۔ جس پر زید نے اب تک عمل درآمد کیا کہ بقیہ زندگی بھی وہ ان سے قطع تعلق ہی رکھے۔ مسلم شریف میں حدیث پاک ہے: ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔ ان کو اپنے سے دور رکھو اور اپنے کو ان سے دور رکھو، کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ زید یا زید کے عالم صاحبزادے کو ان کی ہدایت کی نیت سے ان کے گھر جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ گئے تو سوال پیدا ہوگا چائے پی لو، کھانا کھالو، آج ہمارے گھر قیام کرو، تو ایک نیا جھگڑا پیدا ہوگا، کیونکہ آپ کو حکم تو یہ ہے: ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم و لا تجالسوھم ولا تناکحوھم

(عقیلی) و ان مرضوا فلا تعودوھم و ان ماتوا فلا تشھدوھم ۔(ابو داؤد) و ان لقیتم فلا تسلموھم۔ (ابن ماجہ)

ہاں ہندہ کے لڑکے اگر آپ کے گھر از خود آئیں تو اسلامی رواداری کے خیال سے نہیں انسانیت کے ناطے ان کو چائے پلا سکتے ہیں۔ کھانا بھی کھلا سکتے ہیں۔ مگر آپ کو وہ اپنے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو کہیں تو نہایت نرمی سے آپ معذرت کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو یکم جمادی الاولی ۱۴۲۶ھ

(۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) الف، صحیح العقیدہ سنی ہے۔ حسام الحرمین سے حرفاً وتحریراً وتقریراً متفق ہے اس معاملہ میں اس کے مخالفین وموافقین سب معترف ہیں۔

(۲) الف، عالم دین ہے اہل سنت کے طبقے میں مقبول مقرر ہے، اس کی تقریر میں سنیت کی مقبول تبلیغ ہے۔

(۳) ہاں ضرورت وقت کے مطابق حکومت اور حکام میں اس نے رسائی پیدا کی ہے۔ جس سے اپنے شہر والوں کو فائدہ پہونچتا ہے، اور ادائیگی مراسم سنیت میں سہولت ہو جاتی ہے۔ اور حکام رسی میں یہی اس کی نیت بھی ہے۔

(۴) میم، کا اس کے خلاف یہ الزام ہے کہ وہابی و دیوبندیوں کے ساتھ ربط وضبط تعلقات ہو گئے۔ رافضیوں کو بھی اپنے جلسے میں بلایا۔ اس قسم کی اس کی حرکتیں نہ جانے کتنی ہیں اگر آپ کو تفصیل درکار ہو تو وہاں سے معلوم کریں۔ بہر حال فقیر اس کے ساتھ شرکت نہیں کر سکتا۔

(۵) اب دریافت طلب یہ امور ہیں کہ۔

(الف) اس الزام کا ثبوت اور تفسیر وتشریح الزام لگانے والے میم، کے ذمہ ہے، یا کسی اور کے ذمہ ہے؟ کیا میم کا یہ کہنا کہ اس کے شہر سے تفصیلات معلوم کیے جائیں یہ صحیح ہے یا غلط؟

(ب) کیا وہابیوں رافضیوں وغیرہ کو اپنے جلسے میں تقریر سننے کی دعوت دینا ان سے ربط وضبط رکھنا ہے یا تبلیغ اشاعت وسنت؟

(ج) کیا وہابیوں رافضیوں وغیرہ کو اپنے جلسہ میں سماعت تقریر کے لیے دعوت دینا جائز ہے یا ناجائز؟

(د) اگر یہ لوگ بغیر اجازت جلسے میں آجائیں تو کیا ان کو جلسے سے نکال دیا جائے۔؟

(ر) ایسی صورت میں "الف" کو تقریر کے لیے دعوت دینا جائز ہے یا ناجائز؟

(س) جس جلسہ میں "الف" مدعو کیا ایسے داعی کی دعوت قبول کرنا اور اس کے یہاں مہمان ہونے میں کوئی شرعی قباحت ہے؟

(ش) ایسے جلسہ میں اور ایسے مقرر کی تقریر میں افادہ اور استفادہ کے لیے شریک ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

(ص) "میم" کے اس شرعی تشدد کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ بینوا وتوجروا

محمد متین ایجنسی ہمدم دواخانہ فرینڈ اسٹور ۱۴ ار محمدی مینشن ابراہیم رحمت اللہ روڈ بھنڈی بازار بمبئی نمبر ۳

الجواب

اس مسئلہ میں طرفین سے بے جا زیادتیاں ہوتی رہی ہیں۔ کچھ لوگ خواہ مخواہ بلا ضرورت بھی تشدد پر زور دیتے ہیں اور جو کسی موقع پر اس کی ضرورت محسوس نہ کرے اس کو پلپلا اور صلح کلی قرار دیتے ہیں اور اس کے برخلاف کچھ موقع پرست علماء طرح طرح کی تاویلوں سے اپنی کوتاہیوں کو دین بنانا چاہتے ہیں اور مختلف بہانوں سے اختلاط ناروا کے جواز کی دلیل سوچتے رہتے ہیں افراط وتفریط بیجا ہے۔ اللہ تعالی نیتوں میں اخلاص اور عمل میں استقامت بخشے۔ آمین

مسئلہ بالکل واضح ہے کہ کفار سے کسی قسم کا گھال میل ربط وضبط شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے۔ قرآن عظیم کا ارشاد ہے: "فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين" [الانعام:۶۸] رہ گئے معاملات مثلاً خرید فروخت اور نوکری اس میں اس وقت تک ممانعت نہیں، کہ دین میں مداہنت نہ کرنی پڑے۔ اگر بغیر مداہنت یہ تعلقات بھی نہ رہ سکیں تو یہ بھی منع ہیں: "ولا عبرة للضرورات فانها تبيح المحذورات" مرتدین کا حکم کچھ اور سخت ہی ہے۔ یہ مسئلہ قرآن وحدیث اور کتب فقہ میں اس تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ کہ مزید وضاحت کی ضرورت نہیں اس حکم کی روشنی میں یہ امر بالکل واضح ہے کہ کافر و مرتد کو وعظ سننے کے لیے بلانا اور بات ہے اور بلا کر ان کا اعزاز مثلاً اسٹیج پر بٹھانا منبر رسول پر تقریر کی پیش کش کرنا اور بات ہے ظاہر ہے کہ اذن عام اگر جائز ہے تو اس کی یہ تفصیلی شکل بالکل ناروا ہے۔

اور اس قسم کے الزام پر شرعی حکم صادر کرنے کے لیے قطعاً بار ثبوت الزام لگانے والے کے ذمہ ہے۔ لیکن جس پر الزام عائد کیا گیا خود اس کا اس قانونی حق کو آڑ بنا لینا اور اپنی صفائی کو اسی سہارے ٹال دینا بھی غیر محمود ہوگا۔ کہ حدیث شریف میں ہے: "اتقوا مواضع التهم" [اتحاف:۷/۲۸۳] مگر ان معاملات شرعیہ میں سے ہے۔ کہ جس جس کو بھی کسی ذریعہ سے علم ہو جائے کہ فلاں مداہن ہے اس کو اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ یہ انتظار نہیں کیا جائے گا کہ بار ثبوت تو مدعی کے ذمہ ہے۔ جب وہ گواہ پیش کرے

گا دیکھا جائے گا۔ یہیں سے اس مسئلہ کا جواب بھی واضح ہوگیا کہ الف کا بدمذہبوں کو اپنے جلسہ میں بلانا اذن عام سے بڑھ کر مدارات وموالات اور اعزاز ناروا تک پہونچ گیا ہے تو خود الف کو اپنے جلسوں میں بلانا اور ایسے جلسوں میں شرکت کرنا دینی نقصان کا باعث ہوگا کہ لوگ الف کے وعظ کے ساتھ ساتھ اس کی مداہنت کو اسلامی فعل سمجھیں گے۔ اور عام علمائے ربانین کی اس کے ساتھ شرکت تائید مزید ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے:" من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام "اور بطور رہبر دین کے اس کو جلسوں میں بلانے سے بڑھ کر اس کا اعزاز کیا ہوگا۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو خود اس کو جلسوں میں بلانا یا ایسے جلسوں میں شریک ہونا شرعاً قبیح نہ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۳۰ر صفر ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید ایک سنی صحیح العقیدہ مسلک اعلیٰ حضرت کا پیروکار ہے لیکن ایک دیوبندی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتا ہے لیکن علمائے دیوبند کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرتا ہے مگر خالد جو اس کا مخالف ہے اسے اس بات کا علم ہے کہ وہ سنی ہے لیکن زید کے دیوبندی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے اس کی اقتدا میں نماز کو جائز قرار نہیں دیتا اور عوام کے سامنے طرح طرح کے عیوب ونقائص بیان کر کے اس سے گریز کرنے کی ٹیم تیار کرتا ہے۔

(۲) کیا زید کی اقتدا میں نماز ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟ (۳) ایسے شخص پر شریعت مطہرہ اور قرآن وحدیث کا کیا حکم عائد ہوتا ہے جو بغیر تحقیق کے ایک ایماندار صحیح العقیدہ پر بہتان تراشی کر کے دوسرے کے عقیدہ کو غلط ثابت کرتے ہیں؟ مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی محمد زین الدین مقام وپوسٹ جیشپور ضلع ہوتی نیپال

الجواب

وہابی دیوبندی استاذوں سے تعلیم حاصل کرنا حرام ہے۔ فتاوی رضویہ جلد دہم نصف اول ص ۲۰۷ میں ہے۔ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے؟۔ جواب حرام حرام حرام اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال مبتلائے آثام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾ [التحریم:٦] اسی طرح کسی سنی عالم کی غیبت اور اس پر بہتان تراشی سخت ناجائز وحرام ہے۔ تو بر تقدیر صدق مستفتی زید جب تک دیوبندیوں سے تعلیم حاصل کرنے سے باز نہ آئے اور خالد

بہتان تراشی سے توبہ کر کے خالد سے معافی نہ مانگے دونوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۵؍رجب ۱۶ھ

(۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

کسی بھی کافر سے دلی دوستی کرنا کیسا ہے اور کافر کے ساتھ بیٹھ کر یا ایک پلیٹ میں کھانا پینا کیسا ہے؟۔ اور وہ کافر ایسا ہے جو تمام منہیات شرعیہ سے بچتا ہے تو اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم صادر ہوتا ہے اور ساتھ کھانے والے کیلیے کونسا حکم عائد ہوتا ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی: عقیل احمد، گرام سرولی پوسٹ کچھا۔ نینی تال

الجواب

کسی بھی کافر سے دلی دوستی کرنا حرام وناجائز ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ﴾ [المجادلة:۲۲]

آپ کسی مسلمان کو ایسا نہیں پائیں گے۔ جو اللہ اور رسول اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرے اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

شریعت کے احکام پر پورا پورا عمل کیا جائے۔ تو سب کے حقوق کی ایسی رعایت ہو جاتی ہے۔ کہ آج کے دوست بھی وہ نہیں کر سکتے مثلاً کسی کا نقصان ہو رہا ہو اور ہم اس کو دفع کر سکتے ہوں تو اس شخص کے دوست ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم کو مسلمان ہونے کے ناتے اس کو نقصان سے بچانا چاہیے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ﴾ [آل عمران:۱۱۰]

تم بہترین امت ہو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

کھانا کھانا بھی اگر کسی مجبوری کے تحت ہو۔ جیسے ہوٹل میں ایک ٹیبل پر آپ اور وہ دونوں ہی آگئے تو معاف ہے۔ اس کی عادت ڈالنا جس سے باہم خاندانی رشتہ کا شبہ ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۴۰۵/۵/۱۲ھ

(۹-۱۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید ایک سنی عالم صاحب اور امام ہیں اگر کسی پکے وہابی جو سند یافتہ ہے یعنی جس کو دنیا جانتی ہے کہ یہ بدمذہب ہے اور زید سنی عالم کو بھی معلوم ہے کہ یہ بدمذہب ہے اور عالم صاحب اپنی تقریر کے دوران میں عوام کو یہ خطاب بھی کرتے ہیں کہ بدمذہبوں کے یہاں کھانا کھانا منع ہے اور سخت گناہ ہے اور

ان سے میل جول رکھنا سخت منع ہے پھر اگر زید بدمذہبوں کے یہاں اعلانیہ دعوت ولیمہ کھاتا ہے تو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور امام بنانا کیسا ہے؟۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ تیجہ دسواں یا برسی جو سنیوں کے یہاں بڑے اہتمام سے منائے جاتے ہیں پھر میت والے گھر جہاں یہ سب دنوں میں اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے محفل میلاد و کھانا وغیرہ پکوا کر ایصال ثواب کرتے ہیں اس تیجہ دسواں بیسواں برسی وغیرہ میں اپنے پورے محلوں کے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں یہاں تک کہ بڑے بڑے امیر حضرات کو بھی دعوت دیجاتی ہے اور اس دعوت میں چند غریب حضرات بھی آتے ہیں جہاں پر غریب اور غربت نہیں کے برابر ہو وہاں پر کیا کرنا چاہیے۔ المستفتی قدم بوس محمد نورالدین

الجواب

(۱) زید امام صاحب نے مسجد میں بدمذہبوں کے بارے میں جو مسئلہ بیان کیا کہ ان کے یہاں کھانا کھانا سخت گناہ ہے اور ان سے میل جول کرنا سخت منع ہے یہ مسئلہ صحیح ہے۔ اور اس کے خلاف جو عمل کیا کہ خود دیوبندی کے یہاں دعوتیں کھائیں وہ غلط اور ناجائز ہے ایسے آدمی کو امام بنانا گناہ اور امام ہو تو بشرط استطاعت اس کو امامت سے علیحدہ کرنا واجب ہے۔

شامی میں ہے: ومشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم۔

(۲/۲۵۵)

فاسق کو امامت کے لیے بڑھانا مکروہ تحریمی ہے اور اسی میں ہے۔

کل صلوة ادیت مع الکراهة تجب اعادتها ۔(۲/۱۳۰)

جو نماز مکروہ تحریمی کے ارتکاب کے ساتھ ادا کی گئی اس کا دہرانا واجب ہے امام صاحب اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور آئندہ ایسی حرکت سے باز آئیں اور لوگوں کو اطمینان ہو جائے کہ امام صاحب اب ایسی حرکت نہ کریں گے تو پھر اس کو امام بنایا جا سکتا ہے۔

(۲) مختلف علاقوں میں گھر میں میت ہونے کے بعد بالخصوص گھر کے کسی بزرگ کے انتقال کے بعد تیجہ برسی چالیسویں یا کسی اور موقع پر عام دعوت ہوتی ہے جس میں عزیز رشتہ دار اور پاس پڑوس کے لوگوں کو باقاعدہ دعوت دے کر بلایا جاتا ہے یہ کام شریعت میں ناجائز وممنوع ہے۔

جس نے کیا وہ بھی مجرم اور جو اس میں شریک ہوا وہ بھی گنہگار، اس مسئلہ پر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ایک رسالہ "جلی الصوت لنهی الدعوة عند الموت" لکھا ہے، آپ حضرات اسے منگا کر

پڑھیں اور لوگوں کو نرمی سے سمجھائیں، جو کچھ عذر بیان کیا ہے کہ دیوبندی طعنہ دیں گے یہ بے معنی ہے۔

ایصال ثواب کر کے صرف محتاجوں اور غریبوں کو کھلائے سنی طعنہ دیں گے کہ امام صاحب وہابی ہو گئے یہ بھی بے معنی ہے، کسی کے طعنہ دینے سے حلال، حرام نہیں ہو جائے گا اور امام صاحب مالک نصاب نہ ہوں تو وہ کھا سکتے ہیں، اللہ و رسول کے قانون و دستور کے خلاف دعوت کا دستور ہونا کیا حقیقت رکھتا ہے امام صاحب وہاں پہونچکر فاتحہ دیدیں اور چلے آئیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عام مردہ کے ایصال ثواب کے لیے جو کھانا پکایا گیا چاہے کسی دن پکایا گیا ہو ضرورت مندوں اور محتاجوں کو اس میں جانا جائز اور اس کا کھانا جائز (امام) اور مولانا محتاج ہوں تو انہیں کھانا جائز اس سے ان کی امامت میں کوئی خلل نہیں اور مردہ کے لیے جو دعوت کا رواج ہے بینا جائز ہے یہ نہ کرنا چاہیے اور نہ اس میں کسی کو جانا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(۱۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید بد عقیدہ جماعت یعنی دیوبندیوں سے تعلق رکھتا ہے، ان کے مدرسہ کو چندہ دیتا ہے، ان کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے، ان کے عقیدہ کو برا نہیں سمجھتا ہے، زید اپنی والدہ کے جنازہ کی نماز بھی انہی دیوبندی عالم سے پڑھواتا ہے اور چہارم کی دعوت کے لیے ان کے مدرسہ میں ہی کھانا بنوا کر کھلواتا ہے چونکہ ان کے مدرسہ کے مدرسین اور طلبا گھر گھر جا کر قرآن خوانی کرتے ہیں نہ ہی دعوت چہلم کھاتے ہیں مگر اہل سنت والجماعت کے مدرسہ کے مدرسین اور طلبا کو اپنے گھر بلوا کر قرآن خوانی کرواتا ہے میلاد شریف کرواتا ہے اور دعوت چہلم کھلواتا ہے، چونکہ یہ مدرسین اور طلبا لوگوں کے گھروں میں جا کر دعوت چہارم چہلم کھاتے ہیں اور قرآن خوانی میلاد شریف پڑھتے ہیں اس طرح زید یہ تاثر دیتا ہے کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا ہے، از روئے شریعت یہ فیصلہ کیا جائے کہ مذکورہ بالا باتوں کی مکمل واقفیت کے باوجود مسلک اعلیٰ حضرت کے دعویٰ کرنے والے مدرسہ کے مدرسین طلبا اور ذمہ داران مدرسہ اور میلاد خواں حضرات کو زید کے گھر میلاد شریف پڑھنے قرآن خوانی کرنے اور دعوت چہلم کھانا اور نذرانہ لینا کیسا ہے؟۔

المستفتی محمد کلیم جوہری نقشبندی چوک بازار پوسٹ ضلع سیوان

الجواب

سائل نے اپنی تحریر میں زید پر فرد جرم مبہم الفاظ میں لگائی ہے، مثلاً وہ کہتا ہے زید کا تعلق بد عقیدہ جماعت یعنی دیوبندیوں سے ہے، تعلق کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ خود دیوبندی ہے اور یہ مطلب بھی

ہوسکتا ہے کہ اس سے ربط وضبط ہے، ظاہر ہے کہ دونوں صورتوں کا حکم الگ الگ ہے، تفصیل کے الفاظ بھی ناکافی ہیں دیو بندی مدرسہ کو چندہ دینا گناہ بھی ہوسکتا ہے گمراہی کی وجہ سے بھی ہوسکتا ہے اور کفر کی وجہ سے بھی، تو صرف چندہ دینے سے زید کے بارے میں کیسے فیصلہ ہوسکتا ہے، اسی طرح دیو بندیوں کے عقائد کی بھی بہت قسمیں ہیں، بحرومی، گمرہی اور کفر، سبھی قسم کے ان کے عقیدے ہیں جیسا عقیدہ ہوگا اس کی تائید واطاعث کا حکم بھی اسی حساب سے ہوگا۔ زید پر یک طرفہ کوئی حکم لگانا مشکل۔ اس لیے ہم ایک ضابطہ تحریر کرتے ہیں جس کی روشنی میں زید کی حیثیت متعین کیجئے پھر اسی کے موافق اس کے بارے میں یا دیگر لوگوں کے بارے میں حکم لگائیے خود زید سے کوئی ایسا قول وفعل سرزد ہو جو کفر ہو یا زید کسی کے کفر پر مطلع ہو کر اس کو مسلمان سمجھے تو زید خود کافر۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے تمام تعلقات منقطع کر لیے جائیں۔ اس کو مسلمان سمجھ کر اس سے تعلق قائم رکھنا یا اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا یا اس کی نماز جنازہ پڑھنا کفر ہے اور ایسا کرنے والے پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح فرض ہے۔

یا مذکورہ شخص کو کافر ہی سمجھا مگر غفلت یا لاپرواہی یا سرکشی سے اس کے ساتھ مذکورہ بالا معاملات کئے یا اس کی گمرہی حد کفر کو نہ پہونچی تھی جس کے ساتھ مذکورہ بالا معاملات کئے ایسی صورت میں اس پر توبہ استغفار ضروری ہے۔ پس اصل مسئلہ زید کی دیوبندیت کی یہی تحقیق ہے اسی کے حساب سے خود زید کا اور زید کے ساتھ مسئولہ معاملات جاری رکھنے کا حکم ہوگا۔

عام مردوں کی فاتحہ کا کھانا مالدار نہ کھائیں غریب کھائیں کہ عام مردوں کو زیادہ ثواب کی ضرورت ہوتی ہے اور مالداروں کے کھانے کا ثواب کم ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ مالداروں کے کھانے سے کھانا ضائع نہ ہوا ثواب ملے گا۔ مگر کم، ہاں جو اس کھانے کی آس لگائے رہتا ہے بزرگوں نے کہا کہ اس کھانے سے کھانے والے کا دل مردہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اولیائے کرام کے لیے جو کھانا تیار کیا وہ تبرک ہوتا ہے اسے امیر وغریب سب کھا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۷ رجمادی الاولی ۱۴۲۱ھ

(۱۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

سنی ویلفیر سوسائٹی سنیوں کی ہے جس کے رجسٹریشن میں حسام الحرمین کے ماننے والوں کو لکھا گیا ہے۔ مسجد، مدرسہ، قبرستان اور زمین سب اسی کے نام سے ہے۔ مسمی سیف اس کمیٹی کے بنانے والے اور دستور العمل تیار کرنے والے ہیں۔ جن کے بارے میں مدرسہ حمیدیہ رضویہ بنارس کے مفتی صاحب اور ایک عالم دین اور مدرسہ معراج العلوم اہورہ کے ناظم اعلیٰ کے سامنے ایک مدرس جو حافظ وقاری اور عالم

دین ہے اور اہرورہ کے باشندہ ہیں ۔ نے کہا کہ سیف کو میں بہت روز سے جانتا ہوں وہابی ہے لہذا توبہ کر کے ایمان لائے ۔ اب سیف نے ایک کمیٹی اپنے گاؤں میں اسی نام کی قائم کی ہے ۔ باہری ملکوں سے پیسہ منگاتا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر کے کام چلا رہا ہے۔

اب اس کمیٹی میں سنی مرد عورت بھی شامل ہیں اور سنیوں کی اس کمیٹی کی مسجد اور پراپرٹی برباد کر دیئے اور ساتھ ہی مدرسہ بھی بند کر دیئے ، مار پیٹ پر آمادہ ہوئے اور کئی مقدمے کئی کورٹوں میں چل رہے ہیں ۔ سنیوں کی مسجد اور مدرسہ اور قبرستان و جائداد وقف بورڈ لکھنؤ میں پیسے دے کر وہابیوں کے نام کروا کر متولی بن گئے ۔ اب کچھ سنی مسلمان نماز کے لیے مسجد جاتے ہیں کہ وہ ایک مسجد ہے اور کچھ جانا بند کر دیئے ہیں۔

الجواب

اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے کہ سنی ویلفیر سوسائٹی سنیوں کی ہے اسی کے ارکان وممبران نے اپنی محنت اور اپنے پیسوں سے سنیوں کے لیے مسجد ، مدرسہ اور قبرستان بنوایا اور اس کی آمدنی کے لیے جائداد تیار کی تو شرعاً وہ ساری پراپرٹی سنیوں کے ہی قبضہ میں رہنی چاہیے اور اسی مذہب والوں کو دیانتداری سے اس کا انتظام کرنا چاہیے ۔ کسی دوسرے مذہب والے مثلاً وہابی رافضی غیر مقلد دیوبندی کو اس میں کوئی دخل نہ ہونا چاہئے ۔ بالفرض یہ جائداد اور سوسائٹی قائم کرنے والوں میں سے ہی کچھ لوگ اپنے مذہب سے پھر جائیں اور بدمذہب ہو جائیں تو انھوں نے اس کمیٹی اور جائداد سے اپنا حق کھو دیا ۔ اور اب سنیوں کے اس ادارہ اور جائداد میں تصرف کا کوئی حق نہیں ۔ (فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۴۸۶)

اور قرآن عظیم میں ہے: ﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾[ھود:۴۶]

اے نوح علیہ السلام ! کنعان اب آپ کے اہل سے نہیں ہے کفر کر کے وہ آپ کے اہل سے نکل گیا۔

اور حسب بیان سائل مسمی سیف اور اس کے حمایتی جو اپنے مفاد کے حصول کی خاطر مسجد وغیرہ کو سنیوں کے قبضہ سے نکالنا چاہتے ہیں مفسد اور غلط کار ہیں بے توبہ مرے تو عذاب الہی کے مستحق ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے اور توفیق خیر دے اور جو لوگ مذہب حق اہل سنت و جماعت کی حمایت میں جدا مے درمے جدوجہد کرتے ہیں وہ اجر وثواب کے مستحق ہوں گے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۸/ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

(۱۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ آج دنیا میں اسلام کے دعویدار جتنے فرقے ہیں مثلاً سنی ، شیعہ ، رافضی ، وہابی ، غیر مقلد ، جماعت

اسلامی، جماعت الیاسی، اہل قرآن وغیرہ۔ یہ سب کے سب اہل حق اور ناجی اور رسول اللہ ﷺ کی مختلف اداؤں کے مظہر ہیں، اور حدیث صحیح میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے ان میں سے ایک ہی فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب ناری ہوں گے، وہ سب فرقے زید کے بیان کے مطابق گذر چکے ہیں، اس وقت جتنے ہیں وہ سب اہل حق وناجی ہیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی کھلے الفاظ میں توہین کرنے والا، زید کے بیان کے مطابق ناحق پر نہیں ہے۔ زید کا یہ قول وعقیدہ ہے، ازروئے شرع مطہرہ صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو ان اکابر واصاغر پر کیا حکم نافذ ہوگا جو اس قول وعقیدہ کے منکر ومخالف ہیں اور اگر صحیح نہیں ہے تو زید اور اس کے ہم عقیدہ وہم نوا متبعین ومقتدین کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب

المستفتیان: ضمیر حسن، اصغر احمد، محمد عثمان، حافظ عبد المجید وغیرہم مسلمانان۔

الجواب

آج اسلام کے دعویدار تمام فرقوں کو ناجی اور اہل حق کہنا شدید جہالت وبدترین گمراہی ہے۔ اور صحیح حدیث شریف کی تکذیب بلکہ ان فرقوں سے جو صریح خارج اسلام ہیں ان کے کفر پر اگر مطلع ہوکر بھی سب کو اہل حق اور ناجی سمجھتا ہے۔ تو یہ بھی انہیں کے ساتھ اسلام سے نکل گیا۔ اور برتقدیر صدق مستفتی اگر زید کا قول صحیح صحیح نقل کیا گیا ہے کہ کھلے الفاظ میں رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے والا بھی ناحق نہیں، تو یہ شدید ترین کفر وارتداد ہے۔ درمختار میں ہے: "والکافر بسب النبی من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر" ایسے شخص سے پرہیز کرنا اور اس سے مقاطعہ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم"

ان کو اپنے سے دور رکھو اپنے کو ان سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہی میں نہ ڈال دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ ۳/ ذوالقعدہ

الجواب صحیح: عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۴-۱۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) کانگریس کمیٹی کے لیے ممبر سازی کی کوشش کرنا اور ممبر بننا جائز ہے یا حرام؟

(۲) جمعیۃ العلماء کی خدمت کرنا اور ان کو اپنے گھر دعوت کرنا کھلانا پلانا کیسا ہے؟

(۳) حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے تہتر فرقے ہونے کی خبر دی ہے جس میں ایک ناجی ہونے کی

اور بہتر کے ناری ہونے کی تو کیا ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے ساتھ رشتہ داری نکاح بیاہ کرسکتا ہے؟۔تمام سوالوں کے جواب مدلل بدلائل ہوں۔

الجواب

(۱۔۲) سیاسی جماعتوں میں شرکت اور ان کی جماعت کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اگر دین کے کسی اصول کے خلاف یا اس کو نقصان وخطرہ ہو تو ناجائز ہے ورنہ درجہ اباحت ہے۔

(۳) ان فرقوں میں جن کی گمراہی حد کفر کو پہونچی ہو اس سے شادی بیاہ ناجائز ہے۔عالم گیری میں ہے "لا یجوز للرجل ان یتزوج مرتدة او مسلمة او کافرة اصلية" (۱/۳۶) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ　　الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۱۷۔۱۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) مرکز دہلی کی تبلیغی جماعت میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

(۲) نبی ﷺ یا صحابہ کرام گول ٹوپی کا استعمال کئے تھے یا نہیں؟ محمد یونس نمبر مارکیٹ کلکتہ

الجواب

(۱) ناجائز ہے، یہ جماعت دیوبندیوں کی نئی شیرازہ بندی ہے جس سے ہر صحیح العقیدہ مسلمان کو بچنا لازم۔

(۲) حضور ﷺ گول ٹوپی جو ابھری ہوئی نہ ہوتی استعمال فرماتے تھے وہ بھی عمامہ کے ساتھ۔

اور اصل لباس کا مدار بڑی حد تک عرف ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۹ رذوالحجہ ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ　　الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۱۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

دارالعلوم ندوۃ العلماء میں سنی بچوں کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس اعتبار سے اور ناجائز ہے تو کس اعتبار سے۔اور میرا مقصد صرف پڑھانا ہے اور ہم لوگ بالکل سنی صحیح العقیدہ ہیں۔

المستفتی: حکیم مقبول احمد نہال گڈھ ضلع سلطان پور

الجواب

ندوہ اور اہل ندوہ کی پالیسی پہلے تو صلح کلی کی طرح تھی جو خود بھی گمراہ کن اور دین وایمان کے

لیے بھی، مگراب تو وہ لوگ صاف صاف دیوبندیوں میں گھل مل گئے ہیں اور گمراہوں سے علم دین حاصل کرنا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے: "ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذون دينكم" (مشکاۃ:۳۷)

بدمذہبوں سے تعلیم حاصل کرتے ہوئے گمراہی کا سخت خطرہ ہے۔ العیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۵ رشوال ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۲۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

ہمارا علاقہ جو تقریبا پندرہ بیس خالص مسلم آبادی پر مشتمل ہے۔ مگر باوجود اتنے مسلم اکثریت کے کوئی دینی ادارہ نہیں تھا۔ عرصہ دو تین سال سے ایک دیوبندی مولوی نے ایک نام نہاد عربی مدرسہ جاری کیا ہے جس میں تین دیوبندی مدرسین بچوں کو پڑھاتے ہیں، ہم سنی عقائد کا اس سے شدید اختلاف ہے۔ اور ہمارے بچے اس میں نہیں پڑھتے ہیں۔ لیکن بعض صلح پسند جدید تعلیم یافتہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک سنی عالم فاضل جامعہ اشرفیہ یا فاضل بریلی شریف رکھ لیا جائے تو ہر سنی مدرسہ کے ساتھ تعاون کرنے لگے۔ اور بعض کی رائے ہے کہ نہیں سب سنی اور بریلی ہی کے عقیدہ کے عالم اس میں پڑھائیں۔ ہم لوگ تعاون کریں گے ورنہ نہیں، ایسی صورت میں جناب کی توجہ چند اہم باتوں کی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں۔

کیا دیوبندی کے ساتھ بریلی شریف یا کسی دیگر سنی ادارے کا فاضل تعاون کرسکتا ہے؟ اور کیا ایسے مدرسہ میں جس میں سارے مدرسین دیوبندی عقائد کے ہوں ان کے ساتھ میں رہ کر سنی تعلیمی طور پر ان سے اشتراک کرسکتا ہے؟

بقول بعض ایک سنی عالم ان کے ساتھ تدریسی خدمات انجام دے، بقول بعض سارے اساتذہ اس میں سنی اور بریلوی عقائد کے ہوں، جب ہم تعاون کریں، ہمیں کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے اور کونسی راہ ہمارے لیے بہتر ہوگی؟ خادم بدرالدین ۸۳/۲۸

الجواب

صورت مسؤلہ میں صحیح اور بے خطر راستہ یہی ہے جو حدیث شریف میں ہے:

"اياكم و اياهم لا يضلونكم و لا يفتنونكم" خود ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو۔ کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں۔

پھر اشتراک عمل کی کون صورت ہوسکتی ہے۔ اور موجودہ صورت میں اس مدرسہ کی تعلیم پر کس

طرح بھروسہ کیا جاسکتا ہے۔ مشکوۃ شریف میں ہے: "ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون" یہ علم بھی دین ہی ہے تو یہ سوچ سمجھ کر پڑھا کرو کہ کس سے دین حاصل کررہا ہے ہوسنی مسلمان چھوٹے پیانہ پر سہی اپنا مدرسہ الگ قائم کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۸ر جمادی الاولیٰ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۲۱-۲۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) اگر جان بوجھ کر شیعہ کے وہاں رشتہ داری قائم کردی جائے یا شادی ہوجانے کے بعد وہ شخص شیعہ مذہب اختیار کرے تو لڑکی والے کے لیے کیا مسئلہ ہے۔

اگر چہ وہ سنی ہے اور شیعہ مذہب صرف لڑکے کا ہے اور لڑکی اپنے اسلام پر قائم ہے تو اس لڑکی کے اسلام سے اس کے یہاں آنا جانا کیسا ہے؟

(۲) اگر عشا کی فرض نماز ہورہی ہو اور آخری رکعت میں شامل ہوجائے تو بعد میں کس طرح تین رکعتیں پوری کرنی چاہیے۔ جب کہ امام آخری رکعتوں میں صرف الحمد شریف پڑھتا ہے۔

میں اس طرح پڑھتا ہوں آخری ایک رکعت مجھے ملی امام نے سلام پھیرا۔ میں کھڑا ہوگیا۔ اور میں نے اپنی نماز شروع کی اور الحمد کے بعد سورت پڑھی۔ التحیات کے بعد کھڑا ہوکر الحمد سورہ پڑھی اب جو آخری رکعت ہے اس میں صرف الحمد پڑھتا ہوں اور سلام پھیر دیتا ہوں یہ نماز کیسی ہوئی ادا ہوئی یا نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ نماز الٹ جاتی ہے۔ محمد احمد کان پور

الجواب

(۱) سنی عورت کا نکاح شیعہ کے ساتھ ہوتا ہی نہیں۔ اور اگر شوہر بعد میں شیعہ ہوا نکاح ٹوٹ گیا۔ اور اس صورت میں حکم یہ ہے کہ نہ خود وہاں جائے نہ ان سے خلط ملط رکھے نہ لڑکی کو وہاں جانے دے۔

(۲) امام کے ساتھ آخری رکعت میں شریک ہوکر جس طرح سے آپ اپنی بقیہ نماز پوری کرتے ہیں وہ شرعا درست ہے۔ ترتیب میں جو کچھ الٹ ہوا ہے امام کی اتباع میں ہوا ہے۔ اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور ۸ر جمادی الاولیٰ ۸۵ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف

(۲۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) قرآن پاک کا یہ ارشاد کہ ﴿ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ

الظّٰلِمِیْنَ﴾[الانعام:۶۸] سے مراد مطلقا بدمذہبوں سے اجتناب مراد ہے یا صرف مذہبی مجلس کی ممانعت ہے اور سیاسی مجلس کی اجازت ہے اور سیاسی میل جول کی اجازت ہے، تو اس کی دلیل حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسائل کے مطابق تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

(۲) حدیث پاک کا ارشاد: "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتونکم" سے مراد بدمذہبوں سے دور اور نفور رہنے کی ہے اور اس کی مضرت یہ ہے کہ وہ تمہیں کہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ کہیں تمہیں وہ گمراہ نہ کردیں۔ اور کیا یہ مطلقا ہے؟ یا سیاسی طور پر میل وجول میں حرج نہیں؟ اور اگر حرج نہیں ہے تو اس کی دلیل حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کے مطابق آپ کی کسی تصنیف کے حوالہ سے تحریر فرمادیں۔ بینوا توجروا

(۳) ہمارا مذہب یہی ہماری سیاست ہے؟ یا مذہب الگ چیز ہے اور سیاست الگ چیز ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس کی دلیل اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کے مطابق حضور ہی کی تصنیف کے حوالہ سے تحریر فرمادیں۔

(۴) ندوہ کا فتنہ جو حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ حیات میں تھا اور جس میں بہت علمائے اہل سنت بھی شریک ہوگئے۔ حضور اعلیٰ حضرت نے اس کا رد فرمایا اور متعدد تصنیفات شائع فرمائیں۔ نیز فتنہ مسلم لیگ کا رد حضور مفتی اعظم نے فرمایا اور اس میں شامل ہونے کی ممانعت فرمائی جو شائع بھی ہوئی اور میرے پاس بھی موجود ہے اس کی روشنی میں اب اس دور کے علماء اس میں ترمیم کرتے ہیں اور بدمذہبوں سے سیاسی میل جول کی اجازت دیتے ہیں یہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کے خلاف ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

(۵) متحدہ مقصد کے لیے سیاسی طور پر اگر بدمذہبوں کے ساتھ مل کر کوئی کاروائی کریں اور اس کی اجازت بھی علماء دیں تاہم عام اتحاد میل جول بدمذہبوں سے جس میں کانفرنس طلب کرنا بدمذہبوں کے علماء کو طلب کرنا ان کی تعظیم کرنا ان سے تقریریں کرانا ان سے مصافحہ اور مبارکباد وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟ اور نہیں تو ایسے میل جول اور مواخات کرنے والے اور اس کی اشاعت کرنے والے کا شرعا کیا حکم ہے؟۔ بینوا توجروا

المستفتی غلام احمد رضا رضوی منزل جام جودھ پور

الجواب

بدمذہبوں سے میل جول اور تعلقات کے سلسلہ سے میرا وہی موقف ہے جو قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور جس کی کماحقہ وضاحت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تحریروں میں فرمائی ہے۔۔ں

بدمذہب سے میل جول اور اتحاد کا قائل نہیں اور آپ نے احمد آباد کی جس کانفرنس کا ذکر کیا ہے اگر اس میں واقعۃً سب کچھ وہی ہوا تو اس کے جواز کی شریعت میں تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ میرے بیان کا حوالہ دیا گیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے مسلم پرسنل لاء کے تعلق سے گورنمنٹ سے گفتگو کرنے کے لیے تمام جماعتوں کا ایک وفد بنا، مولوی ظہیر الدین صاحب بمبی والے اس میں اہل سنت کی نمائندگی کرنا چاہتے تھے، محرم شریف کا موقع تھا اس وقت ہندوستان کے بہت سارے علماء اس مسئلہ پر غور کرنے کے لیے بلائے گئے میں بھی حاضر ہوا۔ وہاں میرا موقف یہ تھا کہ ایسے وفد کے ساتھ اگر ہماری جماعت کے ایسے جرأت مند لوگ جائیں جو یہ بات واضح طور پر کہہ سکیں کہ ہر چند کہ اس وفد میں ایسے لوگ ہیں جن سے ہمارا مذہبی اختلاف ہے بلکہ ہم انہیں اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

لیکن اس مشترکہ مسئلہ میں گورنمنٹ سے مطالبہ میں ہم ان کے ساتھ ہیں بحث ومباحثہ کے بعد یہی تجویز منظور ہوئی اور اس مسئلہ میں مولینا حبیب الرحمٰن صاحب مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت برہان الملت جبلپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عمل ہمارے سامنے تھا۔ غور کیجئے کہاں یہ بات اور کہاں وہ مصافحہ بازی ہار پھول نوازی چائے نوشی اور بدمذہبوں سے سیاسی اتحاد کی صدائے بے ہنگام اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے آمین۔

غالبا اس وضاحت کے بعد ہر ہر سوال کا الگ جواب دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ والسلام

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ

(۲۴۔۲۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

سرینام ملک میں سنی مرزائی اور وہابی نظریات کے کلمہ گو لوگ رہتے ہیں جن کے درمیان تقریبا نصف صدی سے محاذ آرائی ہے۔ مناظرے، مجادلے اور افہام وتفہیم کی راہیں آپس میں اختیار کی گئیں شروع شروع میں مولینا محمد عبد العلیم صدیقی اور مولینا شاہ احمد نورانی کی تقریروں اور مناظروں کا اچھا خاصہ اثر بھی ہوا اور بہت سے بدعقیدہ توبہ کر کے مسلک حق اہل سنت وجماعت میں لوٹ بھی آئے اور باقی ماندہ مرزائی وغیرہ اپنی اپنی بدمذہبیت میں گویا راسخ ہو گئے اور اس کی ترجمانی وتبلیغ کے لیے لاہور اور ربوہ وغیرہ سے مبلغین اور علماء کو بھی بلایا، چنانچہ آج تک ان کے علماء ان کی بدمذہبیت کی ترجمانی وتبلیغ کر رہے ہیں اور وہابیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے دو فارغین دیوبند کو بھی رکھ چھوڑا ہے جو اشرف علی تھانوی کو ولی کامل اور اعلیٰ حضرت کو کافر سے بھی بدتر کہتا رہتا ہے۔ جس سے یہاں پر پاکستانی مولینا مفتی محمد اشرف القادری صاحب کا کئی بار مناظرہ ہوا ہے، چند سال پہلے کی بات ہے کہ سورینام میں ایک ایسے مولوی

صاحب تشریف لائے جنکو سورینامی مسلمان سنی عالم دین اور اپنا مقتدی سمجھتے رہے، تشریف آوری کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو مناظر اسلام ولی کامل اور صاحب سلسلہ نقش بندی بھی بتایا چنانچہ کچھ سنی مسلمان ان سے بیعت بھی ہوئے، سورینام کی سب سے بڑی سنی جمعیت نے ان کی خوب خوب عزت افزائی کی جس کی وجہ سے پورے ملک میں سنیوں کے درمیان ان کا نام لیا جانے لگا، اسکے بعد بہت دنوں تک ان کی آمد ورفت کا سلسلہ سورینام میں رہا، ٹھہرنے کے لیے ایک ایسے شخص کے یہاں قیام فرمایا جس کا وہاں کے مرزائی سے گہرا رابطہ ہے حالانکہ مولوی صاحب مذکور یہاں کے حالات سے باخبر تھے پھر بھی اپنے مریدوں معتقدوں سے کہتے رہے کہ سورینام میں نہ کوئی مرزائی ہے اور نہ کوئی وہابی جن لوگوں نے مرزائیوں۔ وہابیوں کو سنیوں سے الگ کیا اچھا نہیں کیا۔ اپنے اس نظریہ کے تحت امسال انہوں نے وہابیوں مرزائیوں سے اپنا رابطہ بڑھایا ان کے یہاں تشریف لے گئے تقریریں کیں۔ دعوتیں کھائیں اور اپنے مریدوں کو بھی ساتھ رکھا۔ ایک مجلس میں ان سے سوال کیا گیا کہ اشرف علی تھانوی رشید احمد گنگوہی قاسم نانوتوی وغیرہم کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں تو انہوں نے برسر مجلس جواب دیا کہ وہ لوگ بھی عالم تھے ان کو کافر و فاسق کہنے کا حق سورینام کے ان پڑھ مسلمانوں کو نہیں ہے۔ اس جواب پر وہابیوں نے نعرے بھی لگائے اور سنیوں کو ذلیل بھی کیا اسی طرح ان کی تقریریں ریڈیو اور ٹیلیویژن سے بھی برابر نشر ہوتی رہیں جن میں انہوں نے سورینام کے سارے کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کو مل جل کر رہنے، آپس میں تعلقات بڑھانے، ان کی خوشی و غم میں شریک ہونے کی تاکیدیں کیں۔ مولوی صاحب موصوف کے اس رویہ سے ان کے بعض مریدوں نے ان کی بیعت فوراً توڑ دی اور ملک کی سب سے بڑی سنی تنظیم (MOESLIM.ASSOCIATION.SURINAM) کے امام سے مطالبہ کیا کہ مولوی صاحب موصوف سے چند بنیادی سوالات کیئے جائیں تاکہ ان کی دینی حقیقت ظاہر ہو جائے اور سنی مسلمان ہوشیار ہو جائیں چنانچہ منسلکہ سوال نامہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا انہوں نے تحریری جواب دینے کا وعدہ کیا اور اس کے باوجود کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے یہ سوال نامہ لے کر یہاں سے چلے گئے۔ چند مہینوں کے بعد وہ آنے والے ہیں اور اپنے تبلیغی مشن کو تیز کرنے والے ہیں لہذا علمائے اہل سنت کی خدمت میں التماس ہے کہ مولوی صاحب مذکور سے اب یہاں کے سنی مسلمانوں کو کس طرح پیش آنا چاہیے

(۱) آیا انہیں سنی مقتدا جان کر ان کی عظمت وتکریم کی جائے۔

(۲) یا ان سے سنیوں کو کنارہ کشی اختیار کر لینی چاہیے۔

(۳) یا ان کی تردید یہاں کے سنیوں پر ضروری ہے۔

(۴) اور اکابر وہابیہ مثلاً اشرفعلی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد، قاسم نوتوی وغیرہم نیز مرزا غلام احمد قادیانی اور اس جماعت کے اکابر کو کافر جاننے اور کہنے کا حق سورینام کے مسلمانوں کو ہے یا نہیں؟۔ امید ہے کہ پوری وضاحت اور اسلامی دلائل کے ساتھ اس کا جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ ساتھ ہی ساتھ منسلکہ سوال نامہ جو مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا اس کا جواب بھی عنایت فرما کر سرینامی سنی مسلمانوں پر احسان عظیم فرمائیں گے۔

المستفتی: امام جماعت سرینام مسلم ایسوایشن پارامار بوسورنیام محمد اسلام بن علاء الدین بن عبدالسبحان مورخہ ۳ر جون ۱۹۸۸ء ۱۸ر شوال ۱۴۰۸ھ

الجواب

(۱) اگر آپ کا بیان صحیح ہے تو جن صاحب کا آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے وہ چھپے ہوئے مرزائی بلکہ پنج کپ صلح کلی ہیں۔

(۲) بلکہ کبرائے دیوبندیہ کے کفری اقوال پر مطلع ہو کر اگر انہوں نے ان لوگوں کے بارے میں خط کشیدہ عبارت کہی تو انہیں کے ساتھ یہ خود بھی کافر ہوئے۔ سنی مسلمانوں کا انہیں مقتدا ماننا اور ان کی تعظیم وتکریم کرنا تو بڑی بات ہے ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا بھی شرعاً ممنوع ہے۔

آیت مبارکہ ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الانعام:٦٨]

جان لینے کے بعد ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ تو بھلا گمراہی اور کفر سے بڑا کون ساظلم ہوگا ضرور ایسے شخص سے سنیوں کو کنارہ کش ہو جانا چاہیے۔

(۳) بے شک ان کے خیالات باطلہ کی تردید ہر سنی پر بشرط استطاعت ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے: "من رأى منكم منكرا فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه و ذلك اضعف الايمان"

جو کوئی غلط بات دیکھے اس کو درست کر سکتا ہو تو ہاتھ سے صحیح کر دے۔ ہاتھ سے کرنا طاقت سے باہر ہو تو زبان سے اس کی غلطی ظاہر کرے اس سے بھی مجبور ہو تو دل میں اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا انتہائی کمزور درجہ ہے۔

(۴) اسلام کے احکام سارے مسلمانوں کے لیے یکساں ہیں سورینامی غیر سورینامی کی کوئی تخصیص نہیں، ہر خطہ کا مسلمان چاہے معروف معنوں میں پڑھا لکھا ہو یا نہ ہو جس کو ان کے کفر سے

ہی ہو ضرور ان کو انہیں کافر کہنے کا حق ہے بلکہ ان کو کافر ماننا اور کافر کہنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۸/ذوقعدہ ۱۴۰۸ھ

(۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے یہاں کے مسلمانوں کا شریعت پاک کے خلاف بکواس کرنا اور شریعت کے بالمقابل اور ہٹ دھرمی پر اڑا رہنا علمائے اہل سنت بالخصوص بریلوی کی خوب خوب مخالفت کرنا وہابیوں دیوبندیوں نجدیوں سے میل جول رکھنا اگر کوئی منع کرے تو اس کی مخالفت کر کے اس کو مجبور کرنا طلاقیں دے کر بغیر حلالہ پھر نکاح کرنا کرانا جو اس طرح کے نکاح کو حرام بتائے اس کی ہر طرح سے عزت و آبرو اڑانا بلکہ کوشش کر کے خود اس کے گھر خاندان میں اس طرح کرنا کرانا ان کا مشغلہ بن چکا ہے۔ نوٹ اس طرح کی بکواس ۹۹/فی صدی عام لوگ ہیں اور ۵/فی صد عالم وحافظ ومولوی و ماسٹر کہلانے والے ہیں، اب ایک فیصدی جو لوگ بچے حضور اب کیا کریں کہاں شادی بیاہ کریں کس طرح سے زندگی بسر کریں چونکہ حضور اس گاؤں کی رشتے داریاں جن جن گاؤں میں سے ہیں وہاں بھی یہی حال ہے کیونکہ میل جول نہ کریں تو کہاں ۹۹ اور کہاں ا۔

لہذا حضور مفتی صاحب قبلہ مدظلہ شریعت مقدسہ کی روشنی میں جواب باصوب سے نوازیں عین کرم نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا

المستفتی فقیر قریشی قادری محمد جمیل اشرف رضوی

رضا نگر نئی مسجد پوسٹ بارا کانپور بتاریخ ۲/۳/۱۴۱۳ھ

الجواب

سوال میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے اگر ان کی بے راہ روی حد کفر کو پہونچی ہو تو ان سے شادی اور میل جول منع ہے۔

لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة او مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذلك لایجوز النکاح مرتدة مع احد. (عالمگیری: ۱/۳۶۰)

اور حدیث شریف میں ہے: ایاکم وایاهم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔

اسی طرح ان سے سلام بھی جائز نہیں۔

بقیہ جو لوگ اس حد کفر کو نہ پہونچے ہوں صرف معاصی اور سرکشی میں مبتلا ہوں ان سے معاملات داری منع نہیں ہے بدرجہ مجبوری ان سے رشتہ ناطہ بھی جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت کتاب الحظر والاباحۃ میں فرماتے ہیں:

ایسے مرتکبان کبیرہ کے ساتھ اختلاط میں نظر علماء مختلف ہے۔ اور قول فیصل یہ کہ اس کا فیصلہ عالم ماہر کی نظر پر ہے جو اصلح سمجھے اس پر عمل کرے۔ کما بینہ الامام حجۃ الاسلام فی الاحیاء ہاں خاص اس حالت میں جب وہ معصیت میں مبتلا ہوں ان کی مجلس میں نہ رہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾[الانعام:۶۸]

بقیہ جو حالت آپ نے تحریر کی ہے وہ ہم کو کچھ مبالغہ آمیز نظر آرہی ہے۔ آخر ہم لوگ بھی تو اسی ہندوستان میں رہتے ہیں۔ عام طور سے حالات ایسے ناگفتہ بہ نہیں ہیں۔

اور اب کہیں ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ ننانوے فیصد موذی مرتدین ہو جائیں تو وہاں وہی حکم ہے۔ ﴿قَالُوٓا۟ أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ ٱللَّهِ وَٰسِعَةً فَتُهَاجِرُوا۟ فِيهَا﴾[النساء:۹۷] واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

(۲۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید شمع نیازی کے مذہب والوں کے یہاں کھانا کھایا پیا اب بکر زید کو کھانا کھلانا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں عوام سنی مسلمانوں کو بکر کے یہاں کھانا پینا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد لطیف الرحمٰن رضوی، سریان بازار بھاٹ پاررانی ضلع دیوریا یوپی

الجواب

صورت مسئولہ میں مسلمان زید کے وہاں اس وقت کھانا کھائیں کہ زید آئندہ شمع نیازی والوں کے یہاں کھانے اور میل نہ رکھنے کا عہد کرے اور جو ان کے وہاں کھانا کھا چکا ہے علی الاعلان مسلمانوں کے سامنے توبہ کرے کہ یا اللہ میں نے شمع نیازی کے ماننے والوں کے یہاں جو کھانا کھایا اس سے توبہ کرتا ہوں تو میرا یہ گناہ معاف کر آئندہ میں ان سے کھان دان اور میل جول نہیں رکھوں گا۔ اگر زید ایسا نہیں کرتا ہے تو اس کے وہاں کھانا نہ کھائیں، نہ اس کو کھلائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۶ رشوال المکرم ۱۴۲۰ھ

(۳۰۔۳۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

(۱) وہ معلم جو مسلمانوں میں نا اتفاقی اور قطع تعلق پیدا کرے شریعت میں کیسا ہے۔

(۲) کسی کے جنازے میں خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو شرکت نہ کرنا کیسا ہے اور وہ معلم جو خود جنازہ میں رہتے ہوئے شریک نہ ہو اور اپنے حامیوں کو شرکت کرنے سے منع کرے تو وہ شریعت میں کیسا ہے وہ امامت کے لائق ہے یا نہیں۔

(۳) ایک شخص کے پاس تاڑ کے درخت ہیں وہ سیزن میں ٹھیکیدار کے یا کسی اور کے ہاتھ فروخت کردیتا ہے وہ شریعت کے نزدیک کیسا ہے اور اگر درخت کا مالک درخت سے قبضہ چھوڑ دیتا ہے تو وہ تاڑ بے دخل ہوجائے گا۔

(۴) یہ ہے کہ ایک شخص کی شادی ہوئی تھی لیکن اسے کوئی اولاد نہیں تھی اس عورت نے اپنی بہن کی جو سگی تھی اس شخص سے شادی کرادی بعد میں شرعی قانون کے مطابق عورت کی طلاق ہوئی اور دوسری عورت کا دوبارہ نکاح ہوگیا وہ طلاق شدہ عورت اپنی بہن کے یہاں کسی تقریب میں آسکتی ہے یا نہیں۔

ناچیز بشیر احمد موضع بسواپوسٹ دھوریا (کسیا) ضلع کوشی نگر

الجواب

(۱) گول مول سوال کا جواب نہیں دیا جاتا آپ کا سوال بھی دور خہ ہے بہت سے دین ودیانت کے دشمن اللہ ورسول کی توہین کرنے بزرگان دین کے خلاف بکواس کرنے والے گمراہ اور بددین بھی ملا مولوی اور نمازی اور پرہیزگار بنکر مسلمانوں میں گھسے رہتے ہیں اور فاسقوں فاجروں اور بدکرداروں سے بھی عام مسلمان پرہیز نہیں کرتے اگر کوئی معلم مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے میل جول اور دوستی اور محبت سے منع کرے تو یہ کوئی برا کام نہیں یہ تو اللہ اور رسول کا فرمان ہے۔

قرآن میں ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾[الانعام:۶۸]

گناہ گاروں کے ساتھ ان کے گناہ کی مجلس میں نہ بیٹھو۔

تو گمراہوں اور بددینوں کے ساتھ دوستی اور مدارات کیسے جائز ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم"

گمراہوں سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں تو ایسے لوگوں سے نا اتفاقی اور دوری کا ہی حکم ہے وہ معلم اگر اس کی تعلیم دیتا ہے تو صحیح ہے ہاں سنی مسلمانوں کے بیچ بلاسبب نا اتفاقی کراتا ہے یا گمراہی پھیلاتا ہے تو سخت گنہگار ہے اس کو ضرور مدرسہ سے الگ کردینا چاہیے۔

(۲) وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں کی نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔ خود قرآن عظیم میں رسول اللہ ﷺ کو منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے یہ فرما کر روکا گیا:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَداً وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾[التوبۃ:۸۴]

ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ ان کی نماز جنازہ نہ پڑھیں نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔

اگر ایسے ہی لوگوں کی نماز جنازہ سے وہ معلم روکتا ہے تو صحیح کرتا ہے۔ اگر اس میں امامت متعلق کوئی اور خرابی نہ ہو تو صرف اتنی بات سے ان کی امامت میں کوئی خرابی نہیں۔ ویسے عام طو مسلمانوں کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر کچھ لوگوں نے پڑھ لیا تو سب کے سر سے فرض اتر گیا۔

(۳) تاڑیا کھجور تاڑی یا سیندھی نکالنے کے لیے اجارہ پر دیں یہ حرام و باطل ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۳۳۵)

(۴) آسکتی ہے لیکن پہلے شوہر سے اس کا سامنا بھی نہ ہونا چاہیے وہ ہر طرح سے اس کے لیے اجنبی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

توبہ وتجدید ایمان کے احکام

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

فرق آقا وغلام اور گدا و شاہ کا ❁❁ تم نے دنیا سے مٹایا ہے بڑے پیار کے ساتھ

زید جو مفتی ہے اس نے اس شعر مذکور کو پڑھنے سے منع کیا اور اس نے کہا کہ اسلام میں مساوات نہیں ہے مساوات ماننا کفر ہے۔ نبی وامتی عالم وغیر عالم باپ اور بیٹے کے درمیان مساوات ماننا اجماع یا ضروریات دین کا انکار ہے اور مساوات کا تو دنیا میں کوئی غیر مسلم کوئی دہریہ بھی قائل نہیں، یوں آزاد وبلا لگام بغیر سمجھے بول جاتے ہیں کہ ہم سب کو برابر سمجھتے ہیں اور ہم سب کو برابر بنانا چاہتے ہیں مگر جب انہیں آزاد لوگوں سے پوچھا جائے کہ ڈی ایم اور چپراسی برابر ہے، تھانیدار اور سپاہی برابر ہے، ڈاکٹر اور بیمار برابر ہے تو یہ جواب یہی دیں گے کہ ہرگز برابر نہیں ہیں، اور دنیائے اسلام میں پیر ومرید حاکم ومحکوم آقا وغلام شاہ وگدا زن وشوہر استاد وشاگرد عالم وغیر عالم باپ اور بیٹے کے درمیان ہرگز مساوات نہیں اور ان میں سے ہر اول کی فوقیت وبرتری اور امتیاز احکام قرآن وحدیث وارشادات ائمہ سے ثابت ہیں، آقا وغلام کا فرق قرآن کریم واحادیث کثیرہ سے ظاہر وثابت ہے۔ اس شعر کا ظاہر مفہوم مخالف شرع ہے، گو شاعر کی نیت ومراد یہ ظاہری مفہوم نہ ہو اور اس شعر کی توجیہ وتاویل صحیح ممکن ہے کہ مراد حسن اخلاق وادائیگی حقوق صفاد عدل وانصاف ظلم ہے، لیکن شریعت ظاہر پر ہے اس لیے اس شعر کو نہ پڑھا جائے اس کا ظاہر مخالف شریعت ہے۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید مفتی مذکور کا یہ کہنا کہ اس شعر کا ظاہر بغیر توضیح وتفصیل وتاویل مخالف شریعت ہے درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں تو زید پر توبہ ورجوع فرض واجب ہے یا نہیں اور زید تنبیہ کے بعد بھی اپنے بیان مذکور کی صحت پر جما رہے اور یہی کہتا رہے کہ میرا یہ بیان درست

اور بالکل صحیح ہے تو زید پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے۔ بینوا توجروا
المستفتی نور احمد خاں ۶ / ربیع الآخر شریف ۱۴۰۶ھ

الجواب

مفتی صاحب نے اس شعر کا جو ظاہر مطلب قرار دے کر کفر کا جو فتوی لگایا صحیح ہی ہے، لیکن ہم کو ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں کہ شعر کا ظاہری مطلب یہی ہے ان کے طور پر تو کوئی حدیث مبارک:
"لا فضل لعربی علی العجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لا حمر علی اسود ولا لاسود علی احمر الا با التقوی" (الدر المنثور: ۶/ ۹۸) کے بھی وہی معنی قرار دے کر جو مفتی صاحب نے شعر میں قرار دیئے ہیں اس حدیث کی تغلیط کر سکتا ہے، ظاہر ہے کہ حدیث شریف کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اہل عرب کی وہ ساری فضلتیں ختم ہیں جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے اس زمانہ میں رنگ اور نسل کی بنیاد پر امتیازی سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ پیغمبر خدا نے اس پر ضرب لگائی ہے۔ اسی طرح سے شاعر کا مطلب یہ ہے کہ آقائی اور غلامی کی بنیاد پر اور راعی اور رعایا میں جو غلط معاشرتی امتیازات برتے جاتے تھے وہ پیغمبر خدا نے ختم کر دیے اور کل مومن اخوۃ کی نوید جانفزا سنائی جس کے نتیجہ میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے آقا سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے غلام کو سیدنا کہہ کر پکارتے تھے۔ پھر حضرت مفتی صاحب کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ شاعر نے تو صرف شاہ و گدا اور آقا و غلام کے فرق مٹانے کی بات کہی اور مفتی صاحب نے اسی کے ساتھ امتی اور نبی ماں باپ اور بیٹے استاد شاگرد سب کو شامل کر دیا اس سے بھی یہ سمجھ میں آتا ہے کہ شاعر آقا و غلام کے اس غلط امتیاز کی بات کر رہا ہے جو حضور ﷺ کے زمانہ میں رائج تھا ورنہ وہ دیگر امتیازات کا بھی ذکر کرتا۔

الغرض ہم کو اس شعر کا ظاہر بھی خلاف شرع نہیں معلوم ہوتا ایسے مواقع پر عقلاً اور عرفاً استثناء ہوا کرتا ہے، واللہ تعالیٰ اعلم　　عبد المنان اعظمی دار العلوم شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق کہ ایک موضع میں زید عمرو وغیرہ کے آپسی تنازع کی بنیاد پر چند گاؤں کے چند افراد کی زید عمرو کے گاؤں میں ایک خاص بیٹھک ہوئی جس میں مسلم اور غیر مسلم بھی شامل ہوئے، چند گھنٹہ کی بحث و مباحثہ میں بات صاف ہوئی۔　　اور یہ کہا گیا کہ آپس میں اتحاد و اتفاق بہترین چیز ہے۔
بیٹھک کی اگوانی کھڑے ہو کر ایک شخص دوسرے گاؤں کے کر رہے تھے۔ اور اس میں بیٹھے ہوئے لوگ ہر چہار جانب سے خوشی و مسرت کا اظہار کئے کہ اتحاد اچھی چیز ہے۔ اس جملے کے فوراً بعد اسی

گاؤں کا بکرا تھا جس پر الزام تھا اور برجستہ کہنے لگا کہ اگر خانہ کعبہ اٹھکر یہاں چلا آئے اور روضہ پاک سرکار کائنات علیہ ﷺ بھی آجائے پھر بھی میرے دل سے کدورت نہیں نکلے گی، بعدہ فوراً اسی مجلس میں اسی گاؤں کے خالد نے بہت اصرار کے بعد توبہ کرایا چونکہ بکر یہاں کا امام ہے اسلیے مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے کچھ قباحت تو نہیں رہ گئی ہے، لہذا شرعی اعتبار سے یعنی نص قطعی اور حدیث وفقہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں عین نوازش وکرم ہوگا۔ میں مشکور ہونگا۔

المستفتی ماسٹر محمد اسرائیل مقام و پوسٹ کھر سڑا بلیا

الجواب

توبہ صادقہ کے بعد آدمی پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: التائب من الذنب کمن لاذنب له۔ (الترغیب: ٤/٧) واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

اگر کسی شخص نے کوئی گناہ کسی قسم کا کیا اور توبہ کی اور پھر گناہ کیا یعنی گناہ کر کے توبہ کیا اور پھر گناہ کیا تو وہ شخص اسلام سے خارج ہو گیا یا صرف گنہگار ہی رہا۔ جواب دیں کرم ہوگا۔

الجواب

جب تک گناہ کو گناہ سمجھتا رہے گا اور گناہ کرنے میں اللہ تعالیٰ پر سرکشی نہ کرے گا مسلمان ہی رہے گا۔ اور ہر دفعہ توبہ صدق دل سے کرے گا تو خدا چاہے تو توبہ بھی قبول ہوگی۔ وھو تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کے آباؤ اجداد طوائف کو گھر میں رکھتے تھے اور اس پیشہ کی جو کمائی ہوتی اسے اپنی ضروریات میں خرچ کرتے تھے اور اسی حالت پر ان کا انتقال بھی ہوا۔ لیکن زید اس وقت کم سن تھا جب وہ بڑا ہوا تو اس کی شادی طائفہ کی ایک لڑکی سے ہوئی، شادی کے تقریباً تیس سال گزر چکے ہیں عام مسلمان اس کے گھر سے قطع تعلق کر چکے ہیں نہ ساتھ کھانا پینا ہے اور نہ رہنا سہنا ہے، زید نماز جمعہ و نماز عیدین کا پابند ہے اور بوقت ضرورت راہ خدا میں مال وغیرہ بھی خرچ کرتا ہے، اب عام مسلمانوں کے پاس حاضر ہو کر ساتھ میں کھانے پینے اور رہنے سہنے کی گزارش کرتا ہے لیکن لوگ ساتھ رہنا نہیں چاہتے۔ چونکہ زید کا گھر بستی سے الگ بھنگیوں کے گھر کے پاس ہے، زید گھر نہیں رہتا بلکہ باہر رہتا ہے۔ اس کے گھر غیر مسلموں کی

آمدورفت ابھی بھی جاری ہے، اس لیے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ اپنے گھر کی جگہ تبدیل کردے اور اپنے پرانے گھر کو چھوڑ دے اور گذشتہ کارہائے ناساز سے توبہ کرے۔ لہٰذا ازروئے شرع بتایا جائے کہ ایسی صورت میں زید کو ساتھ ملانا جائز ہے یا ناجائز۔ اگر ہے تو ملانے کی کون سی صورت ہوگی۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد محفوظ عالم سیوانی

الجواب

بے شک اگر زید سابقہ گناہوں سے توبہ کرے اور ایسے حالات پیدا کرے کہ لوگوں کو اس کی طرف سے اطمینان ہو جائے۔ تو مسلمانوں کو اس کو اپنے ساتھ ملانا شرعا جائز بلکہ کار ثواب ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له"
گناہ سے سچی توبہ کرنے والا بے گناہ ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۹ھ

(۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

گزارش ہے کہ آپ کے پاس پھیکو درزی ساکن رسولپور کے جارہے ہیں ان کے یہاں کی برادری الگ کیا ہے اور کہا ہے کہ اپنے جرم کا کفارہ لکھوا کر لاؤ اور ادا کرو تبھی برادری آپ کو اپنے میں شامل کرے گی جرم حسب ذیل ہیں۔ پھکو کی لڑکی شادی شدہ تھی وہ اپنے باپ کے گھر آئی تھی اسی کو یہاں ناجائز حمل ہو گیا۔ اور ٹائم پر بچہ بھی پیدا ہو کر مر بھی گیا اس کے شوہر نے طلاق دے دیا اب اس کی شادی دوسری جگہ طے ہے اسی بات کا کفارہ شرع سے جو جائز ہوتا ہو آپ لکھ دیجئے گا اس پرزہ پر ٹھیک ہوگا۔

المستفتی سراج الحق سورجپور

الجواب

صورت مسئولہ میں پھیکو میاں کی لڑکی پر توبہ واستغفار فرض ہے۔ اور جب اندازہ ہو جائے کہ اس نے سچی توبہ کر لی۔ اور آئندہ ایسا نہیں کرے گی تو اس کو برادری میں شامل کر لیں۔ پھیکو میاں کی بھی یہ کوتاہی معلوم ہوتی ہے کہ شادی شدہ لڑکی کو انہوں نے کیوں اتنا دن روک لیا کہ یہ نوبت آئی کہ ناجائز حمل ہو۔ انہوں نے کیوں اپنی لڑکی کی نگرانی نہ کی اس لیے یہ بھی پنچوں کے سامنے اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کریں اور پنچ ان کو برادری میں شامل کر لیں۔

حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له"
جو گناہ سے سچی توبہ کر لیتا ہے وہ بے گناہ ہو جاتا ہے۔

یہ جو دیہاتوں میں ڈنڈ رائج ہے کہ برادری کو کھانا دو مسجد پہ چیز رکھو۔ اتنے فقیر کھلا دیہ سب
ناجائز ہے مالی جرمانہ جائز نہیں، ہاں اپنی مرضی سے وہ کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس میں کوئی حرج
نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو یکم رجب ۱۴۰۹ھ

(۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
بکر نے زید سے پوچھا کہاں جارہے ہو زید کہتا ہے کہ میں حج کرنے جارہا ہوں حالانکہ ز
دیکھنے جارہا ہے، اس طرح فلم دیکھ کر آتا ہے، اور کوئی پوچھے کہاں سے آپ آرہے ہو تو کہہ دیتا ہے
کرکے آئے ہیں، لہذا گناہ کبیرہ کرنے والا (یعنی فلم دیکھنے والا) فرائض اسلام کے عظیم فرض
دیکھنے کو تشبیہ دیتا ہے، فقہ حنفیہ سے آسان زبان میں جواب دینے کی زحمت فرمائیں مذکورہ زید پر کیا
ہے تحریر فرمائیں۔ المستفتی محمد خورشید آفاق کریم الدین پور مئو ۱۶؍شوال ۱۴۰۹ھ

الجواب

ظاہر یہی ہے کہ زید کا قول حج کے ساتھ استہزاء ہے جو کفر ہے۔
عالم گیری میں ہے: "لو اشتغل بالشراب وقال مسلمانی آشکارا میکنم"
اگر شراب پیتے ہوئے آدمی نے کہا کہ میں اپنا اسلام ظاہر کررہا ہوں تو کافر ہو گیا۔ یہاں زید
ایک معصیت کو رکن اسلام کہا ہے۔
عالم گیری میں ہے: "الاستهزاء باحكام الشرع كفر"
پس صورت مسئولہ میں زید پر توبہ تجدید اسلام وتجدید نکاح ضروری ہے۔
اسی میں ہے: "يؤمر بالتوبة والرجوع عن ذلك وبتجدد النكاح بينه وبين امرأته"۔
واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم ۲۸؍شوال ۱۴۰۹ھ

(۷-۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
(۱) بکر کے گھر دعوت ولیمہ تھی تمامی مسلمان کھانے کے لیے بیٹھ گئے، بکر کا ایک ساتھی ذا
ہرجن (چمار) تھا اسکو بھی بکر نے بٹھا دیا ہرجن چونکہ دیگر گاؤں کا رہنے والا تھا، اس لیے بکر نے سمجھ
کوئی پہچانے گا نہیں اس لیے یہ بھی بیٹھ کر کھانے لگا مگر بعد میں لوگوں کو اس کی خبر ملی اور پہچانا بعد
لوگوں نے بکر کا بائیکاٹ کردیا اور گاؤں کے لوگوں نے کہا اگر آپ ۵۰۰ روپیہ جرمانہ نہیں دیں گے تب
تم کو ہم لوگ اپنے ساتھ ملا کر کھانا نہیں کھانے دیں گے، بکر نے کہا میرے پاس پانچ سو روپیہ دینے
کی توفیق نہیں ہے مگر لوگ بضد ہو کر نماز پڑھنے سے بھی مسجد سے روک رہے ہیں، بکر کی قربانی اور جنازہ

روک دیئے ہیں، اس کے یہاں میلاد وفاتحہ وغیرہ سے پرہیز کرتے ہیں، ایسی صورت میں کیا کیا جائے یہاں تک کہ بکر نے مسجد میں ۵۰۰ روپیہ چندہ دیا مگر اسے لوگوں نے قبول نہیں کیا۔ بات صرف یہی ہے جو اوپر لکھی گئی ایسی صورت میں شریعت کا حکم بکر پر کیا ہے

(۲) یہ کہ کچھ دن کے بعد ایک دوسرے کے گھر پھر دعوت ولیمہ تھی اس مجلس میں گھر والوں نے ایک شرابی کو بٹھایا جو شراب پی کر کھا رہا تھا اور تمامی لوگوں نے دیکھا اور کھانا بھی کھایا مگر لوگ اس پر کسی قسم کی کوئی کھوج نہیں کیا ایسی صورت میں شریعت کا بیان کیا جائے۔

نوٹ: (۱) بائیکاٹ ہونے والا بکر پکا نمازی ہے جماعت کا بیحد پابند ہے۔

(۳) گاؤں کے ایک مسلمان نے ایک چمار کو سور یعنی خنزیر خریدنے اور بیچنے کے لیے روپیہ دیا ہے اور وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور منافع دونوں شریک میں ایسی صورت میں کیا شریعت کا حکم ہے بیان کیا جائے۔ المستفتی ڈاکٹر شمس الدین رضوی مقام و پوسٹ ٹھوٹھی باری ضلع گورکھپور

الجواب

(۱) بکر نے جو حرکت کی غلطی کی لیکن سزا کی جو تفصیل سوال میں تحریر ہے سخت ظلم اور زیادتی ہے مالی جرمانہ حرام ہے۔ درمختار میں ہے: "ولا یوخذ مال فی المذھب"

اسی طرح سے مسجد سے روکنا نماز جنازہ نہ پڑھانا سخت ظلم ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾ [البقرۃ:۱۱٤]

گاؤں والوں پر لازم ہے کہ یہ ظلم زیادتی چھوڑ دیں اور زید کو جو سزا دی ہے اس کی معافی مانگیں اور زید پر لازم ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کرے اور آئندہ کے لیے عہد کرے کہ اب ایسا نہیں کروں گا اس کے بعد مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اس سے درگذر کریں۔

حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له"

(۲) زید کی طرح یہ لوگ بھی اپنی اس کوتاہی سے بارگاہ الٰہی میں معافی اور استغفار کریں۔

(۳) سور کے کاروبار میں مسلمانوں کے لیے شرکت حرام ہے اور منافع ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۰/ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ

(۱۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہندہ ایک غیر مسلم کے ساتھ ناجائز طریقہ سے رہی اور اس کے ساتھ دو تین راتیں بھی گذاریں۔ پھر اس کے گھر کے لوگ اس کو پکڑ لائے، اب وہ اپنے گھر رہتی ہے۔ تو اب وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ اس کو

شرع کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ المستفتی: وکیل احمد انصاری قصبہ رودر پور ضلع دیوریا

الجواب

زنا اسلام میں بہت برا گناہ ہے۔ مگر زنا کرنے سے مرد ہو یا عورت اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ ہاں اگر مشرکین کا عقیدہ اختیار کرے یا مورتیوں کو پوجے تو اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

صورت مسئولہ میں اگر اس عورت نے غیر مسلم کے ساتھ زنا کیا ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ سب مسلمانوں کے سامنے اس زنا کاری سے توبہ کرے۔ اور اگر اپنا عقیدہ بھی بدلا ہو یا بت پرستی بھی کی ہو تو اس عورت پر توبہ تجدید ایمان اور اس کا نکاح ہو چکا ہو تو اور شوہر اس کو اپنے ساتھ رکھنا چاہے تو پھر سے نکاح بھی کرنا پڑے گا۔ توبہ اور تجدید ایمان کے بعد مسلمان اس کو برادری میں شامل کر لیں۔ اور کفارہ یا جرمانہ وغیرہ کے نام سے اس سے کھانا یا رقم وصول نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۰ ارشعبان ۱۴۲۲ھ

(۱۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ابوبکر سے کرایہ کا مکان لے کر کاروبار کرتا رہا۔ اسی دوران زید کا ناجائز تعلق ابوبکر کی لڑکی ہندہ سے ہو گیا۔ اس کے بعد زید نے اپنے بھائی عمر سے ہندہ کا نکاح کروا دیا۔ نکاح کے بعد زید نے زبردستی عمر کو ہندہ کی ملاقات سے باز رکھا اور خود اپنا ناجائز تعلق برقرار رکھا۔ جس کے نتیجے میں ہندہ سے ایک لڑکی کی ولادت ہوئی۔ لوگوں نے زید کو سمجھا کر یہ کہا کہ ہماری شریعت اور مذہب اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اس پر زید کھلے لفظوں میں بولا کہ اپنے سنی مسلمانوں سے مجھ کو مطلب نہیں۔ لہذا دیوبندیوں سے جا ملا۔ اس پر مسلمانوں نے بھائیوں سے الگ کیا۔ اسی دوران زید کے یہاں شادی کا موقعہ آیا۔ تو مسلمان بھائیوں سے کہنے لگا کہ میرے گھر کی شادی میں شریک ہو جایئے میں غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معافی چاہتا ہوں۔ معافی کے ساتھ جو کچھ بھی شریعت کا حکم ہوگا اس کے مطابق عمل کروں گا۔ اسی بات پر مسلمان اس کی شادی میں شریک ہو گئے۔ زید اپنے کرتوت پر نادم ہے اور اصلاح چاہتا ہے۔

دریافت طلب امر ایں کہ زید، عمر، ہندہ اور جن مسلمانوں نے زید کے ساتھ شادی میں شرکت کی ہر ایک پر حکم شرع کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر ایک کا تفصیلی حکم بیان فرما کر رہنمائی کا موقع عنایت فرمائیں۔ المستفتی: احسان انصاری مقام مجھگاواں بازار بانس گاؤں گورکھپور

الجواب

زید جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے۔ تہ در تہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔ پہلا جرم تو اس کا یہ ہے کہ

جس نے اسے رہنے کے لیے مکان دیا۔ اس کی لڑکی کے ساتھ ناجائز تعلق قائم کیا۔ اپنے اس فعل میں وہ خدا کا مجرم تو ہے ہی بکر کا بھی مجرم ہوا۔ پھر اس نے اس لڑکی کا اپنے بھائی سے بیاہ کیا مگر اس نے بھائی کو اس کی عورت سے ملنے نہ دیا اور خود حرام کاری میں مبتلا رہا۔ یہاں بھی اس کا جرم و گناہ دوہرا رہا کہ بھائی کے حق میں خیانت کی اور اللہ تعالیٰ کے حق میں بھی گرفتار ہو کر گناہ کرتا رہا۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ سے تنگ آکر جب اس نے دیوبندیوں کا سہارا لیا اور دیوبندی ہونے کا اعلان کیا تو اس کے کفر پر رجسٹری ہوگئی۔ ایسے بدبخت انسان کی توبہ صرف زبانی نہیں ہوتی اس پر لازم تھا کہ اپنے ان تمام گناہوں سے بھرے مجمع میں علی الاعلان توبہ کرتا کہ یا اللہ میں اپنے تمام گناہوں سے تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ میں یہ حرکتیں کبھی نہیں کرونگا۔ اور اس کو دیوبندی مذہب سے بھی توبہ اس طرح کرنا چاہیے تھا کہ دیوبندیت سے براءت کرتا پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونا چاہیے تھا۔ اور اپنی عورت کے ساتھ وہ راضی ہو تو دوبارہ نکاح کرنا چاہیے تھا۔ اور سنی عوام پر یہ لازم تھا کہ اب بھی اس کا بائیکاٹ ختم نہ کرتے اتنے دن تک اس کی روش دیکھتے۔ اگر اس کی زندگی میں اصلاح نظر آتی تو اس کو اپنی برادری میں شریک کرتے۔ مگر عوام کھانے کے اتنے بھوکے تھے کہ ان مراحل کے بغیر ہی جاکے اس کی شادی میں شریک ہوگئے۔ اور اس کے جرم میں شریک ہوگئے۔ انہیں بھی توبہ کرنا چاہیے شریعت کا حکم یہی ہے۔ اب بھی اس کا بائیکاٹ جاری رکھا جائے تاکہ وہ اپنی اصلاح کرلے۔ تب برادری میں شریک کرلیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(۱۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اور اس کی بیوی کے درمیان جھگڑا ہوا۔ زید کی بیوی نے زید پر کچھ الزام لگایا، زید نے کہا تم جھوٹ بول رہی ہو، اس نے کہا اگر میں جھوٹ بول رہی ہوں تو حلف لے لو، اس پر زید نے کہا ”حلف کی ماں کا...“ اس جملہ میں زید پر کیا حکم ہوا۔

المستفتی: اختر بڑا گاؤں گھوسی

الجواب

زید نے بہت برا اور ناپاک جملہ اپنی زبان سے نکالا۔ اس پر اس جملہ سے توبہ صادقہ واجب ہے۔ تجدید ایمان کرے اور احتیاطاً نکاح کی بھی تجدید کرے۔ یعنی کئی آدمیوں کے سامنے اگر یہ جملہ کہا ہے تو سب کو جمع کرے اور صرف عورت کے سامنے کہا ہو تو اسی کے سامنے یہ الفاظ صدق دل سے نادم ہو کر اللہ پاک سے عرض کرے یا اللہ میں نے حلف کے بارے میں جو ناپاک جملہ اپنی زبان سے نکالا اس پر میں صدق دل سے نادم ہوں اور شرمندہ ہوں۔ اور تیرے دربار میں توبہ کرتا ہوں اور سچا عہد کرتا ہوں کہ آئندہ

کبھی ایسی بات زبان سے نہیں نکالوں گا۔استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۔یا اللہ میں تجھ پر ایمان لایا تیرے احکام پر ایمان لایا تیرے رسول ﷺ کی تصدیق کی۔ اشھد ان لاالہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔

تجدید نکاح کی صورت یہ ہے کہ دو ایماندار قابل بھروسہ آدمیوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے یہ ضروری نہیں کہ وہ گواہ غیر ہوں میاں بیوی کے اعزہ ہوں تب بھی کام چل جائے گا۔عورت کہے کہ میں نے اپنے آپ کو اتنے روپے مہر کے بدلے تیرے نکاح میں دیا اور شوہر کہے میں نے قبول کیا واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ حضرت علی کا مرتبہ تمام صحابہ سے افضل ہے۔کیونکہ علی نوری ہیں اور حضرت معاویہ اقل درجہ کے صحابی ہیں اور خطا پر تھے کیا یہ صحیح ہے؟

(۲) وہی شخص کہتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اللہ پاک کا تیسرا نور تھے۔ایک اللہ پاک نور تھا۔ دوسرا نور چلا اور حضرت عبد المطلب تک آیا پھر دو حصہ ہوا۔ایک ابو طالب کو ملا دوسرا عبداللہ کو ملا پہلے حصہ سے حضرت علی پیدا ہوئے اور دوسرے حصے سے محمد ﷺ پیدا ہوئے کیا یہ صحیح ہے اور ایسے شخص کو سنی کہا جا سکتا ہے۔

(۳) وہی شخص کہتا ہے حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ زیادہ ہے۔کیونکہ شیخین وفات کے بعد خلافت میں پھنسے رہے۔اور رسول اللہ ﷺ کے کفن دفن میں شریک نہ ہو سکے۔کیا یہ صحیح ہے؟

(۴) وہی شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جب تک حضرت فاطمہ زندہ رہیں شیخین سے کلام نہیں کیا۔بلکہ وصیت کی کہ میرے جنازہ پر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ آئیں۔کیا یہ صحیح ہے؟

(۵) وہی شخص کہتا ہے کہ حضرت علی کا مرتبہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ ہے کیونکہ مسجد نبوی کے اندر تمام صحابہ کے مکانوں کا دروازہ تھا آپ ﷺ نے سب کے دروازے بند کروا دیئے اور صرف حضرت علی کا دروازہ کھلا رکھا۔اس پر حضرت عباس حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں چچاؤں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ نے سب کے دروازے بند کئے اور مولی علی کا دروازہ کھلا رکھا۔فرمایا وحی آئی کہ دروازے بند کرلو تاکہ کوئی ناپاکی کی حالت میں مسجد میں نہ آئے۔چونکہ علی اور ان کے بال بچے حیض و نفاس واحتلام وغیرہ ہر حالت میں پاک رہتے ہیں اور سب ناپاک رہتے ہیں کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

(۶) وہی شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب معراج میں تشریف لے گئے تو اللہ پاک کے سا
ادب سے کھڑے تھے۔ اللہ پاک علی شیر خدا کی آواز میں بولا تو آپ نے عرض کیا کہ یہاں علی کیسے
رہے ہیں۔ اللہ پاک بولا کہ علی نہیں ہیں آپ کو علی سے محبت ہے اسلیے ان کی آواز میں بول رہا ہوں کیا
یث صحیح ہے؟

(۷) حج کی واپسی پر خم غدیر پر رسول اللہ ﷺ نے تمام صحابہ کو جمع کر کے کہا کہ میرے بعد تم اپنا
لی کو سمجھنا اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور حضرت علی کو مبارک باد دی کہ آپ
ے ہادی ور ہبر ہیں کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

(۸) وہی شخص کہتا ہے کہ اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک روز حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بات کر رہے تھے اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی باہر سے آگئے آپ
سے باتیں کرتے رہے مگر چہرہ علی کا دیکھتے رہے جب حضرت علی چلے گئے تو حضرت عائشہ نے پوچھا
جان آپ نے یہ کیا طریقہ اختیار کیا۔ ابو بکر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ
ت علی کا چہرہ دیکھنا مستحب عبادت کے برابر ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

(۹) وہی شخص کہتا ہے کہ یزید کی بیعت خود حضرت معاویہ نے اپنے زندگی میں لوگوں سے خفیہ
یا تھا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

والوں کے جواب صاف صاف اور مدلل تحریر فرما کر ہم سب مسلمانان اہل سنت والجماعت کو اطمینان
ں۔ فقط۔ محمد اسماعیل سلیمان جام نگر یوسف محمد حسین بھیڑی بالا سابھاس مارکٹ ویجی ٹیبل۔

ایک سنی عالم کا جواب

(۱) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو جملہ صحابہ پر فضیلت دینے والا تفضیلی شیعہ ہے۔ اہل سنت
ت کے نزدیک خلفائے اربعہ میں فضیلت خلافت کی ترتیب پر ہے۔ پھر عشرہ مبشرہ پھر اصحاب بدر
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خاطی یا باغی کہنا جائز نہیں۔ آپ کی خطا اجتہادی تھی آپ صحابی رسول
یہ سے افضل ہیں۔ قول امام غزالی و بہار شریعت حصہ اول۔

(۲) اللہ تعالیٰ کے نور کی تجزی اور تقسیم کی یہ روایت جھوٹ بلکہ کفر اور شیعی افتراء ہے۔ صحیح یہ ہے
تعالیٰ نے بلا تجزی و تقسیم اپنے نور سے حضور سید عالم ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا پھر سارے عالم کو آپ
سے ظہور بخشا۔

(۳) یہ بھی شیعوں کا جھوٹ ہے کہ حضرت شیخین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے کفن

دفن میں شریک نہ ہوئے۔ مولانا امام زرقانی اور امام سیوطی نے لکھا کہ حضرات شیخین نے جماعت عشرہ مبشرہ کیساتھ رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ وسلام پیش کیا کہ آپ کی نماز جنازہ اسی طرح باری باری سب نے پڑھی

(۴) حضرات شیخین جناب سیدہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے محرم نہ تھے۔ اس لیے بے ضرورت شرعیہ ان سے کلام کرنا یوں بھی ان سے شرعاً منع تھا۔ ضرورۃ آپ کا کلام کرنا ثابت ہے۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ جناب سیدہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہا سے راضی ہو کر دنیا سے تشریف لے گئیں۔

(۵) احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کے دروازہ کے علاوہ کسی دوسرے کا دروازہ باقی نہیں رہے گا اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ مذی میں غسل ہے یا وضو تو آپ نے فرمایا کہ وضو ہے اس سے معلوم ہوا اس سلسلہ میں شیعوں نے حضرت امیر حمزہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کا نام لے کر الٹا بیان کیا۔

(۶) اللہ تعالیٰ زمان ومکان سے پاک ہے۔ اس کی لیے یہاں وہاں اور سامنے اور آگے پیچھے کا لفظ غلط اور ناجائز ہے۔ سنی روایتوں میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرب خاص میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔ اسی کو رافضیوں نے مولا علی کیلیے گڑھ لیا۔

(۷) خم غدیر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے الفاظ یہ ہیں۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ (البدایة: ۵/۲۱۱) مولا کے معنیٰ دوست اور قریب کے بھی ہیں رافضیوں نے ترجمہ میں افتراء سے کام لیا ہے۔

(۸) بے شک حضرت مولی علی بلکہ حضرات علمائے کرام کے چہرے کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ لیکن اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق سے افضل سمجھنا شیعی جہالت ہے۔

(۹) خفیہ بیعت یزید کی روایت حضرت امیر معاویہ پر افتراء ہے۔

الجواب

سوالات میں جن خیالوں کا ذکر کیا گیا ہے نہایت گمراہ، جو روایتیں بیان کی گئی ہیں اس کا بہت سا حصہ موضوع ہے اور سرمایہ گمراہی اور جو حصہ صحیح ہے اس سے مطلب بھی نہایت غلط نکالا ہے۔ اس کا قائل واقعتاً رافضی معلوم ہوتا ہے۔ اس کو اپنے خیالات سے توبہ کرنا چاہیئے اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو مسلمان اس سے تعلق ختم کر دیں۔ حدیث شریف میں ہے: "یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم باحادیث مالم تسمع انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم" آخری

زمانہ میں مکار اور جھوٹے ہونگے جو ایسی باتیں بیان کریں گے جو تم نے اور تمہارے باپوں نے نہیں سنی ہو نگی۔ تو تم ان کو اپنے سے دور رکھو۔ اور اپنے کو ان سے دور رکھو۔ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ یہ اجمالی حکم ہے۔ تفصیلی جواب علماء کی کتابوں میں ہے مثلاً تحفہ اثنا عشریہ آیات بنیات وغیرہ سے معلوم کیا جائے۔ واللہ تعالی اعلم۔ عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور ۲۵ ربیع الثانی ۸۰ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کی بھینسیں چوری ہو گئیں۔ بعد چوری کاہن سے دریافت کرنے گیا اور کہا کہ بتاؤ میری بھینسیں کون چرایا ہے؟ کاہن نے بتایا کہ تمہارے گاؤں کے فلاں آدمی نے چرایا ہے، کاہن کے بتانے پر مالک بھینس کو یقین کامل ہو گیا اور کل بستی والے کو بلا کر انصاف کیا اور چور کو کافی سزا کیا، اس پر خالد نے کہا کہ کاہن کی بات پر عمل کرنا جائز نہیں، پھر یہ سزا کیسی؟ جب تم لوگوں نے کاہن کے بتانے پر یقین کامل کر لیا تو اب توبہ کرو اور کلمہ پڑھ کر اپنی زوجہ سے نکاح پڑھالو ورنہ بچہ حرام ہوگا۔ اس پر بھینس والا جواب دیا کہ پورنیہ میں ہم لوگوں نے ہمیشہ کاہن کی بات پر عمل کیا اور کاہن صحیح بتاتے ہیں تو پھر کیوں عمل نہ کروں گا ان لوگوں پر چوری صحیح ہے ہم لوگوں نے انصاف صحیح کیا ہے۔ ایسا کہنے والے پر از روئے شرع کیا حکم ہوگا۔ عبدالمطلب پورنیہ (بہار) ۲۲؍مارچ ۱۹۶۹ء

الجواب

بے شک حدیث شریف میں ہے: "من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد بری مما انزل علی محمد ﷺ" (التاریخ الکبیر: ۳/۱۷) اس لیے کاہن کی باتوں پر عمل کرنا سخت ترین گناہ ہے۔ اور مسلمانوں کو اس سے توبہ صحیحہ لازم ہے اور زید اور اس کے ہمراہیوں کو احتیاطاً تجدید ایمان ونکاح بھی کرنا چاہئے۔ لیکن اس کی تکفیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کاہن کو بالذات غیب داں سمجھ کر اس کی تصدیق کریں۔ "یکفر بقولہ عند رویتہ الدائرۃ التی تکون حول القمر یکون مطر مدعیا علم الغیب" واللہ تعالی اعلم عبدالمنان اعظمی اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۱۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید میرا داماد ہے۔ اس نے غلط الزامات لگا کر میری لڑکی پر مقدمہ دائر کیا۔ کچھ لوگوں نے صلح کی بات چیت کی مگر زید نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ایک خدا کے دو خدا ہو سکتے ہیں، ایک رسول کے دو رسول ہو

سکتے ہیں، ایک قرآن کے دو قرآن ہو سکتے ہیں، مگر میں مقدمہ نہیں ہار سکتا۔ بات ختم ہوگئی مقدمہ چنار ہاجو لڑکی کے حق میں خارج ہوگیا۔ زید کے ایسے کلمہ کفریہ کہنے کے بعد جب اس کی قسم بھی ٹوٹ گئی تو میری لڑکی کا نکاح فسخ ہوا کہ نہیں۔ شبیر احمد ولد سلامت اللہ محلہ مدن پورہ متونا تھ بھنجن اعظم گڑھ

الجواب

برتقدیر صدق سائل زید اپنے کلمات کفریہ کی وجہ سے کافر ہوگیا۔ اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔ درمختار میں ہے:" ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح " واللہ تعالی اعلم۔

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ایک ایسا شخص ہے جو زنا کا مرتکب ہوا اسے گاؤں والوں اور برادری کے لوگوں نے برادری سے الگ کردیا اور اس سے معافی اور جرمانہ کے لیے کہا تو زید نے برادری والوں کے سامنے معافی مانگی اور جرمانہ بھی ادا کردیا مگر گاؤں والوں کے سامنے معافی مانگنے اور جرمانہ دینے سے اکڑ گیا اس پر گاؤں کے لوگوں نے اس کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیا تا کہ وہ اس سے باز آئے مگر چند آدمیوں نے اس کا ساتھ دیا تو عرض خدمت یہ ہے کہ زید کے ساتھ اور معاون علی الاثم والوں کے ساتھ ہم کیا کریں ہم اسے برادری سے الگ ہی رکھیں یا اس کے ساتھ کھائیں پئیں از روئے شرع بیان فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا۔

المستفتی محمد طاہر الدین متعلم مدرسہ شمس العلوم گھوسی مئو یوپی۔

الجواب

زید نے جب حرام کاری سے توبہ کرلی تو اب اس کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ،، توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہے۔ دوسری حدیث میں ہے۔ من اتاہ اخوہ معتذراً فلیقبل ذلک منہ محقا او مبطلا فان لم یفعل لم یرد علی الحوض ۔ (الترغیب:۳/۳۱۸) جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی معذرت کرتا ہوا آئے اس پر لازم ہے کہ اس کا عذر قبول کرے چاہے حق پر ہو یا ناحق پر اگر عذر قبول نہ کریگا تو روز قیامت حوض کوثر پر میرے حضور حاضر ہونا نصیب نہ ہوگا۔ ایک بار برادری والوں کے سامنے معافی مانگ لینے کے بعد گاؤں والوں کا اس سے دوبارہ معافی کا مطالبہ کرنا غلط ہے، ہاں اگر وہ دوبارہ جرم کرتا تو اور بات تھی اور مالی جرمانہ وصول کرنا شرعا ناجائز ہے۔ فتاوی کی کتابوں میں ہے۔ ولا یجوز التعزیر بالمال ۔ مالی جرمانہ جائز

نہیں۔ برادری نے جو وصول کیا غلط کیا اسے واپس کردیں۔ اور گاؤں کے لوگوں نے جو مطالبہ کیا ہے وہ بھی غلط تھا اگر زید اپنی توبہ پر قائم ہے یعنی اس نے پھر زنا کا ارتکاب نہ کیا ہو تو محض اس خیال سے کہ بائیکاٹ کردیں گے تو ہمارے سامنے معافی مانگ لیگا اور جرمانہ دیگا اس کا بیکاٹ جاری رکھنا سخت ظلم ہے اور گناہ ہے، فوراً بائیکاٹ ختم کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۱ رذوالقعدہ ۱۵ھ

(۱۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ

زید نے خالد اور خالد کے تمام اہل خانہ کو زمین کی میراث کے تناظر میں کافر کہا ہے جب کہ خالد اور اس کے تمام اہل خانہ مسلمان صحیح العقیدہ سنی ہیں از روئے شرع زید پر کون مسئلہ نافذ ہوتا ہے آیا کیا زید پر یہ مسئلہ پڑیگا اور زید کی بیوی اس کی بیوی رہے گی یا نکاح سے خارج ہو جائیگی؟

مفصل جواب طلب ہے جواب میں اگر کوئی عربی عبارت در پیش ہو تو اس کا مفہوم وصفحات صاف تحریر کریں فقط بینوا و توجرو

المستفتی، صغیر احمد کریم الدین پور گھوسی مئو یوپی ۷ ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۹۵ء

الجواب

کسی مسلمان کو اگر بطور گالی کسی نے کافر کہا، تو کافر نہ ہوگا۔ عالم گیری میں "المختار للفتوی حين هذا المسائل القائل بمثل هذا المقالات ان كان ارادا لشتم ولا يعتقد كافرا لا يكفر" صورت مسئولہ میں ظاہر یہی ہے کہ زید نے جن لوگوں کو کافر کہا بطور گالی کے ہی کہا ہے، حقیقت میں انہیں کافر نہیں سمجھتا، کہ لڑائی جھگڑے میں اکثر ایسا ہوتا ہے اور اگر حقیقت میں وہ انھیں کافر سمجھتا ہے اور کافر ہونے کی کوئی وجہ بتاتا ہے اگر چہ وہ غلط ہی ہو ایسا شخص فقہاء کے نزدیک کافر ہو گیا اور متکلمین کے نزدیک نہیں۔ ایسی صورت میں اس کو احتیاطاً تجدید نکاح وتوبہ استغفار کا حکم ہوگا در مختار میں ہے "ومافيه خلاف يومر بالاستغفار والتوبة وتحديد النكاح" اور اگر بلا تاویل اس کو کافر کہتا ہے اور سمجھتا ہے تو یہ شخص سب کے نزدیک کافر ہے اور اس کے تمام اعمال ونکاح باطل ہو گئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۸ ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ

(۱۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ

ہمارے علاقہ میں ایک شیعہ شخص کا انتقال ہوا جس کی نماز جنازہ شیعہ امام نے اپنے ہم مذہب کے ساتھ ادا کی بعد ازاں ایک دوسرے امام کی اقتداء میں سنی عوام نے پڑھی، دریافت طلب یہ ہے کہ ایسے

شخص کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا کیسا ہے؟۔ المستفتی، ابوالکلام اعظمی ابوسعید پورا عظم گڈھ

الجواب

فتاویٰ رضویہ میں ہے (جلد سوم صفحہ ۲۸۶) روافض زمانہ علی العموم کفار مرتدین ہیں توان کو مسلمان مان کر نماز پڑھی تو یہ کفر ہوا اسے توبہ تجدید اسلام وتجدید نکاح کرنا چاہیے۔اور در مختار میں ہے:"مایکون کفراً اتفاقاًیبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یومربالتوبۃ والاستغفار وتحدید النکاح" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۹ شوال ۹۲ھ

(۱۹) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

کہ ایک دیہاتی شخص محمد الیاس نام کا چند مہینے قبل اپنا مکان ودکان تعمیر کرایا، ایک مسلم دکاندار سے عمارت کا سامان کچھ نقد کچھ ادھار لیا، دو مہینے بعد محمد الیاس نے دکاندار سے اپنا حساب مانگا تو دکاندار نے اپنی کاپی سے نقل کر کے ایک کاغذ حساب کا دیا، محمد الیاس وہ کاغذ اپنے گھر لے گئے، ایک ہفتہ بعد محمد الیاس نے مذکورہ دکاندار سے کہا کہ حساب غلط ہے، دکاندار نے اپنی کاپی ان کو دکھایا محمد الیاس کے درمیان بہت تلخی ہوگئی ایک تیسرے شخص کو محمد الیاس نے اس معاملہ کا فیصل مانا جب تیسرے شخص نے دونوں کی باتیں سنیں دونوں سے تحریری ثبوت مانگا، دکاندار نے اپنی کاپی پیش کر دیا اور محمد الیاس صرف زبانی دعویٰ کرتے رہے تحریری ثبوت نہ پیش کر سکے، دوکاندار کی کاپی پر تاریخ وار سامان وغیرہ لکھے تھے پھر بھی محمد الیاس نہیں مانا اور محمد الیاس نے یہ کہا کہ یہ صاحب یعنی دکاندار حلف لے لیں تو میں مان لوں گا اس پر تیسرے شخص نے کہا کہ دکاندار کا دعویٰ ثبوت کے ساتھ ہے اور آپ کا دعویٰ بلا ثبوت ہے اگر آپ حلف پر بضد ہیں تو حلف آپ کو لینا ہوگا اس پر محمد الیاس نے غصہ میں آکر یہ کہا کہ حلف کی ماں کا........

محمد الیاس کے اس قبیح جملے پر شرع کا کیا حکم عائد ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمایا جائے بینوا توجروا المستفتی، وکیل احمد بن عبدالحفیظ متوطن کریم الدین پور بنکہ گھوسی

الجواب

خاص جملہ کا حکم تو کتب فقہ میں نظر سے نہیں گذرا لیکن اسی قسم کا ایک مسئلہ فتاویٰ رضویہ میں ہے ایک شخص نے جھنجلاہٹ میں کہا ستر پر گئی بسم اللہ، آپ نے جواب میں لکھا ہے: اس نے برا کیا اس پر توبہ فرض تھی اس نے توبہ کرلی اس کے بعد جو لوگ اس کو کافر کہتے ہیں سخت گنہگار ہوتے ہیں، ہمارے نزدیک محمد الیاس کو بھی توبہ استغفار کرنا چاہیے اس نے برا کیا بہت شنیع جملہ بول دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۳ھ

(۲۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

سکونا موضع تھانہ پائین ضلع پلاموں کے رہنے والے محمد عاشق صاحب نے کچھ عرصہ پہلے مذہب کے متعلق ایک ایسی بات منہ سے نکالا جس کے سننے پر لوگوں کو اعتراض ہو، اور یہ بات پھیلی کہ محمد عاشق صاحب نے جو بات منہ سے نکالی وہ کلمہ کفر میں شامل ہے اور عاشق صاحب سے پوچھنے پر یہ بات لکھ کر پیش کیا جس کی اصل کاپی حضور کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ عاشق صاحب کا جو کاپی میں بیان تحریر ہے وہ شریعت مطہرہ کے موافق صحیح ہے یا غلط اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

جناب صدر اتحاد المسلمین پاٹن پلاموں گذارش خدمت یہ ہے کہ جس بارے میں میرے خلاف جو افواہ پھیلائی گئی ہے اس کا بیان یہ ہے۔

آج سے تین برس پہلے یہاں کے لڑکے محمد کلام کی زنا کاری کا کیس ہماری کمیٹی میں آیا تھا، کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ زانی اور زانیہ کا نکاح پڑھا دیا جائے مگر لڑکے کے اقرباء نے نکاح کرنے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ گاؤں کے مکھیا پانڈے جو کہیں گے سو مان لیں گے، کمیٹی کے ارکان نے مشورہ کر کے پانڈے کو بلانے کا فیصلہ کیا، اس کے دوسرے دن میں اور پانڈے جی سڑک پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے بارے میں پانڈے جی نے کہا کہ کیا آپ کے مذہب میں ایسا ہوتا ہے؟ میں نے کہا ہوتا ہے مگر کچھ لوگون کے بہکانے سے وہ نہیں مانتا اور اب آپ کو کیس میں بلایا جائیگا تو پانڈے جی نے کہا کہ اسلام کے اندر زنا کاری کی کیا سزا ہے؟ میں نے بتایا کنوارے کو سو درہ مارنا ہے شادی شدہ کو سنگ سار کر دینا ہے، اس پر پانڈے جی بولے کہ اسلام میں بڑی سخت سزا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ ہمارے علماء تو یہ کرانے کی سزا بولتے ہیں اسپر پانڈے جی نے کہا یہ سزا آسان ہے مگر قانون میں ترمیم ہے۔

اس دوران سڑک کے کنارے سے خنزیر سڑک کی گندگی پاک کرتا ہوا گذرا پانڈے جی بولے یہ جانور تو گندہ ہے مگر بڑے کام کا ہے ساری گندگی صاف کر دیتا ہے، میں نے کہا خنزیر اسی لیے پیدا کیا گیا ہے بتایا جاتا ہے باوا آدم علیہ السلام کو جنت میں گندم کھانے سے حاجت معلوم ہوئی آپ نے جنت کے دروازہ پر رفع حاجت کی تو اللہ تعالی کے حکم سے خنزیر نے داہنا پاؤں جنت میں رکھ کر گندگی صاف کی، اسی لیے قانون جنت کے مطابق پاؤں پاک بتایا گیا تھا یہ اسلام آنے سے پہلے کی بات ہے مگر اسلام کے اندر خنزیر مکمل طور سے ناپاک وحرام ہے۔

حالانکہ اسلام سے پہلے کچھ لوگ اور آج بھی دوسرے مذہب والے حلال سمجھ کر کھاتے ہیں مگر ان کے یہاں بھی زنا کاری منع ہے اور بہت بڑا جرم اور اسلام کے اندر تو خنزیر سے بھی بدتر اور بڑا گناہ

زنا کاری ہے اگر زنا کاروں کو خنزیر کھانے کو کہا جائے تو بوکھلا جائیں گے مگر زنا شوق سے کرتے ہیں، میں نے پانڈے جی سے جتنی باتیں کہی ہیں ان کا منشی مقصد یہ تھا کہ پانڈے جی زنا کاری کو بڑا گناہ سمجھیں اور کمیٹی کے فیصلہ کو برقرار رکھیں۔
المستفتی محمد عاشق

الجواب

تفسیر ابن جریر طبری میں جلد اول صفحہ ۱۸۸ پر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے شیطان کا سانپ کے منہ میں بیٹھ کر جنت میں جانے کا قصہ مروی ہے، بقیہ خنزیر والا قصہ کسی معتبر یا غیر معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گزرا ممکن ہے یہ روایت غلط ہو۔

اور توبہ تو ایک اچھی بات ہے حدیث شریف میں ہے کہ میں دن میں ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ تو اگر مسمی عاشق اس طرح یہ کر لے کہ اگر روایت غلط ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں، بقیہ نکاح پھر سے پڑھانے کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی، ایک جھوٹ روایت بیان کرنے پر بشرطیکہ جھوٹ ہو تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم صحیح نہیں یہ تو کفر سے توبہ کے لیے ہے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۳؍ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ

(۲۱-۲۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) زید (مولٰنا عبدالحفیظ) نے جو کہ دارالعلوم مظہر الاسلام سے تعلیم یافتہ ہیں اور حضور مفتی اعظم ہند سے بیعت بھی ہیں اپنے سسرالی رشتہ دار کے جنازے کی نماز دیوبندی امام کی اقتدا میں پڑھی، جب کہ عمر بھی ایک مشہور عالم ہے انہوں نے یہ کہہ کر نماز جنازہ میں شرکت کرنے سے انکار کر دیا "دیوبندی کے پیچھے نماز درست نہیں"۔ اگر مسلمان سمجھ کر پڑھے کفر ہے، بتایا جائے کہ کس عالم کا فعل درست ہے زید کی بیعت رہی، نکاح رہا، ایمان رہا، قابل امامت رہے جب تک توبہ نہ کرے قوم کو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنی چاہیے کیا توبہ علانیہ کرنا ہوگا؟

(۲) زید (مولٰنا کمال الدین حبیبی) ایک عمدہ عالم ہیں عہدۂ امامت پر فائز ہیں حضرت کے والد بھی کہنہ مشق عالم ہیں، زید کی شادی میں ڈھول باجے کا استعمال کیا گیا، جب کسی قریب ترین نے دریافت کیا تو زید نے کہا میرے والدین کی دیرینہ خواہش تھی اس لیے ایسا کیا گیا۔ کیا زید امامت کرسکتا ہے شریعت زید کو کیا کہتی ہے کیا پابندی عائد کرتی ہے۔

(۳) وہ عالم جن کی بیوی بے پردہ گھومتی ہے بلا کسی مجبوری کے مکان دکان کھیت بازار بے پردہ تالاب یا کنوئیں پر غسل کرتی ہو حتی کے پیڑ پر چڑھ کر لکڑی توڑتی ہو اس عالم کی اقتداء درست ہے۔

(۴) زید کو جو کہ زمانہ دراز سے عہدہ امامت پر فائز ہیں ان کا مشہور قول ہے "مجھ سے کوئی دس جھوٹ بلوا لے میں بہتر سمجھونگا امامت کرنے سے۔ عزت فروشی بہتر سمجھتا ہوں امامت سے۔ جس گھوڑے کی قسمت خراب ہوتی ہے ٹم ٹم میں جاتا ہے۔ اور جس آدمی کی قسمت خراب ہوتی ہے وہ امامت کرتا ہے۔" کیا یہ نماز و امام کی توہین نہیں؟ زید پر شریعت کیا پابندی عائد کرتی ہے تشریح کے ساتھ بیان فرمائیں۔ یہ بات ممکن ہے کہ قوم کے اعمال کردار ائمہ کے ساتھ جو ہیں انہی کے پیش نظر زید کے مذکورہ قول ہیں۔

(۵) زید نے کسی مقدمے میں ایک فریق کی جانب سے جھوٹی گواہی دی تھی، واضح رہے کہ زید نمازی ہے اتفاق ایسا ہوا کہ زید اذان دے رہا تھا، مقدمے کے دوسرے فریق نے اذان یہ کہہ کر رکوا دی کہ ان کی اذان نہیں ہوگی اس لیے کہ انہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ کیا واقعی اس کی اذان درست نہیں ہے۔ جب کہ اس واقعہ کو کافی دن گذر گئے۔ زید کو مؤذن رکھا جاسکتا ہے کہ نہیں۔ فقط والسلام

المستفتی محمد تاج الاسلام پردھان موضع بس کھاری ضلع گڈا (بہار) ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۳ء

الجواب

(۱) کسی دیوبندی کے کفر پر مطلع ہو کر اور اس کو مسلمان سمجھ کر اس کی اقتدا میں کوئی نماز پڑھنا کفر ہے جس کے لیے توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح، ضروری ہے اور کافر سمجھ کر اقتداء کی تو سخت گنہگار ہوا جس کے لیے توبہ ضروری ہے اور لاعلمی میں اقتداء کی تو معذور ہے توبہ صادقہ کے بعد زید کی امامت صحیح ہوگی، جو گناہ چھپا کر کیا اس کی توبہ چھپا کر ہے جو علی الاعلان کیا اس کی توبہ علی الاعلان ہے۔

(۲) ڈھول باجے کا بجانا ناجائز ہے جس نے بجوایا یا اس پر راضی رہا فاسق ہوا اس کی امامت مکروہ ہے۔ (۳) اس کا حکم نمبر ۲ میں گذرا۔

(۴) امام صاحب کے اقوال بے حد شنیع ہیں اور ان کا حکم بہت سخت اور قابل تاویل بھی نہیں۔ توبہ انہیں بھی کرنا چاہیے۔ اور اپنی حرکت پر مصر ہوں تو انہیں امامت سے علحدہ کر دیا جائے۔

(۵) جھوٹی گواہی فسق ہے اور فاسق کی اذان دہرانے کا حکم ہے البتہ زید نے اگر توبہ کرلی ہو تو اس کی اذان میں کوئی حرج نہیں فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

(۲۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے درگا کے بارے میں ایک مجمع عام کے اندر یہ کہا ہے کہ درگا مائی ہم تمامی لوگوں کی مائی

ہیں ہم تمامی لوگوں کو اس کی عزت واحترام کرنا چاہیے، اس کو میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ جس ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہوسکتی ہے تو پھر اس ماں کا احترام کیوں نہ کریں، رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر مذہب کی عزت کرو لہٰذا ہم تمامی لوگوں پر ضروری ہے کہ درگا مائی کی عزت واحترام کریں، کیا قائل کے اس قول سے اس کا ایمان برقرار رہ سکا یا نہیں ؟ اور اگر نہیں تو اس کے بارے میں مکمل شریعت محمدیہ سے جواب دے کر ایسے لوگوں کے بارے میں مطلع کریں اور ساتھ ہی یہ بھی واضح کریں کہ ایسے شخص کو کسی دینی ادارے سے منسلک کیا جاسکتا ہے یا ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جواب دیں عنداللہ ماجور ہوں۔

المستفتی، جمیل احمد انصاری 67/66k c متصل ٹلیفون ایکس چینج نیا باغ وارانسی یوپی

الجواب

رسول اللہ ﷺ نے جس ماں کے قدموں کے نیچے جنت بتائی ہے وہ نہ درگا ہے نہ دھرتی ہے نہ بھارت ہے نہ گئو ماتا ہے نہ اسی قسم کی کوئی اور ماتا ہے، حضور کے فرمان میں وہ ماں مراد ہے جس کے پیٹ سے آدمی پیدا ہوا۔ یہ ماتائیں تو ہندوستان کے مشرکین کی دیوتا ہیں، زید نے اگر عزت واحترام اور وہی سلوک مراد لیا جو ان بتوں کو پوجنے والے ان کے ساتھ روا رکھتے ہیں تو بلاشبہ وہ دین اسلام سے خارج ہوگیا، اس پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی غلط ہے رسول اللہ ﷺ نے دیگر مذاہب کے احترام کا حکم دیا ہے، قرآن میں دوسرے مذاہب کے بارے میں صاف صاف احکام موجود ہیں۔ ﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾[الکافرون:٦] تمہارے لیے تمہارا دین اور ہمارے لیے ہمارا دین ہے ﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾[البقرۃ:٢٥٦] کسی کو اپنے دین میں داخل ہونے کے لیے زبردستی نہ کرو ہدایت وگمراہی واضح ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾[الانعام:١٠٨] مشرکین کے دیوتاؤں کو گالی نہ دو کیوں کہ وہ جواب میں بے جانے بوجھے اللہ واحد قہار کو گالی دینے لگیں گے، علماء دین نے مسلمانوں کو ایسے میلوں ٹھیلوں اور اجتماعات میں شرکت سے منع فرمایا ہے۔ الحاصل زید نے ایک سخت وشنیع بات کہی اس کو توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح کرنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۶ جمادی الاخری ۱۴۱۶ھ

(۲۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک فقیر نما انسان ہمارے گاؤں میں وارد ہوا جس کے بال بڑے تھے اور وہ اپنے آپ کو وارث

پیا دیوہ شریف کے مریدین میں سے اپنا شجرہ پیش کیا اور ہندو بھائی کے مذہبی اعتبار میں بھی شامل رہا اور مسلمانوں میں اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا رہا مزاروں کی بھی خدمت میں رہا اور ہندوؤں کے ہرے کرتن میں بھی جایا کرتا تھا، وہ کرشن کو بھی مانتا تھا اور فوٹو بھی رکھتا تھا، مطلب یہ ہے وارث اللہ اور ہندو دھرم کو مانتا تھا، کچھ دن رہنے کے بعد ایک مندر بھی تعمیر کروایا اس کے پاس کچھ ایسا فلسفہ اور ایسی شعبدہ بازی تھی کہ کچھ ہندو اور دو مسلمان اس کے پیچھے دیوانہ ہو گئے تھے دونوں مسلمان ایسا فریفتہ ہوئے کہ اس کے کہنے پر عمل کرنے لگے، حالانکہ وہ خود نماز نہیں پڑھتا تھا لیکن ان لوگوں کو نماز سے نہیں روکا بلکہ ایسا طریقہ بتایا کہ جب سجدہ میں جاؤ تو ہاتھ الٹا کر دیا کرو تمام نمازیوں کے درمیان جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا دستور ہے اس کے خلاف ان دو بھائیوں کو پایا جس پر مسلمانوں نے ان سے تعلقات سب توڑ دیا اور مدرسہ مسجد میں چندہ دینے سے بھی روک دیا لیکن مسجد میں آنے سے نہیں روکا کچھ دن کے بعد جب وہ فقیر نما انسان چلا گیا تو ان لوگوں کو ہوش آیا کہ ہم لوگ بہک گئے تھے اسلام سے منحرف ہو گئے تھے، لہٰذا اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ جواب سے مستفیض فرمائیں۔

المستفتی، حافظ شکیل احمد ساکن دیوبہٹ کوپا پلور ضلع گورکھ پور یوپی

الجواب

صورت مسئولہ میں ضرور ان لوگوں کو مسلمان اپنے میں شریک کرلیں۔ حدیث شریف میں ہے " التائب من الذنب کمن لا ذنب له " گناہ سے توبہ کرنے والا اس طرح ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ گناہ سے توبہ کرنے میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے غلط طریقہ سے توبہ کرلیں اور اس کی بیعت سے انکار کریں کہ ہم اس فقیر کی بیعت بھی توڑتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ٢٦ محرم الحرام ١٤١١ھ

(٢٧۔٢٨) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(١) کہ کافر کو مٹی دینا کیسا ہے اور جس نے مٹی دی اس کے لیے شرعی کیا حکم ہے۔ ایضا کافر کو مٹی دینے سے نکاح فاسد ہوتا ہے کہ نہیں۔ اور اگر فاسد ہے تو نکاح دوبارہ کیا جائے گا یا نہیں۔

(٢) سنیوں کی جماعت ہو رہی ہے۔ چند وہابی آکر جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں تو اس صورت میں سنیوں کی نماز ہوگی یا نہیں۔ المستفتی محمد سلیم قادری ۔ ضع کواپور پوسٹ کواپور ضلع گورکھپور

الجواب

(١) کافر کے کفر پر مطلع ہوا اور اسکو مسلمان سمجھ کر مٹی دی تو خود ہی دائرہ اسلام سے نکل گیا تجدید

نکاح اور تجدید ایمان دونوں ضروری ہیں اور کافر جانتے ہوئے مٹی دی تو ناجائز وحرام کیا۔

(۲) سنیوں کی نماز تو ہو جاتی ہے لیکن ان کے جماعت میں شریک ہونے سے صف منقطع ہو جاتی ہے اگر وہ جماعت کے درمیان کھڑے رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۹/۴/۵ھ

(۲۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید کی بیوی ہندہ نے زید کی غیر موجودگی میں اپنے محلہ کے ایک فرد بکر سے غلط تعلق کر لیا جس سے وہ زنا کا شکار ہوگئی۔ یہ خبر کسی محلہ والے کو نہ تھی مگر جب زید آیا تو اسے پتہ چلا تو پوچھ تاچھ کیا تو ہندہ نے زنا کو تسلیم کیا، تب زید نے اس کے ساتھ سختی برتا کہ اگر اب ایسی حرکت ہوئی تو اچھی بات نہ ہوگی۔ اس سختی کے بعد عورت اپنی بدفعلی سے باز آئی۔ اور قرآن لے کر حلف بھی لی کہ اب میں ایسی غلطی نہ کروں گی۔ اور وہ عورت اب اپنی اصل حالت پر آگئی ہے۔ اب اس کے گاؤں والے اپنی برادری سے اسے نکال دیئے ہیں۔ ایسی صورت میں شریعت کی جانب سے عورت پر کیا حکم ہوتا ہے۔ اور بستی والوں کا نکالنا کس حد تک جائز ہے۔ اور نکال دیئے تو ملانے کی کیا صورت ہے۔ جواب تفصیل کے ساتھ عنایت فرمائیں۔

(۲) نیز ہندہ کے زانی بکر نے ان تمام معاملات کے ہونے کے بعد ہندہ کو پھر زنا پر ابھارنا چاہا۔ مگر ہندہ نے انکار کر دیا کہ اب میں ایسی حرکت نہیں کر سکتی۔ تب بکر نے کہا کہ اگر تم فعل بد پر پہلے کی طرح تیار نہ ہوگی تو میں تمہارے چلتے زہر کھا لوں گا، ہندہ نے کہا کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد بکر نے زہر کھا بھی لیا۔ اور جب حالت غیر ہوگئی تو کہنے لگا کہ ہندہ ہماری جان لے رہی ہے۔ اس کے بعد علاج پر صحت یاب ہو گیا۔ اور مسجد میں جمعہ کے دن تقریر کے لیے کھڑا ہوا تو اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہوئے کہا آپ حضرات ہماری گذشتہ غلطیوں کو معاف کر دیں۔ اب ایسی چھوٹی موٹی غلطی نہ کروں گا۔ تو اب ایسی صورت میں بکر کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی عبد القیوم جمال پور بیگم پور گھوسی مئو

الجواب

ہندہ اور بکر نے اتنا بڑا گناہ کیا ہے کہ حکومت اسلامیہ ہوتی۔ تو ہندہ کو تو پتھر مار مار کے ختم کر دیا گیا ہوتا۔ اور بکر اگر شادی شدہ ہوتا۔ تو اس کی بھی یہی سزا تھی۔ اور کنوارا ہوتا اس کو سو کوڑے مارے جاتے۔ لیکن ہندوستان میں یہ سزائیں کب سے موقوف ہیں۔ یہاں جوان کا بائیکاٹ کیا اچھا کیا۔ ہندہ نے جب اپنی غلطی کی معافی مانگی۔ اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیا تو اسکو معافی دی جائے گی۔ اس کو چاہیے کہ اللہ

تعالیٰ کے حضور اپنے گناہ پر نادم ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی چاہے اور عہد بھی کرے کہ اللہ میں اب ایسے کبھی گناہ نہ کروں گی۔ پنچ اور برادری اپنی لاعلمی کی وجہ سے جو ایسے موقعہ پر برادری کا کھانا لیتے یا نقد جرمانہ وصول کرتے ہیں وہ شرعا ناجائز ہے۔

شوہر ہندہ کی کڑی نگرانی کرے گھر سے باہر جانے نہ دے۔ دوسرے مردوں بلکہ بالغ لڑکوں سے بھی ملنے نہ دے۔ اور نہ مانے تو شوہر اس کے لیے اس کو ہلکی پھلکی سزا بھی دے سکتا ہے۔ محلہ اور پڑوس والے بھی اس کی بے راہ روی پر نگاہ رکھیں۔ انشاء اللہ وہ بالکل سدھر جائے گی۔

بکر نے جامع مسجد میں پنچوں سے جو بات کہی وہی ان کو ایسے ہی مجمع میں اللہ تعالیٰ سے بھی کہنا چاہیے کہ یا اللہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ تو میرے گناہ معاف کردے۔ میں اپنے کئے پر نادم اور شرمندہ ہوں۔ آئندہ کبھی یہ جرم نہیں کروں گا۔ تو مسلمان ان کا بائیکاٹ بھی ختم کردیں۔ امامت کے لیے البتہ دو چار مہینہ انتظار کریں۔ جب تجربہ سے ہر طرح ثابت ہو جائے کہ بکر نے اپنی اصلاح کرلی تو ان کو امامت کرنے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالستان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۶ رمحرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(۳۰-۳۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

میں جواہر انصاری ساکن سلار پور پوسٹ کلکہا ضلع گورکھپور کا رہنے والا ہوں، میرا لڑکا جمال الدین شراب پیکر نشے کی حالت میں خدا کو گالی گلوچ دیا اور یہ جملہ استعمال کیا: "خدا ہم کو پیدا نہیں کیا، خدا کو ہم پیدا کیا۔" ایسے شخص کے لیے توبہ واستغفار اور دوبارہ نکاح ضروری ہے مگر نکاح حلالہ کے ساتھ ضروری ہے یا نہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے گاؤں کے بیشتر لوگ غیر مسلم کے وہاں شادی بیاہ یا دیگر تقریبات میں کھاتے پیتے ہیں، غیر مسلم کے وہاں کھانا پینا جائز ہے یا نہیں، اس کے بارے میں اسلام کیا اجازت دیتا ہے؟

تیسری بات یہ ہے کہ قربانی کا گوشت غیر مسلم کو دینا درست ہے یا نہیں،
مندرجہ بالا سوالوں کا جواب لکھ کر ہم مسلمانوں کی رہنمائی فرمائیں۔
المستفتی: جواہر انصاری سلار پور پوسٹ کلکہا ضلع گورکھپور یوپی

الجواب

(۱) صورت مسئولہ میں تجدید نکاح کے لیے حلالہ کی ضرورت نہیں۔
(۲) غیر مسلم اگر مسلمانوں کو حلال اور پاک چیز کھلادیں تو کھاسکتے ہیں، پرہیز بہتر ہے۔

(۳) یہاں کے غیر مسلم کو قربانی کا گوشت نہیں دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۴ ر جمادی الاولی ۱۷ھ

(۳۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

خالدہ اور حامدہ کے درمیان جھگڑا ہوا تو اسی دوران صلح کرانے کے لیے ایک تیسری عورت زبیدہ نام سے آئی اور کہنے لگی کہ تم لوگ آپس میں کیوں جھگڑ رہے ہو باوجود کہ قرآن شریف پڑھی لکھی ہو اور حدیث سنتی ہو اور جانتی ہو اسی جھگڑے کے دوران خالدہ کے شوہر نے اپنی امی زبیدہ سے کہا کہ تم قران کی ماں سے زنا کرو حالانکہ وہ کہنا نہیں چاہتا تھا زبان سے نکل گیا کہنا یہ چاہتا تھا کہ تم اپنی ماں سے زنا کرو مگر غصہ میں کہدیا کہ قرآن کی ماں سے زنا کرو تو ایسے لوگوں پر قرآن و حدیث کی روشنی میں حکم اور مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

المستفتی: محمد اشرف علی چمپارن بہار

الجواب

سوال میں ذکر کیا ہوا کلمہ ضرور قرآن عظیم کی توہین اور کفر ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے: معاذ اللہ جس سے کلمہ کفر صادر ہوا۔ اسے بعد توبہ تجدید ایمان اور نکاح کا حکم ضروری ہے اور نکاح بے دو گواہوں کے نہیں ہو سکتا۔ گواہی کے لیے ضروری نہیں کہ گواہ غیر ہوں زن و شوہر کے جوان بیٹا بیٹی بہن بھائی نوکر چاکر ان میں سے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے وہ دونوں میاں بیوی ایجاب و قبول کرلیں، کافی ہے۔ تجدید نکاح کوئی شرم کی بات نہیں۔ یہ وسوسۂ شیطان ہے۔ شرم کی بات یہ ہے کہ نکاح میں خلل پڑ جائے اور بغیر تجدید کے زن و شوہر کا علاقہ باقی رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۰ ر ذی قعدہ ۱۷ھ

(۳۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید اور عمر کا آپس میں گھر کے بٹوارے پر جھگڑا ہوا اور پھر بات یہاں تک پہونچی کہ فرائض کے ساتھ بٹوارہ ہو۔ تو اس پر بکر نے کہا کہ اب شرع کو کون مانتا ہے۔ اس وقت تقریبا بیس آدمی وہاں موجود تھے۔ اب شریعت ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم صادر کرتی ہے؟ بینوا توجروا

المستفتی: جمیل اختر و محمد یونس گھوسی ضلع مئو یوپی

الجواب

فتاوی رضویہ پنجم ص ۱۱۲ پر ہے: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص امور شرعی کی بابت یہ کہے کہ شرع کیا چیز ہے آج کل شرع پر کون عمل کرتا ہے الخ۔

الجواب: اگر اس نے واقعی طور پر یہ لفظ کہے تو کافر ہو گیا اور اگر لوگوں پر طعن کے طور پر کہا یعنی آج کل لوگوں نے شرع کو ایسا سمجھ رکھا ہے تو سخت گنہگار رہوا کہ عام کہا اور لفظ بھی معنی کفر کو موہم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ پس اگر صورت مسئولہ میں بکر نے اپنے اس قول سے پہلے والے معنی مراد لیے ہیں تو توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے اور اگر دوسری صورت والے معنی مراد لیے ہیں تو صرف توبہ واستغفار کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۲/صفر ۱۴۱۸ھ

(۳۵ـ۳۸) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) اگر کسی سنی مولوی نے کسی وہابی یا وہابیہ کا نکاح کسی سنیہ یا سنی یا وہابیہ یا وہابی کے ساتھ جان بوجھ کر پڑھایا تو اس پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوگا؟ زید کا کہنا ہے کہ اگر وہابی سمجھتے ہوئے پڑھایا ہے تو فاسق وفاجر ومرتکب کبیرہ ہے۔ لہذا توبہ واستغفار کرے بعدہ تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کرے اور خالد کہتا ہے کہ اگر وہابی جانتے ہوئے مسلمان سمجھ کر پڑھایا ہے تو مرتد ہو گیا۔ لہذا اس پر توبہ واستغفار بعدہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔

لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان دونوں میں کس کا قول درست ہے اگر زید کا درست ہے تو کیوں؟ اگر خالد کا درست ہے تو کیوں؟ دلائل کے ساتھ مفصل تحریر کریں۔

(۲) اگر کسی سنی نے اپنے لڑکا یا لڑکی کا نکاح کسی وہابی یا صلح کلی کو مسلمان سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ کر دیا تو کیا وہ مرتد ہو جائے گا؟ زید کہتا ہے کہ مرتد ہو جائے گا جیسا کہ اگر کسی سنی مسلمان نے وہابی کے پیچھے اس کی وہابیت جانتے ہوئے مسلمان اعتقاد رکھ کر کسی وہابی یا صلح کلی کی نماز جنازہ پڑھی تو مرتد ہو جاتا ہے۔ تو کیا زید کا یہ کہنا درست ہے؟ مدلل جواب مرحمت فرمائیں۔

(۳) زید کہتا ہے کہ اگر کسی سے کلمہ کفر وشرک یا کلمہ ارتداد یا کلمہ گمراہی صادر ہو جائے تو ان سب صورتوں میں توبہ بعدہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے مگر کلمہ گمراہی صادر ہو جانے سے صرف توبہ کر لینا کافی ہے، تجدید ایمان وتجدید نکاح کی ضرورت نہیں کیونکہ گمراہ اسلام سے مکمل طور سے خارج نہیں ہوتا تو کیا زید کا یہ قول درست ہے؟ اگر درست ہے یا عدم درست ہے بہر صورت مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

(۴) ایک دختر اہل سنت کا عقد دیوبندی کے ساتھ قاضی اہل سنت نے پڑھا۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے کہ قاضی نے اگر جان بوجھ کر اس کا نکاح مسنونہ پڑھایا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ ہاں اگر قاضی توبہ وتجدید ایمان کرے اور جو نکاح اس نے پڑھایا ہے اس کے باطل ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ بھی واپس کر دے تو امامت کی دیگر شرطوں کے پائے

جانے کے ساتھ اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اور خالد کا کہنا ہے کہ تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی ضروری ہے تو صرف تجدید ایمان نہیں۔ تو ان دونوں میں سے کس کا قول صحیح ہے، حوالات کے ساتھ جواب تحریر فرمائیں۔ المستفتی: مولوی قمر الدین متعلم دار العلوم اہل سنت انوار ملت چھتریا پارہ گونڈہ یوپی

الجواب

(۱-۳) کسی دیو بندی یا وہابی کے کفریات پر مطلع ہو کر اس کو مسلمان جاننا کفر ہے اور کسی مسلمان کا نکاح کسی کافر کے ساتھ اس کو کافر سمجھتے ہوئے پڑھانا ناجائز و حرام اور گناہ اور معصیت ہے۔ پہلی صورت میں تو بہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہوتا ہے۔ در مختار میں ہے: ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا و مافیہ اختلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح۔

توبہ کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دل میں اپنے کیے پر شرمندہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے کیے ہوئے کی معافی مانگے اور عہد کرے کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا اور جیسے مجمع میں اس نے غلطی کی تھی ویسے ہی مجمع میں اعلان کرے کہ میں نے کام غلط کیا تھا۔ اب میں اس غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ اور اگر کفر سرزد ہو تو برأت کے بعد کلمہ توحید پڑھے۔ وہابی کو مسلمان سمجھ کر نکاح پڑھنے میں چونکہ کفر اور ارتکاب حرام دونوں ہے، اس لیے اس صورت میں توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح سب ضروری ہے بلکہ حج کی استطاعت رکھتا ہو اور حج کر چکا ہو تو دوبارہ حج بھی ادا کرے۔

اور وہابی سمجھ کر نکاح پڑھنے میں صرف ارتکاب حرام ہوا یعنی زنا کاری کی دلالی کی ہے۔ اس لیے صرف توبہ و استغفار کی ضرورت ہے۔ تجدید ایمان و نکاح ضروری نہیں۔ اور جو حکم نکاح پڑھنے (یعنی قاضی جی) کا ہے پڑھوانے والوں (یعنی والدین اور ان کے شرکا اور ان سے راضی ہونے والوں کا) اور وہی حکم مبتلا ہونے والوں (یعنی دلہا اور دلہن) کا ہے۔ یہاں تک آپ کے تین سوالوں کا جواب ہو گیا۔

(۴) کفر کرنے والوں کے پیچھے نماز باطل ہوتی ہے۔ قاضی ہو یا دولہا دلہن یا ان کے والدین اور ان کے طرف داروں اور حرامکاری کرنے والوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

عالم گیری میں ہے: و ان کان ہوی یکفر بہ صاحبہ تجوز الصلوۃ خلفہ مع الکراھۃ والافلا۔ توبہ صادقہ کے بعد امامت جائز ہوگی قاضی صاحب کو نکاح نامہ بھی لوٹا دینا چاہیے۔

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع ۶ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

(۳۹-۴۰) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ۔

(۱) زید نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ جب غیبی نداء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ اے عبد القادر جو کچھ تجھے مانگنا ہے مانگ لے۔ تو حضرت غوث پاک نے عرض کیا کہ اے مولی تیرے پاس ہے ہی کیا تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ حضرت نوح علیہ السلام کو نجی اللہ اور حضرت ابرہیم کو خلیل اللہ بنادیا وغیرہ وغیرہ۔ مختصر یہ ہے کہ مذکورہ بالا جملوں میں زید کا یہ جملہ "غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اللہ تیرے پاس ہے ہی کیا۔"

(۲) علامہ عبد الوحید ربانی صاحب پاکستان نے اپنی تقریر میں ٹھیک اسی طرح کا جملہ اس انداز میں ادا کیا ہے کہ معراج کی شب جب اللہ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا کہ میرے لیے کیا لائے ہو تو اللہ کے حبیب نے عرض کیا کہ ایسی چیز لے کر آیا ہوں جو تیرے خزانے میں نہیں۔ پہلے قول کے بارے میں عرض کہنا ہے کہ زید نے کفریہ جملہ ادا کر کے کفر کا ارتکاب کیا جب کہ زید کا کہنا ہے کہ میں نے بذات خود اس جملہ کو نہیں کہا ہے بلکہ کسی کے قول کو نقل کیا ہے، اس لیے ناقل پر کوئی حرف نہیں آتا، دوسرے قول کے بارے میں بھی زید کا یہی کہنا ہے کہ اگر مولانا موصوف نے ایسا جملہ اپنی تقریر میں استعمال کیا ہے تو گویا انہوں نے بھی اس کو نقل کیا ہے، نیز اس کی بھی وضاحت کیا جائے کہ معترض علیہ جملہ اگر کسی کی طرف سے نقل کیا جائے تو اس پر شرع کا کیا حکم ہے؟ اور اپنی طرف سے کہنے پر شرع کا کیا حکم ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ غلام نبی احمد مہراج گنج اعظم گڑھ یوپی

الجواب

اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کہنا کہ معاذ اللہ "تیرے پاس ہے ہی کیا" یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار ہے اور اس کے عجز کا اظہار ہے جو کفر ہے۔ اور حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اس جملہ کی نسبت کذب وافترا ہے۔ حضرت مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ المعتقد المنتقد ص ۵۰ ر میں فرماتے ہیں:

ان ساب اللہ تعالیٰ بنسبة الکذب والعجز ونحو ذلك الیه کافر و کذا من نفی من صفاته الذاتیة و کذا قوله لیس بعالم بالجزئیات او لا قادر فھو کافر بالاتفاق۔

زید پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح لازم ہے اور اس کی یہ تاویل کہ میں نے یہ قول بذات خود نہیں کہا ہے کسی کے قول کو نقل کیا ہے اسے بچا نہیں سکتا۔ مولانا احمد رضا خان صاحب فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں:

لو قالت للقاضی سمعت زوجی یقول مسیح ابن اللہ فقال انما قلته حکایة عمن یقوله فانه اقر انه لم یتکلم الا بھذا الکلمة بانت امرأته ۔

عورت نے قاضی کے یہاں شکایت کی کہ میرا شوہر حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتا ہے۔شوہر نے کہا میں نے تو کہنے والوں کی بات نقل کی تھی۔تو یہ شوہر کی طرف سے اقرار ہے کہ میں نے صرف یہی کلمہ کفر کہا تھا اس کی تردید اور اس سے نفرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی زید کا بھی صرف یہ کہنا کہ میں نے دوسرے کا قول نقل کیا تھا اسے حکم شرع سے نہیں بچائے گا۔

دوسرے جملہ کی تاویل ہو سکتی ہے لیکن ایسا جملہ بولنا بھی جس کا مطلب غلط اور محال بھی ہو سکتا ہو حرام و ناجائز ہے۔شامی میں ہے:

و مجرد ایهام لمحال یکفی للمنع۔

تو یہ جملہ بولنا بھی ناجائز و حرام ہوا۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۹ رذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

(۴۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

مسجد بیت الحکیم کے امام نے محلہ عظیم نگر میں کفیل اشرف جیسے فاسق معلن اور غلط مسائل بیان کرنے والے اور علمائے اہل سنت کے مخالف کی تقریر کرا کر زیادہ تر لوگوں کے ذہنوں کو متاثر کیا۔یہ تقریر جمعہ مسجد میں نماز جمعہ سے قبل کرائی۔جب لوگوں نے اس کے فسق پر اعتراض کیا تو بیت الحکیم کے امام نے کہا اس کو فاسق مت کہو۔مزید اعتراض پر کہا وہ کچھ ہو مجھے اس کی بات پسند آتی ہے۔

کفیل اشرف نے محلہ عظیم نگر میں دوران تقریر ایک نئے مسئلہ کو جنم بھی دے دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کا نام جاننا واجب ہے۔اور رسول اللہ ﷺ کے تمام دشمنوں کا نام جاننا ضروری ہے۔ایسے فاسق معلن کو بلانے والا مسجد بیت الحکیم کا امام اپنی غلطی کا اعتراف کہاں کرے انہیں لوگوں کے سامنے کرے جن لوگوں کے سامنے کفیل اشرف نے تقریر کیا ہے یا پھر دوسرے لوگوں کے سامنے اعتراف غلطی اور توبہ کرے تو بات ختم ہو جائے گی۔امام نے دوسرے لوگوں کے سامنے توبہ کیا اور اس کے کچھ دنوں کے بعد ایک سنی مولانا جو سنت رسول اکرم ﷺ اور شریعت مصطفےٰ کو بیان کرتا ہے امام صاحب نے اس سنی مولانا کے بارے میں کہا کہ ان کی تقریر مجھ کو تقریر نہیں بھا نشر لگتی ہے یہ جملہ حقارت کی طرف مائل ہوتا ہے۔

لہذا اب اس امام کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

(۲) ایک شخص مسجد بیت الحکیم میں نماز پڑھنے نہیں جاتا ہے جو بازو میں رہنے والا ہے اس لیے کہ اراکین مسجد اس کے سخت مخالف ہیں۔اور سید حا سادھا امام جو کہ مسائل کا جانکار تھا اس کو اراکین نے بلا وجہ بے عزت کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے امام نے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور اراکین مسجد کا حال یہ ہے

کہ خود وہ نماز نہیں پڑھتے بلکہ چائے خانے میں بیٹھ کر ٹھٹھا بازی میں لگے رہتے ہیں اور لغو باتیں کرتے رہتے ہیں۔اور سیدھے سادھے لوگوں پر الزام لگا کر پریشان کرتے رہتے ہیں۔ازحد زیادہ تو یہ ہے کہ یہ اراکین مسجد اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں۔اور بسا اوقات دیوبندی مذہب کے لوگ امامت کرتے ہیں۔ایسے اراکین مسجد کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے اور یہ اراکین اچھے خاصے عزت دار لوگوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر مسجد سے باہر نکال دیتے ہیں۔لہذا جو آدمی مسجد میں نہیں جاتا ہے اپنی عزت عظمت کی خاطر ایسے شخص کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں۔

المستفتی: محمد انس محلہ عظیم نگر کھوجواں سریاں وارانسی یوپی

الجواب

ایسا شخص فاسق معلن ہو اور شریعت کے خلاف مسائل بتائے اس سے تقریر کرانا ناجائز وحرام ہے۔تقریر کروانے میں اس کی تعظیم ہے اور شریعت میں فاسق کی تعظیم سے منع فرمایا گیا ہے۔حدیث شریف میں ہے: توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية۔(اتحاف السادة:۸/۶۰۳)

جو گناہ چھپ کر کیا اس کی توبہ تنہائی میں ہو سکتی ہے جس کو علی الاعلان کیا اس کی توبہ بھی علی الاعلان ہونی چاہیے۔خاص انہیں لوگوں کے بیچ میں ہونا ضروری نہیں۔دوسروں کے سامنے توبہ کی، اخبار میں اپنی توبہ شائع کرادی سبھی طرح جائز ہے۔امام صاحب نے سنی عالم کی دینی تقریر کو بھانشڑ کہا اگر یہ صحیح ہے تو ان کو بھی توبہ کرنی چاہیے۔

مسلمان کی بلا وجہ فضیحت اور تکلیف دہی ناجائز وممنوع ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں اپنے کو سنی کہیں یا کچھ اور وہ حقوق اللہ اور حقوق العبد میں گرفتار ہیں۔انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ استغفار کرنا چاہیے اور ان لوگوں سے بھی معافی مانگنی چاہیے جنہیں تکلیف دی یا جن کی تضحیک کی ہو۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۳ر صفر ۱۴۱۹ھ

(۴۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

میں ایک ہوٹل میں گیا، سیاسی گفتگو ہو رہی تھی۔ایک آدمی نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔میں نے جواب دیا کہ سماجوادی شوسلسٹ پارٹی سے میرا تعلق ہے جو نہ تو کوئی ذات پات مانتے ہیں نہ کسی چھوا چھوت کے قائل ہیں۔پھر دوسرے آدمی نے پوچھا کہ آپ نے حافظ جی کو گرفتار کرایا تھا میں نے کہا ہاں۔اس لیے کہ وہ حافظ ہو کر داڑھی رکھ کر ہندو لڑکی سے ناجائز تعلق رکھتے تھے۔ پھر اس نے کہا کہ آپ بھی کیوں نہیں داڑھی رکھ لیتے میں نے جواب دیا کہ میں اس لیے داڑھی نہیں رکھتا

ہوں کہ داڑھی رکھنے کے بعد اس کی عزت کرنا ضروری ہے نہ کہ غلط کاری سے اسے بے عزت کریں۔
تو اس پر انہوں نے کہا کہ آپ خالص ہندو ہیں، میں نے کہا کہ آپ اگر یہی کہتے ہیں تو اسی کو صحیح مان لیجئے۔ان تمام واقعات کے بعد جب میں اپنی عورت کی رخصتی کے لیے گیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔اس لیے رخصتی نہیں ہوگی۔لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا نکاح ٹوٹ گیا؟ بینوا توجروا

المستفتی: محمد مصطفیٰ

الجواب

صورت مسئولہ میں سائل کافر نہیں ہوا اور اس کی بیوی نکاح سے نہیں نکلی سائل کا قول "اگر آپ یہی کہتے ہیں تو اسی کو صحیح مان لیجئے" ہندو ہونے کا اقرار نہیں ہے۔ بلکہ سائل مخاطب سے کہہ رہا ہے اگر آپ میرے بارے میں یہ گمان فاسد رکھتے ہیں تو رکھے رہیں میں اس سے بری ہوں۔ہاں داڑھی کے بارے میں سائل نے جو کچھ کہا وہ غلط کہا اس سے توبہ کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۷ رشعبان ۸۳

الجواب صحیح: عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ

(۴۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
واضح ہو کہ ہمارے گاؤں میں ایک شخص ہے لیکن اس کا عقیدہ اپنے پیر کے لیے یہ ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنے پیر صاحب کو مثل اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے برابر مانتا ہوں بلکہ منع کرنے پر وہ یہ بھی کہتا ہے۔ میں اپنے پیر کو سب کچھ کہہ سکتا ہوں اور اس سے بھی زیادہ مانتا ہوں۔ چنانچہ ایسے شخص کے متعلق قرآن شریف اور حدیث شریف میں کیا حکم ہے۔لہذا اس استفتاء کے جواب سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔فقط والسلام محمد جلیل احمد انصاری اسلامیہ اسکول پردھان پٹی ڈیری

الجواب

اگر اس شخص کی مراد اور الفاظ یہی ہیں اور آپ نے اس قول کی ٹھیک ترجمانی کی ہے تو یہ قول کفر ہے۔اس شخص پر صدق دل سے توبہ تجدید ایمان اور نکاح لازم ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۹ رذوالحجہ ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ

(۴۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید کی عورت تھی اور اپنی عورت کو اس کے میکے پہونچا کر نوکری چلا گیا اور قریب دو برس تک گھر

نہیں گیا۔ جانے کے سال کے بعد زید کی عورت نے کسی سے زنا کر لیا۔ اسے حمل بھی ہو گیا یہاں تک کہ عورت کو لڑکا پیدا ہو گیا۔ زید کے گھر والے اس عورت کو رکھنا نہیں چاہتے ہیں۔ مگر زید کا خیال ہے کہ اپنی بیوی کو رکھے بشرطیکہ کوئی شرعی مسئلہ ہے۔ صحیح مسئلہ تحریر فرمائیں۔ کیا کفارہ ہو، یا کیا سزا ہو، اور کون صورت ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

زید اپنی عورت سے توبہ واستغفار کرائے اور اس کی نگرانی رکھے کہ وہ پھر معصیت میں مبتلا نہ ہو۔ زانیہ کو طلاق دینا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۴۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) لعل میاں اپنے کو مولوی مولانا کہلاتے ہیں لیکن اولاد زیادہ ہونے کی وجہ سے جو گورنمنٹ کا قانون نکلتا ہے اس کے مطابق لعل میاں نے آپریشن کرالیا ہے تاکہ بچے پیدا نہ ہوں بلکہ رسول اللہ کی امت میں کمی کیا۔ لہذا ایسا کرنے والے کے پیچھے نماز یا فاتحہ یا قرآن خوانی وغیرہ پڑھنا شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۲) بلکہ ایک آدمی نے کہا لعل میاں یہ کام شریعت کے خلاف ہے۔ لعل نے جواب دیا اگر رسول اللہ ﷺ مجھے اس وقت منع کرنے آتے تب بھی بات نہیں مانی جاتی، ایسا کہنے والا مسلمان ہے یا خارج ہو جائے گا؟

(۳) خصی ہونے کے بعد اگر وہ آدمی مرجاتا ہے تو جنازے کی نماز عورتوں یا مردوں کی پڑھی جائے گی؟ برائے کرم یہ جوابات عنایت فرمائیں۔ قاری محمد صدیق حسن اشرفی بنگال

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی اگر نمبر دو صحیح ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا پھر اس کی امامت کیسی اور کیسی نماز جنازہ۔ پس اس پر لازم ہے کہ از سر نو کلمہ پڑھے اور توبہ صادقہ کرے۔ ویسے آپریشن ناجائز ہے اگر کسی نے کروایا تو جس طرح سب گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے اسی طرح توبہ کرے آپریشن سے آدمی نامرد نہیں ہوتا اور اگر کوئی شخص پیدائشی نامرد ہو تو اس کے لیے بھی مردوں ہی کی دعا پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۳ رجمادی الاولی ۸۹

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۴۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

اگر کسی مسلمان کا عقیدہ اس طرح کا ہو جائے جیسے غیر قومیں عام طور سے بیماریوں کو آسیب وغیرہ سمجھنے لگتی ہیں اور کسی پنڈت کھٹک چمار وغیر کو جو اوجھائی وغیرہ کرتا ہو اسے بلا کر اوجھا کرانے لگے اور عوام سے اس بات کو ظاہر نہ کرے یعنی خفیہ طور پر یہ کام کرائیں۔ تو ایسے مسلمانوں کو کیا سمجھنا چاہیے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا المستفتی: محمد ادریس رسول پور

الجواب

اوجھائی میں بہت سی باتیں کفر وشرک کی ہوتی ہیں۔ پس اگر اس قسم کی حرکت پر بھی یقین واعتبار رکھے تو کفر ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

"من اتی عرافا او کاهنا فصدقه بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد ﷺ"

مگر صورت مسؤلہ میں جب وہ شخص اس سے انکار کرتا ہے تو یہ ہی بمنزلہ توبہ ہے، اور اس پر کفر کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ تنویر الابصار میں ہے: "لان انکاره توبة و رجوع"۔ اور اس کی تصدیق اور اعتبار نہ ہو تب بھی اس سے استعانت اور اس کا احترام حرام ہے۔ شرح فقہ میں ہے: "لا یجوز الاستعانة الا بالجن" کسی کے بارے میں اس کا ثبوت ہو تو اس کے پیچھے نماز اس وقت تک مکروہ تحریمی ہے جب تک اس سے توبہ نہ کرلے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۰؍ ذوالحجہ ۸۹ھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۴۷۔۴۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ایک شخص حافظ قرآن اور اہل سنت وجماعت میں ہے جس کی زبان سے یہ کلمے نکلے کہ نماز کوئی خاص بات نہیں ہے یہ ایک تھرڈ کلاس کی چیز ہے اس کے بارے میں اس شخص کا کیا حکم ہے۔

(۲) یہاں پر برادری بندی ہے جیسا کہ ہر جگہ ہوا کرتا ہے جیسے سبزی فروش، قصاب، رنگریز اور دیگر قوم میں برادری بندی ہے، تو ہماری برادری کا ایک شخص اجتماع بھوپال میں شریک ہوتا ہے تو برادری والوں نے اس کو اجتماع میں جانے سے روکا مگر وہ نہیں مانا وہ جاتا ضرور ہے مگر آج تک ہم نے اس شخص کو خلاف شرع نہیں دیکھا اور ہم نے مع اہل وعیال کے نماز وروزہ شریعت کا پابند پایا مگر برادری والوں نے اس کو وہابی قرار دے کر برادری سے الگ کر دیا حتی کہ اس کے ساتھ بھائی چارگی برتنا برطرف کر دیا، اس کے یہاں بیاہ شادی سلام وکلام حقہ وپانی بند کر دیا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ سلام کرتا ہے تو برادری کے لوگ

اس سے منہ پھیرتے ہیں، سلام کا جواب نہیں دیتے ہیں، اس شخص سے ہم ساکنان کو پرہیز کرنا چاہیے یا نہیں چاہیے تاکہ مجھ پر کوئی گناہ عائد نہ ہو، اس بارے میں علمائے دین کیا جواب فرماتے ہیں؟

(۳) جس کو وہابی کہہ کر برادری سے بند کردیا اس کے گھر ایک شخص نے کھانا کھایا اور اس کے یہاں پھر دوسرے نے کھایا اور دوسرے نے تیسرے کے یہاں تیسرے نے چوتھے کے یہاں کھانا کھایا یا ان سب کو برادری والے نے وہابی قرار دے کر برادری سے بند کریا تو ان لوگوں سے ہم کو پرہیز کرنا چاہیے ۔کیا کھانا کھانے سے وہ لوگ وہابی ہوجائیں گے۔ اس کا جواب عطا فرمائیں۔ آپ کا: ماسٹر وزیر

الجواب

(۱) بر تقدیر صدق مستفتی یہ جملہ نہایت قبیح اور کفر ہے قائل پر توبہ و تجدید ایمان ضروری ہے، بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے۔ عالم گیری میں ہے: "قال کردہ و نا کردہ یکے است او قال نماز چیزے نیست کہ اگر بماند کردہ شود فهذا کلمة کفر" اسی میں ہے: "اذا صلى الى غير القبلة على وجه الاستخفاف يصير كافرا" اس سے معلوم ہوا کہ نماز کو ہلکا جاننا کفر ہے۔

(۲) آج کل اجتماعات دو جماعتوں کے ہی ہوتے ہیں تبلیغی اور جماعت اسلامی دونوں جماعت گمراہوں کی ٹولیاں ہیں سوال میں جس شخص کا ذکر کیا گیا گو خود اس کی کوئی خلاف شرع حرکت سرزد نہ ہوئی لیکن ان جماعتوں میں جان بوجھ کر شریک ہونا ہی جرم ہے، حدیث شریف میں ہے:

"اياكم و اياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم"

اگر اس کو اس سے روکنے کے لیے مسلمانوں نے اس سے مقاطعہ کیا تو کوئی خلاف شرع کام نہیں کیا۔

(۳) برادری نے کسی بھی مصلحت کی بنیاد پر اگر اس کا مقاطعہ کیا تو دوسرے مسلمانوں کا اس سے میل جول رکھنا حرام ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الانعام: ٦٨] اور اسی میں ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ٢] اور ایسے لوگوں سے کھان پان بلاشبہ ان کو جرم پر جرأت دلاتا ہے ان لوگوں کو اس سے توبہ کرنی چاہیے لیکن صرف کھا پی لینے سے وہ وہابی نہیں ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۰ رصفر ۹۰ھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک امام نے جو شمع نیازی کا ماننے والا ہے یہ ایک جماعت ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ کعبہ مکرمہ

آدم کا مزار ہے اور قربانی کو باطل اور عبث مانتا ہے اور کہتا ہے اس کے یہاں کھانا کھایا اور اس کو مسلمان کہتا ہے حالانکہ قوم نے ایک پنچایت کی اس میں دو عالم امام بھی ہیں قرآن و حدیث کا حوالہ دے کر جماعت شیخ نیازی کو الگ کیا، اس حیثیت سے کہ ان کے ساتھ کھانا پینا دعا سلام اٹھنا بیٹھنا سب کچھ ترک کرنے کا اعلان علماء نے کردیا تھا، اس پر ایک امام نے کھانا کھایا اور پھر یہ کہتا کہ میں نہیں جانتا ایک امام اقرار کرتے ہیں کہ میں اور وہ دونوں نے تقریر کیا اور قوم کو بتایا کہ اس جماعت سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔ الغرض ایک جھوٹ کہہ چکے۔ کیا ایسے امام کی اقتداء درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

اگر فی الواقع امام صاحب مذکور کا کذب ثابت ہو تو ان سے توبہ کرائی جائے اور توبہ کرنے والے کے پیچھے نماز بلاشبہ درست ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له"
اگر توبہ نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور ان کو امامت سے علیحدہ کردیا جائے۔ شامی میں ہے: "فی شرح المنیة ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۲ ربیع الثانی ۹۰ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید پر کسی چیز کے غصب کا الزام لگادیا گیا اور جب لوگوں کی نشست ہوئی تو زید نے اپنی صفائی کے لیے قسم یوں کھائی کہ میں خدا اور رسول کو حاضر جان کر کہتا ہوں کہ مجھ کو اس چیز کا علم نہیں تو اسی نشست میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں تمہارے خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ اب بتایا جائے کہ اس قول سے کیا ثابت ہوا۔ کہنے والا مسلمان رہا یا نہیں؟ فقط محمد احمد مبارک پور اعظم گڈھ

الجواب

ایسے موقع پر ایسے جملوں کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمہاری قسم نہیں مانی جائے گی اس لیے خط کشیدہ جملہ کے قائل پر کفر کا حکم نہیں لگے گا۔ ہاں اس نے بات بہت غلط طریقہ پر کہی اور نہایت شنیع کلمہ بولا اس لیے وہ ایسی حرکت سے توبہ کرلے اور نکاح نہیں ٹوٹے گا مگر احتیاطاً دوبارہ نکاح پڑھنے کا بھی حکم ہے۔
درمختار میں ہے: "ومافیه خلاف یومر بالاستغفار و التوبة و تجدید النکاح" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۴ ر جمادی الاولی ۹۰ھ
الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

خالد نے ایک بے دین عورت کو دین محمدی ﷺ میں داخل کر کے اس سے نکاح کرلیا۔ پھر زید نے اس نومسلم کو زبردستی اس کے پرانے دین کی طرف لوٹادیا یعنی بے دین کردیا۔ تو اب زید کے ساتھ شرعا کیا سلوک کیا جائے۔ کیا زید سے تعلقات منقطع کرلینا درست ہے۔ بینوا توجروا

شبیر احمد نعیمی دار العلوم فاروقیہ پوسٹ دھوائی گونڈہ یوپی

الجواب

کسی کو دین اسلام سے پھیرنا کفر ہے۔ زید کو چاہیے کہ صدق دل سے توبہ کرے پھر سے تجدید ایمان کرے اور اگر وہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو ضرور مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ قاضی خاں میں ہے: "من امر الرجل ان یکفر کان الأمر کافرا کفر المامور او لم یکفر" واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۸؍ جمادی الاولی ۹۰ھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص جو علمائے دیوبند کا معتقد ہے اور دار العلوم دیوبند کے مہتمم اعلی قاری محمد طیب صاحب کا مرید بھی ہے نیز تبلیغی جماعت سے بھی تعلق رکھتا ہے کیا ایسا شخص حضرات علماء اہل سنت کے نزدیک صحیح العقیدہ سنی ہے اور کیا شخص مذکور ایک مقامی سنی ٹرسٹ بورڈ میں شامل ہو کر عدالت کے روبرو اپنے سنی ہونے کا دعوی کرنے میں حق بجانب ہے، جواب معہ حوالہ ومہر ودستخط واپسی ڈاک دیں۔ دین سنیت کے وقار کا معاملہ ہے عدالت میں بطور ثبوت پیش کرنا ہے۔ بینوا توجروا فقط والسلام جان محمد

الجواب

جس شخص کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے اگر وہ جاہل اور بے علم نہیں ہے تو قطعا سنی نہیں کہ جان بوجھ کر ایک ایسے شخص کو اپنا پیشوا سمجھ رہا ہے جس کے کفر کے بارے میں علمائے عرب وعجم کا اتفاق ہے۔ ایسے شخص کو اس وقت تک سنی نہیں سمجھا جاسکتا ہے جب تک صحیح توبہ نہ کر کے ان لوگوں سے برأت ظاہر کرے نہ ایسے شخص کو کسی سنی ادارے کا ممبر بنایا جاسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۳؍ ذو الحجہ ۸۹

الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے مردہ کافر حربی کو مرحوم لکھا (والعیاذ باللہ)۔ اس پر خالد نے خود ہی زید پر توبہ تجدید ایمان کا حکم دیا۔ زید کے ساتھی بکر کا کہنا ہے کہ اس صورت میں توبہ تجدید ایمان وغیرہ کا حکم نہیں بلکہ جن لوگوں نے زید پر توبہ تجدید ایمان کا حکم دیا ہے غلط دیا ان پر توبہ لازم ہے۔ کیا مردہ کافر کو مرحوم لکھنا صحیح ہے اور کافر کے لیے یہ لفظ استعمال کرنا جائز ہے؟ بینوا توجروا ابرار حسین ابراہیم پورہ بریلی

الجواب

اگر کافر حربی کو جان بوجھ کر مرحوم (رحمۃ اللہ علیہ) لکھا تو بلاشبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔ اور اگر غفلت و بے خیالی میں سبقت قلمی کے طور پر نکل گیا ہو تو اتنا شدید حکم نہیں پھر بھی اس کو توبہ کرنا چاہیے اور علم واطلاع کے بعد اس پر اڑا رہنا حکم شدید کردیگا۔ اور بکر کو بھی ناحق کی بیچ سے باز آنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۳ر صفر ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی جہالت کی وجہ سے یہ جملہ اپنی زبان سے کہہ دیا کہ تم سے خدا بھی پناہ مانگے، یا تم سے خدا پھر پناہ مانگے گا۔ زید کا یہ کلمہ ازروئے شرع کفر ہے؟ اس کے قائل کے لیے تجدید نکاح ضروری ہے کہ نہیں؟ بینوا توجروا سائل: شوکت علی رضوی گورکھپور

الجواب

سوال میں ذکر ہوئے جملہ کا ظاہر نہایت قبیح ہے زید کو چاہیے کہ اس کلام سے توبہ کرے اور تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ یکم شعبان ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کو کہیں جانا تھا اس کی بیوی نے کہا کہ انڈے پکادوں کھا کر چلے جانا، زید نے کہا آج انڈے مت پکاؤ کیونکہ اتوار کا دن ہے تو بیوی نے کہا سب دن تو اللہ تعالیٰ کے ہی بنائے ہوئے ہیں تو زید نے کہا کہ اللہ کے کیا بنائے ہوئے ہیں۔ نیز زید کی بیوی نے کہا کہ غسل کرکے جمعہ پڑھنے جائیے کام بند کردیجئے تو زید نے کہا کہ چپ رہ میں جمعہ پڑھنے نہیں جاؤنگا۔ دریافت امر یہ ہے کہ ان جملوں کے کہنے سے زید پر کیا حکم عائد ہوتا ہے۔ بینوا توجروا المستفتی: محمد محبوب بھیرہ اعظم گڑھ

الجواب

سوال میں ذکر کئے ہوئے جملے نہایت خطرناک اور خلاف شرع ہیں، زید کو چاہیے کہ توبہ اور احتیاطاً تجدید نکاح کرے۔ شامی میں ہے:

"و ما فيه خلاف يومر بالاستغفار و التوبة و تجديد النكاح"

لیکن چونکہ ان جملوں کی تاویل ہوسکتی ہے زید پر کفر کا حکم عائد نہیں ہوگا نہ اس کی بیوی یہ سمجھ کر کہ زید سے میرا نکاح ٹوٹ گیا کسی دوسری جگہ شادی کر سکے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۴ر ذوالقعدہ ۱۳۹۱ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۵۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

اذان ثانی پر زید اور خالد میں کچھ کشیدگی ہے۔ خالد نے اذان ثانی، باہر کہلوائی اس پر زید اور خالد میں تنازعہ ہوا۔ زید اور اس کے کچھ مقتدی یہ چاہتے تھے کہ اذان ثانی اندر ہی ہوا کرے۔ خالد کو یہ کہلوا بھی بھیجا کہ اذان خارج مسجد میں پڑھوانا بند کرو، خالد نے بند نہ کی اور باہر ہی پڑھی جاتی رہی۔ جب کچھ عرصہ گذر گیا تو حالات کو دیکھتے ہوئے بکر نے زید کو اس کشیدگی کو دور کرنے کے لیے یہ خط لکھا کہ تمہارے اور خالد کے درمیان جو کشیدگی ہے اس کو دور کرو زید نے بکر کو اس کی تحریر کا یہ جواب لکھ کر بھیجا کہ خالد سے اپنا تنازعہ کس طرح سے دور کروں کیا اس کی یہی صورت ہے کہ اور کچھ نہیں تو ایک سڑا ہوا غیر مقلدانہ مسئلہ اذان ثانی ہی کھڑا کر کے سنیوں میں افتراق پیدا کیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ زید مسئلہ شرعیہ اذان ثانی بیرون مسجد کو سڑا ہوا غیر مقلدانہ مسئلہ بتا کر شرعاً کس حکم کا مستحق ہے۔ کیا زید پر توبہ صحیحہ تجدید ایمان و تجدید بیعت لازم آئی کہ نہیں؟۔ بینوا توجروا

اسد اللہ خاں محلہ کوٹ بریلی شریف یوپی

الجواب

اذان ثانی کے مسئلہ کو سڑا ہوا غیر مقلدانہ مسئلہ کہنا ضرور ایک مسئلہ شرعی کی توہین ہے۔ پس اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور بے کم وکاست ٹھیک وہی بات اس نے لکھ کر بھیجی ہے جو زید نے تحریر کی ہے۔ تو ضرور زید پر توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ درمختار میں ہے: "و مافيه خلاف يومر بالاستغفار و التوبة و تجديد النكاح" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ یکم جمادی الاولی ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

(۵۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کہتا ہے کہ ہم حضور کی تعریف کرنے کو کمر بستہ لیکن حضور کے حکم کو ماننے کے لیے تیار نہیں۔ حضور فرماتے ہیں داڑھی رکھنا سنت ہے، ٹوپی پہننا سنت، نامحرموں سے پردہ کرنا واجب قریب فرض ہے۔ دستر خوان پر کھانا کھانا سنت، کھاتے کے پہلے نمک کھانا سنت، کھانا کھانے کے بعد میٹھا کھانا سنت، وغیرہ یہ بھی بالائے طاق رکھ کر حضور ﷺ کی تعریف کرنے سے کیا فائدہ اس متکلم اور کلام کے لیے از روئے شرع کیا حکم ہے؟ اور حضور کا حکم نہ ماننے پر اس کے لیے شرع کا کیا حکم ہے۔

المستفتی: عبد السمیع عفی عنہ موضع نانده ضلع کھٹک اڑیسہ

الجواب

زید مسلمانوں کی بد عملی کا رونا رہا ہے کہ مسلمان رسول ﷺ کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور زبان سے حضور کی محبت کے دعویدار، اور ان کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔ ظاہر ہے اس کلام میں کوئی قباحت نہیں نہ اس سے زید کے دین وایمان میں کسی قسم کا فرق آئے گا، کیونکہ اس کا یہ قول مسلمانوں کی عام حالت کا بیان ہے خود اپنے بارے میں حکم نہ ماننے کا اعلان نہیں ہے۔ ہاں اس کا یہ کہنا کہ رسول ﷺ کے احکام کو بالائے طاق رکھ کر حضور کی تعریف کرنے سے کیا فائدہ بالکل غلط اور روح اسلام کے خلاف ہے۔ حضور ﷺ کی تعریف کرنا بھی ایک کار ثواب ہے۔ اس لیے اس کا فائدہ ضرور ہوگا۔ وہ اپنے اس قول سے توبہ کرے اور آئندہ احتیاط رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۶۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ضروری تحریر یہ ہے کہ یہ پرچہ آپ کے پاس ایک بار جا چکا ہے اور اس کا جواب بھی مل چکا ہے اور زید اس کو اپنی بیوی سمجھ کر اس کو کہیں لے کر چلا گیا لیکن جو گواہ ہیں اور جس شخص نے نکاح پڑھایا ان لوگوں پر کیا حکم عائد ہوتا ہے وہ لوگ کافی پریشان ہیں گناہوں سے پاک ہونے کا راستہ چاہتے ہیں۔

الجواب

ناجائز نکاح پڑھانے والوں اور اس کے گواہوں اور ان تمام لوگوں پر جو اس کام میں ان کے شریک رہے یہ چاہیے کہ دل میں پختہ ارادہ کریں کہ ہم اب ایسا گناہ کبھی نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ یا اللہ ہم اپنے اس گناہ سے توبہ کرتے ہیں تو ہمارے گناہ معاف کر دے، ان توبہ کرنے والوں پر

یہ بھی لازم ہے کہ اگر زید کا پتہ معلوم ہو تو اس کے پاس جا کر اگر جانے کی طاقت ہو یہ بتائیں کہ ہم نے تیرا نکاح غلط پڑھایا تھا وہ نکاح ہوا نہیں تو عورت کو علیحدہ کر، اگر یہ لوگ یہ سب کام کر لیتے ہیں تو ان کا بائیکاٹ ختم کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لاذنب له" ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

(۶۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید پوری رات لوم چلانے کے بعد گھر آیا سونے کے لیے بستر لگا رہا تھا کہ اس کی بیوی نے کہا کہ جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں جائیں گے؟۔ تو زید نے کہا یعنی جواب دیا کہ میں جمعہ پڑھنے نہیں جاؤں گا لہذا زید سو گیا اور جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں گیا۔ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے تحریر فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتی علی حسن محلہ بڑا گاؤں گھوسی

الجواب

نماز سے انکار یہ بھی ہے کہ وہ کہے میں نہیں پڑھتا یا نہیں پڑھونگا۔ اس قدر سے کافر نہیں ہوگا۔ جب تک نماز کی فرضیت سے انکار یا اس کا استخفاف نہ کرے۔ فتاوی رضویہ

پس صورت مسئولہ میں اگر نماز کو زید نے ہلکا نہ جانا شامت اعمال سے صرف پڑھنے سے انکار کر دیا تو سخت مجرم وگنہگار ہوا اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ لیکن کافر نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۶ر رجب المرجب ۱۴۰۸ھ

(۶۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کو طلاق کے وقت سمجھاتے ہوئے یہ کہا گیا کہ بکرہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے تو زید نے کہا کہ میں شریعت کو نہیں مانتا ہوں۔ زید سے کہا گیا کہ تم ایسی بات کہہ رہے ہو تو زید نے کہا کہ میں اس وقت ناستک ہو گیا ہوں تو زید کے دونوں قول کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور زید کے اوپر از روئے شرع کیا حکم نافذ ہوتا ہے۔ مفصل تحریر فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

المستفتی عبدالرحمن رضوی (رائے پوری) الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی اعظم گڑھ

الجواب

زید کی طرف منسوب کر کے جو کفری جملے نقل کئے گئے ہیں بر تقدیر صدق مستفتی زید ان کے کہنے کے بعد کافر ہو گیا۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

"من رضی بکفر نفسه فقد کفر اجماعا"۔ (ص۱۵۱ر جلد پنجم)

اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی تو بہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے بے توبہ مرے تو مسلمان بے نماز پڑھے یونہی کسی گڈھے میں دفن کردیں۔ واللہ تعالی علم

عبدالمنان اعظمی ۲۶ر رجب المرجب ۱۴۰۸ھ

(۶۳۔۶۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) مصطفی کس کے محتاج خدا کے اور خدا کس کا محتاج مصطفی کا ﷺ۔

(۲) لاؤڈاسپیکر کی سنی ہوئی آواز معتبر نہیں اور اس لیے لاؤڈاسپیکر کی سنی ہوئی گواہی درست نہیں کیا یہ صحیح ہے۔

(۳) قمر نے انتظار بھائی سے معلوم کیا کہ تم کون ہو انتظار نے کہا کہ خانصاحب، قمر نے کہا پٹھان ہو، انتظار نے کہا نہیں، خانصاحب ہوں، مشتاق بھائی نے کہا کہ خانصاحب بہادر کو کہتے ہیں پٹھان حرامی ہوتے ہیں۔

المستفتی محمد محبوب علی رضوی رام نگر ضلع نینی تال

الجواب

(۱) اس جملہ کا پہلا حصہ صحیح ہے اور دوسرا غلط بلکہ سخت گمراہی جاہل کو ایسی بات سے توبہ کرنا چاہیے

(۲) یہ جملہ صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی، اگر یہ مطلب ہو کہ لاؤڈاسپیکر پر اگر کوئی گواہی دے تو اس کی گواہی معتبر نہیں، یا بقول بعض علماء لاؤڈاسپیکر پر امام کی اقتداء کیجائے تو اقتداء صحیح نہیں تو یہ جملہ صحیح ہے لیکن اگر یہ مطلب ہو کہ لاؤڈاسپیکر پر اذان دی جائے تو اس اذان کا بھی اعتبار نہیں۔ یا وعظ وخطبہ پڑھا جائے تو اس کا بھی اعتبار نہیں، تو یہ جملہ غلط ہے، بات دراصل یہ ہے کہ احکام شرع میں سب کا حکم یکساں نہیں دیکھئے دو آدمی کی گواہی ہر معاملہ میں معتبر ہے، لیکن زنا کے ثبوت کے لیے وہی دو آدمیوں کی گواہی نامعتبر۔ اب اگر کوئی آدمی دو آدمی کی گواہی کو ہر حال میں معتبر کہے یہ بھی غلط ہے اور ہر حال میں نامعتبر کہے تو وہ بھی غلط ہے، ایسے ہی حال لاؤڈاسپیکر کا ہے کہ بعض معاملات میں اس کا اعتبار ہے اور بعض میں نہیں۔

(۳) عرف عام میں خانصاحب اور پٹھان دونوں ایک ہی برادری کے دو لقب ہیں بلا تحقیق کسی کو حرامی کہنا حرام ہے، مشتاق صاحب نے تمام برادری پر ایک نازیبا حکم لگا کر گناہ کیا۔ ان کو اس سے توبہ کرنا چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۹ر شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ

(۶۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

زید جب تقریر کرتا ہے تو دوران تقریر اس طرح کے کلمات بول دیتا ہے۔

(۱) جو اذان میں انگوٹھے نہ چومے وہ مومن نہیں ہے۔

(۲) اذان میں حضور کا نام آتا ہے تو مومن بیوی سے بھی الگ ہو جاتا ہے۔

(۳) اللہ کی ذات لامکاں ہے اور اللہ کی ذات موجود ہے اور حضور کی ذات حاضر وناظر ہے۔

(۴) تمام انبیاء کا سر نبی کے قدموں میں آتا ہے تب ایک محمد بنتا ہے۔

(۵) حضور دوزخیوں کو جنت میں پہونچانے کے لیے پیدا ہوئے۔

(۶) شیخ سعدی نے رب العزت سے شکایت کی۔

زید کہتا ہے کہ میں تائب ہو چکا ہوں اور کلمہ بھی پڑھ لیا ہے۔ اب شریعت کا زید کے لیے کیا حکم ہے؟ تحریر فرمائیں۔

المستفتی محبوب علی رضوی رضا چوک کھتاڑی رامنگر

الجواب

سوال میں ذکر کیے ہوئے بعض جملے صحیح اور بعض قابل تاویل اور بعض غلط ہیں اور جب اس نے غلط باتوں سے توبہ کرلی ہے تو اس پر شریعت کا کوئی مواخذہ نہیں۔

حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لاذنب لہ"

لیکن خود اس شخص کی اور مسلمانوں کی بھلائی اس میں ہے کہ ایسے شخص کو وعظ نہ کہنے دیا جائے بلکہ اس کو خود چاہیے کہ وعظ نہ کہے۔ حدیث شریف میں ہے: "لایعظ الا امیر او مامور او محتال"

وعظ کہنا امیر المومنین کا کام ہے۔ یا وہ لوگ جو اہلیت کی بنیاد پر امیر کی طرف سے اس کام پر مامور کیے گیے۔ اس کے علاوہ وعظ کہنے والا مکار ہے یعنی جو وعظ کا اہل نہیں چاہے اس وجہ سے کہ وہ جاہل ہے یا اس وجہ سے کہ اپنے اوپر قابو نہیں پاتا اس کو وعظ نہ کہنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۹ر شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ

(۶۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید اور عمر دو سگے بھائی ہیں دونوں گھریلو معاملات کو لے کر جھگڑا کرتے ہیں معاملہ قسم کھانے کا آتا ہے دونوں کلام پاک اٹھا کر قسم کھا لیتے ہیں مگر زید قسم کھانے کے بعد کلام اللہ کو گندی جگہ پھینک مارتا ہے واضح رہے کہ زید کا دماغ کبھی کبھی گرم ہو جاتا ہے اور غیر انسانی حرکت کر بیٹھتا ہے علاوہ ازیں زید یہ بھی کہتا

ہے کہ کلام پاک میں بھی ہمارا آدھا حق ہوتا ہے جو ہم آدھا پھاڑ کر لیں گے تو ایسی صورت میں مفتیان شرع متین کیا حکم یا فتوی صادر فرماتے ہیں واضح کیا جائے۔ المستفتی: صاحبزادو ولد صغیر مدنپورد یوریا

الجواب

صورت مسئولہ میں زید نے بہت سخت گناہ کیا اس پر لازم ہے کہ اس گناہ سے توبہ کرے اور پھر سے کلمہ پڑھے اور احتیاطا اس کا نکاح بھی اس کی بیوی سے دوبارہ پڑھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دار الافتاء شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ ۲۳ رشوال ۱۴۰۸ھ

(۶۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

زید و بکر دونوں ایک ہی جگہ رہتے تھے، ایک روز کا واقعہ ہے کہ زید اور بکر کے درمیان جھگڑا ہو گیا زید نے بکر کو کہا کہ تم کو اگر میں چوبیس گھنٹے کے اندر نہ ماردوں تو دائرہ اسلام سے خارج، زید بکر کو چوبیس گھنٹے کے اندر نہ مار سکا ایسی صورت میں زید کے لیے شرعی کیا حکم ہے اس کو صاف صاف لکھیں۔ عین کرم ہوگا۔ المستفتی آپ کا کفش بردار عدالت علی چکوتو گرام پوسٹ سورج پور ضلع اعظم گڑھ

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں زید پر توبہ تجدید اسلام و تجدید نکاح ضروری ہے اگر اس نے یہ سمجھ کر کہا کہ ایسا نہ کرنے سے میں اسلام سے خارج ہو جاؤں گا، اور اگر اس کو صرف قسم سمجھا تو نہیں پھر بھی احتیاط تو یہ ہے کہ اس کو تجدید اسلام و نکاح کرنا چاہیے، اس نے یہ سخت جملہ اور شدید گناہ کی بات کہی۔

درمختار میں ہے: "وان فعل كذا فهو يهودي أو نصراني أو فاشهدوا عليّ بالنصرانية أو شريك للكفار أو كافر فيكفر بحنثه لو في المستقبل، أما الماضي عالما بخلافه فغموس، واختلف في كفره والاصح أن الحالف لم يكفر سواء علقه بماض أو آت ان كان عنده في اعتقاده أنه يمين" [شامی ۳۹۲/۵] واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۶۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ

زید سیاست سے تعلق رکھتا ہے، سیاسی پارٹی میں شرکت کی وجہ سے زمانے کے مشہور و معروف مردہ کفار، مشرکین و مشرکہ کی تصاویر پر پھول کا ہار ڈالتا ہے اور تصاویر کے سامنے ہاتھ بھی جوڑتا ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید پر تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے یا صرف توبہ ہی کافی ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی سید قاسم علی قادری ۲۵۷ سیوہ سدان بلڈنگ ناگپور مہاراشٹر ۲۴ رصفر ۱۴۱۹ھ

الجواب

امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتاوی رضویہ ج ششم ص ۱۴۹ ر پر فرمایا: اور معبودان باطلہ پر پھول چڑھانا کہ ان کا طریقہ عبادت ہے اشد واخبث کفر ہے۔

اشباہ ونظائر وغیرہ معتمد اسفار میں ہے: "عبادة الصنم كفرو لاا عتبار بمافي قلبه"

اور سیاسی وغیر سیاسی مشہور ومعروف مشرک اور مشرکہ شخصیات کی تصاویر پر پھول ڈالنایا ان کے سامنے ہاتھ جوڑنا عبادت نہیں کہ یہ مشہورین کفار کے دیوتا اور معبود نہیں اور آپس میں بھی وہ ایک دوسرے کو ہاتھ جوڑ کر سلام کرتے ہیں جو تعظیم وتکریم کا طریقہ ہے تو گو یہ عبادت نہ ہوان مشرکین کی تعظیم وتوقیر ضرور ہے تو یہ متکلمین کے نزدیک کفر نہ ہو لیکن گروہ فقہاء مشرک کی تعظیم کو کفر کہتے ہیں۔

اسی میں درمختار کے حوالہ سے ہے: "لوسلم على الذمي تبجيلاً يكفر"

تو یہ فعل کفر فقہی ہوا اور اس کا حکم بھی درمختار میں یہ لکھا ہے:

"ومافيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح"

اور جس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو جیسے یہاں متکلمین تکفیر نہیں کرتے اور فقہاء تکفیر کرتے ہیں تو ایسے شخص کو توبہ استغفار (توبہ کا مطلب تجدید ایمان ہے) اور تجدید نکاح کا حکم ہوگا۔ اور اس کے حاشیہ شامی میں ہے:

"تجديد النكاح احتياطا كمافي فصول العمادية وقوله احتياطا اى يأمره المفتي بالتجديد ليكون وطئه حلالا بالاتفاق وظاهره انه لايحكم القاضى بالفرقة"

احتیاطاً تجدید نکاح کا یہ مطلب ہے کہ مفتی فتوی دیگا کہ دوبارہ نکاح کرلو تاکہ بیوی کے ساتھ قربت حلال ہونے کا فقہا بھی حکم دیدیں اور حاکم شرع میاں بیوی دونوں کے درمیان جدائی کا حکم نہیں دے گا۔

المختصر ایسے شخص کو استغفار تجدید ایمان اور تجدید نکاح میں ہی دنیا اور اخرت کی بھلائی ہے اور تجدید نکاح کوئی زحمت کا کام نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فرماتے ہیں۔ "نکاح بغیر دو گواہوں کے نہیں ہوسکتا اور گواہوں کے لیے یہ کچھ ضروری نہیں کہ غیر لوگ ہی ہوں زن وشوہر کے جوان بیٹا بیٹی بہن بھائی نوکر چاکر ان میں سے اگر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ایجاب وقبول کرلیں کافی ہے (زیادہ بھیڑ اور شور شرابے کی ضرورت نہیں) اور تجدید نکاح کوئی شرم کی بات نہیں یہ وسوسہ شیطانی ہے، شرم کی بات یہ ہے کہ نکاح میں خلل پڑ جائے اور بغیر تجدید کے زن وشوہر کا علاقہ باقی رکھیں۔ ج ششم ص ۴۹

فقط واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

(۷۰-۷۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں ہمارے شہر میں کہ

ایک شخص ہے جو جوا کھیلتا ہے اور کھلانے والا کھلاڑی ہے اس جوا سے کھیلا ہوا اس کے پاس بہت پیسہ ہے۔ اس نے کئی علمائے اہل سنت سے اور مشائخ کرام سے اور دوست واحباب اور رشتہ داروں سے اور اپنے ہی پیرومرشد کے فرزندوں اور اپنی ہی پیرانی ماں صاحبہ سے اور اپنے ہی سلسلہ کے پیر بھائیوں اور خلفاء اور سجادہ نشین سے کئی بار وعدہ کیا ہے کہ یہ جوا حرام کام ہے چھوڑ دوں گا اور توبہ کروں گا، کہہ کر ان تمام مذکورہ لوگوں سے جھوٹ بولا ہے اور اب بھی بول رہا ہے، یہ آدمی ایک بڑا ہی نامور جھوٹا ہے اور آج توبہ کروں گا کل توبہ کروں گا کہہ کر جھوٹ بول کر ہی اپنے گھر علمائے کرام ومشائخ عظام کو کھلا کر پھر بدنام کرتا ہے اور راستہ سڑکوں پر کہتا ہے کہ دیکھو یہ علمائے کرام ومشائخ عظام کھانے کے بھوکے ہیں کہ حرام وحلال کی پرواہ نہیں کرتے اور بغیر تحقیق کے کھانا کھا گئے ہیں۔ کہتا ہے اس طرح کرنے سے یہاں شہر میں اچھے علماء اور برے علماء میں عوام تمیز نہیں کر پاتی ہے، سارے علمائے کرام بھی ایسے ہی ہیں، عوام یہی سمجھ رہی ہے یہاں کے مساجد کے اکثیر خطیبوں اور اماموں کو توبہ کا بہانہ بنا کر جھوٹ بول کر کھلا رہا ہے جو خطیب وامام اس کے گھر نہیں جائے وہ ان کا دشمن بن جاتا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس جواڑی نے اب یہ بہانہ تلاش کیا ہے کہ حیلہ شرعی کر کے کچھ رقم مدرسہ کو دینا چاہتا ہوں تو مدرسہ کے منتظمین اس جھوٹے جواڑی کے فریب سے اچھی طرح سے واقف ہیں اس لیے اس پیسہ کو حیلہ شرعی کے بعد بھی لینا نہیں چاہتے ہیں۔ تو کیا مدرسہ کے منتظمین غلطی پر ہیں کیا اس کی رقم نہ لینے پر گنہگار ہونگے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: خادم مسلک رضا

الجواب

(۱) توبہ کے لیے ضروری ہے کہ (۱) توبہ کرنے والا اپنے کئے پر نادم شرمندہ ہو اور اپنی بدکاریوں پر اس کو سخت افسوس اور غم ہو۔

حدیث شریف میں ہے:

"الندم توبة" توبہ کا پہلا رکن ندامت ہے۔

(۲) پھر اگر وہ یہ حرام علی الاعلان کرتا رہا ہے تو اس پر یہ بھی ضروری ہے کہ انہیں عام لوگوں کے مجمع میں اپنے جرم کا اعتراف کرے۔ اور اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ یا اللہ میں اپنے اس جرم سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ کے لیے عہد کرتا ہوں کہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔

حدیث شریف میں ہے: "توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية"۔
جس حرام کو سب سے چھپا کر کیا تو اس کی توبہ پوشیدہ طور پر کی جاتی ہے لیکن جس کے بارے میں سب کو معلوم ہو کہ یہ جرم یہ شخص کرتا ہے تو اس کی توبہ علی الاعلان سب کے سامنے ہونی چاہیے۔
(۳) تلافی مافات جس جس سے وہ مال حرام حاصل کیا ہے اس کو واپس کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو سارا مال فقیروں میں تقسیم کردے۔
اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:
"ای مال حصل بوجه خبيث فسبيله التصدق"۔ (جلد ہشتم ص ۴۹۵)
جو مال حرام طریقہ سے حاصل کیا وہ سب فقیروں پر صدقہ کرے تو صورت مسئولہ میں ہونا تو یہ چاہیے کہ شخص مذکور اپنے گناہ سے توبہ صادقہ کرتا لیکن سائل اگر اپنے بیان میں سچا ہے تو وہ شخص صرف توبہ کا وعدہ کرتا ہے اور اسی جھوٹے وعدے پر بھروسہ کرکے مولوی اور دیندار لوگ اس کے یہاں کھاتے ہیں پھر وہ ان کا مذاق اڑاتا ہے کہ یہ لوگ حلال وحرام کی پرواہ کئے بغیر کھانے کے بھوکے ہیں۔ اور خود بدستور جوابازی میں مصروف رہتا ہے ایسی صورت میں شخص مذکور کے خلاف یہ شرعی فرد جرم بنتی ہے۔
(۱) جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لعنة الله على الكا ذبين﴾ [هود:۱۸]
اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹے پر ہے۔
(۱) وعدہ خلافی کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "آية المنا فق ثلث اذا حدث كذب اذا وعد اخلف واذا اوتمن خان"۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔
(۳) مسلمانوں کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کا استخفاف کرتا ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے: عیب جوئی ہر مسلمان کی حرام ہے نہ کہ علماء کی۔" قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ [الحجرات:۱۲]
(۴) گناہ پر اصرار کرتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:
"المستغفر من الذنب وهو مصر عليه كالمستهزئ بآيات الله"
کسی گناہ سے توبہ کرنے کے بعد اس گناہ پر اصرار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا مذاق اڑانے والے کی طرح ہے۔
پس صورت مسئولہ میں یہ شخص سخت ظالم اور فاسق جس کی تعزیر یہ ہے کہ مسلمان اس سے بالکل قطع تعلق کریں، سلام وکلام، شادی بیاہ، دعوت بارات اس وقت تک موقوف رکھیں تا کہ یہ توبہ صحیح کرے۔

یہاں کوئی کسی کو تعزیر نہیں دے سکتا، بڑی تعزیر یہ ہے کہ جس سے ایسی بات واقع ہو مسلمان اسے چھوڑ دیں۔ اور توبہ کے بعد بھی اتنے دن تک تعلق نہ رکھیں کہ اطمینان ہو جائے کہ اب اس کی بالکل اصلاح ہو گئی ہے۔

فتاوی رضویہ دہم نصف اول ص ۱۰۶ پر ہے:

جائز بایں معنی تو ہے کہ کھالے گا تو کوئی شی حرام نہ کھائی جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ کھانا جو ہمارے سامنے آیا بعینہ حرام اور جو چیز کھلائی بعینہ حرام ہے، جیسے رشوت میں کوئی غلہ دے گیا اور رشوت خور نے اس غلے کو پسا کر روٹی بنوا کر کھلانا چاہا تو اس کا کھانا حرام ہے۔

حضرت امام محمد بن حسن فرماتے ہیں: "مالم نعرف شیئا حراما بعینه لم یحرم علینا اکله"

مگر ایسے حرام کار کے یہاں دعوت کھانے سے بچنا چاہیے خصوصیت سے جب اس کی آمدنی کا اکثر حصہ حرام خصوصا جب کہ وہ فاسق اور ظالم ہے کہ ایسے فساق سے اظہار بغض ونفرت پر سلف صالحین کا اجماع ہوا تو اس کے یہاں کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے، یہ حکم کی تفصیل تو حرام مال حاصل کرنے والوں کے یہاں کھانے اور نہ کھانے کی تھی۔

صورت مسئولہ میں جب ان لوگوں نے حرام آمدنی ہونے کی وجہ سے دعوت کھانے سے انکار کر دیا تھا تو توبہ صادقہ کے بعد ہی کھانا چاہیے تھا، صرف توبہ کرنے کے جھوٹے وعدہ کا اعتبار نہ کرنا چاہیے تھا، آئندہ احتیاط کریں اور مذکورہ بالا توبہ کے حکم پر بھرپور عمل کریں۔

چندہ قبول کرنے نہ کرنے کے لیے مذکورہ بالا تفصیل مدنظر ہونا چاہیے اور ایسے مال کے حیلہ کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

دفع اعتراض مخالفین کیلیے ضروری ہے کہ (شخص مذکور) پہلے ایک محتاج کے نام ایک تصدق نامہ تحریر کرائے (کہ یہ جائیداد یا رقم) حرام طریقہ سے حاصل ہوئی ہے۔ اور اب میں نے توبہ کی ہے۔ اور شرع مطہر اس کے صدقہ کر دینے کا حکم کرتی ہے۔

لہذا میں نے فلاں کو بطور تصدق اس کا مستقل مالک کر دیا اور اس کو پورا قبضہ دے دیا اس کے بعد وہ محتاج جائداد ہو تو خود وقف نامہ تحریر کرائے۔ اور رقم ہو تو مدرسہ میں اپنے طرف سے دے دے۔ اگر شخص مذکور اس طرح دینے پر تیار ہو تو اس کا چندہ لیں ورنہ اسی بائیکاٹ پر عمل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۶ ر جمادی الاولی ۱۴۲۱ھ

(۴۳-۴۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید نے دو شادی کیا پہلی بیوی کے بچے ہوئے پھر مرگئی۔ اور دوسری بیوی کو حمل ٹھہرا اور اس حمل کی حفاظت کیلیے غیر مسلم سے جھاڑ پھونک کرایا۔ پھر اس جھاڑنے والے نے کہا کہ ہمیں پانچ روپیہ دیدو ہم فلاں مندر میں شیرینی چڑھائیں گے۔ تو اس وقت زید کے پاس روپیہ نہیں تھا۔ گھر آیا اور اپنی ایک بیوی سے کہا پانچ روپیہ اس شخص کو دیدیں میں کام کرنے جارہا ہوں دوسرے دن وہ شخص آیا تو اس کی بیوی نے پانچ روپیہ دے دیا ان صورت میں قرآن وحدیث سے زید اور اس کی بیوی دونوں پر کیا حکم ہے۔

(۲) ایک کنواں ہے جس میں بیل کے پاخانہ کے برابر گوبر پڑ گیا۔ اور اس کنویں میں پانچ ہاتھ گہرا پانی ہے۔ جس میں سے ایک ایک ہاتھ پانی متعدد بار مشین کے ذریعہ نکالا گیا۔ اور ایک ہی بار میں کل پانی نکالنے کا ذریعہ نہیں ہے۔ تو اب اس کنویں کا پانی پاک ہے یا نہیں۔ وضو وغسل جائز ہے یا نہیں؟۔

المستفتی واجد علی بروا ذیہ پوئے کیشواری معرفت
محمد غلام حسین کین چین ریلوے پوسٹ ریا ضلع گریڈیہ بہار

الجواب

(۱) شخص مذکور کو توبہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہیے۔ یعنی اپنی اس ناپاک حرکت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرے۔ از سر نو کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو۔ پھر اپنی دونوں عورتوں سے دوبارہ نکاح پڑھے۔

(۲) صورت مسئولہ میں اگر کنویں کا کل پانی نکل گیا ہو تو کنواں پاک ہو گیا تمام پانی کا ایک بارگی نکالنا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۲ر شوال ۱۴۱۳ھ

بد مذہبوں کے رد و ابطال کا بیان

(۱-۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

(۱) کہ فرقہ شیعہ کب سے ہے اور یہ مسلمان ہیں کہ نہیں اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فتوی دیا ہے، اگر مسلمان نہیں ہیں تو کس بنیاد پر، اس کو بھی تحریر فرماتے ہوئے ان کتب کا حوالہ بھی تحریر فرمائیں۔ اور زید کہتا ہے کہ اگر وہ سینہ کوبی کرتے ہیں تو محبت ہی کی بناء پر ان کے غم میں کرتے ہیں اور اگر یہ بھی قبیح ہے تو پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور ﷺ کے دندان مبارک کے شہید ہونے کی خبر سنی تو آپ نے اپنے دانت شہید کر لیے اگر یہ قبیح ہوتا تو حضرت کیوں کرتے۔

(۲) زید کو تعزیہ پر منع کیا گیا اور بتایا گیا کہ آج تعزیہ کی اصل نہیں ہے اور سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ناجائز وحرام فرمایا ہے اس پر زید کہتا ہے یہ تعزیہ تیمور بادشاہ کی ایجاد ہے اور اس کے بعد جتنے بھی بادشاہ ہوئے ہیں سب کے دور میں یہ تعزیہ رہا اور اس وقت عالم بھی تھے۔ لیکن کسی بادشاہ یا عالم نے اس کو ناجائز وحرام نہیں فرمایا، آج اس کے ناجائز وحرام ہونے پر فتوی دیا جارہا ہے، لہذا کوئی ایسی عبارت دکھایئے جو بادشاہ کے وقت میں تعزیہ کو ناجائز وحرام کہا گیا ہو۔ اور پھر یہ کہنا کہ اصل نقشہ نہیں ہے اس لیے ناجائز وحرام ہے۔ تو پھر آج اصل وہ مسجد کہاں ہے جو سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے دور میں بنائی جاتی آج تو چار چار مینار اینٹ ماربل وغیرہ اگر آپ کا یہ جواب ہے کہ اس دور میں نہیں تھا اور آج ہے تو آج بنائی جاتی ہے تو پھر زید کہتا ہے کہ بس یہی جواب ہم دیں گے جو جواب تم ہمیں دو گے۔ لہذا حضور سے مؤدبانہ عرض ہے کہ مفصل ومدلل بحوالہ جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا اور سوال نمبرا میں جب جواب تحریر فرمائیں تو یہ بھی تحریر فرمادیں کہ شیعہ کو مسلمان جانتے مسلمان ہو کر تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ فقط والسلام

المستفتی محمد انیس احمد خاں قادری بڑود ضلع شاجاپور وایا اندور ایم پی

الجواب

(۱) امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے عہد مبارک میں عبداللہ ابن سبا یہودی نے جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا مسلمانوں میں یہ خیالات پھیلائے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مقداد وسلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اسی قسم کے چند صحابہ کو چھوڑ کر سب صحابہ کافر ومرتد ہو گئے اور اس نے یہ خیال بھی پھیلایا کہ حضرت علی خدا ہیں (معاذ اللہ) ان میں سے کتنوں کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا خود ابن سباہ کو شہر بدر کر دیا یہ ساری تفصیل شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں ہے۔

(۲) ان پر کفر وارتداد کا فتوی اسی قسم کے عقائد پر ہے جو اوپر ذکر ہوئے مزید تفصیل اعلیٰ حضرت کے رسالہ رد الرفضہ میں ہے۔

(۳) کسی کے غم میں سینہ کوبی نوحہ ماتم اس لیے حرام ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ کی حدیث ہے۔

"لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوۃ الجاھلیۃ"

جو چہروں پر طمانچہ مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت والے بول بولے (نوحہ کرے) وہ ہم میں سے نہیں ہے، دلیل اور سند اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کسی بزرگ کا کوئی قول ہماری نظر میں

اس حکم کے خلاف نظر آئے تو اس کی تاویل کرنی چاہیے، خدا اور رسول جل جلالہ ﷺ کا فرمان چھوڑ کر اسی کو دلیل بنائے یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے۔ اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے اگر بے خودی میں ایسا کیا ان کے اس فعل کو شیعوں کے اس ماتم سے کیا نسبت جو سوچ سمجھ کر باقاعدہ ٹھیکے کے ساتھ ہر موقع پر کیا جاتا ہے۔ ثانیا حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے وہ کام ۳ ہجری میں کیا یہ کیا ضروری ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہو، بھلا ان کے اس فعل کو شیعوں کے ماتم سے کیا مناسبت جو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی جان بوجھکر کرتے ہیں۔

ثالثا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے تو حضور کی زندگی میں ہی اپنے دانت توڑے تھے تو اس کو نوحہ و ماتم کیسے کہا جا سکتا ہے جب کہ یہ شیعہ حضرات امامین کریمین کے انتقال پر آج تک نوحہ کرتے ہیں۔ الغرض یہ سوچنا بالکل غلط ہے اور صریح حکم خدا اور رسول کی نافرمانی ہے۔

امام باڑہ اور تعزیہ کو مساجد پر قیاس کرنا نری جہالت اور کور فہمی ہے۔

مسجد خانہ خدا اور عبادت الہی کا مقام ہے۔ جس کے لیے کوئی خاص شکل وصورت شرع کی جانب سے مقرر نہیں۔ بلکہ عمارت اور تعمیر بھی ضروری نہیں۔ خالی زمین کو اگر کسی نے مسجد قرار دے دیا تو وہ حصہ زمین ہمیشہ کے لیے مسجد ہو گیا، عمارت اس پر چاہے کبھی نہ بنے۔ دنیا میں عام مسجدوں میں کعبہ شریف سب سے افضل اور برتر ہے۔ لیکن کسی مسجد بنانے والے نے دنیا کے کسی گوشہ میں مسجد بناتے وقت کعبہ شریف کی شکل اور نقل ملحوظ نہ رکھی۔ ہر علاقہ کے لوگوں نے مسجد کی تعمیر کے وقت اپنے ہی علاقہ کے طرز تعمیر پر مسجد کی عمارت بنائی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجد کی شریعت کی طرف سے کوئی متعین صورت مقرر نہیں کی گئی۔ تو مساجد میں کوئی مسجد کسی کی نقل نہیں ہے ہر مسجد اپنی جگہ پر اصل ہے۔ جب کہ امام باڑہ نوحہ و ماتم خانہ ہے۔ اور تعزیہ روضہ سید الشہداء رضی اللہ تعالی عنہ کی شبیہ اور نقل ہے جس کا اعتراف زید کو بھی ہے اور عام تاریخی روایتوں سے بھی یہی ثابت ہے۔

مولوی سید احمد دہلوی اپنی کتاب فرہنگ آصفیہ جلد اول ۶۱۸ ر پر تحریر کرتے ہیں تعزیہ ع (۱) ماتم پرسی (۲) امام حسن و حسین علیہم السلام کی تربتوں کی نقل جو کاغذ اور بانس کے قبہ کے اندر محرم کے دنوں میں دس روز تک ان کا ماتم یا فاتحہ دلانے کے لیے بطور یادگار بناتے ہیں۔

یہ دستور صرف ہندوستان میں ہے، اس کی ابتداء اس طور پر ہوئی کہ تیمور گورگان اہل کوفہ کو قتل کرنے کے بعد کربلائے معلی گیا، وہاں سے کچھ تبرکات ایک پالکی میں رکھ کر نہایت ادب کے ساتھ لایا جب سے لوگ تعزیہ اسی طور پر بنانے اور اسے اٹھانے لگے۔ ایک بیان تیمور لنگ سے بھی متعلق ایسا ہی لکھا

ہے۔اور اخیر میں تحریر کیا کہ پس تعزیہ داروں نے بھی وہی ترکیب اختیار کی اور تبرکات کی جگہ دو قبریں سرخ وسبز بنادیں۔ ہند کے سوا دوسرے علاقہ میں یہ دستور نہیں۔

پس مساجد کو مسجد نبوی کی نقل قرار دے کر تعزیہ کو اس پر قیاس کرنا کس قدر جہالت اور نادانی ہے، تعزیہ تو حسب تصریحات بالا روضہ سید الشہداء کی نقل ہے۔اور نقل کے لیے یہ ضروری ہے کہ اصل کے موافق اور اس کا صحیح نقشہ ہو۔

ہم اوپر بتا آئے کہ مساجد کسی عمارت کی نقل نہیں۔ پھر بھی اگر کوئی شخص کعبہ شریف یا مسجد نبوی یا دیگر مقدس مقامات کا نقشہ تبرکا اپنے گھر رکھنا چاہے۔تو وہ ٹھیک انہیں مقامات کی واقعی شبیہ تیار کراتا ہے۔

تو روضہ مبارکہ امام حسین کی واقعی شبیہ کے بجائے اناب شناب بیہودے تیار کرنا اور اس کو روضہ سید الشہداء مان کر وہاں ایصال ثواب کرنا یا رسوم نوحہ ماتم اور اس کو اظہار غم کا ذریعہ مقرر کرنا پھر حوالہ میں مسجد نبوی شریف کا نام لینا کیسی عظیم جہالت۔اور کتنا بڑا ظلم ہے۔؟

بلکہ ہمارا تو یہ کہنا ہے کہ اگر یہ بے معنی نہ ہوتے سید الشہداء کی حقیقی نقل بھی ہوتے تو وہاں یہ مراسم تعزیہ ناجائز وحرام ہوتے کہ تجدید غم کا سوانگ رچنا حرام وناجائز اور زیارۃ قبر بلا مقبور حرام ہے۔تو یہاں پر اصل ونقل کی یہ بحث ہی بلا ضرورت ہے۔

اسی طرح یہ قول بھی بے بنیاد اور غلط ہے۔کہ جب سے تعزیہ کا رواج ہوا۔بادشاہوں کے وقت تک کسی عالم یا بادشاہ نے نہ اس کو رد کا نہ منع کیا۔

ہم مولوی سید احمد صاحب کے حوالہ سے تحریر کر آئے ہیں کہ اہل ہند کے علاوہ کسی اسلامی شہر میں اس کا رواج ہی نہیں تھا۔تو ان بلاد اسلامیہ کے کسی عالم کو اس کے منع کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ البتہ ہندوستان کے علماء اس کی ایجاد کے وقت سے اس کے ناجائز ہونے کا فتوی دیتے آئے ہیں اور عام مسلمانوں کو اس سے منع کرتے رہیں۔

جیسا کہ مولوی سید احمد دہلوی کے حوالہ سے ہم تحریر کر آئے ہیں کہ صرف ہندوستان کے تعزیہ داروں (شیعہ صاحبان نے) تیمور گورگاں یا تیمور لنگ کے محمل اور پالکی سے یہ بدعت سیکھی یہ دونوں بادشاہ نویں صدی ہجری میں تھے۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ایک ہی شخصیت ہوں۔بہر حال ہند میں تعزیہ کی ابتدا نویں صدی ہجری سے ہوئی۔

اور محمد طاہر ہندی فتنی جو امام المحدثین کہے جاتے تھے اور عالمی شہرت کے مالک تھے۔دسویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں اپنی شہرۂ آفاق تصنیف مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

"تجدید الماتم نصوا علی کراهة کل عام فی الحسین مع انه لیس له اصل فی امهات البلاد الاسلامیة"

ہر سال سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یادگار تازہ کرنے کو علماء نے مکروہ تحریمی فرمایا۔ ویسے بنیادی اسلامی شہروں میں اس کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ رضویہ نہم ص ۶۴/)

مشہور ترین عالم دین اور شیخ طریقت حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ہیں جنہوں نے فرقہ شیعہ کے عقائد مکائد رسوم عوائد کی تردید میں رسالہ "رد روافض" تصنیف فرمایا۔ اپنے مکتوب میں جگہ جگہ ان کی تردید کی اور ان سے علحدگی کی تلقین فرمائی۔ وہ اپنے مکتوبات دفتر اول حصہ دوم ص ۵۵، ۵۶ پر لکھتے ہیں۔

تمام بدعتی فرقوں میں بدترین وہ گروہ ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض وعناد رکھتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: آج کل اس بدخواہ گروہ نے بہت غلو کر رکھا ہے۔ اور ملک کے اطراف وجوار میں پھیل چکے ہیں۔ اسی بنا پر اس بارے میں چند کلمے لکھے گئے تاکہ آپ کی مجلس شریف میں اس قسم کے بدخواہ جگہ نہ پاسکیں۔

بارہویں صدی میں دارالسلطنت دلی کے مشہور خانوادہ علمی کے گل سرسبد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ذات ستودہ صفات تھی جس نے شیعہ فرقہ کے رد میں ایک لاجواب کتاب تحفہ اثنا عشریہ لکھ کر اس گمراہ فرقہ کے منہ پر مہر لگائی۔ وہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں۔

ان سے کسی نے تعزیہ کے پاس شیرینی مالیدہ وغیرہ لے جا کر ایصال ثواب کے لیے سوال کیا تو آپ نے منع فرمایا۔ کہ فاتحہ درود جائے باید کہ جائے پاک باشد از نجاست ظاہری وباطنی۔ فاتحہ درود ایسی جگہ پڑھنا چاہئے جو ظاہری اور باطنی نجاست سے پاک ہو۔ چار پانچ سو سال سے یہ ساری تحریر پورے ہندوستان میں گونج رہی ہے، آپ کے زید صاحب کس غار میں روپوش رہے کہ نہ کسی تحریر کو دیکھا نہ کسی سے سنا۔ سچ فرمایا گیا کہ ایسے لوگوں کے دل ہی گونگے اور بہرے اور اندھے ہو جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ

ایک شخص کہتا ہے کہ میں خادم علماء دیوبند ہوں میں نے انہیں بہت قریب سے دیکھا ہے بحمدہ تعالیٰ انہیں نہ صرف پکے سچے اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے حامل بلکہ ان کو اکابر اولیاء اللہ واصحاب نسبت بزرگ تسلیم کرتا ہوں۔

اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے نورانی میاں کو دعوت مباہلہ دی لیکن انہوں نے راہ فرار اختیار کی۔ قرآنی بیان سے مباہلہ کا دو طریقہ اس شخص نے متعین کیا ہے۔ اول یہ کہ نورانی میاں مدینہ منورہ آئیں۔ یہ فقیر بھی بارگاہ رسالت میں سلام پیش کرے گا۔ اور نورانی میاں بھی سلام پیش کریں جس کے سلام کا جواب ہے وہ حق پر ہے۔ اور دوسرا باطل پر۔ اور یہ کہ نماز فجر کے بعد شاہ احمد نورانی اپنے رفقاء کے ساتھ تلاوت اور ذکر مراقبہ میں مشغول ہوں اور اس کے بعد شاہ احمد نورانی اہل باطل کے لیے بدعاء کریں اس پر یہ گناہ گار آمین کہے گا۔ اور یہ فقیر دعا کرے گا اس پر سب آمین کہیں۔ اس کے پانچ منٹ بعد جس کی شکل مسخ ہو جائے وہ جھوٹا ہو گا۔

اور وہ شخص پورے اہل سنت کو چیلنج کرتا ہوا یوں کہتا ہے کہ فقیر اب بھی تا زیست مباہلہ کے لیے تیار ہے، اب نورانی میاں یا ان کی جماعت مدینہ منورہ یا مکہ معظمہ کی جگہ کا تعین کر کے بذریعہ رجسٹری اس فقیر کو اطلاع دیں۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ قائل نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے یا لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اور کیا اس کا جواب عملا یا قولا اہل سنت کے پاس ہے یا نہیں؟ نیز مباہلہ کی کیا شرطیں ہیں اور کیا علمائے اہل سنت مباہلہ کے لیے تیار نہیں ہیں، ہیں یا نہیں۔ المستفتی: محمد افضال احمد

الجواب

شیطان بھی اپنے لوگوں کی طرف وحی کرتا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ شخص مذکور پر یہ اسی کا القاء ہے۔ مباہلہ جائز ہے اگر کہیں شرعا اس کی ضرورت محسوس کی جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ہی بزرگوں سے مروی ہے کہ۔ "من شاء باھلته"

مگر مباہلہ کی شرعی صورت ملاعنہ کی ہے۔ فتاوی رضویہ۔

یعنی دونوں فریق مل کر یہ دعا کریں کہ ہم دونوں میں سے جو فریق حق پر ہو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت نازل فرمائے اور باطل پر لعنت۔ مکہ یا مدینہ کی تخصیص غیر ضروری ہے۔

آپ اس شخص کا پتہ اور نشان بتائیں تو ہم نورانی میاں کو لکھیں کہ کیا آپ کے ساتھ ایسا مطالبہ کسی نے کیا تھا یہ خبر صحیح ہے یا غلط ہے۔ اس قول کی تصحیح یا تغلیط کی صورت اس کے سوا اور کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو

(۴-۱۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

(۱) کہ گمراہ بدمذہب بدعقیدہ کی تعریف کیا ہے اور شرع شریف کا ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۲) زید مطلقاً حضور ﷺ کے علم غیب کا منکر نہیں مگر علوم خمسہ کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ علوم سرکار کو نہیں تھے زید کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۳) زکوۃ کا مال حیلہ شرعی کر کے دنیاوی تعلیم پر خرچ کر سکتے ہیں کہ نہیں نیز زکوۃ کا مال صاحب نصاب کے نابالغ بچوں کو دے سکتے ہیں یا نہیں۔

(۴) حرمین شریفین پر نجدی عقائد والوں کی حکومت ہے تو کیا وہاں کی تمام مساجد میں نجدی عقائد کے ائمہ ہیں، پھر جب ایسے ائمہ ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اگر ان کے پیچھے نماز پنج وقتہ نہیں ہوتی ہے تو سنی عوام جمعہ کے لیے کیا صورت اپنائینگے۔

(۵) قرآن خوانی کی اجرت لینا کیسا ہے اجرت لے کر پڑھے ہوئے قرآن کا ثواب میت کو پہنچتا ہے کہ نہیں اگر کوئی بغیر مانگے قرآن خوانی کی اجرت دے تو لے سکتے ہیں کہ نہیں اور مانگ کر اجرت لینے والے کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر قرآن خوانی کی اجرت نہ لیں تو یہ سلسلہ بند ہو جائے گا، کیا ایسا کہنا صحیح ہے؟۔

(۶) دلالی کا پیسہ لینا کیسا ہے کیا دلالی دونوں طرف سے لے سکتے ہیں یا ایک طرف سے۔

(۷) مرد اگر ہاتھ پیر میں مہندی لگائے اگر یہ مہندی جسم کے دوسرے حصے مثلاً ہاتھ انگلیاں وغیرہ میں لگ جائے تو بغیر چھوڑائے وضو وغسل ہو سکتا ہے کہ نہیں؟۔ المستفتی، سکندر علی اشرفی مدرسہ شمس العلوم کمہاری ناگور

الجواب

(۱) گمراہ بدمذہب بدعقیدہ اسی کے ساتھ چند لفظ اور ملا لیجئے صاحب ہوی، بدعتی، فاسق، اسلام اعتقاد وعمل کے مجموعہ کا نام ہے مسلمان ہو کر جو شخص گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو شریعت میں اس کو فاسق کہا جاتا ہے، اسلامی حکومت ہو اور ایسے افراد گرفت میں آجائیں اور جرم ثابت ہو تو بادشاہ اسلام ان پر حد جاری کریگا یا تعزیر اپنی صوابدید کے موافق سزا کریگا، اسلامی حکومت نہ ہو اور وہ جرم سے باز نہ آتا ہو تو مسلمان ایسے مجرمین کا معاشرتی بائیکاٹ کریں گے اور جرم ظاہر نہ ہو یا ثابت نہ ہو اور آدمی بے توبہ مر گیا تو وہ اللہ تعالی کی مشیت کے تحت ہے اللہ تعالی چاہے تو اسے یونہی بخش دے یا کسی کی شفارس سے معاف کر دے اور چاہے تو جرم کی سزا کے مطابق جہنم میں ڈالے۔ ارتداد وکفر کی سزا دنیا میں قتل ہے اور مکمل بائیکاٹ ہے اور آخرت میں عذاب، مبتدع اور بدعتی کا لفظ فاسق سے عام ہے کہ فسق کا تعلق صرف فساد عمل سے ہے اور

بدعت کا تعلق اعتقاد وعمل دونوں سے ہے، شرح شریف میں ایسا شخص بھی بدعتی ہے جو کوئی ایسا عمل ایجاد کرے اور رواج دے جس کی دلیل شرع میں نہ ہو اور ایسے اعتقاد کے ایجاد کرنے والے اور ماننے والوں کو بھی بدعتی کہتے ہیں جو دلائل شرع سے ثابت نہ ہو، اسی کو بدعت ضلالت کہتے ہیں اور ایسے نئے اعمال وخیال جن کا ثبوت دلائل وشرع سے ہو منع نہیں بلکہ وہ ماموربہا ہیں اور سنت میں داخل ہیں، اسی کو بدعت حسنہ بھی کہتے ہیں، پھر بدعت اعتقادی میں ایک عموم اور بھی ہے۔ وہ بدعت جو حد کفر کو پہونچی، اور وہ بدعت جو اس درجہ تک نہ پہونچی ہو۔ ثانی الذکر اعتقادی ہو تو فسق وگمرہی ہے اور حد کفر کو پہنچی ہو تو ارتداد اور خروج عن الاسلام ہے، بقیہ چاروں حروف کا تعلق اعتقادی خرابی سے ہے اور اس کی مذکورہ بالا دو قسمیں ہیں مکفرہ اور غیر مکفرہ چنانچہ لفظ صاحب "ھوی" کا استعمال عالمگیری میں اسی طرح ہے: "وان کان صاحب ھوی لایکفر به صاحبه تجوز الصلوة خلفه مع الکراهیة والافلا" اگر آدمی ایسا صاحب ہوا ہے کہ اس کی گمراہی حد کفر کو نہ پہونچی ہو تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی (یعنی پڑھ لیا تو دہراؤ) اور اگر حد کفر کو پہنچی ہو تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہی نہیں باطل ہے۔

لفظ گمراہ عربی لفظ ضـال کا ترجمہ ہے، اس کا اطلاق بھی عقیدہ وخیال کی خرابی پر ہے اور یہ لفظ بھی مکفرہ وغیر مکفرہ دونوں قسم کو شامل ہے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولینا احمد رضا خان صاحب فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۶۸ میں فرماتے ہیں: مبتدع اور ضال ایک عام لفظ ہے کافر کو بھی شامل ہے کہ بدعت دو قسم ہے مکفرہ وغیر مکفرہ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ اس کے مختلف اطلاقات کا بھی ذکر کیا ہے "اسرا کہ بردن آن حضرت ﷺ است از مسجد حرام تا مسجد اقصیٰ ثابت است از قرآن کہ منکر آں کافر گردد" وسفر آں حضرت از مسجد اقصیٰ تا سمٰوات کہ ثابت است از احادیث مشہورہ کہ منکر آں ضال ومضل است وثبوت دیگر از تفاسیر واحادیث کہ از خبر احاد است کہ منکر آں جاہل ومحروم است" شیخ کی اس عبارت میں لفظ ضال کا اطلاق کفر سے کم درجہ پر ہے، یہ حال لفظ بدمذہب وبدعقیدہ کا بھی ہے۔

(۲) علم غیب سے انکار آج کل وہابیوں کا شعار ہے، زید کی اتنی بات پر مسئلہ نہ پوچھنے لگے بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کی براہین قاطعہ، قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس، مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی وہ عبارتیں اسے دکھائی جائیں جس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی ہے اور اس پر حسام الحرمین میں مکہ ومدینہ کے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، اگر وہ حسام الحرمین کی تائید کرے اور مذکورہ علماء دیوبند کو کافر کہے تب آپ مسئلہ پوچھئے کہ زید علمائے دیوبند کے کفریات پر مطلع ہو کر

انھیں کافر سمجھتا ہے اور حضور ﷺ کے لیے علم غیب کا قائل ہے، البتہ علوم خمسہ کا انکار کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں زید مسلمان ہے لیکن اگر حسام الحرمین کی تصدیق سے انکار کرے تو چاہے حضور کے لیے جمیع ما کان وما یکون کا علم مانے کافر ہی رہے گا، مطلب یہ ہے کہ جمیع ما کان وما یکون کا تفصیلی علم ماننا ضروریات دین میں سے نہیں کہ ان میں سے بعض کا منکر کافر ہو۔

(۳) زکوٰۃ کی رقم حیلہ کر کے دنیاوی تعلیم پر نہیں خرچ کر سکتے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: مدرسہ علم دین میں دینا چاہے تو دے اس کے تین حیلے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی تعلیم کے لیے حیلہ نہیں، صاحب نصاب کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (بہار شریعت جلد پنجم صفحہ ۶۱)

(۴) یہاں سے ہم کیا بتا سکتے ہیں، یہ تو اس کے معلوم کرنے کی چیز ہے جو وہاں گیا، کسی امام کے بارے میں معلوم ہو کہ سنی ہے تو اس کے پیچھے پڑھ سکتے ہیں، غلطی سے کوئی وہابی کے پیچھے پڑھی تو معلوم ہونے پر دہرا لے، اگر ایسی صورت حال ہو کہ امام جمعہ سنی نہ ہو تو ظہر پڑھیں۔

(۵) ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی اجرت ناجائز ہے بلکہ جہاں کا یہ عرف ہو گیا ہو کہ وہاں اجرت دیتے ہیں وہاں پیشگی معاملہ طے کیے بغیر بھی معاوضہ لینا منع ہے کہ "المعروف کالمشروط" ایسی اجرت علی الاعلان لینے والا فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ کہ اس کو امام بنانا ناجائز اور اس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو دہراؤ، ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی ارکان اسلام میں سے نہیں یہ ایک مستحب عبادت ہے اگر لوگ بے اجرت نہ کریں تو اس سے اسلام میں خلل نہیں واقع ہوگا۔

(۶) دلالی میں دوڑ دھوپ اور محنت کیا تو دلالی لینا جائز ہے اور خالی زبانی جمع خرچ کیا تو نہیں اور یہ جیسا ایک طرف سے ہوتی اس میں دھوکہ دھڑی نہ ہو تو دونوں طرف سے لے سکتے ہیں (فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم صفحہ ۸۸۶) مگر اس کو شریعت میں بہتر نہیں سمجھا گیا ہے۔

(۷) مہندی اگر ایسی چپک گئی ہے کہ جلد تک غسل و وضو کا پانی نہیں پہونچتا تو اس کا چھڑانا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۹؍محرم الحرام ۱۴۱۷ھ

(۱۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ



(۱۰۱) الصلوۃ والسلام علی النبی الکریم

اہل سنت وجماعت کے علمائے کرام اور ان کے ارباب حل وعقد سے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت

مجدد ملت حکیم الامت کی عبارت کے متعلق ایک استفتاء

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

احقر کے خیال میں قرآن مجید کی کئی آیتوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

قرآن میں ہے: ﴿لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ (الزمر:۶۳)

یعنی زمین وآسمان کی کنجیاں خدائے تعالیٰ کے پاس ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے شعر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے رزق کی تقسیم بھی آپ ﷺ کرتے ہیں، چونکہ بقول اعلیٰ حضرت ہر چیز کی کنجی آپ کے ہاتھ مبارکہ میں دیدی گئی ہے جب کہ قرآن میں ہے:

﴿لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ﴾ (الزمر:۶۳)

نیز اعلیٰ حضرت کے اس شعر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کی عزت وذلت کی کنجی بھی آپ کے ہاتھ شریف میں دیدی گئی ہے جب کہ قرآن شریف میں ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ [آل عمران:۲۶]

مذکورہ بالا آیت سے دوسرے مصرع کی بھی تردید ہو رہی ہے۔ کما لا یخفیٰ علی العقلاء ولم تكن من اهل الهوىٰ۔ اور چونکہ دوسرے مصرع سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ حضور ساری کائنات کے حاکم ہیں ایک اور حدیث قدسی میں ہے: عن ابی الدرداء رضی الله تعالیٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: قال الله تعالیٰ: اننی انا الله لا اله الا انا مالك الملك ومالك الملوك وقلوب الملوك فی یدی الحدیث كذافی حلية الاولياء" (جلد ۲/ صفحه ۳۸۸) فی ترجمة مالك ابن دينار وفی المشكوة ايضاً ۲/۳۲۳ فی كتاب القضاء والامارة

اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نافذ حکومت صرف خدائے تعالیٰ کے لیے ثابت ہے بلکہ حضور کے ذاتی قبضہ وقدرت میں ایک تنکا تک نہیں ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ أَنْ يَّأْتِيَ بِاٰيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ﴾ (الرعد: ۳۸)

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے بالکل قدرت کی نفی ہو رہی ہے، اگر اللہ تعالیٰ ہی چاہیں تو اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سب کچھ ہوسکتا ہے، اگر یہ سب محبت میں ایسا ہو گیا ہے کوئی بات نہیں؟

(۲) کیا واقعی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ نے یہ وصیت فرمائی ہے کہ حتی الامکان اتباع

شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پہ مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے، اللہ توفیق دے۔ بلفظہ وصایا شریف صفحہ ۸۔ یہ عبارت وصیت قرآن وحدیث سے ملتی جلتی ہے۔ اس کے بعد پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ اعزّا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی بھیج دیا کریں: دودھ کا برف خانہ ساز اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ خواہ بکرے کا، شامی کباب، پراٹھے اور ملائی، فیرنی، ارد کی دال مع ادرک و لوازمات، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، اچار، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف، اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے تو یوں کر دیا، جیسے جانو مگر بطیب خاطر، میرے لکھنے پر مجبور نہ ہوں انتھی بلفظہ۔ اعلیٰ حضرت کی اس وصیت کو قرآن وحدیث و اجماع و قیاس شرعی سے ثابت کریں۔ بینوا توجروا

المستفتی محمد جہانگیر المظاہری خادم اتحد رئیس جامعہ الرشاد اعظم گڈھ

الجواب

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں ☆ اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

سائل نے اپنے سوال میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا شعر میں رسول اللہ ﷺ کی چار خوبیاں بیان کی ہیں (۱) زمین و آسمان کی کنجیوں کا مالک ہونا (۲) رزق کی تقسیم رسول اللہ ﷺ کرتے ہیں (۳) مخلوق کی عزت و ذلت کی کنجی بھی آپ کے ہاتھ میں ہے (۴) آپ کی حکومت نافذ ہے۔

ہم بات کو مختصر کرنے کے لیے اس بحث سے قطع نظر کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا شعر سے کیا ثابت ہے اور کیا نہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ بے شک یہ کمالات حضور ﷺ کو حاصل ہیں اس پر سائل کو یہ حق حاصل ہے کہ یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف ہے کیوں کہ قرآن وحدیث میں یہ خوبیاں تو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت ہیں، حضور ﷺ کے ذاتی تصرف میں تو ایک تنکا بھی نہیں، پھر خود ہی سائل یہ استدراک کرتا ہے کہ ہاں اگر اللہ تعالیٰ ہی چاہیں تو آپ حضور ﷺ کے ذریعہ سب کچھ ہو سکتا ہے، یعنی حضور ﷺ زمین و آسمان کی کنجیوں کے مالک ہو سکتے ہیں، رزق تقسیم کر سکتے ہیں مخلوق کو عزت و ذلت دے سکتے ہیں اور آپ کی حکومت نافذ ہو سکتی ہے، سائل نے بار بار اس کا اعتراف بھی کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ کمالات ذاتی نہیں مانتے ہیں، ایک جگہ لکھتے ہیں، بقول اعلیٰ حضرت ہر چیز کی کنجی آپ کے دست مبارک میں دیدی گئی ہے، دوسری جگہ ہے اس شعر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کی عزت و ذلت کی کنجی بھی آپ کے ہاتھ شریف میں دیدی گئی ہے۔

تو سائل اپنی تحریر میں یہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ کمالات رسول اللہ ﷺ کو خود نہیں ہیں اور اللہ پاک چاہے تو ان کو خوبیاں دے سکتا ہے، اب اگر قرآن وحدیث سے یہ ثابت کر دیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ کمالات ملے تو سائل کے شبہات بھی ختم ہو جائیں گے، سوال میں ذکر کی ہوئی آیتوں کی مخالفت بھی ختم ہو جائے گی اور اعلیٰ حضرت کا کلام بھی قابل اعتراض نہ رہے گا تو پہلے ہم اس پر روشنی ڈالتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا سے دو عالم کے مالک ومختار ہیں۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر عزیزی پارہ "الم" صفحہ ۱۹۷ میں تحریر فرماتے ہیں ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ [البقرۃ: ۳۰] تحقیق من گردانندہ ام درزمین خلیفہ کہ خلافت من نماید ودر اشیاء زمین تصرف کند وچوں تصرف در اشیاء زمین بدون تصرف در اسباب آں اشیاء کہ مربوط بہ آسمانست متصور نیست پس ہر چند آں خلیفہ در محل کون وفساد ساکن ومستقر گردد روے روح آسمانی نیز خواہم رسید کہ بہ سبب آں برمکان آسمان ومکاں کواکب نیز حکمرانی نماید وآنہارا بکار خویش معروف سازد۔

اسی آیت کی علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر فرمائی: خليفه يخلفني في تنفيذ احكامي۔ ان حوالوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ نے دنیا میں جس کو اپنا خلیفہ بنایا وہ اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرے گا اور اشیائے زمین میں تصرف کرے گا اور زمین میں رہ کر آسمانوں اور موکلان کواکب پر حکمرانی کرے گا اور انھیں اپنے کام میں لائے گا۔ سوال یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ سے جب اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اول کے لیے یہ اختیارات وتصرفات ثابت ہیں تو خلیفۃ اللہ الاعظم حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے کیسا تصرف اور کیسی عظیم حکومت ثابت ہوگی۔ عن انس ابن مالك انا اعطينا ك الكوثر قال اتدرون ماالكوثر قلنا الله ورسوله اعلم فقال انها نهراعطاني ربي" (بخاری شریف ثانی صفحہ ۳۳)

عن ابن عباس خير كثير اعطاه الله اياه ، قال ابو بشر فقلت لسعيد بن جبير ناس يقولون انه نهر في الجنة فقال سعيد النهر الذي في الجنة من الخير الذي اعطاه اياه (بخاري شريف جلد دوم صفحه ۹۷٤)عن مجاهد الكوثر النهر كم وعنه قال خير الدنيا والآخره (تفسير ابن جرير طبري جزء ۳ صفحه ۳۰۸) ثم في الآية اضاف من المبالغة منها لفظ العطاء دون الايتاء ففي الا عطاء دليل التمليك دون ايتاء ومنها لفظ كوثر هو مبالغه في الكثير بزيادة الواو فشمل خير الدنياوالآخرة (تفسیر نیشاپوری ج ۳۰ صفحہ ۱۷۵)

اس آیت اور اس کی تفسیر کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں کا مالک بنا دیا۔

رسول اللہ ﷺ کو آسمان وزمین کی کنجیاں دی گئیں" عن عقبة بن عامر اعطيت مفاتيح خزائن الارض او مفاتيح الارض ،(بخاری شریف جلد ثانی صفحہ ۵۸۵)

عن انس الكرامة والمفاتيح يو مئيذ بيدى (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۵۱۴)

عن ربيعة بن كعب قال كنت ابيت مع رسول الله ﷺ فاتيته بوضوءه وحاجته فقال :سل قال:اسئلك مرافقتك فى الجنة قال او غير ذلك قلت هو ذاك ، قال فاعنى على نفسك بكثرة السجود (مشكوه شريف صفحه ٨٤)

اس حدیث کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں "از اطلاق سوال کہ گفت "سَل" (یعنی خواہ) تخصیص نہ کرد بمطلوب خاص معلوم می شود کہ ہمہ بدست کرامت اوست ﷺ

اور حضرت ملا علی قاری مکی علیہ الرحمۃ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں، يؤخذ من اطلاقه ان الله مكنه واعطاه ما اراد من خزائن الحق۔

اسی اشعۃ اللمعات میں ہے: ملک وملکوت جن وانس بتقدیر وتصرف الٰہی در حیطۂ متصرف وے بود ﷺ

ان سب حدیثوں اور ان کی شرحوں سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا وآخرت کی کنجی بلا شبہ رسول اللہ ﷺ کے دست گرامی میں ہے بلکہ سارے عالم اور ملک وملکوت پر بعطائے الٰہی آپ کو قدرت واختیار ہے اور جس کو جو چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔

بے شک آپ کا حکم نافذ ہے: اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے:﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾[النساء:٦٥]

آپ کے رب کی قسم کوئی شخص اس وقت تک مؤمن ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنے اختلافات میں آپ کو حکم تسلیم نہ کرے اور آپ کے فیصلہ کے خلاف اپنے دل میں کوئی خیال بھی نہ لائے۔

حضرت علامہ ابن حجر مکی الدر المنظم میں فرماتے ہیں: هو خليفة الله الاعظم جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وتحت ارادته يعطى من شاء ماشاء۔

ہم کو ان کا حکم ماننا اتنا ضروری ہے کہ اس کے خلاف دل میں خیال بھی نہ لائیں اور اللہ تعالیٰ کے ایسے خلیفہ اعظم کہ اللہ کے خزائن رحمت ان کے قبضہ واختیار میں ہیں جس کو چاہیں عطا فرمائیں۔ آخر یہ حکومت نافذ نہیں تو اور کیا ہے۔

حضور سید عالم رزق تقسیم فرماتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں کئی جگہ یہ

حدیث تحریر فرمائی ہے " انما انا قاسم واللہ یعطی " اللہ تعالٰی دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

حضرت امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح بخاری میں فرماتے ہیں: "الکلام الاول یشیر الی ان القسمة فی تبلیغ الوحی و بیان الشریعة، وھذا الکلام صریح فی تقسیم المال ولکل وجه۔ (عینی جلد ثانی صفحہ ۵۱)

یعنی یہ حدیث تقسیم علم اور تقسیم مال دونوں ہی سے متعلق اور حقیقۃً تقسیم کا لفظ مال کے لیے ہی بولا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس عبارت کی ہیئت ترکیبی بھی یہی گواہی دیتی ہے کہ یہ تقسیم تمام انعامات الٰہی کو شامل ہے یوں کہ یعطی کا مفعول بہ مذکور نہیں کہ اللہ تعالٰی کیا کیا چیزیں دیتا ہے کیا نہیں، کہ کائنات کی ہر چیز کا دینے والا وہ رب العالمین ہے اور کلام میں اس چیز کی تفصیل بھی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کیا چیزیں تقسیم کرتے ہیں تو ہر چیز کا دینے والا اللہ تعالٰی اور سب کے تقسیم کرنے والے اس کے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ پس اس صحیح حدیث کی روشنی میں آپ ﷺ کو رزق تقسیم کرنے والا کہنا کیا غلط ہے؟

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَمَا نَقَمُوٓا۟ إِلَّآ أَنْ أَغْنَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ مِن فَضْلِهِۦ﴾(التوبہ: ۷۴)

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا۟ مَآ ءَاتَىٰهُمُ ٱللَّهُ وَرَسُولُهُۥ وَقَالُوا۟ حَسْبُنَا ٱللَّهُ سَيُؤْتِينَا ٱللَّهُ مِن فَضْلِهِۦ وَرَسُولُهُۥٓ إِنَّآ إِلَى ٱللَّهِ رَٰغِبُونَ﴾(التوبہ: ۵۹)

یہ دونوں آیتیں صاف صاف تصریح فرما رہی ہیں کہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول نے لوگوں کو مالدار کیا کہ بخشنے والے اور دینے والے اللہ اور رسول ہیں ﷺ، یعنی ان آیات میں واضح طور پر مالدار کرنے اور دینے کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی تو اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے یہی بات کہہ دی تو یہ بات قرآن کے خلاف کیسے ہوئی۔

﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ ٱلْكِتَٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ﴾[البقرۃ: ۸۵]

اور زمین و آسمان کے انھیں تصرفات پر سائل نے یہ بات متفرع کی ہے کہ آپ کے ہاتھ شریف میں مخلوق کی عزت و ذلت کی کنجی نہیں دی گئی، اور اب جب قرآن و حدیث و تفسیر سے یہ اختیارات ثابت ہو گئے تو سائل کو یہ بھی تسلیم کرنا چاہیے۔ کہ بلا شبہ مخلوق کی عزت و ذلت کی کنجی بھی آپ کے دست کریم میں اللہ تعالٰی نے دی ہے " فسدد وقارب ولا تکن من الضالین " حقیقت یہ ہے کہ اس امر میں کسی کو اختلاف نہیں کہ کائنات کے ہر ہر ذرے کا حقیقی مالک اللہ تعالٰی ہے اور یہ بھی سب کو مسلم ہے کہ اس قادر و توانا پروردگار نے اپنے بندوں کو بھی بہت کچھ اختیارات دیے ہیں جس کو جس منصب کے لائق بنایا اس کو اسی حساب سے قدرت و اختیار اور ملک و حکومت بخشی، حد یہ ہے کہ ایک عام انسان کو بھی اپنے کچھ

وخاندان پر اختیار وتصرف دیا، اس کو جائداد زمین دار وباب کا مالک بنایا، اور بال بچوں کی پرورش کی ذمہ داری عطاء کی جس کا اظہار ہر آدمی اپنی بول چال وقضاء ومعاملات میں کرتا رہتا ہے، مثلاً یہ زمین میری ہے میں اس کا مالک ومتصرف ہوں اور اب میں نے اسے فلاں کو دیا اور قابض ومتصرف کر دیا اس وقت مجھ پر دس آدمیوں کی پرورش کی ذمہ داری ہے، کہیں سے بھی مجھے ان کی روزی کا انتظام کرنا ہے۔ اس وقت میرے گھر میں سو افراد ہیں کسی کو میرے حکم پر دم مارنے کی ہمت نہیں۔

یہ سب کیا ہے؟ وہی قدرت واختیار مگر محدود پیمانہ پر۔ تو کیا یہ محدود دائرے اللہ تعالیٰ کے قبضہ واختیارات سے باہر ہیں؟ ابھی تو سائل نے اقرار کرلیا ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کے اختیارات میں ہے؟ پھر اس بندہ لاچار کے مذکورہ بالا اختیارات ان آیتوں کے مخالف کیوں نہیں تو جواب دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے اختیارات ذاتی اور حقیقی ہیں اور بندون کے عطائی اور مجازی ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کو بڑے وسیع اختیارات دیئے ہیں، حضور سید عالم ﷺ کے اختیارات وفضائل کا ایک شمہ بیان ہوا قرآن عظیم میں جبرئیل امین علیہ السلام کے لیے فرمایا گیا" ﴿ذِیْ قُوَّةٍ عِندَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ . مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِیْنٍ ﴾[التکویر: ۲۰۔۲۱] عرش والے کے پاس باعزت ہیں وہاں سردار وامین ہیں، دیگر فرشتوں کے لیے فرمایا گیا ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْراً ﴾[النازعات: ۵] امور عالم کی تدبیر کرنے والے" حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے ارشاد ہوا ﴿وَآتَیْنَاهُم مُّلْکاً عَظِیْماً ﴾[النساء: ۵۴] ہم نے انھیں عظیم اور وسیع حکومتیں دیں"

اب اگر کسی کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں تو کوئی تضاد نظر نہ آئے اور اس نے اپنے مقبول بندں کو جو اختیارات دیئے انہیں خدائی اختیارات کے متضاد قرار دے، اور آیات قرآنی کے خلاف سمجھے تو یہ بدنصیب اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے لیے اس پر بھی تیار نہیں جیسے ہر جاہل اور عامی کو اپنی زمین اپنے مکان اور اپنے اہل وعیال پر ہے ویسے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو دنیا اور دنیا والوں پر ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی ❁❁❁ منکرو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

ہمارے اس تفصیلی جواب سے امید تو یہی ہے کہ سائل کو اپنے شبہات سے نجات مل جائیگی مگر فی الوقت وہ جس قوم کی ترجمانی کر رہے ہیں ان کی حوصلہ شکنی کے لیے ضروری ہے کہ انھیں گھر تک پہنچا دیا جائے تا کہ اپنے بزرگوں کے مقامات عالیہ کی سیر کریں اور اختیارات عامہ دیکھیں پھر قرآن کی مذکورہ فی

السوال آیات کی موافقت ومخالفت پر غور کریں:

(۱) مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم صفحہ ۱۱۲ پر اولیاء کو حسب ذیل مناصب تقسیم کر رہے ہیں "ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال وعالم شہادت می باشند اولیاء کبار اولی الابصار را می رسد کہ تمامی کائنات را بسوئے خود منسوب نمایند مثلاً ایشاں را رسد کہ گویند کہ از فرش تا عرش حکومت ماست"

اس منصب بلند کے لوگ عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کا حق رکھتے ہیں ماذون مطلق ہیں، ان بڑی قدرت اور علم والون کو حق ہے کہ تمام عالم کو اپنی طرف منسوب کریں اور کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری حکومت ہے۔ فرمایئے مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اولیاء کے لیے یہ اختیارات یہ پورے عالم کی حکومت مان کر کیا ہوئے اور ان کے یہ اختیارات آیات مذکورہ فی السوال کے منافی ہیں یا نہیں۔

(۲) مولوی محمود الحسن دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں لکھتے ہیں۔

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے مرے مولا مرے ہادی تھے بے شک شیخ ربانی

(مرثیہ صفحہ ۱۲)

دیکھئے مولوی صاحب مذکور نے اپنے شیخ ربانی کو رب العالمین کے ہم معنیٰ مربی خلائق کا لقب دیا تربیت میں روزی کے ساتھ ساتھ پرورش کی تمام قسمیں شامل نہیں تو یہ لقب آیت شریفہ " ترزق من تشاء بغیر حساب " کے معارض ہوا کہ نہیں۔

(۳) انھیں شیخ ربانی کے حکم کی تنفیذی قوت ملاحظہ ہو

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا ان کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم

(مرثیہ صفحہ ۳۱)

قضائے مبرم اللہ تعالیٰ کا وہ حکم ہے جس کا وقوع قطعی ہے، ان شیخ ربانی کے ہر ہر حکم کی یہی شان ہے اس لیے اپنے سوال کا وہ حصہ پھر ایک دفعہ غور سے پڑھ لیجئے جہاں آپ نے لکھا ہے، کہ نافذ حکومت صرف خدائے تعالیٰ کے لیے ثابت ہے، اور بتائیے کہ اپنے جرگہ کے بزرگوں کے لیے کچھ اور، اور اللہ کے رسول اور مقبول بندوں کے لیے کچھ اور، یہ دوہرا معیار کیوں؟

(۴) سوال تو پہلا بھی نیا نہیں ہے "سر ایں فتنہ اکست کی من می بینم، رسول اللہ ﷺ اور مقبولان بارگاہ الٰہی کے اختیارات کا مسئلہ ہندوستان میں مولوی اسماعیل دہلوی نے اٹھایا اس وقت جمہور علمائے اسلام

نے ان کے خلاف قدغن اور زجر و ملامت کی اور ان کا رد بھی لکھا، خود ان کے خاندانی بزرگوں نے بھی ان کی تردید کی، موصوف تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں" اسی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر ہے: کائنات میں اپنے ارادہ سے تصرف کرنا، حکم چلانا، خواہش سے مارنا جلانا، فراخی و تنگی تندرستی و بیماری فتح و شکست خدا کی ہی شان ہے پھر جو شخص کسی غیر اللہ میں ایسا تصرف ثابت کرے ایسا شخص مشرک ہے خواہ ذاتی مانا جائے یا اللہ کا دیا ہوا، ہر صورت میں یہ عقیدہ کا شرک ہے۔ (تقویۃ صفحہ ۱۸)

اس قسم کی باتوں کا تفصیلی رد معلوم کرنا ہو تو "اطیب البیان" الامن والعلی، الکوکبۃ الشہابیہ وغیرہ کتابیں دیکھی جائیں، لیکن یہ دوسرا واقعہ تو وصایا اعلیٰ حضرت کی اسی عبارت کے حوالے سے مولوی محمد منظور احمد نعمانی نے بھی ۱۳۵۲ء میں ادری ضلع اعظم گڈھ کے مناظرے میں پیش کیا، پھر قصبہ مبارکپور سے شائع ہونے والی کتاب مقامع الحدید میں شائع کیا گیا، اسی وقت اس کا جواب مناظرے میں زبانی اور العذاب الشدید میں تحریری دیا گیا، اسی کا اعادہ دیوبندی تحریر آئینہ باطل میں ہوا جس کا جواب برق خداوندی ۱۳۷۱ء میں شائع ہوا، پھر اسی کو مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی نے اپنی مستبدل کتاب اعلیٰ حضرت بریلوی کا حقہ شریف میں دہرایا جس کا جواب خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی نے اپنی تحریر موسوم بانکشاف حقیقت ۱۳۹۰ء میں دیا، انہیں ایام میں دار العلوم دیوبند کے دار التبلیغ سے ایک پوسٹر بنام رضا خانی عقاید باطلہ ان کے اقوال کے آئینہ میں شائع ہوا، اس کا بلیغ رد مولٰنا مفتی شریف الحق صاحب نے اپنی کتاب التحقیقات ۱۳۹۱ء میں چھاپا، لیکن ہمارے سائل صاحب کو ابھی شبہ باقی ہے، ہم اپنی بساط کے موافق شبہ کے ازالہ کی کوشش کرتے ہیں، سوال میں جو عبارت درج کی گئی ہے اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے وصیت کے دو نمبروں کا ذکر ہے۔

(۱) "دین اسلام کے صحیح عقائد اور اعمال پر پامردی سے قائم رہو" دنیا کے تمام مذاہب دو حصوں پر مشتمل ہیں: ایک حصہ کا تعلق ایمان و عقیدہ سے اور دوسرے حصہ کا تعلق اعمال و افعال سے ہے، اسلام میں بھی یہ تقسیم موجود ہے، اعتقادی حصہ کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے اور عملی حصہ کو شریعت کہا جاتا ہے، حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں:

الانبیاء اخوة من علات امهم شتی و دینهم واحد۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۵۰۵)

انبیائے کرام علاتی بھائیوں کی طرح ہیں جن کی مائیں چند ہوتی ہیں مگر سب انبیاء کا دین ایک ہے۔ اس کی شرح لمعات میں ہے:

قوله دینهم واحد یعنی "ان الشرائع وان کان متعددة مختلفة" یعنی دین سب کا ایک

ہے اگر چہ سب کی شریعتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

طبعاً عقائد کو اعمال پر تقدم حاصل ہے کہ کوئی عمل ایمان کے بغیر مقبول نہیں مگر چوں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخاطب راسخ العقیدہ مسلمان تھے اور اس زمانے میں عام طور سے مسلمانوں کی عملی حالت دگرگوں ہے، اس لیے اپنی وصیت میں پہلے آپ نے عملی پہلو کے لیے تاکید فرمائی کہ تم لوگ جہاں تک تمہارے بس میں ہو شریعت کی پابندی نہ چھوڑنا اور جدوجہد کی انتہائی منزلوں تک شریعت کے عملی احکام کی بجا آوری کرنا، پھر اعتقادی حصہ کی مقصدیت اور اہمیت کے پیش نظر مناسب الفاظ سے تاکید فرمائی، میرا دین ومذہب جو میری کتابوں سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

اس عبارت کا مطلب تو بالکل ظاہر تھا کہ اس کے پہلے جملہ میں آپ نے شریعت کا لفظ استعمال فرمایا جو عرف وشرع میں اسلام کے لیے بولا جاتا ہے، دوسرے جملہ میں میرا دین ومذہب کہا جس سے ظاہر وہی مذہب مراد لیا جس کو پہلے جملہ میں صراحت سے ذکر کیا تھا کہ شریعت اسلامیہ جس پر میرا ایمان و عقیدہ ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اس کی وضاحت وتشریح بیان وتفصیل میری کتابوں میں ملے گی مگر وہ جو سعدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے ست ۔۔۔ گل است سعدی ودر چشم دشمناں خار است

دیوبندی صاحبان نے اس عبارت کو شروع سے پڑھنے کے بجائے درمیان سے پڑھنا شروع کیا کہ مولینا نے میرا دین مذہب کہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مذہب اسلام سے علیحدہ خود ان کا ایجاد کردہ تھا جبھی تو صاف صاف مذہب اسلام کا لفظ نہیں بولے، وہ تو خیریت گذری کہ آپ نے ایک توضیحی جملہ بھی تحریر فرمادیا کہ اس کی تفصیل وتوضیح میری کتابوں میں ہے ورنہ یہ حضرات یہ الزام لگاتے کہ بوہروں کی طرح ان کے مذہب کی تعلیم بھی خفیہ ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جواب گذارش ہے کہ یہ اعتراض جب صحیح ہوتا کہ شریعت میں دین مذہب کی اضافت اللہ ورسول جل جلالہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف کرنا ناجائز وحرام ہوتی اور ایسا کہنا قرآن وحدیث کے خلاف ہوتا، ہمارے سائل کو بھی شائد یہی غلط فہمی تھی تبھی تو آپ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ عبارت قرآن وحدیث سے ملتی جلتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں کثرت کے ساتھ اللہ ورسول کے ساتھ اسلام کے پیروکار مسلمانوں کی طرف بھی دین کی نسبت کی گئی ہے تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

بلاشبہ دین کا موجد اور بانی اللہ عزوجل ہے اور دین کی اضافت اس کی ذات پاک کی طرف حقیقی ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۔ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ

اللّٰہِ أَفْوَاجاً﴾[النصر:۱۔۲]جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے اور آپ دیکھیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج درفوج داخل ہو رہے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد الٰہی ہوا﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِندَ اللّٰهِ الإِسْلَامُ﴾[آل عمران:۱۹]

اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔

ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف نور الانوار میں فرماتے ہیں:"الدین هو وضع الٰهی سائق لذوی العقول باختیارهم المحمود الی الخیر بالذات"(صفحہ۴)

دین اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا قانون ہے جو انسانوں کو ان کی پسند سے بلا واسطہ بھلائیوں کی طرف لے جانے والا ہے۔

یوں ہی دین کی نسبت انبیائے کرام کی طرف بھی کی گئی ہے،اس لیے کہ یہ حضرات دین کو رائج ونافذ کرنے والے اس پر عمل کرنے اور عمل کروانے والے اور اس کی تشریح وتوضیح کرنے والے ہیں، یہ صحیح ہے کہ یہ نسبت مجازی ہے۔

قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کی شان میں فرمایا گیا:

﴿مِلَّةَ أَبِيْكُمْ إِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾[الحج:۷۸]

یہ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے انھوں نے ہی تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

حضور سید عالم ﷺ کو حکم ہوا کہ کافروں کو بتادیں﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ﴾[الکافرون:۶]

تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لے میرا دین ہے

اسی طرح دین کی نسبت اس کے ماننے والوں کی طرف بھی عام اور شائع اور ذائع ہے فی الوقت قرآن عظیم سے اس طرح کے ثبوت میں اور آیات پیش کر رہے ہیں۔

(۱)﴿اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِن دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾۔[المائدة:۳]

اب کافر تمہارے دین سے مایوس ہو گئے ہیں تو تم ان سے نہ ڈرو ہم سے ڈرو۔

(۲)﴿وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَن دِيْنِكُمْ﴾۔[البقرة:۲۱۷]

وہ تم سے اس وقت تک جنگ کرتے رہیں کہ تم کو تمہارے دین سے پھیریں۔

(۳)﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾۔[المائدة:۳]

آج ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔

(۴)﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ﴾۔[المائدة:۵۷]

ایمان والو اپنے دین کا مذاق اڑانے والوں کو دوست نہ بناؤ۔

(۵) ﴿وَإِن نَّكَثُوٓاْ أَيۡمَٰنَهُم مِّنۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ وَطَعَنُواْ فِي دِينِكُمۡ﴾۔[التوبۃ:۱۲]

اگر وہ عہد و پیمان کو توڑ کر تمہارے دین پر اعتراض کریں۔

(۶) ﴿إِنِّيٓ أَخَافُ أَن يُبَدِّلَ دِينَكُمۡ﴾[غافر:۲۶]

مجھے ڈر ہے کہ تمہارا دین نہ بدل دے۔

(۷) ﴿وَمَن يَرۡتَدِدۡ مِنكُمۡ عَن دِينِهِۦ فَيَمُتۡ وَهُوَ كَافِرٞ﴾(البقرۃ:۲۱۷]

تم میں سے جو اپنے دین سے پھر گیا اور کافر ہو کر مرا۔

(۸) ﴿مَن يَرۡتَدَّ مِنكُمۡ عَن دِينِهِۦ﴾[المائدۃ:۵۴]

(۹) ﴿إِلَّا ٱلَّذِينَ تَابُواْ وَأَصۡلَحُواْ وَٱعۡتَصَمُواْ بِٱللَّهِ وَأَخۡلَصُواْ دِينَهُمۡ لِلَّهِ﴾[النساء:۱۴۶]

پر وہ لوگ جنھوں نے توبہ کی اصلاح کی اور اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین میں اخلاص برتا۔

(۱۰) ﴿إِذۡ يَقُولُ ٱلۡمُنَٰفِقُونَ وَٱلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَٰٓؤُلَآءِ دِينُهُمۡ﴾[الانفال:۴۹]

منافقوں اور مرتدین نے کہا کہ مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈالا۔

(۱۱) ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِينَهُمُ ٱلَّذِي ٱرۡتَضَىٰ لَهُمۡ﴾[النور:۵۵]

جس دین کو ہم نے ان کے لیے پسند کیا اس پر انھیں قدرت دیں گے۔

(۱۲) ﴿قُلِ ٱللَّهَ أَعۡبُدُ مُخۡلِصٗا لَّهُۥ دِينِي﴾[الزمر:۱۴]

کہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اپنے دین میں اخلاص کے ساتھ کرتا ہوں۔

قرآن عظیم کی مختلف سورتوں کی ان ۱۲ آیات میں دین کی نسبت اہل اسلام کی طرف کی گئی ہے۔ اور غائب، حاضر، متکلم تمام ضمیروں کے ساتھ، متکلم کی ضمیر کا تو ٹھیک وہی ترجمہ ہے جو وصایا اعلیٰ حضرت کی عبارت میں ہے (یعنی میرا دین)

احادیث کریمہ سے اگر اس کی مثالیں تلاش کی جائیں تو دفتر تیار ہو جائے، نمونۃً چند حدیث پیش کر رہے ہیں:

(۱) عن البراء عن رسول الله قال یاتیه ملكان فيقعد انه الخ ۔ فيقولان له ما دينك فيقول ديني الاسلام ۔ (مشكوة شريف صفحه ۲۵)

حضرت براء ابن عازب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قبر میں دو فرشتے آتے ہیں اور وہ

مردہ کو بیٹھا کر پوچھتے ہیں ترا دین کیا ہے تو وہ کہتا ہے مرا دین اسلام ہے۔

حضور ﷺ نے مسلمانوں کو صبح وشام کی دعا تلقین فرمائی ہے

(۲) اللهم انی اسئلك العفو والعافية فی دینی ودنیای (مشکوۃ ۱ صفحه ۲۱۰)

اے اللہ میں اپنے دین دنیا میں عفو وعافیت کا طالب ہوں۔

ان دونوں حدیثوں کے الفاظ بھی ٹھیک وہی ہیں جو اعلیٰ حضرت کی وصیت میں ہیں۔

(۳) ان الله عزّ وجل یبعث لهذه الامة علی راس مائة سنة من یجدد لها دینها

(مشکوٰۃ شریف ۱صفحه ۲۷)

بے شک اللہ عز وجل اس امت کی رہنمائی کے لیے ہر صدی کے شروع میں ایک مجدد بھیجے گا جو امت کے دینی امور کو نکھار دے گا۔

(۴) "ان هذا العلم دین، فانظروا عمن تاخلون دینکم" (مشکاۃ:۳۷)

یہ علم دین ہی ہے تو دیکھو کہ کس سے اپنا دین حاصل کرتے ہو (یعنی بد مذہبوں سے دینی تعلیم حاصل نہ کرو) ان حدیثوں میں بھی دین کی نسبت مسلمانوں کی طرف کی گئی اور تینوں ضمیروں کے ساتھ۔

تو قرآن وحدیث سے دین کی نسبت اللہ ورسول اور عامۃ مسلمین سب کے لیے ثابت ہے اور ہر سہ ضمیر کے ساتھ کہ ترا دین، میرا دین، اور اس کا دین، سب کہنا جائز ہے، تو وصایا شریف کا جملہ "میرا دین ومذہب" کیوں صحیح نہیں اور کیسے۔ اس کو قرآن وحدیث کے خلاف کہنے میں تو وہی بات ہوئی۔

جنوں کا نام خرد رکھدیا خرد کا جنوں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرات ائمہ اور علمائے کرام میں بھی یہ محاورہ شائع وذائع ہے۔ حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "دین النبی محمد خیر الوریٰ۔ ثم اعتقادی بمذهب النعمان (درمختار جلد اول صفحہ ۲۶) اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

وصنفها محمد الشیبان حرر فیها مذهب النعمان (صفحہ ۳۵)

تو کیا ان اشعار کا یہ مطلب ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کے خلاف کوئی مذہب ایجاد کیا تھا جن کے عقیدہ کو امام ابو یوسف نے اپنا ذریعہ نجات بتایا اور جس کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں لکھا ہے، پس جب صورت حال یہ ہے کہ اس وصیت میں دین اسلام کیلیے جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ قرآن وحدیث میں ہیں اور ائمہ وعلماء کی بول چال میں بھی اسی قسم کی نسبت واضافت ہے تو اس شبہ کا کیا معنی کہ "کیا وصیت کے الفاظ قرآن وحدیث کے موافق ہیں" بلا شبہ دین اسلام کی یہ تعبیر قرآن وحدیث

اور علمائے اسلام کی تصریحات سے ثابت۔

اور جب سیاق وسباق سے یہ ظاہر ہو گیا کہ شریعت میں دین ومذہب سے مراد اسلام ہی ہے تو اس ٹکڑے کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ حضرت مولانا کی کتابوں میں اسلام کا ہی بیان ہے، علمائے کرام نے ائمہ وعلماء کی کتابوں کو کتب مذہب میں شمار کیا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں "صنفها محمد الشيباني حرر فيها مذهب النعمان" جس کا مطلب یہی ہوا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتب مذہب اسلام ہیں۔ یہی علامہ شامی درمختار میں ص ۲۵/ پر فرماتے ہیں "من كتب المذهب المتقى" منتقی بھی کتب مذ ہب میں سے ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں بھی سائل صاحب کو کتب علمائے دیوبند کی سیر کرادی جائے تاکہ یہ بھی ملاحظہ کریں کہ خود علمائے دیوبند نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی مختصر کتاب حفظ الایمان میں ۷ رجگہ ہماری شریعت، ہماری شریعت، تحریر فرمایا ہے تو کیا اس کا یہی مطلب سمجھا جائے کہ مولوی اشرف علی تھانوی کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جو مذہب وشریعت میں نے اسلام کے خلاف ایجاد کیا ہے؟

المہند ص ۵/ پر ہے کہ "مولوی خلیل احمد صاحب نے جن کو لکھا ہے واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے" تو کیا یہ مذہب مولوی انبیٹھوی صاحب کا ایجاد کردہ ہے اور اسلام کے خلاف ہے جس کو مصنف المہند مذہب وایمان قرار دیتے ہیں، اور اگر اس عبارت کا یہ مطلب نہیں تو اعلی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جو میرا دین ومذہب میری کتابوں سے ظاہر ہے کہا تو کیوں ان کے دین ومذہب کا اسلام کے خلاف ایجاد کردہ ہونے پر دلالت کرے گا؟

مولوی رشید احمد گنگوہی نے مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کو عین اسلام قرار دیا ہے "مولوی اسماعیل دہلوی کی بدنام زمانہ کتاب جس میں زبان کی بدتہذیبی، شرک خفی (ریاکاری) شرک جلی، اور جس کی وجہ سے مفت میں فساد پھیلنے کا اقرار خود مولوی سماعیل دہلوی نے کیا (ارواح ثلثہ صفحہ ۸-۱۸) مولوی گنگوہی صاحب کے نزدیک وہ تو عین اسلام ہے مگر اعلیٰ حضرت مولینا احمد رضا خاں نے اگر یہ کہدیا کہ اسلام کا بیان میری کتابوں میں ہے تو قیامت آگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولوی رشید احمد کی تعلی ملاحظہ ہو: سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے، میں بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانہ میں حق موقوف ہے میری اتباع پر۔ اور آپ ابھی اسی شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ کہ مولینا احمد رضا خاں صاحب نے یہ کیوں لکھدیا میرا دین ومذہب جو میری کتابوں سے ثابت ہے۔ بے شک ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ اسلام کو اپنا دین ومذہب کہے اور اسلام کے بارے

میں لکھی ہوئی اپنی کتابوں کے بارے میں یہ کہے کہ ان کتابوں سے مرا دین (اسلام) ظاہر ہے۔

(۲) سوال میں ذکر کی ہوئی وصایا کی عبارت کا دوسرا حصہ وہ ہے جس میں انواع واقسام کے کھانوں کا ذکر اور ورثہ کو وصیت کی ہے کہ ہو سکے تو یہ سب یا ان سے کوئی ایک کھانا تیار کر کے اس کی فاتحہ دلا دینا، بلاشبہ یہ وصیت بھی احکام اسلام اور احادیث کریمہ کے ارشاد کے دائرے میں ہے، وصیت کی تاکید خود سرور کائنات ﷺ نے فرمائی، ارشاد نبوی ہے:

پہلی حدیث: ماحق امرأ مسلم لہ شیء یوصی فیہ یبیت لیلتین الاوصیتہ مکتوبۃ عندہ متفق علیہ۔ (مشکوۃ شریف رصفحہ ۲۶۵)

جس مسلمان کو کوئی وصیت کرنی ہو تو دو دن بھی ایسا نہیں گذرنا چاہیے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو، مطلب یہ ہے وصیت کرنا ہو تو اس کی تحریر میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے۔

دوسری حدیث ہے: عن جابر قال قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم من مات علی وصیۃ مات علی سبیل وسنۃ ومات علی تقی وشھادۃ ومات مغفورا لہ۔

(مشکوۃ شریف رصفحہ ۲۶۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو وصیت کر کے مرا وہ حق کے راستہ اور سنت پر مرا تقویٰ اور شہادت پر مرا وہ مغفور ہے۔ اس حدیث سے بھی مطلقاً وصیت کرنے کی فضیلت ثابت ہوئی کہ ایک مسلمان جو وصیت چاہے کر سکتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے: عن عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان العاص بن وائل اوصی ان یعتق عنہ مأتہ رقبۃ فاعتق ابنہ ھشام خمسین رقبۃ وارادابنہ عمرو ان یعتق عنہ الخمسین الباقیۃ فقال حتی أسئل رسول اللہ فاتی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ! ان ابی اوصی ان یعتق عنہ مأتہ رقبۃ وان ھشاما أدی عنہ خمسین وبقیت علیہ خمسون رقبۃ فاعتق عنہ عنہ فقال انہ لو کان مسلماً فاعتقتم عنہ او تصدقتم عنہ او حججتم بلغہ ذلک۔

(ابوداؤد شریف، مشکوۃ صفحہ ۲۶۶)

عمرو ابن شعیب اپنے دادا کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے وصیت کی کہ میری طرف سے سو غلاموں کو آزاد کیا جائے تو اس کے ایک لڑکے ہشام نے پچاس اس کی طرف سے آزاد کیا دوسرے لڑکے عمرو ابن العاص نے بھی بقیہ پچاس کو آزاد کرنا چاہا حضور ﷺ سے دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ تمہارا باپ اسلام پر مرا ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے صدقہ کرتے حج کرتے سب کا ثواب اس کو

پہونچتا۔

اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہوا کہ مسلمان کو ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے اور وہ اس کی وصیت کر سکتا ہے کیونکہ حضور ﷺ نے عاص ابن وائل کی وصیت سے انکار نہیں فرمایا البتہ یہ فرمایا کافر ہونے کی وجہ سے اس وصیت کی تعمیل کردو تب بھی اسے ثواب نہیں ملے گا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عنوان قائم کیا اپنی ماں کی طرف سے باغ یا زمین کا صدقہ کیا جائے تو جائز ہے۔ پھر یہ حدیث نقل کی "عن ابن عباس ان سعدبن عباده توفیت امه وهو غائب قال للنبی ﷺ ان امی افتلتت نفسها واظنهالو تکلمت تصدقت فهل لها اجران تصدقت عنها قال نعم قال ان لی مخرافاً فانا اشهدك ان قد تصدقت به عنها"

(بخاری جلد اول ص ۳۸۸)

ان سب حدیثوں کا کھلا ہوا مطلب یہی ہے کہ مسلمان اپنی زندگی میں کوئی نیکی کرے یا نیت یا ورثا کو وصیت کر جائے اور اس کے بعد ورثا اس کام کو کریں اور اس کا ثواب متوفی کو پہونچا دیں تو جائز و درست ہے، غلام آزاد کرنا صدقہ وخیرات کرنا اور حج کرنا ان سب امور خیر کا بھی یہی حکم ہے کہ میت کی طرف سے جائز ہے یوں ہی سارے اعمال کا ایصال ثواب بھی جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت میں بھی یہی تو ہے عمدہ عمدہ کھانا تیار کر کے میری طرف سے لوگوں کو کھلایا جائے، تو حدیث شریف میں لفظ صدقہ سے کیوں خارج ہوگا بلاشبہ یہ وصیت احکام حدیث کے موافق ہے، مگر واقعہ یہ ہے کہ کچھ لوگ حق و باطل کا دوہرا معیار رکھتے ہیں جو خود کریں جائز اور جو دوسرے کریں وہ ناجائز، یہی وصیت اگر کسی دیوبندی یا وہابی کی ہوتی تو بالکل مخالفت نہ ہوتی، اس لیے ہم جناب حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کی ایک وصیت پر اپنی یہ تحریر ختم کرتے ہیں۔

"میرے بعد بھی میرے متعلقین کا خاص لحاظ ہو وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہواری ان (بیوی صاحبہ) کے لیے اپنے ذمہ کر لیں تو شاید کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی"

(تجلیات وصیت صفحہ ۲۰)

شاید سائل صاحب کو ناگوار گذرا کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بھی حکیم الامت صاحب کی طرح اپنی بیوی یا گھر والوں کے لیے مریدین سے چندہ کی وصیت کیوں نہ کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مدرسہ شمس العلوم گھوسی۔

(۱۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ
کہ شیعوں کا یہ کہنا کہ جو اہل بیت کو مانے وہی جنت میں جائیگا کیونکہ کی جنت کی کنجی علی کے ہاتھ میں ہے اور حضرت ابو بکر اور عمر فاروق اور عثمان غنی اور حضرت عائشہ کو مانے گا وہ دوزخ میں جائیگا جنت میں نہیں جاسکتا کیونکہ جنت کی کنجی علی کے ہاتھ میں ہے، تفصیلاً جواب تحریر فرمائیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عین نوازش ہوگی۔
المستفتی، عبدالرحیم بڑا گاؤں گھوسی ضلع مئو

الجواب

شیعہ مذہب کی بنیاد ہی تقیہ اور افتراء پر ہے، قرآن شریف کی کسی آیت میں یہ لکھا نہیں ہے کہ جنت کی کنجی حضرت علی کے ہاتھ میں ہے نہ اس بات کا کسی آیت یا حدیث میں ذکر ہے کہ جو ابو بکر وعمر اور عثمان اور ام المومنین حضرت عائشہ کو مانیگا وہ جنت میں نہیں جائیگا، ایسی کسی بے سند بات کا کیا اعتبار اور بھروسہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۴ محرم الحرام ر ۱۴۱۱ھ

(۱۳۔۱۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) کیا نامحرم مرید عورت کو اپنے پیر کی پیٹھ اور پاؤں کو دبانا جائز ہے یا نہیں؟ ایک دیوبندی نے کہا کہ مولانا احمد رضا خاں نے غالباً فتاوی رضویہ کی تیسری جلد میں لکھا ہے کہ پیر کی پیٹھ اور پاؤں دبانا نامحرم عورت کو جائز ہے اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟۔

(۲) غیر مسلموں کے دیوتاؤں پر چڑھایا گیا پرساد بتاشے کھلیں وغیرہ مسلمانوں کو کھانا حرام ہے یا جائز؟ اگر حرام ہے تو دیوبندی نے یہ سوال اس لیے کیا ہے کہ جب وما اھل بہ لغیر اللہ میں صرف جانور مراد ہے ہر چیز مراد نہیں تو پھر غیر مسلموں کے دیوتاؤں پر چڑھایا گیا پرساد بتاشے کھلیں وغیرہ مسلمانوں کے لیے کھانا کون سی روایت سے حرام ہے اور اولیاء اللہ کی نذر و نیاز و تبرک کیسے جائز ہوگا۔

(۳) ایک دیوبندی نے اعتراض کیا تھا کہ بریلوی حضرات مولانا احمد رضا خاں کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں جب کہ حضور ﷺ کو حضرت کہا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سے بڑا درجہ مولانا احمد رضا خاں کا ہے، اس کے جواب میں ہم نے علامہ ارشد القادری صاحب کا جواب سوانح اعلیٰ حضرت میں دیوبندی کو دکھایا پھر دیوبندی اپنے دیوبندی مفتی کے پاس گیا واپس آکر اس نے کہا کہ اعلیٰ حضرت کہنے میں کوئی حرج نہیں کہہ سکتے ہیں جائز ہے، اس نے اپنی غلطی تسلیم کرلی مگر ساتھ ہی ساتھ ایک الزام علمائے اہل سنت پر لگادیا کہ اس بارے میں علمائے دیوبند کو بدنام کیا جارہا ہے، علمائے دیوبند نے لفظ اعلیٰ حضرت پر نہ زبانی اعتراض کیا ہے نہ تحریری، یہ اعتراض جاہل (دیوبندی) عوام نے کیا جس کی ذمہ داری علماء پر

نہیں اس سلسلے میں ہم نے علامہ نظامی علیہ الرحمہ کی کتاب انکشافات دیکھی مگر اس میں بھی کسی حوالہ کے ساتھ دیوبندی کا اعتراض درج نہیں ہے، انکشافات سے یہ معلوم ہوا کہ ۱۳۹۰ھ سے پہلے لفظ اعلیٰ حضرت پر دیوبندی نے اعتراض کیا تھا، جب ہی تو علامہ نظامی نے آپ کا جواب دیا ہے اور علامہ ارشد القادری صاحب کے جواب سے یہ معلوم ہوا کہ ۱۳۹۹ھ میں کٹک کے مناظرہ میں دیوبندی مناظر مولانا ارشاد احمد نے تو اعلیٰ حضرت پر اعتراض کیا تھا جس کا جواب علامہ نے دیا، بہر حال تو اعلیٰ حضرت پر دیوبندی نے جو اعتراض کیا ہے وہ اصل اعتراض ان کی کتابون سے بحوالہ تحریر فرمائیں اور اگر ممکن ہو تو اس کی وضاحت بھی فرمائیں کہ یہ اعتراض کس نے کس ہجری یا کس عیسوی میں کیا تھا؟۔ دیوبندی ثبوت چاہتے ہیں۔

(۴) ایک دیوبندی کہتا ہے کسی مرنے والے کی خبر تو اللہ ہی کو ہے وہ کفر پر مرا ہے یا ایمان پر مرا، لہذا اب مرنے کے بعد نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی کو کافر نہیں کہا جائے، اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ دیوبندی یہ بھی کہتا ہے کہ توبہ کا زبانی یا تحریری اعلان کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ توبہ دل میں کرنا ضروری ہے، اسکے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ دیوبندی یہ بھی کہتا ہے کہ مذکورہ چاروں حضرات کی توبہ کے لیے یہی کافی ہے کہ انہوں نے المھند وغیرہ میں اپنے ایمان افروز عقائد پیش کئے ہیں، چاہے انہوں نے اپنے پرانے عقائد سے شرمندہ ہو کر ندامت کے ساتھ چاہے اپنے دل میں اپنی غلطی محسوس کر کے چاہے کسی اور ڈر یا خوف سے؟ یہ سب توبہ کے مترادف ہے اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟۔

المستفتی محمد ظفر آگرہ

الجواب

(۱) جو عبارت دیوبند کے حوالہ سے آپ نے تحریر فرمائی ہے اس کا حوالہ تو آپ انہیں سے طلب کریں باقی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو عبارت فتاوی رضویہ باب الکراہیہ حصہ دوم ص ۸ پر تحریر فرمائی وہ یہ ہے "نامحرم عورتوں سے ہاتھ پیٹھ اور پنڈلیاں ملوانا یا دبوانا اگر تنہائی میں نہ ہو نہ فتنہ ہو تو حرج نہیں ورنہ گناہ ہے" اور اسی جلد کے ص ۱۱۶ پر اس کی مزید توضیح و تفسیر فرمائی۔

بے پردہ یہ ایں معنی کہ جن اعضاء کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے کلائی یا پیٹ اور پنڈلی کا کوئی حصہ تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے، خواہ پیر ہو یا عالم یا عامی یا جوان ہو یا بوڑھا، بدن پورے کپڑوں سے چھپا ہو نہ ایسے باریک کہ بالوں کی رنگت ظاہر ہو، نہ ایسے تنگ کہ بدن کی حالت دکھائیں اور نہ تنہائی میں ہو اور پیر جوان نہ ہو غرض کوئی فتنہ فی الحال نہ ہو نہ اس کا اندیشہ ہی ہو تو علم دین اور امور خدا سیکھنے کے لیے جا سکتی ہے اور بلانے میں بھی حرج نہیں۔

تیسری جگہ حصہ اول کتاب الکراہیۃ میں فرماتے ہیں پیر اور غیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے اور بڑھیا کے لیے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں پھر ایسے خاندان کی نہ ہو جس کا یوں بھی سامنے آنا اس کے اولیاء کے لیے باعث ننگ و عار ہو۔

یہ سارے اقتباسات فتاوی رضویہ کی ایک جلد اور ایک ہی کتاب الکراہیہ کے ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورت کے لیے محرم کے سامنے پردے کے کیا حدود ہیں اور غیر محرم کے لیے کیا حدود ہیں۔ جوان عورت کے لیے کیا حکم ہے اور بڑھیا کے لیے کیا حکم ہے اور اجنبی مرد کے کس حصہ جسم کو دیکھ سکتی ہے اور چھو سکتی ہے یا دبا سکتی ہے، اسکے لیے کیا کیا حدود اور شرائط ہیں اور کب ناجائز ممنوع اور معصیت و گناہ ہے، تخلیہ کا کیا حکم ہے اور جوان اور بوڑھے مرد و عورت کے لیے کیا کیا احکام ہیں۔

پھر لطف یہ ہے کہ یہ احکام خود مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ایجاد کردہ نہیں ہیں شامی اور ہدایہ وغیرہ مختلف کتب فقہ میں کتاب الکراہۃ کا باب اللمس دیکھ لیجئے مسئلہ ان کتابوں میں اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے مگر اس کو کیا کیجئے گا کہ

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب ست ۔۔۔ گل است سعدی و در چشم دشمنان خار است

اللہ تعالی حقیقت پسندی کی توفیق بخشے۔

(۲) اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ فتاوی رضویہ جلد ہشتم میں لکھتے ہیں:

﴿وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ۱۷۳] اس جانور کے لیے ہے جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا جائے چھوڑے ہوئے جانور سے اسے کوئی تعلق نہیں، نہ کہ مٹھائی تک پہونچے، یہ تعصب وہابیہ کے جاہلانہ خیال ہیں کہ جانور ہو یا بے جان ذبح ہو یا غیر جس چیز کو غیر خدا کی طرف منسوب کر کے پکار دیں حرام ہو جائے گی۔ ایسا ہو تو ان کی عورتیں بھی ان پر حرام ہوں۔ کہ وہ بھی انہیں کی عورتیں کہہ کر پکاری جاتی ہیں اللہ تعالی کا نام ان پر نہیں لیا جاتا، ایسے بیہودہ خیالوں سے بچنا لازم ہے، ہاں بت کے چڑھائے کی مٹھائی پرشاد مسلمانوں کو نہ لینا چاہیے کہ کافر انہیں صدقہ کے طور پر بانٹتے ہیں وہ لینا ذلت بھی ہے اور معاذ اللہ جو چیز انہوں نے تعظیم بت کے لیے بانٹی اس کا ان کے موافق مراد استعمال بھی ہے۔

فتاوی رضویہ نیز جلد نہم ص ۲۱۲ پر فرماتے ہیں:

مسلمان کے نزدیک بت اور تعزیہ برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ تعزیہ بھی ناجائز ہے بت کا چڑھاوا غیر خدا کی عبادت ہے اور تعزیہ پر جو ہوتا ہے وہ حضرات شہداء کربلا کی نیاز ہے، اگرچہ تعزیہ پر رکھنا لغو ہے بت کی پوجا اور محبوبان خدا کی نیاز کیونکر برابر ہو سکتی ہے؟۔

حدیث شریف میں ہے:"انی نہیت عن زبد المشرکین"(فتح الباری:۵/۲۳۱)

(۳) آپ نے اپنی تحریر میں مولانا مشتاق احمد نظامی کے حوالہ سے یہ انکشاف کیا کہ لفظ اعلیٰ حضرت پر اعتراض وجواب کا سلسلہ ۱۳۹۰ھ میں شروع ہوا جس کو آج ۲۷ سال ہورہے ہیں۔

ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ اس طویل مدت کے دوران آج تک یہ سوال زندہ ہے، بار بار سامنے آرہا ہے چنانچہ آج بھی یہ سوال آپ سے ایک دیوبندی نے ہی کیا، میری فتوی نویسی کی زندگی بھی کافی طویل ہوگئی ہے، میرے پاس بھی برابر یہ سوال آتا رہتا ہے، جاریہ تعلیمی سال میں بھی مسٹر محمد احمد صاحب نے تردینی نگر کانپور سے یہ سوال بھیجا اور ان کی تشفی کی گئی ہم تو اس تفتیش کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے کہ سائل سنی ہے یا دیوبندی، جو بھی ہم سے سوال کرتا ہے ہم اس کو مسئلہ کی شرعی نوعیت بتادیتے ہیں اور اس سلسلہ میں اپنی اتنی ہی ڈیوٹی کافی سمجھتے ہیں۔

کیا آپ ان دیوبندی مفتی صاحب سے جنہوں نے اعلیٰ حضرت کہنے کو جائز بتایا ہے اس مضمون کی ایک تحریر لے کر کسی پرچہ میں چھپوا سکتے ہیں یا اتنا ہی کرسکتے ہیں کہ ان کی اس مضمون کی تحریر جس پر ان کے دستخط اور مہر ہو ہم تک بھیج دیں، کیا وہ یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ دیوبندی علماء پر اس سلسلہ میں غلط الزام ہے ہم اس کو جائز سمجھتے ہیں۔

(۴) دیوبندی صاحب کا یہ قول کہ تحریری یا زبانی توبہ کا اعلان کرانا ضروری نہیں احادیث کریمہ کے خلاف ہے۔

اذعملت سیئة فاحدث عندها توبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة۔رواه الطبرانی فی الکبیر عن معاذبن جبل رضی الله تعالیٰ عنه بسند جید۔(اتحاف السادة:۸/۶۰۳)

گناہ کی توبہ کرو، پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ توبہ اور علانیہ کی علانیہ، بے شک توبہ کا ایک اہم رکن ندامت قلب ہے لیکن اسی کو کافی سمجھ لینا نادانی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرعون کے مرتے وقت کی توبہ علانیہ کو قبول نہیں فرمایا۔ارشاد الٰہی ہے:﴿حَتّٰی اِذَا اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْ اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ﴾[یونس:۹۰-۹۱]

جب فرعون کا ڈوبنا یقینی ہوگیا تو کہا کہ میں ایمان لایا کہ اس خدا کے علاوہ کوئی اللہ نہیں جس پر اسرائیل ایمان لائے میں مسلمان ہوں، حکم ہوا اب ایمان لاتا ہے پہلے نافرمانی کرچکا اور فساد پھیلانے والا تھا، کیا انہیں غرغرہ کے وقت کی توبہ مقبول نہ ہونے کا مسئلہ بھی معلوم نہیں۔

المختصر ہم تو ظاہر کے مکلف ہیں ایسا شخص جس نے کفر بکا اور علانیہ بکا اور توبہ بالاعلان نہ کی تو احکام دنیا میں اسے کافر ہی کہا جائے گا۔

شرح عقائد میں ہے:فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله وان لم يكن مومنا فى احكام الدنيا۔

اور یہاں جس کے بارے میں یہ بھی معلوم نہیں کہ کفر پر مرا کہ ایمان پر، اور زندگی بھر وہ کفر پر اٹل رہا اس کے بارے میں مشورہ دے رہے ہیں کہ کافر مت کہو تو کیا غلام احمد قادیانی کے بارے میں یہ احتمال نہیں ہے۔ آخر فتاوی دیوبند میں اسے کیوں کافر لکھا ہے۔

جی ہاں المہند وغیرہ میں ایمانی عقائد کا بیان کیا اور ساتھ ہی ساتھ ان کفری باتوں کا بھی اعلان کرتے اور ان کی تصدیق کرتے رہے، ایک بار ایمانی عقیدہ بیان کیا اور ہزار بار کفری عبارت چھاپی شائع کی اور اس کے صحیح ہونے پر تو پورے ہندوستان میں مناظرہ کرتے رہے یہی تو غلام احمد قادیانی بھی کرتا رہا کہ اپنی نبوت کا بھی اعلان کرتا رہا اور دلی کی جامع مسجد مجمع عام میں اعلان کیا کہ میرا وہی عقیدہ ہے جو اہل سنت وجماعت کا ہے اور اسکو شائع بھی کیا، اس کو نہ توبہ کہتے ہیں نہ توبہ کے مترادف، اس کو تو اصرار علی الذنب کہتے ہیں، تجاہر علی المعصیہ کہتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:المستغفر من الذنب وهو مقيم عليه كالمستهزى بايات الله

گناہ سے توبہ کے بعد اسی پر اصرار کرنے والا اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق اڑانے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(اعلیٰ حضرت کے ایک فتوی پر دیوبندی صاحبوں کے اعتراض کا جواب)

(۱۷-۱۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ سے قبل تقریباً ۹۰۰ برس قبل بادشاہ یمن تبع حمیری کے ایمان لانے کا واقعہ معتبر ہے یا نہیں؟ اور کہاں سے ثابت ہے اور تواریخ حبیب الہ کی حیثیت کیا ہے؟ یہ کب لکھی گئی تھی؟۔

(۲) فتاوی رضویہ کی عبارت کے متعلق دریافت کیا تھا کہ ایک دیوبندی کہتا ہے کہ فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۱۱۷ پر لکھا ہے کہ جولاہا وغیرہ پڑھ لکھ کر عالم بھی ہو جائے جب بھی شرفا کا کفو نہیں ہو سکتا۔

یہ عبارت جلد سوم میں ہے یا نہیں؟ ہم نے تو دو جگہ کا چھپا ہوا فتاوی رضویہ جلد سوم دیکھ لیا ہے، عبارت کہیں نہیں ملی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آستانہ پریس بریلی کی جلد سوم میں یہ عبارت تھی، اب جلد ۵/

۲۹۲ میں آ گئی ہے۔اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ پہلے بے ترتیب فتاوی جمع کر کے شائع کر دیے ہوں گے بعد میں باب وغیرہ قائم کیے ہوں گے اور پہلی جلدیں موٹی پتلی ہوں گی اب سب کو برابر کر دیا ہوگا۔

بہر حال جو کچھ بھی ہو اس کے بارے میں کچھ تحریر فرمائیں اس کا جواب آپ کی طرف سے ابھی نہیں ملا ہے۔امید ہے کہ توجہ اور کرم فرمائیں گے۔

اس کے علاوہ ایک بات اور دریافت کرنی ہے ایک دیوبندی کہتا ہے۔کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں وہابی حکمرانوں کے مقرر کردہ وہابی اماموں کی امامت کا مسئلہ بہت ہی اہم ہے۔اس سلسلے میں حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچاس جید علمائے کرام جن میں مولانا حشمت علی، حضور حامد رضا، شہزادۂ امام احمد رضا، مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مرادآبادی وغیرہم شامل تھے۔ایک فتوی مرتب فرمایا تھا جس میں کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔

""نجس ابن سعود اور اس کی جماعت تمام مسلمانوں کو کافر مشرک جانتی ہے اور ان کے اموال کو شیر مادر سمجھتی ہے ان کے اس عقیدے کی وجہ سے حج کی فرضیت ساقط اور عدم لازم ہے"۔

(تنویر الحج لمن یجوز التوی ص ۱۰)

اے مسلمانو ان دنوں آپ پر حج فرض نہیں یا ادا لازم نہیں تاخیر روا ہے۔اور ہر مسلمان جانتا ہے او ر سچے دل سے مانتا ہے کہ اس نجدی علیہ ما علیہ کے اخراج کی ہر ممکن سعی کرنا فرض ہے۔اور یہ بھی ہر ذی عقل پر واضح ہے کہ اگر حجاج نہ جائیں تو اس کو تارے نظر آ جائیں، نجدی نقصان عظیم اٹھائیں، ان کے پاؤں اکھڑ جائیں، آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ یہی ایک تدبیر ہے جو انشاء اللہ کارگر ہوگی۔(اس کتاب کا ص ۲۴)۔پھر دردمندانہ اپیل بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ سوال کرے گا کہ جب تم پر حج فرض نہ تھا تو تم نے وہاں جا کر ہمارے اور ہمارے محبوبوں کے دشمنوں کو کیوں مدد پہونچائی، جب تمہیں التوا اور تاخیر کی اجازت تھی اور یہ حکم ہمارے ناچیز بندے اور تمہارے خادم مصطفےٰ رضا نے تم تک پہونچا دیا تھا پھر بھی تم نہ مانے اور ہمارے اور ہمارے حبیب ﷺ کے دشمنوں کو اپنے مال لٹوا کر ہمارے مقدس شہروں پر ان کا نجس قبضہ بڑھا دیا۔

(تنویر الحج ص ۲۵)

افسوس ہے کہ ملت نے اس فتوی کو اہمیت نہیں دی اور ہمارے سارے علمائے اہل سنت نے اس کی خلاف ورزی کی ہے۔ہر سال ہزاروں مسلمان کروڑوں روپے خرچ کر آتے ہیں اور اس فتوے کی رو سے گناہ مول لیتے ہیں، ہمارا فرض تھا کہ ہم حج کے ملتوی ہونے کا یہ فتوی خود عملاً قبول کرتے اور عوام کو

آمادہ کرتے کہ وہ حج ملتوی کریں۔ اب تو عمرے اور حج دونوں کی ریل پیل ہے۔

ہمارے علمائے کرام شاید عوام کی ناراضگی کے ڈر سے اس فتوی پر نہ خود عمل پیرا ہیں اور نہ ہی عوام کو اس سے روشناس کراتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ حکمت اور مصلحت کا تقاضہ بھی یہی ہے لیکن مصلحت ایک اور بھی تقاضہ کرتی ہے وہ یہ ہے کہ حرمین شریفین میں باجماعت نماز ادا کرنے کو روکنا بند کر دیا جائے کیونکہ فیصد آدمی ہمارے روکے سے رکتے نہیں بلکہ بدک جاتے ہیں اور ان کے دل میں مسلک امام احمد رضا سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اس طرح وہ منافقین کے کیمپ کی طرف راغب ہو جاتے ہیں، اس لیے ہمارے تمام علمائے اہل سنت کو سوچ سمجھ کر ایسا فیصلہ کرنا چاہیے کہ عوام الناس ہم سے دور نہ بھاگیں۔

دیوبندی کی پوری بات ختم ہوئی، آپ سے گذارش ہے کہ اس کے بارے میں کچھ تحریر فرمائیں۔

میری یہ تحریر مجھے واپس بھیجنا ضروری نہیں۔ آپ کا نیاز مند: محمد ظفر آگرہ

الجواب

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تبع حمیری کے مدینہ شریف میں آنے کا واقعہ امام تاریخ وحدیث حضرت محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اپنی کتاب "جذب القلوب الی دیار المحبوب" ترجمہ ص ۵۷ میں تواریخ حبیب الہ سے زیادہ مفصل تحریر کیا ہے۔ البتہ اس روایت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ مدینہ میں اس کی آمد حضور ﷺ کے مدینہ تشریف آوری سے کتنے پہلے ہوئی۔

تاریخوں میں تبع کا مدینہ آنا اور یہودی عالموں سے مدینہ شریف اور حضور ﷺ کے فضائل سننے کا ذکر ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ مختلف روایتوں کی جزیات کی تفصیل میں کچھ اختلاف ہو سکتا ہے جس سے نفس واقعہ کی صداقت پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

حضرت محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ تاریخ اسلام کے مسلم امام ہیں ان کے استاذ امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ وسیر کی روایات میں انہیں پر بھروسہ کرتے تھے۔ اور حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان میں احادیث رسول ﷺ کو فروغ دیا۔ اور محبت رسول کی شمع روشن فرمائی، علم حدیث وروایت میں ان کا پایہ بلند ہے۔

حضرت مفتی عنایت احمد صاحب سنی صحیح العقیدہ عالم دین تھے۔ ۵۷ء کے ہنگامہ میں ان پر بھی بغاوت کا مقدمہ چلا اور ظالم انگریزوں نے انہیں عبور دریائے شور کی سزا سنائی۔ بحالت جلاوطنی جزیرۂ انڈمان میں ہی آپ نے علم صرف کی مشہور کتاب علم الصیغہ تصنیف فرمائی اور سیرت نبوی پر تواریخ حبیب الہ ۱۲۷۵ھ میں تحریر فرمائی۔ آپ نے دونوں کتابوں کے مقدمے میں تصریح فرمائی کہ میں نے جزیرہ

انڈمان میں بحالت اسیری حوالہ کی کتابوں کی مدد کے بغیر اپنے (خداداد) حافظہ کی مدد سے تحریر کی۔

یہ کتاب ضرور قابل اعتماد ہے۔ جزوی کمی بیشی تو بخاری شریف جیسی کتاب میں بھی ہے۔ پھر یہ تاریخی روایتیں ہیں ان کا تعلق ایمانیات یا احکامات حلال وحرام سے نہیں۔ جملہ اہل اسلام نے ان کی روایت میں وہ احتیاط نہیں برتی جو احادیث حلال وحرام کے سلسلہ میں برتا کرتے تھے۔ پھر یہودیوں کا پیغمبر اسلام کی تشریف آوری اور ان کے حالات سے باخبر ہونا تو قرآن سے ثابت ہے پھر تبع کے ان سے باخبر ہونے میں کیا استحالہ ہے۔

(۲) فتاوی رضویہ کی اشاعت کے سلسلہ میں آپ کے تخمینے اور قیاسات صحیح نہیں۔ اس سلسلہ میں ہم کو حالات کی اچھی جانکاری ہے۔ فتاوی رضویہ جلد اول کی اشاعت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ہی میں ہوئی۔ یہ کام ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۳۵ھ تک مکمل ہوا۔ پانچ سال بعد ۱۳۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے وصال کے چار سال بعد ۱۳۴۴ھ میں اس کی دوسری جلد حضرت صدرالشریعہ مولانا شاہ محمد امجد علی صاحب اعظمی کے اہتمام میں مطبع اہل سنت بریلی سے شائع ہوئی۔ ۱۳۴۵ھ میں جلد چہارم کا آخری ٹکڑا یعنی کتاب النکاح چھپنا شروع ہوا جو ۱۳۴۶ھ یا ۱۳۴۷ھ تک مکمل ہوا۔ اور حضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کے حسنی پریس بریلی سے شائع ہوا۔ مہتمم مطبع نے اس چوتھی جلد کے اس آخری حصہ کو بھی چار اجزا میں تقسیم کیا اور ہر حصہ کے ٹائٹل پیج پر واضح الفاظ میں لکھوادیا۔ فتاوی رضویہ کی کتاب النکاح کا حصہ اول دوم، سوم وغیرہ جس سے صاف ظاہر ہے چوتھی جلد نہیں بلکہ چوتھی جلد کے بھی جزو کا جزو حصہ ہے۔

مکمل ۲۹ رسال کے بعد فتاوی رضویہ کی تیسری جلد جو کتاب الصلوۃ پر مشتمل تھی سنی دارالاشاعت مبارکپور ضلع اعظم گڑھ کے اہتمام میں پہلی بار شائع ہوئی۔ اشاعت کے دوران اس پوری کتاب کے چار پانچ بار پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

اب اگر کوئی دیوبندی آپ سے اس تیسری جلد کے بارے میں کہتا ہے کہ اس میں یہ عبارت ہے کہ "جولاہا پڑھ لکھ کر عالم ہو جائے تب بھی شرفا کا کفو نہیں ہوسکتا" تو صریح جھوٹ اور فریب ہے۔ او رجھوٹ بولنا پوری دیوبندی برادری کے نزدیک شاید کار ثواب ہے۔ اور فریب کا نام انہوں نے تبلیغ اور محنت کرنا رکھا۔ واضح ہو کہ ماضی میں فتاوی کی تیسری جلد آستانہ پریس بریلی سے چھپی ہی نہیں۔

ہاں فتاوی رضویہ جلد پنجم ص ۲۹۲ کا وہ فتوی جو عربی زبان میں ہے اور جس کی زیروکس ہم نے آپ کو بھیجی ہے اگر وہ مراد ہے تو یہ فتوی اس سے پہلے ایک بار بریلی حسنی پریس سے چھپ چکا ہے مگر جلد

سوم میں نہیں جلد چہارم میں جیسا کہ ہم نے اوپر تفصیل لکھی ہے۔

آپ کے دیوبندی صاحب نے یا تو اپنی بدنگاہی سے ٹائٹل پیج پر لکھی ہوئی عبارت کا اگلا حصہ قصداً چھوڑ دیا یا کم نگاہی سے وہ حصہ چھوٹ گیا اور آخری ٹکڑا حصہ سوم نظر پڑا جس کو انہوں نے فتاوی رضویہ جلد سوم بنا ڈالا۔

الختصر اس معاملہ میں عمداً یا سہواً جو کچھ ہوا دیوبندی صاحبان کی طرف سے ہی ہوا، ناشران فتاوی رضویہ نے تو توضیح وتشریح کردی حسنی پریس ٹائٹل پیج کی عبارت آپ نے دیکھی۔ سنی دارالاشاعت سے جب فتاوی رضویہ چوتھی جلد پہلی بار چھپی تو مقدمہ میں اس کی تشریح کردی گئی۔ جلد چہارم کے اخیر سے بھی کتاب النکاح علیحدہ کرلی گئی تاکہ ضخامت مناسب رہے اور جلد پنجم میں کتاب النکاح وطلاق کے مسائل ایک ساتھ شائع ہوسکیں۔

قصہ اصل یہ ہے کہ

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است گل است سعدی ودرچشم دشمناں خارست

اب میں مسئلۂ کفائت کی تھوڑی وضاحت کرتا ہوں، اسلام میں فضل وبزرگی کا معیار نسب قوم اور برادری پر نہیں۔ رنگ ونسل پر نہیں، اسلام میں تو اللہ ورسول اور تمام مسلمانوں کے نزدیک سب سے افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ البتہ باب نکاح میں کفائت کا لحاظ چند ناگزیر عائلی مجبوریوں اور معاشرتی ضرورتوں اور خوشگوار ازدواجی تقاضوں کی بنا پر ہے، عزت وذلت کی بنا پر نہیں۔ امام ملک العلما کاسانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

لان مصالح النکاح تختل عند عدم الکفائۃ لانھا لا تحصل الا بالافتراش والمرأۃ تستنکف عن استفراش غیر الکفو و تعیر بذلک فتختل المصالح و لان الزوجین یجری بینھما مباسطات فی النکاح لا یبقی النکاح بدون تحملھا عادۃ والتحمل من غیر الکفو امر صعب یثقل علی الطباع السلیمۃ فلا یدوم النکاح مع عدم الکفایۃ۔

(بدائع جلد دوم ص ۳۱۷/ ۶ بیروت)

ازدواجی تعلقات کی بقا میاں بیوی کے اختلاط اور ان کے باہمی انشراح وانبساط اور ایک دوسرے کی خواہشات کی رعایت اور مزاج وطبیعت کی یکسانیت پر ہے۔ جب کہ دو مختلف برگوں میں عوائد ورسوم۔ معاشرت ومعیشت اور معیار حیات میں اس درجہ اختلاف ہوتا ہے کہ ایک دو اونچ نیچ پر قیامت قائم ہوجاتی ہے اور فتنے جنم لیتے ہیں۔ پھر یا تو طرفین میں سے کسی کی جان پر بن آتی ہے یا افتراق وطلاق

پر معاملہ کی انتہا ہوتی ہے لیکن مصیبت پھر بھی کم نہیں ہوتی اور جس گھر کے بنانے کیلیے طرفین نے اپنی رگوں کا خون نچوڑا ہوتا ہے وہی برباد ہو جاتا ہے۔

کیا اس لیے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے　　　بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

اور یہ مسئلہ خاص پیشہ اور برادری سے ہی متعلق بھی نہیں برادی کو تو سب سے اخیر میں ذکر کیا کہ پیشہ ایک عرضی چیز ہے لوگ پیشے بدلتے ہی رہتے ہیں اس کے علاوہ دیگر امور کا بھی کفائت میں لحاظ کیا گیا ہے۔ چنانچہ احادیث کریمہ میں ہے:

عن جابر ابن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ ان لا تنکحوا النساء الا الاکفاء و لا یزوجهن الا الاولیاء. (رواہ البیہقی والدار قطنی)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کی شادی کفو میں ہی کرو اور ان کی شادی ان کے ولی ہی کریں۔

عن علی ابن ابی طالب کرم الله وجهه الکریم ان رسول الله ﷺ قال له یاعلی ثلث لا توخر هن الصلوة اذا حانت والجنازة اذا اتت و الا یم اذا وجدت لها کفوا.

(رواہ الترمذی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے علی تین کاموں میں تاخیر نہ کرو نماز کا افضل وقت آگیا تو ادائیگی میں دیر نہ کرو جنازہ لایا گیا تو فوراً نماز پڑھو اور شادی کے لائق عورت کا کفول گیا تو نکاح میں دیر نہ کرو۔

عن عبد الله ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ العرب اکفاء بعضهم لبعض قبیلة بقبیلته والموالی بعضهم لبعض رجل برجل الا الحائك و الحجام۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ عرب آپس میں بعض بعض کے کفو ہیں اور موالی (عجم) آپس میں بعض بعض کے کفو ہیں مگر بنکر اور پچھنے لگانے والا۔

یہ تینوں حدیثیں امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گرانقدر کتاب "نصب الرایہ" میں روایت کیں بعض روایتوں کے متعدد طریقے لکھے۔ سب پر تنقیدیں بھی نقل کیں ہیں۔ کرامت کا عمل اسی پر ہے۔

ہدایہ میں ہے: الکفاءة تعتبر فی النسب والدین والمال والصنائع کالحجام والحائك والدباغ۔ (اولین ملخصا) ۲:۳۰۲

کفائت کا اعتبار نسب دین مال کسب کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ پیشہ اور کسب کی مثال پچھنا لگانے

والے کپڑے بننے والے اور کھال پکانے والے ہیں۔

کنزالدقائق اور اس کی شرح بحرالرائق میں ہے: الکفاءة تعتبر نسبا فقریش اکفاء والعرب اکفاء و حریة واسلاما و دیانة و مالا و حرفة (بحرالرائق جلد۳، ص۱۳۰)

نکاح میں کفائت کا لحاظ نسب کے اعتبار سے ہوتا ہے تو قبیلہ قریش کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور بقیہ عرب آپس میں اور آزادی، اسلام، مال اور پیشہ کے لحاظ سے بھی ہوتا ہے۔

اسی میں ہے: فی غایة البیان ان اعتبار الکفائة فی الصناعة هو ظاهر الروایة وفی الذخیرة معزیا الی ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان الناس اکفاء بعضهم لبعض الا حائکا اوحجاما و فی روایة اودباغا و قال مشائخنا و رابعهم الکناس فواحد من هؤلاء الاربعة لا یکون کفاء للجوهری و الصیر فی وعلیه الفتوی۔ (ایضا جلد سوم ص۱۳۳)

غایت بیان میں ہے کہ کفائت میں پیشہ کا لحاظ ہونا کتب ظاہر الروایت کا مسئلہ ہے اور ذخیرہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نسبت کرکے یہ روایت کی گئی ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں مگر بنکر اور پچھنا لگانے والے اور ایک روایت میں دباغ کا ذکر ہے اور ہمارے مشائخ نے جھاڑو دینے والے کو اسی میں شمار کیا۔ تو ان چاروں میں کوئی جوہری اور صراف کا کفو نہیں۔

قاضی خان میں ہے: ثم الکفائة تعتبر بخمسة النسب والاسلام والحریة والدیانة والحرفة فصاحب حرفة دنیة کالبیطار والحجام والحائك والکناس والدباغ لا یکون کفوا لعطار والبزاز والصراف۔ (قاضی خان اولین ص۱۶۳)

کفائت کا لحاظ پانچ چیزوں پر کیا گیا ہے نسب اور اسلام آزادی اور دینداری اور پیشہ تو کم درجہ پیشہ والا جیسے جانوروں کا معالج، پچھنا لگانے والا، کپڑا بننے والا، جھاڑو دینے والا اور کھال پکانے والا، عطر فروش اور کپڑا بیچنے والوں اور صراف کے کفو نہیں۔ عالم گیری میں ہے:

الکفائة تعتبر فی اشیاء منها النسب والاسلام والحریة والدیانة والحرفة واحد الروایتین عن ابی حنیفة رضی الله تعالیٰ عنه صاحب الحرفة الدنیة البیطار والحجام والکناس والدباغ لا یکون کفوا للعطار والبزاز والصراف و هو الصحیح کذا فی فتاوی قاضی خان۔ (ہندیہ اول ۲۹۲)

چند امور میں کفائت کا لحاظ ہے۔ نسب، اسلام، آزادی، دینداری اور پیشہ ہمارے امام ابوحنیفہ سے ایک روایت ہے کہ نچلے پیشے والے جیسے جانور کے معالج اور حجامی لگانے والے، اور کھال پکانے والے عطر

بیچنے والوں کپڑا بیچنے والوں اور صراف کے کفو نہیں۔ یہی صحیح ہے اور ایسا ہی فتاوی قاضی خان میں ہے۔

بدائع الصنائع امام ملک العلماء میں ہے:

ما تعتبر فی الکفائۃ فیہ اشیاء النسب والحریۃ والمال والدین والحرفۃ فان الکفائۃ معتبرۃ عند ابی حنیفۃ و غیر معتبرۃ عند ابی یوسف الا ان تکون فاحشۃ کالحیاکۃ والحجامۃ والدباغۃ۔ (جلد دوم ص ۳۲۰)

چند امور میں کفائت معتبر ہے۔ نسب، آزادی، مال دین اور پیشہ میں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک پیشہ میں کفائت کا لحاظ ہے اور قاضی ابو یوسف علیہ الرحمہ کے یہاں نہیں مگر یہ ہے کہ پیشہ نہایت معمولی ہو جیسے بنکاری، تمی لگانا، کھال پکانا۔

شامی میں ہے: تعتبر الکفائۃ نسبا فقریش بعضھم اکفاء لبعض و بقیۃ العرب بعضھم اکفاء لبعض و اما فی العجم فتعتبر حریۃ و اسلاما و تعتبر فی العرب والعجم حرفۃ ودیانۃ فمثل الحائک غیر کفو للخیاط فحائک او حجام او کناس او دباغ او حلاق او بیطار او حداداوصفار غیر کفو لسائر الحرف کعطارا و بزازا و صراف۔ (باب الکفائۃ: ۴/۱۵۵)

کفائت کا اعتبار نسب میں ہوتا ہے تو قریش آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور بقیہ عرب آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور عجم میں آزادی اور اسلام کے لحاظ سے بھی اور عرب وعجم میں ہر جگہ دینداری اور پیشہ میں بھی تو بنکر خیاط کا کفو نہیں۔ یوں ہی تمی لگانے والا جھاڑو دینے والا کھال پکانے والا چوپایوں کا معالج یا لوہار بقیہ برادریوں کے کفو نہیں۔ جیسے عطر فروش کپڑے کا تاجر وغیرہ۔

فقہ اور فتاوی کی چند مستند کتابوں کی یہ عبارتیں اور حدیثیں ہم نے نمونۃ پیش کی ہیں جس میں باتفاق یہی تحریر ہے کہ نکاح کے معاملہ میں نسب، آزادی، اسلام، مال دین اور پیشہ میں برابری کا لحاظ کیا جائے گا کہ شوہر نسب میں عورت کا ہم رتبہ نہ ہو تو وہ عورت کا کفو نہیں عورت آزاد ہو اور شوہر غلام ہو تو وہ بھی عورت کا کفو نہیں۔ عورت کے باپ اور دادا دونوں مسلمان ہوں اور مرد کا صرف باپ یا وہ خود ہی تو مسلم ہو تو عورت کا کفو نہیں، عورت مالدار ہو اور شوہر عورت کے نان ونفقہ اور مہر کے لیے بھی مال نہ رکھتا ہو تو وہ بھی عورت کا کفو نہیں۔ عورت دیندار ہو اور مرد فاسق وفاجر ہو تو وہ بھی عورت کا کفو نہیں۔ یوں ہی مرد گھٹے ہوئے پیشہ و برادری کا ہو اور عورت عرفی شرفا کے خاندان کی ہو تو بھی مرد اس کا کفو نہیں۔

آپ کو پچھڑے ہوئے برگ سے دلچسپی تھی اس لیے ہم نے وہ عبارتیں بھی لکھ دیں جن میں پس ماندہ برادریوں کے نام دیئے ہوئے ہیں اور تمام تحریروں میں بنکروں کا نام ضرور ہے۔

اب اگر اس سے کوئی یہ سمجھے کہ یہ علماء اعلام، ائمہ کرام صحابہ عظام بلکہ خود سید انام صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی شرعی مسئلہ سمجھانے یا ایک اسلامی قانون کو سمجھانے کے لیے نہیں بلکہ صرف ان قوموں کی تحقیر و تذلیل کی غرض سے یہ مسائل بیان کیے ہیں تو کس درجہ ہٹ دھرمی کی بات ہوگی کہ جن بزرگوں نے زندگی کے تمام شعبوں میں ذات برادری کے بھید بھاؤ کو ختم کیا اونچ نیچ کی کھائیاں پاٹیں اور سب کو ایک صف میں لا کھڑا کیا۔ ان لوگوں نے مسئلہ نکاح میں کفو کا مسئلہ شامل کر کے پسماندہ اقوام کی تحقیر و تذلیل کی۔

اس کے بعد بھی اگر آپ کے دیوبندی صاحب کو اس مسئلہ میں تسکین نہ ہو اور وہ فقہ کی کتابوں میں مسئلہ کفائت کے ذکر کو ہی تحقیر و تذلیل قرار دیں تو آپ ان کو فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد سوم و چہارم ص ۱۵۵، سے ۱۷۸ تک دکھائیں اس میں دیوبند کے دو بڑے مفتیوں نے جگہ جگہ کفائت کے مسئلہ کو اسی ٹون میں بیان کیا ہے جو اوپر ذکر کی ہوئی کتابوں میں ہے اور خاص طور سے ص ۱۷۸ ضرور دیکھائیں جس میں الحائك والحجام کا ذکر انہیں لفظوں میں موجود ہے، ان کے بارے میں آپ کے دیوبندی صاحب کیا کہتے ہیں۔ کیا ان مفتیان دیوبند نے بھی اس کا ذکر تحقیر و تذلیل کی خاطر ہی کیا ہے؟ کیا دیوبندی مدارس میں یہ مسائل نہیں پڑھائے جاتے ہیں اور ان کا چرچا نہیں ہوتا۔ پھر ان سے یہ چشم پوشی اور دوسروں پر یہ قدغن کیوں ہے۔ افسوس

سورج میں لگے دھبے قدرت کے کرشمے ہیں بت ہم کو کہیں کافر اللہ کی مرضی ہے

تو دیگر اصحاب افتاء کی طرح حضرت مولانا شاہ احمد رضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی سوال ہوا کیا عجمی عالم سیدہ کا کفو ہو سکتا ہے؟ سوال عربی میں جواب بھی آپ نے عربی میں ہی تحریر فرمایا ہے کہ عجمی عالم سیدہ کا کفو ہو سکتا ہے لیکن اگر وہ عالم پیشہ ور پسماندہ برادریوں کا فرد ہو تو سیدہ کا کفو نہیں ہو سکتا مگر دو شرط کے ساتھ کہ وہ اپنا پیشہ چھوڑ چکا ہو۔ اور اپنے علم و فضل کی وجہ سے لوگوں میں صاحب فضل و وجاہت ہے تو اب وہ سیدہ کا بھی کفو ہو سکتا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے یہی مسئلہ فتاوی رضویہ جلد پنجم مطبع ممبئی ص ۴۵۷ پر زیادہ واضح الفاظ میں صاف طور پر تحریر فرمایا:

”پنجم یہ شخص علم دین حاصل کرے مسلمانوں میں اس کی علمی فضیلت اوروں کی نسبی شرافت یا اسلامی قدامت کے ہم پلہ ہو جائے عار عرفی باقی نہ رہے اس وقت یہ شخص ہر قوم و قبیلہ کا کفو ہو سکتا ہے۔“

اسی عربی فتوی میں آپ نے سند کفائت سے متعلق ایک قاعدہ فقہیہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اس باب میں کسی وصف یا پیشہ کے باعث عار ہونے نہ ہونے کا دارومدار عرف پر ہے کہ جو چیز جب اور جہاں باعث

عار ہوگی کفائت میں خلل ڈالے گی اور عار ختم ہوگیا ہو تو کفائت ثابت ہوگی۔ آپ فرماتے ہیں:

قال المحقق على الاطلاق في الفتح الموجب هو استنقاص اهل العرف فيدور معه" (شامی ج۲/ ۳۲۱)

اسی فتویٰ کے اختتام پر فرماتے ہیں: "و من عرف المدار عرف ان الحكم عليه يدار"
(فتاوی رضویہ پنجم طبع ممبئی ص ۴۵۳ ملخصا)

محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں ارشاد فرمایا کہ سبب اہل عرف کا اس کو ناقص سمجھنا ہے تو حکم بھی عرف پر ہی دائر ہوگا اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ مدار عرف ہے تو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ حکم بھی اس کے موافق بدلتا رہے گا۔

اس کا مفاد یہ ہوا کہ کوئی وصف یا پیشہ کسی جگہ یا کسی زمانے میں باعث عار نہ رہا بلکہ شرافت و بزرگی شمار ہونے لگا تو اس جگہ یا اس وقت شخص موصوف تمام قوموں اور برادریوں کا کفو ہو سکے گا۔ چنانچہ اسی قاعدہ کی تفریع امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

و على هذا فينبغى ان يكون الحائك كفوا للعطار بالاسكندرية لما هناك من حسن اعتبارها و عدم عدها نقصا۔ (شامی جلد دوم/۳۲۱)

تو اس ضابطہ کے حساب سے تو یہ چاہیے کہ اسکندریہ میں بنکر عطار کے کفو ہوں کیوں کہ وہاں لوگ اس پیشہ کو اچھا جانتے ہیں اور عیب شمار نہیں کرتے۔

پس اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کا مفاد یہ ہوا کہ عجمی آدمی عالم ہو تو سیدانیوں کا کفو ہو سکتا ہے اور عجمی عالم پسماندہ برادریوں کا فرد ہو تو صرف عالم ہونا کافی نہیں اپنا پیشہ بھی چھوڑنا پڑے گا تا آں کہ اس کی عرفی عار زائل ہو جائے ہاں جو جگہ ایسی ہو جہاں یہ پیشہ باعث عار نہ ہو بلکہ باعزت سمجھتے ہوں جیسے مصر کے شہر اسکندریہ تو ان برادریوں کے افراد کو کفو ہونے کے لیے نہ پیشہ چھوڑنے کی ضرورت نہ حصول علم کی کہ وہاں تو یوں بھی یہ شریف و باعزت ہیں۔

لیکن آپ کے دیوبندی بھائی کو صرف یہ نظر آیا کہ جولاہا پڑھ لکھ کر عالم ہو جائے جب بھی شرفا کا کفو نہیں ہو سکتا۔

اس موقع پر مجھے غالب کے ایک مصرعہ میں تصرف کرنا پڑ رہا ہے:

ہیں مسائل کچھ یہ بتلاتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

الحتصر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات مطلق نہیں کہی بلکہ وہ صورت بھی بتائی

کہ کس طرح وہ عربی شرفا کا کفو ہو سکتا ہے۔اور ان حالات وموانع کی طرف بھی رہنمائی کی جب وہ اہل عرب کے نزدیک خود بخود شریف اور شرفاء عرب کے کفو ہو جاتے ہیں۔اور بار بار اس مسئلہ پر بھی روشنی ڈالی کہ کفائت کا لحاظ صرف مسئلہ نکاح میں ہے۔کسی نے عالم کو رذیل کہہ دیا تھا تو آپ فرماتے ہیں: عالم کو رذیل کہنا بہت سخت لفظ ہے۔عالم کسی قوم کا ہو اللہ کے نزدیک وہ ہر جاہل سے اگر چہ وہ کتنا ہی شریف ہو افضل ہے۔ (فتاوی رضویہ ۳:۲۵۵)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"اگر کوئی چمار ہی مسلمان ہو تو مسلمانوں کے دین میں اسے حقارت سے دیکھنا حرام ہے۔وہ ہمارا بھائی ہو گیا۔ (جلد پنجم ص ۴۵۶)

شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾[الحجرات:۱۳] تم میں زیادہ مرتبہ والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ تقوی رکھتا ہو۔ (ایضاص ۴۵۷)

پس جلد پنجم کے اس فتوے کو پس ماندہ برادریوں کی تحقیر اور تذلیل قرار دینا سخت ظلم اور زیادتی ہے۔اب مسئلہ کفائت پر ایکدوسرے زاویے سے نظر ڈالیے۔

(الف) عورت اور اس کے اولیاء نکاح سے پہلے شوہر کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہوں کہ یہ ہمارا کفو نہیں اس کے باوجود سب نے مل جل کر پیشگی رضامندی سے اجازت دی اور ولی نے نکاح کیا تو لازم ہو گیا اب نہ لڑکی اس سے انکار کر سکتی ہے نہ اس کے ولی۔

(ب) لڑکی بالغ خود مختار ہے اور اس کا کوئی ولی زندہ نہیں اس نے اپنی مرضی سے جان بوجھ کر غیر کفو میں نکاح کیا تو نکاح لازم ہو گیا۔اب اگر اس سے انکار کرے تو اس کو اس کا حق نہیں۔

(ج) عورت اس کے اولیا کی لاعلمی میں اس کا نکاح غیر کفو کے ساتھ ہو گیا۔عورت کے اس شوہر سے بچہ پیدا ہو گیا اب پتہ چلا۔یا پتہ پہلے ہی چل گیا تھا انکار پیدائش کے بعد کیا گیا تو بچہ کی پرورش اور تربیت کی اہمیت کے مقابلہ میں عدم کفائت کی بنیاد پر انکار کا حق ساقط ہوا اور نکاح لازم ہو گیا۔

(د) جوان لڑکی نے اولیا کی مرضی کے خلاف اپنا نکاح غیر کفو میں کیا متاخرین کا فتوی یہ ہے کہ یہ نکاح ہوا ہی نہیں۔

(ھ) مرد نے اولیا اور عورت سے جھوٹ بولکر دھوکہ دیا اور خود کو عورت کا کفو بتا کر نکاح کیا بعد نکاح پتہ چلا تو سب نے انکار کر دیا تو یہ نکاح بھی ہوا ہی نہیں۔

سوال یہ ہے کہ صورت (د) میں آپ کیا پسند کریں گے ہماری آپ کی بہو بیٹیاں ہمارے اور آپ کی مرضی کے خلاف جس ایرے غیرے کو چاہیں اپنا جیون ساتھی منتخب کرتی پھریں اور ماں باپ ان کی بے حیائی کو بخوشی برداشت کرتے رہیں جب کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں لڑکی بالغ ہو یا نہ ہو یا بالغ لڑکا کفو ہو یا غیر کفو کسی صورت میں لڑکی کو یہ حق نہیں کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے۔

اور صورت (ہ) میں کیا آپ اس امر کی اجازت دیں گے کہ جوان لڑکے اسی طرح جھوٹ بولکر دھوکہ دے کر جس سے چاہیں شادی کرتے پھریں اور اس کا کوئی تدارک نہ ہو بلکہ اسلامی قانون اس کی ہمت افزائی کرے تو کفائت کی بنا پر اسلام نے جن شادیوں کو منع کیا وہ خود بھی سرتاپا فساد اور قابل رد و انکار تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ احکام شرع ہماری مرضی کے تابع نہیں ہم کو ان احکام کی پیروی کرنی ہوگی گو وہ نفس پر بار ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [البقرة:۲۱۶]

ہوسکتا ہے کہ کسی بات کو تم نہ پسند کرو اور اس میں تمہاری بھلائی ہو اور کسی دوسری چیز کو تم پسند کرو اور اس میں تمہارے لیے برائی ہو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

(۳) اپنی تحریر میں جس رسالہ کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ حج کی منسوخی کا نہیں ہے حالات کی درستگی تک ادائے گی کے التوا کا ہے اگر اب حالات بدل گئے ہیں تو حج کا حکم جب سے مسلمان ہیں تب سے ہے اور جب تک رہیں گے تب تک رہے گا اس کو تمام علمائے کرام کے فتوے کی خلاف ورزی کہنا آپ کے دیوبندی صاحب کی عقل کی خلاف ورزی ہے۔

آپ نے تنویر الحجہ سے جو دو حوالے نقل کیے ہیں ان سے فتوی التوائے حج کے دو اسباب کا پتہ چلتا ہے۔ (۱) اب حرمین شریفین پر ایسے لوگ قابض ہو گئے ہیں جو تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دے کر ان کی جان و مال کو اپنے لیے حلال اور مال غنیمت قرار دے چکے ہیں اور اسی حیلہ سے انہوں نے عرب کی سرزمین پر صرف اور صرف اہل اسلام کے خون سے اپنا دامن آلودہ کیا۔ اور ان کے مال و متاع کو شیر مادر سمجھا۔ اطراف عالم سے آنے جانے والے حاجیوں کے قافلے پر بھی دھاوا بولتے رہے۔ ایسی صورت میں سوائے التواء حج کے اور کونسی صورت تھی (ان سب تفصیلات سے آگاہی کے لیے میں اپنے ایک مضمون کی نقل بھی آپ کے پاس روانہ کرونگا۔ تمام فقہ کی کتابوں میں امن طریق کی شرط لابدی ہے اور آیت کریمہ ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ [آل عمران:۹۷] کا مفاد بھی یہی ہے۔

دوسرا سبب جو آپ نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ حج کے مصالح میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ حرمین شریفین کے ساکنوں کی اقتصادیات بحال رہیں۔ نجدی اقتدار کے بعد اب سب کا استحصال کرنے لگے بلکہ علیحدہ سے ظالمانہ حج ٹیکس بھی لگا دیا تھا۔ اس طرح حج کے لیے جانے والوں کے ذریعہ آمدنی سے مستحقین کے بجائے غاصبین کی اعانت ہوتی تھی جس سے ان کے پنجہ استبداد کو استحکام ہوتا پس اہل اسلام کو کچھ دنوں کے لیے ان کی اس بالواسطہ مدد سے بھی گریز کرنا چاہیے التواء حج کی یہ توجیہ دوسری بنیادوں پر قائم تھی۔

لیکن قیام امن اور قتل وغارتگری کو روکنے پر وہ قدرۃً مجبور ہوئے اور قتل وغارتگری کا انکا یہ غلط مذہبی حکم خود ان کی سیاسی مصلحتوں کے خلاف پڑا اور دنیا کے سیاسی حالات بھی اس تیزی سے بدلے کہ غلط مذہب کے نام پر کسی قوم کی مسلسل خونریزی کا امکان نہیں رہ گیا اس لیے خود انہوں نے امن کی چوکسی کی اور لوٹ پاٹ جو انکا قومی پیشہ تھا اسے ایک قلم موقوف کر کے شریر بدوؤں کی دراندازی سے بھی آنے جانے والوں کے لیے راستہ مامون کرنا پڑا تو التواء حج کا پہلا سبب ختم ہو گیا۔

دوسری دنیا کی تیز رفتاری سائنسی ترقی نے عرب کی اقتصادی حالت یکسر بدل دی، وہاں تیل کے چشمے برآمد ہونے لگے۔ جس کی وجہ سے وہاں دولت کی اتنی بہتات ہوگئی کہ لوگ حج کو جائیں نہ جائیں ان کے معاش ومعیشت پر کچھ اثر نہیں تو حج کے ایام کی آمدنی پر پابندی لگا کر نجدی حکومت کی کمزوری کا جو ذریعہ فراہم کیا گیا تھا وہ بھی ختم ہو گیا اس لیے التواء کے فتوے پر عمل کرنے کا کوئی جواز باقی نہ رہا۔

پس جن لوگوں نے فتوے پر عمل کر کے جانا اور آنا موقوف کیا تھا وہ بھی جانے لگے اس کو مصلحت اندیشی سے کوئی علاقہ نہیں۔ یہ مصلحت اندیشی تو دیوبندی صاحبان کا ہی شیوہ ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب نے سالہا سال کانپور میں میلاد وقیام کیا اور جب اثر جم گیا تو بلی تھیلے سے باہر آگئی۔ اس لیے آپ ان دیوبندی صاحب سے کہیے کہ حرم میں نجدی امام کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنے کا مصلحت اندیش مشورہ کسی دوسرے کو دیں علمائے اہل سنت کو اس سے معاف رکھیں۔

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ کہ عنقا را بلند است آشیانہ

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲ ذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ

(۱۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ جس طریقہ سے علمائے احناف نماز پڑھتے ہیں اس طریقے سے کبھی آنحضرت ﷺ نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی، بلکہ جس طریقے سے اہل حدیث پڑھتے ہیں اسی طریقے سے پڑھی

ہے۔ عبدالغفور مظفرپور

الجواب

اس قسم کی لاف گزاف اور بے جا تعلیوں سے مذہب ثابت نہیں ہوتا، ایسی حدیثوں سے کتابیں بھری ہیں جو حنفی مذہب کے موافق ہیں۔ مشکوۃ شریف میں بخاری اور مسلم کے حوالہ سے حدیث نقل کی

"اذا کبر رفع یدیه حتی یحاذی بهما اذنیه"

جب کہ غیر مقلد صرف سینہ تک ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ ابوداؤد میں حضرت علی سے مروی ہے "ان من السنة وضع الیمین علی الشمال تحت السرة" اور آج کل غیر مقلدین سینہ پر عورتوں کی طرح ہاتھ باندھتے ہیں۔

صحیح مسلم شریف میں ہے "واذا قرأ فانصتوا" امام جب قرآن پڑھے تو تم چپ رہو۔ لیکن غیر مقلدین کو ضد ہے کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ضرور پڑھیں گے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً﴾ [الاعراف:۵۵]

ابن ابی سلمہ نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی: "اربع یخفیهن الامام التعوذ والتسمیة و آمین والتحمید"

اس کے برخلاف غیر مقلد آمین کو ایسا چیخ کر کہتے ہیں کہ مسجد سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ اس لیے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ غیر مقلدین کی نماز احادیث سے ثابت نہیں حدیث شریف سے تو حنفیوں کی نماز ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ،

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور ۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

(۲۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ زید سے سوال کیا گیا کہ اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، قاسم نانوتوی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ چاروں شخص مسلمان تھے یا نہیں؟ خلاصہ جواب عنایت فرمائیں زید حالانکہ مولانا بھی ہے اور سجادہ نشیں بھی ہے۔ زید کا جواب یہ ہے:

"میں نے خود اپنے متعلق فیصلہ نہیں کیا ہے کہ میں صحیح میں مسلمان ہوں یا نہیں، دوسروں کے اسلام یا کفر کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ دوسرے یہ ہے کہ میں کوئی عالم مفتی نہیں ہوں کہ اس کے

متعلق کوئی فتویٰ دوں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید پر از روئے شرع کیا حکم نافذ ہوتا ہے۔ زید سے بیعت ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ خلاصہ جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی: میر عبدالقدوس پرتوی متعلم دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

الجواب

اگر زید اشرف علی وغیرہ کے کفریات پر مکمل اطلاع کے بعد یہ کہہ رہا ہے، جب تو یہ بھی انہیں چاروں کا ساتھی اور اسلام سے خارج ہے۔ ان کے کفر کا حال یہ ہے کہ "من شك فی كفره و عذابه فقد كفر" اور مطلع نہیں تب زید کے قول میں تاویل کی گنجائش ہے۔

بیعت کے بارے میں عام حکم ہے کہ بیعت ہونے سے قبل تحقیق کر لینی چاہیے، اور زید کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کے بارے میں بھی ابھی اور صفائی کی ضرورت ہے کیونکہ انکا جواب گول مول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ ۴/رجب المرجب ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۱-۲۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید اہل سنت والجماعت کا عقیدہ رکھتا ہے اور دیندار اور باشرع ہے۔ وہ دیوبندی حضرات کو کافر بتلاتا ہے، کیا یہ ٹھیک ہے؟ دیوبندی کو سنی حضرات کافر جانتے ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو بھی منع کرتے ہیں۔ اس کا جواب مدلل مرحمت فرمائیں۔

(۲) اور کسی کافر کا کوئی پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ یعنی مسجد کی تعمیر میں یا نمازیوں کے وضو کے پانی کے انتظام میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جواب کے لیے لفافہ ارسال خدمت ہے۔

عبدالمجید، عبدالکریم محلہ جٹوارہ جس پور ضلع نینی تال

الجواب

(۱) زید کا قول صحیح ہے تفصیل کے لیے کتاب مستطاب، حسام الحرمین ملاحظہ فرمائیں اور تمہید الایمان بھی دیکھیں۔

(۲) نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ حدیث میں ہے "انا لا نستعين بمشرك" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۱۷/جمادی الاخری ۱۴ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۳۔۲۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) (وہابی خواہ دیوبندی) جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار ہیں اور اپنے کو اہل حدیث بھی کہتے ہیں، کیا ان کے یہاں لڑکیوں کا نکاح کرنا جائز ہے؟ اور ان کی لڑکیاں اپنے نکاح میں لائی جاسکتی ہیں؟ نہایت مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس عقیدہ میں کہ ایک مولانا صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی چاند وسورج کو چند لمحہ کے لیے کیوں خدا مانا اور قرآن کریم سے ثابت ہے۔ تو کیا یہ واقعی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اور ایسے عقیدہ والے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز حضرت ابرہیم علیہ السلام کے والد ماجد کا حقیقی نام کیا تھا۔ مفصل ومدلل جواب دے کر جو کتاب وسنت کی روشنی میں ہو، شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

(۳) زید اپنی بیوی کو حالت حمل میں تینوں طلاق دے دیا۔ بعد ولادت کے دونوں نے خواہش ظاہر کیا کہ پھر نکاح کرونگا، مگر لوگوں نے شریعت مطہرہ کے مطابق حلالہ کرایا۔ لیکن حلالہ کرنے والے نے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں کل صبح اس کو طلاق دیدوں گا۔ اور اس نے بھی وعدہ کیا تھا کہ کل صبح تک کے لیے تمہاری بیوی ہوں۔ مگر اب حلالہ کرنے والا وعدہ خلافی کر رہا ہے کہ نہ میں نان ونفقہ دوں گا اور نہ طلاق دوں گا اور نہ چھوڑونگا۔ اور اگر غرض ہے تو دوسو روپیہ لوں گا۔ اور یہ غریب دوسو روپیہ دینے سے قاصر ہے، اس لائق نہیں کہ اسے دے سکے۔ ایسی حالت میں شریعت مطہرہ کا کیا فیصلہ ہے؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

طالب جواب خاکسار: محمد ایوب علی

الجواب

(۱) وہابیہ کے تمام فرقوں خواہ دیوبندی ہوں خواہ غیر مقلد، سے صحیح العقیدہ سنیہ کا نکاح منع ہے حد کہ اگر اس کی گمراہی درجہ کفر کو پہونچی ہے تو اس کے ساتھ نکاح ہی باطل ہے اور اس درجہ کو نہ ہو تب بھی اس میں نقص اعتقادی ہے۔ جس سے وہ سنی عورت کا کفو نہیں۔

تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ "ازالۃ العار" دیکھیں۔

(۲) انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ ان سے کفر وشرک بلکہ گناہ کبیرہ بھی صادر نہیں ہوسکتا۔ فقہ اکبر میں ہے: "والانبیا علیهم السلام كلهم منزهون عن الصغائر و الكفر" (ص:۹۹)

مولانا صاحب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں جو کہا غلط کہا، ان کو قرآن کریم پر جو دھوکا ہوا اس کا مطلب تمام تفسیروں نے یہی بتایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بت پرست تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس قوم کو الزام دیتے ہوئے کہا اور ان پر خدا کی خدائی کی حجت قائم کرنے کے لیے انکا قول عقیدہ ذکر کیا پھر اس کی تردید کی۔ جلالین شریف میں ہے:

﴿فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَى كَوْكَباً قَالَ هَـٰذَا رَبِّي﴾[الانعام:۷۸]فی زعمکم۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں کو دیکھ کر فرمایا تمہارے گمان میں یہ میرا رب ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے:"ھذا ربی و کان ابوہ و قومہ یعبدون الاصنام والکواکب .ثم نکر علیہ بالابطال"۔ (۶۰/۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ﴿هَـٰذَا رَبِّي﴾ اس لیے فرمایا کہ ان کو اپنی قوم کے عقیدہ کی تردید کرنی تھی، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مخالف کی بات ذکر کی جائے پھر پلٹ کر اس کا رد کیا جائے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے ﴿لا أُحِبُّ الآفِلِينَ﴾ سے اس کی تردید فرمائی۔

(۳) حلالہ کرنے والا اگر طلاق نہ دیگا تو وہ اس کی بیوی ہے نان ونفقہ، مکان، لباس، سب دینا ہوگا۔ اور نہ دے تو ہندہ کچہری سے وصول کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ ۱۴ رجب ۸۶ھ

الجواب صحیح: عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ زید وبکر دو شخص حنفی مسلک اور اہل سنت وجماعت ہیں۔ اس میں زید تبلیغی جماعت میں حصہ لیتا ہے اور بکر تبلیغی جماعت میں حصہ نہیں لیتا۔ پھر بھی دونوں میں آپس میں معاہدہ طے یہ ہوا کہ زید اپنی لڑکی کا عقد بکر کے لڑکے کے ساتھ کرلے اور بکر اپنی لڑکی کا عقد زید کے لڑکے کے ساتھ۔

ایک عرصہ بعد زید کی لڑکی بالغ ہوئی تو زید نے نکاح کر کے بکر کے گھر بھیج دیا۔ نیز زید کی لڑکی کا عقد ہوئے تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے اور ایک ڈیڑھ سال کی لڑکی بھی ہے۔ زید نے اپنی لڑکی کی رخصت کے وقت یہ بات لوگوں کے سامنے رکھی کہ جب بکر کی لڑکی بالغ ہوگئی تو بکر کو زید کے لڑکے سے عقد کرنا ہوگا۔ بکر نے چار گواہوں کے سامنے کہا کہ ہم نے اپنے علماء سے فتوی منگایا ہے اور فتوی یہ لکھا ہے کہ اگر زید تبلیغی جماعت میں حصہ لیتا ہے تو زید سے رشتہ قائم کرنا سخت گناہ ہے بلکہ اس قسم کے رشتوں سے زنا کا

ارتکاب ہوتا ہے، اور جو اس سے اولاد ہوگی حرامی ہوگی، اور یہ رشتہ توڑنا باعث ثواب ہے۔ خدارا شریعت کے حوالہ سے جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام سبحان، وزین العابدین

الجواب

بلاشبہ تبلیغی جماعت گمراہوں کی ٹولی ہے۔ اور ایسی جگہ اپنی بچیوں کی شادی کرنا دین کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ تفصیل کے لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کا رسالہ "ازالۃ العار" ملاحظہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ ۲۶ جمادی الاخری ۸۶ھ

الجواب صحیح: عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح: عبد الرؤف غفر لہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۲۷-۲۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ ایک سنی صحیح العقیدہ ہے۔ لیکن اس کے خیالات حسب ذیل ہیں:

(۱) غیر مقلد اور سنی کے درمیان صرف فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔ اور بنیادی مسائل میں دونوں برابر ہیں۔

(۲) سنی علمائے کرام کے خلاف مغلظات بکتا ہے۔ یعنی بے ایمان، شیطان، بے حیا وغیرہ کہتا ہے۔

(۳) سنی علماء کی تقریر میں شرکت کے لیے کہا جاتا ہے تو انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے غیر مقلدوں کی تقریر پسند ہے۔ اس لیے کہ غیر مقلد خدا اور رسول کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ کیا اس قسم کے خیالات والا سنی صحیح العقیدہ ہے۔ اور اس کی امامت درست ہے یا نہیں؟۔ مسائل مذکورہ کے حساب سے اس شخص کا کیا حکم ہے؟ مفصل و مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا و توجروا

افسر القادری درگاہ گاؤں مورخہ یکم مئی ۶۴ء

الجواب

جس شخص کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے وہ یا تو جاہل ہے یا جان بوجھ کر غلطی کرتا ہے، جاہل ہو تو اس کو حقیقت حال کی خبر سے آگاہ کیا جائے۔ تفصیلی جواب حسب ذیل ہیں:

(۱) فروعی اختلاف کے ساتھ ساتھ بعض ایسے بنیادی مسائل میں بھی بالواسطہ اختلاف ہے جن پر کفر و اسلام کا مدار ہے۔

(۲) اگر بلا کسی سبب عام سنی علماء کو بلا تفریق گالی دیتا ہے تو اس پر خوف کفر ہے۔ عالم گیری میں

ہے: "من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر"

(۳) غیر مقلد علماء سے اظہار عقیدت اور ان کی تعظیم وتکریم کرنا ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے "من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۷؍صفر ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۲۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل کے بارے میں کہ ضروری خدمت میں عرض ہے کہ تھانہ مہوہ کے قریب ہی مرادآباد سے لکھ رہا ہوں کہ یہاں دوٹولہ ہے جس میں آدھا میل کا فاصلہ بھی ہے۔ ایک مسلم اہل حدیث دوسرا اہل سنت دونوں کی عیدین ایک ہی جگہ پر ہوتی ہیں۔ جب فدوی یہاں آیا۔ اور پوری کیفیت معلوم ہوئی تو دیوبند لکھا عالموں نے فتاویٰ لکھا کہ اہل حدیث کے پیچھے نماز درست نہیں۔ اب یہی بات کہ چوبیس گھنٹے میں بارہ رکعت سنت موکدہ ترک کرنا ایک رکعت وتر پڑھنا بیٹھنا اور آٹھ رکعت تراویح پڑھنا یہ کونسی فقہ یا حدیث سے ثابت ہے۔ علاوہ ازیں عیدین کی بارہ تکبیریں کہنا یہ سب صحیح ہے یا غلط؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اہل حدیث کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں ہے تو اس کا مطلب بھی مجھے بتادیں۔

مجھے امید قوی ہے کہ جواب جلدی ہی دیں گے، اہل حدیث والے بہت زیادہ دوڑ دھوپ میں ہیں۔ جیسا کہ امارات شرعیہ کا لکھا موجود ہے کہ عالم گیری سے ثابت ہے بقیہ حدیث کی کتابیں نہیں اسی تزلزل میں پڑا ہوا ہوں جواب کے لیے کارڈ ساتھ ہی ہے۔ امید ہے کہ جواب جلد سے جلد اور صاف ستھرا تاکہ جھگڑا ختم ہوجائے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے عیدین کی نماز الگ پڑھا ہوں اور خوشی ہے کہ کتنے کو اہل حدیث کے پیچھے سے نکالا ہوں۔ احقر مولوی عبدالغنی مرادآباد

الجواب

آپ نے جن چیزوں کے بارے میں سوال کیا ہے ان کا جواب تفصیل طلب ہے کارڈ میں ساری باتیں نہیں آسکتیں مختصر یہ ہے کہ غیر مقلدین جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں کم سے کم درجہ انکا یہ ہے کہ یہ گمراہ ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھے تو لوٹانا ضروری ہے اور ان کو اپنا امام بنانا گناہ ہے۔ آپ نے اپنی جماعت الگ کرلی اچھا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور شوال ۹۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

کتاب الأیمان والنذور

منت کا بیان

(۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ
زید بیمار تھا اسی اثنا میں اس کی ماں نے یہ منت مانی کہ اگر میرا بیٹا اچھا ہو گیا تو اس کی آدھی کمائی مدرسہ میں دے دوں گی، اب دریافت امر یہ ہے کہ یہ منت صحیح ہوگی کہ نہیں بصورت اثبات حکم شرعی کیا ہے اور ادائیگی کی صورت کیا ہے جب کہ کمائی کوئی متعین نہیں، امید یہ ہے کہ مرقومہ بالا مسئلہ کا تشفی بخش جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں گے۔ بینوا توجروا

المستفتی رحیم الدین موضع چیرگان برقی ٹولہ پوسٹ ترکولیا کوٹھی ضلع پوربی چپارنج

الجواب

یہ منت شرعی نہیں ہے۔ شامی میں ہے: "وما اصل له فی الفرض فلایلزم الناذر کعیادة المریض وتشیع الجنازة ودخول المسجد وبناء القنطرة والارباط والسقایة ونحوھا۔
اس لیے یہ منت شرعا نہیں اس پر کچھ واجب نہیں، ہاں یہ منت عرفی ہے اس نے ایک اچھے کام کا عہد کیا ہے تو اس کو پورا کرنا چاہیے، سبیل اس کی یہ ہوگی کہ بچے کے شفاء پانے کے وقت اس کی کمائی کا جو پیسہ اور جو اسباب اس کی ماں کی ملک میں ہو اس کا نصف مدرسہ میں دے دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی　　شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ ۲۲ر جمادی الاولی ۱۴۰۶ھ

(۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ
خواجہ بابا کا نذرانہ اجمیر میں ہی بھیجنا چاہیے اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ رقم ساری بستی سے اکٹھا کر کے کسی بھی مدرسہ کو دے دی جائے تاکہ طالب علم لوگ کے لیے کام آئے، اس بات کو لے کر بستی میں اختلاف ہے امید کرتے ہیں کہ فیصلہ دیں گے۔

طالب محمد ابوالحسن ماسٹر ٹیلر پوسٹ کٹہارا کاموئی نمبرا گریڈیہ بہار

الجواب

خواجہ بابا کا نذرانہ نہیں نذر کہیے اور ایسے موقع پر نذرانہ کا لفظ بولنا غلط ہے بزرگان دین کو جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس کو احتراما نذر و نیاز کہا جاتا ہے، و شد لفضور خواجہ بزرگ کی فاتحہ کا پیسہ اجمیر بھیجنا کچھ ضروری نہیں جو صورت سوال میں ذکر کی ہے کسی مدرسہ میں دے دیا جائے کہ طالب علموں کے کام آئے بہت خوب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　عبدالمنان اعظمی　　شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ

(۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ زید نے شعبان کے مہینہ میں نذر مانی کہ اگر عمر نے بعد رمضان (شوال میں) مانگے بغیر فلاں چیز مجھے دے دی یا حتمی وعدہ کیا تو میں اسی رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرونگا، اور اگر شوال کے بعد دی اگلے سال اعتکاف کروں گا۔ زید کسی وجہ سے اس سال میں اعتکاف میں نہ بیٹھ سکا اور نہ ہی عمر نے وہ چیز بعد رمضان (شوال میں) زید کو دی بلکہ ذی قعدہ میں چند لوگوں کو جمع کر کے دینے کا وعدہ کیا پھر بعد میں مکر گیا، وعدہ توڑ دیا۔ کیا اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے اگر ہے تو کس طرح پورا کریں۔ از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔ المستفتی: محمد نوشاد احمد جہاراشٹر

الجواب

بہار شریعت جلد نہم ص ۲۷ میں ہے:

منت کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ اس کے کرنے کو کسی چیز کے ہونے پر موقوف رکھے، مثلاً میرا فلاں کام ہو جائے تو میں روزہ رکھوں گا یا خیرات کروں گا۔ پھر اگر وہ ایسی چیز ہے جس کے ہونے کی خواہش ہے مثلاً اگر میرا لڑکا تندرست ہو جائے تو اتنے روزے رکھونگا یا اتنا خیرات کروں گا تو جب شرط پائی گئی تو اتنے روزے رکھنا یا خیرات کرنا ضروری ہوگا، جس میں شرط ہے اس میں یہ ضرور ہے کہ شرط پائی جائے اگر بغیر شرط پائے جانے کے ادا کیا تو منت پوری نہ ہوئی شرط پائے جانے پر پھر کرنا پڑے گا۔

پس مسئولہ صورت میں جب اس نے وہ چیز آپ کو دی ہی نہیں تو منت پوری کرنا یعنی اعتکاف میں بیٹھنا ضروری نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم — عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۴-۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) اگر کسی نے منت مانی کہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو جائے تو شیرینی یا زردہ پکا کر مسجد میں بھیجوں گا۔ آیا یہ منت صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کسی نے یہ منت مانی کہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو جائے تو میں مسجد کو دس روپیہ دان دوں گا۔ آیا یہ منت صحیح ہے یا نہیں اور یہ روپیہ مسجد پر خرچ ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟ المستفتی عبدالرحمٰن بھیروی

الجواب

منت ایک وہ ہوتی ہے جسے عرف شرع میں منت کہتے ہیں جو فرض یا واجب کی قسم سے ہو اور عبادت مقصودہ ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے اسے مان لیا تو اسے پورا کرنا واجب اور ضروری ہے حدیث شریف میں ہے "من نذر وسمی فعلیہ الوفاء بما سمی (نصب الرایۃ: ۳/ ۳۰۰)

درمختار میں ہے: "من نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط وکان من جنسه واجب وهو عبادة مقصودة وجد الشرط لزم الناذر" اور ایک منت وہ ہے جسے عرف عام میں منت کہتے ہیں کہ کسی بھی نیک کام کا عہد کرلیا جائے کہ میں یہ کروں گا خواہ وہ فرض وواجب کی جنس سے ہو یا نہ ہو مثلاً اگر کسی نے کہا میں تندرست ہوگیا تو دس روزہ رکھوں گا دس فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا یا پچاس رکعت نفل پڑھوں گا تو یہ عرف شرع میں منت ہے کہ تندرست ہونے کے بعد اگر اسے ادا نہ کرے تو گناہ گار ہوگا لیکن عرف عام میں یہ بھی منت ہے کہ اگر میں اچھا ہوجاؤں تو احباب کی دعوت کروں گا، عام مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا یا اتنی مرتبہ یاحی یاقیوم کا وظیفہ پڑھوں گا ان میں سے کوئی فعل نہ کبھی فرض ہوا نہ واجب، شریعت میں اول الذکر صورت میں روزے رکھنا اور کھانا کھلانا پچاس رکعت نفل پڑھنا ضروری ہے، لیکن ثانی الذکر چیزیں جس طرح منت ماننے سے پہلے غیر ضروری تھیں اسی طرح اب بھی غیر ضروری ہیں اور واجب نہیں یہ مطلب نہیں کہ منت ماننے سے قبل تو یہ امور جائز ومباح بلکہ مستحب اور سنت تھے لیکن جہاں کسی نے منت کے صیغے سے ان کا ذکر کیا تو ان کا کرنا ناجائز وحرام ہے۔

درمختار میں ہے: "لو نذر تسبیحات دبر الصلاۃ لم یلزمه ولو نذر ان یصلی علی النبی ﷺ کذا کل یوم لزمه وقیل لا" اگر کسی نے نماز کے بعد تسبیح پڑھنے کی منت مانی یہ لازم نہ ہوگی کہ پڑھنا ضروری نہیں اور پڑھے تو ممانعت بھی نہیں اور حضور پر درود بھیجنے کی منت مانی تو کچھ لوگ کہتے ہیں کہ منت کے مطابق ضرور پڑھنا واجب ہوگا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ واجب نہیں

یعنی تمہیں اختیار ہے چاہے درود بھیجو چاہے نہ بھیجو۔ تو کیا کوئی یہ سوچ سکتا ہے کہ نماز کے بعد سبحان اللہ والحمدللہ پڑھنا جائز بلکہ سنت ہے اور منت مان لینے کے بعد ناجائز اور حرام ہوجائے گا اسی طرح ایک قول پر درود شریف یوں تو بہترین عبادت ہے اور منت مان لو تو ناجائز ہوجائے۔ درمختار کی عبارت اس باب میں واضح ہے (یعنی لا یلزمه) کہ ایسی منت ماننے کے بعد لازم اور ضروری نہیں تمہیں اب بھی اختیار ہے کرو تو ثواب ملے اور نہ کرو تو کوئی گناہ نہیں، اور سوال میں ذکر کی ہوئی منتیں عبادت مقصودہ اور از قبیل واجبات نہیں، اس لیے منت مان لینے کے بعد بھی ان کا وہی حکم رہے گا کہ کرو تو ثواب اور نہ کرو تو کوئی گناہ نہیں۔ اس دعوت کو غریب اور امیر سبھی مصلی کھا سکتے ہیں اور وہ روپیہ مسجد میں لگ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یکم رجب ۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید جو کہ امام مسجد ہے وہ بوقت ایصال ثواب کہتا ہے کہ اے اللہ جو کچھ میں نے پڑھا وہ بارگاہ رب العزت میں نذر ہے قبول فرما۔ مذکورہ جملہ کے بارے میں بکر جو کہ عالم دین ہے اس نے کہا کہ ایسا کہنا درست نہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل نذر و نیاز سے پاک ہے، مگر زید کا قول ہے کہ ایسا کہنا صحیح ہے اور غلطی کا اقرار کرنے کے بجائے اپنے قول پر اڑا ہوا ہے۔ محرم الحرام کے موقع پر ڈنکا بدست خود بجاتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ گالی گلوج اس کی طبیعت میں داخل ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ المستفتی: مولانا اشرف رضا امام مسجد سلیٹ پیہ گریڈیہہ بہار

الجواب

اللہ تعالیٰ اس زمانے کے علمائے کرام کی ہدایت کرے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآن شریف کی تلاوت بھی نہیں کرتے۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿إِذْ قَالَتِ امْرَأَةُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي﴾[آل عمران: ۳۵] حضرت عمران کی زوجہ نے کہا: اے اللہ میں نے اپنے پیٹ کے حمل کو تیری بارگاہ میں نذر کیا تو اسے قبول فرما۔

حضرت مریم فرماتی ہیں: ﴿إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا﴾[مریم: ۲۶] میں نے اللہ پاک کے لیے روزے کی نذر کی ہے۔

حدیث شریف میں ہے: سمعت رسول الله ﷺ النذر نذران فمن كان نذره في اطاعة الله فذلك لله (مشکوۃ شریف ص ۲۹۹)۔

نذر دو قسم کی ہے، ایک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی تو یہ اللہ کے لیے ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے:
"سوال: اللہ تعالیٰ سے مقصود حاصل کرنے کے واسطے، نذر اللہ فی سبیل اللہ ماننا درست ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت جواب دیتے ہیں: وہ نذر بلا شبہ جائز ہے اور اسے پورا کرنا ضرور واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ﴾[الحج: ۲۹] اپنی نذر پوری کرو۔ فتاوی رضویہ پنجم ۶۴/۷۹۵)
سائل فتاوی رضویہ جلد پنجم باب النذر کا مطالعہ کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ نذر شرعی تو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہوتی ہے، بزرگوں کے ایصال ثواب کے لیے لفظ نذر کا اطلاق تو مجازا ہے۔ سائل فتاوی رضویہ جلد دہم نصف اخیر ص ۲۱۰ بھی دیکھ لے انشاء اللہ اسے تشفی ہو جائے گی، تو زید بوقت ایصال

ثواب جو الفاظ کہتا ہے صحیح ہیں۔ البتہ اس کو اس کے بعد یہ کہنا چاہیے: اس کا ثواب فلاں کو پہونچا اور جو باتیں زید کی طرف منسوب ہیں فسق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۸ر جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ

(۷۔۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) قطب النساء نے اس طرح منت مانی کہ اللہ اگر میرا بچہ اچھا ہو گیا تو پانچ روپیہ کی مٹھائی مسجد میں بھیج دونگی۔ کچھ دنوں کے بعد قطب النساء کا بیمار بچہ اچھا ہو گیا۔ چنانچہ قطب النساء نے نذر پوری ہونے کی غرض سے پانچ روپیہ کی مٹھائی مسجد میں بھیج دی۔

سنی علمائے کرام سے یہ مسئلہ دریافت طلب ہے کہ منت از روئے شرع ماننی صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح ہے تو وہ منت کی مٹھائی امیر غریب سب کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ مسجد کے مصلیوں میں دونوں قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ پس حامیان اسلام واضح طور پر جواب سے مشکور فرمائیں۔

(۲) ہمارے یہاں مسجد میں کوئی ایسی محفوظ جگہ نہیں ہے کہ مخصوص ضروریات کے وقت لوگ وضو بنا سکیں مثلا نماز کے وقت سخت بارش ہونے کے سبب اس وقت مجبوراً لوگ مسجد کے اندر میں بیٹھ کر وضو بنا لیا کرتے ہیں۔ وضو کا پانی مسجد کے صحن میں گرتا ہے۔ حضرات علمائے کرام سے یہ مسئلہ حل کرنا چاہتا ہوں کہ مجبوری کے وقت اگر اندر میں مسجد کے وضو بنائیں تو گناہ تو نہیں، اور اللہ کی طرف سے کوئی پکڑ تو نہیں؟

المستفتی: فقیر محی الدین موضع سڑا اڈا کھانہ فیض آباد

الجواب

(۱) یہ منت شرعی نہیں ہے۔ اس لیے اس کو غریب امیر و مالدار سب کھا سکتے ہیں۔

(۲) مسجد کو صاف اور ستھرا رکھنے کا حکم ہے علماء فرماتے ہیں کہ:

"وضو کے بعد یہ احتیاط کی جائے کہ قطرے فرش پر نہ ٹپکیں۔ اور پیر اتنا گیلا نہ ہو کہ فرش آلودہ ہو تو عذر ہی سہی اس فرش پر بوندیں گرنے اور اعضائے وضو دھوتے وقت قطرے گرنے کا کس طرح سے حکم دیا جاسکتا ہے"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

قسم کا بیان

(۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

زید کی لڑکی کے اوپر کوئی شی کا اظہار ہوا۔ اس شکل میں کہ وہ کہہ رہی تھی میں عثمان ہوں۔ اس لڑکی کے والد اور محلہ کے کچھ لوگوں نے محلہ کی مسجد کے پیش امام اور مبارک سے کہا کہ آپ لوگ جاکر عثمان سے کہہ دیجئے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ لڑکی سے واپس بلالیں یعنی اس کے اوپر جو شی بھیجی ہے اسکو بلالین ورنہ ان کو باندھ کے مارا جائے گا۔ پیش امام اور مبارک نے عثمان کو لوگوں کا پیغام پہونچادیا۔ عثمان نے رپورٹ کردیا پھر داروغہ چند پولس کو اس معاملے کی تحقیق کے لیے بھیجا اس کے بعد پولس نے عثمان کو اور امام صاحب اور مبارک کو تھانے بلایا پھر اس کے بعد داروغہ نے عثمان سے کہا کہ تم یہ لکھو کہ میں نے جو لڑکی کے اوپر کیا ہے واپس لوں گا اور ان کے گھر کوئی بیمار نہ ہونے پائے اور نہ مرنے پائے، لیکن عثمان نے کہا کہ میں یہ سب کام جانتا نہیں، میں نے جب کیا نہیں تو کیسے لکھوں اور کسی کا مارنا اور جلانا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ یہ کام اللہ کا ہے اس کے باوجود داروغہ نے دھمکی دیا کہ اگر نہیں لکھو گے تو تم کو اندر کردوں گا اور سزا بھی دوں گا، جب عثمان نے لکھا نہیں تو عثمان کو اور پیش امام اور مبارک کو ہتھکڑی لگا کر اندر لے گیا ۱۵۷۔۱۷ کے تحت۔ یہ کام لڑکی کے حمایت والوں نے پانچ سو روپے رشوت دے کر کیا تھا، عثمان کو اور پیش امام اور مباک کو ضمانت پر رہا کیا پھر لڑکی کے گھر شادی کی پنچایت ہوئی تو پنچ لوگوں نے امام کو بلایا تو امام نے جانے سے انکار کردیا، یہ بلانے والے لڑکی کے حمایت والے تھے جن لوگوں نے بدسلوکی کیا تھا پھر پنچ کے آدمی آئے تو امام صاحب پنچایت میں شریک ہوئے وہاں جانے کے بعد پنچ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں نہیں آرہے تھے تو امام صاحب نے کہا کہ جب میرے ساتھ ان لوگوں نے بدسلوکی کیا تو میری طبیعت نے گوارہ نہیں کیا کہ میں اس میں شرکت کروں، کیونکہ جب ہم لوگوں کو ہتھکڑی لگی اور داروغہ نے ہم لوگوں کو اندر کیا تو یہ لوگ وہاں موجود تھے اس وقت ان لوگوں نے کچھ نہیں کہا یہ بات امام صاحب نے پنچ لوگوں سے کہا تو پنچوں نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ لوگوں نے ایسا کیوں کیا تو ان لوگوں نے جو لڑکی کی حمایت والے تھے ان میں سے ایک شخص نے جس کا نام حلیم اللہ ہے اس نے کہا کہ اگر امام صاحب کلام پاک لے کر بولیں گے تو بھی ہم لوگ نہیں مانیں گے، امام صاحب نے حلیم اللہ سے کہا کہ آپ لوگوں نے پانچ سو روپے دے کر ایسی بدسلوکی کیا، تو حلیم اللہ اور رفیق ڈاکٹر نے کہا کہ اگر ایسا نہیں کرتے تو ہم لوگوں کو خود جانا پڑے گا تو ایسی حالت میں جب کہ امام صاحب کلام پاک لے کر گواہی دینے کے لیے تیار

ہوجائیں تو بھی حلیم اللہ اور اس کے حمایتی ایمان نہیں لائیں گے، ایسی حالت میں حلیم اللہ اور ان کے حمایتی پر کیا حکم نافذ ہوگا؟۔ از روئے شریعت مطلع کریں عین نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا

المستفتی: پیش امام اور مبارک اللہ محلہ بستی پوسٹ وصیاداں ضلع الہ آباد

الجواب

قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کسی چیز کا اقرار یا انکار کرنا شرعی حلف نہیں ہے۔ حتی الامکان اس سے بچنا چاہیے البتہ اللہ کے نام سے قسم کھاتے وقت قرآن شریف ہاتھ میں لیتے ہیں تو قسم میں شدت آجاتی ہے مسلمان جب قسم کھا کر کسی بات کو کہے دوسرے مسلمان کو اس کو باور کر لینا چاہیے بلا دلیل رد کرنے والے مجرم اور گنہگار ہوئے، انہیں اپنے اس فعل سے توبہ کرنی چاہیے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۸ رصفر ۱۴۰۷ھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

زید کی بیوی ہندہ اپنے میکے جانا چاہتی ہے، زید نے انکار کر دیا اس پر ہندہ نے اپنے شوہر کو پھنسانے کے لیے اپنے آپ کو زخمی کر لیا اور قرآن کی قسم کھا کر ہندہ نے کہا اپنے شوہر سے اگر تم میکے پہونچادو گے تو میں تم پر کوئی الزام نہیں آنے دوں گی، قسم کا اعتبار کرتے ہوئے زید نے ہندہ کو پہونچا دیا ہندہ کے والدین نے زید کے خلاف رپورٹ قائم کردی، پانچ ہزار روپیہ دے کر زید کی ضمانت ہوئی اس صورت میں ہندہ حانث ہوگی یا نہیں؟ ہندہ زید سے معافی چاہے گی یا نہیں؟ پانچ ہزار روپیہ ضمانت میں گئے اس کے دینے کا حق دار زید ہے یا ہندہ کے والدین؟ قرآن وحدیث سے جواب عنایت فرمائیں عین کرام ہوگا۔

المستفتی عبدالرحمن پوسٹ ڈکریا مقام سجمرا ضلع جبل پور

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی ہندہ ضرور حانث ہوئی اس کو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا، کفارہ آج کل دس مسکینوں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا یا ان کو کپڑا پہنانا اور اگر ان دونوں باتوں کی استطاعت نہ ہو تو تین روزے رکھنا، ضمانت میں جو پیسے صرف ہوئے ان کو زید وصول کرنے کا حق دار نہیں اگر چہ یہ نقصان اس کو بیوی کی طرف سے اور اس کے باپ کی طرف سے پہونچا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۷ھ

(۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

ایک شخص نے قسم کھالیا کہ میں فلاں کے گھر کھانا نہیں کھاؤں گا، اب گاؤں والے چاہتے ہیں کہ

دونوں میں اتفاق کرادیا جائے۔ قسم کھانے والا شخص کہتا ہے کہ چونکہ میں قسم کھاچکا ہوں اس لیے مجبور ہوں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ ملانے کی صورت کیا ہوگی اور قسم کا کفارہ کیا ہوگا۔ فقط

المستفتی اقبال احمد موولی۔ ضلع اعظم گڑھ ۱۲؍شوال ۱۴۰۷ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں شرعی حکم یہ ہے کہ اس شخص کے گھر کھانا کھائے اور قسم کا کفارہ ادا کرے، کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ﴾[المائدة:۸۹]۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۴۰۷ھ

(۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ زید نے بکر سے قسم کھایا کہ اگر تمہارے گھر کا پانی پیونگا تو خنزیر کا خون پیونگا۔ اب بکر بار بار زید سے اصرار کرتا ہے کہ اس کے گھر جائے اور پانی وغیرہ پیے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں کونسی صورت اختیار کرنی ہوگی جس کی وجہ سے بکر کے یہاں زید پانی وغیرہ پیئے، مکمل وضاحت سے مفصل جواب مرحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔ المستفتی: انور علی اشرفی محلہ ہنومان گڑھی بڑہل گنج ضلع گورکھپور

الجواب

صورت مسئولہ میں نہ قسم ہوئی نہ اس کے توڑنے پر کفارہ وجب ہوا۔ بہار شریعت میں مبسوط کے حوالہ سے ہے۔ اگر اس کو کھاؤں تو سور کھاؤں یا مردار کھاؤں یہ قسم نہیں۔ کفارہ لازم نہ ہوگا۔ اس لیے زید بکر کے یہاں کھاپی سکتا ہے۔ شرعاً کوئی مخالفت نہیں۔ قسم اللہ کے نام پر ہوتی ہے مثلاً یہ کہے خدا کی قسم تمہارے گھر کا پانی نہ پیوں گا، پانی پیوں گا تو خنزیر کا خون پیوں گا۔ یا یہ کہ خدا کی قسم تمہارے گھر کا پانی میرے لیے حرام ہے۔ اگر پانی پیوں تو سور کا خون پیوں، یہ قسم ہوئی۔ اور بکر کے گھر کھانے پینے پر کفارہ لازم آتا۔ کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا اور کھانا کھلانے کی طاقت نہ ہو تو تین روزہ رکھنا ہے۔ یہ کفارہ قسم توڑنے کے بعد ادا کیا جاتا ہے۔ اور کسی اچھے کام کے نہ کرنے کی قسم کھائی تو اس کو توڑ دینا چاہیے۔ اور کفارہ ادا کردینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۳؍ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ

(۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ شرف الدین جو کہ کرچالی کے باشندے ہیں اور شادی شدہ بھی ہیں۔ ہر قسم کا آرام ہے پھر بھی وہ ہندو کی عورت سے جو مسماۃ اور مسلمان بھی نہیں ہے اس سے بیوی کی طرح تعلق رکھتے ہیں۔ کرچالی کے

مسلمانوں نے ان کو قسم کھلائی کہ اب ناجائز کام نہ کرے گا اور شرف الدین میاں نے مسلمانوں کے سامنے قرآن شریف کی قسم بھی کھائی کہ آج سے ہم ایسا کام نہیں کریں گے، پھر بھی اس نے کچھ ہی دنوں کے بعد اسی عورت سے پہلے کی طرح تعلق رکھنا شروع کر دیا۔ اس پر مسلمانوں نے اس کو جمع کر کے قسم کھانے کو کہا قسم کھاؤ کہ آج سے وہ (جس سے ناجائز تعلق رکھتے ہو) ہماری ماں ہے۔ اس پر مسلمانوں کو اطمینان ہوا پھر بھی شرف الدین میاں نے قسم کو توڑ ڈالا اور اس عورت سے پہلے جیسے تعلق رکھنے لگے، اس پر مسلمانوں نے شرف الدین کو اپنی جماعت سے نکال دیا۔ شرف الدین میاں نے اپنے کیئے پر نادم ہو کر مسلمانوں کو جمع کیا اور معافی چاہی کہ آج سے ہم ایسا نہیں کریں گے۔ اس پر مسلمانوں نے کہا کہ تم نے قسم کھا کر توڑ ڈالی ہے اس کا کفارہ نکالو اور شرف الدین میاں اس بات پر تیار بھی ہیں کہ فتویٰ منگا کر دیکھا جائے اس میں جتنا ہم کو کفارہ نکالنا ہو گا نکالیں گے۔ ماں جانکر اس کو بیوی کی طرح رکھنے کا کفارہ، قرآن شریف کی قسم کھا کر اس کو توڑنے کا کفارہ، کتنا نکالنا ہو گا۔

الجواب

ماں کی قسم شرعی قسم نہیں۔ قرآن کی قسم البتہ شرعی قسم ہے۔ عالمگیری میں ہے:" لو حلف بالقرآن یکون یمیناً وبه اخذ جمهور مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ"(کتاب الایمان:۲/۷۲)

قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے دینا اور اگر یہ اس کے بس میں نہ ہو، غریب و مجبور ہو تو مسلسل تین روزے رکھے۔

اسی میں ہے: " الکفارة کسوة عشرة مساکین او اطعامهم فان لم یقدر علی احد هذه الاشیاء فصام ثلثة ایام متتابعات "(کتاب الایمان:۲/۸۳)

ایسے خطا کار اور زانی کی سزا اصل یہی ہے کہ مسلمان اس وقت تک اس سے مقاطعہ رکھیں جب تک یہ اعتماد نہ ہو جائے کہ یہ ایسی حرکت نہ کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ کہ زید نے قرآن شریف پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ اگر میں شادی کروں گا تو ہندہ ہی سے ورنہ کسی سے بھی نہیں لیکن کچھ مجبوریوں کی وجہ سے ہندہ سے شادی نہیں ہو سکے گی۔ اب ایسی صورت میں زید کیا کرے اور دوسری شادی بھی کرنا چاہتا ہے تو کس طرح شادی ہو گی اور قسم کا کفارہ کیسے ادا کریگا

قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی فقط والسلام
المستفتی، سجاد عالم خان مدرسہ عربیہ پٹھان ٹولی ضیاء الاسلام پوسٹ ومقام برج بازار

الجواب

قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھنا کھلانا یا ایک غلام آزاد کرنا اور یہ نہ کرسکے تو تین روزہ رکھنا قرآن عظیم میں ہے: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ﴾[المائدة:۸۹]

یہ کفارہ ادا کر کے زید کسی دوسری عورت سے شادی کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۳ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ

(۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ
کہ ایک شخص نے اس طرح قسم کھائی کہ میں فلاں لڑکے کی کمائی زندگی بھر نہیں کھاؤں گا اگر کھاؤں گا تو خنزیر کے گوشت کھانے کے مثل ہے، ایسی صورت میں اگر قسم کھانے والا اسی لڑکے کی کمائی کھانا چاہے تو کیا حکم ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے نیز ایسی قسم کھانے کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟ مدلل تحریر فرمائیں۔ المستفتی، انور علی اشرفی ۹ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ

الجواب

اس شخص نے ایک بے ہودہ بات کہی مگر یہ قسم نہیں وہ اپنے لڑکے کی کمائی کھا سکتا ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں، بہار شریعت میں مبسوط کے حوالہ سے ہے اگر ان کو کھاؤں تو سور کھاؤں یا مردار کھاؤں یہ قسم نہیں یعنی کفارہ لازم نہ ہوگا فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۲ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ

(۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ
زید وعمر نے مذاق کے طور پر خالد کی گھڑی چرالی جب پوچھ تاچھ ہوئی تو گھڑی نہیں ملی تو خالد کو زید پر شک ہوا اس پر زید نے ہنس کر قسم کھائی کہ گھڑی میں نے نہیں لی ہے، خالد نے کہا کہ قسم کھا کر کہو کہ اگر گھڑی میں نے لی تو میری بیوی کو طلاق مگر زید نے قسم کھا کر کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق نہیں دوں گا اس پر خالد کو شک ہوا کہ زید نے طلاق کا جملہ استعمال کیا ہے اور اس ضمن میں دو تین آدمی زید پر بہتان باندھ رہے ہیں کہ زید نے طلاق دیا ہے جب کہ زید انکار کر رہا ہے۔ لہذا از روئے شرع بتایا جائے کہ اس سلسلے

میں خالد وزید اور دو تین دیگر آدمیوں کے بارے میں کیا حکم ہوگا عند الشرع طلاق واقع ہوگی کہ نہیں جواب دے کر مشکور وممنون فرمائیں۔ المستفتی محمد شمس الدین قادری نیپالی

الجواب

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر رحم فرمائے۔ دینی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اور جیسے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں ہے ہی نہیں۔ مذاق مذاق میں کتنے جرم وگناہ کئے۔ گھڑی چرائی، پوچھ تاچھ پر یا تو کتمان حق کیا یا صاف جھوٹ بولے۔ پھر زید نے ڈبل پاپ کیا قسم کھا کر کہ میں نے گھڑی نہیں چرائی، جھوٹی قسم کھائی پھر بیان واقعہ کی تحریر میں یہ کیا کہ دو جگہ ایک لکھا ہوا لفظ لکھ کر کاٹا اور کچھ اوپر بتایا اور جب بیوی خطرہ میں پڑی تو شریعت کی دہائی دے رہے ہیں، اگر وہ دو تین آدمی عادل گواہ ہیں تو صرف دو کی گواہی سے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔ زید کی قسم کا کیا بھروسہ یہ تو بار بار جھوٹی قسم کھانے کا مجرم ہے اور گواہ عادل نہ ہوں تو زید کی بات قسم سے مقبول ہوگی اور حکم یہ ہوگا کہ طلاق نہیں پڑی۔ اگر زید اپنی عادت کے موافق جھوٹی قسم کھائے گا تو اس کے وبال میں دنیا میں بھی مبتلا ہوگا، حدیث شریف میں ہے:

"یمین الفاجر تدع الدار" جھوٹی قسم کھانے والا برباد ہو جاتا۔

اور زندگی بھر اپنی بیاہتا سے حرامکاری کرتا رہے گا اور آخرت کا وبال تو اللہ جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۱۱ر جمادی الاولی ۷ اھ

(۱۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنے قبضہ کی بنا پر تھوڑی سی زمین کے بارے میں بکر سے حجت کی۔ بکر نے کہا کہ اگر آپ کی زمین ہے تو مسجد میں قرآن مجید لے کر قسم کھا جائیں تو میں آپ کی زمین ہونا تسلیم کر لوں گا۔ اس بات پر زید نے مسجد میں داخل ہو کر قرآن پاک ہاتھ میں لے کر قسم کھالی بعد میں پتہ چلا کہ اس زمین پر نہ زید کا نام ہے نہ بکر کا۔ اس صورت میں زید کو کافی گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی لہذا وہ غلط قسم کھانے کے متعلق فتوی جاننا چاہتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ صحیح فتوی دے کر زید کی پریشانیاں دور فرمائیں۔ المستفتی: احمد حسن گورکھپور یوپی

الجواب

زید اپنی اس خلاف واقعہ قسم پر توبہ کرے کفارے کی ضرورت نہیں۔ قسم پر گھبرانے سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ جب وہ زمین اس کی ملک نہیں تو اس کے مالک کو واپس کر دے یا اس کو راضی کر کے اس سے خرید لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

(۱۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

ایک ہفتہ ہوا گھر میں ہی بیٹھے ہوئے میں اور میری والدہ باتیں کر رہے تھے اس وقت میری بیوی گھر میں اندر کام کر رہی تھی، تھوڑی دیر بعد میری بیوی آنگن اور گھر کے درمیان ایک کونے میں کھڑی تھی۔ والدہ محترمہ نے جب اسے دیکھا تو انہیں یہ شبہ ہوا کہ یہ چھپ کر ہم لوگوں کی باتیں سن رہی تھی لیکن بیوی نے کہا کہ نہیں میں باتیں سننے کے لیے وہاں نہیں کھڑی تھی۔ پھر والدہ نے کہا کہ تمہاری یہ عادت ہے۔ تم اکثر ہم لوگوں کی باتیں سنا کرتی ہو، میں نے دیکھا ہے کہ رات جب میں امان اللہ کے والد صاحب سے بھی گھر کی باتیں کر رہی تھی تو تم کھڑی ہو کر سن رہی تھیں۔ اس بات پر میری بیوی کے کچھ خیالات ایسے ہو گئے کہ قسم کھانے لگی اور والدہ کی بات جھوٹ ثابت کرنے لگی۔ والدہ نے کہا میں تم کو اچھی طرح جانتی ہوں تم چھپاؤ نہیں اس پر میری بیوی نے جو اپنی گود میں ننھی بچی کو لیے ہوئے تھی۔ خدا حاضر ہے قرآن شریف لے کر سر پر رکھ لیا اور کہنے لگی یا اللہ تعالیٰ میں چھپ کر اگر ان لوگوں کی باتیں سن رہی تھی تو مجھ عذاب نازل کر۔ قرآن شریف اٹھاتے وقت میں اور والدہ محترمہ تعجب خیز نگاہوں سے دیکھ کر حیران رہ گئے اور منع کرنے کے خیال سے میں تین بار ہاں ہاں کہتا رہا لیکن عورت نہیں مانی۔ اس کے دوسرے تیسرے دن ایک مولوی صاحب سے سارا واقعہ کہا، انہوں نے یہ رائے پیش کی کہ فوراً تین شاہ صاحبوں کو کھانا کھلایا جائے۔ شام کو ہم لوگوں نے تین شاہ صاحبوں کو کھانا بھی کھلایا لیکن ابھی والدہ محترمہ کے دل میں شک باقی ہے کہ کفارہ صحیح ہوا یا نہیں؟ شرعی حکم سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔ امان اللہ رتسر ضلع بلیا

الجواب

صورت مسؤلہ میں اگر آپ کی عورت قسم کھانے میں سچی ہے تو اس پر گناہ نہیں اور جھوٹی ہو تو گنہگار ہوئی۔ قرآن عظیم میں ہے: "خدا تمہیں انہیں قسموں میں پکڑے گا جو تم نے بالقصد غلط کھائیں"۔ اس لیے عورت کو توبہ واستغفار کرنا چاہیے کفارہ بہر حال نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب اپنی برأت اور چھپ کر بات نہ سننے کی قسم کھا رہی ہے تو آپ یا آپ کی والدہ کو اس پر بدگمانی نہ کرنا چاہیے قرآن عظیم میں ہے بدگمانی گناہ ہے۔ آپ نے فقیروں کو کھانا کھلایا بہتر کیا مگر شرعاً عورت پر کفارہ نہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف غفرلہ مدرس اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

(۱۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عربی مدارس میں بیرونی طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، زید نے بکر کی بیٹری ضدا چھپا دیا بکر نے

سب بچوں سے پوچھا لیکن کسی نے بتایا نہیں بکر کو زید پر یقین ہوگیا بکر نے زید کی لنگی پھاڑ دی زید نے اپنے استاذ سے شکایت کہ کسی نے میری لنگی ضدا پھاڑی ہے، کوئی بتا نہیں رہا ہے استاذ درمیان اسباق سب بچوں سے پوچھا لیکن کسی نے بتایا نہیں، استاذ نے سب بچوں کے ہاتھ میں قرآن پاک دیا کہ سب لوگ قرآن پاک لے کر کہو کہ میں نے زید کی لنگی نہیں پھاڑی ہے اور اگر پھاڑی ہو تو میں زندگی میں جتنی شادی کروں وہ طلاق مغلظہ ہو جائے اور قیامت کے دن حضور ﷺ کی شفاعت نصیب نہ ہو بکر نے اپنا عیب چھپانے کیلیے قرآن پاک ہاتھ میں لے کر یہ جملہ کہدیا اور اس وقت اس کی شادی ہوگئی تھی تو کیا وہ شادی باقی ہے یا اس پر بھی طلاق واقع ہوگئی اور اگر واقع ہوگئی تو کون سی صورت جواز کی ہے۔

المستفتی حافظ محمد قاسم ریڈیجی نگر پوسٹ ٹبن ڈیرضلع فیض آباد

الجواب

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ مولوی صاحب جنہوں نے طلبہ سے یہ قسم کھلائی اپنے اس گناہ سے توبہ کریں اور آئندہ کے لیے عہد کریں کہ دوسروں کی زندگی سے اس طرح کھلواڑ نہ کریں۔

حدیث شریف میں ہے:

"ماحلف بالطلاق مؤمن وما استحلف به الا منافق" (کشف الخفا: ۲/۴۱۷)

طلاق کی قسم کھانا مومن کا کام نہیں اور یہ قسم کھلانے والا منافق ہے۔

اصل سوال کا جواب یہ ہے کہ لفظ کروں آئندہ کے لیے بولا جاتا ہے اس لیے جو شادی ہو چکی ہے اس پر طلاق واقع نہ ہوگی آئندہ شادی کرے گا طلاق واقع ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۷ رمحرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(۱۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اس طرح قسم کھائی ہے کہ اگر میں منده کے ہاتھ سے کچھ کھاؤں یا پیئوں تو خنزیر کا گوشت کھاؤں یا اپنی لڑکی کے ساتھ زنا کروں، اب زید اپنی قسم کو توڑنا چاہتا ہے اس صورت میں اس قسم کا کفارہ کیا ہوگا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت مطہرہ کے حکم سے مطلع کریں۔ عین کرم ہوگا۔

المستفتی علی محمد منصوری مقام و پوسٹ گور بازار گورکھپور قسم کے گواہ (۱) سعید عالم (۲) عبد المجید

الجواب

اگر زید نے زبان سے وہی لفظ ادا کیے ہیں جو سوال میں مذکور ہیں اور جن پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے تو یہ الفاظ قسم کے نہیں ہیں۔ زید نے ایک قبیح جملہ کہا لیکن اس پر اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ وہ اپنی بیوی

کے ساتھ کھا سکتا ہے۔

عالم گیری میں ہے: لو قال ان فعلت کذا فانا زان او سارق او شارب خمرا او اکل الربوا فلیس بحالف ۔(۲/۷٤)

اور بہار شریعت میں خاص مبسوط کے حوالہ سے ہے اس کو کھاؤں تو سور کھاؤں یہ قسم نہیں ہے یعنی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم آج سے کھانا پکاؤ تو تم کو طلاق پھر اس نے کہا کہ اگر تم کھانا پکاؤ گی تو تم کو طلاق زید کی بیوی نے آٹھویں روز کھانا پکایا۔

مذکورہ صورت میں کیا زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں اگر طلاق واقع ہوگئی تو کون سی پھر اگر زید اس کو اپنے پاس لوٹانا چاہے تو اس کی کیا صورت ہوگی؟۔

المستفتی ظہیر الدین سپاہ ابراہیم آباد مئو مورخہ ۷/اکتوبر ۱۹۹۹ء

الجواب

اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے کہ اس نے صرف دو بار اپنی عورت کو طلاق کا لفظ کہا اور اس سے پہلے کبھی اور کوئی طلاق نہ دی ہو۔ تو صورت مسئولہ میں زید کی عورت پر دو رجعی طلاق پڑ گئی۔

قرآن شریف میں ہے:

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾[البقرة:۲۲۹]

زید عدت کے اندر عورت سے رجوع کرے یعنی گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی عورت کو لوٹا لیا۔ یا عورت کے ساتھ صحبت یا صحبت کے دواعی بجالائے تو عورت نکاح میں لوٹ آئے گی، دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ اور اگر عدت گذر گئی تو عورت کی رضامندی سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔

البتہ اگر اس کے بعد ایک بار بھی طلاق کا لفظ کہدے گا تو عورت نکاح سے بالکل نکل جائے گی اور بے حلالہ زید کے لیے حلال نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو، ۲۴ رجمادی الاخری ۱۴۲۰ھ

کفارہ کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ کوئی شخص حالت حیض میں صحبت کرے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

الجواب

اس کا اصل کفارہ تو اس گناہ سے خلوص نیت کے ساتھ توبہ اور آئندہ اس سے باز رہنے کا عزم ہے۔ہاں مستحب یہ ہے کہ اگر شروع حیض میں ایسا کیا تو ایک دینار، ورنہ نصف دینار صدقہ کریں، عالمگیری میں ہے:
"ومنها حرمة وطئها فان وطئها استغفرا الخ ۔" واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ، الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ، الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۲۔۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) ضروری تحریر اینکہ آپ کا ارسال کردہ لفافہ ملا جواب سے آگاہی ہوئی۔آپ نے لکھا ہے کہ کفارہ دینے کے بعد قسم ختم ہو جاتی ہے اور کفر رد کرنے کے لیے آپ نے زید کو نکاح کرنے کے لیے کہا ہے۔تو سوال یہ ہے کہ کفارہ دینے کے بعد زید وہی کام کرتا ہو تو کفارہ ادا نہیں ہوگا۔لیکن یہ پتہ نہیں کہ کفارہ کے بعد اور نکاح کے بعد اگر زید پھر وہی کام کرے گا تو کیا پھر وہ کافر ہو جائے گا اور پھر اسے کفارہ دینا پڑے گا حالانکہ جب کفارہ دینے کے بعد از روئے شرع قسم ختم ہو گئی تو اب کافر ہونے کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے اپنی رائے سے اور شرعی حکم سے مطلع کریں۔

(۲) کیا یہ بات سچ ہے کہ جو نکاح پہلے ہوتا ہے اس کے لیے تمام کفر رد ہو جاتے ہیں۔اور وہ شخص از سر نو مسلمان ہو جاتا ہے اور گناہ اس کی وجہ سے رد ہو جاتے ہیں۔از روئے شرع تحریر فرمادیں اگر ایسا نہ ہو تو کفر رد کرنے کی کون سی ترکیب ہے۔؟

سائل افضل احمد خاں کیر آف تسیم احمد خاں محلہ قاضی ٹولہ ضلع غازی پور

الجواب

(۱) جس کام کے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی کفارہ ادا کر دینے کے بعد اس کو کرنے کا حکم خود اس کام کی نوعیت پر ہے۔اگر وہ کام خود کفر ہو اس کا کرنا ضرور کفر ہوگا گناہ ہو تو اس کا کرنا بھی گناہ ہوا اور خود وہ کام جائز ہو تو قسم کے تمام ہونے اور کفارہ ادا کرنے کے بعد اسے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔آپ نے رد کفر کے لیے صرف تجدید ایمان کا ذکر کیا حالانکہ ہم نے توبہ اور تجدید اسلام کے لیے بھی لکھا تھا۔

(۲) آپ نے غلط سنا ہے نکاح سے کفر رد نہیں ہوتا ہے۔ سچی توبہ اور پھر سے ایمان لانے سے کفر رد ہوتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۱۴/ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو میکے میرے بغیر اجازت گئی تو تیرے ہاتھ سے میرا کھانا پینا حرام ہے۔ بیوی بغیر اجازت شوہر میکے چلی گئی تو کیا اس میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ اگر واقع ہو جائے گی تو پھر لوٹانے کی کیا صورت ہے مدلل ومفصل طور پر بیان فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی محمد نذیر الدین مقام برواڑیہ پوسٹ کیشواری ضلع کریڈیہ بہار مورخہ ۲۲/ جمادی الاولی ۱۴۰۵ھ

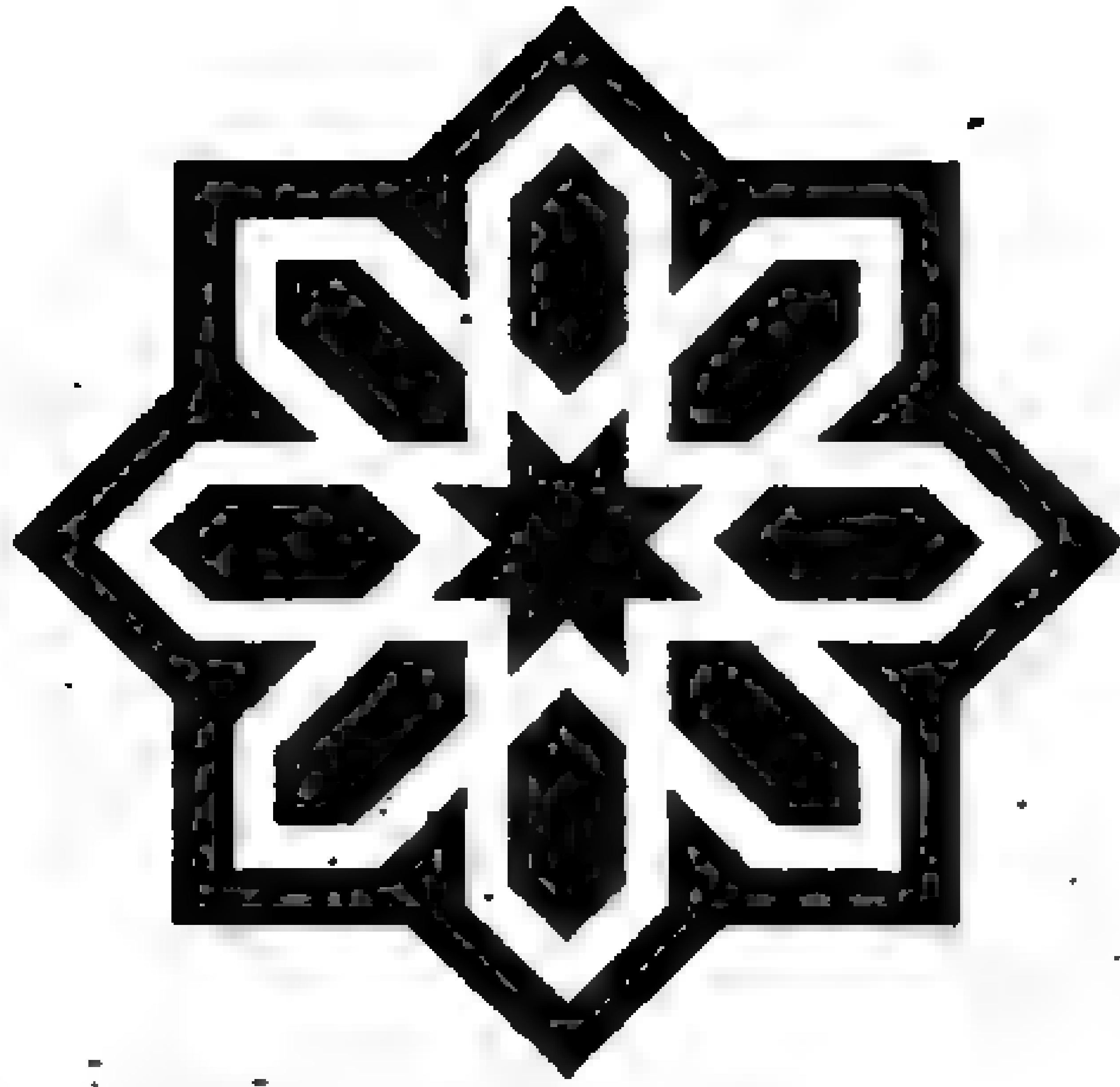
الجواب

صورت مسئولہ میں شخص مذکور کی عورت پر طلاق نہیں پڑے گی۔ ہاں بے اجازت میکہ جانے کے بعد اگر اس عورت کے ہاتھ سے کھائے گا تو اس کو کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ یعنی دس مسکینوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا پڑے گا۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿فکفارته اطعام عشرة مساكين﴾ [المائدة:۸۹]

واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ

کتاب الحدود والتعزیر





حدود شرعی کا بیان

(۱-۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید نے ہندہ سے نکاح کیا بعدہ اس کی بہن خالدہ سے وطی کرلیا جو کہ غیر شادی شدہ تھی۔

(۲) اسی طرح عمر نے اپنی منکوحہ کی بہن زیب سے وطی کرلیا جو کہ دوسرے کی منکوحہ تھی اب مذکورہ دونوں صورتوں میں زید اور عمر کی بیوی کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ کیا ان دونوں کا نکاح زائل ہوتا ہے یا نہیں۔

(۳) نماز وتر میں دعاء قنوت کی علت کیا ہے۔

المستفتی، سکندر اعظم کٹیہار (بہار) متعلم مدرسہ ھذا

الجواب

زید عمر دونوں نے اپنی عورتوں کی بہنوں سے زنا کر کے سخت جرم کیا اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ان کو اتنے پتھر مارے جاتے کہ ان کی جان نکل جاتی مگر اس سے خود ان کی عورتوں کے نکاح پر کوئی اثر نہ پڑا۔

درمختار میں ہے " وطی اخت امرأته لا تحرم علیه امرأته "(۸۸/٤)

اسی سے دوسرے سوال کا جواب بھی ظاہر ہو گیا۔

(۳) تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہم حکم کے بندے ہیں ہمکو کسی حکم کی علت معلوم ہونے کی ضرورت نہیں، حضورﷺ سے وتر میں دعاء قنوت پڑھنی ثابت ہے اس لیے پڑھی جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۱۴ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

(۴-۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید نے ہندہ سے زنا کیا اور گاؤں والوں نے ان کو سزا دی اور جرمانہ بھی لیے اور اسی طرح خالد نے چوری کی تو گاؤں والوں نے اس کو بھی سخت سزا دی اور جرمانہ لیے تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور اسی روپے سے گاؤں والے برتن یا دری خرید کر رکھتے ہیں اور شادی وغیرہ اور دیگر ضروریات میں استعمال کرتے ہیں کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) جمعہ کی اذان ثانی میں امام ومقتدی کے لیے انگوٹھا چومنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) زید کی بیوی ہندہ ہے اور زید نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کہ میرا بدن دباؤ لیکن ہندہ نے انکار کر دیا تو زید نے غصہ میں ہندہ سے کہا کہ آج سے اگر تم نے میرے بدن میں ہاتھ لگایا یعنی بدن دبا

یا تو تم پر طلاق اور ہندہ نے زید کا بدن دابا تو طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں عین کرم ہوگا۔

المستفتی محمد اجمل حسین مقام چوں پا پوسٹ صدرہ بائیسی بازار ضلع پورنیہ (بہار)

الجواب

(۱) زنا اور چوری کرنے والوں کو جو جسمانی سزا دی ہو یا معاشرتی بائیکاٹ کیا ہو تو یہ شرعاً جائز ہے کہ وہ تعذیر میں شمار ہو سکتا ہے مگر مالی جرمانہ وصول کرنا اور اس کو قومی مصارف میں صرف کرنا جائز نہیں وصول کرنے والوں پر لازم ہے کہ جس سے لیا اس کو واپس کریں یا ان سے مصارف میں صرف کرنے کی اجازت لیں اور رضامندی حاصل کریں۔

(۲) اذان ثانی کا جواب نہ دینا چاہیے اس میں انگوٹھا چومنا بھی منع ہے۔

(۳) صورت مسئولہ میں ہندہ پر ضرور طلاق ہوگئی اور اگر صرف اتنا ہی کہا ہے جتنا سوال میں لکھا ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی عدت کے اندر رجعت اور بعد عدت دوبارہ بغیر حلالہ کے نکاح ہو سکتا ہے

واللہ اعلم بالصواب عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۳ جمادی الاولی ۱۴۱۱ھ

(۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) ایک عورت نے برائی کیا اور اس کو ناجائز بچہ بھی پیدا ہوا اب وہ عورت توبہ کرنے پر آمادہ ہے تو توبہ کرنے کے بعد میں عورت کے یہاں کھانا پینا جائز ہے کہ نہیں؟

(۲) اور جو شخص روپیہ وغیرہ لے کر نسبندی کرائے پھر اس سے توبہ کرلے تو کیا توبہ کرنے کے بعد اس کے یہاں بھی کھانا پینا جائز ہے کہ نہیں شرعاً جو حکم ہو بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا

المستفتی، مراد علی ضلع مئو (یوپی)

الجواب

صورت مسئولہ میں ایسی حرام کاری کرنے والوں کا مسلمانوں نے جو بائیکاٹ کیا ٹھیک کیا لیکن اب جب کہ توبہ کرنے پر تیار ہیں تو پنچوں کو چاہیے کہ توبہ کرائیں کہ ہم اپنے اس گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور آئندہ یہ کام نہیں کریں گے وہ توبہ کرلیں تو پنچ بائیکاٹ ختم کردیں اور ان کو اپنے میں ملالیں ان کے یہاں کھانا پینا شروع کردیں۔ حدیث شریف میں ہے "التائب من الذنب کمن لا ذنب له" گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے کہ اس نے گویا یہ گناہ کیا ہی نہیں۔ فقط واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۹ شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ، شوال المکرم ۱۴۱۱ھ

(۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ
زید ۵۷ ہزار روپیہ کم بیش قیمت کا مال کھاتہ بہی اہم کاغذات کی چوری میں پکڑا گیا مالک مال نے تھانہ میں رپورٹ درج کرائی، چوری کرنے والے زید کے پاس پولیس پکڑنے کے لیے آئی تو محلہ کے کچھ ذمہ دار لوگوں نے زید پر لعنت ملامت کی اور مالک مال سے مل کر راضی نامہ کی بات کی اور کہا کہ ہم زید سے آپ کا مال کھاتہ بہی اور اہم کاغذات واپس کرادیں گے، مالک نے پنچ کے کہنے پر بات مان لی اور زید سے پنچ میں بیٹھا کر تحریری اقبال جرم لکھوالیا جس پر پنچ نے اور زید نے دست خط کردیئے کیا چوری کرنے والا زید مسجد کا متولی صدر یا خزانچی رہ سکتا ہے؟ برائے کرم از روئے شرع جواب سے نوازیں۔
المستفتی، محمد ہارون قریشی مدار ٹیکری جبلپور

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں زید کا چوری کرنا خود اس کے اقرار سے ثابت ہے اور چوری فسق ہے اور فسق سے آدمی تولیت سے معزولی کا مستحق ہوجاتا ہے در مختار میں ہے " وینزع وجوبا غیر مامون او عاجزا أو ظهر به فسق " [شامی ٦/۴۵۳] لیکن سوال کی عبارت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ زید چوری کیے ہوئے تمام اسباب ان کو واپس کرنے پر آمادہ ہے، یہ توبہ کا اہم رکن ہے تو اگر زید سب کچھ واپس کردے اور اپنے گناہ پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہار ندامت کرے اور آئندہ ایسا گناہ نہ کرنے کا عہد کرے اور توبہ صادقہ کی علامات ظاہر ہوں تو اس کو تولیت کا عہدہ دیا جاسکتا ہے۔
عالم گیری میں ہے" کذا امور اخرجه فسق وخیانة فبعده تاب الى الله واقام بينة انه صار اهله ، جس کو فسق اور خیانت کی وجہ سے تولیت سے علحدہ کیا گیا اگر کچھ دنوں کے بعد اس نے توبہ صادقہ کرلی اور ثابت کردیا کہ وہ تولیت کا اہل ہے تو اس کو تولیت کا عہدہ واپس کردیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
ایک عورت جو شادی شدہ تھی اس کے تین بچے بھی ہیں اور شوہر بھی زندہ ہے پھر بھی وہ کسی دوسرے مرد کے ساتھ چلی گئی بھاگ کر اور اس کے ساتھ ایک مہینہ وقت گذارا لیکن نکاح نہیں کیا اور پھر اس کے ساتھ سونا بیٹھنا زنا کیا اور ایک مہینہ بعد میں پھر پہلے والے مرد کے پاس آئی اس کو پھر توبہ کروایا گیا اور ایک سو ایک کوڑا مارا گیا اور پھر دوبارہ نکاح کروایا گیا لیکن اس کا چلن ٹھیک نہ ہوا اب وہ ایک دوسرے مرد کے ساتھ زنا کرتی ہے اور جس مرد کے ساتھ زنا کرتی ہے وہی مرد صبح ہو کر جانور ذبح کرتا ہے اور وہ عورت

جانور کو پکڑتی ہے اور دونوں مل کر کھال بھی اتارتے ہیں اور غسل بھی نہیں کرتے دونوں اور دن بھر جانور کا گوشت بازار میں بکری کرتے ہیں دونوں غسل بھی نہیں کرتے ہیں اور مرد ذبح کرنے کی نیت بھی نہیں جانتا ہے، زنا کرنا میں نے اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھا مگر مرد اپنی زبان سے اقرار کیا ہے کہ میں زانیہ کے ساتھ زنا کرتا ہوں اور غسل نہیں کر کے جانور ذبح کرتا ہوں اور بکری کرتا ہوں اور میں نیت نہیں جانتا ہوں اس کا ذبح کیا ہوا اور بکری کیا گیا گوشت کھانا کیسا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمایئے۔

المستفتی، محمد فیروز ہوسپٹل روڈ کی کھر گنج نا گالینڈ

الجواب

زنا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے اگر حکومت اسلامیہ ہوتی زانی اور زانیہ کو اتنے پتھر مارے جاتے کہ وہ مر جائیں، اب انکا معاملہ بے توبہ مرے تو اللہ تعالی کے قبضہ قدرت میں ہے چاہے عذاب دے چاہے معاف کرے یہ تو زنا کا مسئلہ ہوا، جانور ذبح کرنے کے لیے ذبح کرنے والے کا پاک ہونا ضروری نہیں اب اگر بے نہائے ہوئے بھی کسی نے جانور ذبح کر دیا تو وہ حلال ہو جائیگا، یہ الگ بات ہے کہ دن بھر نہ نہانے سے وہ الگ گنہ گار ہوں گے مگر صورت مسئولہ میں مصیبت یہ ہے کہ سائل کہتا ہے وہ شخص ذبح کی نیت نہیں جانتا تو اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ بغیر بسم اللہ اللہ اکبر کہے جانور کا گلا کاٹ دیتا ہے تب وہ جانور مردار ہو گیا اس کا گوشت کھانا خریدنا سب حرام ہے، چاہے ہزار مرتبہ نہا کر اس نے یہ کام کیا ہو فقط واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۵ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(۱۰-۱۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

زید کو مذہبی سماجی اختلافات کی بنا پر ۱۱/۱۲ نوجوانوں نے گاؤں اور اطراف کے متعدد افراد کے ایماء پر لاٹھیوں اور لوہے کے راڈوں سے انتہائی سنگدلی سے مارا چونکہ ان کی غرض تھی کہ زندہ نہ بچ سکے، مار اتنی زوردار تھی کہ ہاتھ اور پاؤں کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو گئی تھیں، ہاتھ اور پاؤں کی ہڈیاں ایک ایک جگہ توڑ کر اس طرح الٹ دی گئی تھیں کہ اگر چمڑا نہ ہوتا وہ حصہ تن سے جدا ہو گیا ہوتا، ہدایات کے مطابق سر سے بچاؤ کیا گیا تھا تا کہ بلڈ نہ گرنے پائے پھر بھی فتح وکامرانی کے نشے میں سرشار کوئی ہاتھ بازو میں ایک خون بہاتا زخم لگا ہی چکا تھا، موت دسویں دن اسپتال میں ہوئی تو اولیائے مقتول پاداش جرم میں کیا کر سکتے ہیں ورثاء زید قاتلین یا رائے دہندگان میں سے کسی کو جان سے مار ڈالیں تو از روئے شرع اس کا دنیا میں ضروری حکم کیا ہے قاتلین کو قتل کرنے کے جواز پر کوئی حیلہ شرعی ہے یا نہیں؟۔

الجواب

(۱) اسلام میں قتل نفس کی کئی صورتیں ہیں کسی شادی شدہ مسلمان نے زنا کیا اور اس نے زنا کا اقرار کیا یا چار مسلمان شرعی گواہوں نے شرعی طریقہ پر زنا کرنے کی گواہی دی تو زانی کو سنگسار کرنے کی سزا کا حکم ہے، اصطلاح میں اس کو حد کہا جاتا ہے اس کے اجراء کے لیے بادشاہ اسلام کا ہونا ضروری ہے اور ہندوستان میں عرصہ سے نہ بادشاہ اسلام ہے نہ اس کے قوانین کا نفاذ اس لیے بحالت موجودہ یہاں اس کے اجراء کی کوئی صورت نہیں، اشباہ شرح حموی میں ہے "یشترط الامام للحدود"

(۲) بطور تعزیر مثلاً کسی کو غیر عورت سے اختلاط کرتے دیکھا یا کوئی کسی کے قتل کرنے پر آمادہ یا نقب زنی وغیرہ جرائم میں مصروف ہے دیکھنے والے نے منع کیا وہ کسی طرح مانتا نہیں تو اس حالت میں اس کو قتل کیا جا سکتا ہے اور ہر مسلمان کو اس کا حق حاصل ہے مگر خاص اسی حالت تک جب مجرم جرم کے ارتکاب میں مصروف ہو اور اس کو گناہ سے روکنے کی اور تدبیریں بے سود ہوں ارتکاب گناہ کے بعد یہ اختیار صرف حاکم کو ہے اور یہاں بحالت موجودہ نہ اسلامی حکومت نہ اس کے احکام کا نفاذ؟ اعلیٰ حضرت مولٰنا احمد رضا خاں اپنے فتاویٰ میں ایک موقع پر فرماتے ہیں برادری نے (مجرم کو مقاطعہ) کی جو سزا دی ہے وہ باقی رکھی جائے کہ اس ملک میں یہی سزا باقی ہے۔ (اس کے ختم کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ ایک یہ سزا جو یہاں ہاتھ میں ہے وہ بھی جاتی رہے جس سے معلوم ہوا کہ بحالت موجودہ ہندوستان میں حدود وتعزیراتی قتل کا امکان نہیں۔

(۳) کسی کو کسی نے ظلماً قتل کر ڈالا تو مقتول کے وارثوں کو قصاص و بدلہ میں قتل کرنے کا حق حاصل ہے در مختار میں ہے "اما القود فیثبت للورثۃ بطریق العلاقۃ" لیکن اسلامی حکومت ہوتی تب بھی اس کے نفاذ میں بہت سارے مراحل تھے، قاتل کو قتل سے انکار ہو تا مدعیان کو شرعی گواہوں سے اس کا قاتل ہونا ثابت کرنا ہوگا مدعی اسے ثابت نہ کر سکا تو حکم ہے کہ مجرم کو چھوڑ دیا جائے، مدعیوں نے اس سے تعرض کیا تو خود مجرم ہوں گے اور صورت مسئولہ میں جب موت دس دن کے بعد ہوئی یہ بھی ثابت کرنا ہوگا کہ موت اس مار پیٹ سے ہوئی اس کے بعد چند صورتیں ایسی بھی ہیں جن سے نفاذ قصاص میں تاخیر ہو سکتی ہے جن کا تعلق اولیاء مقتول کی ایک رائے ہونے سے ہے، کہنا یہ ہے کہ اسلامی حکومت ہوتی تو مدعیان قصاص کو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے اتنے سارے پاپڑ بیلنے پڑتے اور آج تو موجود گورنمنٹ کا قانون یہ ہے کہ کسی نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر قاتل کو قتل کر دیا تو قانوناً خود اسی پر قتل کا مقدمہ چلے گا اور اس کی جان و مال عزت و آبرو کے لالے پڑ جائیں تو کسی کو بطور خود قصاص میں مارنا خود

اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے جس سے قرآن عظیم نے منع فرمایا ہے ﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ﴾[البقرة:۱۹۵] اپنے ہاتھ کو ہلاکت میں مت ڈالو پس صورت مسئولہ میں صبر ہی سب سے بڑا حیلہ ہے ﴿وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ﴾[النحل:۱۲۶] واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی، ۲۰؍ذی الحجہ/۱۴۱۶ھ

تعزیر بالمال کے احکام

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ضروری گذارش یہ ہے کہ یہاں کے مسلمانوں میں تبدیلی چھا گئی ہے، مقام گھورڈیہا میں ایک ایسا کیس ہے جس کے چلتے آپس میں پھوٹ ہوگئی ہے، کیس یہ ہے کہ گاؤں کی ایک لڑکی زناکار تھی اور یہ چار پانچ لڑکوں کے کے ساتھ زنا کرتی تھی، جب گاؤں والوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو لڑکی کے باپ کو بلا کر گاؤں والوں نے پنچایت کی، لڑکی سے پوچھا گیا کہ بات کیا ہے اس وقت لڑکی نے جواب دیا کہ بات صحیح ہے ہم کو اس لڑکے نے ۳۲۵؍روپے دیا ہے اور لڑکی کی ماں نے بھی منظور کیا کہ بات صحیح ہے، جب روپے گاؤں والے لڑکی کے ماں باپ سے مانگنے لگے کہ تم اس لڑکا سے جو روپے لیے ابھی لاکر جمع کرو پھر کبھی بھی ایسا کام مت کرنا، لیکن اس وقت ڈنڈ میں روپے کے بدلے زیور امانت پنچ لوگوں کو رکھنے کے لیے دیا کہ جب ۳۲۵؍روپے ادا کروں گا تو میں اپنا زیور لے لوں گا، ابھی زیور امانت میں رکھ لیجیے بہر حال بات کو ختم کر دیا گیا لیکن لڑکی کی فطرت تین چار لڑکوں کے ساتھ خراب تھی کیونکر سنور جائے، لڑکی کے ساتھ جو لڑکے تھے پہلے ہی سے شادی شدہ تھے لیکن لڑکی کے ساتھ برائی کر رہے تھے، لہذا تین چار ماہ کے بعد اس لڑکی کو حمل رہ گیا، جب بات لڑکی کی ماں کو معلوم ہوئی تو لڑکی کی ماں ایک ڈاکٹر کو بلا کر لڑکی کو ڈاکٹر کے گھر بھیج کر حمل خارج کرا دی، جب لڑکی اپنے گھر آئی تو گاؤں کے لوگ مل کر لڑکی کی ماں کو الٹا سیدھا کہا کہ اچھا موقع ہے کہ تم اس لڑکا کا نام بتاؤ جس لڑکا کی شادی نہیں ہوئی ہے بس اسی میں خیریت ہے اور تمہارا نکاح اسی لڑکا سے کر دیا جائے گا، تو لڑکی نے ایک لڑکا کا نام بتایا تب گاؤں والوں نے زبردستی ایک لڑکا سے نکاح کر دیا نکاح ہونے سے پہلے لڑکے نے صاف انکار کر دیا کہ زبردستی کے کہنے سے نکاح نہیں ہوتا ہے لڑکے کی ماں باپ نے بھی انکار کر دیا مگر گاؤں والوں نے کچھ نہیں سنا گاؤں والوں نے الٹے دھمکی بھی دیا کہ تم جا کر تھانہ میں کیس کرو، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نکاح غلط کیا گیا، نکاح کیے لگ بھگ ایک ماہ سے زیادہ ہو گیا تھا۔ بہر حال گاؤں والوں نے لڑکے کے باپ سے کہا کہ آپ ۲۵؍روپے کفارہ دے دیں

اور میلادِ دین لیں لڑکے کے باپ نے نکاح کرتے وقت صاف انکار کردیا تھا کہ زبردستی آپ لوگ نکاح کررہے ہیں لیکن لوگوں نے کچھ نہیں سنا اس لیے علماء کرام سے عرض ہے کہ یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ یا کفارہ لازم کب ہوا نکاح سے پہلے یا نکاح کے بعد۔ اس کی س کا انصاف حدیث کے رو سے کیا ہے، صاف لفظوں میں جواب لکھدیں تا کہ ان مسلمانوں کو بات سمجھ میں آجائے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ نکاح نہیں ہوا کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ لڑکی زنا کار ہے، آپ لوگ لڑکی کے کہے سے کسی عزت دار کی عزت لوٹ رہے ہیں۔ ظلم کے ساتھ نکاح نہیں کیا جاتا ہے۔ اس لیے علمائے کرام سے گزارش ہے کہ نکاح ہوا یا نہیں؟ اس کا فیصلہ اسی درخواست کے دوسرے پیج میں صاف صاف بھیجیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی نفاس کی حالت میں تھی اس لیے نکاح نہیں ہوا یا کفارہ دینے کے بعد ۴۰ دن کے بعد نکاح ہوگا؟ معاملہ بہت پیچیدہ ہے اس لیے یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ لہذا علماء دین سے گزارش ہے کہ اس کی س کا فیصلہ شریعت کے رو سے دیں۔ فقط

محمد مستقیم انصاری، مقام گھوڑدیہا۔ پوسٹ ریلا ضلع پلاموں (بہار)

الجواب

صورت مسئولہ میں اصل شرعی سزا تو یہ تھی کہ ان زنا کاروں کو چاہے مرد ہوں چاہے عورت جو شادی شدہ ہو ان کو پتھروں سے اتنا مارا جائے کہ وہ مرجائیں اور غیر شادی شدہ زانیوں کو سو (۱۰۰) سو (۱۰۰) کوڑے مارے جائیں لیکن یہ سزا تو بادشاہ اسلام وحکومت اسلامیہ دے سکتی ہے، عام مسلمانوں پر موجودہ صورت میں یہ لازم تھا ان سب لڑکوں اور اس لڑکی کا بائیکاٹ کردیتے اور جب تک ان کی توبہ صادقہ نہ ثابت ہوتی انہیں برادری سے باہر رکھتے۔

ہدایہ میں ہے: "اذا وجب الحد وکان الزانی محصنا رجمه بالحجارة حتی یموت ولم یکن محصنا وکان حرا فحده مائة جلدة" (اولین ص/۴۸۹)

لیکن آپ کے گاؤں کے جاہل پنچوں نے لڑکوں کی کوئی تنبیہ ضروری نہیں سمجھی صرف لڑکی کی ہی سرزنش کی، اس طرح ان کی یہ کوشش رائیگاں گئی اور سوال کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تین سو پچیس روپیہ جو زانی نے اس لڑکی کو دیا تھا اس کو جرمانہ کے طور پر پنچوں نے خود اپنے پاس رکھا ان کا یہ کام بھی خلاف شرع اور جاہلانہ ہوا۔ تنویر الابصار میں ہے: "ولا یؤخذ مال فی المذهب"

اب اصل مسئلہ کا جواب سنئے۔۔ وہ لڑکا جس کو زبردستی اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اس لڑکی کے آشناؤں میں تھا یا نہیں۔ اگر وہ بے گناہ تھا تب تو پنچوں نے اس کے ساتھ بڑا ظلم کیا اور

جتنے لوگ اس گناہ میں شریک ہوئے سب گنہگار اور مجرم ہوئے۔ اور توبہ اور مظلوموں سے معافی کے بغیر مرے تو عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[المائدة:۲]

اور اگر وہ لڑکا بھی اس عورت کے ساتھ منہ کالا کرنے والوں میں شریک تھا۔ تب پنچوں کا یہ فعل قابل ملامت نہ ہوگا کہ جس کو تم نے بطور گناہ قبول کیا اب حلال اور جائز طریقے سے کیوں اس سے انکار کر رہے ہو۔

بہر حال پنچوں کی زور زبردستی سے جائز ہو یا ناجائز اگر ایجاب وقبول کے وقت لڑکے نے قبول کر لیا تو اب نکاح لازم ہو گیا چاہے عورت کو زنا کا حمل رہا ہو یا وہ اس حمل کے نفاس میں ہو کہ حکم شریعت یہ ہے۔ لاحرمة لماء الزاني۔

درمختار میں ہے:

ونظم في النهر مايصح في الاكراه فقال طلاق وايلاء ظهار ورجعة۔ نكاح مع استيلاد عفو عن العمد۔[شامی، مطلب فی المسائل التی تصح مع الاكراه ۴/۳۲۵]

گاؤں والوں نے لڑکے کے باپ پر جو ۴۵؍روپے کفارہ مقرر کیا یہ مزید ظلم ہوا اس کا لینا حرام اور اپنے مصرف میں صرف کرنا حرام فوراً اس کو واپس کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی دارالعلوم شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ یو۔پی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱۔۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے ہندہ سے بالجبر زنا کیا، دیہی رسم ورواج کے مطابق لوگوں نے زید کو اپنے ساتھ نشست وبرخاست وخورد ونوش سے الگ کر دیا، اب اپنے پاس نشست وبرخاست اور خورد ونوش کے لیے بطور جرمانہ زید سے کچھ نقد روپیہ لیا گیا۔ اب وہ روپیہ مکتب اسلامیہ یا مسجد کی تعمیر میں خرچ کیا جا سکتا ہے کہ نہیں یا عام لوگوں کو اٹھنے بیٹھنے کے لیے کوئی جازم یا دری خرید سکتے ہیں کہ نہیں از روئے شریعت مفصل ومدلل تحریر فرمائیں۔

(۲) ہمارے قصبہ میں برسوں سے ایک مکتب اسلامیہ قائم ہے جس کی آمدنی زکوۃ چالیسواں فطرہ وچٹکی ہے جس سے مدرس کی صرف تنخواہ دی جاتی ہے جس میں غریب نادار طلبہ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس آمدنی سے مدرس کی تنخواہ دی جا سکتی ہے کہ نہیں۔ یا۔ چٹکی کا وصول کردہ غلہ میں نسبت ہے کہ مکتب اسلامیہ

میں جتنا خرچ ہو اس کو خرچ کیا جائے بچنے پر مسجد کی تعمیر میں خرچ کیا جائے گا تو از روئے شرع چٹکی کا وصول کردہ غلہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کیا جاسکتا ہے کہ نہیں مفصل و مدلل تحریر فرمائیں۔

المستفتی محمد سمیع اللہ دیوریاوی، مناچھاپر بازار کھیسا دیوریا

الجواب

(۱) زید کو اس کے گناہ کی وجہ سے الگ کیا اچھا کیا۔ مگر برادری میں شریک کرنے کے لیے مالی جرمانہ وصول کیا۔ یہ غلط اور جرم کیا۔

عالم گیری میں ہے: التعذیر باخذ المال لایجوز کذا فی فتح القدیر۔

تو وہ روپیہ نہ مسجد میں لگ سکتا ہے نہ مدرسہ میں نہ اور کسی کام میں ہاں جس سے وصول کیا وہ اپنی مرضی سے جس نیک کام میں دے گا لگ سکے گا زبردستی مال اس سے جرمانے میں وصول کرنا شرعا منع ہے

(۲) زکوۃ کا روپیہ نہ تو مدرسہ کی تعمیر میں صرف ہوسکتا ہے نہ مدرسین کی تنخواہ میں۔

عالم گیری میں ہے: لایجوز ان یبنی بالزکوۃ المسجد و کذا القناطیر و السقایات واصلاح الطرقات و کری الانہار والحج والجہاد و کل مالا تملک فیہ۔

اگر وہ مکتب صحیح العقیدہ سنیوں کا ہے اور آمدنی کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے تو طریقہ یہ ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی محتاج کو دیدی جائے اور وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو چندہ دے اس طرح دونوں کو ثواب ملے گا اور مدرسہ کا کام بھی ہو جائے گا۔

عالم گیری میں ہے: و کذلک من علیہ الزکوۃ لو اراد صرفہا الی بناء المسجد فان یتصدق بہ المتولی علی الفقراء ثم الفقراء یدفعونہ الی المتولی ثم المتولی یصرف الی ذلک

(۳) چٹکی کا غلہ اگر یہی کہہ کر وصول کیا گیا۔ یا دینے والوں نے از خود یہی سمجھ کر دیا کہ مدرسین کی تنخواہ سے جو بچے اس کو مسجد میں خرچ کیا جائے تو ایسا کرنا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۸ رشوال المکرم ۱۴۰۷ھ المورخہ ۲۳/۳/۸۷ء

گرامی قدر حضرت مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات عنایت فرما کر ممنون کریں۔

(۳-۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) مالی جرمانہ سے اہل محلہ نے دیگ وشامیانہ خرید ا اور اب اسے قوم لے جاتی ہے اور یہ روپیہ

بھی بطور کرایہ دیتی ہے آیا از روئے شرع مالی جرمانہ کے برتن استعمال کرنا جائز ہیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی واضح فرمادیں کہ ایسے برتنوں کو اور مالی جرمانوں کو حلال اور جائز سمجھتا کیا ہے۔

(۲) زید کی دو بیویاں ہیں دونوں سے ایک ایک لڑکی ہے۔ ہندہ اور خالدہ دونوں کی شادی بکر سے کردی گئی جب کہ دونوں بہن ہیں۔ محلہ کے امام نے نکاح بھی پڑھایا اور جائز ہونے کا فتویٰ بھی دے دیا آیا امام صاحب پر کیا حکم ہے؟ کیا ان کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے نیز بکر بھی دوسری بستی کا امام ہے کیا ایسوں کو امام بنانا از روئے شرع جائز ہے۔ علاوہ ازیں بکر ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کرتا ہے جس میں علمائے کرام کی بارات ہوتی ہے لیکن سب خاموش رہے ہیں۔ اور حلال وحرام کو بغیر واضح کئے بکر کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ عندالشرع یہ بھی واضح کیجئے کہ علمائے کرام کی خاموشی اثبات یا نفی پر دال ہے اب ہزاروں مسلم انسان اس گمراہی کے شکار ہیں کہ بکر نے جو کچھ کیا سب مذہب اسلام میں درست ہے۔

(۳) قبرستان کے درخت کو کاٹ کر مسجد یا مدرسہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں احادیث کی روشنی میں واضح کریں۔ فقط والسلام آپ کا خادم محمد یسین احمد الفیضی صاحب نگر جمشید پور

الجواب

(۱) شریعت اسلامیہ میں مالی جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں۔ اس لیے اہل محلہ پر لازم ہے کہ یا تو جس پر جرمانہ کیا ہے۔ اس سے اس کا حق معاف کرائیں اور کہیں کہ تو اس کو اپنی طرف سے چندہ دیدے یا پھر جرمانہ وصول کرنے والے اپنے پاس سے اس کا روپیہ ادا کریں۔ جو برتن خریدا گیا چونکہ وہی روپیہ دکھا کر اسی کے بدلہ میں نہیں خریدا گیا، اس لیے اس کے استعمال میں حرج نہیں احتیاط بہتر ہے۔

(۲) بر تقدیر صدق مستفتی اگر دونوں لڑکیاں زید کے نطفہ سے ہیں تو بکر اور امام صاحب سخت گنہگار ہوئے اور دونوں نے ایسے نکاح کو حلال سمجھا تو مسلمان بھی نہیں رہے۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ [النساء:۲۳]

اور قرآن کا انکار کفر ہے۔ دونوں توبہ کریں پھر سے کلمہ پڑھیں اور عورتیں ہوں تو تجدید نکاح کریں اور دونوں کو ایک ساتھ نکاح پڑھایا ہو تو بکر پر یہ بھی واجب ہے کہ دونوں کو فوراً اپنے سے علیحدہ کرے۔ بکر کی حرکتوں پر آگاہ ہو کر اگر علمائے کرام خاموش رہتے ہیں تو وہ بھی سخت گنہگار ہوتے ہیں اور آگاہ نہ ہوں تو معذور ہیں۔

(۳) قبرستان میں جو درخت لگائے اسی کی ملک ہیں۔ جب تک لگے ہیں انہیں کوئی نہیں کاٹ

سکتا سوکھ جائیں تو اسی کی ملک ہیں جس نے لگائے، اس کی رضامندی سے ان کی قیمت یا درخت جہاں چاہیں لگا سکتے ہیں۔ بغیر اجازت لگانا جائز نہیں۔ اگر قبرستان کے ہوں تو مسجد و مدرسہ کسی جگہ بلا معاوضہ نہیں لگ سکتے معاوضہ قبرستان پر صرف کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی دار الافتاء شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۹ ذوقعدہ ۱۴۰۷ھ

(۶-۱۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) قصبہ سید راجہ کے راعین برادری کی کمیٹی کے سردار شبراتی نے طے کیا ہے کہ برادری کی لڑکی لڑکے کا نکاح پانچ سو روپے سکہ رائج الوقت اور پانچ اشرفی دین مہر پر نکاح ہوگا اس درمیان میں برادری کے ایک آدمی کی بالغہ لڑکی نے اپنے والدین کی مجبوری اور عزت اور آئے ہوئے براتیوں کی عزت کو دیکھتے ہوئے اپنے نکاح کا دین مہر دوسو روپے سکہ رائج الوقت اور دو اشرفی منظور کرلیا اور نکاح ہوگیا اس کمیٹی کے لوگوں نے اور شبراتی سردار نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس لڑکی کے والد والدہ کے ساتھ رہنے والوں کے یہاں کوئی جنازہ نہ اٹھانے جائے گا۔ اور نہ کوئی میلاد میں جائے گا اور یہ فیصلہ نہ ماننے والوں سے کھانا پینا سب بائیکاٹ ہو جائے گا۔ اور جو برادری میں شامل ہونا چاہے گا اس سے پانچ سوا ایک روپیہ نقد جرمانہ لیا جائے گا۔ اور نہ دینے پر اسکے ساتھ بھی یہی سلوک ہوگا یعنی بائیکاٹ۔ سوال یہ ہے کہ یہ قانون شریعت کے رو سے جائز ہے یا ناجائز اور ایسا قانون بنانے والوں پر اور اس پر عمل کرنے والوں مسلمانوں پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۲) سید راجہ جامع مسجد کے متولی امام اور ایک بڑے آدمی اسرار خاں کو درخواست دی گئی کہ شبراتی راعین اور شبراتی راعین کی کمیٹی والوں نے ایسا قانون بنادیا ہے۔ آپ لوگ سمجھائیں اس پر ان لوگوں نے جواب لکھدیا ہے کہ میرا ادارہ دینی ہے۔ تمہاری درخواست میں لکھی ہوئی باتوں سے ہمیں کوئی مطلب نہیں تم اپنی برادری سے سمجھو اور یہ امام اور سرار خاں خود مجھ کو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے اور برا بھلا کہتے رہتے ہیں اور اپنے ساتھیوں سے کہلواتے ہیں اس پر شریعت کا کیا حکم ہے۔

(۳) سید راجہ مسجد کے امام نے بارہ وفات کے دن باہر سے دو عالم بلا کر تقریر کا پروگرام بنایا۔ اور اسی دن دوسرے محلہ کے لوگوں نے بھی ایک جلسہ کا پروگرام بنایا۔ اس درمیان میں ایک آدمی مختار رضوی صدیقی سے کہا کہ اس محلہ میں اس دن لوگ جلسہ کا پروگرام رکھیں گے۔ تو میں اپنا تعزیہ محلہ میں نہ لیجاؤں گا نہ میں نماز پڑھاؤں گا۔ اس امام کی یہ بات سن کر اس محلہ والوں نے جلسہ کا پروگرام [illegible] ہے۔ شریعت کے اعتبار سے اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔

(۴) سیدراجہ جامع مسجد کا متولی امام اپنے ہاتھ سے تعزیہ بناتا ہے۔اور تعزیہ کے سامنے فاتحہ کرتا ہے دوسرے لوگوں کا بھی سامنے رکھ کر فاتحہ کرتا ہے۔محرم کی ۱۰ ارتاریخ کو لیجا کر کے کربلا میں دفن کرتا ہے۔
اس امام کا یہ عمل شریعت کی رو سے کہاں تک درست ہے۔اوراس کے پیچھے نماز درست ہے؟۔

(۵) سیدراجہ جامع مسجد کے متولی وامام اور مولانا شوکت علی سردار شبراتی راعین اور شبراتی راعین کی کمیٹی والوں اور شراب پینے والے کے یہاں کھانا پینا کر کے قربانی کا چرم اور چندہ مدرسہ میں روپیہ لے کر مسجد ومدرسہ میں لگاتے ہیں۔سوال یہ فعل کیسا ہے۔مذہب کے اعتبار سے اس مسئلہ میں کیا حکم ہے۔
اور کس طرح کی رقم چندہ کس مصرف میں لگے گا؟۔

(۶) سیدراجہ جامع مسجد کے متولی امام اور مولانا شوکت علی ایک رکشا والے کو دھوکا دے کر مسجد میں بلا کر باندھ کر مارا پیٹا جس سے کہ فساد ہونے سے رک گیا۔یہ زیادتی اور ظلم شریعت کے اعتبار سے کیسا ہے؟۔

(۷) سیدراجہ کے شبراتی راعین اور راعین کمیٹی والوں کے جامع مسجد کے متولی وامام اور بڑے آدمی سردار خاں کے اور مولانا شوکت علی کے ساتھ مسلمانوں کو کیسے رہنا چاہیے؟۔

المستفتی عشق رسول محمد صدیق سبزی فروش محلہ سرائے سیدراجہ ضلع وارانسی

الجواب

(نوٹ) مجیب کو نام سے کوئی مطلب نہیں کہ زید وعمرو بکر ہیں یا جمن جمراتی اور شبراتی،حکم کام پر لگایا جاتا ہے۔اور سائل کا بیان صحیح ہونے کی بنیاد پر۔

(۱) معاشرتی سدھار کے لیے اس قسم کی پابندی میں کوئی حرج نہیں کہ مہر اتنا مقرر کیا جائے۔یا براتیوں کی تعداد اتنی ہو۔جہیز زیادہ نہ دیا جائے۔یعنی ایسے قوانین جن سے معاشرہ کی اصلاح ہو۔لیکن یہ ساری پابندیاں رضا کارانہ طور پر ہونی چاہئیں۔اگر کوئی شخص اسکی مخالفت کرے اور وہ اس کے لیے مجبور بھی ہو۔اور مخالفت شرع کے خلاف بھی نہ ہو جیسا کہ سائل کے بیان سے ظاہر ہے۔تو قانون منوانے کے لیے بائیکاٹ کرنا حرام اور ظلم ہے۔اور مالی جرمانہ لگانا تو ہر حال میں حرام ہے۔بائیکاٹ کرنے والوں پر لازم ہے کہ اپنی اس حرکت سے باز آئیں۔جن کے ساتھ یہ حرکت کی ان سے معافی مانگیں۔اور مالی جرمانہ لیا تو واپس کریں۔

(۲) امام صاحب وغیرہ کا یہ جواب بالکل غلط ہے۔اوران سے جو درخواست کی گئی بالکل ایک دینی مسئلہ ہے۔

قرآن شریف میں ہے:﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾[آل عمران:١١٠]

اس فریضہ شرعی کی ادائے گی میں اگر ان کی کوئی شرعی مجبوری بھی ہو جن کا ذکر فقہ کی کتابوں میں ہے۔تو وہ معذور قرار دیئے جائیں گے۔بلا وجہ دھمکی دینا ظلم ہے اس سے پرہیز لازم ہے۔

(۳۔۴) مروجہ تعزیہ داری ناجائز اور حرام ہے۔اور اس کا کرنے والا فاسق۔ایسے آدمی کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔تو وہ اگر تعزیہ نہ لیجائے تب تو اچھا ہی ہے۔اور فاسق جنازہ کی نماز نہ پڑھائے تو کسی دوسرے مرد صالح سے نماز جنازہ پڑھائیں۔

(۵) قربانی کی کھال مسجد کی تعمیر میں لگ سکتی ہے۔اس میں شرعا کوئی حرج نہیں۔

(۶) بلا سبب شرعی کسی کو مارنا پیٹنا ظلم ہے اور دھوکہ دینا حرام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۹ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

(۱۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ میں چاند پور فتح کا رہنے والا ہوں۔میری بیوی اور زید کی بیوی میں قریبا دس سال سے جھگڑا ہو رہا تھا۔میں اثناء جھگڑا میں وہاں گیا اور اپنی زوجہ کو ڈانٹ ڈپٹ کیا اور چپ رہنے کو بولا۔اتنے میں زید کی بیوی میری داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی کہ تمہاری داڑھی میں سور باندھ دیں گے۔اور دس مرتبہ سے زیادہ اس جملہ کو استعمال کیا۔اور میں محلہ کے شاعر حسن کو یہ جملہ سناتا رہا لیکن انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔اس کے بعد میرے اور زید کے درمیان شدید جھگڑا ہوا اور کل ہو کر محلہ میں میٹنگ ہوئی۔جس میں محلہ کے دس مسلم اور غیر مسلم موجود تھے۔غیر مسلم نے مجھے قصوروار ٹھہرا کر ۱۲۵ ر روپیہ جرمانہ کیا۔جسے میں نے ابھی تک ادا نہیں کیا۔بستی کے شاعر حسن چاند پوری بھی اس میٹنگ میں شامل تھے جب یہ جملہ سنے تو توبہ و استغفار کیا۔غیر مسلم نے بھی اس پر بہت برا بھلا کہا اور کہا کہ آپ لوگوں کا معاملہ ہے اسے خود ہی سمجھئے۔

لہذا حضور والا سے گذارش ہے کہ زید کی بیوی پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ وہ زید کے نکاح میں رہی یا نہیں؟ جو لوگ اس جملہ کو سن کر توبہ و استغفار نہیں کیئے ان لوگوں پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

المستفتی: محمد اسرائیل انصاری مقام چاند پور

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی وہ جملہ جو سوال میں سائل کی داڑھی کے بارے میں مذکور ہے۔داڑھی کی

سخت توہین ہے۔ فتاوی رضویہ میں داڑھی کا مذاق اڑانے کو کفر کہا ہے (ششم ص ۱۸۲)۔ اور یہ تو صریح توہین ہے۔

پس صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر کفر لازم آیا۔ اس پر لازم ہے کہ اپنی اس حرکت پر نادم ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مجمع عام میں توبہ واستغفار کرے۔ اور عہد کرے کہ میں آئندہ ایسا نہیں بولوں گی۔ از سر نو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اور زید کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے۔ بغیر اس کے دونوں یکجا رہے اور ہمبستر ہوئے تو سخت حرام کے مرتکب ہوئے۔ مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں۔ تا آنکہ وہ اس حرکت سے باز نہ آئے اور توبہ نہ کرلے۔ اسلام میں مالی جرمانہ حرام ہے۔ درمختار میں ہے: لا یجوز التعزیر بالمال ۔

ہاں دوران لڑائی سائل نے یا بے لڑائی ہی سائل نے کسی کا کچھ نقصان کیا ہو تو اس کا معاوضہ سائل کو خود دینا چاہیے اور خود نہ دے تو پنچایت کے ذریعہ دلایا جاسکتا ہے۔ ہندہ کی یہ بدگوئی سن کر جو لوگ اس کے منکر ہوئے۔ اور اس پر نفرت کا اظہار کیا یا چپ رہے مگر دل میں اسے برا جانا ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ جن لوگوں نے اس کی حمایت وتائید کی وہ مجرم وسزاوار ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۰ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

(۱۴) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

زید نے اپنا عقد ہندہ سے کیا جو اپنے ہم قوم ومذہب تھی۔ کئی سال تک زید کے ہمراہ تھی۔ اس عرصہ میں دو یا تین بچے پیدا ہوئے۔ بعدہ ہندہ کا تعلق کسی کافر ہندو سے ہوگیا اس کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں نے جو زید کے ہم قوم تھے اسے اپنی برادری سے منقطع کردیا۔ اب کچھ عرصہ کے بعد زید کی بیوی ہندہ نے توبہ کرکے اپنے تعلقات کو برادری کی حیثیت سے قائم کیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد زید کی بیوی نے اپنا ناجائز تعلق کسی دوسرے سے کرلیا۔ اس بنا پر پھر دوبارہ اس گاؤں کے مسلمانوں نے اپنی برادری سے خارج کردیا۔ اس دوران دونوں دفعہ ہندہ کے شوہر زید نے ہندہ کو اپنے ساتھ رکھا۔ اب پھر ہندہ توبہ کرکے برادری میں واپس آنا چاہتی ہے۔ کیا پھر مسلمان اسے اپنی برادری مین واپس توبہ کراکے رکھ لیں۔ اور اس پر کچھ جرمانہ قائم کرسکتے ہیں یا نہیں۔

المستفتی محمد رفیع نعیمی اشرفی ٹیکہ دیوریا ضلع بلیا ۲ رجون ۱۹۵۹ء

الجواب

اگر ہندہ اپنے گناہوں سے صدق دل سے توبہ کرتی ہے تو مسلمان پھر اپنی برادری میں اسے شامل کرسکتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾ [الزمر: ۵۳] اللہ تعالیٰ توبہ

کے بعد تمام گناہ بخش دیتا ہے۔ پس جب توبہ کے بعد اللہ تعالی گناہ بخش دیتا ہے، تو بندوں کو اصرار کا کیا حق ہے۔ ہندہ کے ساتھ زید کو بھی توبہ کرنا چاہئے کیونکہ اس نے بھی گناہ میں ہندہ کی مدد کی۔ البتہ جرمانہ میں مال وصول نہیں کیا جاسکتا۔ درمختار میں ہے: "ولا باخذ المال" جرمانے میں مال وصول نہیں کر سکتے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۹ رمحرم ۷۹ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۵-۱۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ ہمارے یہاں ایک جماعت بنام کوہاری المسلمین قائم ہے۔ اس جماعت کے اراکین متولیان جو جماعت کے قوانین ترتیب دیتے ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں کہ اگر محلہ میں یا قصبہ میں کسی شخص سے زنا کا صدور ہوا تو اس کے سرپرست کو پنچایت میں بلاکر اس سے دو تین سو روپے بطور جرمانہ لے کر کھا جاتے ہیں ،اس پیسے کے کھانے والوں میں امام مسجد قاضی وحاجی صاحبان جیسے لوگ ہیں اور جو متقی و پرہیزگار بنتے ہیں کچھ عرصہ ادھر لوگوں نے ایک نئی ترکیب اختیار کی ہے۔ جن دو محلوں کے رہنے والوں میں نا اتفاقی ہو اگر ان سے کسی نے آپس میں شادی کی تو پہلے اس شخص کو جماعت میں دو سو روپے ڈپازٹ ادا کرنا ہوتا ہے پھر شادی ہوتی ہے۔ اور وہ دو سو روپے بھی کھا جاتے ہیں۔ نیز جب یہ حضرات کسی مسئلہ کا فیصلہ کرتے ہیں تو بجائے حق وباطل مالدار غریب کا فرق کر کے فیصلہ کرتے ہیں۔ جو ان کو روپے دے دیتا ہے اس کے حق میں فیصلہ ہو جاتا ہے۔ کچھ حضرات جو شریعت کے مسائل سے تھوڑا بہت واقف ہیں، اگر ان کو ٹوکتے ہیں تو کنوئیں سے پانی نہیں بھرنے دیتے ہیں۔ اور طرح طرح سے ظلم وستم کرتے ہیں۔ لہٰذا اب مندرجہ بالا صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زنا کے صدور کے بعد تین سو روپے لے کر معاملہ ختم کر دینا درست ہے یا نہیں؟ یہ روپے لینے والے زنا میں برابر شریک ہیں یا نہیں؟ نیز جو امام اس طرح زنا کا روپیہ کھائے وہ امام ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا اس کی اقتدا میں نماز درست ہے؟ اور جو لوگ اس دستور پر عمل کرتے ہیں ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ شادی سے پہلے زبردستی دو سو روپے لینا اور اس کو کھا جانا شریعت کی بارگاہ میں جائز ہے یا ناجائز؟ اور ایسا کرنے والوں پر کیا حکم شرعی ہے؟ جو پنچایت فیصلہ کرتے وقت اکثریت، اقلیت مالدار وغریب کا امتیاز کرتی ہو، اور حق وباطل کو نظر انداز کرتے ہوئے فیصلہ دے، ایسی پنچایت یا جماعت کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مندرجہ بالا سوالات کا شرعی نقطۂ نظر سے تفصیل

کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

نوٹ: اس پنچایت مذکورہ میں غیر مسلموں کو بھی شریک کرتے ہیں، اوران کے رائے مشوروں پر عمل کرتے ہیں۔ المستفتی محی الدین، بابا میاں قادری برکاتی مصطفوی

الجواب

(۱) بر تقدیر صدق مستفتی زنا کرنے والوں یا متحارب گروہ میں شادی کرنے والوں سے بطور جرمانہ کے روپیہ وصول کرنا ناجائز وحرام ہے۔ جو لوگ اس کو وصول کرنے میں شریک ہوئے یا لے کر کھایا سب مجرم ہیں۔ اور امام صاحب اگر منع کرنے کے باوجود باز نہیں آئے تو ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے تمام فقہ کی کتابوں میں ہے: "ولا یجوز التعزیر بالمال"

(۲) مقدمات کے فیصلہ میں حق اور انصاف کا لحاظ نہ رکھنا روپیہ یا تعداد وغیرہ کا لحاظ کر کے ناحق فیصلہ کرنا سخت گناہ ہے۔ قرآن عظیم کی صریح مخالفت ہے ارشاد باری الٰہی ہے: ﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾[المائدة:۴۷] اس طرح مشرک سے فیصلہ کروانا منع ہے۔ اسی میں ہے: ﴿وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾[النساء:۱۴۱] واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ہمارے پاس تھوڑی رقم ایسی ہے جو کہ دو شخص کے جھگڑے میں تمام لوگ آپس میں متفق ہو کر اس فساد کو روکنے کے لیے جمع کیا اور فساد کو دفع کیا۔ لیکن جس کی زیادہ غلطی تھی بطور ضمانت کے مبلغ تین سو روپے لیا گیا۔ جس کو مار لگی تھی اس کو دو سو روپیہ دیا گیا۔ اور مبلغ سو روپیہ ابھی تک موجود ہے۔ آپس میں یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ مسجد میں لگا دیا جائے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ رقم مسجد میں نہیں لگ سکتی۔ کچھ روپیہ اس رقم سے بھی بچا ہے جو گاؤں کے لوگوں نے دفع فساد کے لیے جمع کیا تھا۔ اس کے بارے میں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مدرسہ پر خرچ کیا جائے، اور کچھ مسجد میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔ ان رقموں کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ محمد شعبان خان کاٹن گیری بمبئی

الجواب

شریعت میں مالی جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں اس لیے وہ تین سو روپیہ جہاں بھی خرچ کیا جائے

جس سے وصول کیا گیا ہے اس کی مرضی درکار ہے۔ پس دوسو روپے جو مظلوم کو دلائے گئے اگر ظالم نے اس کو کوئی ایسا نقصان پہونچایا ہو جس کا مالی معاوضہ دلانے کا شرعی حکم ہو تو یہ دوسو روپے ٹھیک صرف ہوا۔ ورنہ اس میں بھی جس سے لیا گیا اس کی رضامندی درکار ہوگی اسی طرح ظالم کا جو ایک سو روپیہ بچا ہوا ہے یا گاؤں کے عام چندہ کی بقیہ رقم مسجد یا مدرسہ میں صرف کرنے کے لیے روپیہ دینے والوں کی رضامندی درکار ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

اگر تیلی برادری کا کوئی شخص اپنی بیوی کو حالات سے مجبور ہو کر طلاق دیدے تو اس کے پورے خاندان پر برادری کے ذریعہ جرمانہ کیا جاتا ہے جو کہ ہزاروں روپیہ ہوتا ہے جرمانا ادانہ کرنے کی صورت میں پورے خاندان کو برادری سے باہر کر دیا جاتا ہے ان کے ساتھ میل ملاقات سے لے کر سلام وکلام تک کی پابندی عائد کی جاتی ہے۔

الجواب

طلاق مباح ضرور ہے لیکن اللہ ورسول جل جلالہ ﷺ کو سخت ناپسند ہے حدیث شریف میں ہے " وابغض المباح الی اللہ الطلاق" (تلخیص الحبیر: ۳/۲۰۵) اور آج کل کے مسلمان طلاق کے معاملہ میں مظلوم عورتوں پر بڑا ظلم بھی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو تنبیہ ضرور کرنی چاہیے لیکن جو لوگ ناگزیر حالات میں طلاق دیتے ہیں ان پر زیادتی ظلم ہے اور مالی جرمانہ حرام ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی

(۱۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید شادی شدہ ہے اور ہندہ مطلقہ ہے ان دونوں میں کچھ دنوں سے غلط مراسم تھے بستی کے لوگوں نے جب دونوں کو علحدہ کرنا چاہا تو ہندہ نے اقرار کیا کہ زید میرے ساتھ زنا کر چکا ہے، اس لیے میں اس سے نکاح کرونگی اس لیے یہ لوگ درگاپور جا کر کورٹ میں شادی کر لیے اس کے بعد نکاح کر لیے تو ہندہ کے والدین کو لوگوں نے خارج کر دیا، اب ہندہ کے والدین سماج میں داخل ہونا چاہتے ہیں تو گاؤں کے لوگ ہندہ کے والدین سے مناسب سزا یا کفارہ کا مطالبہ کرتے ہیں تو ہندہ جو زانیہ ہے اس کے لیے

شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ کہ اس سے کفارہ لیا جاسکتا ہے یا نہیں اگر لیا جاسکتا ہے تو کتنا اور اگر نہیں تو سماج میں داخل کرنے لے لیے کون سا طریقہ ہے۔ یا نکاح کے بعد سزا سے بری ہوسکتے ہیں زید اور ھندہ کے لیے زانی اور زانیہ کی حیثیت سے کیا حکم ہے؟ ھندہ کو بھی چٹائی میں داخل کرنے کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے یا صرف زید کے توبہ کرلینے سے بات ختم ہوجاتی ہے؟ بالتفصیل قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔ بینوا توجروا

نوٹ: زید وہندہ میں پہلے شادی نہیں ہوئی تھی بلکہ ھندہ کسی دیگر شوہر کی مطلقہ ہے۔

المستفتی، شاہ محمد حیدر گنج پلاموں (بہار)

الجواب

زنا بہت بڑا گناہ ہے، اسلامی حکومت ہوتی تو ھندہ کو سنگ سار کردیا جاتا اور زید اقرار کرتا تو وہ بھی اسی سزا کا مستحق ہوتا، اب جب کہ حکومت اسلامیہ نہیں ہے اور عام مسلمان سزا نہیں دے سکتے کہ حد شرعی کا قائم کرنا بادشاہ اسلام کا کام ہے۔ درمختار میں ہے" لا یحدہ سیدہ بغیر اذن الامام لقولھم رکنہ اقامۃ الامام" اور مالی جرمانہ کوئی بھی وصول نہیں کرسکتا جس کو آج کل کفارہ کہا جاتا ہے" لا یاخذ المال" اس لیے اب یہی صورت رہ گئی ہے کہ وہ عورت اور زید دونوں ہی اللہ تعالٰی کے دربار میں توبہ واستغفار کریں اور اپنی حالت سدھار لیں اگر وہ ایسا کرلیتے ہیں تو ان کا بائیکاٹ حرام ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے:" التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ" اور اس کو برادری میں شامل کرلیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۰ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ

(۲۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید ایک بیوہ عورت کے گھر میں رات میں داخل ہوا۔ بیوہ کے شور مچانے پر بھاگ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب بیوہ اپنے گھر میں گئی۔ زید بھی اندر چلا گیا اور قدرے تاخیر کے بعد چلا آیا۔ لوگوں نے گھر میں بیوہ کے جانے کے جرم میں چالیس فقیر کا کھانا اور بیس روپے کا کفارہ لاگو کیا۔ جواب تک زید نے ادا نہیں کیا۔ اور لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ ایسی صورت میں زید کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ اور اس کے حمایتی جو ہیں ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائیں۔

المستفتی: فقیر محمد عبدالرحمان موضع سند پور ضلع مظفر پور

الجواب

شریعت میں مالی تعزیر جائز نہیں۔ عالم گیری میں ہے"التعزیر بالمال عندھما و باقی۔

الائمة لا یجوز" اس لیے روپیہ اور کھانا جو اس پر لاگو کیا گیا ہے۔ اس کی ادائیگی ضروری نہیں۔ اس سے توبہ کرائیں کہ آئندہ اس قسم کی حرکت سے باز رہے۔ اور اس پر باز نہ آئے تو اس کا بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ

(۲۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی لڑکی کا نکاح عمر کے لڑکے سے کیا عمر نے اپنی منکوحہ لڑکی کا نکاح بغیر طلاق لیے دوبارہ کسی سے کیا تھا اور زید عمر کی اس مجرمانہ حرکت سے واقف تھا۔ اب زید کے محلہ والے زید کو اور جو اس کی لڑکی کے نکاح میں شریک تھا شرعی مجرم گردانتے ہوئے پھر سے کلمہ پڑھنے اور توبہ کرنے اور جرمانہ دینے پر زور کر رہے ہیں۔ از روئے شرع جواب دیں۔ کیا زید واقعی شرعی طور پر مجرم ہے یا نہیں؟ اور اس کے محلے والے زید اور اس کے ساتھیوں سے دوبارہ کلمہ پڑھوانے اور توبہ کروانے اور جرمانہ طلب کرنے میں حق بجانب ہیں۔

منظور الحسن

الجواب

مالی جرمانہ شرعاً ناجائز ہے زید نے کفر نہیں کیا کہ دوبارہ کلمہ پڑھنا ضروری ہے۔ ویسے مسلمان کو کسی وقت بھی کلمہ پڑھنے سے کیا انکار۔ زید نے یہ کوتاہی ضرور کی ہے کہ ایسے حرام کار کے یہاں لڑکی دی ہے۔ اس لیے اس کو توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔ اصل حرکت اس طرف کی ہے کہ عمر پر اب دباؤ ڈالا جائے کہ وہ اپنی منکوحہ لڑکی دوسرے شخص سے ضرور علیحدہ کر لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۶ر ذوالحجہ ۸۶ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

قطع تعلق کے احکام

(۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

امام کی تنخواہ تین ماہ کی باقی تھی تو ایک ماہ کی زائد تنخواہ یعنی چار ماہ کی تنخواہ دس ہزار روپے مسجد کمیٹی سے لے کر علاج کے لیے دہلی گئے اور امامت کے لیے اپنے نائب کو چھوڑ کر گئے امام کی غیر موجودگی میں چند لوگوں نے مشورہ کیا کہ امام دس ہزار روپیہ لے کر بھاگ گیا اور چند غلط الفاظ بھی امام کے خلاف

استعمال کیا اور بعد میں یہ بھی کہا کہ یہ امام نماز پڑھائے گا تو مصلی کھینچ لوں گا۔ ایسے لوگوں سے امام مصافحہ ومعانقہ نہ کرے تو کیسا ہے؟

(۲) اراکین مسجد نے امام پر یہ پابندی لگائی کہ سال میں صرف ایک ماہ کی چھٹی ملے گی درمیان میں امام کہیں نہیں جا سکتا، کیا یہ پابندی درست ہے؟

(۳) جو شخص علی الاعلان سود کھائے ایسے شخص کو مسجد ومدرسہ کا صدر وممبر بنانا کیسا ہے؟ نیز صدر وممبر کیسا ہونا چاہیے؟ ان تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں

المستفتی: سید غلام سبحانی میرٹھی، امام مسجد کیکروالی تحصیل سنگریہ ضلع ہنومان گڑھ (راجستھان)

الجواب

بائیکاٹ اور قطع تعلقات کے اسباب دو قسم کے ہیں، دنیوی: جیسے بھائی چارگی مصاحبت اور دوستی یا رشتہ داری کے اخلاق وآداب میں تقصیر اور کوتاہی کرنا۔

دینی: جیسے فسق وفجور، معصیت وگناہگاری، ضلالت، گمراہی، بدمذہبی اور بے دینی میں مبتلا ہونا، پھر اگر کسی سے دنیاوی امور میں کوتاہی سرزد ہوئی تو اس کے ساتھ صرف تین دن تک قطع تعلق جائز ہے اس کے بعد بے تعلقی ختم کر دینی چاہیے اور اگر عفو ودرگذر سے کام لیا جائے تو بہتر اور امر محبوب ہے۔ لیکن دینی امور میں کوتاہی کی وجہ سے مقاطعہ واجب اور فرض تک ہو سکتا ہے اور یہ شخصی اور وقتی بھی ہوتا ہے، جیسے کچھ لوگ اگر کسی جگہ کسی گناہ کے کام میں مصروف ہوں تو اس وقت ان کے ساتھ بیٹھنا بھی گناہ وحرام ہے اور ان سے علیحدگی ضروری ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ [الانعام: ٦٨]
یاد آ جائے تو ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھو۔

اور شخصی اور دوامی بھی، حضرت شیخ محقق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۱۴۰ پر رقمطراز ہیں: امام احمد حنبل از صحبت حارث محاسبی بجہت تصنیف کردن او در علم کلام قطع صحبت کردہ۔ حضرت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حارث محاسبی سے علم کلام میں تصنیف کرنے کی وجہ سے قطع تعلق کر لیا تھا۔

اسی طرح یہ قطع تعلق میعادی بھی ہوتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۹ میں ہے:

عن عائشة قالت اعتل بعير لصفية و عند زينب فضل ظهر فقال رسول الله ﷺ

لزینب اعطیها بعیرا فقالت انا اعطی تلك الیهودیة فغضب رسول الله ﷺ فهجرها ذاالحجة والمحرم و بعض صفر۔

حضرت عائشہ نے بیان فرمایا کہ ام المومنین حضرت صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ اور حضرت زینب کے پاس فاضل اونٹ تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت زینب سے کہا کہ تمہارے پاس فاضل اونٹ ہے۔ تو صفیہ کو دیدو حضرت زینب بولیں۔ میں اس یہودیہ کو دوں گی اس پر حضور اتنا خفا ہوئے کہ دو ماہ سے زیادہ ان پر ناراض رہے۔ یہ انقطاع اجتماعی بھی ہوا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ کعب ابن مالک وغیرہ تین حضرات غزہ تبوک کے موقع پر صرف سستی سے شریک جہاد نہیں ہوئے (رضی اللہ عنہم) تو جنگ سے واپسی کے بعد حضور ﷺ نے تمام مسلمانوں سے ان کا پچاس یوم کا بائیکاٹ کروادیا جس کی کیفیت قرآن عظیم میں یہ بیان ہوئی: ﴿ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ﴾[التوبة:۱۱۸] مدینہ شریف کی کشادہ زمین ان پر تنگ ہوگئی۔

مسلم شریف میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ایاکم و ایاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم تم اپنے کو ان سے دور رکھو ان کو اپنے سے علیحدہ رکھو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور کہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۱۵۰ ار پر فرماتے ہیں:

"اما بر تقصیر در امور دین وملت وہجراں اہل ہوی وبدعت دائمی باید تا وقتے توبہ ورجوع بحق "دین وملت کے امور میں کوتاہی کرنے پر اور گمراہوں اور بددینوں سے قطع تعلق اس وقت تک جاری رہے گا کہ وہ حق کی طرف پلٹیں۔

الغرض اہل معصیت اور گمراہوں بے دینوں سے قطع تعلق کا تو یوں ہی حکم ہے چاہے کسی نیکوکار مسلمان سے اس کی آویزش ہو یا نہ ہو، البتہ مقاطعہ کے لیے ایک شرط ہے۔ اما باید دانست کہ نیت دراں صاف باشد بغرض نفسانی نہ باشد، یعنی بائیکاٹ اخلاص کے ساتھ اصلاح کی نیت سے ہو اپنی ذاتی غرض اس میں شامل نہ ہو۔

پس صورت مسئولہ میں آپ نے جس سودخور کا نمبر تین میں ذکر کیا اگر وہی آدمی ہے جس نے آپ پر چوری کا الزام لگایا اور اس میں اس کیساتھ بھی اسی قسم کے فاسق وفاجر ہوں تو ان کے مقاطعہ کا تو از خود شرعا حکم تھا مگر آپ کو آویزش کے بعد ان کا شرعی حکم پوچھنا یا مقاطعہ کی جدوجہد کرنا مناسب نہیں، کیونکہ لوگ یہ سوچ سکتے ہیں کہ آپ ان لوگوں سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کیلیے ان کے بارے میں یہ

سوال اٹھارہے ہیں، دنیوی امور میں مقاطعہ کے سلسلہ میں بتایا جاچکا ہے کہ تین دن تک مقاطعہ کیا جاسکتا ہے، اس کے بیلیے فریقین پرابتداءً بسلام یا دوسرا فریق سلام کرے تو اس کا جواب دینا ہے۔ پس مقاطعہ ختم ہوگیا، مصافحہ یا معانقہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۲) اگر اس علاقے میں امام اور مدرس کو ایک ماہ کی چھٹی دینے کا عرف ہو تو اتنے دنوں کی چھٹی باتنخواہ ملے گی اور اس سے زائد کی چھٹی بلاتنخواہ ہوگی اور امام اپنا نائب مقرر کرکے جاسکتا ہے، فقط زائد تفصیل فتاوی رضویہ جلد ششم، کتاب الوقف اور جلد ہشتم کتاب الاجارۃ میں ملے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۹ رذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کی بیوی ہندہ کا زید کے انتقال کے بعد زید کے چھوٹے بھائی سے ناجائز تعلق پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے گئی ایک ناجائز حمل ضائع بھی کرایا، جب گھر کے لوگوں کو معلوم ہوا تو گھر والوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کو گھر سے باہر کردیا جائے۔ لہذا پوچھنا یہ ہے کہ زید مرحوم کی بیوی جو زنا میں ملوث ہے اس کو گھر سے باہر کرنا کیسا ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: شکیل اختر قصبہ خاص گھوسی مئو

الجواب

ضرور آپ اس عورت کو اپنے گھر سے باہر کرسکتے ہیں بلکہ اپنے بھائی کو بھی جو اس عورت کے ساتھ آلودہ ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾[الانعام:۶۸] معلوم ہوجائے تو ظالم قوم کے ساتھ بیٹھو مت۔ جب ظالموں کے ساتھ بیٹھنا منع ہے تو ان کو اپنے گھر میں رکھنا کب جائز ہوگا آپ لوگ ضرور ان دونوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہندہ زید کی سوتیلی ماں ہے اس کے سوتے میں زید نے اس کے ساتھ زنا کیا اتفاقیہ بکر بھی پہنچ گیا اور اس نے دیکھ لیا بکر نے اس کو کسی سے نہیں بیان کیا لیکن زید نے خود ہی عمر سے کہا کہ مجھ سے اتنا بڑا گناہ ہوگیا ہے کہ جو کبھی معاف نہیں ہوسکتا۔ بکر نے محلہ کے چند لوگوں سے اس کا ذکر کردیا تو عمر نے کہا کہ ہوسکتا ہے مجھ سے ایک شخص نے بہت بڑے گناہ کا اقرار کیا ہے بکر نے اس کا نام پوچھا تو اس نے زید کا نام بتادیا

۔اب زید اور ہندہ کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

حکومت اسلامیہ ہوتی تو ایسا جرم کرنے والے کو عبرتناک سزا ملتی کہ زمانہ یاد رکھتا۔اب ان دونوں پر واجب ہے صدق دل سے توبہ کریں اور آئندہ کیلیے ایسا انتظام کریں کہ یہ گناہ ان سے سرزد نہ ہو اور اگر وہ ایسا نہ کریں اور اپنے گناہوں پر مصر رہیں تو عام مسلمان ان کا بائکاٹ کر دیں تا آنکہ وہ دونوں توبہ نہ کرلیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالمنان اعظمی ۲۴ رصفر ۱۳۷۹ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

جعفر دین اور اس کی بیوی زیب النساء عرف نوکھا پاکستان میں رہتے تھے۔لیکن کچھ عرصہ ہوا عرف نوکھا ایک دوسرے شخص سردار خان کے ساتھ بغیر جعفر دین کے طلاق دئے ہوئے اور بغیر اجازت ہندوستان چلی آئی اور سردار خان کے ساتھ ہی اب تک ہے۔اس کا شوہر جعفر دین اب تک پاکستان میں زندہ ہے۔لہذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ سردار خاں کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔حالانکہ خود نکاح بھی نہیں پڑھایا ہے۔اس کے ساتھ کھانا پینا شادی بیاہ میل جول، رکھا جائے یا قطع تعلق کرلیا جائے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی محمد شفیع ولد چودھری فخرالدین وجموں۔مولوی بدرالدین سلطان علی

الجواب

بلاشبہ سردار خان حرام کاری کا مرتکب ہو رہا ہے۔اس سے باز نہیں آتا تو مسلمان اس کا مقاطعہ کریں یہاں تک کہ بچی توبہ کرلے اور اس عورت سے علیحدہ ہو جائے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص جو اپنے کو مسلمان ظاہر کرتا ہے مگر اس نے اپنی ایک دکان شارع عام پر علی الاعلان شراب کی فروخت کے لیے کرایہ پر دے رکھی ہے۔اور برابر بلا روک دکان کا کرایہ وصول کر کے اپنے صرفہ میں لاتا ہے۔جب کہ اس کی دکان سے متصل دروازہ پر قدیمی تعزیہ عرصہ سے رکھا جاتا ہے۔مذکورہ شخص کو

متعدد جگہ پر بار بار سنی مسلمانوں نے سخت تنبیہ بھی کی لیکن مذکورہ شخص اپنے اس فعل ناروا سے باز نہ آکر ہم سنی مسلمانوں کے قلب کو مسلسل مجروح کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں شخص مذکور کو کچھ مسلمانوں نے مبلغ سو روپے ایک سنی یتیم خانہ میں داخل کرنے کی غرض سے دیا تھا مگر شخص مذکور نے متعدد بار توجہ دلانے کے باوجود رقم مذکور کو اب تک یتیم خانہ میں داخل نہیں کیا ہے۔ نیز اس طرح نت نئے نئے مظاہرے انتہائی بے حیائی کے ساتھ بیخوف ہو کر کیا کرتا ہے، جو تمام مسلمانوں کے لیے تکلیف دہ ہے۔

(۲) قصبہ کرنیل گنج میں ہم سنی مسلمانوں کا ایک قدیمی قبرستان ہے۔ اور قبرستان سے ملا ہوا ایک غیر مسلم کا کھیت ہے۔ غیر مسلم رفتہ رفتہ قبرستان کی زمین میں بھی بڑھ گیا ہے۔ نگراں قبرستان نے اس پر دعویٰ کر دیا مگر اس سلسلہ میں ایک مسلمان نے اس غیر مسلم کو اطمینان دلایا کہ میں تمہاری ہر ممکن مدد کروں گا اور اسی نے غیر مسلم کی مدد میں قبرستان کی مخالفت میں محض اپنی ذاتی غرض کے لیے دو بھولے بھالے مسلمانوں کو بہکا کر بیان دلایا کہ متنازعہ زمین غیر مسلم کا کھیت ہے۔ قریب تھا کہ فیصلہ غیر مسلم کے حق میں ہو جاتا۔ کہ نگراں نے کمیشن کی درخواست جاری کر دی۔ کمیشن آیا اس نے زمین کو کافی گہرائی میں کئی جگہوں سے کھدوایا جس میں سے کئی جگہوں سے ہڈیاں برآمد ہوئیں۔ اور پھر کمیشن کی رپورٹ پر فیصلہ قبرستان کے حق میں ہو گیا۔ اور کچھ روز کے بعد ان دونوں مسلمانوں نے جنہوں نے گواہیاں دی تھیں، روبرو مسلمانان اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے معافی مانگ لی۔ مگر غیر مسلم کا وہ حمایتی جس کا یہ کرا دھرا تھا۔ اب بھی اس کے لیے آزاد ہے کیونکہ چند شر پسندوں کا ہاتھ اس کی پشت پر ہے۔ ہم سنی مسلمان ایسے شخص کے ساتھ کیا برتاؤ کریں جب کہ اس کی ذات سے ہمارے بزرگوں کو سخت تکلیف پہونچی، و نیز قبروں کی بے ادبی ہوئی ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں مذکورہ اشخاص سے سلام و کلام خورد و نوش رکھنا اس کے پیچھے نماز پڑھنا مسلمانوں کے لیے جائز ہے یا نہیں، حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔ مسلمانوں کو مذکورہ شخص سے کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔ بینوا و توجروا۔

السائل عبد الخلیل کرنیل گنج ضلع گونڈہ

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی سوال میں جن لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے افعال ضرور خلاف شرع ہیں اگر وہ اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آتے توبہ صادقہ نہیں کرتے تو ان کے پیچھے نماز قابل اعادہ ہوگی اور اصلاح کی نیت سے ان کا بائیکاٹ جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیا دوران عدت دونوں ایک ہی مکان میں ساتھ رہتے رہے، زید سے لوگوں نے سوال کیا کہ طلاق کے بعد اس کو اپنے مکان میں ساتھ کیوں رکھا تو اس نے جواب دیا کہ میں انجانے میں ایسا کیا اور دوران عدت صحبت نہیں کیا جب کہ چودھری کا بیان ہے کہ کسی نے اس کو طلاق کے بعد سمجھا دیا تھا کہ عدت کے وقت اس کو اپنے سے جدا کردو لیکن اس نے ایسا نہیں کیا ایسی صورت میں زید پر کیا حکم عائد ہوتا ہے کیا اس کے ساتھ کھانے پینے کا تعلق رکھنا یا بائیکاٹ کرنا کیسا ہے۔ بینوا وتوجروا

المستفتی، رمضان علی چودھری گورا بازار ضلع گورکھ پور

الجواب

زید اگر اب بھی اس کو اپنے ساتھ رکھے تو مسلمان ضرور اس کا بائیکاٹ کریں۔ قرآن شریف میں ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الانعام:٦٨] واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۱۷ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید مطلق جاہل ہے جس کی زندگی کا اکثر حصہ چوری ڈکیتی میں گذرا۔ اس نے اپنی بیوی ہندہ کو تقریباً پندرہ سولہ سال قبل تین طلاق دیدیا جس کا چرچا اس دور میں بہت زوروں پر تھا۔ گاؤں کے لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے ہندہ سے علیحدگی اختیار کرکے خالد کو حلالہ کے لیے تیار کرلیا مگر حلالہ سے قبل ہی گاؤں چھوڑ کر کچھ دنوں کے لیے روپوش ہوگیا۔ اور پھر دوبارہ گاؤں واپس آکر مستانگی کا ڈھونگ رچایا اور ہر سال غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سواری ہوتی ہے سواری کے درمیان لوگ ان کو بابا کہہ کے پکارتے ہیں اور اپنے اپنے مشکلات کا حل دریافت کرتے ہیں۔ حضرت بابا نوث علی شاہ علیہ الرحمہ سلسلہ سہروردیہ کے بزرگ ہیں اور زید انہیں کے خلیفہ کا مرید ہے اور اب زید باقاعدہ اپنی مطلقہ ہندہ کے ساتھ رہنے سہنے لگا اور اس سے کئی بچے پیدا ہوئے۔

جب یہ معاملہ گاؤں کے علماء کو معلوم ہوا تو پھر دوبارہ یہ مسئلہ منظر عام پر لایا گیا تو زید طلاق سے انکار کرنے لگا جس میں دو باشرع گواہ بھی اب تک موجود ہیں اور گواہوں نے صاف اور واضح الفاظ میں یہ کہا کہ زید نے تین طلاق دیا ہے گواہوں کی گواہی سن کر کبھی ایک طلاق کبھی دو طلاق کا اقرار کرتا ہے۔ جب کہ زید کو جھوٹ بولنے کی عام عادت ہے، گاؤں کے کچھ لوگ اس مسئلہ پر پردہ ڈالنے کے لیے اس کے حامی ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اس کے بچے ان کے معاون اور اس کے یہاں دعوت

وغیرہ میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔

آپ کا خادم: محمد ضمیر الدین مقام و پوسٹ کیشواری وایا سوپا ضلع گریڈیہہ۔ بہار

الجواب

بزرگان دین عالم برزخ سے اس دنیا میں آکر سواری نہیں کرتے یہ سب ڈھونگ اور جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کو اس کے پاس جانا نہیں چاہیے۔ اور اسے بزرگ سمجھ کر اس سے اپنی مشکلات دور کرنے کی درخواست نہیں کرنی چاہیے۔

اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے اور شرعی گواہوں سے یہ ثابت ہے کہ اس نے اپنی عورت کو تین طلاق دے کر بلا حلالہ رکھ چھوڑا تو سخت گناہ میں مسلسل مبتلا ہے۔ اس دوران اس کے جو بچے پیدا ہوئے ولدالحرام ہیں۔ اس کا بائیکاٹ کرنا چاہیے جو لوگ جان بوجھ کر اس کی حمایت کرتے ہیں وہ بھی اس کے ساتھ گناہ میں شریک ہیں۔ فقط والسلام، واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۶ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

(۸) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک مسلم حرام خوری زنا کاری کرتا ہے، اپنی اولاد سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ یعنی اپنی لڑکی کے لیے گاہک ٹھیک کر کے گھر لے جاتا ہے نماز کبھی نہیں پڑھتا ہے، یہاں تک کہ جمعہ کے دن بھی مسجد کو نہیں جاتا ہے۔ سمجھانے پر کسی کی سنتا نہیں۔ ایسے مسلم کے لیے حدیث شریف کیا کہتی ہے؟ مطلع کریں۔

چونکہ ہم لوگوں نے اس شخص سے بات چیت، کھانا پینا بالکل ترک کردیا ہے یہاں تک کہ سلسلہ کلام اور سلسلہ سلام بند کردیا ہے۔ ہم لوگوں کا ایسا کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟ تحریر کریں۔ ہماری مسجد کے امام صاحب کہتے ہیں کہ اس شخص سے سلام کرنا سلام کا جواب دینا جائز ہے بلکہ اس شخص کی صحبت سے دور رہو۔

شیخ مبارک حسین صاحب

الجواب

آپ حضرات نے اس فاسق اور مبتلائے آثام سے ترک تعلقات کر کے قرآن عظیم کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ جب تک وہ اپنی ناشائستہ حرکات سے باز نہ آجائے آپ حضرات اس سے قطعی تعلقات قائم نہ رکھیں۔ اور امام صاحب کی بات پر دھیان نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ ۴ رمضان ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ الجواب صحیح: عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
زید کے ماننے والوں کے حسب ذیل عقائد ومسلک کیسے ہیں:
(۱) زید اور زید کے ماننے والوں کا عقیدہ ومسلک ہے کہ صرف ہم لوگ ہی صحیح العقیدہ سنی ہیں باقی تمام لوگ اپنے کو سنی کہتے ہیں سنی نہیں۔ سنی کی جماعت اور ادارہ صرف ہماری جماعت ہے۔ ہماری جماعت کے علاوہ دوسری کوئی جماعت یا ادارہ حقیقی سنی نہیں۔ مفتی اعظم ہند بریلی کا مرید اگر چہ متقی و پرہیز گار ہو اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے، زید وزید کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ومسلک بھی ہے کہ بکر اپنے پیر کی توہین وگستاخی کی بنا پر کافر ہو گیا اگر بکر نے کسی پیر طریقت سے بیعت کی ہے تو بیعت ناجائز ہوگی۔ نوٹ ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ کیسی جماعت ہے اس میں مسلمانوں کو شریک ہونا اور اس کا ممبر بنانا چاہیے یا نہیں؟

المستفتی: مشرف احمد آدوی معرفت ڈاکٹر حافظ ثناء اللہ محمد رفیق صاحب مقام پوسٹ اسٹیل سیٹی ضلع دھنباد

الجواب

ہندوستان میں مذہب حق اہل سنت والجماعت کی آبرو مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا صاحب اور انہیں جیسے بزرگ ہیں جو ان کے سچے مرید ہوں اور پرہیز گار بھی ہوں ان کے پیچھے بلاشبہ نماز جائز ہے۔ وہ لوگ جو ان کے دین وایمان میں کیڑے ڈال رہے ہیں۔ اللہ نے ان کی راہ ماردی مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ [الانعام:۶۸]

پس ان اکابر اہل سنت کے دین وایمان میں نقصان بتانے والوں سے بڑا ظالم کون ہوگا ادارہ شرعیہ بہار علمائے اہل سنت والجماعت کا قائم کیا ہوا ادارہ ہے۔ مسلمانوں کو اپنے دینی معاملات میں ادھر رجوع ہونا چاہیے اور اس کی ہر ممکن طریقہ پر خدمت کرنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۳ر ذوالقعدہ ۹۰ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۱۰-۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) وہابی دیوبندی کے یہاں شادی بیاہ کرنا ان سے میل جول رکھنا انہیں سلام کرنا ان کی تعظیم کرنا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں نیپال میں خصوصا جنکپور دھام کے ارد گرد بسنے والے مسلمان قریبا بارہ آنے مسلمان ایسے ہیں جو شرکیات میں مبتلا ہیں، مثلا بتوں کی پوجا کرنا بت کے نام پر بٹا رکھنا دیوی دیوتا کی

دہائی دینا دھمیون بھگتی کرنا وغیرہ وغیرہ ڈھکن سے کر کھلانا نہانا بھوت کھلانا، دیوی دیوتا کے نام پر تھی چڑھانا، مائی کی ڈولی کی تعظیم کرنا، وغیرہ وغیرہ۔

کچھ لوگ اگر شرکیات سے مختصر سے محفوظ بھی ہیں تو وہ بے نمازی سود خور ہیں۔ حلال وحرام کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسی حالت میں اگر ان نام نہاد مسلمانوں کے یہاں شادی نہ کرکے وہابی دیوبندی کی لڑکی بنظر اصلاح لائی جائے اور اپنی لڑکی انہیں نہ دی جائے تو کیا یہ جائز ہوسکتا ہے، اگر لاسکتے ہیں تو وہ عقد جو وہابی کے یہاں کیا گیا تھا وہی کافی ہے یا پھر سے اپنے گھر لاکر کلمہ پڑھا کر تجدید نکاح کیا جائے۔ رہی یہ بات کہ وہابیوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو عقیدہ وہابیت سے ناواقف ہیں صرف دیکھا دیکھی اپنے کو وہابی یا دیوبندی کہتے ہیں اگر انہیں سنی عالم سمجھائے تو عقیدہ سنی اختیار کرلیں ایسے وہابی دیوبندی کا کیا حکم ہے؟

(۲) گانجے کی کاشت اور اس کی بیع درست ہے یا نہیں؟۔

(۳) نیپال دار الحرب ہے یا دار الاسلام نیز دار الحرب کسے کہتے ہیں؟۔

(۴) نیپالی یا ہندوستانی زمین کی پیداوار کی زکوۃ کتنی ادا کی جائے ان دونوں ممالک کی زمین عشری ہے یا نہیں؟ اگر عشری ہے تو کس تعریف کی بنا پر؟ نیز نیپالی اور ہندوستانی زمین دونوں ایک ہی حکم میں داخل ہیں یا دونوں میں کچھ فرق ہے؟

(۵) ائمہ اربعہ کے مقلدین میں ایک کی نماز دوسرے کی اقتداء میں مثلاً حنفیہ اور شافعیہ کی اقتداء میں اور اس کا برعکس ہوسکتی ہے۔ فقط محمد اسرائیل رضوی مدرسہ مصباح المسلمین علی پٹی پوسٹ جسپور نینی تال

الجواب

(۱) ناجائز ہے حدیث شریف میں ہے: "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم"

دوسری حدیث شریف میں ہے:

"لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلھم و لا تناکحوھم"

اگر آپ کا بیان صحیح ہے تو عام مسلمان جو شرک وکفر میں مبتلا ہیں ان کے یہاں شادی کرنا حرام ہوگا لیکن اس سے وہابیوں کے یہاں جائز نہ ہوگا۔ آپ ان مسلمانوں کے یہاں کیجئے جو بقول آپ کے شرک سے محفوظ ہیں مگر بدعمل ہیں کہ بداعتقادی بدعملی سے بدرجہا بدتر ہے۔ جو وہابی یا دیوبندی ایسے ہوں کہ سمجھانے سے سنی عقیدہ پر آجائیں انہیں پہلے سمجھا کر سنی عقیدہ پر کرلیجئے پھر ان سے شادی بیاہ کرنے سے منع کون کریگا۔ (بہار شریعت)

(۲) نشہ بازی کے لیے اس کی بیع وشرا نا جائز اور اس غرض سے کاشت بھی ممنوع ہے۔

(۳) دار الاسلام ہونے کے لیے ایک شرط ہے اس میں اسلامی احکام علی الاعلان جاری ہوسکتے ہوں۔

عالم گیری میں ہے: "اعلم ان دار الحرب تصیر دار الاسلام بشرط واحد هو اظهار حكم الاسلام كاقامة الجمعة و الاعياد"

دار الحرب ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں بالکلیہ احکام کفر جاری ہوں اور دار الاسلام کی کوئی بات وہاں جاری نہ ہو۔ سراج وہاج میں ہے:

"انما تصير دار الاسلام دار الحرب عند ابی حنيفة رحمة الله تعالىٰ عليه بشرائط ثلاث احدها اجراء احكام الكفار على سبيل الاشتهار و ان سد بالحكم فيها بحكم الاسلام"

اور نیپال میں بہت ساری جگہوں پر جمعہ وجماعت قائم ہے، مسلمان اپنے تمام مذہبی شعائر علی الاعلان بجالاتے ہیں، اس لیے ظاہر یہی ہے کہ نیپال بھی دار الاسلام ہے۔

(۴) زمین کی تین قسمیں ہیں۔ عشری، خراجی، نہ عشری نہ خراجی۔ نمبر ایک میں عشر اور نصف عشر واجب ہوتا ہے جس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ خراجی میں خراج اور نمبر تین میں بھی عشر ہی واجب ہوتا ہے، ہندوستان ہو یا نیپال اس کی بیشتر زمین علی العموم تیسری قسم کی ہیں اس لیے ان میں بھی عشر ہی واجب ہوگا اگر پوری تفصیل دیکھنی ہو تو فتاویٰ رضویہ میں دیکھو۔

(۵) اگر شافعی مذہب فرائض میں مذہب حنفی کی رعایت کرتا ہے تو اقتداء جائز ہے ورنہ نہیں، مثلاً خون بہنے سے وضو بناتا ہے۔ شامی میں ہے: "ان الاقتداء بالمخالف الداعی فی الفرائض افضل من الافراد۔ والله تعالىٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ ۱۱ر جمادی الاخری ۹۱ھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ

(۱۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

شوہر دو تین برس سے پردیس میں تھا بھو کو نا جائز لڑکی پیدا ہوئی شوہر یہ بات سنکر مکان پر آیا جس نے نا جائز کام کیا وہ بھی موجود ہے۔ لڑکی کے والدین اور دادی موجود ہیں جس نے نا جائز کام کیا اس کے بھی ماں باپ موجود ہیں اور اسی گھر میں زانی مرد اور مذکورہ زانیہ لڑکی دونوں رہتے ہیں۔ اور شوہر باہر چلا

گیا۔لہذا ایسے شخص کے ساتھ مطلب رکھنے اور یونہی اس کے ساتھیوں کے ساتھ مطلب رکھنا کیسا ہے۔
بینوا توجروا
محمد یوسف

الجواب

سوال میں جس زانی اور زانیہ اور ان کے حمایتیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے مقاطعہ ہر مسلمان پر ضروری ہے۔قرآن کریم میں ہے:﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[المائدة:۲] نیکی پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

زانی اور زانیہ کو ہر قسم کی سہولت پہونچانا ان کے گناہ پر مدد کرنا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

الجواب صحیح:عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۱۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھنا یا ان کے لیے دعا مغفرت کرنا کیسا ہے اور ان کی نماز جنازہ پڑھنے والے کا حکم کیا ہے؟اس کو کس نئے موسوم کیا جائے اور ان کے یہاں کھانا پینا ان سے ملنا جلنا کیسا ہے؟ مدلل ومفصل جواب تحریر فرمائیں عین کرم ہوگا۔بینوا توجروا

المستفتی:شاہ محمد مقام وپوسٹ پنیوا ہٹی تحصیل مہراج گنج

الجواب

دیوبندی کے کفر سے آگاہ ہوتے ہوئے ان کو مسلمان سمجھ کر ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے اور بے شک ایسے آدمی سے مقاطعہ کرنا چاہیے اور اگر مسلمان نہ سمجھا اور یونہی پڑھ لی تو سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

مظالم کے احکام

(۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ

زید نے بکر کے صحن میں پردے کی غرض سے یہ کہہ کر سوکھی اینٹیں رکھ لیں کہ آپ کا مکان تعمیر ہو جائے گا تو ہم اینٹ ہٹا لیں گے مکان تیار ہو جانے کے بعد بکر نے زید سے کہا کہ اب بے پردگی ختم ہوگئی ہے لہذا انہیں ہٹالو،بکر کے کہنے پر زید نے اینٹیں نہیں ہٹائیں بکر نے بار بار کہا اور یہ بھی کہا کہ آپ

پڑھے لکھے انسان ہیں کہ میں نے عالموں کی زبانی سنا ہے کہ کوئی چار گرہ جگہ بھی داب لے تو مرنے کے بعد بوجھ گلے میں لٹکا دیا جائے گا، اس کا جواب زید نے یہ دیا کہ وہاں کی کس نے دیکھی ہے، قبضہ سچا دعویٰ جھوٹا، زید کا انتقال ہو گیا ہے، اب وہ جگہ اس کے بیٹے و پوتے کے قبضے میں ہے ایسی جگہ کے لیے اس کے بیٹے اور پوتے کا کیا حکم ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ نیز یہ بھی بیان فرمائیں جو ایسے لوگوں کی حمایت کرے اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے۔

المستفتی نثار احمد کوٹ غربی سنبھل ۹ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

الجواب

عام طور سے صحن دروازہ دو قسم کا ہوتا ہے، ایک تو یہ ہے کہ کسی شخص نے زمین خریدی اور اس میں مکان بنایا اور اپنے دروازہ کے سامنے اسی زمین کا کچھ حصہ اپنی آشائش کے لیے چھوڑ دیا۔ اگر بکر کا متنازعہ صحن دروازہ اسی قسم کا ہے تب تو بلا شبہ زید ظالم و غاصب ہے اور اس کے لیے آخرت میں وہی عذاب ہے جس کا ذکر بکر نے زید سے عالموں کے حوالے سے کیا۔ زید اور اس کے بعد اس کے بیٹوں اور پوتوں پر لازم ہے کہ اس حصہ زمین کو بکر کے واپس کر دیں۔

حدیث شریف میں ہے: "من كانت لاخيه عنده مظلمة من عرض او مال فليتحلله قبل يوم لايقبل فيه صرف ولاعدل" (اتحاف السادة المتقين: ۷/۵۵۹)

جس نے اپنے بھائی پر کوئی زیادتی کی تو اس سے آخرت سے پہلے دنیا میں اپنی گلو خلاصی کرا لے اور ایک صحن دروازہ ایسا ہوتا ہے کہ زمین گورنمنٹ کی ہوتی ہے۔ صاحب مکان کو اس میں آشائش کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اس جگہ کے قبضہ کر لینے میں بکر کے حق آشائش میں جتنا خلل ہوگا اسی کے حساب سے زید اور اس کے بعد اس کے جانشین اور اس کام میں ان کے معاونین مجرم اور گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ، ۱۷ شوال المکرم ۱۴۰۹ھ

(۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہمارے شہر میں ایک مولانا حافظ قاری صاحب جو ایک مسجد میں امامت کرتے ہیں اور بچوں کو مدرسہ میں پڑھاتے ہیں، سند یافتہ عالم ہیں، عیدین کی نماز کی امامت بھی عیدگاہ میں کرتے ہیں، تعویذ گنڈہ بھی خوب کرتے ہیں، جس کی بدولت زیادہ آمدنی بھی ہے۔

کچھ روز پہلے امام صاحب کے ایک دوست خورشید کی بیوی کے پاس ایک غریب مجبور لاچار، بے

سہارا مسلم عورت نے بھینک مانگی جو شہر میں بھیک مانگ کر گذر بسر کر رہی تھی۔ خورشید کی بیوی نے سکہ یا ایک روٹی اس کو بھیک میں دی، اس نے ایک پرانی اوڑھنی بھی مانگی، خورشید کی بیوی نے نہیں دی ، بھکاری عورت چلی گئی اتفاق سے رات میں خورشید کی بیوی کی طبیعت خراب ہوگئی، خورشید صاحب نے امام صاحب کو بلایا اور بتایا کہ دن میں ایک عورت بھیک مانگنے آئی اور واقعہ بتادیا، امام صاحب نے کچھ پڑھا اور کہا وہی بھکاری عورت ڈائن ہے، اس کو یہیں لے کر آؤ۔ خورشید بھائی بھکاری عورت کو جو کسی درگاہ پر بیٹھی ہوئی تھی، ٹیمپو میں لے کر آئے۔

امام صاحب نے عورت سے کہا: تو ڈائن ہے خورشید کی بیوی کو چھوڑ دے تو کیوں اسے پریشان کر رہی ہے؟ بھکاری عورت نے کہا امام صاحب میں غریب، مجبور اور بے سہارا عورت ہوں، میں ڈائن نہیں ہوں، اس پر امام صاحب نے کہا اس کی زوردار پٹائی کرو تب یہ چھوڑے گی۔ امام صاحب، خورشید بھائی اور اس کے گھر کے لوگوں نے اس غریب عورت کو خوب مارا پیٹا اور کراہتی عورت کو رات میں درگاہ پر چھوڑ آئے۔

دوسرے دن امام صاحب نے خورشید بھائی کے گھر پر کہا ڈائن عورت کو یہیں لیکر آؤ، خورشید بھائی ٹیمپو لے کر عورت کو لینے درگاہ پر گئے، بھکاری عورت خورشید کو دیکھ کر رونے لگی اور کہا میں نہیں چلوں گی امام صاحب اور آپ لوگ پھر مجھے ماریں گے۔ خورشید نے بھکاری عورت سے معافی مانگی اور کہا ہم تمہیں صدقہ، خیرات، روپیہ، کپڑا دیں گے۔ اس لالچ میں عورت کو خورشید گھر لے کر آئے۔

امام صاحب نے پھر اس عورت سے کہا تو ڈائن ہے، اس کی بیوی کو چھوڑ دے کیوں پریشان کر رہی ہے بھکاری عورت نے کہا میں ڈائن نہیں ہوں، مجبور، بے سہارا عورت ہوں، امام صاحب نے طیش میں آکر کہا کہ یہ ایسے نہیں مانے گی پھر اس کی زوردار پٹائی کر کے جلادو۔ اب کیا تھا امام صاحب کا حکم پاتے ہی خورشید اور اس کے گھر والوں نے لاٹھی، ڈنڈا، ہاکی اور کپڑا دھونے کے سوٹے سے اس غریب کی خوب زوردار پٹائی کی۔ خود امام صاحب نے بھی لاتوں اور گھونسوں سے اس غریب عورت کی پٹائی کی اور مارتے مارتے خورشید کے گھر سے باہر روڈ پر بھی اس غریب عورت کو خوب مارا پیٹا گیا۔ مار کھاتے کھاتے بھکاری عورت آدھ مری ہوگئی آخر کار امام صاحب خورشید اور اس کے گھر والوں کے ظلم و تشدد وجہالت ووحشی پن اور درندگی کے آگے اس بھکاری عورت نے دم توڑ دیا۔

بعدہ اس بھکاری عورت کو غسل وکفن دے کر دفنا دیا گیا اور امام صاحب پانچ سات روز کے لیے کہیں چلے گئے اور مسجد کی کمیٹی والوں نے دوسرے امام کو رکھ لیا، اس لیے کہ لوگوں کا کہنا تھا کہ امام صاحب قاتل ہیں اس لیے ان کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔ لیکن پانچ سات روز کے بعد امام صاحب واپس آئے اور

کہا میں ابھی نماز پڑھاؤنگا اور جمعہ کے دن توبہ کرلوں گا۔

اب سوال یہ ہے کہ مسجد کی کمیٹی میں اختلاف ہو گیا کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہی امام صاحب رہیں گے اور کچھ کا کہنا ہے کہ امام صاحب قاتل ہیں اس لیے اب ان کو قطعی امامت کی اجازت نہیں؟

... لہذا اب عرض یہ ہے کہ بے سہارا، غریب، مجبور کے قتل جیسا سنگین جرم کرنے والے امام کے پیچھے پنجوقتہ اور عیدین کی نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا نماز ہو جائے گی؟ ایسے امام صاحب کیا مدرسہ میں درس دے سکتے ہیں؟ کیا شادی بیاہ میں نکاح پڑھا سکتے ہیں؟ کیا شرعی معاملہ میں ان کی گواہی معتبر ہے؟

قاتل اور ظالم امام صاحب خورشید اور اس کے گھر والوں کو بچانے کے لیے جھوٹی طرفداری اور حمایت کرنے والوں کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ امام صاحب کے اس سنگین جرم پر کیا سزا ہے؟ کیا امام صاحب کو توبہ کر لینا ہی کافی ہے؟ اور اگر امام صاحب نے توبہ کر ہی لیا تو کیا ایسے عالم سے کورا اور نیم عالم امامت کا حق دار ہے؟ شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: محمد رمضان علی پالی مارواڑ، راجستھان

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے، تو بلاشبہ یہ بڑا بھیانک ظلم ہے۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً﴾ [المائدة: ۳۲]

جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے بغیر تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب انسان کو زندہ رکھا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُتَعَمِّداً فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيماً﴾ [النساء: ۹۳]

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے، مدتوں اس میں رہے اللہ تعالیٰ نے اس پر غضب فرمایا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔ اور حدیث شریف میں ہے:

اگر آسمان و زمین والے ایک مرد مومن کے خون میں شریک ہو جائیں تو سب کو اللہ تعالیٰ جہنم میں اوندھا کر کے ڈال دیگا۔ (ترمذی شریف)

کوئی اس کا نوٹس لے کہ نہ لے مسلمانوں کو ضرور اس کا نوٹس لینا چاہیے، خود امام صاحب اور مظلوم عورت کی ایذا اور اس کے قتل میں جتنے لوگ شریک رہے سب پر موجبات قتل لازم اور توبہ ضروری ہے۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت ج ۱۶ ص ۸۹ پر لکھتے ہیں:

قتل ناحق میں تین حق اس کے ساتھ متعلق ہیں ایک حق اللہ، دوسرا حق مقتول کا اور تیسرا ولی مقتول کا، دیت ولی مقتول کا حق ہے، اور قصاص مقتول کا حق ہے اور توبہ اللہ کا حق۔

درمختار جلد پنجم ص ۳۷۲ پر ہے: قتل عمد میں گناہ لازم ہوتا ہے اور قصاص واجب ہوتا ہے۔ قتل شبیہ عمد میں گناہ لازم اور کفارہ واجب ہوتا ہے، اور قاتل کے عصبہ وارثوں پر دیت کی ادائگی ہے۔ قتل خطا اور قائم مقام خطا میں کفارہ اور دیت۔

سوال میں ذکر کیا ہوا قتل شبیہ عمد ہے، کیونکہ اس میں دھاردار آلہ کا استعمال نہیں ہوا ہے اسلیے امام صاحب اور جتنے لوگ قتل میں شریک ہوئے سب پر توبہ، کفارہ، اوران کے عصبہ وارثوں پر دیت (خون بہا) لازم ہے۔ و کفارتهما ای الخطاو شبيه العمد عتق مومن فان عجز عنه صيام شهرين و لاءً ودیت شبه العمد مائة من الابل ارباعاً من بنت مخاص وبنت لبون وحقة الى جزعه.

شبہ عمد کا کفارہ اور خطا کا بھی ایک مومن غلام کا آزاد کرنا ہے وہ نہ ملے تو مسلسل دو ماہ کا روزہ۔ اور دیت سو اونٹ ۲۵ اونٹ کا مادہ بچہ جس کا ایک سال پورا ہو چکا ہوا، اور ۲۵ اونٹ کا مادہ بچے جو دو سال کا ہو چکا ہو، ۲۵ اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی ہو، ۲۵ چار سال کی اونٹنی اور اگر ممکن نہ ہو تو اس کی قیمت مقتول کے عصبہ وارثوں کو دینا ہوگا۔

اس زمانہ میں آدمی بکتے ہی نہیں کہ کفارہ میں غلام آزاد ہو، تو جتنے لوگ اس قتل میں شریک ہوئے ان پر دو ماہ کا مسلسل روزہ بطور کفارہ واجب ہوا اور ان کے عصبہ وارثوں پر سو اونٹ یا ان کی قیمت ادا کرنا واجب ہے جو مقتولہ کے عصبہ وارثوں کو دینا ہوگی مگر ظاہر یہی ہے کہ اس بے سہارا عورت کے وارث نہ ہوں گے ورنہ اس کا یہ حال کیسے ہوتا؟

اس لیے یہ کل رقم ان وارثوں کی طرف سے فقرا و مساکین کو دی جائے۔ ردالمحتار میں ہے:

ان علمت اصحابهم او ورثتهم رد عليهم والاوجب التصدق.

ایسی رقم کے مالک ان کے وارث ہوں ان کو دیا جائے ورنہ ان کی طرف سے فقیروں پر صدقہ کرنا واجب ہے۔

اس کے بعد توبہ و استغفار یعنی حق اللہ کا حال سنیے۔ امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتاوی رضویہ جلد دہم میں فرماتے ہیں:

جو گناہ ایسا کیا گیا ہے جس پر عام مسلمان بھی مطلع ہو گئے اس کا تعلق اللہ سے بھی ہوا اور بندوں کے ساتھ بھی۔ تو اس کی توبہ کے بھی دو رخ ہوئے ایک خدائے تعالی کی جانب، اس کا رکن صدق دل سے اس گناہ سے ندامت ہے اور فی الحال اس گناہ کو مٹا دینا اور اس کا اثر دور کرنا اور آئندہ اس کو کبھی نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا ہے اور اللہ تعالی کے حضور گڑگڑا کر اس کی مغفرت طلب کرنا ہے اسی کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الندم توبة ۔ ندامت توبہ ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کے عام مجمع میں اس کا اعلان بھی ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

اذا عملت سيئة فاحدث عندها توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية.

(اتحاف السادة المتقين: ۶۰۳/۸)

کوئی گناہ کیا تو اس کی توبہ کرو گناہ لوگوں سے چھپا کر کیا تو توبہ بھی چھپا کر ہو سکتی ہے اور گناہ کا اعلان ہو گیا تو توبہ بھی علی الاعلان کرو۔ (فتاوی رضویہ جلد دہم حصہ اول ص ۲۵۴ خلاصة)

اگر امام صاحب اور ان کے ساتھ قتل میں شریک ہونے والوں نے کفارہ، دیت، اور توبہ کے تمام مراحل طے کر لیے تو ان کی توبہ مکمل ہو گئی۔ لیکن امام صاحب کو چونکہ دوبارہ امامت کی خواہش ہے، اس لیے ان کے خصوصی احکام ملاحظہ ہوں۔ عالم گیری وفتاوی قاضی خاں میں ہے:

الفاسق اذا تاب لم تقبل شهادته ما لم يمض عليه زمان يظهر عليه اثر التوبة والصحيح ان ذلك مفوض الى راه القاضي. (كتاب الشهادات: ۵۰۴/۳)

فاسق جب توبہ کرے تب بھی اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی جب تک توبہ پر ایک زمانہ نہ گذر جائے۔ اور اس پر توبہ کا اثر ظاہر نہ ہو، وقت کی مدت مقرر کرنے کا حق قاضی کا ہے۔

آج کل قاضی تو ہیں نہیں اس لیے جب تک عام مسلمان مصلیان مسجد کو اطمینان نہ ہو جائے کہ اب امام صاحب اپنی ان تمام بری حرکتوں کو چھوڑ چکے ہیں، ان کی پوری طرح اصلاح ہو چکی ہے، ان کی امامت تو بڑی چیز ہے کسی معاملہ میں ان کی گواہی بھی قبول نہ کی جائے۔ پس امام صاحب جب تک اپنے حالات بالکلیہ نہ سدھار لیں ان کو امام ہرگز نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۲۵ رجمادی الاول ۱۴۲۵ھ

(۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی بیوی ہندہ عرصہ سے اپنے میکے رہتی تھی جب زید اپنی بیوی ہندہ کو اپنے گھر لے آیا تو ہندہ کو

سسرال میں آنے کے تین مہینہ بعد ہی بچہ پیدا ہوا۔ پیدا ہونے کے بعد فوراً یہ معلوم ہوا کہ بچہ پورے نو مہینے کا ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ بچہ کسی غیر کا ناجائز ہے ہندہ سے پوچھنے پر کہ یہ بچہ کس کا ہے اس نے اپنے بہنوئی کا نام بتایا بچہ بالکل تندرست تھا اب زید کی ماں زبیدہ اور زید کی بیوی ہندہ نے مل کر اس معصوم بچہ کا گلا گھونٹ کر جان سے مار دیا کیا زید کی ماں زبیدہ اور زید کی بیوی ہندہ پر کوئی کفارہ واجب ہے اور ہندہ کے بہنوئی پر کوئی کفارہ واجب ہوتا ہے کہ نہیں جواب دیں۔

المستفتی عبد المجید، مقام پورہ بندعول مدھوبن اعظم گڑھ

الجواب

شریعت مطہرہ میں اس گناہ کا کوئی مالی کفارہ مقرر نہیں صدق دل سے اپنے گناہ سے توبہ کریں اور یہ عہد کریں کہ آئندہ کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے۔ البتہ شریعت میں قتل عمد پر قصاص یا دیت واجب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۱/۵/۱۴۰۵ھ

(۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کی لڑکی جس کی عمر ۳ سال ہے، اس کو ایک لڑکا لے کر بکر کی دوکان میں آیا، یہ دوکان زید کے مکان کے دروازہ کے سامنے ہے، وہ لڑکا اس لڑکی کو دوکان پر چھوڑ کر زید کے یہاں اندر چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد وہ لڑکی بھی گئی اور اس کے فوراً بعد زید آیا اور بکر کو بہت زیادہ زدوکوب کر کے لہولہان کر دیا، بکر کی حالت دیکھ کر اس کے سرپرست بکر کو چند لوگوں کے ساتھ لے کر زید کے یہاں شکایت کی غرض سے پہونچے، بکر کی عمر تقریباً ۱۵، ۱۶، سال ہے، زید سے جب مارنے کی وجہ پوچھی گئی تو زید نے بتایا کہ بکر نے میری لڑکی سے بدتمیزی کی ہے جب کہ ایک شخص بھی اس کی شہادت نہیں دیتا ہے اور نہ ہی اس کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ وہاں چاروں طرف آدمی ہی آدمی تھے، دوکان کے آمنے سامنے میلاد شریف کا پروگرام ہو رہا تھا، دوسری طرف چائے کی دوکان ہے، مغرب کا وقت تھا، بجلی بھی تھی، تیسری طرف دوکان کے راستے میں دو چار لوگ بھی بیٹھے تھے۔ بکر کا کہنا ہے کہ میں دوکان سے کہیں نہیں گیا، نہ ہی راستے میں بیٹھے لوگ بکر کو اپنی دوکان سے لڑکی کو لے کر کہیں جاتا بتاتے ہیں، بکر اس پر حلف لینے کو تیار ہے کہ میں نے کوئی بدتمیزی نہیں کی، بکر کے یہاں موجود ذمہ دار لوگوں کے سامنے جب لڑکی سے پوچھا گیا کہ بکر نے تم سے کچھ کیا؟ یا کوئی بدتمیزی کی؟ اس نے کہا نہیں، دریافت کرنے پر بدتمیزی سے پیش آنا اور اسے تنگ کرنا اس کے والد کے خلاف ایک مہم چلا کر اسے رسوا کرنا کیسا ہے؟ ایسی چھوٹی بچی نے اگر یہ الزام لگایا بھی ہے تو اس کا یہ الزام بے گواہان معتبر ہوگا؟ کیا بکر کے والد کا اس سلسلے میں چند لوگوں کو ہمراہ لے کر وجہ معلوم

کرنا شرعاً جرم قرار دیا جائے گا، خود زید کو اپنے بیان کی روشنی میں ایسی سزا دینے کا شرعاً کوئی حق تھا؟ اگر نہیں تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

المستفتی محمد حامد رضا بریلی شریف بتاریخ ۱۴؍اگست ۱۹۹۶ء

الجواب

اگر سائل اپنے بیان میں سچا ہے تو صورت مذکورہ میں زید نے بکر کے ساتھ ضرور زیادتی کی ہے اسلامی حکومت ہوتی تو قاضی شرع زید کو مناسب سزا دیتا، بصورت موجودہ زید کو بکر سے اپنی زیادتیوں کی معافی مانگنا چاہیے اور اس کو راضی کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے من کانت له مظلمة لاخيه من عرضه او شيء فليتحلله منها اليوم قبل ان لايكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمة وان لم يكن له حسنات اخذ من سيات صاحبه فيحمل عليه ۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۳۳۱)

جس آدمی نے آج اپنے بھائی پر کوئی زیادتی کی تو اسے آج معاف کرائے قیامت کے دن کے انتظار میں نہ رہے اس دن دینار و درہم کام نہ آئیں گے، اگر ظالم کے پاس نیک اعمال ہوں گے تو زیادتی کے بقدر اس میں سے لے کر مظلوم کو دے دیا جائے گا ورنہ مظلوم کی برائیاں ظالم پر لاد دی جائیں گی واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۸؍جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

(۵-۱۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے بنجر زمین کو عدالت میں مقدمہ داخل کر کے حاکم عدالت سے فیصلہ کرا کر اپنے نام کر لیا بعد انتقال زید اب وہ زمین ورثائے زید کے نام آگئی۔ بعد عرصہ دراز کے اب اس زمین کو گاؤں کے مختلف حضرات جبراً ورثا سے لے کر اسکول کو دینا چاہتے ہیں۔ لہذا ازروئے شرع اس طرح لینا کیسا ہے؟

(۲) زید سنی صحیح العقیدہ فارغ التحصیل مدرسہ اشرفیہ ہے۔ تقریباً تیس برس سے نماز پنجگانہ و جمعہ و عیدین کی امامت کرتا ہے۔ سوال یہ کہ مذکورہ زمین کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف حضرات نے اندرون مسجد ہنگامہ مچا کر زید کو ہٹا کر بکر کو امام بنایا جو اچھی طرح نماز و امامت کے مسائل سے واقف نہیں ہے اور بقیہ مصلیان مسجد خاموش رہے۔ ازروئے شرع زید کو ہٹانا کیسا ہے؟ اور بکر کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۳) اسی مذکورہ زمین کو مدنظر رکھتے ہوئے بکر کا ذبیحہ اور اس کو کسی تقریبی دعوت میں شرکت کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ لہذا مخالفین بکر پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) عمرو نے زینب سے شادی کر لی اور زینب کی والدہ سے بھی لوازمات زوجیت جاری رکھے۔ بعد انتقال زینب و والدہ، زینب ہمشیرہ زینب جو دوسرے عقد میں تھی عمرو مذکور ہمشیرہ زینب سے بھی

لوازمات زوجیت ادا کرتا رہا۔ بعد اطلاع عوام کے احباب عمرو نے عمرو کو تقریبی دعوت میں شرکت کو جائز اور سوال تین کے مذکورہ بکر کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ لہذا عمرو احباب عمر پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۵) بکر کے گاؤں کی پرانی مسجد شہید کر کے نئی مسجد کی اسی جگہ بنیاد رکھتے وقت بکر جبرا مسجد کو کج کرادیا اور اس کے باہر صحن میں جانور باندھنا شروع کیا اور مسجد سے لائن کی کیبل کو توڑ کر پھینکا، اور مسجد کے بل کا سلینڈر فروخت کر کے اپنی ذات پر خرچ کیا، اور اسکول کی نل کو دوسرے کو دے دیا اور زید کو ساتھ میں لے کر ایک غیر مسلم سے دو کپ چائے پیکر عیدگاہ کا راستہ بند کرادیا۔ اب بکر وزید کے بارے میں دین ومذہب کے رو سے کیا حکم ہے؟

(۶) زید نے مسجد کے پیسہ سے گاڑی کا کرایہ دے کر سسرال کا سفر کیا ہے۔ لہذا زید پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۷) بکر کی بیوی کو زید نے اپنی گواہی سے عمرو سے عقد کرادیا جب کہ بکر نے طلاق نہیں دیا ہے۔ اب زید پر شریعت کا کیا حکم ہے اور اس کو امام بنانا کیسا ہے؟

(۸) زید فتین ہے اور عوام کو جانکر اس کے قول فتنہ پر عمل کرنا کیسا ہے؟ اور فتنہ کرانے والے کے بارے میں قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟

(۹) بکر کے لڑکے سے زید نے لواطت کی اور بکر نے زید سے پیسہ لے کر صلح کی۔ لہذا ایسی صورت میں بکر کا پیسہ لینا کیسا ہے؟ اور اس کو امام بنانا کیسا ہے؟

(۱۰) بکر اپنی جائداد کو عدالت وقف بورڈ میں اللہ جل شانہ پر وقف کرادیا۔ بعد انتقال بکر کے ورثا بکر کے وقف کردہ جائداد کو دوسری عدالت میں مقدمہ دائر کر کے اپنے نام کرالیا اور عدالت وقف بورڈ میں بدستور اسی طرح قائم ہے۔ لہذا ورثا بکر اور اس کے مددگاروں پر کیا حکم ہے؟

(۱۱) بکر کا گاؤں گورنمنٹی قانون سے بٹوارہ شدہ ہے اور نقشہ پر اس گاؤں میں چند راستے ہیں لیکن بکر نے ایک راستہ جبرا بند کردیا۔ لہذا یہ فعل بکر کا از روئے شرع کیا ہے؟ المستفتی: جواد احمد قادری اساور

الجواب

(۱) جبر وزبردستی ہر معاملہ میں ممنوع ہے ظلما کسی زمین کو مسجد اور مدرسہ پر بھی لینا ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے: جو شخص ناجائز طریقہ پر کسی کی بالشت بھر زمین بھی دبائے گا تو اتنی لمبی چوڑی ساتویں طبق تک طوق بنا کر اس کے گردن میں ڈالدی جائے گی۔ زید کے وارثوں کو اس کا معقول معاوضہ دے کر راضی کرنا چاہیے اور زید کے وارثوں پر اس زمین کا مدرسہ پر دینا نہ تو فرض ہے نہ واجب مگر دینی

مدرسہ کا معاملہ ہے معاوضہ لے کر ہی سہی دیدیں تو اجر وثواب بھی ملے گا اور فتنہ بھی ختم ہوگا۔

(۲) کسی بھی عہدہ والے کو بلا وجہ صحیح اس عہدہ سے ہٹانا ناجائز وگناہ ہے۔ درمختار میں ہے: لا یجوز عزل صاحب وظیفة بلا جنحة او عدم اهلية.(٦/٤٥٥) ۔ کسی آدمی کو اس کے عہدہ سے بلا قصور علیحدہ کرنا جائز نہیں۔ گورنمنٹ نے جب اپنے قانون کے لحاظ سے زید کو اس کا مالک بنادیا تو زید کے وارثوں میں سے ایک عالم کو اس کی بنا پر امامت سے علیحدہ کرنا صحیح نہیں۔ بر تقدیر صدق مستفتی اگر بکر کی لاعلمی کی وجہ سے نماز کی ادائیگی میں خلل واقع ہوتا ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اگر صحیح پڑھاتا ہو تو یہ ظلم ہے کہ بے قصور قدیم امام کو ہٹا کر اس کی جگہ نماز پڑھائے اور جو لوگ اس زیادتی میں اس کا ساتھ دیں یا استطاعت کے باوجود خاموش رہیں وہ بھی خاطی ہیں۔ (۳) اس کا جواب (۲) سے ظاہر ہے

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة:۲] نیکی پر ایک دوسرے کی مدد کرو ظلم و زیادتی پر نہیں۔ زنا ہر حال میں حرام ہے اور ماں بیٹی اور اس کی بہن سے بیک وقت لوازمات زوجیت قائم رکھنا یہ بہت بڑا پاپ ہے۔ ایسا شخص بے توبہ مرا تو واصل جہنم ہونے کا مستحق ہے اور اس کے مددگار بھی مجرم و بدکار ہیں۔

(۵) بر تقدیر صدق مستفتی سوال میں ذکر کیے ہوئے تمام اعمال جرم وگناہ ہیں۔ حقوق اللہ وحقوق العباد میں بے جا دخل اندازی ہے ایسا شخص ظالم وجابر فاسق وفاجر ہے۔

(۶ر۷) ان دونوں سوالوں کا جواب نمبر ۵ سے ظاہر ہے۔

(۸) قرآن شریف میں ہے: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة:۱۹۱] فتنہ قتل سے برا ہے۔ تو فتنہ پر عمل فتنہ ہی ہے۔ (۹) یہ تو کسبیوں کے زنا کار کے معاوضہ کی طرح ہے اس کا لینا حرام ہے ایسے شخص کی امامت بلا توبہ مکروہ تحریمی۔ (۱۰) وہی حکم ہے جو نمبر پانچ کا ارتکاب کرنے والوں کا ہے۔

(۱۱) اس کا جواب نمبر پانچ میں ہو چکا۔

(نوٹ) سائل کو اپنے نفس کا بھی احتساب کرنا چاہیے کیونکہ جھگڑے میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ ہر فریق کو صرف دوسرے کا عیب نظر آتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۰؍ رجب ۱۴۱۸ھ

(۱۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں۔

زید اور بکر کے درمیان بہت دنوں سے زمین نزاعی کے بارے میں مقدمہ بازی ہو رہی تھی، زید برابر دھمکی دیتا رہا کہ میں بکر کو گولی مار کر ہلاک کر ڈالوں گا اور آخر کار ایک روز گولی مار کر شہید کر دیا، ہوا یہ کہ

بکر فجر کی نماز پڑھنے مسجد میں جارہا تھا زید نے اپنی چھت پر سے گولی ماردی فورا اسپتال لے گئے ہفتہ عشرہ کے بعد بنارس اسپتال میں بکر شہید ہوگیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون زید کے لیے شرع کا حکم کیا ہے۔

(۱) زید کا شمار ظالموں میں ہے یا نہیں وہ ظالم ہے کہ نہیں؟۔ (۲) اگر زید ظالم ہے تو اس سے دینی ودنیاوی تعلقات رکھنا چاہیے کہ نہیں۔اور جو اس سے تعلق رکھیں ان کے لیے شرع کا حکم کیا ہے؟۔ (۳) مدرسہ یا مسجد کے سنگ بنیاد وغیرہ کے سلسلے میں اس کو دعوت نامہ بھیجنا چاہیے کہ نہیں اور چندہ لینا چاہیے کہ نہیں؟۔(۴) اگر بغیر دعوت نامہ بھیجے وہ خود ہی چندہ دے تو لینا چاہیے کہ نہیں؟۔(۵) اس سے سلام وکلام کرنا چاہیے کہ نہیں؟۔(۶) اگر وہ سلام کرے تو اس کا جواب دینا چاہیے کہ نہیں؟۔بینوا توجروا

المستفتی نصر اللہ انصاری مدرس مدرسہ علمیہ رضاء العلوم

الجواب

بلاشبہ ایک مسلمان کو ناحق قتل کرنا شدید گناہ کبیرہ ہے ناحق قتل کا مطلب یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو قتل کیا جس کا قتل خود شرعا حلال نہ ہو تو ایسے قاتل کے بارے میں قرآن کریم ارشاد فرمارہا ہے:

﴿وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيهَا﴾ [النساء:۹۳]

جس کسی نے مسلمان کو قصدا مارا اور توبہ نہ کی تو زمانہ دراز تک جہنم میں رہے گا۔

توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے حضور توبہ واستغفار کے ساتھ مقتول کے وارثوں کو خون بہا ادا کرے توبہ صادقہ کے بغیر بلاشبہ وہ سخت فاجر وفاسق اور ظالم قرار دیا جائے گا اسکے جس معاشرتی بائیکاٹ کے بارے میں سوال کیا گیا ہے، اگر سب مسلمان مل کر اس کے ساتھ ایسا معاملہ کریں کہ وہ مجبور ہو کر ایسی حرکت سے باز آئے اور توبہ کرلے، توبہ صادقہ یہ بہت خوب اور امر محبوب ہے لیکن اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو اس سے تعلق رکھنے نہ رکھنے دونوں کی طرف علماء گئے ہیں جو اس سے کوئی تعلق نہ رکھے وہ بھی قابل ملامت نہیں اور جو اس نیت سے تعلق رکھے کہ ہم بھی اس کو چھوڑ دیں گے تو بالکل بہک جائے گا ہم تعلق رکھیں گے تو برے کاموں سے باز رکھنے کی کوشش کریں گے تو اس پر بھی ملامت نہیں، البتہ ایسا تعلق جس سے اس کی حوصلہ افزائی ہو ضرور ممنوع ہے۔

قرآن عظیم میں ہے:﴿وَتَعَاوَنُواْ عَلَى الْبرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[المائدۃ:۲] وہ مسلمانوں سے سلام کرے تو بحکم قرآن مسلمان کے سلام کا جواب دینا واجب اس سے ابتداء سلام اور اس کی تعظیم واکرام منع ہے تو بباس کی قبول کی جاسکتی ہے۔واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی دارالعلوم شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۵ر شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ

کتاب الصید والذبائح

ابواب	تعداد فتاویٰ	صفحہ نمبر
شکار کرنے کا بیان	۱	۵۰۱
ذبیحہ کا بیان	۲۷	۵۰۲
کل میزان	۲۸	

وھو علی کل شیء قدیر

شکار کرنے کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ
ایک شخص کافی مالیت والا آدمی ہے اس کے پاس ایک رائے فل اور ایک دو نالی بندوق ہے وہ ایک روز شکار کھیلنے کیلیے جنگل گیا تھا ایک سور اپنی بندوق سے مارا اور اس کو مزدور لگا کر بازار میں بکری کرایا اور وہ روپیہ اپنے کام میں خرچ کیا یہ بات اس کے ماں باپ اور سب گھر والوں کو معلوم ہے اس شخص کے گھر سے شریعت کس بات سے پرہیز کرنے کو فرماتی ہے۔

الجواب

خنزیر کا شکار کرنا ناجائز (بہار شریعت) اور اس کی بیع کرنا حرام ہے اور پیسہ کھانا حرام ہے وہ آدمی فعل حرام کا مرتکب ہوا اس فعل سے توبہ کرنا لازم ہے۔ اور اس کی قیمت ان کو واپس کردے جس سے بیچا۔

ہدایہ میں ہے:

"لا یجوز بیع الخمر والخنزیر لقوله علیه السلام ان الذی حرم شربها وحرم بیعها واکل ثمنها ولانه لیس بمال فی حقنا"

صحیحین میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ میں جب کہ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ ورسول نے شراب ومردار وخنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام قرار دیا۔ ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالی نے شراب کو اور اس کے ثمن کو حرام کیا اور مردہ کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو اور خنزیر کو حرام کیا اور اس کے ثمن کو اور جو شخص حرام مال حاصل کرتا ہے اس کے بارے میں حدیث میں آیا ہے حضرت امام احمد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ مال حرام حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں ہوسکتا اور خرچ کرے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ مرے تو جہنم کو جانے کا سامان ہے۔

شخص مذکور اگر وہی روپیہ کسی کو دینا چاہے یا کسی کو ہدیہ یا دعوت کرے اور اسے معلوم ہو تو اس کو قبول کرنا جائز نہ ہوگا۔

عالم گیری میں ہے: "اهدی رجل شیئا او اضافه ان کان غالب ماله من الحلال فلا

باس الا ان یعلم بانہ حرام فان کان الغالب ھو الحرام ینبغی ان لایقبل الھدیۃ ولا یاکل الطعام الا ان یخبرہ بانہ حلال"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

ذبیحہ کا بیان

(۱۔۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ مسائل میں حوالہ کتاب وسنت سے دے کرممنون ومشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

(۱) سوال کیا عورتیں ذبیحہ وفاتحہ کریں تو کوئی حرج ہے؟۔

(۲) خرگوش حلال ہے کہ حرام؟

(۳) زید کے دو لڑکیاں ہیں بیوی مرگئی تو دوسری بڑھیا لایا جو لاولد ہے۔ زید فوت ہوگیا تو اب دونوں لڑکیاں۔ باپ کی جائیداد میں حق دار ہیں کہ نہیں؟ اور ملے گا تو کس حساب سے (لڑکیاں دونوں شادی شدہ ہیں) سنا ہے کہ لڑکے کو۔۲ اور لڑکیوں کو اس کا نصف ملتا ہے۔

(۴) لاؤڈ اسپیکر کا استعمال فقط میلاد ونماز عیدین وجمعہ میں کرنا اور ہوائی جہاز وریل کا سفر کرنا۔ جیسا کہ وقت کا تقاضہ ہے اور انسان کرنے پر مجبور ہے یعنی مسلمان بھی تو اس میں شریعت کا کیا نقصان ہے اور بدعت ہے۔ کیا مسلمان اسی پرانے ہی ڈھرے پر چلتے رہیں اور بدّو بنے گھومیں اور پسماندگی کی زندگی گزاریں اور دنیا مزاق اڑاوے کیا عرب ممالک اسلامیہ میں یہ سب ممنوع ہیں یا کہ جاری وساری۔

(۵) غازی میاں کے نام کا خصی بکرانہ پالیں اور اگران سے بڑی عقیدت ہے کسی مسلمان کو تو پھر ایام حج میں کیوں نہ ان کے نام قربانی کرلے۔ جیسا کہ دادا۔ بابا۔ وغیرہ کے نام ہوتی ہے، اسلام میں اندوری۔ کندوری کیا ہے؟ یہ سب تو تیلی، بھنگی، کجوا۔ قصائی۔ جاہل قومیں اور غیرمسلم کرتی ہیں۔ اسلام کو ان سب باتوں سے کیا تعلق۔ اسلام تو سب کے لیے نمونہ ہے۔

امید ہے کہ مندرجہ بالا سوالات کا جوابات دیں گے۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام
المستفتی محمد نذیر احمد عفی عنہ از پہنی پور پوسٹ امیٹھی ضلع سلطان پور یوپی

الجواب

(۱) عورتوں کا ذبیحہ جائز ہے۔ عالم گیری میں ہے۔

المرأۃ المسلمۃ والکتابیۃ فی الذبح کالرجل۔

(۲) حلال ہے۔حدیث شریف میں ہے:

عن انس قال الفحنا ارنبا بمر الظهر ان فاخذتها فاتيت ابا طلحة فذبحها و بعث الى رسول الله ﷺ بوركها وفخذ هافقبله۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ ہم نے ایک خرگوش دوڑایا میں نے پکڑا حضرت ابوطلحہ نے اس کو ذبح کیا اوراس کی ران اور کولہا حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا حضور نے اس کو قبول کیا۔

(۳) باپ کی جائیداد میں لڑکوں اور لڑکیوں کو حصہ اسی حساب سے ملے گا جو سوال میں درج ہے۔قرآن عظیم میں ہے: ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾[النساء:۱۱]

لڑکے کو لڑکی کا دوگنا ملے گا۔

باپ چاہے دوسری شادی کر کے لایا ہو یا تیسری۔نئی شادی سے لڑکیوں کے حصہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا نہ خود ان لڑکیوں کی شادی ہو جانے سے ان کا حصہ ختم ہوتا ہے۔

(۴) جس طرح ایک ڈاکٹر کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ قانونی مسائل میں ٹانگ اڑائے۔قانونی مسائل پر بحث کرنے کا حق ایڈوکیٹ کا ہی ہے۔یا وکیل کو حق نہیں کہ ڈاکٹری کے فارمولوں پر اپنی عقل سے بحث کرے بلکہ اس پر داد تحقیق دینے کا حق ڈاکٹر کو ہی ہے۔اسی طرح دوسرے دنیاوی علوم کا کتنا بڑا ماہر کیوں نہ ہو اس کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ بے جانے بوجھے شرعی مسائل پر عقلی گدے لگائے۔چہ جائیکہ ایک عام آدمی جس کو نہ دنیا کا کما حقہ علم حاصل ہے نہ دین کا۔آپ نے اپنے سوال میں جن نئی چیزوں کے استعمال کے حلال وحرام ہونے کی بحث اٹھائی ہے علمائے اسلام کو ان میں کئی چیزوں کے برمحل استعمال کے جائز ہونے میں کوئی کلام نہیں ؟ صرف نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو علماء کا ایک بڑا طبقہ منع کرتا ہے مگر اس کی وجہ وہ نہیں ہے جو آپ نے اپنی سادہ لوحی سے سمجھی ہے کہ علمائے کرام ہر نئی چیز کے استعمال کو حرام قرار دیتے ہیں۔بلکہ اس کی وجہ شریعت کا یہ مسئلہ ہے کہ کوئی مصلی کسی ایسی چیز سے سیکھ کر نماز میں کوئی فعل نہیں کرسکتا جو نماز میں شریک نہ ہو۔مثلاً آپ کسی امام کی نماز کو ٹیپ کرلیں اور اسی ٹیپ کو امام کے مصلے پر رکھ دیں اور مسلمانوں کو حکم دیں کہ اسی کی اقتداء میں نماز پڑھو تو سب کہیں گے کہ وہ دوسرے کو کیا نماز پڑھائے گا۔یہ بات سب کی سمجھ میں اس لیے آجاتی ہے کہ وہاں امام موجود نہیں ہے۔لیکن ایسی صورت فرض کی جائے کہ امام موجود ہو اور امام کی آواز ٹیپ میں جاتی ہے اور ٹیپ ریکارڈ کی آواز مقتدی سنتے ہوں تو چونکہ مقتدیوں نے امام کی آواز پر اقتداء نہیں کی ٹیپ کی اقتداء کی اس لیے شریعت میں یہ نماز بھی ناجائز اب لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں چلیے کچھ علماء کو تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ امام کی آواز مائکروفون میں جاکر ختم

ہو جاتی ہے اور اسی کے مثل ایک دوسری آواز وہاں پیدا ہوتی ہے۔

(جس طرح ٹیپ کی آواز بالاتفاق امام کی آواز نہیں اسی کے مثل دوسری آواز) اسی طرح لاؤڈ اسپیکر کی آواز بھی، پس جو مقتدی اس آواز پر اقتدا کرے گا وہ امام کا مقتدی نہیں ہوا، لاؤڈ اسپیکر کا مقتدی ہوا۔ اور لاؤڈ اسپیکر نمازی نہیں، اس لیے اس کی اقتداء صحیح نہیں۔ بھلا اس مسئلہ کو ان آلات کے لیے پرانے ہونے سے کیا علاقہ۔ ہماری اس تقریر سے آپ کو اپنے شبہ کا جواب مل گیا ہوگا۔ اب اپنی آخری سطر کا جواب سنئے، اسلام میں جواز و عدم جواز کا دارومدار دلائل شرعیہ پر ہے۔ عرب یا عجم کے کسی عمل پر نہیں۔ عربی صاحبان اپنا فوٹو لگا کر ویزا اور پاسپورٹ لے کر ہندوستان آتے ہیں تو انہیں آنے دو۔ وہاں کے بہت سے لوگ تو بمبئی آکر عیاشی کرتے ہیں تو کیا وہ بھی ترقی پسندی کے نام پر جائز ہو جائے گی؟

(۵) اس سوال میں بھی نہایت غلط اور غیر اسلامی ذہنیت استعمال کی گئی؟۔ بالخصوص جس انداز میں پیشہ ور برادریوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہایت مکروہ ہے۔ کیا ان لوگوں کو مسلمان ہونے کا حق حاصل نہیں ہے؟ یا اسلام اور تقویٰ صرف بڑی برادریوں کا حق ہے۔ اب آپ اپنے سوال کا جواب سنئے۔

کسی چیز کا نام بدل دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلتی۔ نیل گائے کا نام نیل گھوڑا رکھ کر کچھ لوگوں نے اس کا شکار آزاد کر دیا۔ میں کہتا ہوں ہندو دھرم میں نیل گائے کہہ کر جس کو مقدس اور ماتا کہا جاتا اور اس کا قتل سخت جرم گردانا جاتا ہے۔ اب نام بدلنے سے حیلہ سے اس کا قتل اور شکار پاپ نہیں ہوگا؟۔ ظاہر ہے کہ جس کے وہاں وہ ماتا ہے لاکھ نام بدلو اس کا قتل پاپ ہی رہے گا۔ اور جس کے وہاں وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک نعمت ہے جس نام سے اس کو پکارو حلال اور مباح ہی ہوگی۔

یہ حقیقت اگر آپ سمجھ گئے ہوں تو حقیقت تک پہونچنے میں آپ کو کوئی زحمت نہ ہوگی اور اس جملہ پر آپ نظر ثانی کریں گے کہ اسلام میں اندوری اور کندوری کیا ہے؟۔

دیکھئے اسلام میں یہ ایک حقیقی مسئلہ ہے کہ آدمی اپنے اعمال خیر کا ثواب کسی دوسرے زندہ یا مردہ کو پہونچا سکتا ہے۔

ہدایہ جو فقہ اسلامی میں سنگ میل کا مقام رکھتی ہے اس کی عبارت ہے:

الاصل فی ھذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلاۃ او صدقة او صوم او غیرها عند اھل السنة والجماعة۔ (اولین ص۲۷۶)

اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہر آدمی کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے اعمال خیر کا ثواب کسی دوسرے شخص کو بخش دے، نماز ہو روزہ صدقہ ہو یا کوئی اور عمل خیر ہو۔

اور اسی کو اصطلاح شرع میں ایصال ثواب کہا جاتا ہے۔ اسی ایصال ثواب کی مختلف صورتوں کا عوام اور خواص دونوں نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق نام رکھ لیا ہے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنے کسی زندہ یا مردہ کے نام سے کوئی جانور ذبح کرے تو اس کا نام قربانی ہے۔ اور ربیع الثانی میں ایصال ثواب کا ذبیحہ ہو تو عوام اسے گیارہویں کہتے ہیں غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام ہو تو چھٹی۔ غازی میاں صاحب قدس سرہ العزیز کے نام ایصال ثواب کا نام عوام کی اصطلاح میں کندوری پڑ گیا۔ میں پوچھتا ہوں نام بدل دینے سے آپ اتنے وحشت زدہ ہو گئے کہ کہتے ہیں اسلام میں اندوری کندوری کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کندوری ایصال ثواب ہے جس کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے۔ ہاں غازی میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایصال ثواب میں اگر عوام اپنی طرف سے کوئی بات خلاف شرع کرتے ہوں اس کو ضروری روکا جائے گا۔ مگر آپ خود فیصلہ کرنے کے بجائے اس کی نشاندہی ہمیں کریں تا کہ ہم شریعت کی روشنی میں اس کے جائز و ناجائز ہونے کا فیصلہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(٦) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کہتا ہے کہ اسلام میں گوشت کھانا جائز ہے، کہیں نہیں لکھا ہے، براہ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا جواب مرحمت فرمایا جائے۔ محمد عالم خاں وکیل گھوسی

الجواب

کچھ لوگ اپنے محدود ماحول کے پروردہ ہوتے ہیں اور بچپن میں دل میں جمائے ہوئے خیالات میں گرفتار، وہ سمجھتے ہیں حقیقت وہی ہے جو کچھ ہم نے ماحول سے جانا۔ اور سچ وہی ہے جس کو ہمارے باپ دادا نے بچپن سے ہمارے دل میں جما دیا۔ وہ پڑھ لکھ کر بھی اپنی نظر میں وسعت نہیں پیدا کر سکتے اور اپنی سادہ لوحی سے ساری دنیا کو اپنے خیالات کے مطابق ہی سمجھتے ہیں۔

سوال میں ذکر کیے ہوئے زید بھی کچھ اس قسم کے معلوم ہوتے ہیں اور ہندوستان میں رہنے والے بہت سے لوگ گوشت خوری کے مسئلہ کو اسی نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ بے چارے حیرت کرتے ہیں کہ کوئی مذہب اور دھرم گوشت کھانے کی اجازت دے یہ ناممکن ہے۔

ایک دفعہ ٹرین میں میرے سامنے بھی ایسا ہی ذکر آ گیا۔ میں نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ رامائن میں لکھا ہے کہ رام جی کے بن باس کے زمانے میں راون جنگل میں ہرن بن کر ظاہر ہوا، رام جی نے اس کا

شکار کرنے کے لیے اس کا پیچھا کیا اور بہت دور تک چلے گئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے رام جی ہرن دیکھتے ہی دھنش بان لے کر شکار کے لیے کیوں نکل پڑے اور وہ شکار کیوں کرتے تھے؟ اگر یوں کہا جائے کہ اس کا گوشت کھانے کے لیے تو نہایت ادب سے عرض ہے پھر گوشت خوروں کے خلاف یہ غم وغصہ کیوں، اگر کہا جائے یونہی شوقیہ صرف جان مارنے کیلیے، تو گزارش ہے کہ یہ تو خالص پاپ ہے اور ہتھیارا بننا ہوگا۔ جو رام جی جیسے مہاپرش کے لیے یقیناً ناممکن ہے، کوئی جواب تو نہ دے سکا خفا لوگ بہت زیادہ ہوئے۔

الغرض عرب کے جغرافیائی حالات ہی کچھ ایسے تھے کہ آدمی گوشت کھانے پر مجبور تھا۔ غلہ وہاں پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اونٹ اور بھیڑ کا گوشت اور ان کا دودھ ہی ان کی غذا تھی۔ اس لیے ان کی زندگی کی خاطر گوشت خوری ان کے لیے حلال کرنا ضروری تھی۔ البتہ جن چیزوں سے انسان کی صحت اور کردار پر غلط اثر پڑتا تھا اس کو اسلام نے حرام قرار دیا اور جو ایسا نہ تھا اس کو حلال اور جائز باقی رکھا۔

اب ہم قرآن وحدیث سے کچھ حوالے نقل کرتے ہیں جس سے ہمارے اس دعوی کا ثبوت ہوگا۔

قرآن آیات ملاحظہ کریں۔

(۱) ﴿قُل لَّآ أَجِدُ فِيْ مَآ أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّآ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَماً مَّسْفُوحاً أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقاً أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّهِ بِهِ﴾[الانعام:۱۴۶]

اے پیغمبر آپ مکہ کے کافروں سے کہہ دیجئے کہ قرآن نے کھانے والوں پر صرف مردار، خون، سور کا گوشت حرام کیا کہ یہ گندگی ہے یا وہ جانور جن کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ (اور جن کو غیر اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا ہو وہ حلال اور جائز ہے)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن حلال جانوروں کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا گیا وہ حلال اور جائز ہیں۔

(۲)﴿فَكُلُواْ مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ﴾[الانعام:۱۱۸]

اگر تم اللہ کے احکام پر ایمان رکھتے ہو تو جن حلال جانوروں کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر حلال کیا گیا ہے اس کو کھاؤ۔

اس آیت میں بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر حلال کیے ہوئے جانوروں کے کھانے کا حکم ہے تو کیا اللہ پاک ناجائز کے کھانے کا حکم دے گا؟۔ معلوم ہوا حلال جانور کا حلال کیا ہوا گوشت نہ یہ کہ صرف جائز ہے بلکہ اس کے کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۳)﴿قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا

عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾[المائدة:٤]

یارسول اللہ آپ فرمادو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پاک چیزیں جائز کیں اور جو تم نے شکاری جانور سدھائے جنہیں تم شکار پر دوڑائے ہو وہ شکار کر کے روک لیں تو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر انہیں کھاؤ۔

اس آیت میں اس بات کی تشریح ہے کہ سدھائے ہوئے جانوروں کا شکار بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔

(٤) ﴿وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا﴾[النحل:١٤]

خدا وہی ہے جس نے تم کو سمندر سے تر گوشت (مچھلی) نکال کر کھانے کی توفیق بخشی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنا انعام اور احسان بتارہا ہے کہ تم کو مچھلی کے شکار اور اس کا گوشت کھانے کی طاقت بخشی تو کسی ناجائز امر کو اللہ تعالیٰ بطور احسان گنائے گا؟ معلوم ہوا مچھلی کا گوشت کھانا بھی جائز ہے۔

(٥) ﴿ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثَيَيْنِ أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّاكُمُ اللّٰهُ بِهَٰذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾[الانعام:١٤٣۔١٤٤]

یہ آٹھ جوڑے ہیں دو دو بھیڑ اور بکری میں اور دو دو اونٹ اور گائے میں۔ ان میں کون حرام ہیں نر مادہ یا جو مادہ کے پیٹ میں ہیں اگر تم سچے ہو تو کچھ بتاؤ۔ کیا خدا نے جب ان کو حرام کیا تو تم وہاں تھے ہرگز نہیں۔ سنو یہ خدا پر جھوٹ باندھتے ہو اور خدا پر جھوٹ باندھنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ عرب کے مشرکین نے دودھ والے کچھ جانوروں کا گوشت حرام قرار دیا تھا۔ کچھ کی سواری اور کچھ کا دودھ۔ اللہ تعالیٰ انہیں کا نام لے کر کفار عرب سے پوچھتا ہے۔ ان جانوروں کو اللہ نے تم سے کہا تھا کہ حرام ہیں؟۔ تمہیں ان کی حرمت کا کیسے پتہ چلا؟۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کو حرام قرار دے کر تم اللہ پر بہتان باندھتے ہو۔ اس نے تو تم کو حلال قرار دیا ہے، جائز بتایا ہے۔ سنو کہ جھوٹ بہتان تراشنے والے بڑے ظالم ہیں۔ اس سے صاف اور واضح آیت کیا چاہیے جس میں نام بنام جانوروں کو حلال کیا۔ اور حرام کہنے والوں پر لعنت کی۔

اب حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن ابی قتادۃ رأی حمارا وحشیا فعقرہ فقال النبی ﷺ هل معکم من لحمه

قال معنا رجله تاخذها فاكلها ۔ (متفق علیہ)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نیل گائے کا شکار کیا، حضورﷺ نے پوچھا تمہارے پاس اس کا گوشت ہے عرض کی ہاں یارسول اللہ ایک ران ہے حضورﷺ نے اس ران میں سے کھایا۔

(۲) عن انس قال انفجنا ارنبا بمرالظهران فاخذتها فاتيت ابي طلحة فذبحها وبعث الى رسول الله ﷺ بوركها فقبله ۔ (متفق علیہ)

حضرت انس کہتے ہیں کہ ہم نے ایک خرگوش دوڑایا۔ میں نے پکڑ لیا میرے سوتیلے والد ابوطلحہ نے اس کو ذبحہ کیا اس کا کولہا ہدیہ حضورﷺ کے پاس بھیجا حضور نے اس کو قبول فرمایا۔

(۳) عن ابي موسى الاشعري رأيت رسول الله ﷺ ياكل لحم الدجاجة ۔

(متفق علیہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں میں نے رسول اللہﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا۔

(٤) عن سفينه قال اكلت مع رسول الله ﷺ لحم الحبارى ۔ (ابوداؤد)

میں نے رسول اللہﷺ کے ساتھ حباری پرند کا گوشت کھایا۔

(٥) اذا ارسلت كلبك فاذكر اسم الله فان امسك فيه فادركته حيا فاذبحته ان ادركته قد قتل ولم ياكل منه فكله۔ (مشکوۃ)

تو اپنے سدھائے کتے کو شکار پر چھوڑے تو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لے اگر کتے نے شکار پکڑ لیا اور تو نے اس کو زندہ پایا تو اس کو ذبح کر اور مر گیا ہو اور کتے نے اس میں سے کچھ نہ کھایا ہو تو کھا۔

(٦) عن عائشة رضي الله تعالىٰ عنهاقالت يارسول الله ان اقواما حديث عهد بجاهلية ياتوننا بلحمان لايدرى ايذكرون اسم الله عليها ام لا قال اذكروا انتم اسم الله فكلوا ۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں حضورﷺ سے کچھ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ کچھ نو مسلم گوشت لائے ہیں پتہ نہیں بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبحہ کرتے ہیں یا نہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھ کر کھالیا کرو۔

(۷) ما انهر الدم وذكراسم الله عليه فكل ۔ (متفق علیہ)

جو خون بہادے اور اس پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لیا ہو تو اس کو کھانا چاہیے۔

(۸) كعب ابن مالك انه كان له غنم ترعى بسلع فابصرت جارية لناشاة من غنمنا

موتا فکسرت حجرا فذبحت فسال النبی ﷺ فامرنا کلھا۔(بخاری)

کعب ابن مالک کہتے ہیں ہماری بکریاں مقام سلع پر چر رہی تھیں، ایک لڑکی نے ایک بکری میں موت کا اثر دیکھا۔ تو ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری کو ذبحہ کیا حضور سے مسئلہ پوچھا تو فرمایا اس کا کھانا جائز ہے۔

(۹) عن عبداللہ بن عمرو ابن العاص قال رسول اللہ من قتل عصفورا فمافوقھا بغیر حق سالہ اللہ عن قتلہ قیل یارسول اللہ ماحقھا فقال ان یذبحھا فیا کلھا لان یقطع رأسھا فیرمی بھا۔ (احمد ونسائی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص گوریا بھی ناحق مارے گا قیامت کے دن اس سے سوال ہوگا لوگوں نے پوچھا حق کے ساتھ مارنے کا کیا مطلب ہے فرمایا ذبح کیا تو کھاؤ یہ نہیں کہ سر کاٹ کر پھینک دو۔

(۱۰) عن جابر قال: قال رسول اللہ ﷺ مامن دابة فی البحر الا وقد زکاھا اللہ لبنی آدم۔ (الدار قطنی)

حضرت جابر کہتے ہیں حضور نے فرمایا اللہ تعالی نے سمندر کی تمام مچھلیوں کو بنی آدم کے لیے جائز بتایا۔

یہ پانچ آیتیں اور دس حدیثیں ہیں، اور جمع کی جائیں تو سیکڑوں کی تعداد پہونچے جن میں طرح طرح سے حلال جانوروں کے گوشت کے جواز کا بیان ہے جو ادنی تامل سے ظاہر ہے، اس لیے ہم کو زید صاحب سے ہمدردی ہے کہ قرآن وحدیث میں ان کے مزعومہ کے بالکل خلاف نکلا۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی، شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

قرآن کہتا ہے کہ جس جانور کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے تو اس کو مت کھاؤ اور حدیث میں آیا ہے کھاؤ اس لیے کہ ہر مومن کے دل میں اللہ کا نام ہے قرآن وحدیث کا ٹکراؤ ہو گیا ہے تو حدیث متروک ہو جائے گی قرآن پاک پر عمل ہوگا۔

کیونکہ تطبیق کی کوئی صورت ممکن ہی نہیں ہے بکر کہتا ہے کہ حدیث اس وقت متروک ہوگی جب بسم اللہ قصدا چھوڑ دیا ہو لیکن تطبیق کی صورت ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم حدیث کو محمول کر دیں گے نسیان پر یعنی جہاں یہ آیا ہے کہ کھاؤ تو اس حدیث کو ہم محمول کریں گے نسیان پر تو مطلب یہ ہوا کہ اگر قصدا بسم اللہ کو چھوڑ دیا ہے تو جانور حرام ہوگا۔ اگر بھول کر بسم اللہ کو چھوڑا ہے جب تو جانور حرام نہیں ہے بلکہ حلال ہے۔ بلکہ جہاں نبی کریم علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ کھاؤ اس لیے کہ ہر مومن کے دل میں بسم اللہ ہے تو نبی کریم علیہ السلام کے

اس قول کو نسیان پر محمول کریں گے۔ لہذا بسم اللہ بھول کر چھوڑنے کی صورت میں جانور حلال ہے۔ اور قصدا چھوڑنے کی صورت میں حرام، اب دونوں قول ہیں کس کا قول موافق شرع ہے۔ شرعی جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب

بعون الملك الوهاب ۔اللهم هداية الحق والصواب

صورت مسئولہ میں زید کا یہ کہنا کہ جب قرآن وحدیث کا ٹکراؤ ہوگیا تو حدیث متروک ہو جائے گی اور قرآن پاک پر عمل ہوگا نہ مطلقا صحیح ہے اور نہ زیر بحث مسئلہ میں درست ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں کوئی تعارض نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر ظاہری تعارض پیدا ہو جائے تو علمائے اصول فقہ کے نزدیک یہ مسئلہ اصولی ہے کہ حتی الوسع یہ کوشش کی جائے گی کہ قرآن وحدیث کا باہمی تعارض دور ہو جائے اور اگر تعارض دور نہ ہو سکے تو یہ تحقیق کی جائے گی کہ حدیث پاک کس معیار کی ہے۔ حدیث پاک جس معیار کی ہوگی اس اعتبار سے تعارض کو مندفع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

"هـذا هو الاصول التى مبنية فى كتب اصول الفقه مثلاً اصول الشاشى ونور الانوار والتوضيح والحسامى وغيرها فمن شاء التفصيل فليرجع اليها"

اور زید کا یہ کہنا کہ زیر بحث مسئلہ میں تطبیق کی کوئی صورت ممکن نہیں ہے باطل ہے۔ اگر زید کو اصول الشاشی اور نور الانوار وغیرہ کا علم ہوتا تو یہ جسارت نہیں کرتا۔

"لاحول ولاقوة الا بالله العلى العظيم"

بکر نے صورت مسئولہ میں قرآن وحدیث کے درمیان تطبیق کی جو صورت بیان کی ہے وہ صحیح اور مطابق اصول ہے۔ ہدایہ اخیرین ص ۴۱۹ میں ہے:

"وان ترك الذابح التسمية عمدا فالذبيحة ميتة لاتوكل وان ترك ناسيا اكل"

کے تحت صاحب ہدایہ یہ فرماتے ہیں:

"والسمع غير مجرى على ظاهرة اذ لواريد به لجرت المحاجة وظهر الانقياد وارتفع الخلاف فى الصدر الاول والاقامة فى حق الناس وهو معذور لايدل عليها فى حق العامد ولاعذر وما رواه محمول على حالة النسيان" (هدايه اخيرين ص ۴۲۰)

یہاں بکر کا یہ کہنا "حدیث اس وقت متروک ہوگی جب بسم اللہ قصدا چھوڑ دیا ہو" غیر مناسب ہے کیونکہ علمائے احناف کے نزدیک یہ حدیث پاک عمدا بسم اللہ شریف کے ترک کے متعلق ہے ہی نہیں کہ

حدیث کا متروک ہونا لازم آئے گا۔

"ھذا ماظھر عندی والعلم الحقیقی عند ربی" ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۲ر ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

(۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اصول الشاشی کے ایک مقام کے سمجھنے کے لیے حضور سے رجوع کر رہا ہوں امید قوی ہے کہ حضور واضح جواب سے نواز کر ذرہ نوازی فرمائیں گے۔

کتاب اللہ کے خاص اور اس کے بالمقابل خبر واحد میں عدم جمع کی صورت میں خبر واحد کے ترک کی امثلہ کے سلسلے میں کہتے ہیں۔

"وقلنا كذلك فى قوله تعالىٰ: ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾[الانعام: ۱۲۱] انه يوجب حرمة متروك التسمية عامدا وجاء فى الخبر انه عليه السلام سئل عن متروك التسمية عامدا فقال كلوه فان تسميه الله تعالىٰ فى قلب كل امرء مسلم فلايمكن التوفيق بينهما لانه لو ثبت الحل بتركها عامدا لثبت الحل بتركها ناسيا فحينئذ يرتفع حكم الكتاب فيترك الخبر"۔

اس عبارت کے سلسلہ میں زید کا قول ہے کہ آیت کریمہ اور خبر واحد میں تعارض ہے اور تطبیق وتوفیق کی کوئی صورت نہیں ل، ہذا آیت کریمہ پر عمل ہوگا اور خبر چھوڑ دی جائے گی، اس لیے کہ اگر حدیث سے متروک التسمیہ عامدا کی حلت ثابت ہوگی تو متروک التسمیہ ناسیا کی حلت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی، دریں صورت حکم کتاب مرتفع ہو جائے گا اور اس کا مصداق ومحمل نہ رہے گا۔

بکر کا قول ہے کہ تطبیق ممکن ہے بایں طور کہ خبر کو نسیان پر محمول کیا جائے گا یعنی خبر میں جو کھانے کی اجازت ہے وہ متروک التسمیہ ناسیا کی صورت میں ہے اور آیت میں متروک التسمیہ عامدا کی حرمت کا بیان ہے لہٰذا تعارض ختم ہو گیا۔

زید کا کہنا ہے کہ آپ خبر کو نسیان پر محمول کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ حدیث میں صراحتہً عامدا کا لفظ موجود ہے۔ یعنی سوال متروک التسمیہ عامدا کے بارے میں تھا تو جواب بھی اسی کے بارے میں رہے گا۔ اور حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ متروک التسمیہ عامدا کو کھاؤ کیونکہ ہر مرد مسلم کے قلب میں تسمیہ حق ہے، اس سلسلے میں ایک فاضل سے سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ صحیح بات یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں کوئی تعارض نہیں ہوتا۔ نیز فرمایا کہ حدیث احناف کے نزدیک عمدا بسم اللہ کے ترک سے متعلق

ہے ہی نہیں۔ ان کا پورا جواب مع سوال بھی حاضر ہے۔ یہاں تطبیق کی کوئی صورت ممکن ہے یا نہیں۔ اور فاضل مجیب کے جواب کی کیا حیثیت ہے مسلکہ سوال وجواب بھی واپس فرمادیں۔

جواب جہاں تک ممکن ہوا گر جلد مرحمت ہوجائے تو عین کرم ہوگا۔ فقط

عبدالسلام رضوی مدرسہ مدینۃ العلوم چوروراج ۹ رمحرالحرام ۱۴۱۵ھ

الجواب

مکرمی حضرت مولانا صاحب السلام علیکم

آپ حضرات کا نزاع مجھے لفظی معلوم ہورہا ہے۔ کیونکہ نہ آپ مطلقا ترک کے قائل۔ کیونکہ آپ نے اپنے بیان میں فرمایا تطبیق کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ اور نہ بکر صاحب مطلقا عدم ترک کے قائل ہیں، وہ کہتے ہیں کہ حدیث تب متروک ہوگی جب قصدا ترک تسمیہ ہو۔

آپ دونوں بزرگوں کی غلط فہمی کا منشاء یہ ہے کہ پوری صورت حال سامنے نہیں۔ وہ عرض ہے: ترک تسمیہ کے سلسلہ میں کتب متفرقہ میں مندرجہ ذیل روایتیں ملیں۔

(۱) ہدایہ۔ المسلم یذبح علی اسم اللہ تعالیٰ سمی اولم یسم۔ اس حدیث کے بارے میں امام زیلعی فرماتے ہیں لم اجد بھذا اللفظ انما اخرج الدار قطنی والبیھقی من حدیث ابن عباس۔

(۲) "ان النبی ﷺ قال المسلم یکفیہ اسمہ فان نسی ان یسمیٰ حین یذبح فلیسم ولیذکر اسم اللہ علیہ ثم لیاکل ورواہ سعید ابن منصور وعبد الرزاق والحمیدی من ھذا الوجہ"

اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ صاحب ہدایہ نے حدیث کے جو الفاظ لکھے وہ تو نہیں البتہ ابن عباس کا ایک قول اس کے ہم معنی "مگر اس میں بھولنے کی تصریح ہے" دار قطنی اور بیہقی وغیرہ میں ہے۔

وہی فرماتے ہیں:

(۳) "وفی الباب عن ابی ھریرۃ ان رجلا سأل النبی ﷺ ان الرجل منا یذبح وینسیٰ ان یسمیٰ اللہ قال اسم اللہ علی کل مسلم۔ اخرجہ ابن عدی والدار قطنی"

یہ حدیث ضعیف بھی ہے اور اس میں بھی بھولنے کی تصریح ہے۔ مراسیل ابوداؤد سے ایک روایت نقل کی۔

(۴) "من روایتہ ثور ابن یزید عن الصلت عن النبی ﷺ ذبیحۃ المسلم حلال ذکر اسم اللہ اولم یذکر"

میرے خیال میں ہدایہ کی روایت سے قریب تر یہی روایت مرسلہ ہے (اخیرین ص ۴۱۹-۴۲۰)

ایک حدیث بدائع الصنائع میں راشد ابن سعید عن النبی ﷺ:

(۵) "انه قال ذبيحة المسلم حلال سمی او لم یسم مالم یعمد" ۔(ج۵ص۴۷)
ایک حدیث یہ ہوئی جو آپ نے اصول الشاشی کے حوالہ سے نقل۔
(٦) "فی الخبر انه علیه السلام سئل عن متروك التسمیه عامدا فقال کلوه فان تسمیة الله تعالیٰ فی قلب کل امرأ مسلم"

یہ چھ حدیثیں ہیں جن میں پانچ متروک التسمیہ سے متعلق لیکن نہ سب سے ایک مدعا ثابت ہوتا ہے۔نہ ہر حدیث کا ایک ہی جواب ہوگا۔

میرے خیال میں آپ لوگوں سے یہ غلط فہمی ہوئی کہ آپ نے سمجھا حدیث صرف انہیں الفاظ میں ہے جو صاحب اصول الشاشی نے روایت کی اور وہ یہ سمجھے کہ الفاظ حدیث دراصل وہ ہیں جو صاحب ہدایہ نے لکھے۔اور ہماری گزارش یہ ہے کہ صاحب ہدایہ اس حدیث کے بارے میں جو انہوں نے ہدایہ میں نقل کی ہے۔فرمایا:"وماروا ه محمول علی حالة النسیان"

کیونکہ وہ حدیث مطلق ہے اس میں عمدا یا سہوا ذکر نہیں ہے۔

اور صاحب اصول الشاشی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا جو انہوں نے اپنی کتاب میں نقل کی: " فلا یمکن التوفیق بینهما۔ فحینئذ یرتفع حکم الکتاب فیترك الخبر"

تو جہاں تک اصول الشاشی کی عبارت کا معاملہ ہے آپ ٹھیک سمجھے کہ حدیث قرآن ہی کے مقابلہ میں متروک ہے۔اور بکر صاحب اگر اس عبارت کا وہ مطلب بتا رہے ہیں جو ان کی طرف منسوب ہوا ہے تو وہ غلط کہہ رہے ہیں۔اصول الشاشی کی عبارت کوئی ایسی الجھی ہوئی عبارت تو نہیں جس کے مفہوم میں کوئی خفا ہو۔

بات یہ ہے ایک ہی مسئلہ میں مختلف دلائل یا ایک ہی دلیل کا جواب مختلف طریقہ سے دیا جاتا ہے، صاحب ہدایہ ہی کو لے لیجئے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جواب مختلف طریقہ سے دیا ہے۔

(۱) اس مسئلہ پر عہد صحابہ کا اجماع ہو چکا ہے کہ عمدا ترک تسمیہ کیا تو ذبیحہ حرام ہے اور کسی مجمع علیہ مسئلہ پر بعد کے کسی مجتہد کو بھی از سر نو غور کرنے کا حق نہیں۔

اس کو انہوں نے اپنی اس عبارت میں بیان کیا ہے۔

"هذا القول من الشافعی مخالف لاجماع لان لاخلاف فیمن کان قبله فی حرمة متروك التسمیه عامدا"

(۲) "ماروا ه محمول علی حالة النسیان" ۔اس کا بیان گزرا

(۳) صاحب اصول الشاشی نے اس طریقہ سے جواب دیا جس کا ذکر ہو چکا۔کیونکہ یہ اس

حدیث کا جواب دے رہے ہیں جس میں عمداً ترک تسمیہ کا بیان ہے۔

(۴) کچھ لوگوں نے یہ جواب دیا کہ متروک التسمیہ نسیاناً دراصل متروک ہے ہی نہیں یہ حکماً مذکور التسمیہ ہے، پس اگر عمداً کو بھی حلال کر دیا جائے تو مسالم یذکر اسم اللہ علیہ پر عمل ہی ناممکن ہو جائے گا۔ پس جب صورت حال یہ ہے تو اس پر اصرار کرنا کہ ہمارے علماء نے اس مسئلہ کو نسیان پر محمول کیا کیسے صحیح ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم　　عبدالمنان اعظمی　　شمس العلوم گھوسی مئو　　۱۸ر محرم الحرام ۱۰ھ

(۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

اپنے ہاتھ سے قصائی روز دو بجے رات کو جانور ذبح کرتے ہیں اور ان میں کچھ پکڑے ہیں کیا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے یا نہیں؟ واضح فرمائیں۔ فقط والسلام۔ المستفتی رئیس احمد رسول پور محمد آباد ضلع مئو

الجواب

اگر وہ قصاب سنی صحیح العقیدہ ہیں اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کریں چاروں رگیں جنکا ذبح میں کاٹنے کا حکم ہے کٹ جائیں تو جائز ہے، پیکڑ ہونے سے ذبیحہ ممنوع نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع اعظم گڑھ ۹ر جمادی الاخری ۱۴۱۰ھ

(۱۰-۱۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) اگر کسی دیوبندی یا اہل حدیث (غیر مقلد) نے جانور کو ذبح کیا اگر چہ وہ قربانی کا جانور ہو یا عقیقہ کا تو اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز ان کی شادی بیاہ کی تقریب میں کھانا کیسا ہے؟

(۲) سنی کا ذبیحہ کیا ہوا گوشت تھا، پھر اس میں دیوبندی یا اہل حدیث کا ذبیحہ گوشت ملا دیا گیا تو اب اس گوشت کا حکم کیا ہے؟

(۳) عورتوں سے میلاد شریف کی محفل کرانا جب کہ ان کی آواز کا بھی پردہ ہے تو جب وہ مردوں کی طرح مل کر بلند آواز سے میلاد النبی ﷺ پڑھتی ہیں اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

محمد اشرف محلہ حیدر آباد پوسٹ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب

(۱) دیوبندیوں اور غیر مقلدین کا ذبیحہ حلال نہیں۔ بہار شریعت پندرہواں حصہ صفحہ ۹۵ر پر ہے:

ذبح کرنے والا مسلم یا کتابی ہو، مرتد ومشرک کا ذبیحہ حرام ومردار ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں پر کفر وارتداد کا فتوی ہے وہ اگر قربانی کے علاوہ بھی جانور ذبح کر دیں تو اس کا گوشت حرام اور مردار کے حکم میں ہے۔ اور قربانی کے جانور کا مسئلہ اس سے بھی نازک ہے۔ بہار شریعت میں ہے: قربانی کے

تمام شرکا کی نیت تقرب (عبادت) ہو کسی کا ارادہ گوشت کا نہ ہو یعنی بڑے جانور میں قربانی کے لیے سات آدمیوں کی شرکت ہو سکتی ہے، قربانی کے وقت سات سنی مسلمانوں نے ایک جانور خریدا ان میں سے چھ آدمیوں نے تو عبادت اور ثواب کی نیت کی مگر ایک آدمی کی نیت عبادت اور طلب ثواب کی نہ تھی اس نے گوشت کے لیے شرکت کی تو یہ غلط نیت کرنے والا گوسنی اور ذبح کرنے والا بھی سنی ہو، اور عید کے دن ہی ذبح کیا ہو مگر وہ پورا جانور شریعت کے نزدیک قربانی نہیں ہوا، روزانہ ذبح ہونے والے جانوروں کی طرح ذبح ہوا مگر ساتوں میں نہ کسی کی قربانی ہوئی نہ ثواب ملے گا، ایک آدمی کی نیت غلط ہونے سے سب کی قربانی رایگاں ہوئی، تو مرتد و بددین ذبح کریگا تو کیا حال ہوگا؟ نہ قربانی ہوگی نہ ذبیحہ ہوگا اور گوشت مردار ہوگا۔

ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی کرنا کھان پان اور میل ملاپ ناجائز ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

(۲) اگر اس طرح مل گیا ہو کہ اسکو الگ نہ کیا جاسکتا ہو تو سب حرام ہو گیا۔

فتاوی رضویہ جلد ۸ رص ۳۲۸ رمیں ہے:

حرام چیز اگر دوسری میں ایسی مخلوط ہو گئی کہ تمیز ناممکن ہو تو اسے بھی حرام کردے گی۔ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام۔

(۳) عورتوں کی مجلس میلاد میں لاؤڈ اسپیکر نہ لگایا جائے گھر کے ایسے حصہ میں مجلس رکھی جائے کہ آواز باہر تک نہ آئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ سے آپ کے زمانہ کی مسلمانوں عورتوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کا تو سارا وقت مرد حضرات ہی لے لیتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے لیے کوئی وقت بھی مقرر فرمادیں جہاں صرف ہم عورتیں ہی جمع ہوں اور آپ ہمیں ہدایت اور نصیحت فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بھی ایک وقت مقرر فرمادیا۔ تو اگر عورت آج یہ کام کرتی ہے تو اس کو بالکلیہ نہ روکا جائے بلکہ حد شرع میں رکھ کر ان کی مدد کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کا بکرا کنویں میں گر کر مر گیا۔ گاؤں والوں نے بکرا نکالا زید نے اسے ذبح کرایا عمر نے تین سیر گوشت لے کر گاؤں میں بیچ دیا تو زید و عمر کے لیے کیا حکم ہے؟۔

محمد سعید وعبدالعزیز بقلم خود پوسٹ مدعو بن ضلع اعظم گڑھ

الجواب

اس معاملہ میں زید وعمر دونوں سخت گنہگار ہوئے اور بے توبہ مرے تو سخت عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ ان پر لازم ہے کہ اپنے اس گناہ سے توبہ کریں اور آئندہ کے لیے عہد کریں کہ ایسے گناہ نہیں کریں گے اور جس مسلمان کے ہاتھ بیچا اس کے پیسے واپس کریں اور اس دھوکہ بازی سے معافی مانگیں۔ انھوں نے صدق دل سے ایسا کرلیا تو انشاء اللہ ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے: "التائب من الذنب کمن لا ذنب له۔ اور اگر وہ اپنی اس سرکشی پر اڑے رہے تو مسلمان ان سے قطع تعلق کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ عبدالمنان اعظمی

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ

(نوٹ) اگر ذبح کرتے وقت اس میں ذرا بھی رمق باقی رہی تو کوئی حرج نہیں ہاں اگر واقعی مر گیا ہو تو وہی صحیح ہے جو اوپر بیان ہوا۔ الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

(۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) اگر کوئی شخص قصداً یا سہواً گھٹنا کھول کر ذبیحہ کرے تو کیا ایسے ذبیحہ میں شرعاً کوئی قباحت ہے یا نہیں؟۔

(۲) نیز کیا قصداً یا سہواً گھٹنا کھل جانے سے وضو جاتا رہتا ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

المستفتی، ڈاکٹر ضمیر احمد کریم الدین پور گھوسی مئو ۱۳ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

الجواب

گھٹنا ران کے تابع ہے اور ان اعضاء میں سے ہے جن کا چھپائے رکھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور اس کو کھولنا بلا ضرورت گناہ ہے لیکن حالت ذبح میں گھٹنا کھل جائے یا کھول دیا جائے تو اس سے نہ ذبیحہ پر کوئی اثر پڑتا ہے نہ وضو ٹوٹتا ہے، ذبیحہ جائز ہے اور وضو باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۲۵ ربیع الآخر ۱۴۱۵ھ

(۱۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید نے جھٹکے کا گوشت جان بوجھ کر اپنی بچی کو جو کہ ابھی نابالغہ ہے لاکر کھلایا۔ جس کی وجہ سے برادری کے لوگوں نے برادری سے الگ کر دیا۔ ایسی صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت کیا جائے تاکہ برادری کی کشمکش دور ہو۔ عین کرم ہوگا۔

(۲) ہندوؤں کے کالی بھوانی یا کسی اور استھان کے چڑھاوے کا کھانا کھانا مسلمانوں کو جائز ہے کہ نہیں۔ بینوا توجروا
المستفتی شیخ محمد بشیر شیتو رسورج پورا اعظم گڑھ

الجواب

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ﴾[المائدة:۳]

اس مبارک آیت سے معلوم ہوا کہ بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور اور ان کے چڑھاوے کا ذبیحہ جانور حرام قطعی ہے۔ اس کا حرام سمجھ کر کھانے والا کھلانے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے توبہ مرا تو عذاب الٰہی کا مستحق۔ اور حلال سمجھنے والا۔ اور حلال سمجھ کر کھانے کھلانے والا کافر اس پر توبہ وتجدید ایمان ونکاح ضروری۔ صورت مسئولہ میں بچی بے گناہ ہے اس کو کھلانے کا گناہ بھی زید پر ہے۔

نوٹ:- جب تک توبہ صادقہ نہ کرلے برادری بائیکاٹ جاری رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ

(۱۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

قصاب کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے۔ فتاوی عالم گیری میں ہے: زید حوالہ میں بہار شریعت کو پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو عالم گیری ودر مختار کو نہ مانے کافر ہے۔ آیا کیا بہار شریعت میں لکھا ہے خلاصہ جواب سے مطلع کریں۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔
المستفتی: عبدالقوی انصاری بھیرا ولید پور ضلع مئو متصل، درسہ عزیزیہ خیر العلوم

الجواب

سائل غالبا یہ کہنا چاہتا ہے کہ عالم گیری میں یہ مسئلہ غلط لکھا ہے کہ قصاب کے ہاتھ کا ذبیحہ حرام ہے اور بہار شریعت میں یہ لکھا ہے کہ جو عالم گیری اور در مختار کو نہ مانے کافر ہے۔ اب ہم اگر عالم گیری کے اس مسئلہ کو مانیں تو ایک غلط مسئلہ کو مانیں اور مسئلہ کو غلط کہیں تو عالم گیری کا انکار ہے جو بقول صاحب بہار شریعت کفر ہے؟

یہ عالم گیری بہار شریعت میں بہت بڑا تعارض ہوا اس کا کیا جواب ہے؟ اور سائل نے اپنی گردن بچانے کے لیے اس کا سارا بوجھ زید کی گردن پر ڈالا کہ یہ باتیں زید کہتا ہے مگر انداز بیان پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے آدھی بات تحریر کی وہ بھی بے ربط اور آدھی بات مہمل ہی چھوڑ دی۔

تو ہم اس مجہول زید سے ہی سوال کرتے ہیں کہ زید نے عالم گیری اور بہار شریعت میں یہ باتیں خود پڑھیں یا سائل کی طرح اس سے بھی کسی فرضی زید نے کہا، اس نے ان کتابوں میں خود نہیں پڑھا، اور اس کو سن کر اور اس پر اعتماد کر کے لوگوں سے اس کو بیان کرنا شروع کر دیا اور حوالہ دینے لگا۔ پہلی صورت میں اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ دونوں کتابوں کی متعلقہ جلدوں اور متعلقہ ابواب کا پتہ بتائے صفحات کا نمبر اور مطبع لکھے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کی بات پاگلوں کی بڑمانی جائے گی کہ دعوی بلا دلیل قبول خرد نہیں۔

اگر دوسری بات ہے تو زید اپنی اس حرکت کا حکم حدیث سے سنئے: کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع۔ آدمی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی کافی ہے جو کچھ سنے سب بیان کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾ [آل عمران: ٦١] جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور اگر حقیقۃً عالم گیری کو پڑھا ہے اور حوالہ کے وقت قصداً آنکھیں پھیر لیں تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ زید صاحب کذب سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر مصنفین عالم گیری پر بہتان باندھ رہے ہیں۔ کیونکہ متعلقہ مسئلہ سے متعلق عالم گیری کی عبارت یہ ہے: الزکاۃ نوعان اختیاریۃ و اضطراریۃ و محلہ ما بین اللبۃ واللحیین (ملخصا) ذبح کی دو قسمیں ہیں اختیاری واضطراری اور اختیاری ذبح کا مقام سینہ سے اوپری کنارہ سے دونوں جبڑوں کے درمیانی جگہ ہے۔ (جسے حلق کہتے ہیں)

اسی عنوان کے تحت یہ مسئلہ تحریر ہے:

لا باس بالذبح فی الحلق کلہ اسفلہ و اوسطہ و اعلاہ و فی فتاوی اھل سمرقند قصاب ذبح الشاۃ فی لیلۃ مظلمۃ فقطع اعلی من الحلقوم او اسفل منہ یحرم اکلھا لانہ ذبح فی غیر المذبح. (عالم گیری کتاب الذبائح جلد پنجم ص ۲۵۸)

حلق کے نیچے یا اوپری حصہ میں ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اہل سمرقند کے فتاوی میں لکھا ہے ایک قصاب نے تاریک رات میں ذبح کیا، اندھیرے میں اس نے حلق کے بجائے حلق سے اوپر یا نیچے ذبح کر دیا تو اس کا کھانا حرام ہے، کیونکہ ذبح کی جگہ تو حلق ہے اور یہ ذبح اس سے ہٹ کر کیا گیا ہے۔

اس عبارت میں اس امر کی تصریح ہے کہ ذبیحہ کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس حصہ جسم کو کاٹنا چاہیے تھا ذبح اس جگہ نہ ہوا۔ اس کی حرمت ذبح کرنے والے کے قصاب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔ تو ایسی صورت میں ذبح کرنے والا جس برادری کا بھی ہو ذبیحہ حرام ہوگا، قصاب ہونے کی خصوصیت نہیں۔

اگر یہ مسئلہ یوں بھی بیان کیا گیا ہوتا کہ کسی جنکر نے رات کی تاریکی میں ذبح کیا، اندھیرے کی وجہ سے اسے پتہ نہ چلا اور اس نے حلق کے بجائے حلق سے کچھ اوپر یا نیچے کاٹا تو ذبیحہ حرام ہوا۔

تو اس کا یہ مطلب نکالنا کہ انصاری کا ذبیحہ حرام ہے کسی طرح صحیح نہ ہوا، نری جہالت ولاعلمی ہوئی۔ اس مسئلہ میں قصاب کا ذکر تو صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ یہ کاروبار کرتا ہے، جانور ذبح کر کے اس کے ٹکڑے کر کے بیچتا ہے۔

الغرض زید یا کوئی اور شخص جان بوجھ کر عالم گیری کی اس عبارت کا یہ غلط مطلب بیان کرے اور اس کو مصنفین عالم گیری کی غلطی تصور کرے تو یہ اس کا افتراء ہے جس کا درجہ کذب سے بھی زائد ہے۔ اور یہیں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عالم گیری کا یہ مسئلہ صحیح ہے اس کو قصاب کا ذبیحہ حرام ہونا کہہ کر بیان کرنے والا خود جھوٹا ہے اور بہار شریعت اور عالم گیری کی عبارت میں کوئی تعارض نہیں، پھر یہ ذمہ داری زید کے سر باقی ہے کہ وہ یہ دکھائے کہ بہار شریعت میں یہ لکھا ہے کہ عالم گیری یا در مختار میں لکھے ہوئے کسی مسئلہ کو غلط کہنے والا کافر ہے، ہمارا تو یہ کہنا ہے کہ وہ عالم گیری کی طرح بہار شریعت پر بھی بہتان ہی باندھ رہا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۵ رجمادی الاولی ۱۴۱۸ھ

(۱۷۔۱۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) کرہ تحریما (الحرام) من الشاۃ سبعا الحیاء ھی الفرج والغدہ و المثانہ و المرارۃ والدم المسفوح والذکر والانثیین۔ ۱۔ بکری کی شرم گاہ ۲: غدہ گردہ کے مانند ایک چیز سخت گول اور چربی شدہ ہوتی ہے چڑدہ کہتے ہیں جس میں مینگنی بھری ہوتی ہے۔ ۳: مثانہ، پھکنا و تھیلی جس میں پیشاب بھرا رہتا ہے۔ ۴: مرارہ یعنی پتہ۔ ۵: بہتا خون۔ ۶: پیشاب کی نلی۔ ۷: انثیان دو بیضے۔ یہ کل مکروہ تحریمی ہیں۔ جگری بچونی میں کوئی شک نہیں اس لیے کہ نجاست والی چیز ہے۔ اس کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی وضاحت فرمائیں۔

(۲) آب زمزم سے مجبوری کے تحت استنجا کرنا کیسا ہے؟

(۳) کسی عالم نے عوام کے سامنے یہ کہا کہ اللہ پاک جھوٹ بول سکتا ہے لیکن بولتا نہیں اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۴) عورت نماز پڑھنے کے لیے مصلے پر گئی اور اس کے سر کا بال بکھرا ہوا ہو تو کیا بکھرے ہوئے بال کی حالت میں نماز پڑھنے سے نماز میں خلل پڑے گا یا نہیں؟ کچھ عورتیں اپنے بکھرے ہوئے بال کی چوٹی یا کھو پا باندھ کر نماز پڑھتی ہیں ان کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟ تفصیلی وضاحت فرمائیں۔

محمد علی تنکیا ڈیلا بازار تیلسو کیا آسام

الجواب

(۱) غدہ کی جو تشریح آپ نے لکھی ہے وہ ہم کو کہیں نہیں ملی کہ اس میں مینگنی بھری ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے صاف ترجمہ اس کا غدود لکھا ہے اور غدود انسان اور حیوان سبھی کے جسم میں ہوتا ہے جو درد یا زخم کے وقت سوجتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی۔ فیروز اللغات اردو میں ہے: غدود جسم کے اندر کی گانٹھ، گلٹی (ص ۴۹۱)۔ قاموس جدید میں ہے غدہ گوشت کی گرہ جو کسی بیماری سے جسم میں ابھرتی ہے (ص ۶۵۶)۔ منجد میں ہے کہ انسانی او دیگر جانور میں گلٹیاں ہوتی ہیں جن کے مختلف کام ہوتے ہیں، بعض لعاب بناتی ہیں جو ہضم میں کام دیتے ہیں تو غدہ ہاضمہ ہے کچھ غدود آلات ولادت کے معین و مددگار ہیں، کچھ غدود پسینہ پیدا کرتے ہیں، کچھ غدود دماغی ہوتے ہیں، جو مرض کے وقت سوج جاتے ہی درد کرتے ہیں۔ الغرض آپ کی مینگنی کی تھیلی والی بات تو کہیں نہیں ملی تو اگر ہوگی تو آنت کا حصہ ہوگی۔

بے شک حدیث شریف میں بکری کی سات چیزوں کو مکروہ فرمایا ہے، مگر اس حدیث کے الفاظ حصر کے لیے نہیں، علماء نے اس لیے بکری کے لفظ کے باوجود بھی حلال چوپایوں کے ان ساتوں اعضاء کو حرام اور مکروہ تحریمی قرار دیا اور حرمت اور کراہت کو انہیں سات اعضاء واشیاء میں منحصر نہیں رکھا، اور علامہ قاضی بدیع الدین خوارزمی اور علامہ شمس الدین محمد قہستانی اور علامہ سید احمد مصری وغیرہ علما نے دو چیزوں کا اضافہ فرمایا، حرام مغز اور گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک پھیلے رہتے ہیں، اور علامہ شمس الدین واحمد مصری وغیرہ نے تین کا اضافہ کیا، خون جگر، خون طحال، گوشت کا خون۔ یعنی دم مسفوح نکل جانے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے۔ اس پر دس کا اضافہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب نے کیا، انہیں دس میں اوجھڑی اور آنتوں کو شمار کیا، اس طرح کل ۲۲ اعضاء و اجزاء ہوئے جو ذبح کے بعد بھی حرام رہتے ہیں، اس مسئلہ کی پوری تفصیل آپ کے فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص ۳۲۳ تا ۳۲۷ دیکھیں۔

(۲) جمہور علمائے اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے پاک ہے، جس شخص نے کہا کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے وہ گمراہ اور بددین ہے۔ ہندوستان میں یہ گمراہی مولوی اسماعیل دہلوی نے پھیلائی ہے جو غیر مقلدین کا امام اول ہے۔ اور اس کی تائید مزید دیوبندی مولویوں نے کی یہ سب فرقے گمراہ اور بددین بلکہ ان میں جن پر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتوی دیا خارج از اسلام ہیں۔

(۳) نماز کی حالت میں عورت کے سر کا بال کھلا رہا تو نماز نہیں ہوئی کہ اس کے سر کا بال بھی

عورت ہے تو نماز کی حالت میں اس کو چھپانا چاہیے۔ بلکہ باریک کپڑے سے چھپا ہو مگر بال کی سیاہی جھلک رہی ہو تب بھی نماز ناجائز ہے۔ (بہار شریعت)

تو عورتیں اپنے سر کے بال کی چوٹی بنائیں، جوڑہ باندھیں یا بغیر باندھے چھوڑ دیں جب کہ بال اوڑھنی سے اس طرح ڈھکا ہو کہ بال کا کوئی حصہ نظر نہ آئے تو نماز ہوگئی اور بڑے اہتمام سے جوڑا چوٹی باندھے ہوں مگر سر کھلے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۴۳۷)

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۱ رمحرم الحرام ۱۴۱۹ھ

(۲۰) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

پانی میں رہنے والا کیکڑا مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟

محمد فاروق رضا قادری رضوی امام مسجد راجاپور کٹیا بازار گوپال گنج بہار

الجواب

پانی کے جانوروں میں سے مچھلی کے علاوہ کچھ بھی حلال نہیں۔ ہدایہ میں ہے: لا یوکل من حیوان الماء الا السمك۔ پانی کے جانوروں میں سے مچھلی کے سوا کچھ کھایا نہ جائے۔ حدیث شریف میں ہے: کیکڑا کا بیچنا اور خریدنا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۴ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

(۲۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ذبیحہ کی نیت کیا ہے؟

الجواب

سبھی حلال جانوروں کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتے ہیں، ہاں قربانی وعقیقہ وغیرہ میں اور دعائیں بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۶ رمحرم ۸۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

(۲۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

حلال جانوروں کے کون عضو اور کیا کیا کھانا حرام ہے؟ جواب کتابی حوالہ اور دلائل کے ساتھ دیں۔

المستفتی: محمد ابراہیم شیراز القادری مقام وپوسٹ سنڈھ مظفرپور

الجواب

حلال جانور ذبح کئے ہوں تب بھی سات چیزیں کھانی حرام ہیں۔ عالم گیری میں ہے:

"اما بیان ما یحرم اکلہ من اجزاء الحیوان سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان و القبل والمثانة و المرارة"۔

بہتا خون، ذکر، خصیے، مادہ کی شرم گاہ، مثانہ، اور پت کی تھیلی۔

مولوی عبدالحی صاحب نے اپنے فتوی میں آنتوں کا کھانا مکروہ لکھا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۹ رذوالقعدہ ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

(۲۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کہ

میرے ایک عزیز ہیں ان کی تین لڑکی اور دو لڑکے، میاں بیوی کل سات افراد ہیں۔ ان کی خواہش ہے عقیقہ کرنے کی، کلاں کے ذریعہ عقیقہ کرنا چاہتے ہیں۔ پیدائش کا دن کسی کو یاد نہیں ہے۔ بہر حال لڑکی شادی کے قابل ہے۔

(۱) دن یاد نہیں ہے پیدائش کا۔

(۲) عقیقہ میں کیا شرط ہونا چاہیے دو کلاں لے کر کس طرح سے ہو؟۔

(۳) سر کا بال منڈانا غیر ممکن ہے، کرم فرما کر جواب عنایت فرمائیں۔

خادم: اشفاق حسین ضلع گورکھپور

(۲۳) **الجواب**

آپ ساتوں نفر کی طرف سے ایک ایک حصہ ذبح کریں، کسی دن بھی، تاریخ پیدائش ہونا ضروری نہیں، جس دن بھی کریں گے عقیقہ ہو جائے گا۔ اسی طرح سر کے بال منڈانا بھی عقیقہ کے شرائط میں نہیں ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۶ ربیع الاول ۸۶ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۲۵) **مسئلہ**: ما قول علمائنا الشرع فی جلد المذبوح المحلل و فی الغراب والطاؤس و الخفاش احکامها جائز ام لا وفی المال المغصوب اشتراء ها جائز ام لا؟

الجواب

الاول: حلال، لکنه غیر ماکول۔ و الثانی حرام، اما الثالث حلال۔ و اما الرابع فمختلف فیه و لا یجوز اشتراء المغصوب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۳؍رجب ۸۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۲۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ

(۱) اگر کسی جانور کو دیوبندی نے ذبح کیا ہے تو اس کا گوشت حرام ہے یا حلال اگر حرام ہے تو کیوں اور حلال ہے تو کیوں؟۔

(۲) دیوبندی کی نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہیے کہ نہیں؟، زید کی رشتہ داری زیادہ تر دیوبندی کے وہاں ہے۔

لہذا زید صرف ان کو دکھانے کے لیے جنازہ میں شریک ہوا۔ اور اس نے امام کی اقتداء نہیں کی صرف صف میں کھڑا ہو گیا تو ایسا کرنا چاہیے یا سرے سے جانا ہی نہیں چاہیے؟۔ جواب سے مطلع کریں نوازش ہوگی۔

المستفتی مشتاق احمد امجد نگر گھوسی

الجواب

علمائے دیوبند نے اپنی کتابوں میں ایسی عبارتیں لکھی ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کی توہین ہوتی ہے، جیسے مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ جیسا علم غیب تو بچوں پاگلوں اور جانوروں کو حاصل ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھا کہ حضور پیغمبر اسلام کے زمانہ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا، شیطان کو سارے جہان کا علم نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ کے وسعت علمی پر کوئی نص نہیں۔ یہ سب باتیں عقائد اسلام کے خلاف اور کفر ہیں۔ اس پر ان لوگوں کو لکھا گیا۔ اس پر ان میں سے کچھ نے کوئی جواب نہ دیا کچھ نے لکھا کہ ہم نے نہ ایسا سوچا نہ لکھا۔ مگر ان کتابوں کی وہ عبارتیں موجود ہیں۔

اس لیے یہ انکار جھوٹ تھا، ان سے کہا کہ اپنی لکھی ہوئی ان عبارتوں کا کوئی صحیح مطلب بتاؤ، آج تک بتا نہ سکے، تو ان کے بارے میں مکہ اور مدینہ شریف کے علماء سے فتوی پوچھا گیا۔ ان علماء نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا۔ وہ بھی ایسا کافر جو ان کے ان اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر وارتداد میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ دیوبندی جماعت کے لوگوں نے ان مولویوں کے سارے کرتوت جان کر نہ

صرف یہ کہ ان کا ساتھ دیا ان کی طرف سے سنیوں سے لڑے مناظرہ کیا۔ مقدمہ بازی کی اور فساد کیا تو ان کا وہی حکم ہے جو شفائے قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ۔

من شك في كفره وعذابه فقد كفر۔

تو ان کا آج بھی وہی حکم ہے کہ ان کے کفر پر مطلع ہو کر جو سنی بھی انہیں مسلمان سمجھے وہ بھی انہیں کے ساتھ دائرہ اسلام سے خارج، ایسے کافروں کو مرتد کہا جاتا ہے کہ اسلام کے بعد ایسی بات ظاہر کی کہ اسلام سے پھر گئے اور کافر ہو گئے، ایسے لوگوں کا ذبیحہ ناجائز وحرام بلکہ مردار، ان کا نکاح ان کی عورت سے ٹوٹ گیا، انہیں پھر سے کلمہ پڑھنا، ایمان لانا از سر نو توبہ کرنا ضروری، ان کی امامت میں کوئی نماز ہو گی ہی نہیں، ان کے جنازہ کی نماز بھی نہیں، اور یہ ساری باتیں فقہ کی پرانی کتابوں مثلاً عالم گیری، شامی، ہدایہ وغیرہ میں تحریر ہیں تو جو کوئی سنی ان کے کفر پر مطلع ہو کر ان کا ذبیحہ انہیں مسلمان سمجھ کر کھائے یا انہیں مسلمان سمجھ کر ان کی اقتداء میں کوئی نماز پڑھے یا ان کی نماز جنازہ پڑھے وہ خود بھی دائرہ اسلام سے خارج اور انہیں کافر سمجھتے ہوئے یہ معاملہ کرے تو حرام، وہ تمہارے رشتہ دار نہیں اور نہ ان سے رشتہ داری جائز۔ اس لیے صحیح تو یہ ہے کہ ان کی مرنی کرنی میں شریک ہی نہ ہو، اور اگر مجبوراً کہیں پھنس گیا تو معذور قرار دیا جائے گا، کسی ذمہ دار مقتدی کو یہ بھی نہ کرنا چاہیے بلکہ علیحدہ ہو جائے تا کہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۶ / ذوقعدہ ۱۴۱۳ھ

(۲۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ جرسی گائے کا دودھ پینا جائز نہیں، کیونکہ یہ خنزیر کے نسل سے ہے۔ کیونکہ اس کی شکل وصورت خنزیر سے ملتی جلتی ہے۔ تو کیا از روئے شرع اس کا گھر میں رکھنا اور اس کا دودھ استعمال کرنا درست ہے کہ نہیں؟۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی (مولوی) شبیر احمد

الجواب

جانوروں میں نسل کا اعتبار ماں سے ہوتا ہے، تو اگر مسئولہ گائے کی ماں گائے ہی ہو تو یہ بھی گائے ہی مانی جائے گی۔ اس کا دودھ گوشت سب حلال ہوگا۔ (فتاوی رضویہ جلد اول ص ۶۸۸)

ہاں کوئی شخص تقوی اور احتیاط برتے تو اور بات ہے، فتوی وہی ہے جو ذکر ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۸ / صفر المظفر ۱۴۱۴ھ

کتاب الشہادات

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ
وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ

گواہی کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے نجمہ کے بڑے بھائی بکر اور ایک غیر آدمی عمرو کے سامنے کہا کہ میں نے تجھ سے اپنا نکاح ایکسو ایک روپیہ مہر پر کیا اس کے جواب میں نجمہ نے کہا میں نے قبول کیا۔

کیا ایسی صورت میں زید کا نکاح نجمہ سے ہو گیا؟۔ المستفتی ناظر حسین دیوریا

الجواب

صورت مسئولہ میں زید کا نکاح نجمہ سے ہو گیا کہ نجمہ کا بھائی اور عمرو گواہ ہو گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۳ر شوال المکرم ۱۴۰۷ھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

ہندہ بنگلہ دیشی جس کی عمر بائیس سال ہے اور ہندہ کے ہمراہ دو اور بنگلہ دیشی خاتون ہیں جو ہندہ کی دور دراز سے رشتہ دار ہیں اور ہندہ کے گھر اور دونوں خاتون کے گھر میں ۶ کیلو میٹر کا فاصلہ ہے، زید عالم دین نے نکاح کرنے کے لیے تفتیش کیا کہ ہندہ کی شادی اس سے قبل ہوئی تھی کہ نہیں؟ تو اس پر ہندہ اور ان دونوں خاتون کا کہنا ہے کہ ابھی تک ہندہ کی شادی نہیں ہوئی ہے، تو ایسی شکل میں ہندہ اور ان دونوں خاتون کا کہنا معتبر مانا جائے گا یا نہیں؟ جب کہ بنگلہ دیشیوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور زید نکاح پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟ شریعت کا جو حکم ہو درج فرمائیں۔ المستفتی غلام احمد لالہ ڈیہہ گونڈہ

الجواب

اگر دل اس بات پر جمتا ہو کہ یہ سب جو کچھ کہہ رہی ہیں سچ ہے تو شادی کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۸ر ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

(۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

شمیم احمد سے اختری کے والد اور دو تین دیگر اشخاص پرہیزگاروں نے کہا کہ تم اختری بیگم کو طلاق دے دو اور اختری نے مہر دین معاف کر دیا ہم لوگ اس کے گواہ ہیں۔

ایسی صورت میں مہر دین معاف ہوا یا نہیں؟۔ شمیم احمد نے گواہوں پر یقین کر کے مہر دین معاف نہ ہوا ہو تو اس کا گناہ کس پر پڑے گا۔ مستفتی شمیم احمد محمد آباد گوہنہ

الجواب

جب اس بات کے شرعی گواہ موجود ہیں کہ مسماۃ اختری نے دین مہر معاف کر دیا تو جب تک وہ اپنے اس بیان سے رجوع نہ کریں یا ان کا جھوٹ ثابت ہو جائے اور عورت منکر ہو کہ میں نے مہر معاف نہیں کیا تو قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہوگا اور شوہر کو مہر ادا کرنا ہوگا۔ اور گواہوں پر جھوٹی گواہی کا وبال الگ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۴ محرم ۷۸

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

تیرہ سال قبل مسمی جعفرالدین نے اپنی بیوی کو کہا کہ گھر سے چلی جا جہاں تمہارا جی چاہے۔ تم میرے قابل نہیں، نہ میں تمہیں اپنے پاس اپنی زوجیت میں رکھوں گا۔ مسماۃ زینب اس کے گھر سے آ کر اپنے ماموں کے گھر رہنے لگی۔ بعدہ ایک شخص مسمی سرور خاں نے اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔ دو آدمیوں کے ذریعہ معلوم ہوا کہ جعفرالدین نے کہا کہ میں نے اپنی نیت سے طلاق دے دی۔ دوبارہ دریافت پر اس نے کہا میں نے یقیناً طلاق دی ہوگی تب ہی تو میرے گھر سے چلی گئی۔ ان تحقیقات سے جب نکاح خواں کو تسلی ہوگئی تو سرور خاں کے ساتھ اس کا نکاح کروا دیا۔ گیارہ سال کے بعد ان چند لوگوں نے ذاتی ناراضگی کی بنا پر یہ سلسلہ اٹھایا کہ اس لڑکی کا خاوند پاکستان میں موجود ہے اس کا نکاح کیسے ہوا۔ واقعات کی تفصیل سن کر نکاح خواں نے سرور خاں سے کہا یہ نکاح معتبر نہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ وہ چاروں گواہ پاکستان میں ہیں، جعفرالدین نے نہ اس تیرہ سال مدت میں برادری کو کبھی یہ اطلاع دی کہ میری بیوی وہاں ہے۔ نہ لڑکی کے پاس کچھ لکھا۔ اور سوال اٹھانے والوں نے ذاتی رنجش کی بنا پر سرور خاں کو ذلیل کرنے کے لیے یہ سوال اٹھایا۔ ان لوگوں کے کافی رشتہ دار پاکستان میں رہتے ہیں۔ جن کے ذریعہ جعفرالدین کو پاکستان میں پابند کیا گیا۔ کہ تم طلاق سے انکار کر جاؤ۔ فی الوقت لڑکی جموں میں اور جعفرالدین پاکستان میں ہے، دریں صورت شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

صورت مسئولہ میں جب گیارہ سال تک یہ لوگ خاموش رہے تو خود فاسق اور مردود الشہادہ ہو گئے۔ اس مسئلہ میں ان کی گواہی معتبر نہ ہوگی، ہاں وہ گواہ جو طلاق دینے کے ہیں اور اس وقت پاکستان

میں ہیں اگر واپس آکر گواہی کا اعادہ کریں عورت بدستور سرور خاں کی رہے گی۔ اور گواہی فراہم نہ ہو سکی تو جعفر الدین کی بات قسم کھلا کر معتبر ہوگی اور عورت اس کے سپرد کردی جائے گی۔ واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۵) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے بکر کو نقد روپیہ اور سامان امانت رکھنے کو دیا جو ایک خاص سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے زید نے جب بھی ضرورت کے وقت کچھ نقد یا سامان وغیرہ امانت دار یعنی بکر سے لیا بکر نے اس سے ہمیشہ اتنے سامان کی دست خط کروایا ہے جو موجود ہے۔ اتفاق کی بات زید انتقال کر گیا جب زید کے وارث اس امانت کثیر کو بکر سے مانگتے ہیں تو بکر اب کہتا ہے میں نے سب نقد واپس کردیا تھا حالانکہ کوئی ثبوت نہیں کہ اس نے واپس لے لیا ہے تو ایسی صورت میں کہ تحریر موجود ہے بکر کثیر رقم ہاتھ آجانے کے لالچ میں قسم کھانے کو تیار ہے شرعا تحریر کی موجودگی میں بکر کا قسم کھانا جائز ہے؟

مولوی عبد الواحد کریم گنج ضلع گیا ۲۰ ررجب ۸۹ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں یہ امر ہر طرح ثابت ہے کہ زید کا سرمایہ بکر کے پاس رکھا گیا خود بکر کو بھی اعتراف ہے اب سوال یہ ہے کہ بکر اس بات کا مدعی ہے کہ میں نے وہ سب سامان واپس کردیا اور زید کے ورثاء اس کے منکر ہیں تو ایسے دعویٰ پر بکر کو گواہی پیش کرنی پڑے گی صرف قسم کھانے سے کام نہ چلے گا۔ حدیث شریف میں ہے:"البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" واللہ تعالی اعلم۔

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۶) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عقیدالنساء (عقیدن بیوی) اور اس کی ساس میں جھگڑا ہوتا رہتا تھا ایک روز ساس نے اپنے لڑکے ہدایت اللہ سے شکایت کی کہ عقیدن نے تمکو اور تمہارے والد کو بہت گندی گالیاں دی ہیں۔ ہدایت اللہ نے اپنی ماں سے کہا کہ اپنی پوتی کے سر پہ ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ۔ تو اس نے اپنے لڑکے ہدایت اللہ کے سر

پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی۔ عقیدن نے اپنی چھوٹی لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ ہم نے تم کو یا تمہارے والد کو کچھ نہیں کہا۔ ہدایت اللہ کو بہت غصہ آیا اور اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ دوسری صبح کو ایک عالم اور ایک بھلے آدمی سے بھی تین طلاق کا اقرار کیا۔ موقع پر صرف ماں اور بیوی تھیں، ماں تین طلاق بتا رہی ہیں۔ اور بیوی ایک۔ اور ہدایت اللہ اب کہتے ہیں کہ مجھے اتنا غصہ تھا کہ مجھے یاد نہیں کہ کتنی بار طلاق دی صرف طلاق دینا یاد ہے۔ گاؤں والے کہتے ہیں کہ تم نے دو آدمیوں کے سامنے تین طلاق کا اقرار کیوں کیا۔

ہدایت اللہ اسکو کہتا ہے طلاق میں نے ان لوگوں کے سامنے نہیں دی موقعہ پر صرف ماں اور بیوی تھیں۔ ایسی صورت میں شرع کا کیا حکم ہے۔ فقط محمد عبد الرزاق ڈگراساہی۔ چمیا ضلع بالیر

الجواب

جب کہ ہدایت اللہ میاں نے دو آدمیوں کے سامنے اقرار کیا تو چاہے ان کی نیت گواہ بنانے کی رہی ہو یا نہ رہی ہو وہ گواہ ہو گئے۔ اور تین طلاقیں ثابت ہو گئیں۔ ہدایہ میں ہے: "اذا اقر الحر البالغ العاقل بحق لزمه" اب اگر دونوں ایک ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو حلالہ کے سوا کوئی صورت نہیں۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة: ۲۳۰] اس لیے ضرورت ہے کہ عدت گزرنے کے بعد عورت دوسرے آدمی سے شادی کرلے اور وہ اس سے صحبت کرے پھر اگر وہ طلاق دیدے تو بعد عدت دوبارہ ہدایت میاں سے شادی ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یکم ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ

کہ بوقت نماز عید الاضحی زید کو منتخب کردہ امام پر شک وشبہات ہوئے، زید پر لازم آیا کہ اس کی تحقیق کرے۔ چونکہ اس سے قبل بھی ایسا معاملہ درپیش آیا تھا اور بعد تحقیق کے وہ دیوبندی ثابت ہوا تھا زید اور دیگر سنی مسلمانوں نے کہا کہ سنی امام رکھا جائے اور منتخب کردہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے انکار کیا، بات یہ طے پائی کہ زید اور دیگر سنی حضرات ایک الگ مقام پر نماز عید الاضحی ادا کیے، اتفاق کی بات کہ عید الاضحی کے تیسرے دن اسی گاؤں کے ایک سنی نے زید اور دیگر سنی مسلمانوں کو کھانے کی دعوت دیا، وقت مقررہ پر زید اور مذکورہ سنی حضرات گئے تو دیوبندی امام کے عقیدت مندوں سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا بعدہ میلاد النبی کا پروگرام شروع کئے بعد اختتام کھانے میں شریک ہوئے۔ کھا کر گھر جب آئے تو معلوم

ہوا کہ اسی دیوبندی امام کا ذبیحہ تھا جس کا گوشت ہم سبھوں نے کھایا، تو زید اور مذکورہ سنی حضرات نے کہا کہ ہم سبھوں نے لاعلمی میں کھایا ہے توبہ کرنے کیلیے تیار ہیں اور شریعت مصطفیٰ پر عمل کرنے کیلیے تیار، مذکورہ زید کے گاؤں میں دو پارٹی ہے جو سنی کہلانے کی دعوے دار ہے، موقع کو غنیمت جان کر دیوبندیوں سے ربط وضبط کا سلسلہ ہموار کیا اور انھیں دیوبندی کی غلط گواہی پر اعتبار کرتے ہوئے (یعنی اس اعلان کے باوجود کہ یہ دیوبندی امام کا ذبیحہ ہے کھانا کھالیا) اس کو سامنے رکھتے ہوئے فتویٰ منگا کر انہیں دیوبندیوں کی زیر حمایت گلی گلی میں شور برپا کر رکھا ہے، جب کہ اسی درمیان زید اور دیگر مذکورہ سنی حضرات نے معاملے کو مقامی علمائے کرام کے سامنے پیش کیا تو سنی حضرات کی گواہی نہ پا کر یہ فرمایا کہ اگر سنی مسلمانوں کی شہادت گذر جائے گی تو فیصلہ کیا جائے گا، غور طلب یہ ہے کہ جب زید مذکورہ سنی حضرات اجنبیت کے عالم میں دیوبندی امام کا ذبیحہ کھانے کا اقرار کیا اور توبہ کرنے پر تیار مگر مخالف پارٹی کے ایک فرد کے سامنے بذات خود زید نے کلمہ توبہ استغفار پڑھا اور موجودہ غلطیوں سے توبہ کیا تو پھر مخالف سنی پارٹی جو بالکل غلط اور افترا بازی میں مشغول ہے شریعت مطہرہ کے نزدیک کیا ہے اور دیوبندی کی گواہی شریعت مطہر کے نزدیک معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی نور محمد رضوی پرتاب گڑھ یوپی

الجواب

دیوبندی کی گواہی نامقبول ہے اور فتنہ مچانے والے سخت گنہگار ہیں۔ قرآن شریف میں ہے:

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ [البقرة: ۱۹۱] واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق

گاؤں کے کچھ لوگ سڑک پر جمع ہوئے، متنازعہ فیہ زمین کے سلسلہ میں فیصلہ کرنے کے لیے بات چیت ہونے لگی دوران گفتگو زید یعنی نورالدین نے کہا کہ اگر کوئی مسجد میں چل کر قرآن شریف لے کر قسم کھا کر کہے کہ متنازعہ فیہ زمین مسجد کی ہے تو ہم مان جائیں گے، اس پر بکر یعنی امین نے کہا کہ ہم اس بات کی قسم کھا سکتے ہیں کہ زید کے دادا سے سنا ہوں کہ متنازعہ فیہ زمین مسجد کی ہے، اس پر بھی زید خاموش رہا اور کچھ نہیں بولا اس کے بعد لوگوں کے درمیان آپس میں تکرار ہوگئی مجلس سے لوگ اٹھ اٹھ کر چلے گئے۔

لہٰذا فریقین کی یعنی زید اور بکر کی باتوں پر غور وفکر فرما کر شریعت کی روشنی میں فریقین پر اگر کوئی مسئلہ عائد ہوتا ہو تو جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ فقط والسلام

الجواب

اسلام میں کسی حق کا فیصلہ کرنے کے لیے مدعی کی طرف سے گواہ ہونا چاہیے اور مدعی گواہ نہ پیش

کرسکے تو اس کے مطالبہ پر قاضی مدعا علیہ سے قسم کھلائے گا۔

اور صورت مسئولہ میں محمد امین مسجد کی زمین ہونے کا گواہ نہیں بلکہ نورالدین کے دادا کے اس اقرار کا گواہ کہ انھوں نے زمین کو مسجد کی بتایا پھر اگر گواہ بھی ہے تو اکیلا جب کہ شرعاً ایک تنہا آدمی کی گواہی معتبر نہیں قرآن شریف میں ہے ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾[الطلاق:۲] اپنے میں کے دو گواہ لاؤ اور دو گواہ ہوتے تب بھی ان کے قسم کھانے کی ضرورت نہیں کہ شرعا فیصلہ مدعی یا گواہ کی قسم پر نہیں۔

تو صورت مسئولہ میں محمد امین کی گواہی قابل اعتبار نہ ہوئی، نہ اس کی قسم کا ماننا ضروری اس لیے نورالدین اگر اس کو نہیں مانتا تو شرعاً کوئی جرم اس پر عائد نہیں۔ اور جو لوگ اس قسم کے ماننے کے لیے اس پر جبر کر رہے ہیں زیادتی کر رہے ہیں اور فریقین میں سے جو بھی اس سلسلہ میں فتنہ وفساد کی بات کریگا مجرم ہوگا۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾[البقرة:۱۹۱]

نورالدین کی زیادہ سے زیادہ یہ کوتاہی ہے کہ اس نے اپنی جہالت اور نادانی سے ایک ایسی بات کے تسلیم کرنے کا وعدہ کرلیا جس کو تسلیم کرنا اس کو کچھ ضروری نہ تھا جب کہ وہ خود مدعا علیہ بھی نہیں کہ اس کے ماننے نہ ماننے کا اثر دعویٰ پڑے۔

تو نورالدین اور گاؤں کے اور لوگ جنھوں نے کبھی بھی کسی سے کوئی وعدہ خلافی کی ہو خدا کے حضور توبہ کریں باقی وعدہ پورا کرنے پر کسی کو شرعاً قانوناً مجبور نہیں کیا جاسکتا بالخصوص اس صورت میں کہ وعدہ قابل تسلیم بھی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(۹-۱۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) وہ ٹیلی فون جس میں آدمی کی شکل بھی نظر آتی ہے شہادت دے تو اس کی شہادت قابل قبول ہے کہ نہیں؟۔

(۲) منی آرڈر کے ذریعہ سے زکوۃ کا پیسہ مدارس عربیہ میں بھیجنا روا ہے کہ نہیں حالانکہ اس طرح زکوۃ کا روپیہ بالکل بدل جاتا ہے؟۔

(۳) پرائیویٹ اسکولوں کی تعطیلات پر پرنسپل کا تعطیلات کی بھی طلبہ سے فیس لینا از روئے شرع کیسا ہے؟۔

(۴) ایک شہر میں اپنا پیسہ جمع کرنا اور دوسرے شہر میں اس کو لینا تاکہ راستہ کے خطرات سے محفوظ رہے۔

المستفتی محمد سعید اشرفی

الجواب

(۱) جائز نہیں۔ بہار شریعت جلد دوازدہم ص ۸۸ میں ہے۔

کسی حق کو ثابت کرنے کے لیے مجلس قاضی میں لفظ شہادت کے ساتھ سچی خبر دینے کو شہادت

یا گواہی کہتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ شاہد کا مجلس قاضی میں بذات خود حاضر ہونا شہادت کے مفہوم میں داخل ہے اس کی شبیہ یا تصویر کا نہیں۔

(۲) جائز ہے اسکی مکمل بحث مولانا احمد رضا خانصاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "المنی والدرر لمن عمد منی آرڈر" میں دیکھی جائے۔ اعلیٰ حضرت کا یہ رسالہ فتاوی رضویہ کتاب الاجارہ میں ہے۔

(۳) اجارات وغیرہ معاملات میں ان شرائط کے موافق حکم شرعی ہوگا۔ جو متعاقدین میں باہم طے ہوں اور طے نہ ہونے کی صورت مین اس کے موافق جو اس علاقہ اور اس زمانہ کا عرف ہو فقہ کا یہ عام قاعدہ کلیہ ہے المعروف کالمشروط۔

فتاوی رضویہ ششم ص ۱۴۴ میں ہے:

اجارات وغیرہ معاملات میں عمل تعارف پر ہے تو طالب علم اور پرنسپل میں داخلہ کے وقت ہی طے ہو گیا ہو کہ مہینہ کے پورے دنوں کی فیس لی جائے گی۔ یا ادھر کا یہی عرف ہو تو پرنسپل کا تعطیل کے دنوں کی فیس وصول کرنا جائز۔ اور نہ معاملہ ہوا ہو نہ ایسا عرف ہو تو نا جائز۔

(۴) اگر بطور قرض یہ معاملہ کیا تو نا جائز ہے۔ اور نوٹ کو بطور بیع جمع کیا تو دوسرے شہر میں اس کی قیمت وصول کر سکتے ہیں تفصیل کے لیے فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص ۲۸۸/۲۸۹ دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۱۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

میرے شوہر انوار الحق عرف منیر الحق بھیونڈی رہتے تھے، شراب نوشی ان کی عادت تھی، بھیونڈی ہی میں اپنے ایک ساتھی کی غیر مطلقہ بیوی کو رکھ لیا کچھ دنوں کے بعد ان کو گھر لائے تو ان کے والد نے کہا اس کو یہاں مت رکھو، یہاں صرف تمہاری پہلی بیوی اور اس کی تینوں بچیاں رہیں گی۔ چنانچہ وہ لے کر پھر بھیونڈی چلے گئے۔ اور میں اپنی بچیوں کو لے کر میکے چلی گئی وہیں پر بچیوں کی شادی کی اور میرے خسر کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے مکان کا ایک حصہ اپنی بہن کو بیع نامہ کر دیا۔ بہن شروع شروع میں ظاہر کرتی تھی کہ پورا مکان ہی فروخت کر دیا ہے اسی بنا پر دوسرے حصہ کا کرایہ بھی کرایہ دار سے وصول کرتی تھی مگر جج کے سامنے جب بیع نامہ لایا گیا تو اس میں صاف تحریر ہے کہ تین کڑی صرف فروخت ہوا ہے باقی حصہ کو خسر نے اپنی ملکیت دیکھائی ہے مگر جب حصہ کا مطالبہ کیا گیا تو خسر کی بہن نے کہا کہ باقی حصہ کو بھائی نے مسجد کے لیے وقف کر دیا ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ صرف بہن کے کہہ دینے سے وقف ہو جائے گا یا نہیں؟ اور نہ ہونے

کی صورت میں میرا اور میری بچیوں کا حصہ شوہر کی کل جائداد میں ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو کتنا؟ بینوا توجروا

المستفتی: حدیث النساء ساکن جین پورا عظم گڑھ یوپی

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں جب کہ جائداد کے موقوفہ ہونے کی دوسرے کسی ذریعہ سے تصدیق نہیں ہو رہی ہے تنہا ایک عورت کی گواہی سے وقف کا ثبوت نہ ہوگا۔ اولا شہادت کے لیے دو مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کا نصاب ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم تكونا رجلين فرجل وامرتان﴾[البقرة: ۲۸۲] پس اس مسئلہ میں تنہا ایک عورت کا بیان ناکافی ہے۔

ثانیا: اپنے قول کے مطابق وہ عرصہ سے موقوفہ زمین کی آمدنی وصول کرتی ہے۔ یہ اس کا دوسرا فسق ہے اس لیے اس کی گواہی مردود ہے۔

ثالثا: وقف کا معاملہ حقوق اللہ کا معاملہ ہے، حقوق اللہ کی گواہی فوراً واجب ہوتی ہے اس گواہی کو اتنے دن چھپائے رکھنے سے اس پر فسق ثابت ہوا تو اس کی گواہی تین وجوہ سے مردود ہے۔

رہ گیا سائلہ اور اس کے بچوں کے حق کا معاملہ تو اس سلسلہ میں اس امر کی تفصیل مطلوب ہے کہ انوار الحق کا انتقال پہلے ہوا کہ اس کے والد کا۔ اور والد کا انتقال پہلے ہوا تو انوار الحق ابھی زندہ ہے یا وہ بھی فوت ہو گیا، اگر یہ بھی فوت ہو گیا ہو تو انوار الحق کے اور بھی کوئی عزیز قریب ہے یا نہیں؟ جب تک یہ امور صحیح طور سے معلوم نہ ہوں جواب مشکل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۴ر جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ

(۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

قاضی صاحب نے ایک نکاح پڑھایا تو دو گواہ لیا۔ اس میں ایک گواہ کی داڑھی صاف تھی یعنی داڑھی منڈا لیا تھا۔ تو ایک صاحب براتی نے کہا کہ داڑھی صاف کرانے والے صاحب گواہی نہیں دے سکتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں قاضی صاحب جو وکیل مطلق بنکر آئے تھے۔ دو اور گواہ خود کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا قاضی صاحب پھر دوسرے گواہ کی اجازت لڑکے سے لے کر دوسرے گواہ ٹھیک کر سکتے ہیں یا خود قاضی وکیل مطلق ہونے کی طاقت سے لے کر گواہ ٹھیک کر سکتے ہیں؟ افسوس جن صاحب نے اس کا خیال کیا تھا کہ داڑھی صاف کرانے والا گواہی نہیں دے سکتا ہے ان صاحب کی داڑھی بہت چھوٹی چھوٹی تھی اور دولہا کا باپ بھی داڑھی صاف کرانے والوں میں سے تھا۔ اس کا اجر وثواب بروز قیامت اللہ دے گا۔ مطلب یہ

تو اس کا یہ مطلب نکالنا کہ انصاری کا ذبیحہ حرام ہے کسی طرح صحیح نہ ہوا، نری جہالت ولاعلمی ہوئی۔ اس مسئلہ میں قصاب کا ذکر تو صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ یہ کاروبار کرتا ہے، جانور ذبح کرکے اس کے ٹکڑے کرکے بیچتا ہے۔

الغرض زید یا کوئی اور شخص جان بوجھ کر عالم گیری کی اس عبارت کا یہ غلط مطلب بیان کرے اور اس کو مصنفین عالم گیری کی غلطی تصور کرے تو یہ اس کا افتراء ہے جس کا درجہ کذب سے بھی زائد ہے۔ اور یہیں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عالم گیری کا یہ مسئلہ صحیح ہے اس کو قصاب کا ذبیحہ حرام ہونا کہہ کر بیان کرنے والا خود جھوٹا ہے اور بہار شریعت اور عالم گیری کی عبارت میں کوئی تعارض نہیں، پھر یہ ذمہ داری زید کے سر باقی ہے کہ وہ یہ دکھائے کہ بہار شریعت میں یہ لکھا ہے کہ عالم گیری یا درمختار میں لکھے ہوئے کسی مسئلہ کو غلط کہنے والا کافر ہے، ہمارا تو یہ کہنا ہے کہ وہ عالم گیری کی طرح بہار شریعت پر بھی بہتان ہی باندھ رہا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۵ رجمادی الاولی ۱۴۱۸ھ

(۱۷_۱۹) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) کرہ تحریما (الحرام) من الشاۃ سبعا الحیاء ھی الفرج والغدہ و المثانہ و المرارۃ والدم المسفوح والذکر والانثیین۔ ۱۔بکری کی شرم گاہ، ۲:غدہ گردہ کے مانند ایک چیز سخت گول اور چربی شدہ ہوتی ہے جڑدہ کہتے ہیں جس میں منگنی بھری ہوتی ہے۔ ۳:مثانہ، پھکنا وتھیلی جس میں پیشاب بھرا رہتا ہے۔ ۴:مرارہ یعنی پتہ۔ ۵:بہتا خون۔ ۶:پیشاب کی نلی۔ ۷:انثیان دو بیضے۔ یہ کل مکروہ تحریمی ہیں۔ جگری پچونی میں کوئی شک نہیں اس لیے کہ نجاست والی چیز ہے۔ اس کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلی وضاحت فرمائیں۔

(۲) آب زمزم سے مجبوری کے تحت استنجا کرنا کیسا ہے؟

(۳) کسی عالم نے عوام کے سامنے یہ کہا کہ اللہ پاک جھوٹ بول سکتا ہے لیکن بولتا نہیں اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۴) عورت نماز پڑھنے کے لیے مصلے پر گئی اور اس کے سر کا بال بکھرا ہوا ہو تو کیا بکھرے ہوئے بال کی حالت میں نماز پڑھنے سے نماز میں خلل پڑے گا یا نہیں؟۔ کچھ عورتیں اپنے بکھرے ہوئے بال کی چوٹی یا کھو یا باندھ کر نماز پڑھتی ہیں ان کے لیے شرع کا کیا حکم ہے؟ تفصیلی وضاحت فرمائیں۔

محمد علی تنکیا ڈیلا بازار تنسوکیا آسام

الجواب

(۱) غدہ کی جو تشریح آپ نے لکھی ہے وہ ہم کو کہیں نہیں ملی کہ اس میں مینگنی بھری ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے صاف ترجمہ اس کا غدود لکھا ہے اور غدود انسان اور حیوان سبھی کے جسم میں ہوتا ہے جو درد یا زخم کے وقت سوجتا ہے اور اس میں تکلیف ہوتی۔ فیروز اللغات اردو میں ہے: غدود جسم کے اندر کی گانٹھ، گلٹی (ص ۴۹۱)۔ قاموس جدید میں ہے غدہ گوشت کی گرہ جو کسی بیماری سے جسم میں ابھرتی ہے (ص ۶۵۶)۔ منجد میں ہے کہ انسانی اور دیگر جانور میں گلٹیاں ہوتی ہیں جن کے مختلف کام ہوتے ہیں، بعض لعاب بناتی ہیں جو ہضم میں کام دیتے ہیں تو غدہ ہاضمہ ہے، کچھ غدود آلات ولادت کے معین و مددگار ہیں، کچھ غدود پسینہ پیدا کرتے ہیں، کچھ غدود دماغی ہوتے ہیں، جو مرض کے وقت سوج جاتے ہی درد کرتے ہیں۔ الغرض آپ کی مینگنی کی تھیلی والی بات تو کہیں نہیں ملی تو اگر ہوگی تو آنت کا حصہ ہوگی۔

بے شک حدیث شریف میں بکری کی سات چیزوں کو مکروہ فرمایا ہے، مگر اس حدیث کے الفاظ حصر کے لیے نہیں، علماء نے اس لیے بکری کے لفظ کے باوجود سبھی حلال چوپایوں کے ان ساتوں اعضاء کو حرام اور مکروہ تحریمی قرار دیا اور حرمت اور کراہت کو انہیں سات اعضاء و اشیاء میں منحصر نہیں رکھا، اور علامہ قاضی بدیع الدین خوارزمی اور علامہ شمس الدین محمد قہستانی اور علامہ سید احمد مصری وغیرہ علما نے دو چیزوں کا اضافہ فرمایا، حرام مغز اور گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک پھیلے رہتے ہیں، اور علامہ شمس الدین واحمد مصری وغیرہ نے تین کا اضافہ کیا، خون جگر، خون طحال، گوشت کا خون۔ یعنی دم مسفوح نکل جانے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے۔ اس پر دس کا اضافہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحب نے کیا، انہیں دس میں اوجھڑی اور آنتوں کو شمار کیا، اس طرح کل ۲۲ اعضاء و اجزاء ہوئے جو ذبح کے بعد بھی حرام رہتے ہیں، اس مسئلہ کی پوری تفصیل آپ کے فتاوی رضویہ جلد ہشتم ص ۳۲۴ لغایت ۳۲۷ دیکھیں۔

(۲) جمہور علمائے اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص سے پاک ہے، جس شخص نے کہا کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے وہ گمراہ اور بددین ہے۔ ہندوستان میں یہ گمراہی مولوی اسماعیل دہلوی نے پھیلائی ہے جو غیر مقلدین کا امام اول ہے۔ اور اس کی تائید مزید دیوبندی مولویوں نے کی یہ سب فرقے گمراہ اور بددین بلکہ ان میں جن پر علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتوی دیا خارج از اسلام ہیں۔

(۳) نماز کی حالت میں عورت کے سر کا بال کھلا رہا تو نماز نہیں ہوئی کہ اس کے سر کا بال بھی

عورت ہے تو نماز کی حالت میں اس کو چھپانا چاہیے۔ بلکہ باریک کپڑے سے چھپا ہو مگر بال کی سیاہی جھلک رہی ہو جب بھی نماز ناجائز ہے۔ (بہار شریعت)

تو عورتیں اپنے سر کے بال کی چوٹی بنائیں، جوڑہ باندھیں یا بغیر باندھے چھوڑ دیں جب کہ بال اوڑھنی سے اس طرح ڈھکا ہو کہ بال کا کوئی حصہ نظر نہ آئے تو نماز ہوگئی اور بڑے اہتمام سے جوڑا چوٹی باندھے ہوں مگر سر کھلے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔ (فتاوی رضویہ جلد سوم ص ۴۳۷)

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۲۱ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ

(۲۰) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

پانی میں رہنے والا کیکڑا مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟

محمد فاروق رضا قادری رضوی امام مسجد راجا پور کٹیا بازار گوپال گنج بہار

الجواب

پانی کے جانوروں میں سے مچھلی کے علاوہ کچھ بھی حلال نہیں۔ ہدایہ میں ہے: لا یوکل من حیوان الماء الا السمك۔ پانی کے جانوروں میں سے مچھلی کے سوا کچھ کھایا نہ جائے۔ حدیث شریف میں ہے: کیکڑا کا بیچنا اور خریدنا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۴ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

(۲۱) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ذبیحہ کی نیت کیا ہے؟

الجواب

سبھی حلال جانوروں کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتے ہیں، ہاں قربانی وعقیقہ وغیرہ میں اور دعائیں بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۶ محرم ۸۵ھ

الجواب صحیح: عبد الرؤف مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۲۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

حلال جانوروں کے کون عضو اور کیا کیا کھانا حرام ہے؟ جواب کتابی حوالہ اور دلائل کے ساتھ دیں۔

المستفتی: محمد ابراہیم شیراز القادری مقام وپوسٹ سنڈہ مظفرپور

الجواب

حلال جانور ذبح کیے ہوں تب بھی سات چیزیں کھانی حرام ہیں۔عالم گیری میں ہے:

"اما بیان ما یحرم اکله من اجزاء الحیوان سبعة الدم المسفوح والذکر والانثیان و القبل والمثانة و المرارة"۔

بہتا خون، ذکر، خصیے، مادہ کی شرم گاہ، مثانہ، اور پت کی تھیلی۔

مولوی عبدالحی صاحب نے اپنے فتوی میں آنتوں کا کھانا مکروہ لکھا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۹رزوالقعدہ ۸۴ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

الجواب صحیح: عبدالعزیز عفی عنہ

(۲۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کہ

میرے ایک عزیز ہیں ان کی تین لڑکی اور دولڑکے، میاں بیوی کل سات افراد ہیں۔ان کی خواہش ہے عقیقہ کرنے کی، کلاں کے ذریعہ عقیقہ کرنا چاہتے ہیں۔پیدائش کا دن کسی کو یاد نہیں ہے۔بہر حال لڑکی شادی کے قابل ہے۔

(۱) دن یاد نہیں ہے پیدائش کا۔

(۲) عقیقہ میں کیا شرط ہونا چاہیے دوکلاں لےکر کس طرح سے ہو؟۔

(۳) سر کا بال منڈانا غیر ممکن ہے، کرم فرما کر جواب عنایت فرمائیں۔

خادم: اشفاق حسین ضلع گورکھپور

(۲۴ **الجواب**

آپ ساتوں نفر کی طرف سے ایک ایک حصہ ذبح کریں، کسی دن بھی، تاریخ پیدائش ہونا ضروری نہیں، جس دن بھی کریں گے عقیقہ ہوجائے گا۔اسی طرح سر کے بال منڈانا بھی عقیقہ کے شرائط میں نہیں ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۶رربیع الاول ۸۶ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۲۵) **مسئلہ**: ما قول علمائنا الشرع فی جلد المذبوح المحلل و فی الغراب والطاؤس و الخفاش احکامها جائز ام لا وفی المال المغصوب اشتراء ها جائز ام لا؟

الجواب

الاول: حلال، لکنه غیر ماکول۔ و الثانی حرام، اما الثالث حلال۔ و اما الرابع فمختلف فیه و لا یجوز اشتراء المغصوب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۱۳؍رجب ۸۵ھ

الجواب صحیح: عبدالرؤف مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ

(۲۶) مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ

(۱) اگر کسی جانور کو دیوبندی نے ذبح کیا ہے تو اس کا گوشت حرام ہے یا حلال اگر حرام ہے تو کیوں اور حلال ہے تو کیوں؟۔

(۲) دیوبندی کی نماز جنازہ میں شریک ہونا چاہیے کہ نہیں؟، زید کی رشتہ داری زیادہ تر دیوبندی کے وہاں ہے۔

لہٰذا زید صرف ان کو دکھانے کے لیے جنازہ میں شریک ہوا۔ اور اس نے امام کی اقتداء نہیں کی صرف صف میں کھڑا ہو گیا تو ایسا کرنا چاہیے یا سرے سے جانا ہی نہیں چاہیے؟۔ جواب سے مطلع کریں نوازش ہوگی۔

المستفتی مشتاق احمد امجد نگر گھوسی

الجواب

علمائے دیوبند نے اپنی کتابوں میں ایسی عبارتیں لکھی ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کی توہین ہوتی ہے، جیسے مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ جیسا علم غیب تو بچوں پاگلوں اور جانوروں کو حاصل ہے۔ مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھا کہ حضور پیغمبر اسلام کے زمانہ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا، شیطان کو سارے جہان کا علم نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہے، رسول اللہ ﷺ کے وسعت علمی پر کوئی نص نہیں۔ یہ سب باتیں عقائد اسلام کے خلاف اور کفر ہیں۔ اس پر ان لوگوں کو لکھا گیا۔ اس پر ان میں سے کچھ نے کوئی جواب نہ دیا کچھ نے لکھا کہ ہم نے نہ ایسا سوچا نہ لکھا۔ مگر ان کتابوں کی وہ عبارتیں موجود ہیں۔

اس لیے یہ انکار جھوٹ تھا، ان سے کہا کہ اپنی لکھی ہوئی ان عبارتوں کا کوئی صحیح مطلب بتاؤ، آج تک بتا نہ سکے، تو ان کے بارے میں مکہ اور مدینہ شریف کے علماء سے فتوی پوچھا گیا۔ ان علماء نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا۔ وہ بھی ایسا کافر جو ان کے ان اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر وارتداد میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ دیوبندی جماعت کے لوگوں نے ان مولویوں کے سارے کرتوت جان کر نہ

صرف یہ کہ ان کا ساتھ دیا ان کی طرف سے سنیوں سے لڑے مناظرہ کیا۔ مقدمہ بازی کی اور فساد کیا تو ان کا وہی حکم ہے جو شفائے قاضی عیاض میں لکھا ہے کہ۔

من شك في كفره وعذابه فقد كفر۔

تو ان کا آج بھی وہی حکم ہے کہ ان کے کفر پر مطلع ہو کر جو سنی بھی انہیں مسلمان سمجھے وہ بھی انہیں کے ساتھ دائرہ اسلام سے خارج، ایسے کافروں کو مرتد کہا جاتا ہے کہ اسلام کے بعد ایسی بات ظاہر کی کہ اسلام سے پھر گئے اور کافر ہو گئے، ایسے لوگوں کا ذبیحہ ناجائز و حرام بلکہ مردار، ان کا نکاح ان کی عورت سے ٹوٹ گیا، انہیں پھر سے کلمہ پڑھنا، ایمان لانا از سر تو توبہ کرنا ضروری، ان کی امامت میں کوئی نماز ہوگی ہی نہیں، ان کے جنازہ کی نماز بھی نہیں، اور یہ ساری باتیں فقہ کی پرانی کتابوں مثلا عالم گیری، شامی، ہدایہ وغیرہ میں تحریر ہیں تو جو کوئی سنی ان کے کفر پر مطلع ہو کر ان کا ذبیحہ انہیں مسلمان سمجھ کر کھائے یا انہیں مسلمان سمجھ کر ان کی اقتداء میں کوئی نماز پڑھے یا ان کی نماز جنازہ پڑھے وہ خود بھی دائرہ اسلام سے خارج اور انہیں کافر سمجھتے ہوئے یہ معاملہ کرے تو حرام، وہ تمہارے رشتہ دار نہیں اور نہ ان سے رشتہ داری جائز۔ اس لیے صحیح تو یہ ہے کہ ان کی مرنی کرنی میں شریک ہی نہ ہو، اور اگر مجبورا کہیں پھنس گیا تو معذور قرار دیا جائے گا، کسی ذمہ دار مقتدی کو یہ بھی نہ کرنا چاہیے بلکہ علیحدہ ہو جائے تا کہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۶/ ذوقعدہ ۱۴۱۲ھ

(۲۷) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ۔

عام لوگوں کا خیال ہے کہ جرسی گائے کا دودھ پینا جائز نہیں، کیونکہ یہ خنزیر کے نسل سے ہے کیونکہ اس کی شکل وصورت خنزیر سے ملتی جلتی ہے۔ تو کیا از روئے شرع اس کا گھر میں رکھنا اور اس کا دودھ استعمال کرنا درست ہے کہ نہیں؟۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

المستفتی: (مولوی) شبیر احمد

الجواب

جانوروں میں نسل کا اعتبار ماں سے ہوتا ہے، تو اگر مسئولہ گائے کی ماں گائے ہی ہو تو یہ بھی گائے ہی مانی جائے گی۔ اس کا دودھ گوشت سب حلال ہوگا۔ (فتاوی رضویہ جلد اول ص ۶۵۸)

ہاں کوئی شخص تقوی اور احتیاط برتے تو اور بات ہے، فتوی وہی ہے جو تحریر ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو ۱۸/ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ

کتاب الشہادات

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ

وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ

گواہی کا بیان

(۱) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ
زید نے نجمہ کے بڑے بھائی بکر اور ایک غیر آدمی عمرو کے سامنے کہا کہ میں نے تجھ سے اپنا نکاح ایکسو ایک روپیہ مہر پر کیا اس کے جواب میں نجمہ نے کہا میں نے قبول کیا۔
کیا ایسی صورت میں زید کا نکاح نجمہ سے ہو گیا؟۔ المستفتی ناظر حسین دیوریا

الجواب

صورت مسئولہ میں زید کا نکاح نجمہ سے ہو گیا کہ نجمہ کا بھائی اور عمرو گواہ ہو گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۳ رشوال المکرم ۱۴۰۷ھ

(۲) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ
ہندہ بنگلہ دیشی جس کی عمر بائیس سال ہے اور ہندہ کے ہمراہ دو اور بنگلہ دیشی خاتون ہیں جو ہندہ کی دور دراز سے رشتہ دار ہیں اور ہندہ کے گھر اور دونوں خاتون کے گھر میں ۶ کیلومیٹر کا فاصلہ ہے، زید عالم دین نے نکاح کرنے کے لیے تفتیش کیا کہ ہندہ کی شادی اس سے قبل ہوئی تھی کہ نہیں؟ تو اس پر ہندہ اور ان دونوں خاتون کا کہنا ہے کہ ابھی تک ہندہ کی شادی نہیں ہوئی ہے، تو ایسی شکل میں ہندہ اور ان دونوں خاتون کا کہنا معتبر مانا جائے گا یا نہیں؟ جب کہ بنگلہ دیشیوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور زید نکاح پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟ شریعت کا جو حکم ہو درج فرمائیں۔ المستفتی غلام احمد لالہ ڈیہہ گونڈہ

الجواب

اگر دل اس بات پر جمتا ہو کہ یہ سب جو کچھ کہہ رہی ہیں سچ ہے تو شادی کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۸ رربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

(۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ
شمیم احمد سے اختری کے والد اور دو تین دیگر اشخاص پرہیزگاروں نے کہا کہ تم اختری بیگم کو طلاق دے دو اور اختری نے مہر دین معاف کر دیا ہم لوگ اس کے گواہ ہیں۔
ایسی صورت میں مہر دین معاف ہوا یا نہیں؟۔ شمیم احمد نے گواہوں پر یقین کر کے مہر دین معاف نہ ہوا ہو تو اس کا گناہ کس پر پڑے گا۔ مستفتی شمیم احمد محمد آباد گوہنہ

الجواب

جب اس بات کے شرعی گواہ موجود ہیں کہ مسماۃ اختری نے دین مہر معاف کر دیا تو جب تک وہ اپنے اس بیان سے رجوع نہ کریں یا ان کا جھوٹ ثابت ہو جائے اور عورت منکر ہو کہ میں نے مہر معاف نہیں کیا تو قسم کے ساتھ عورت کا قول معتبر ہوگا اور شوہر کو مہر ادا کرنا ہوگا۔ اور گواہوں پر جھوٹی گواہی کا وبال الگ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ ۲۲ رمحرم ۷۸
الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ
الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

تیرہ سال قبل مسمی جعفر الدین نے اپنی بیوی کو کہا کہ گھر سے چلی جا جہاں تمہارا جی چاہے تم میرے قابل نہیں، نہ میں تمہیں اپنے پاس اپنی زوجیت میں رکھوں گا۔ مسماۃ زینب اس کے گھر سے آکر اپنے ماموں کے گھر رہنے لگی۔ بعدہ ایک شخص مسمی سرور خاں نے اس کو اپنے پاس رکھ لیا۔ دو آدمیوں کے ذریعہ معلوم ہوا کہ جعفر الدین نے کہا کہ میں نے اپنی نیت سے طلاق دے دی۔ دوبارہ دریافت پر اس نے کہا میں نے یقینا طلاق دی ہوگی جب ہی تو میرے گھر سے چلی گئی۔ ان تحقیقات سے جب نکاح خواں کو تسلی ہو گئی تو سرور خاں کے ساتھ اس کا نکاح کروا دیا۔ گیارہ سال کے بعد ان چند لوگوں نے ذاتی ناراضگی کی بنا پر یہ سلسلہ اٹھایا کہ اس لڑکی کا خاوند پاکستان میں موجود ہے اس کا نکاح کیسے ہوا۔ واقعات کی تفصیل سن کر نکاح خواں نے سرور خاں سے کہا یہ نکاح معتبر نہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ وہ چاروں گواہ پاکستان میں ہیں، جعفر الدین نے نہ اس تیرہ سال مدت میں برادری کو کبھی یہ اطلاع دی کہ میری بیوی وہاں ہے۔ نہ لڑکی کے پاس کچھ لکھا۔ اور سوال اٹھانے والوں نے ذاتی رنجش کی بنا پر سرور خاں کو ذلیل کرنے کے لیے یہ سوال اٹھایا۔ ان لوگوں کے کافی رشتہ دار پاکستان میں رہتے ہیں جن کے ذریعہ جعفر الدین کو پاکستان میں پابند کیا گیا۔ کہ تم طلاق سے انکار کر جاؤ۔ فی الوقت لڑکی جموں میں اور جعفر الدین پاکستان میں ہے، دریں صورت شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

صورت مسئولہ میں جب گیارہ سال تک یہ لوگ خاموش رہے تو خود فاسق اور مردود الشہادہ ہو گئے۔ اس مسئلہ میں ان کی گواہی معتبر نہ ہوگی، ہاں وہ گواہ جو طلاق دینے کے ہیں اور اس وقت پاکستان

میں ہیں اگر واپس آ کر گواہی کا اعادہ کریں عورت بدستور سردر خاں کی رہے گی۔ اور گواہی فراہم نہ ہو سکی تو جعفر الدین کی بات قسم کھلا کر معتبر ہوگی اور عورت اس کے سپرد کر دی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۵) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

زید نے بکر کو نقد روپیہ اور سامان امانت رکھنے کو دیا جو ایک خاص سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے زید نے جب بھی ضرورت کے وقت کچھ نقد یا سامان وغیرہ امانت دار یعنی بکر سے لیا بکر نے اس سے ہمیشہ اپنے سامان کی دست خط کروایا ہے جو موجود ہے۔ اتفاق کی بات زید انتقال کر گیا جب زید کے وارث اس امانت کثیر کو بکر سے مانگتے ہیں تو بکر اب کہتا ہے میں نے سب نقد واپس کر دیا تھا حالانکہ کوئی ثبوت نہیں کہ اس نے واپس لے لیا ہے تو ایسی صورت میں کہ تحریر موجود ہے بکر کثیر رقم ہاتھ آ جانے کے لالچ میں قسم کھانے کو تیار ہے شرعاً تحریر کی موجودگی میں بکر کا قسم کھانا جائز ہے؟

مولوی عبد الواحد کریم گنج ضلع گیا ۲۰ ررجب ۸۹ھ

الجواب

صورت مسئولہ میں یہ امر ہر طرح ثابت ہے کہ زید کا سرمایہ بکر کے پاس رکھا گیا خود بکر کو بھی اعتراف ہے اب سوال یہ ہے کہ بکر اس بات کا مدعی ہے کہ میں نے وہ سب سامان واپس کر دیا اور زید کے ورثاء اس کے منکر ہیں تو ایسے دعویٰ پر بکر کو گواہی پیش کرنی پڑے گی صرف قسم کھانے سے کام نہ چلے گا۔ حدیث شریف میں ہے: "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد المنان اعظمی خادم دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

الجواب صحیح عبد العزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبد الرؤف غفرلہ مدرس دار العلوم اشرفیہ مبارک پور

(۶) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

عقیدۃ النساء (عقیدن بیوی) اور اس کی ساس میں جھگڑا ہوتا رہتا تھا ایک روز ساس نے اپنے لڑکے ہدایت اللہ سے شکایت کی کہ عقیدن نے تمکو اور تمہارے والد کو بہت گندی گالیاں دی ہیں۔ ہدایت اللہ نے اپنی ماں سے کہا کہ اپنی پوتی کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاؤ۔ تو اس نے اپنے لڑکے ہدایت اللہ کے سر

پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی۔ عقیدن نے اپنی چھوٹی لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی کہ ہم نے تم کو یا تمہارے والد کو کچھ نہیں کہا۔ ہدایت اللہ کو بہت غصہ آیا اور اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ دوسری صبح کو ایک عالم اور ایک بھلے آدمی سے بھی تین طلاق کا اقرار کیا۔ موقع پر صرف ماں اور بیوی تھیں، ماں تین طلاق بتا رہی ہیں۔ اور بیوی ایک۔ اور ہدایت اللہ اب کہتے ہیں کہ مجھے اتنا غصہ تھا کہ مجھے یاد نہیں کہ کتنی بار طلاق دی صرف طلاق دینا یاد ہے۔ گاؤں والے کہتے ہیں کہ تم نے دو آدمیوں کے سامنے تین طلاق کا اقرار کیوں کیا۔

ہدایت اللہ اسکو کہتا ہے طلاق میں نے ان لوگوں کے سامنے نہیں دی موقعہ پر صرف ماں اور بیوی تھیں۔ ایسی صورت میں شرع کا کیا حکم ہے۔ فقط محمد عبدالرزاق ڈگراساہی۔ چمپا ضلع بالیر

الجواب

جب کہ ہدایت اللہ میاں نے دو آدمیوں کے سامنے اقرار کیا تو چاہے ان کی نیت گواہ بنانے کی رہی ہو یا نہ رہی ہو وہ گواہ ہوگئے۔ اور تین طلاقیں ثابت ہوگئیں۔ ہدایہ میں ہے: "اذا اقر الحر البالغ العاقل بحق لزمه" اب اگر دونوں ایک ساتھ رہنا چاہتے ہوں تو حلالہ کے سوا کوئی صورت نہیں۔ قرآن شریف میں ہے: ﴿فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىٰ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة: ۲۳۰] اس لیے ضرورت ہے کہ عدت گزرنے کے بعد عورت دوسرے آدمی سے شادی کرلے اور وہ اس سے صحبت کرے پھر اگر وہ طلاق دیدے تو بعد عدت دوبارہ ہدایت میاں سے شادی ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یکم ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(۷) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ

کہ بوقت نماز عیدالاضحی زید کو منتخب کردہ امام پر شک وشبہات ہوئے، زید پر لازم آیا کہ اس کی تحقیق کرے۔ چونکہ اس سے قبل بھی ایسا معاملہ درپیش آیا تھا اور بعد تحقیق کے وہ دیوبندی ثابت ہوا تھا زید اور دیگر سنی مسلمانوں نے کہا کہ سنی امام رکھا جائے اور منتخب کردہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے انکار کیا، بات یہ طے پائی کہ زید اور دیگر سنی حضرات ایک الگ مقام پر نماز عیدالاضحی ادا کیے، اتفاق کی بات کہ عید الاضحی کے تیسرے دن اسی گاؤں کے ایک سنی نے زید اور دیگر سنی مسلمانوں کو کھانے کی دعوت دیا، وقت مقررہ پر زید اور مذکورہ سنی حضرات گئے تو دیوبندی امام کے عقیدت مندوں سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوگیا بعدہ میلاد النبی کا پروگرام شروع کئے بعد اختتام کھانے میں شریک ہوئے۔ کھا کر گھر جب آئے تو معلوم

ہوا کہ اسی دیوبندی امام کا ذبیحہ تھا جس کا گوشت ہم سبھوں نے کھایا، تو زید اور مذکورہ سنی حضرات نے کہا کہ ہم سبھوں نے لاعلمی میں کھایا ہے توبہ کرنے کیلیے تیار ہیں اور شریعت مصطفیٰ پر عمل کرنے کیلیے تیار، مذکورہ زید کے گاؤں میں دو پارٹی ہے جو سنی کہلانے کی دعوے دار ہے، موقع کو غنیمت جان کر دیوبندیوں سے ربط وضبط کا سلسلہ ہموار کیا اور انھیں دیوبندی کی غلط گواہی پر اعتبار کرتے ہوئے (یعنی اس اعلان کے باوجود کہ یہ دیوبندی امام کا ذبیحہ ہے کھانا کھالیا) اس کو سامنے رکھتے ہوئے فتویٰ منگا کر انہیں دیوبندیوں کی زیر حمایت گلی گلی میں شور برپا کر رکھا ہے، جب کہ اسی درمیان زید اور دیگر مذکورہ سنی حضرات نے معاملے کو مقامی علمائے کرام کے سامنے پیش کیا تو سنی حضرات کی گواہی نہ پاکر یہ فرمایا کہ اگر سنی مسلمانوں کی شہادت گذر جائے گی تو فیصلہ کیا جائے گا، غور طلب یہ ہے کہ جب زید مذکورہ سنی حضرات اجنبیت کے عالم میں دیوبندی امام کا ذبیحہ کھانے کا اقرار کیا اور توبہ کرنے پر تیار مگر مخالف پارٹی کے ایک فرد کے سامنے بذات خود زید نے کلمہ توبہ استغفار پڑھا اور موجودہ غلطیوں سے توبہ کیا تو پھر مخالف سنی پارٹی جو بالکل غلط اور افترا بازی میں مشغول ہے شریعت مطہرہ کے نزدیک کیا ہے اور دیوبندی کی گواہی شریعت مطہر کے نزدیک معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی نور محمد رضوی پرتاب گڑھ یوپی

الجواب

دیوبندی کی گواہی نامقبول ہے اور فتنہ مچانے والے سخت گنہگار ہیں۔ قرآن شریف میں ہے:

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾[البقرة:۱۹۱] واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۸) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے متعلق

گاؤں کے کچھ لوگ سڑک پر جمع ہوئے، متنازعہ فیہ زمین کے سلسلہ میں فیصلہ کرنے کے لیے بات چیت ہونے لگی دوران گفتگو زید یعنی نورالدین نے کہا کہ اگر کوئی مسجد میں چل کر قرآن شریف لے کر قسم کھا کر کہے کہ متنازعہ فیہ زمین مسجد کی ہے تو ہم مان جائیں گے، اس پر بکر یعنی امین نے کہا کہ ہم اس بات کی قسم کھا سکتے ہیں کہ زید کے دادا سے سنا ہوں کہ متنازعہ فیہ زمین مسجد کی ہے، اس پر بھی زید خاموش رہا اور کچھ نہیں بولا اس کے بعد لوگوں کے درمیان آپس میں تکرار ہوگئی مجلس سے لوگ اٹھ اٹھ کر چلے گئے۔

لہٰذا فریقین کی یعنی زید اور بکر کی باتوں پر غور وفکر فرما کر شریعت کی روشنی میں فریقین پر اگر کوئی مسئلہ عائد ہوتا ہو تو جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ فقط والسلام

الجواب

اسلام میں کسی حق کا فیصلہ کرنے کے لیے مدعی کی طرف سے گواہ ہونا چاہیے اور مدعی گواہ نہ پیش

کر سکے تو اس کے مطالبہ پر قاضی مدعا علیہ سے قسم کھلائے گا۔

اور صورت مسئولہ میں محمد امین مسجد کی زمین ہونے کا گواہ نہیں بلکہ نور الدین کے داد کے اس اقرار کا گواہ کہ انھوں نے زمین کو مسجد کی بتایا پھر اگر گواہ بھی ہے تو اکیلا جب کہ شرعاً ایک تنہا آدمی کی گواہی معتبر نہیں قرآن شریف میں ہے ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنكُمْ﴾[الطلاق:۲] اپنے میں سے دو گواہ لاؤ اور دو گواہ ہوتے تب بھی ان کے قسم کھانے کی ضرورت نہیں کہ شرعا فیصلہ مدعی یا گواہ کی قسم پر نہیں۔

تو صورت مسئولہ میں محمد امین کی گواہی قابل اعتبار نہ ہوئی، نہ اس کی قسم کا ماننا ضروری اس لیے نور الدین اگر اس کو نہیں مانتا تو شرعاً کوئی جرم اس پر عائد نہیں۔ اور جو لوگ اس قسم کے ماننے کے لیے اس پر جبر کر رہے ہیں زیادتی کر رہے ہیں اور فریقین میں سے جو بھی اس سلسلہ میں فتنہ وفساد کی بات کریگا مجرم ہوگا۔ قرآن شریف میں ہے:﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾[البقرة:۱۹۱]

نور الدین کی زیادہ سے زیادہ یہ کوتاہی ہے کہ اس نے اپنی جہالت اور نادانی سے ایک ایسی بات کے تسلیم کرنے کا وعدہ کرلیا جس کو تسلیم کرنا اس کو کچھ ضروری نہ تھا جب کہ وہ خود مدعا علیہ بھی نہیں کہ اس کے ماننے نہ ماننے کا اثر دعوی پڑے۔

تو نور الدین اور گاؤں کے اور لوگ جنھوں نے کبھی بھی کسی سے کوئی وعدہ خلافی کی ہو خدا کے حضور توبہ کریں باقی وعدہ پورا کرنے پر کسی کو شرعاً قانونا مجبور نہیں کیا جاسکتا بالخصوص اس صورت میں کہ وعدہ قابل تسلیم بھی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ۹ ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ

(۹-۱۲) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) وہ ٹیلی فون جس میں آدمی کی شکل بھی نظر آتی ہے شہادت دے تو اس کی شہادت قابل قبول ہے کہ نہیں؟۔

(۲) منی آرڈر کے ذریعہ سے زکوۃ کا پیسہ مدارس عربیہ میں بھیجنا روا ہے کہ نہیں حالانکہ اس طرح زکوۃ کا روپیہ بالکل بدل جاتا ہے؟۔

(۳) پرائیویٹ اسکولوں کی تعطیلات پر پرنسپل کا تعطیلات کی بھی طلبہ سے فیس لینا ازروئے شرع کیسا ہے؟۔

(۴) ایک شہر میں اپنا پیسہ جمع کرنا اور دوسرے شہر میں اس کو لینا تاکہ راستہ کے خطرات سے محفوظ رہے۔

المستفتی محمد سعید اشرفی

الجواب

(۱) جائز نہیں۔ بہار شریعت جلد دوازدہم ص ۸۸ میں ہے۔

کسی حق کو ثابت کرنے کے لیے مجلس قاضی میں لفظ شہادت کے ساتھ سچی خبر دینے کو شہادت

یا گواہی کہتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ شاہد کا مجلس قاضی میں بذات خود حاضر ہونا شہادت کے مفہوم میں داخل ہے اس کی شبیہ یا تصویر کا نہیں۔

(۲) جائز ہے اسکی مکمل بحث مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب "المنی والدرر لمن عمد منی اردڈر" میں دیکھی جائے۔ اعلیٰ حضرت کا یہ رسالہ فتاوی رضویہ کتاب الاجارہ میں ہے۔

(۳) اجارات وغیرہ معاملات میں ان شرائط کے موافق حکم شرعی ہوگا۔ جو متعاقدین میں باہم طے ہوں اور طے نہ ہونے کی صورت میں اس کے موافق جو اس علاقہ اور اس زمانہ کا عرف ہو فقہ کا یہ عام قاعدہ کلیہ ہے المعروف کالمشروط۔

فتاوی رضویہ ششم ص ۱۴۲ میں ہے:

اجارات وغیرہ معاملات میں عمل تعارف پر ہے تو طالب علم اور پرنسپل میں داخلہ کے وقت ہی طے ہو گیا ہو کہ مہینہ کے پورے دنوں کی فیس لی جائے گی۔ یا ادھر کا یہی عرف ہو تو پرنسپل کا تعطیل کے دنوں کی فیس وصول کرنا جائز۔ اور نہ معاملہ ہوا ہو نہ ایسا عرف ہو تو ناجائز۔

(۴) اگر بطور قرض یہ معاملہ کیا تو ناجائز ہے۔ اور نوٹ کو بطور بیع جمع کیا تو دوسرے شہر میں اس کی قیمت وصول کر سکتے ہیں تفصیل کے لیے فتاوی رضویہ جلد ہفتم ص ۲۸۹/۲۸۸ دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی مئو

(۱۳) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

میرے شوہر انوار الحق عرف منیر الحق بھیونڈی رہتے تھے، شراب نوشی ان کی عادت تھی، بھیونڈی ہی میں اپنے ایک ساتھی کی غیر مطلقہ بیوی کو رکھ لیا کچھ دنوں کے بعد ان کو گھر لائے تو ان کے والد نے کہا اس کو یہاں مت رکھو، یہاں صرف تمہاری پہلی بیوی اور اس کی تینوں بچیاں رہیں گی۔ چنانچہ وہ لے کر پھر بھیونڈی چلے گئے۔ اور میں اپنی بچیوں کو لے کر میکے چلی گئی وہیں پر بچیوں کی شادی کی اور میرے خسر کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے مکان کا ایک حصہ اپنی بہن کو بیع نامہ کر دیا۔ بہن شروع شروع میں ظاہر کرتی تھی کہ پورا مکان ہی فروخت کر دیا ہے اسی بنا پر دوسرے حصہ کا کرایہ بھی کرایہ دار سے وصول کرتی تھی مگر پنچ کے سامنے جب بیع نامہ لایا گیا تو اس میں صاف تحریر ہے کہ تین کڑی صرف فروخت ہوا ہے باقی حصہ کو خسر نے اپنی ملکیت دکھائی ہے مگر جب حصہ کا مطالبہ کیا گیا تو خسر کی بہن نے کہا کہ باقی حصہ کو بھائی نے مسجد کے لیے وقف کر دیا ہے۔

یہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ صرف بہن کے کہہ دینے سے وقف ہو جائے گا یا نہیں؟ اور نہ ہونے

کی صورت میں میرا اور میری بچیوں کا حصہ شوہر کی کل جائداد میں ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو کتنا؟ بینوا توجروا
المستفتی: حدیث النساء ساکن جین پور اعظم گڑھ یوپی

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی صورت مسئولہ میں جب کہ جائداد کے موقوفہ ہونے کی دوسرے کسی ذریعہ سے تصدیق نہیں ہورہی ہے تنہا ایک عورت کی گواہی سے وقف کا ثبوت نہ ہوگا۔ اولاً شہادت کے لیے دو مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں کا نصاب ہے۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم تكونا رجلين فرجل وامرتان﴾ [البقرة:۲۸۲] پس اس مسئلہ میں تنہا ایک عورت کا بیان ناکافی ہے۔

ثانیاً: اپنے قول کے مطابق وہ عرصہ سے موقوفہ زمین کی آمدنی وصول کرتی ہے۔ یہ اس کا دوسرا فسق ہے اس لیے اس کی گواہی مردود ہے۔

ثالثاً: وقف کا معاملہ حقوق اللہ کا معاملہ ہے، حقوق اللہ کی گواہی فوراً واجب ہوتی ہے اس گواہی کو اتنے دن چھپائے رکھنے سے اس پر فسق ثابت ہوا تو اس کی گواہی تین وجوہ سے مردود ہے۔

رہ گیا سائلہ اور اس کے بچوں کے حق کا معاملہ تو اس سلسلہ میں اس امر کی تفصیل مطلوب ہے کہ انوار الحق کا انتقال پہلے ہوا کہ اس کے والد کا۔ اور والد کا انتقال پہلے ہوا تو انوار الحق ابھی زندہ ہے یا وہ بھی فوت ہو گیا، اگر یہ بھی فوت ہو گیا ہو تو انوار الحق کے اور بھی کوئی عزیز قریب ہے یا نہیں؟ جب تک یہ امور صحیح طور سے معلوم نہ ہوں جواب مشکل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عبد المنان اعظمی شمس العلوم گھوسی ضلع مئو ۴ر جمادی الاخری ۱۴۱۸ھ

(۱۴) **مسئلہ**: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

قاضی صاحب نے ایک نکاح پڑھایا تو دو گواہ لیا۔ اس میں ایک گواہ کی داڑھی صاف تھی یعنی داڑھی منڈالیا تھا۔ تو ایک صاحب براتی نے کہا کہ داڑھی صاف کرانے والے صاحب گواہی نہیں دے سکتے ہیں۔ تو ایسی صورت میں قاضی صاحب جو وکیل مطلق بنکر آئے تھے۔ دو اور گواہ خود کر سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا قاضی صاحب پھر دوسرے گواہ کی اجازت لڑکے سے لے کر دوسرے گواہ ٹھیک کر سکتے ہیں یا خود قاضی وکیل مطلق ہونے کی طاقت لے کر گواہ ٹھیک کر سکتے ہیں؟ افسوس جن صاحب نے اس کا خیال کیا تھا کہ داڑھی صاف کرانے والا گواہی نہیں دے سکتا ہے ان صاحب کی داڑھی بہت چھوٹی تھی اور دولہا کا باپ بھی داڑھی صاف کرانے والوں میں سے تھا۔ اس کا اجر و ثواب بروز قیامت اللہ دے گا۔ مطلب یہ

ہے کہ داڑھی صاف کرنے والا قاضی وکیل مطلق کا گواہ ہوسکتا ہے یانہیں؟ فقط والسلام

الجواب

قاضی یا وکیل کے لیے گواہ کا ہونا ضروری نہیں۔نکاح کے وقت البتہ گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ درمختار میں ہے:"الشرط حضور الشاھدین" لیکن گواہ وہی نہیں ہے جو مقرر کیا گیا نکاح کی مجلس میں جتنے لوگ موجود تھے اور گواہی کے اہل تھے اس میں جس نے ایجاب وقبول سنا گواہ ہوگیا اور جو فاسق نہ ہوں وہ گواہی ضرورت کے وقت دے بھی سکتے ہیں،داڑھی علی الاعلان کٹانے والا فاسق ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالمنان اعظمی خادم دارالافتاء دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ ۲۲ رمحرم ۸۴ھ

الجواب صحیح:عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح:عبدالرؤف غفرلہ

(۱۵-۲۲)**مسئلہ**:کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ

(۱) زید کے نکاح میں بکر نے سارے مجمع کے سامنے اس طرح ایجاب کے الفاظ پڑھا کہ فلاں صاحب کی صاحبزادی جس کا نام فلاں ہے دین مہر اتنا مع اتنے سکہ رائج الوقت بوکالت میرے بگواہ دو کے جن کا نام محمد عزیز احمد خاں اور محمد شیر علی خاں ہے اور جمیع حاضرین مجلس آپ کی زوجیت میں دیجاتی ہے آپ نے قبول کیا،اس میں مذکورہ دو گواہ کے علاوہ مجلس کے سارے لوگ بھی گواہ ہیں جیسا کہ ایجاب کے الفاظ سے ظاہر ہے اور خاص کر دو گواہ مذکورہ جن کا نام لیا گیا ان میں محمد شیر علی پکے دیوبندی ہیں تو دریافت یہ کرنا ہے کہ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں برتقدیر نکاح دوبارہ پڑھایا جائے یا نہیں۔

(۲) زید کی شادی ہندہ سے ہوئی تھی لیکن خلوت صحیحہ سے قبل ہی زید نے ہندہ کو تین طلاق دے دیا تو اب دریافت یہ کرنا ہے کہ۔

(الف) ہندہ پر عدت گزارنا واجب ہے یا نہیں؟ برتقدیر اول کتنے دن عدت میں رہنا ہوگا؟۔

(ب) اب پھر زید کی شادی ہندہ سے بغیر حلالہ کے صحیح ہوگی یا نہیں؟۔

(۳) زید کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے لیے رخت سفر باندھنا حرام ہے البتہ مسجد نبوی کی زیارت کے لیے سفر اختیار کرنا مسنون ہے؟۔

بخاری ومسلم میں مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"لاتشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد مسجد الحرام ومسجدی هذا والمسجد الاقصی"(صحیح البخاری:۲/۷۶)

اور زیارت قبر کے لیے شد رحال کے سلسلہ میں جن احادیث کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے وہ تمام

احادیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں جیسا کہ ان کے ضعیف ہونے پر دار قطنی، بیہقی، حافظ ابن حجر وغیرہ نے دلائل پیش کئے ہیں۔ مثلا

"من حج ولم يزرني فقد جفاني. (الدر المنثور: ١/٢٣٧)

"من زارني بعد مماتي فكانما زارني في حياتي. (سنن الدار قطني: ٢/٢٧٨)

"من زارني وزار ابي ابراهيم في عام واحدٍ ضمنت له على الله الجنة.

(الاسرار المرفوعة: ٣٤٤)

"من زار قبري وجبت له شفاعتي" (سنن الدار قطني: ٢/٢٧٨)

یہ اور ان جیسی تمام احادیث نبی اکرم ﷺ سے قطعا ثابت نہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے تلخیص میں ان تمام روایات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان تمام احادیث کی سند ضعیف ہے۔ حافظ عقیلی نے لکھا ہے یہ روایت صحیح نہیں۔ اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے وثوق سے لکھا ہے کہ یہ تمام روایات موضوع ہیں۔ تو زید کا اس طرح دعوی کرنا اور محدثین کے قول کو سند حدیث کے متعلق پیش کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ بر تقدیر ثانی ان تمام احادیث کی سند کیسی ہے؟ تحریر فرمائیں اور ساتھ ہی زید کیلیے حکم شرع بیان فرمائیں۔

(۴) حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقت مولانا امجد علی قدس سرہ العزیز صاحب فتاوی امجدیہ اول کے صفحہ ۳۱۷ر پر ارشاد فرماتے ہیں کہ فقہائے کرام نے ہاتھ باندھنے اور کھولنے کیلیے جو کلیہ ارشاد فرمایا ہے اس سے استدلال کی ہمیں حاجت نہیں۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ وہ کلیہ کون کون ہے تحریر فرمائیں

(۵) مولوی پالن حقانی نے اپنی کتاب شریعت یا جہالت کے صفحہ ۲۵۲ر پر لکھا ہے کہ اگر کوئی جاہل اپنی جہالت سے کسی نبی یا ولی میں حاضر وناظر کی صفت (بلا تخصیص ذاتی یا عطائی کے) مانتا ہے تو وہ ایمان سے ہاتھ دھوڈالے، کیونکہ فقہائے کرام اور علمائے امت کا یہی فتوی ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور گواہ حاضر نہ ہوئے پس اس نے کہا کہ خدا اور رسول کو میں نے گواہ کیا یا کہا خدا اور فرشتوں کو گواہ کیا تو کافر ہے اور اگر اس نے کہا کہ دائیں ہاتھ کے فرشتے اور بائیں ہاتھ کے فرشتے کو گواہ کیا تو کافر نہیں فتاویٰ عالم گیری مرتد کے بیان میں۔ تو دریافت یہ کرنا ہے کہ ہم عوام اہل سنت تحریر کرتے ہیں: کہ یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط؟ بر تقدیر اول خدا اور رسول کو گواہ کرنے سے کافر ہوجانے کا صحیح مطلب کیا ہے اور کس وجہ یعنی حاضر وناظر ماننے کی وجہ سے یا اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہے؟ بر تقدیر ثانی فتاوی عالم گیری مظاہر حق وغیرہ میں اسی جگہ یہ مسئلہ کس طرح تحریر ہے اسے من وعن تحریر کیا جائے اور اس مسئلہ کے نقل کرنے میں مصنف جہالت نے جو خیانت کیا ہے اس کی نشاندہی فرمائی جائے۔

(۶) امام کی اقتدا میں زید نے نماز ادا کی۔ امام نے دعائے ماثورہ سے فارغ ہو کر سلام پھیر دیا جب کہ زید دعائے ماثورہ بھی پڑھ رہا تھا، اس لیے زید نے امام کے سلام پھیرنے سے کچھ دیر بعد سلام پھیرا یعنی دعائے ماثورہ مکمل پڑھنے کے بعد تو دریافت یہ کرنا ہے کہ زید کی نماز ہوئی یا نہیں؟ بر تقدیر اول مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟ بر تقدیر ثانی زید کا امام کے ساتھ سلام پھیرنا فرض ہے یا واجب یا سنت؟۔

(۷) زید جمعہ کی اذان ثانی کو مسجد میں کہنا جائز و درست بتاتا ہے اور دلیل میں ہدایہ کی عبارت پیش کرتا ہے تو زید کا کہنا صحیح ہے یا غلط؟ بر تقدیر اول ابوداؤد شریف کی حدیث جس سے اذان ثانی کا باب مسجد پر ہونا سنت ہے اس میں اور ہدایہ کی عبارت میں جو تعارض ہے اس کا کیا جواب ہے؟۔ بر تقدیر ثانی ہدایہ اسی جگہ یہ مسئلہ کس طرح ہے، عربی عبارت مع ترجمہ تحریر فرمائیں۔

(۸) اوقات ثلاثہ یعنی طلوع شمس استوی اور غروب شمس ان تینوں وقتوں میں نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے لیکن اگر کوئی ناواقف انھیں وقتوں میں نماز پڑھے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ بر تقدیر اول بکراہت تحریم یا تنزیہ۔

ان سارے سوالوں کا جواب مفصل و مدلل اور صاف صاف تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں اور جتنی جلد ہو سکے جواب تحریر فرما کر بھیجدیں مہربانی ہوگی۔

المستفتی، محمد اعجاز اختر بیگم پور، ۶ر صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

الجواب

(۱) اگر نکاح پڑھانے والے نے صرف اتنا ہی کہا ہوتا کہ میں نے اپنی موکلہ مسماۃ فلانہ بنت فلاں کو بعوض مبلغ اتنا روپیہ سکہ رائج الوقت آپ کے نکاح میں دیا تب بھی نکاح کا ایجاب مکمل ہو جاتا گواہوں کا نام لینا کچھ ضروری نہ تھا، جتنے لوگ اس وقت مجلس میں موجود تھے سب شاہد ہو گئے، چاہے نام لیا گیا ہو یا نہ لیا گیا ہو بشرطیکہ مسلمان ہوں۔

ہدایہ میں ہے: "فاذا سمع ذلك الشاهد اور آه وسعه ان يشهد وان لم يشهد عليه"

(اخیرین ص/۱۵۸)

جو شخص کسی واقعہ کے وقت حاضر رہا اور اس نے مشاہدہ کیا وہ گواہ ہو گیا، گواہ بنایا جائے یا نہ بنایا جائے۔ بقیہ شرائط کو ادائے شہادت کے وقت دیکھا جائے گا، اگر ادائے شہادت کے شرائط میں کچھ نقصان ہو تو شہادت مردود ہو جائے گی۔

پس صورت مسئولہ میں پورے مجمع میں کم از کم دو سنی صحیح العقیدہ مسلمان رہے ہوں تو نکاح ہو گیا۔

(۲) خلوت صحیحہ سے قبل طلاق دی ہو تو عدت واجب نہیں۔

عالم گیری میں ہے: "العدة تلزم المرأة بعد زوال النكاح المتاكد بالدخول"

اگر تینوں طلاق ایک لفظ سے دی ہوں تو حلالہ کے بغیر شوہر اول کے لیے جائز نہیں اگر چہ خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو اور علیحدہ علیحدہ لفظ سے طلاق دی ہو تو حلالہ کی ضرورت نہیں۔

عالم گیری میں ہے: "ان كان الطلاق ثلاثا لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره ولافرق بين كون المطلقة مدخولا بها و غير مدخول بها"

(۳) آپ کے زید صاحب کا یہ کہنا کہ قبر انور کی زیارت کے لیے رخت سفر باندھنا حرام ہے، شریعت پر افتراء ہے۔

قرآن وحدیث میں کہیں یہ حکم نہیں ہے کہ آپ کی قبر مبارک کے لیے سفر کرنا حرام ہے اور اپنے زعم قاصر میں جو حدیث انہوں نے اس امر کے ثبوت میں پیش کی ہے اس حدیث مبارک میں تو دور نزدیک کہیں بھی کسی قبر کا ذکر نہیں، حدیث مبارک کے صاف الفاظ یہ ہیں کہ سفر نہ کیا جائے مگر صرف تین مسجدوں کے لیے۔ تو کیا دنیا میں تین مسجد کے علاوہ صرف قبریں ہی ہیں۔

اس حدیث کا اگر یہ مطلب ہو کہ تین مسجد کے علاوہ سفر حرام ہے تو دیو بند کا سفر بھی حرام ہوگا، لندن اور امریکہ کا سفر بھی حرام ہوگا، کلکتہ اور بمبی کا سفر بھی، یعنی دنیا میں ان تین مقامات کے علاوہ کوئی سفر بھی جائز نہ ہوگا۔

کیا رسول اللہ ﷺ ایسی بے بنیاد بات ارشاد فرمائیں گے۔

اسی لیے علمائے دین فرماتے ہیں کہ عربی گرامر کے لحاظ سے یہ جملہ استثناء کا ہے، اس میں مستثنی منہ محذوف ہے اور قاعدے کی رو سے مستثنی منہ مستثنی کی جنس سے ہوتا ہے۔

تو حدیث کی اصل عبارت یہ ہوئی۔

"لاتشدالرحال الی مسجد الاالی ثلثة مسجد"○

تین مسجدوں کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کی نیت سے سفر کرنا منع ہے کیونکہ جتنا ثواب تمہارے محلہ کی مسجد میں ملے گا اتنا ہی اور مسجدوں میں پھر وہاں تک سفر عبث اور بے فائدہ ہوا۔

اس لیے یہ سفر نا جائز ہوا، بھلا اس حدیث کو قبروں کی زیارت کی ممانعت سے کیا تعلق ہے۔

چنانچہ امام عینی شرح بخاری میں تحریر فرماتے ہیں:

"الاستثناء مفرغ فتقدير الكلام لاتشد الرحال الى موضع ومكان فان قيل فعلى هذا

یلزم ان لایجوز السفر الی مکان غیر المستثنی حتی لایجوز السفر لزیارة ابراهیم علیه السلام ونحوه لان المستثنی منه فی المفرغ لابد ان یقدر العام اجیب بان المراد من الاعم الاعم مایناسب المستثنی نوعا ووصفا کمااذا قلت مارآیت الازیدا کان تقدیره مارأیت رجلا واحدا الازیدا مارأیت حیوانا اوشیئا ههنا التقدیر لاتشد الی مسجد الا الی الثلاث ۔

یہ استثناء مفرغ ہے تو اصل عبارت یہ ہونی چاہیے کہ کسی مکان کی طرف سفر جائز نہیں سوائے تین مسجدوں کے، اگر تم کہو کہ تب تو یہ مطلب ہوگا کہ دنیا میں ان تین مسجدوں کے علاوہ کہیں کا سفر جائز نہ ہو، کیونکہ مستثنی مفرغ میں مستثنی منہ عام ہی مقدر ماناجاتا ہے، میں کہوں گا کہ عموم کالحاظ نوع اور وصف میں مناسبت کے لحاظ سے ہوگا۔

نیز اسی میں ہے:"قال النووی بمعناه لافضیلة فی شد الرحال الی مسجد ماغیر هذه الثلاثة ونقله عن جمهور العلماء"۔(حوالہ مذکورہ بالا)

امام نووی نے جمہور علمائے اسلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی دوسری مسجد کے لیے سفر کرنے میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

پس علماء کی ان تصریحات سے ثابت ہوگیا کہ اس حدیث مبارک کا زیارت قبور کی ممانعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رہ گیا زید کا احادیث زیارت کوضعیف کہنا تو اس کی یہ حقیقت ہے کہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس مضمون پر گیارہ حدیثیں روایت کی ہیں، ان میں پہلی حدیث یہ ہے:

"حدثنا حافظ الدار قطنی قال حدثنا القاضی المحاملی حدثنا عبید ابن محمد الوراق حدثنا موسی بن خلال العبدی عن عبید الله بن عمر عن نافع ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنهم قال : قال رسول الله ﷺ:من زار قبری وجبت له شفاعتی "(سنن الدارقطنی:۲/۲۷۸)

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کوموسی بن ہلال بن عبیداللہ بن عمر بن نافع عن ابن عمر روایت کیا ہے۔

اس حدیث پر ایک جرح یہ ہے بعض روایتوں میں عبیداللہ کے بجائے عبداللہ ہے اور عبداللہ کثیر الخطاء ہیں، امام سبکی فرماتے ہیں کہ عبداللہ مسلم کے راویوں میں سے ہیں، حضرت امام احمد ابن حنبل نے ان کو صحیح کہا ہے، یحیی ابن معین کہتے ہیں: ان کی حدیث لکھی جائے گی)۔

اور ابن حبان نے کثیر الغلط کہا تو ایک محدث نے ان کو کثیر الغلط کہا ہے، دیگر محدثین نے ان کی تعریف کی ہے اور ابن حبان کی جرح بھی یہ ہے کہ غلطی کرتے ہیں، تو حدیث نہایت مختصر ہے جس میں غلطی

کا امکان نہیں اور ابن معین ان کی ان روایتوں کو جو نافع سے روایت کرتے ہوئے قابل قبول بتارے ہیں تو ابن حبان کی جرح بالکل بے وزن ہوگئی۔ دوسری جرح یہ ہے کہ موسی ابن ہلال مجہول ہیں۔ ابو حاتم رازی لیکن ابن عدی فرماتے ہیں کہ موسی ابن ہلال کی روایت میں کوئی حرج نہیں اور ان کو مجہول کہنا بھی درست نہیں، ان سے احمد ابن حنبل روایت کرتے ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ثقات ہی سے روایت کرتے ہیں۔

احمد بن حنبل کے علاوہ ۶ر اور ائمہ حدیث نے بھی موسی ابن ہلال سے روایت کی ہے، دو آدمی روایت کریں تو جہالت رفع ہو جاتی ہے اور یہاں تو سات سات راوی موجود ہیں۔

تیسری جرح امام عقیلی اور امام بیہقی نے یہ فرمائی ہے: موسی ابن ہلال کے علاوہ اور کوئی اس روایت کو بیان نہیں کرتا تو یہ منفرد ہوئے، لہذا روایت نامقبول۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کو اگر آپ ثقہ مانتے ہیں تو منفرد ہوں تب بھی قابل قبول ہیں اور متابعت کا انکار بھی غلط ہے۔

اس حدیث کے متابعات اور شواہد سب موجود ہیں، یہ سب لکھنے کے بعد امام تقی الدین فرماتے ہیں: "بذلك تبين ان اقل درجات هذا الحديث ان يكون حسنا ان نوزع في صحة"

(شفاء السقام ص ۱۱ر)

اس حدیث کے صحیح ہونے میں کلام ہو تو حسن ہونے میں کوئی کلام نہیں اور جب اس حدیث کی متابع اور شاہد اور حدیثیں بھی ہیں تو یہ حدیث درجہ صحت تک ترقی کر جاتی ہے۔ احادیث زیارۃ میں سے ایک حدیث پر یہ بحث ہم نے یہاں نموۃً ذکر کی ہے کہ کسی حدیث کے بارے میں کسی محدث کا ضعیف کہہ دینا سند نہیں، کیونکہ تحقیق کے بعد بسا اوقات یہ ثابت ہوتا ہے کہ تنقید صحیح نہیں تھی، حدیث صحیح ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں ہم نے دکھایا۔ مگر زید اور اس قسم کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کو صرف اپنی پسند سے ہی غرض ہے، چاہے وہ حقیقت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

اور رہ گئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ تو انہوں نے تو تکلف بر طرف صاف صاف افتراء پردازی سے کام لیا ہے، اور یہ میں نہیں کہتا شیخ الاسلام امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا بیان سنئے وہ فرماتے ہیں:

"وبهذا بل باقل منه يتبين افتراء من ادعى ان جميع الاحاديث الواردة في الزيارة موضوعة فسبحان الله ما استحى من الله ورسوله في هذه المقالة التي لم يقله عالم ولا جاهل لا من اهل الحديث ولا من غيرهم ولا ذكر احد موسى بن هلال ولا غيره من رواه حديثه هذا بالوضع ولا اتهم به فيما علمنا فكيف يستجيز مسلم ان يطلق على كل

الاحادیث التی هو واحد منها انها موضوعة"

اس ایک ہی حدیث کی صحت وسقم کی تحقیق سے اس آدمی کی بہتان طرازی ظاہر ہوگئی جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ زیارۃ قبر رسول کے سلسلہ کی تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ اس کو ایک ایسی بات کہتے ہوئے اللہ ورسول سے ذرا بھی شرم نہ آئی جس کو آج تک نہ تو کسی عالم نے کہا نہ جاہل نے نہ محدث نے کہا نہ غیر محدث نے اور اس حدیث کے کسی راوی پر وہ موسی ابن ہلال ہی کیوں نہ ہو آج تک کسی نے وضع حدیث کا الزام عائد نہیں کیا، جھوٹی تہمت بھی نہیں باندھی، تو کوئی شخص مسلمان ہو کر ساری ہی حدیثوں کو موضوع کیسے کہہ سکتا ہے جب کہ اسی میں ایک یہ حدیث بھی ہے۔ جس کو ہم نے حسن ثابت کیا۔ (شفاء ص ۱۳)

دوسری حدیث مسند بزار کی ہے، اس کے رواۃ میں عبداللہ ابن ابراہیم اور عبدالرحمٰن ابن زید پر جرح بھی کی گئی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی حدیث لکھی جائے گی جس میں صرف انہیں پر مدار ہو اور ابن عدی اور حاکم نے تصحیح کی ہے، حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"من زار قبری حلت له شفاعتی"

تیسری حدیث میں: "من جاء نی زائرا لایعمله حاجة الازیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا" (المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۲/۲۹۱)

اس حدیث کو امام سعید ابن سکن نے باب زیارۃ قبر النبی میں ذکر کیا اور صحیح کہا، پہلی حدیث کی طرح اس پر بھی کہا گیا ہے کہ علی ابن مسلمہ نے عبید اللہ نے روایت کیا یا عبداللہ سے۔

تمام حدیثوں کو نقل کرنے میں ایک کتاب ہو جائے گی، بہتر یہ ہے کہ یہ ساری بحث آپ شفاء السقام میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۴) وہ قاعدہ کلیہ یہ ہے:

کل قیام فیه ذکر مسنون یعتمد فیه ومالافلا وهو الصحیح"

جس قیام میں ذکر مسنون ہے ہاتھ بندھا رہے گا ورنہ کھول دیا جائے گا۔

(۵) یہ مسئلہ دراصل جامع الفصولین میں ہے اور اسی میں یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گواہ بنانے پر اس وقت کافر ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کو علم غیب کا ذاتی علم مانے، اسی لیے معدن الحقائق اور خزانۃ میں تشریح ہے کہ۔ "الصحیح انه لایکفر لان الانبیاء علیهم السلام یعلمون الغیب ویعرض علیهم الاشیاء فلایکون کفرا"

صحیح یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں آدمی کافر نہیں ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں اور ان پر

اشیاء پیش کی جاتی ہیں۔ تو اصل مسئلہ کی حقیقت یہ ہے لیکن ان مسائل میں وہابیہ کے بڑے بڑے علماء آنکھ بند کر کے دھاندلی پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

حقانی بے چارہ تو جاہل وان پڑھ ہے اس کو تو جیسا سکھادیا گیا وہی بولتا ہے۔

(۶) متابعت امام فرائض اور واجبات میں واجب ہے: شامی میں ہے: "والحاصل ان متابعة الامام فی الفرائض والواجبات واجبة من غیر تاخیر وتکون سنة فی السنن"

پس صورت مسئولہ میں تو ادعیہ ماثورہ کا پڑھنا سنت ہے، دعائیں چھوڑ دے گا اور سلام پھیر دے گا کہ سلام واجب ہے۔

(۷) زید کی بات غلط ہے اور انہوں نے ہدایہ کی عبارت کو غلط سمجھا ہے۔

ہدایہ کی عبارت یہ ہے: "واذن المؤذن بین یدی المنبر"

انہوں نے منبر کے پاس سمجھا ہے جو صحیح نہیں، بین یدیہ کا ترجمہ سامنے ہے، چنانچہ حدیث ابوداؤد شریف میں لفظ بین یدیہ بھی ہے اور علی باب المسجد بھی ہے جس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ خارج مسجد، مسجد کا دروازہ بھی بین یدیہ کہا جاتا ہے تو دروازہ منبر کے قریب تو نہیں تھا سامنے البتہ ہے ہدایہ کی عبارت اور حدیث ابوداؤد میں کوئی تعارض نہیں۔

(۸) ان تینوں وقتوں میں نماز مکروہ تحریمی قابل اعادہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالی اعلم

عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۲۲ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ

(۴۳) **مسئلہ:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

ایک قبرستان میں چند درختان زید کے ہیں، اس کا مقدمہ ایک غیر مسلم سے دیوانی میں جاری ہے زید نے اپنے درختوں کو قبرستان کے لیے وقف کر دیا ہے، زید سے ذاتی رنجش کی بنا پر ایک مسلم نے غیر مسلم کی موافقت میں گواہی دی کہ متنازعہ زمین ۲۵۰ کڑی زمین درختان مذکور غیر مسلم کے ہیں، حالانکہ متنازعہ زمین ۵۰۰ کڑی سرکاری کاغذ میں مع پرانی در پرانی قبریں درج ہیں اور قرب وجوار کے برابر کفن دفن اور جنازہ میں شرکت کرتے رہتے ہیں، امر مطلوب ایسے شخص کے بارے میں از روئے شرع کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

المستفتی سید علی

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی وہ جھوٹی گواہی دینے والا مسلمان سخت گنہگار اور بے توبہ مرا تو عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم عبدالمنان اعظمی شمس العلوم گھوسی اعظم گڑھ ۱۵ ر شعبان المعظم ۱۴۰۹

صحیح بخاری شریف

جہانگیری

ترجمہ
قدوۃ علماء المحققین
زبدۃ فضلاء المدققین
ابوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر
ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

8 جلدیں مکمل

20 کتب سے تخریج

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006